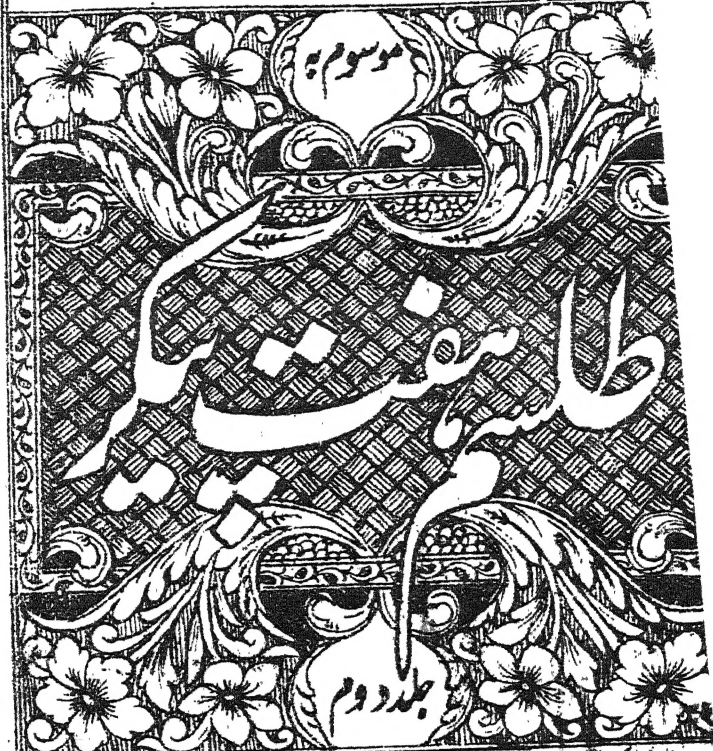


پیشانی مکینان فضل خلاق پائین و زین

سیدہ گلزار سخندان ثمر نور سیدہ شاخسار سرسایان نشر گل لایق سحر ابل فلک خوبی کا اختر



مستقر شاعرانہ کمال خیال شیرین نثار مقالہ حاج رسول التقلید منشی احمد حسین خزانہ دار و مدیر مخلص بہ قلم

مطبع نامی منشی نو کشتاوت لکھنؤ حسن و خوبی چھپا

چونکہ یہ کتاب بھرتی کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا اسے تصنیف کا بجائے تراجم کے شمار کیا گیا ہے۔



اطلاع۔ الحمد للہ کہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروغ  
جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ۔  
حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پچ کر  
ہیں انہیں قصہ جات نظم و نثر اور دہج کیسے جاتے ہیں تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُس  
کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
بالا باختر		قصہ جات نظم
ایرج نامہ جلد اول		الف لیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدیں حسب فیاضیت
جلد دوم	ع	مین ہین۔ از منشی طوطا رام شایان۔ کامل
طلمس ہوش ربا جلد اول	۱۲	ایضاً جلد اول۔ از منشی طوطا رام شایان
جلد دوم	۱۰	ایضاً۔ جلد دوم
جلد سوم	۶	ایضاً۔ جلد سوم
جلد چہارم	۳	ایضاً۔ جلد چہارم۔ از منشی شادی لال
جلد پنجم کا حصہ اول		قصہ جات نثر
جلد دوم		داستان امیر حمزہ صاحب قرآن جسکو ابو الفضل
جلد ششم		فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت میں تصنیف کی
جلد ہفتم		اور آٹھ دفعہ رون میں ہے اور اسکے ناموں کی
بقیہ طلمس ہوش ربا حصہ اول		تقریباً حسب مندرجہ ذیل ہے
جلد دوم	ع	نوشیروان نامہ جلد اول
صندلی نامہ دفتر ششم	ع	جلد دوم
توہج نامہ جلد اول۔ دفتر ہفتم۔	ع	ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم
جلد دوم	ع	ہرمزان نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم
طلمس فتنہ نورا نشان جلد اول دوم و سوم	ع	کوچک باختر

صنایع مکین مکان فضل خالق عالمین رب العالمین

دمیده گلزار سجداتی مژغور سیده شاخسار سحر بیانی نشر کمال نموده سحر بابل فلک خوبی کا اختر



شاعراناک خیال شاعر شیرین مقال ماح رسول التقلین منشی احمد حسین مخزن علم و فن تخلص بر مکر

نام منشی نوک استوائ کچھو کچھو جسر پر جھ



حمد خالق یکتا بانی بنا سے دنیا کیا رحیم و کریم ہو حقیقت میں وہ سمیع و علیم ہو کیا کو  
 بے نیاز ہو ہر طرح کے طریقے میں راز و نیاز ہو کس لطف سے شکم انسان میں نہ  
 لطفہ قائم ہوتا ہو اول مُفغفہ بنایا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو حیثے شکم ما  
 بعد نو حیثے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور سالکان  
 دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جلالی نہ بیان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روئے  
 آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا میں جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس  
 نہ پھنسا یہاں آغوش مادر میں شیر کی کر پرورش پائے میں آخر جب ہوشیار ہو  
 دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد تہمت چند اپنے ذ  
 کیلے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑوں میں پھنسنے انجام و آرام عدم کے کچ  
 ہر وقت ہی فکر ہی ہر گھڑی ہی ذکر ہو کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقہ نیک  
 کو دیکھ کر بچو لے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش  
 ہے کریمی دینے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر میں  
 ہا کے کام کرتا ہے سناں کو اُس کے پروردگار دیکھتا ہو جن و ان  
 نہ صحرا



ساتھ نیکی مان باپ سے زیادہ فرماتا ہو سب پر پروردگار ہر بان ہو جس کام کو جو کوئی کرتا ہو بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہو اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیرے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس نامکس کا وہ نگہبان ہو اپنے بندوں پر مان باپ سے زیادہ ہر بان ہو صفت رب اکبر لکھنا نہایت دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی -

### نعت جناب اشرف انبیاء حبیب خدا

اوصاف با انصاف جناب اشرف انبیاء مثل حمد خدا مشکل ہو وہ پیغمبر کامل کہ جسے خلالت کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حق تعالیٰ حضرت نے اس کو سمجھایا اسی قدر کفر اسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا اسلئے بہ ختم رسل کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حراء تشریف رکھتے تھے یہ سچا حضرت کی نگاہ بجا کر ہیاٹ پر آیا کئی من کا پتھر ہیاٹ سے اس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر اوپر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر اوپر پہنچ چکا تب اس مردود ازی نے آواز دی کہ اے محمد اتو بچو اسی پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو اتے ہوئے دیکھا بزم ربانی آواز دی کہ اے پتھر تجھ کو اس خدا نے بنا یا کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہو مجھ کو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی ابو جہل مرکب میں تیرے اوپر گردن میرے استخوان توڑ دن ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمد مجھے بجاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابو جہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ میں آکر کہنے لگا یا محمد سحر میں کامل و اکل ایسا ساحر ہو کہ میں نے پتھر اس پر پھینکا وہ پتھر اٹھ بچھڑا عجرات حضرت گنتی سے باہر ہیں پروردگار اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی تم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہیں ہو کہ اُنکے اوصاف بیان کریں درودنا محدود انکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجی ہو کافی ہو کہ فیض و سخا میں کیسا و کامل ہیں حبیب خدا سے عادل ہیں

منقبت جناب جگر صدف قاتل عمر و غنم شہر بیشہ داور کنندہ درخیز زوجہ شہر اکمل سبحان اللہ جیسا نبی برحق و یسا ہی وحی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضیٰ پردہ دنیا میں نہ ہوتا

جناب سیدیہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے  
بکراہت منٹھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یا رووہ دختر پیغمبر ہی ہر امر اسکا موقوف حکم رہا اور  
ہو ایک دن امین وصی سبحان الذی اسرئی و مرحلہ پیام منہاج قایب تو سین اواد نے  
جایب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت کو شہ خلوت میں جلوہ فرمائے کہ ناگاہ ایک ملک  
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام بنی برحق پر بجایا یادست بستر عرض کی کہ  
نور کو ساتھ نور کے ترویج فرمائیے حضرت نے فرمایا اسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ  
علیؑ لے کر تھے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونوں شانوں کے اس ملک کے ایک  
نوشتہ پایا اسکو پڑھا لکھا تھا لا آله الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ  
حضرت نے فرمایا کہ او ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونوں شانوں پر ثبت ہو ملک نے  
عرض کی کہ جو بیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجموع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو اب اس  
حقیر معنی نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے

سامنے بزبان حال کہا قطعہ	سر عقد پسر عم تو با خبر لیا	در شب جمعہ باصحاب ہجرت کرد
زہرہ در خائے ہر کس زخج نزدیک	صاحبش مشتری زہرہ زہرا کرد	مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو تارہ
زہرہ آسمان سے اتر گیا جھکے کوٹھے پر آ کے چلے اسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا	او صاف علی بگفتگو ممکن نیست	کنجائش بحر و رسبو ممکن نیست
علیہا السلام کی ہوگی رباعی	الا داعم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذات بابرکات

پر مناسب و انسب ہیں۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بنائے قصر شان بو تراب	خاک آدم ہو غبار آستان بو تراب
لا مکان سے کیونش برتر ہو مکان بو تراب	دوش ختم المرسلین ہو زردبان بو تراب
کان رکھ کر خائے حق میں اگر کوئی سننے	اب ملک آتی ہو آواز اذان بو تراب
اب ملک جو بات آئی دفعۃ وہ ہو گئی	ہو زبان خامہ قدرت زبان بو تراب
بسکہ لاغر جسم کو مشق ربانیت سے کیا	پوست باقی رہ گیا یا استخوان بو تراب
دو جہان کا کردیا مختار خالق نے انھیں	کر لیا سو سوطح جب امتحان بو تراب

سال بھر میں تیس دن ہو خلق جہاں خواہ  
کوئی شو گھر میں نہیں ہو دزد لیجا لگا کیا  
کیون نہ ہو ہر ضرب بہتر طاعت کو میں سے  
بوست کنہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا  
کوئی نعمت تھی سوائے جو نہ مولا کی غذا  
فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم  
واقف سرسلونی واقف امر خفی  
ایک ہن باقی فقط ہو پردہ پیغمبری  
دیکھ کر سلطان کو طفلی میں کہتے تھے ملک  
مرتبہ کیا کوئی جانے شیر و شیر کا  
یہ غزل مٹی سے لکھ دینا کفن پر بعد مر  
لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر

بعد ازین گیارہ حبیبیہ میمان بو تراب  
پاکون کو پھیلا کے سولے پاسبان بو تراب  
بح خوان احمد خدا ہو قدر دان بو تراب  
استخوان مصطفیٰ بن استخوان بو تراب  
سنگ سوزان بہر ہوا سہل امتحان بو تراب  
عرش اعلیٰ ہو سریر عز و شان بو تراب  
ہین پیغمبر واقف رائہ نہان بو تراب  
در میان مصطفیٰ و در میان بو تراب  
ہین یہ دونوں طفل فخر خاندان بو تراب  
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بو تراب  
پاس کچھ تو ہو قیامت میں نشان بو تراب  
ہین یہ دونوں زینہ ہاے نردبان بو تراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کمالی  
جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد  
کی عطا کی کہ تمام عالم میں سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہیں ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلزله قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان  
جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار  
ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن میں  
ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز کہ پیر معنان کا ہو عزم گویز  
کہ ہو آج بزم مست فزا اُبلتی ہو شیشے کی صورت عدا  
مرے ساقی خوش ادا ملقا کہ ہو مجمع ساقی پارس



ہر اک جام ہی جام جمشید کا کہ تجھ پر غور آگے غالب ہوا قد و نہال گلستانِ حسن ہر اک رند میکش کو پھر کہ ہوئی قمر و صفت عارض نے حیران کیا بڑھاتے ہیں اب جنگ پھر قدام	ملے رند میکش کو ہکا مزا رخش ماہ اوج جلالتِ نشان زہے شوکت سروستان جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا زہے حسن ساقی موش کا	مین اک جام کا تجھے طالع ہوا لبش عیسیٰ در دیسارِ گان اواسے جو ساقی کی آمد ہوئی سمان بھر گیا آنکھ مین طور کا امیر جہانگیر والا حشم
--	--	--

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت  
و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں - شہر - مرصع خیال سخن  
آفرین + سخن را بکسی نشانہ این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران  
فوش سیر در بار مین رونق افروز مین ذکر ہو رہے ہیں امیر فرماتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا  
پاؤن تو مین جہ کے اُسے قتل کروں غرض کہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زہین فود لایا ہو سامنے امیر کے  
وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھ کر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی  
سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دید و شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در  
خزانے پر آئے تو پٹے گنو اگر روپیہ اُسی وقت دید یا تاجر یہ فیض و سخا دیکھ کر مبہوت ہو گیا اپنے  
دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہو حینون مین یہ روپیہ  
ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا  
بمجد و میا پان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھ کو ایک تہ  
بھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوگا  
شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا  
فوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں اوی تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہ گیا ہو عرض کی کہ  
حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں صرف خزانہ  
وغیرہ لیا جاتا ہو حینون مین روپیہ دیا جاتا ہو حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجھے لیا گیا  
اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور  
کے یہاں اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

خدا

عرض کی یہاں سے چالیس منزل پر صحرا آئے کیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گو بادریا کی موج  
 ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک انصاف پسند سنتے تھے کہ شہر بکری ایک گھاٹ  
 پانی پیتے ہیں اُس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق رستم نہیں کرتے آنکھ نہیں جراتے دزد  
 خنکے سردست ہاتھ باندھے جاسے ہیں افسر کا لقب رستم بیلتن ہو حضور کی صورت سے  
 بہت ملتے ہیں چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر میں کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال  
 بیجا اسطرح روپیہ اُنھوں نے بھی دیا جب تک اُنکے لشکر میں رہا دونوں وقت خان کھانے  
 کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ بھر کبھی ہمارے لشکر میں آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے  
 فرزند و لبند ہیں اب کس حال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ فنا می طلسم ہفت پیکہ کا ارادہ  
 کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرا  
 باد انگیز کا قصد ہو وہاں سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُکر خوش ہوئے  
 فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طلسم ہفت پیکہ فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سنا تاجر نے  
 عرض کی خواجہ عمر و دبرق ہمراہ لشکر ہیں دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جا دو گریبون کا  
 مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلوں میں  
 قدم رکھتا اُن دونوں جنگلوں کو استاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک  
 ساحر استاد و شاگرد کو دار بکھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہنچے اُنکے ساتھ کے ساحر و  
 خون کے دریا بہا دیے اب صحرا سے باد انگیز کا قصد ہو امیر نے لاکھ روپے کامیون کا مال لے  
 سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ اسی تاجر قوت نے وہ خوش خبری سنائی کہ روح کو راحت قلب  
 کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تھے دیتے ہیں ہم بھی برسرِ راہ ہیں در نہ تیری اور رخت  
 کرتے دست چبی جھوٹے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے  
 لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُس نے بندرہ ہزار روپے لاکر تاجر کو دیے  
 تمام دست چبیوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہ مٹھا  
 کہ دست چبیوں کی تیغ میں یہ قوت ہو کہ جہاں جاتے ہیں خون کے دریا بہانے ہیں  
 اُس وقت خواجہ زاد سے بھی دربار میں حاضر تھے مالاک نے کہا کہ آپ اس وقت ملاحظہ کریں

کہ یہ ستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائینگے مجھ سے گرواب نشان فتح کر گچا سنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مثلاً صحرائے گرداب نشان میں خزانہ ہفت پیکر رہتا ہو اُس خزانے میں بڑے بڑے تحفہ جات ہیں ایرج نے خلعت بھاری منگو کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ توارشاد فرمائیے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر ہو خواجہ زادون نے کہا کہ بیان سے چالیس روز کا رستہ ہو سمت مشرق ایرج یہ سنکر چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتو قیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے میں طرف صحرائے گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخواست ہوا ایرج اپنی بارگاہ میں آئے کہا کہ اے شاہ پور دادا جان نے اُس طلسم کی نقاحی پر ہاتھ ڈالا ہو کہ انسان کی مجال نہیں کہ ایسے راستوں میں قدم رکھے دست چپیوں کا یہی طریقہ ہو کہ جس دیرانے میں جائیں وہ دیرانہ آباد ہو رعایا و مان کی دل شاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہیں اور غیر ساحر بھی بچہ ہیں میں جا کر صحرائے گرداب نشان کو فتح کروں مرکب ہمارا تیار کرو شاہ پور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاہ پور اللہ ساتھ ہو لیا اُسی شب تیسرہ و تار میں طرف مشرق کے چلے قضاے کار شہر نگ بن عمر و عیار عیار نورالدین ہر طلایہ بھرتا ہوا آتا تھا شاہ پور اور ایرج کو جلتے ہوئے دیکھا اُسی وقت بھاگا ہوا خدمت نورالدین ہر میں آیا آ کے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف صحرائے گرداب نشان کے گیا نورالدین ہر نے کہا کہ اے شہر نگ اسب پر پوش تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جطیح ایرج گئے ہیں اُسی طح ہم بھی چلین ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ میں بیٹھنا مشکل پڑے گا اُسی وقت شہر نگ نے اسب پر پوش تیار کیا نورالدین ہر سوار ہوئے طہماس پڑا ہوا سوار ہوا تھا کہ یہ دل و جان سے شاہزادے پر عاشق ہو عالم خواب میں دیکھا کہ شاہزادہ کہیں جاتا ہو گھر کے اُٹھتا آنکھیں ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا یکار کر آواز دی کہ اے آقا سے نامدار غلام قدیم کو ساتھ نہ لیجئے گا نورالدین ہر نے ہلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤں دوڑا ہوا آتا ہو شاہزادہ



ٹھہر گیا ظہاس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو  
 ساتھ لیجئے نور الدین ہر ٹھہر گئے ظہاس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدین ہر کے ساتھ ہوئے  
 اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہیں اگر کوئی مقام  
 معقول بابا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دودن دراتین  
 گزرین کہ نیشتر مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش  
 مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمزمہ سرائی میں مصروف ہیں ایرج گھوڑے سے اتر پڑے  
 صحرا میں ٹھہرنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پیئے کالائو تو پڑے سے شاپور نے جھاگل  
 نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درہ کوہ تھا اٹھین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے  
 کمان کیانی دوش سے اتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس  
 پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اسکو بہ قربانی پہونچاؤں دور سے  
 شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سیٹے پر رکھا آہو کی آنکھیں بحسرت گردش کرتی ہیں کہ اُسے منٹھ  
 کھول کر ایک چنچ ماری شاپور نے دیکھا شیر دل گر کر ہوش ہوا پاؤں زمین پر گر گئے لگا  
 شاپور ہاے آقا کمر دوڑا آہو پاؤں زمین پر گر گئے لگا پاؤں سے اس کے غبار بلند ہوا غبار  
 شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو نہ وہو ان پر ایرج نور جان بین  
 شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدائے ہستناک کان میں آئی کہ او عیار مکارا یہی جان کہ  
 غلینت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سن کر لاپ گیا  
 ایک جانب بھاگا ایک غار میں جا کر چھپا شام کو کاہتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ  
 پہاڑ پر روشنی معلوم ہوئی ہو اور آواز گانے کی آتی ہو شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا  
 کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سہول رہا ہو مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہو شاپور گھاٹیوں  
 کو طوکر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے بکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ  
 ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آ کے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہانانی امان آپ نے  
 غلام کو نہیں بھیجا بڑھیا نے کہا کہ ارے لگوڑے میں کیا جالوں کہ تو کون ہو مصفت میں رشتہ  
 لگاتا ہو کوئی مکار معلوم ہوتا ہو شاپور نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئیں جب مان

میری مرگئی میں روتا تھا آپ نے مجھ کو مارا میں نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی انھوں نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہوں مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام مسکے بڑھیا بلائیں لینے لگی کہا بیٹا میں نے زمین بیچا نا تھا تیرے جدا ہونے سے اس قدر روئی کہ بصارت میں فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکوں کو کھلاؤ گی تو روشنی آنکھوں کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر میں ہاتھ ڈالا رو پئے نکال کر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہو گئی کہا کہ اسی فرزند اس دھوم سے تیری شادی کروں کہ سب عزیز و اقارب جمع ہوں چاند سی دلہن بیسہ کے لاؤں روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے ابکی جو کمر میں ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی بہت پہل کہا مافی امان اسکو نہ کھولنا اس میں کنکر پتھر ہیں بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میں دیکھ کر رہنے دوں گی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اس میں جو اہر ہی کہا بیٹا بیٹھ میں دیکھ کے اسکو بند کر دوں گی یہ کہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی آڑی بڑھیا چھینک مار کر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اتارے اسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاسے کوہ آغا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہو کر کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہیں کہ واری مزاج کیسا ہو آپ کو مکدر پاتے ہیں ہم سب بہت گھبراتے ہیں ٹھنڈھی سانس کھینچ کر اس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کروں کیا کیفیت بیان ہوا اگر ہر مو سے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کر سکوں اصل میں یہ کیفیت ہی۔ لظلم

خائنہ دل میں ہر اک جانب اُسی کا نور ہو	میرے گھر میں جلوہ گر تیرا چراغ اسی طور ہو
دل دکھانے پر کسی کے خلق کیوں مغرور ہو	نالہ مور ضعیف اسکو صدائے صور ہو
بے مردن بھی گناہوں کے سبب پہونچا نہ میں	کوئے جانان جنت المادی ہو جانان حور ہو
شوق میخواری نے بجھی میں گرایا ہی مجھے	جو پھپھولا ہو بدن پر دائہ انگور سے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کا فور ہو

ہو شفق میں نہ ہرہ یا ماتھے پہ یہ سینہ دور ہو  
مجھ گرا کے ہاتھ میں جامِ سرِ مغفور ہو  
عیال کا دن بھی نگاہوں میں شبِ دیو ہو  
مہر تابان پاس ہو ماہِ درخشان دور ہو  
نورِ پاسے سنگِ رہ جو ہو وہ سنگِ طور ہو  
سچ تو ہو مارِ سید الکثر غذا سے مور ہو  
غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہو

عارضِ جانان پہ قل ہو یا کلفت ہو ماہِ مین  
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عبرت اہلِ دول  
تیری زلفون کی سیاہی کا قصور بندھ گیا  
ہو وہ نزدیک اور نہیں عارضِ پر اس کے دیکر  
دستِ موسیٰ ہو بلبلِ مین شرمِ دستِ یار سے  
خط کے آتے ہی ملا ہو نہ زلفون کا پتا  
کو چہ گردی ہو شون کے عشق میں چھوڑا قول

خدا صین ان شعرون کو سنکر رونے لگیں ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق  
نہکتا ہے وہ کون ظالم ہو کہا کہ صاحبو کیا کہوں فقراتِ جادو آتی ہو اُس سے حال پوچھو کہ  
وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہے اتنا جو شاہ پور پر اشارہ کیا شاہ پور جھپٹ کر صحبت میں آیا سب کے  
سلمانے تھرکنے لگا کہا ہوا ایسا مردِ امیری نگاہ سے نہیں گذرا اقرار ہے نہیں کرتا ذرا واری  
اسے صحبت میں بلائیے یہ سکر اُس جادو گر نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو پیکر  
کتاب نکالی پڑھنے لگی اُس میں یہ لکھا تھا کہ اسی ساکتانِ طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال  
میں طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیکھا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کرے گا ہر ہمد میر سے  
مارا جائیگا اور عزیزِ طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جو جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیا جائے  
بڑے جھکڑے ساحر و نین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزانِ طلسم کشا کی شرکت کرینگے  
یاد شاہ کوہِ غرائبِ ایرج نو جوان بہرِ عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر  
د ساتھ دیگی بڑی ذلت اٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی  
تصنیف کردہ ہو کسی محال ہو کہ اس کتاب میں دخل دے حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ ایرج  
نو جوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی میں آیا مجھ کجمنت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمالِ بیتال پر  
عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہو شاہ پور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اٹھا کہ اے  
ملکہِ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کو رٹا ہر دباطن ہو گا کہ جو آپ کو نہ پسند کرے گا  
ذرا بلوا کر مجھے دکھائیے میں دو بائین اُس سے کروں دیکھوں کیونکر نہیں ماننا صاحبِ غارت



کہا کہ اسی فرقت دن بھرتے بھی سمجھایا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں دیتا  
 ہر مرتبہ یہی کہتا ہو مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قید کیا ہو کہ مثل  
 ماہی بے آب تڑپ رہا ہو اب تم کیا سمجھاؤ گی شاہ پور نے کہا کہ اسی ملک عالم دن کو آپ نے  
 کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہیں اسوقت بلوایئے کہ کنیز اس سے باتیں کر  
 یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر لکھ ابرسیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اٹھ کھڑی ہوئی کہا بڑی ہنسی  
 اتنی ہیں کیست شعلہ خیز کہ ابر بھٹا دیکھا ایک جا دو گری کمال چک دمک سے تخت پر سوار ہلو میں  
 ایک جوان حسین مسلسل تخت پر بڑا ہو مگر زنجیر لارہا ہو چاہتا ہو کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر نہیں  
 ٹوٹتی کمیت آکر اڑی کہا بوا تو سن تمہاری حوالی میں بھی کوئی غیرہ حمزہ آیا میری سرحد  
 میں یہ جوان آکر ہو نچا میں کمیت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا میں  
 دیکھ کر عاشق ہوئی اسکو اٹھالائی دن بھر سمجھا یا مگر یہ جاہل نہیں ماننا آخر میں نے قید کیا بوا  
 تو سن تمہاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہو میں تو سن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر  
 چلتے ہوے گذر امیں نے بھی اسکو قید کیا ہو اب آنا ہو تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی لیتا ہو  
 بالکل ہی باتیں میں غصہ انتہا کا ہو شاہ پور نے فوراً لہر کو بچانا اشاروں سے باتیں کرتے لگا  
 کہتا ہو کہ اسی شہر بار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگوں کو سمجھا با کہ ساحرہ سے جرات کو نہ ظاہر کیا  
 جس طرح بنے مطلب کو نکالے مگر آپ لوگ نہیں مانتے فوراً لہر نے شاہ پور کو بچان کہ منہ پھیر لیا  
 کہ جھٹائے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج جو ان اکڑتے ہوے  
 چلے آتے ہیں فوراً لہر کو دیکھ کر اور زیادہ اکڑنے لگے تو سن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو  
 کہ قدر جرات کا ناز ہو یہ نہیں جاننے کہ سحر کے آگے زور نہیں چلتا اسی فرقت اس جوان کو  
 سمجھا شاہ پور نے کہا کہ بیٹھے دیجئے انکے سامنے ناچ گانا ہو دو نوں بہنیں مل کر بیٹھے پھر چرچہ  
 خراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج فوراً لہر کو گھوہ  
 رہے ہیں فوراً لہر بھی تنے ہوے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسی کمیت شعلہ خیز تو مجھ کو  
 قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرقت جت کر کے بچ میں آئی شکستہ تھرکتے  
 لگی بایان کہنچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا یا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہو کے دین میں ہر طریقہ کس مسلمان کا  
بیریزادوں کا کوچہ ہو تعجب کچھ نہیں اس میں  
جوانی میں اسے ہم دیکھتے ہیں اپنی آنکھوں سے  
مری ہر سفت دل پر ہو لکھا مضمون بتائی  
وہ غمخواروں سے گلے ملتا ہو کیا حق نے بنایا کہ  
بوقت سنجو دی تجھے جو اسکا جھٹ گیا دین  
عدم کی سیر کو فرما دو مجھوں ہو گئے راہی

اکیلے چھوڑنا بون خاک و خون میں قیدی جان کا  
ملے کشکول یاں گرا فسر شاہ سلیمان کا  
لڑکپن میں فساد جو نہ کرتے تھے طوفان کا  
طباب آہ رشتہ ہوا ان اور ارق پریشان کا  
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا  
وہیں دست جنوں دشمن ہوا میرے گریبان کا  
قمر مالک ہو تو ہی اندلان کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی تو سن نے کہا کہ اے فرقت آج تو تو نے جوانوں کے دانت کھٹے  
کر دیے شاہ پور نے عرض کی میں چاہتی ہوں ان نوجوانوں کو راضی کروں تو سن نے کہا اے  
کمیت کتاب قدرت میں قدرت کیا تحریر فرماتے ہیں ہمیں تھیں لکھا ہو کہ عزیز داران ظلم کش  
کی مددگار ہونگی یہ کہلے تو سن سامنے اہرج کے آئی کہا کہ اے بنیرہ ظلم کشا میں تمہارے  
ساتھ ہوں راستہ گرد آب نشان کا بناؤنگی کمیت نے اٹھ کر یہی نور الدہر سے کہا دونوں نے  
اطاعت کی دونوں قیدار سے رہا ہوئے مسند پر لاکے ایرج و نور الدہر کو بٹھایا ایرج و نور الدہر  
نے شاہ پور سے کہا کہ نور الدہر کے ساتھ لنب قرا بھی ہوگا وہ آج کہاں ہو نور الدہر نے کہا  
کہ وہ شمشیر جہزات بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک  
جادوگرنی ظلماس کی کمر میں بچہ دیے ہوئے آکر بہو بچی ظلماس کو ڈال دیا اور کہا صاحبو تم سب  
خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھانے ہوئے یہ جاہل مزاج نہیں مانتا کمیت نے  
کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار تو نے اس جوان کو کہاں پایا کہا کہ صحرے کل اندام میں یہ بیتاب  
ہو کر روتا پھرتا تھا میں نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ میں لیگی بہت سمجھا یا یہ نہیں مانتا آخر میرے  
خیال میں آیا کہ کوہ غرات پر چلون شاہ پور نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار ان دونوں صاحبوں نے  
ان دونوں شیروں کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو ظلماس تمکو ضرور قبول کریں گے  
شمشیر جو ہر بار نے آواز دی کہ اے فرقت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پس شکر  
ظلماس نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار میں جان و دل سے تیری خدمت گزاری کو حاضر ہوں

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کرشمشیر جو ہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی تو سن کے پہلو میں ایرج کیت کے پہلو میں نور الدہر طماس پاس شمشیر جو ہر بار کے بیٹھے نوح گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشہ انجام شروع ہوا ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو چکا ایک ایک آندھی سیاہ مٹھی سب جادو گر بیان کا بننے لگین کیت و توسن و شمشیر تینوں اپنے مقام سے اٹھیں دستکین دیتی ہیں جا ہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہیں ہوتی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پر کاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے تین بچے پیدا ہوئے ایک بچہ کمرین تو سن کی اور ایک کمرین کیت کی اور ایک کمرین شمشیر کی بڑا اور ایک صدا سے ہیبتناک آئی کہ اونا لا تقوتنے اطاعت مسلمانان کی تھو قدرت جہنم میں بھینکین گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر اٹھ نہ سکے شاہ پور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اس کے بھی پاؤں تھام لیے تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادو گر بیان غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزین اٹھ کر زیر کوہ کمرین بڑی ہوئی تروپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طماس و شاہ پور ہمارے اترے آگے نور الدہر و طماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈال دیا مگر نور الدہر و طماس کوئی دس کوس نکلا کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استاودہ ہو کہ قبتہ بارگاہ کا قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزاروں جادو گر اترے ہوئے ہیں جادو گروں نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر بجا رہے کہ ایو خورشید جادو عو یزداد طلسم آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادو گر لینا لینا کیلئے طرف نور الدہر چلے نور الدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغہ خارا شکاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے مغرب رنگ بھی اپنے آفاقی تلاش میں اسی صحرا میں سرگردان پھر رہا تھا اپنے اقا کے لغزے کی صدا سن کر آٹھ آٹھ ہتھ بازی مار کئی سو جادو گروں کے منہ چلے طماس نے سا طور جو جادو یا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادو گروں کو تیغہ خارا شکاف سے مارا کہ کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سید فام گولہ ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نہیرہ حمزہ کیون قضا کا طالب ہو اگر گولہ مار دوں گا مع گھوڑے اڑ جاؤ گے یکب جواب  
دیتے ہیں اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس سا طور ہلا رہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جاڑے  
وہ ساحر جو خیمے سے نکلا آئے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترتے ساتھ کے رفیق کو بھی  
منع کرو اسی میں خیر ہو ورنہ سحر کروں گا کہ زمین مل جائیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا  
کاٹوں منہ خورشید بلا خیر ایسا نہ کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ جیٹا لیکن یہ شیر عیشہ صاحبقران یکب  
سنے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہتے ہیں  
آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹا نورالد ہر کامرکب بد لگامی کرنے لگا  
طہماس کو گینڈا لیے بے دوڑا دوڑا پھرتا ہو جاہتا ہو کہ گردون طہماس جب پٹری جانا ہو گینڈے  
کی پسلیاں کر سکتی ہیں مگر رکنا نہیں کہ سامنے سے گرد اڑی آتی بھی آکر پہنچے دیکھا کہ نورالد ہر  
حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی پٹے ہیں ہر طرف سے نیزے  
اور تیر پڑ رہے ہیں فون بدن سے جاری آتی بھی آ پڑے اس ساحر نے آواز دی کہ بد دم  
ہو بے دم کا جو آئیگا وہ بھٹسے گا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اڑی دیکھا  
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آ کے آتیج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا آتیج نے نیزے کو  
نیزے کی سنان پر لیا شاہ پور نے دیکھا کہ آتیج ایسا صفت شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو  
خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاہ پور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے  
اس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہر یار دیکھو جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران  
آتے ہیں اگر وہ آگے تو تھوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلا خیر نے فوج  
پھیرا شاہ پور نے جلدی میں خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑکے گرد ساحر کے گرتے ہی اندھیرا  
ہو گیا آتیج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نورالد ہر کا گھوڑا رکھ کا طہماس کا  
گینڈا اصلاح بر آیا طہماس و نورالد ہر تو مصروف جنگ ہوئے شاہ پور دوڑا ہوا قریب آتیج کے  
آیا کہا کہ اے شہر یار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھے نابود ہوا اسی کے سحر کا  
باعث تھا یہ سکر آتیج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیر زاوے دست چپی ایسے وقت  
مرد کرتے ہیں یہ کہ گے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نورالد ہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے میں اس لطیف کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف محراب کے بھاگے دہن صحرا سے منہ کو چھپایا  
مگر نور الدہر دھماکے و شہر نگ بھر طرف محراب کے چلے فراتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور  
شاہ پور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا جگو بہت ناگوار ہوا دیکھا تنے کیا کہتا ہوا نکل گیا ظہا س نے کہا  
رحمنو ز جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہو اس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہو یہ  
کہتے ہوئے جانے میں مگر ایرج نے جو ان فرد قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طو کر کے  
ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے شاہ پور سے فرما رہے ہیں ادھر ویرانہ زیادہ ہو آبادی کا نام  
نہیں اب تک کوئی ملک نہیں ملا صحرا سے گرداب نشان کا کیونکہ پتہ ملیگا کہ کان میں توپ کی  
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ اسی شاہ پور کوئی قلعہ لڑ رہا ہو یہ کہنے اسی طرف گھوڑا  
پھیرا شاہ پور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہی گھوڑی دو گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ  
سرب فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہلی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار بیٹھے ہوئے قلعہ  
خندق کے پہنچا ہوا اہلی قلعہ فریاد کر رہے ہیں ایرج نے وہیں سے لٹکارا کہ او نامردانکی فریاد  
کو نہیں سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا سنم ملک ایرج نے جو ان ایرج نے جو لٹکارا وہ ہیلوان  
یا تو خندق فرانے کو تھا یا بلٹ کے آسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جال مرکب سپہی نیران  
اُڑاتے ہوئے گھوڑے کو آتا ہے شمشیر نذر جال سے میدان نورانی دستور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ  
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم آسنے کہا کہ یارو میں نے اس وقت بصدق اعتقاد خدا سے نادیدہ کو  
یاد کیا تھا اسی خدا سے حقیقی کی مدد ہو اب بھاٹک قلعے کا کھول دے اس جوان کے پیچھے صفت آرا  
قلعے کا بھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا شہت پر بارہ ہزار جوان یہاں دیو خصال  
آکر لگا ورن ہوا دیو خصال کا گینڈا چھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اس  
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ سنم میثاق کوہ تن اسی جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آنے کا کیا ہٹ  
ایرج نے کہا کہ سنم ملک ایرج نے جو ان نیرۃ صاحب ان مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد  
رہتے ہیں اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہو ہم نہیں دیکھ سکتے حتیٰ کہ اس وقت تیرا بیٹھانگی عاجزی  
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کراٹے دیکھ کر آواز دی کہ اسی جوان تو تو  
معتوق خوشخو ہو صحبت میں تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا جگو بادشاہ کروں میرا حربہ



چاہتا ہو سیرا حر یہ غضب لات و منات ہو ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا جا ہلا نوک نیزے پر اٹھالون ایرج نے سان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہے ہاتھ مارا ایرج نے ہاتھ بچا کر کھلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا ہلا کہ تلوار چھین لون اُسے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا جو ٹھکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے کھٹنے ٹیک دیے دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے دونوں جوانوں سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے اُترتے ہی زور صاحبقرانی کو صحن کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ زہر اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہ رہا ہو اُلجھ اُلجھ کے لپڑا ہوا دوپہر اُلجھ اُلجھ کے لڑا پھر دن رہے ایرج نوجوان نے دونوں مونڈھے اُسکے تھامے سینے میں سر اڑا کر لے دوڑے بندرھوین قدم پر لاکے ایک کہہ مارا دونوں گھٹنے آٹنا بزمین ہوئے ایرج نوجوان نے مکرمین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تابہ گھٹانہ دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گدسے کے چبھ دیا زمین پر مارا اچھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت بردار گارمین کیا کہتا ہوا اسکے ساتھ دسے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے کہ ہمارا افسر زہر ہوا لینا لینا کہ کے دور پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اُس نے بارہ ہزار جوانوں کو حکم دیا ان سچاؤن کو روکو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا بیٹے دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر بھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے میں مشغول ہوئے میثاق کوہ قن نکل کر بھاگا اپنی فوج میں پہنچ گیا ایرج چاہتے ہیں کہ جا کر اسکو ماروں اُسکے ساتھ دسے جان دیکر بچاتے ہیں شاہ پور شیر دل معروف بشتی بانی ہو کہ جو بشت سے آیا اُسے خیر مار کے گرا دیا ایک بھیمانے شاہ پور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاہ پور کا نشانہ ہوا شاہ پور شیر دل ہٹا ایک بھیمانے آکے ایرج کو ٹکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے بشت پر سے تلوار لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم سر جو پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑوں تلوار نیام میں کی ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے سر جھاڑا کسی کو پشتک مار دی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانوں سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہو گا صبح خبر مشہور ہوئی کہ  
 آج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کو وہ تن اسی طرح لڑ رہا ہو آخر بادشاہ بیر نے شکست کھائی  
 بھاگ کر قلعے میں چھپا تو بین مارین تب میثاق کو وہ تن رکھا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق  
 اُترا آب و دانہ اہلی قلعہ پر نہ کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے میں آیا محلات میں نسلک پڑا ہوا ہے کہ  
 خواجہ سر نے آکر عرض کی حضور کو محل میں یاد کیا ہو بادشاہ زخم ماندہ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر  
 آ کے ٹھہری بیٹی گل اندام سرودھ کھڑی رو رہی ہو باپ کو جو دیکھا گلے میں ہاتھ ڈال دے کہا اب جان  
 فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کو وہ تن تو دیو ہو اُس نے  
 بلخر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر اسیج نو جوان نصیرہ صاحبہ قرآن عالی شان خداوند لقا کا  
 نواسہ آ کے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قدر حسین جمیل تین پہرین  
 اُس کو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آجڑی میں بارہ ہزار جوانوں سے  
 براے مدد پہونچا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کئی سو افسر تاک تاک کر مار  
 عیار بھی اُس کا لے روزگار تھا پستی بلی کرتا تھا ایک بیچا نے نیزہ مار کر اسے زخمی کیا اُسے زخمی ہونے  
 کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہیں معلوم شب کو اُس پر کیا گزرتی تھی جیسے شکست کھائی نہیں  
 اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہو قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہو آٹ آڑو  
 ہم پر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہو آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی  
 جان دینگے گل اندام نے جو مال ایرج نو جوان سنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کوئلہ دیکھو  
 دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آسستہ کیا ایک مادیان  
 چبکے سے کھول لی امیر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر  
 تھا اُس سے گل اندام نے بچار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش میں اُس جوان کی جائیں گے  
 بادشاہ نے حکم دیا ہو فولاد آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کھڑکی کھول دی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر  
 قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق جاک گئی اب تو فولاد بدو اس ہو گیا کہا  
 یا رویہ کون قتال عالم جاتا ہو ارے اسے گھیر لو ملکہ نے کھوڑی کو بھگایا کوٹرا جو مارا طرارہ بھر کے چلی  
 سوار دوڑے ہلڑ ہو بادشاہ محل میں جاگ بڑا گھبر کے بوجھا کہ یارو دیکھا معرکہ ہو کینزون نے عرض کی

نہیں معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئیں مادیان عربی پر سوار ہو کے گئیں وہ مادیان جو اسی سال حضور نے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اس کبخت کی خبر کو کس وجہ میں نکل گئی چند خادم پلٹ کر آئے اُنھوں نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئیں بادشاہ چیخ پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر بیٹھ چلا کہ بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر تلاش میں ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ میں چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناتا اور جانوران درند کی آوازیں یہ پروردہ حمد نادر لغم اُسپر یہ بیخ و تخم کہ جانورون کی آوازیں کان میں آتی ہیں کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائیں جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل کے میں سونے کی ہیکل بیخ میں دس بیس جانور کے گھرا ہوا وہ لوگ رستیاں اور زنجیریں مارتے ہیں گھوڑا طرارہ بھر کے نکلے ہو کسی کا سر پھٹتا ہو کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہو اور دو چار کے شربک ہو جاتے ہیں معرکہ یہ گذر کہ ایسج زخمی جنگل میں بڑا تھا اُس حوالی میں قزاق رہتا ہے کہ سفاک قزاق اُسکا نام ہو برائے سیر جو نکلا ایسج کو زخمی دیکھا صورت دیکھ کر عاشق ہو گیا کرہ بن اشقر ٹھٹھا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایسج کو قلعے میں لایا علاج کیا شام کو ایسج نے آنکھ کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا دہان نہیں تھا ایسج نے کہا کہ میرا گھوڑا وحید ہو کر کہہ لکھ پکارنا جہان ہو گا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا میں ملنا پھرنا تھا کرہ جو لکھ پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھبرا ہو کر گردہ گرفتار نہیں ہوتا ملکہ نے چاندنی میں گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسے چشمی تھا سہ چشمی دیکھ کر سمجھی کہ اُسی شہر یار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہیٹ جاؤ ہم گھوڑے کو رام کیے دیتے ہیں قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آ کے کہا کہ اے مرکب اصل اپنے آقا کے پاس چل یرکب مثل انسان کے باتیں سمجھتا ہو ملکہ نے جو یہ کہا لڑہ ساتھ بولیا ملکہ نے قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہر یار کہاں ہو قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی ملکہ اشتیاق میں ایسج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکر رہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس چل گھوڑا چلا آتا ہو ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے میں آئیں قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سو آریا سنے نہیں معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھاں پر پہنچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہر سفاک نے کہا کہ بلا لو قزاقوں نے آکر بلا لیا ملکہ اس بارہ درمی میں آئین کہ حسین ایرج نوجوان بلیگ پر بیٹھے ہیں سر پر پٹی مرسم کی چڑھی ہو کرنا بخوبی کا پہنے ہوئے تلوار قبضے میں بیٹھے ہیں ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے طہین کے قریب جاؤں نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھیں بھل چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئیں ایرج نے ہاتھ مقام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئیں پوچھا کہ اسی ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہوا ورمادہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہاں کا بادشاہ میرزا پسر میں نے جو آپکا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہو کہ آپ تک پہنچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہو نہیں معلوم کیا آفت برپا کر گیا باب میرے لرزان و ترسان قلعے میں ہیں ایرج نے کہا کہ میں ابھی چلتا ہوں سفاک نے کیزون سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہو ایرج کی مشتاق ہو کہ سفاک نے کہا کہ میں تو جا کر دیکھوں کہ وہ نازنین کون ہو سفاک نے کہلا بھیجا کہ اسی شہر یار میں حاضر ہوں ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ فیروہ صاحب قرائن پوتے رستم کے فکر صحرا گرداب نشان میں کھلے ہیں جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اسی شہر یار غلام سے گیا پردہ سینک ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سر و قد بلا تکلف چلی آئیں سفاک کی نگاہ جو پڑی امادہ اور مائل و شہا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر ماروں اور اس نازنین پر قبضہ کروں یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہو ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہو میں جا کر میثاق کو آزون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بجائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائیں گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوئے ملکہ ماویان پر سوار ہوئیں جا رہ گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سنا تعذرات ہی کو اسنے طبل یلغیر بجا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہر قلعے پر یلغیر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو مین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کاوے پر

ایٹرن پر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا چاہتا ہو خندق فرار کے جان کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قراق اگر پہونچے ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بدلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے وہین سے لٹکرا کہ او میثاق کہاں جاتا ہو ایرج کو دیکھ کر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُسے گرد اٹھا کے یہ کہہ کے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر قن کو برباد کر دنگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرد کے دو ٹکڑے ہوئے اُسے ڈنڈ کیھنچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار خبردار کہہ کر ارتیٹہ بر قناب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج بر اُسکی جاڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ مالک کا بمشکل لیا طرن صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بعض مسلمان ہو اسفاک قراق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایرج کو آزار پہونچے گا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کر لونگا اب میثاق مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کر گیا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے بہان حضور کی دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قراقون سے کہہ دیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر میری جان جانی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صد پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ حضور پوش کوین ایرج بے اندیشہ انجام بی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا مٹھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون اسفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی کی یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونوں اپنے مقام سے اٹھے آخر لڑکھڑاکے گرے اور بیہوش ہوئے شاہ پور نے چاہا کہ اٹھ کر بھاگے دس بیس قراقون تھے اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہاں سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گولاندان

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تعین لگی ہوئی ہیں بجا کر  
آواز دی کہ امی اہلی قلعہ بھاٹک کھولو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس جلی آؤ ورنہ ایہج اور کاؤس  
کو قتل کر دینگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا بھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان فونی کی تیاری  
کی تین دارین استاد ہوئیں آپ بارہ ہزار قزاقوں کو لیکر کھڑا ہوا ایہج و کاؤس و شاہ پور  
کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہلی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو میں بمقارے مالک کو قتل  
کرتا ہوں ملکہ نے آواز دی کہ اولعون سچکو اختیار ہو چاہتا ہو قزاق کہ تیر ہمارے کے صحرا سے  
گرداؤی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا  
آتا ہو۔ لغزہ نور الدہر

ہمارے اوج رفعت شاہباز عرصہ مروی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی شان خواندہ
بناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش	عدو در زرم کاہش صد ہزاران الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرات ہنر داشتہ	دیگر
نظر بر بلان عرب یافتہ	لقار بہ یک دست برداشتہ
	شہ نوجوانان لقب یافتہ

وہ جو جان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہز بریشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن  
صفدر ظہاس بن غنوقیل دیو پرور یہ کہلے اگرے ایج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تو پیکر  
زنجیر بکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا لغزہ کیا۔ لغزہ شاہزادہ ایج نوجوان

ملک اسج آن آفتاب نیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	جو تیغ ملی بر کشم از غلاف
نز لزل قدر میان مصاف	اگر تیغ بر سنگ حار از خم	ز کاؤ زمین بیج دین بر کشم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایہج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاہ پور کو بھی رہا کیا شاہ پور نے  
جھپٹ کر نیچے مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایہج لڑتے بھڑتے براہ سفاک قزاق کے پہنچے  
ٹاکاراکہ او نامردازی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایہج نے غصے میں  
کلائی بر ہاتھ ڈال دیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر سفاک کا جگر گرن سے اڑ گیا سفاک  
کو مار کر قزاقوں کو قتل کرنا شروع کیا قزاقوں میں صدے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر  
بھاگے نور الدہر ظہاس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور بجا کر آواز دی کہ او تاجزادے

کے



کر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا پدہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سرنگر اوہم طرف  
صحرا کے گرد اب نشان کے جلتے ہیں ایرج نے لکھارا کہ اوشتی گیر زادے ٹھہر جا میں آکر جری  
گو شمالی کرتا ہوں نورالدہ ہرنے چاہا کہ پلٹ پڑیں ظہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہو نافع کو تکرار  
ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلے نورالدہ ہر وہ ظہماس نکل گئے ایرج نو جوان لڑائی فتح  
کر کے قلعے میں آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج  
فوشبونی سینے پر مارا وزیردن نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر حبیب  
حب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرا سے  
گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے میں تخت پر  
بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرا سے گرداب نشان  
میں چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات میں جا کر پتے لگانا ہی شام کو آکر شاہزادے کو  
منزلوں کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب  
چشمہ لا جواب جون جون شام ہونے لگی شکر تو اتر پڑا اگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی میں  
فرق آیا درختوں میں پتے خشک ہونے لگے چشموں کا سوج مارا تو قوت ہوا شاپور حبيب کر  
ایک گوشے میں بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل میں روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان  
پر ایک شعلہ جھکا ہوا شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھیں کھولیں دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک  
چو ترہ ہی اسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ جھکا ابکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے  
اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہیں جام اسپر او نہٹے ہوئے ہیں اور ایک نازنین  
نہایت حسین دریا میں بھولوں کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چنر ستارے آسمان سے  
اڑتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ جب کہ کنیزین زربین پوش گرد آ کے بیٹھیں باتیں ہونے  
لیکن ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل میں جو آئی شاپور نے کندہ مار کر اسکو بیہوش کیا اسی کنیز  
کی شکل بچہ محفل میں آیا بیٹھ کر سامنے اس نازنین گلپوش کے بغزل گائی لفظ نم

کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہیں جاتا  
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہیں جاتا

ہر دم کا خیال رخ زیبائیں جاتا  
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہیں جاتا

سرکٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا  
 مجنون کوئی اب جانبِ صحرانہ نہیں جاتا  
 کالا کسی منتر سے یہ کبلا نہیں جاتا  
 ہر بار تو قرآن اٹھا یا نہیں جاتا  
 اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا  
 یہ ذکر یہ مذکور یہ چہر چا نہیں جاتا  
 سب اڑ گیا پر غمزدہ سجا نہیں جاتا  
 اب تھک کے جہان بیٹھے پھراٹھا نہیں جاتا  
 جاتا ہوں میں اُس کو بے مین اب یا نہیں جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو  
 ویران ہو بیابانِ جنون جب سے گیسو  
 اُس زلفت کی تسخیر میں عاجز ہیں پیرے  
 جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیسو  
 کیا ہو پچھے خبر حال پریشان کی ہمارے  
 ہو تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا  
 ہو رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہو اغماض  
 چل بھڑکی جو طاقت تھی رہی تاب تو ان تک  
 احباب کو کیا کام یہ کیوں پوچھتے ہیں رند

اس طور سے شاہ پور نے یہ غزل گائی نازنین گلبوش نے کہا کہ اویز گس آج تو تو نے رنگ  
 باندھ دیا آج لشکرِ عزیز دارِ طلسم کشا اس صحرائین اگر اُترا ہو عیار اسکا بڑا تیز و طرار ہو ایسا نہ ہو  
 کہ کوئی عیاری کرے کوہِ غرائب پر مین بکلمِ خداوند گئی نیچے بنکے گیت و توسن و شمشیر کو اٹھا کر  
 لے آئی تینوں میرے پاس قید ہیں اطاعتِ خداوند کا اقرار نہیں کرتیں جبکہ لشکرِ بیان اُترا ہو اُمی  
 عاشقِ توسن ہو وہ بہت بیقرار ہو اٹھ پھر روتی ہو ایسا نہ ہو عیارِ طلسم کشا کے عزیز کا یہاں آجائے  
 تو باعثِ خرابی ہو فردندانِ عمر و مین شاہ پور بلا سے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ مین پھرتا پھرتا اس جاب  
 نکل آئے شاہ پور کے یہ حال مسکے ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ  
 باندھ کر قدموں پر گرے کہا کہ اویز ملکِ عالم عیار کی کیا مجال ہو آپ کا وہ انتظام ہو کہ کوئی اس صحرا  
 مین قدم نہیں رکھ سکتا لشکرِ مسلمانانِ فروکش ہو دن کو دن سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا  
 شام کو اسی صحرائینِ خزان تھی جہانِ خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہاں عیار کی کیا مجال ہے  
 مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہیں پایا اگر حکم دیجے شاہ پور  
 کو پکڑ لائون نازنین گلبوش نے کہا کہ ارے تم لوگوں نے ایسا ہی انتظام کیا ہو حکمِ نام سے ان  
 عیاروں کے خوف آتا ہو ان عیاروں نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاہ پور نے اور چند شعر گائے  
 باتوں مین لگا کر پوچھا کہ صحرا سے گردابِ نشان کا کیا نشان ہو گلبوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کرد کو شمشیر کرینگے صحرا سے گرداب نشان نکا : پہنچ سکیں گے ایک صحرا سے لے کر وادی  
 وادی بے کنارہ واپان جا کر دھوپ سے ہلک ہو جائیں گے وہ دھوپ بڑنی ہو کہ ہم لوگوں نے  
 جا کر اکثر برف بر سائی وہاں تاخیر نہیں کرتی وہ جھونکے ہوئے گرم کے چلتے ہیں کہ نخل سرسبز چلتے ہیں  
 اس گرمی کی کیا برداشت کر سکیں گے ایک جھونکے میں ہوئے پامال ہو جائیں گے شاہ پور نے پھر  
 دل پر پتھر رکھا گستاخ ہو کے پوچھا راستہ کس طرف سے ہو گلبوش نے کہا کہ اے فرگس تو تو آج  
 اس طرح پوچھتی ہو گویا تجھ کو جانا منظور ہو میں قیدیوں کو بلواؤں دیکھو اب راہ پر آئے یا اس  
 قید شدہ یہ میں بھی وہی سرکشی ہو کینزون سے اشارہ کیا تو سن و کیت و شمشیر کو لاؤ کینزون  
 چار پانچ اٹھیں ستارے بنگے آسمان میں ڈوبیں تھوڑے ہی عرصے میں خانہ زنجیر میں غل ہوا  
 دیکھا کہ چار پانچ کینزون کیت و تو سن و شمشیر کو لیکر آئیں مگر ان سب میں تو سن زیادہ سہولت  
 و مضطر تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے گلبوش نے بکا کر آواز دی کہ کیوں بی تو سن اب  
 بد رنگا می مٹی یا نہیں کیا منظور ہو قدرت نے نکلو یاد فرمایا ہو تو سن نے دیکھا کہ آواز دی کہ ہم مٹی  
 مصیبت میں ہیں قتل اور سجنے کا تجھے اختیار ہو قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہو شاہ پور نے  
 دست بستہ عرض کی کہ ملکہ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اسی حال میں ہیں دھکھڑوں کی جو یا انکو قتل کیجے  
 گلبوش نے کینزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہیں ہوا ہو حکم ہو کہ ہمارے  
 بندوں کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندوں نے یثیت یا یثیت سجدہ کیا ہو ذرا اسی خطا پر کیونکر قتل  
 کیے جائیں شاہ پور کہتا ہو کہ ملکہ عالم سامان عیش و نشاط جمایا کیجے دورہ جام جلیں اس طور سے  
 شراب بلاؤں کہ آپ خوش ہو جائیں میں باؤں سے ناچوں ہاتھ سے بناؤں سر سے شراب بلاؤں  
 نیارنگ محفل میں دکھاؤں کبھی ایسی ساتی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلبوش نے  
 کہا کہ اے فرگس تیری خوشی واجب و لازم ہو تجھ کو خبر ہو کہ میں کس فکر میں ہوں آج اس صحرا سے  
 چر ہول میں شکر ظہر اثر نبیرہ طلسم کشا اگر اترتا ہو ایک قلعہ اُسے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسے  
 ساتھ ہیں لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہو یہ کہ کے کبھی میخانے کی ازار بند سے کھول کر سامنے  
 فرگس نقل کے پھینکی کہا تو فرگس آج تمھاری ساتی گری دیکھیں شاہ پور میخانے میں آیا اپنے  
 بزرگوں کے طریقے ایجاد کیے بکا کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساتی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہے

سب کینزین شراب لینے کو آئین اور لے گئیں شاپور نے چند گھنٹہ بیان بحر غوانی سے بھر محفل  
 میں نیکر آیا کھنگو پاؤن میں باندھے پہلے گت ناچا پھر جھکا کر جام لبریز کیا سامنے گلبوش کے  
 آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلبوش نے جام ہاتھ  
 میں لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلبوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس! کیا ہے  
 تو اٹھالے شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اٹھایا ایک شعلہ جھپکا کہ رنگ دروغ عیار کی  
 کا جل گیا پاؤن زمین نے تھام لیے گلبوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہاں گئی کینزین  
 نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہو کینزین اُسکو اٹھا لائیں شاپور کو گلبوش نے گرفتار کیا اور اُن  
 تینوں جادوگر تینوں کے ساتھ کینزین سے کہا کہ اُسکو بھی لجا کر قید کر دیکینزین نے شاپور کو لیا اور اُن  
 تینوں جادوگر تینوں کو مسلسل و مطوق کیا تخت بر ڈال کے لے گئیں گلبوش جلسے کو برخاست  
 کر کے خدمت خداوند میں جلی صبح کا وقت ہو ہوا ٹھنڈی جلی بھول بستے ہوئے گجرے ہاتھوں  
 سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہو کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہو مراد مند زیر کوہ فریاد  
 جھکا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہم بیمار ہیں صحت عطا کیجے کوئی پکارتا ہو کہ اولاد نہیں ہوتی  
 تصویر سنگی سے آواز آتی ہو کہ جاگیر سے یہاں اولاد ہوگی زوجہ جبری حاملہ ہو فرزند پیدا ہوگا گلبوش  
 آکے آخری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے در دیر پر کھڑا ہو گلبوش نے کہا کہ اسی زبرجد عرض کرو  
 قدرت سے کہ میں نیا معاملہ عرض کر لے آئی ہوں زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلبوش کچھ عرض  
 کیا جا چہتی ہو تصویر نے آواز دی کہ اے ہندی خاص انخاص بیان کر دیا قدرت کہدین کہ جو قبر  
 سر کہ گذرا وہ ہمہ روشن ہو گلبوش نے عرض کی کہ میرے یہاں شاپور عیاری کرنے آیا کینزین  
 گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل میں اُترا ہو جو حکم ہو بجالاؤن اور تینوں جادوگر تینان  
 اطاعت قدرت یلین قبول کرتین وہ عشق میں نور الدہر دایرج و طہماس کے گرفتار ہیں جب  
 انکو سمجھایا جاتا ہو تو وہ بلکتی ہیں تڑپتی ہیں نہیں مانتی ہیں اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہو تصویر  
 نے آواز دی کہ تینوں کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ابرج فوجوں  
 تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت و زارت ملے یہ سکر گلبوش خوش ہو گئی فوب سا بناؤ سنگا کر کے  
 جلی پھاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرتے لگی دو دن سے شاپور غائب ہو ایرج فوجان کنارے پر

شکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلاب پوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آہج نوجوان پر پڑی  
عاشق ہوئی جمال ہیشاں دیکھ کر بیتاب ہو گئی خود سر پر کچ زلفین خلیلی تاب و ش معلوم ہوتا ہے  
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہو چکا  
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہے تیغہ دوم سکندری حاکم سپر پشت پر ہلال و بدر کا  
ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازو سے تھمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہے ترکشون سے قیر دلہ وز منٹھ  
کالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ باہنی سے منٹھ نکالے ہیں یا طائر حیر پر سبز زین  
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منٹھ کو پردہ ترکش میں چھپایا ہو خنجر آبدار جو ہر دار زیب کمر جس سے لوح  
رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پر جیت ارادہ درست قد سر بلند غولی  
یا کلک منشی خانہ محبوبی کھڑے ٹل رہے ہیں اس جال ہیشاں کو دیکھ کر بیتاب ہو گئی ہے اختیاء

منٹھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم	شمع تربت مری بجھاتے ہیں	روح کو بھی غرض جلائے ہیں
لا لہ رویوں پہ دل جلائے ہیں	داغ بالائے داغ کھاتے ہیں	پان اس شوخ کو کھاتے ہیں
اپنا رنگ اسطرح جاتے ہیں	نہیں ہوتا وہ ہم نعل جس رہا	تنگے پہلو کے کاتے کھاتے ہیں
آمد آمد ہر کسی محفل میں	گل جو بھولے نہیں ساتے ہیں	در رہے حوصلہ قسیدوں کو
آزمائے جو آزماتے ہیں	خشاک کیونکر نہون کھن کطرح	در دو غم مجھ کو کھاتے جاتے ہیں
گرے شیشہ نہ دست ساتی سے	ست ہی بانوں لڑا کھاتے ہیں	یاد آتا ہے گشت کو چہ دیار
جب طواف حرم کو جاتے ہیں	بھوئیں یہ آنکھیں غم ہو دیں	مجھ پر آفت ہمیشہ لاتے ہیں
غل ہی زنجیر کا کہیں شاید	لڑ کے دیوانوں کو ساتے ہیں	شوق دیدار و حسرت و گفتار
کو بکو در بدر پھراتے ہیں	حال دیوانگان عشق نہ پوچھ	تنگے چلتے ہیں خاک اُڑاتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ	سانپ کو ماتھ پر کھاتے ہیں	دھو چکا ہوں میں اپنی جان کا حق
آستیں وہ عبت چڑھاتے ہیں	درد دل جب بیان کرتا ہوں	دانت میری زبان دباتے ہیں

جادے صحراے عشق کے اکرند | سانپ بن کر مجھے ڈراتے ہیں |

چلا کے جو گلاب پوش نے یہ اشعار پڑھے آہج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین جبین دریا میں بھونچوں  
کے غوطہ زن معشوقہ پر فن کھڑی گلابینی گلشن جمال کی ہمارے کر رہی ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ اے محبوب گلبوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ میں ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں گلبوش پہاڑ سے اتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ میں لائے مقام صدر پر جا کر دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیوں صاحب تمہارا نام نامی واسم گرمی گیا ہے گلبوش نے منس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا کہ جا کر شکر ایرج کو پامال کر دو با مال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اسکے سر اسر خلافت ہو گرفتار کنند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجالائیں تمہارا عیار مہتر شاہ پور شیر دل ہمارے پاس قید ہو اور کمیت و توسن و شمشیر کو میں ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گنڈا سمجھانے ہوئے وہ نہیں مانتیں یہی اُنکا قول ہو کہ ہکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائیں ایرج نے کہا کہ ہماری فوشی یہ ہو کہ اُنکو بلواؤ گلبوش نے کہا کہ میں اُنکو ابھی بلواتی ہوں اب بہتر یہ ہو کہ آپ یہاں سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہنچ گئی میں نے جا کر سب حال کہا وہاں سے حکم ہوا تھا کہ ان چاروں کو قتل کرو اور شکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس سحر سے گھبرا کر نکل جائیں اسی ارادے پر آئی تھی کہ سحر کو سخت کروں مگر آپ کے اقبال نے دور مارا میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کروں آپ کے سحر حسن میں بھنسی اب جو فرمایئے بجالاؤں ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہو ہمیں زندگی دشوار ہو وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہو ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہو کہ ساحرہ کو ماروں اپنے آقا کا مرتبہ بڑھاؤں اسی کے نہ ہونے سے ہمنے کھج نہیں کیا ورنہ ہم برسر راہ ہیں صحرے گرداب نشا کا قصد ہے آئندہ پروردگار کو اختیار ہو منظور ہو کہ اپنے کو صحرے گرداب نشان میں پہنچائیں کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلبوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت برآشوب ہو وہاں کی گرمی آپ کے لشکر سے رام ٹھیک ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ نار ہو ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر موت ہکو لیے جاتی ہو تو ہم مجبور و ناچار ہیں یہ غیر ممکن ہو کہ ارادہ کریں اور رہ جائیں ہمارا ہمچشم آگے بڑھ گیا نہایت جوان صفت شکن ہو سپہ گری میں پرفن ہو ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلبوش نے آنکھوں میں آنسو بھر کر عرضہ دراز تک ایرج کو سمجھایا ایرج نے نہ مانا آخر گلبوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ اے



ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چلے آہیں میں ٹپتے ہوئے زمین پر  
آئے دیکھا سات کنیزیں زرین پوش سامنے آئیں گلبوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلبوش نے  
کہا کہ اس ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی  
ہوگی وہ کریں گے اور انکو تا بہ صحرا سے گرداب نشان پہنچائیں گے وہ جادوگر نیاں جو قید ہیں انکو لاؤ  
اور شاہ پور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہنچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کنیزیں  
پہلو سے نخل میں آ کے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزیں ایک  
مخت پر سوار تینوں جادوگر نیاں کیمت و توسن و شمشیر زباؤن میں انکی سوزن سر جھکائے ہوئے  
اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہو تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے  
تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاہ پور کو گلے سے لگایا گلبوش نے عرض کی کہ آج کنیز جاہتی ہو  
آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلبوش  
نے ساتون کنیزوں کو اشارہ کیا ساتون کنیزیں پھر نے لگین تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے  
دیکھا کہ ساتون کنیزیں پھر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہو مسندین قاعدے سے لگی ہیں  
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سرد گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہو قمریوں نے اپنے اپنے  
آشیانے بنائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلان تھا وہاں بارگاہ ایرج استاد ہوئی ملازم جا بجا  
اترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دے توسن  
کیمت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے  
حق میں تجو بزیجیے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلبوش کو تمھارے مقارے میں اختیار ہو گلبوش نے  
کہا کہ اس کیمت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہو آج یہ سامان جمایا ہو جشن  
قرار دیا ہو اگر ہفت پیکر کو خبر ہو پچی تو ضرور نساو بر پا کرے گا یقین ہو کہ خبر ہو پچی اس وقت تمام  
صحرا میں روشنی ہو دن سے بہتر معلوم ہوتا ہو ایرج مقام صدر پر ایک طرف کیمت اور ایک جانب  
توسن اور شمشیر پشت پر کیمت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے  
مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور جنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا  
جنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

گر می سے اسکے رخ کی یگلشن دہا گیا  
کا گل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر  
دل جاہتا ہو آپ گلار گردون باڑھ سے  
آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقب  
اللہ ری دشتین مرے آہو خصال کی  
مطبوع طبع یار نہ ہو گی شبیہ بھی  
دی جان اسکے آتش گل سے کباب ہو  
نکل وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل  
شاعر نہیں ہوں رندہ میں مجنون عشق ہوں

گل پر بڑا جودا شبنم چٹک گیا  
پھنستا نہیں جودام سے طائر بھڑک گیا  
قاتل کو دیکھ تیغ بکفت دم بھڑک گیا  
ہشیار کون کون سا اگر بہک گیا  
کو سون ہی رم گیا ہو چٹا کھڑک گیا  
رنگ قبول چہرے سے سرے ٹپک گیا  
شاید کہ آشیانہ بلیل بھڑک گیا  
ہر کو چہ مثل صحن گلستان جھک گیا  
جوٹھ میں آیا عالم وحشت میں ہاک گیا

شاہ پور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ ابرج آ گئے  
حضرت یقین شاہ پور کی کر رہے ہیں کلیوش بھی نہایت بجال چہرہ فوشی سے لال ہلکے آج  
میں بیٹھی کتنی ہو کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زہرہ  
پر ہو ہفت کوہ کے لوگ آ کر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہو میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکو  
کھٹکا ہو گا نہیں معلوم کون اسکے کان میں کہتا ہو کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو بیان ہو رہا ہو  
اگر وہ خیال کر گیا صورت بارگاہ دیکھ لیا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابرسیاہ اٹھا گلشن  
یہ لہکر اٹھی کہ کوئی آتا ہو ہفت پیکر کو خبر ہو گئی شمشیر جو ہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب ہو چکا  
تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے ہو نہی شہرہ پنچہ پیدا ہوا تلوار کو مقام لیا جب کئی سی  
تلوارین اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر پنچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر  
پنچہ ابر پر مارا کئی پنچہ کٹ کر گرے ایک پنچے نے آکر ہاتھ پر پھیل ماری پنچہ ہاتھ سے شمشیر ہر بار  
کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنچہ ابرسیاہ سے پیدا ہوا سنے وہ پنچہ پکڑ لیا شمشیر  
سرا پنچہ مارا کہ شمشیر جو ہر بار کارکٹ کر زمین پر گرنا شمشیر کا کبیت بہت شاق ہوا کبیت بلند  
ہو کر ہر ابر کے پنچہ مرکب مشکین بن کر چاہتی ہو کہ سبزہ ابر کو پامال کروں کہ ایک جوان ابر سے  
اٹھا پاؤں پکڑ کر ایک گھونٹہ شہ پر مارا کہ مرکب بقرار ہو گیا گھونٹہ مار کر نشت مرکب پر سوار ہوا

اس طرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر میں جا کر غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے گلبوش رومال سے ہاتھ  
 بانہ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا، اب گلبوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے  
 عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہو شعلہ برابر اس کا نام ہو آب ہوشیار بہن اگر میرا سحر  
 چلا تو اسکو جا کر مارتی ہوں ورنہ قہیون پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہلے گجرے پھولوں کے اپنے  
 ہاتھوں سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا  
 پھول اُچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز  
 ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخیں خمیدہ خنجر بن گئیں ہزار ہا طائر آشیاؤں سے نکلے  
 زمزمہ سراں گرنے لگے گلبوش یہ حال دیکھ کر اڑی ابر میں جا کر غائب ہوئی بعد تھوڑے  
 عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائر دن کی زمزمہ سراں تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہیں  
 پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہو کر درختوں سے گرا جا رہے ہیں ہر نخل کے سائے میں بتوں کا  
 انبار جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختوں سے گرتے ہیں زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہیں کیا کیا  
 ابر سے گلبوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہیں آگے اپنے کام میں مصروف  
 ہوں دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے لڑتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر گرے  
 ہوا گرم جہل یہی تھی وہ موقوف ہوئی بتوں کا گرنار کا طائر دن نے دھوم مچائی ایک  
 عندلیب زحمت قریب بتوں سے نکلی چار کر آواز دی کہ اسی ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

رنج و تپ ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار  
 گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہے بہار  
 رنگ اپنا پہلے گلشن میں جاتی ہے بہار  
 باغ میں ہر سال آکر خاک اڑاتی ہے بہار  
 ہوشیاروں کو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار  
 حیف ہے اب کی برس کیا مفت جاتی ہے بہار  
 صورت گل پیر بہن میں کب سالی ہے بہار  
 ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

میں تو ہوں زندان میں اور دھوئیں مچاتی ہے بہار  
 کھل رہے ہیں غنچے و گل ہر طرح کے ہر طرف  
 رفتہ رفتہ غنچے و گل پر تصرف کرتی ہے  
 دفن ہو جان کو نسا دیوانہ ہر دل غنچہ  
 میں تو مجنون ازل ہوں میرا کیا مذکور ہے  
 یا بزم خیر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں  
 آمد آمد اس گل رعنا کی ہے کلزار میں  
 اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر

دیکھ لیں گے سال آئندہ اگر جیتے رہے

گل روان ہو گئے اور نہ جاتی ہی بہار

اس طرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرائین اس طائر کی آواز کو سنی تمام صحرا پر ہمارے وہ ساتوں سنار سے عکس اپنا درختوں پر ڈال کر بلند ہوئے ابر میں ڈوبے اب جو دکھا تو ابر کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھنچا ہوا آگے رکھا، خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی، ہر برتین چمکتی ہیں اُن برقوں اور ابر کو وہ سنار سے توڑ کر اس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر وہ دونوں ہاتھوں میں لپٹ گئے اور تخت سے اُس ساحرہ کو اٹھایا خنجر کو ملک گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ غامض ہو گلیوش نے بڑھ کر چھوئی اسکی چھاری اپنے قبضے میں کی چھوئی کو جو اسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا شکر اریح پر خنجر برسے لگے کئی سو جوان اس کے سر اُٹ گئے اریح نے بکار کر آواز دی کہ او ملک گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہو کئی سو جوان مر چکے گلیوش مر پ کر گری یا وہ خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکارو کہ طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتوں سناروں نے اُس خنجر کو بکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی نیچے سترہی ظاہر ہوئے اُس خنجر سے لپٹے تھے گر وہ سنار سے اُن پنجوں کو ہٹاتے ہیں مگر نیچے لپٹے جاتے ہیں ایک آواز آتی ہے کہ او گلیوش کیا غضب کرتی ہو شعلہ برابر بار کو مٹاتی ہو یہ فرستادہ خداوند ہفت بیکر ہو مگر اُن سناروں نے کچھ دُعا خنجر گلے پر اس کے پھیر دیا سرٹ کر زمین پر گر اُترنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر ا ایک آنکھ سیاہ اٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر اریح کے جل گئے گلیوش نے انگلیاں اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنامو قوت ہوئی اور آواز آئی کہ گشتی مرانام من شعلہ برابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے اریح نو جوان کے آئی انھیں سات سناروں پر اشارہ کیا کہ او ہفت سپارہ بڑے وقت پر آئیں خوب اگر گھیرا کمیت گوشہ کوہ پر بیہوش پڑی ہو انتہائی زخم دار ہو اگر میں گھڑی بھر اور نہ پہنچتی تو کمیت کا خاتمہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملک گلیوش تمکو بلاتی ہیں ساتوں سنار کے جاکر بالائے کوہ پہنچے دیکھا کمیت جادو سر زخمی شازدہ زخمی پشت و پہلو زخم دار ایک گوشہ میں بیہوش پڑی ہو ساتوں سناروں نے کمیت کو اٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانگے دیے

بکار کر آواز دی کہ میں اُٹھو زخم مختار سے اچھے ہوئے کیمت اُٹھ بیٹھی باؤن کو گلیوش کے پوسہ  
 دیا کہا کہ اؤ گلیوش کیا کہنا آج تنے کا زنا مدح کا دکھایا اتنی جڑی جادو گرئی کو مارا کہ بہشت پیکر کو بڑا  
 قلق ہو گا اپنے مقام پر کہیں کہ راز دار قتل ہوئی یہ اسکو خبر دینی تھی اب خبر سہ و دہو کی ملکہ گلیوش  
 ایسج کو ساتھ بیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں انکے لافسے اُٹھواؤ لائے سب  
 اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار میں سب گلیوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ اؤ گلیوش آج تنے  
 کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جبکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو شکر تباہ و مبر باد  
 کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اؤ فور نظر مختار سے دادا جان نہجہار سے  
 واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ  
 ایسج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا بچشم فور الدار  
 آگے چڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کر گیا اب یہی بہتر و انسب ہو کہ میں اپنے گونا بہ  
 صحرا سے گرداب نشان ہو نچاؤن خواجہ نے کہا کہ اؤ فور نظر برق میرے ساتھ ہو میں آگے  
 بڑھوں صحرا سے گرداب نشان کا بہ لگاؤن ایسج نے کہا کہ آپ مانک ہیں دادا جان کے  
 ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحرا سے باد انگیز کا بہ نہیں لگاؤہ صحرا سے باد انگیز میں  
 پہنچیں اور ہم صحرا سے گرداب نشان میں پہنچ جائیں دادا جان کو قیاحی طلسم میں آسانی ہو  
 آج تک کئی سال کا زمانہ گذر چکا کہ اب یہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ فور الدار ہر آگے گیا ہو وہ کشتی گیر لڑو  
 نشان لگائے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہہ کر چلے کہ ہم جا کر صحرا سے گرداب نشان کا  
 بہ لگاتے ہیں یہ کہہ کر دو دن عیار حجت و چالاک ہو کر تلاش صحرا سے گرداب نشان میں چلے  
 عمر و نے راہ میں کہا کہ اؤ برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹے پائے برق  
 نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپ کے ساتھ ہو یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ  
 نے کہا کہ اؤ فرزند بڑھو برق ایک جادو گر کی شکل بن کر حیدر قدم بڑھا تھا کہ عمر و نے دیکھا آسمان  
 پر سٹاٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازین دیتا ہوا کہ میان برق آگے  
 نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہو برق نے نگاہ اٹھائی تھی کہ طائر بعد جوش و خروش یہ اشعار  
 عاشقانہ پڑھنے لگا۔  
 طلسم

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا  
خوار کرتا ہو جو امردوں کو سفلیں کو عزیز  
وقت فکر غم اگر آیا بناوٹ کا خیال  
کب محبت غم میں ڈوبا جسکا تو حامی ہوا  
اس جینے میں بھی ہر دوسرے پر ہینو تھی  
گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش سند کے دل  
دوسرا جھسا نہ ہو گا کوئی برگشتہ نصیب  
اب کہاں وہ اینڈ نامستون کا وہ ہوق کہاں  
اب نہیں دل میں کرورت آندہاں ہو صفا

ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا  
سُن تو جرج پیر کیا تو بھی کہینا ہو گیا  
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا  
ہر حباب اُس کے لیے گویا سفینا ہو گیا  
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا  
آسمان کو ٹٹے کا جکے ایک زینا ہو گیا  
کی محبت میں نے جس سے اُسکو کہینا ہو گیا  
ساقیا موقوف جب سے مج کا بیتا ہو گیا  
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار بڑھے برق کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا عمر و لے دیکھا کہ وہ  
طائر تواب کر گرا برق کو اٹھالے گیا عمر و نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران  
و پریشان اسکی جستجو میں چلے مگر برق متوج ہوا سے بیہوش ہو گیا نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد  
آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہو اُس میں جلسہ آراستہ ہو ایک نازنین جادوگر  
مسند پر بیٹھی ہو گرد البسین جلیسین جمع ہیں برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگر کی کے پایا اُس  
ساترہ نے برق کو دیکھ کر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہاں چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا سے  
چرا آشوب ہو آشوب آدھو ار میں یہاں کی حاکم ہوں برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم  
میں نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہاں دخل ہو اگر میں یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا  
اب میں نے اطاعت کی اپنے خد متکا روں میں محکوم رکھیے آپ کے ساتھ رہوں گا بڑے بڑے  
کام کروں گا شمع ایسی ڈھالتا ہوں کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے  
پر ہی تاج رہی ہو کھانا خوب بجاتا ہوں لشکر صاحبقران میں عمر و کی قدر ہو اور کوئی کسی کو  
نہیں بوجھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کر دین سے سواتین نہیں بیتے جب کوئی عیاری کی کسی  
جادوگر کو را تو صاحبقران فرماتے ہیں کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبوں کا کیونکر  
گزر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گزرے کہ و کا دشمن



کر رہے ہیں کل سرداران صاحبقران اسی فکر میں ہیں کہ لوح کا بہ لگائیں آج تک لوح کا پتہ نہیں لگایا، ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہنچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائیں ورنہ طلسم میں پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ میں جا کر رستم کو پلٹا دوں گا رستم طلسم کشاے اصلی کہلاتے ہیں، ہم انہیں سے وعدہ کر کے چلے گئے تھے کہ صحراے بادا انگیز کا بہ لگا دیجئے ہم آ کے یہاں گرفتار ہوئے لیکن امیدوار ہوں کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالے آشوب نے کہا کہ اے برق میں تمکو نو کر رکھ لوں گی اور قدرت سے وعدہ کر دوں گی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہیں کہ ہم انکا پیچھا کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپس کے بچتہ وعدہ ہوا ہی میں جا کر رستم کو پلٹاؤں گا اور یہ خبر سناؤں گا کہ صحراے بادا انگیز کا نشان نہیں ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ میں مقرر ہیں آپس کے پہنچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپس کے پاس سے نکل جائیں گے سحر سے انکے حملت نہ پائیں گے بڑے بڑے ساحر جو انکے ساتھ ہیں ویسے یہاں کے ساحروں کی ٹونڈیاں اور غلام ہیں ادنے سحر میں دیوانے ہو جائیں گے ایک کمال تو میرا سینے کا آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کروں کہ سب ساحر دیکھ کر خوش ہوں یہ کہہ کر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سینے

بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

دور سا غم نہ ترے دور میں چسپے دیکھا  
دم کسی کا کبھی کا ہے کو ٹکٹے دیکھا  
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا  
کباب و طاؤس نے شاید تھکین چلتے دیکھا  
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا لکھتے دیکھا  
شیع کو شیر کی جربی سے نہ ڈھلتے دیکھا  
میں ہی اک دن اُسے ہاتھوں میں ملتے دیکھا  
دو قدم سر کو اک روز نہ چسپے دیکھا

محبیب دل کو نہ رندوں کے پہلے دیکھا  
حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے  
ہو گئی پیش منہم فصل دہن خاموشی  
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال  
کشت انجم کو نہ سر سبز کرسچ ابر بہار  
آسمان کو نہیں منظور ہے مردوں کا فروغ  
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر  
تور سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہیں تشبیہ اور نادر

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بتایا ہو گئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہے آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آؤ یہ بھی

کہ پہلے رستم کو بلادون جب آنکھوں پر آون تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہو  
 تو ابھی دیکھیے یہ کہ کے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے میں آیا بلو ڈال دیا کہ تم ساقی ہوئے  
 میں کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید رکھا دی کہ ایک  
 تیلہ میں آدمی لکڑی میں اس طرح تقسیم کر لو حقوڑے ہی عرصے میں شراب بانٹ کے جالیس کل بیان  
 کنٹرالماس نگار آسمین مگر غوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس  
 سلیقے سے شراب لایا ہو کہ بیٹے والے کا بھی دل لہجائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے جو رسی  
 گھنگرو پاؤن میں یا نہ سے سامنے کھڑے ہو کر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی ہر بی گت  
 ہوئی سب تعریفیں کرنے لگے ایک کنیز شیرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ بڑا کمال  
 ہو کہ سر پر جام رکھے توڑے رہا ہو اور قطرہ ہنسن گرتا ایسے کمال کہاں دیکھے خداوند ہفت پیکر  
 شیر کرین برق نے اس کی جانب پر نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوئی  
 اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب - فرد  
 ناچنے میں جولیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اس پہنچا اور توڑا + آکے سامنے  
 آشوب کے جھکا ایسی مہجین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کہ نگاہ و آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی  
 ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر تاسے برق چلی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب  
 جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آواز آئی کہ او ملکہ عالم تیسے بڑا تعجب ہو کہ دام مکہ میں  
 عیار کے بھنسو برق دوڑ کر قدموں پر آشوب کے گرا کہا کہ او ملکہ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام  
 کیوں ٹوٹا آشوب نے کہا کہ او برق تو نے شراب میں کوئی ایسی شے ملائی کہ باعث میری خرابی  
 کا ہو تیری آنکھوں کے گردش کرنے پر میں ہنسی میرے ہر نے مجھ کو آگاہ کیا اب میں تیرے ہاتھ کی  
 شراب چوٹگی اور جو شراب اٹھا کر لے گئے تھے اُنہوں نے جوی اوک رہے ہیں ڈاک رہے ہیں جو اٹھا  
 وہ نہ کھڑا کر کر کئی ہزار جادوگر میویش ہوئے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب ہنر کے ہو گیا ہنر میں جو اپنا  
 عکس دیکھا ہاے بھائی کہ کے کو دیر کوئی کنوین میں گرا ہر جہر کہ بائین بنا کے برق نے بھرا یا  
 رنگ جاسا کہ آشوب محو ہو گئی مگر اپنے ملازموں کو بیہوش دیکھ کر ہست بگڑی کہا کہ میں جھگو آجی تمکل  
 کرہ لگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ ظان جنگل میں برق بھر رہا ہو اس آشوب آدھوارا سو

گرفتار کر کے سر اسکا کوہ زبر جاری پر روانہ کر دینے وہ باتیں کہیں کہیں  
کو نہ قتل کر دن برق سے لے لیا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی ہے  
خبر دست کرنے والوں کو ناگوار ہوا اٹھوں نے بیہوشی ڈالی  
برق نے باتیں بنائیں مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہر

لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو قید کو اسکے سپرد کیا اُس نے لائے برقی و ر

نہش برق میں چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی حمل نہ  
دہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ میں تجھے رہا کر کے نکال دوں برق نے کہا کہ ابھی ٹال  
کر دین آشوب کو مار کر جاؤ نکلا ابھی مجھے رہا نہ کر دیاں خواجہ پھرتے پھرتے ایک صحرا میں پہونچے  
کہ گالنے کی آواز کان میں آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے  
پر دس پانچ کنیزیں کھڑی ہیں خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کنیزوں سے پوچھا کہ اس  
قصر میں کون صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا  
کہ میں ساحر خود سر بند ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں منزل مقصد  
تک نہیں پہونچتا سنیں معلوم قدرت کو کیا منظور ہو صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو میں نے  
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہاں جنگل میں نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہو جب سانپ منٹھ مارتا ہو نیولہ  
لڑ کھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہو سکی قبیلان جا کر کھا لیتا ہو پھر جو شان و خروشان آکر لڑتا ہو  
دونوں بڑی دیر سے لڑ رہے ہیں ایک کنیز جست و چالاک اُسے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھیں کس مقام پر ہو  
خواجہ اس کو لگا کر لائے اُسکو یہوش کیا کر کے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے اس کو  
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہاں ماری ماری پھرتی ہو ملک اور ننگ تنجو پجارتی ہیں خواجہ اندر گئے  
دیکھا کہ مکان نہایت لطیف سے آراستہ ہوا ایک ساحر نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ انگلیں پر  
شمار کر کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اسکا روانہ کرینگے  
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہو کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا سنیں سے میں جا کر  
آگاہ کر دین کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل میں پہونچ کر اسکا سر کاٹے قدرت آفرین تو کر دینے  
میں مگر اسکا انجام سنیں بتاتے یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی جنگل اندام نقلی نے عرض کی

اُقریب کوہ دُخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چمکے بدلہ لون  
 یہ کرتخت پر سوار ہوئے اور رنگ کے ساتھ چلے یہاں آشوب  
 ارے سحرکار رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانوٹن سے  
 دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا  
 ۔ سب دیوانہ واندہ وحشی مثال جیختی بھرتی ہین اور لڑکھڑا کر نہروٹ  
 مین لیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہیں اُترا وہی دمہ دم خوار بڑھتا  
 جاتا ہو کینزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدیق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل  
 کر کے نکل جاتا کون اُسکو باتا یہ عیار چھلا وہ ہین یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر تخت نمایاں ہوا دیکھا  
 اور رنگ تاجدار تخت پر سوار ہیلو مین گل اندام کینزین میٹھی میٹھی باتیں ملکہ اور رنگ سے کرتی ہوئی  
 تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیشا آج خلاف وقت کہاں آئیں اور رنگ نے عرض کی کہ  
 او مادر حمریان میرے سحر نے مجھ کو خبر دی کہ برق آپ کے یہاں پکڑ لیا گیا گل اندام نے  
 کہا کہ میری ہین کو اُسے قتل کیا ہو اور مین نے جواز رو سے ستارہ شناسی کے دریافت کیا  
 تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر اُسکی قضا نہیں لہذا گل اندام کو دہیجے کہ یہ صحرا مین جا کر اُسکو  
 قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ اسی لالہ رخسار برق کو لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گلی گل اندام  
 ملکہ اور رنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے برائے ملاقات ملکہ اور رنگ گئی  
 تھی تو بی گلی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تائین مار رہی ہین آج تو  
 اٹکا گانا سینے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عوار کا  
 قتل ہونا مناسب نہیں لہذا گل اندام کا گانا ہوا اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب ببت  
 منہ مین کین تو خواجہ نے طرف اور رنگ کے دیکھا اور رنگ نے کہا کہ بی گلی گل اندام ذرا گانا  
 سناؤ خواجہ نے بشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملا یا سازندے بھی  
 ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمر و نے بالخان داؤدی غیسزل  
 عاشقانہ شروع کی۔ نظم

نثرہ مٹ جاتا ہو را و عشق مین مغرور کا      ٹھوکرین کھاتا ہو یان سر قیصر و غفور کا

رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شہد دیجور کا  
 اسی اجل شتان ہوں تب سے کنار گور کا  
 آگ لگ اٹھے اگر بھانور ہر دن کا فور کا  
 پر توہ تھا حسن کا جسکے تجھے حور کا  
 واہ انسان کو دیا خالق نے جسہرہ نور کا  
 اسی اجل تو ہی مدار اگر اب اس رنجور کا  
 بیخہ مر جان میں دستہ جڑو یا بلور کا  
 بعد مر دن خاک سے اٹھکے اٹھکے نور کا

گر مرے بخت سیم کا سامنا ہو جائیگا  
 جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا  
 جاے فون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہیں ام  
 دیکھنے والا ہوں اس رشک بری کا اوی کلیم  
 دیکھ کر صورت تری پر یان کہیں پڑھ کر درود  
 دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیم دوران ہوا  
 ساعدی سین سے زیب اس دست کہیں کی ہوئی  
 خاک کر ڈالا حبلہ کر شمع رو نے رنار کو

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگ نے کہا اے گل اندام آج تو تو نے مجھ  
 کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے جلیں تو میں قتل برق کی نہ ہیر تباؤں اسکے قتل ہونے سے  
 عمر و کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیار یان کرتا ہو کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہ  
 گھٹس پڑتا ہو اور عیاری کرتا ہو اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک سر سے میں آئین خواجہ نے  
 اور رنگ سے باتیں کرتے کرتے جاب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زبیل میں رکھا اور رنگ کی  
 شکل بنکر بجا کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہاں آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہو آشوب اٹھ کر  
 کمرے میں آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہاں گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے  
 مکان پر بھیجا ہو کتاب ساصری منگائی ہو دیکھو ضاوند قدیم بقدر قتل برق فرنگی کیا  
 فرماتے ہیں اس حال کو سب نے لکھا ہو یہ کہ کے باتیں کرنا شروع لیکن کہا خالہ امان گھوری تو  
 کہا تو تمہارا منہ خشک ہو رہا ہو یہ کہ کے اپنے خاں صدان سے گھوری نکالی آشوب کو گھوری  
 کھلائی پیک جو طبق سے آشوب کے اتری کلیجے میں آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گھوری

عمرم کہ کلاہ از سر فیض برم  
 تیغ و سپر و سب و ساغر برم

میں کیا تھا عمر و نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں بھیجا ناغہ عمر و  
 در مجلس خسروان جو گرم سانی

رنگ از رخ بختک بد اختر برم

یہ سنتے ہی آشوب دڑی کہ عمر و کو پکڑ لوں لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمر و نے اسکو بھی اٹھا کر  
 زبیل میں رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قہر جمشیدی میں

بھیجا ہو کتاب سامری سنگائی ہو کہ سمین حال دیکھوں جب تک شراب کا جرچا ہوا لالہ خسار  
کو جو برق پر حیران پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ اسی لالہ خسار برق کو باہر لاؤ اُس سے  
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ خسار نے کہا کہ اسی ملک عالم وہ دشمن آپ کے خاندان کا  
ہو عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کر سکے میں نے سحر کر دیا ہے جب بیہوشی ملا نیگا میرا سحر مجھ کو  
خبر ہو چنانیگا میرے ہنسلے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب قصد کروں تو حال مخفی رہ سکتا ہو یہ  
سنگر لالہ خسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ یا کہ ملک آشوب تیرے قتل کی درپہن  
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہیں اب آشوب کا وہ سراطریقہ ہو برق تڑپتا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا  
اُلٹنا پلٹنا شروع کین گل شراب میں بیہوشی ملا کے برق نے ہلا خام خواجہ کو دیا خواجہ نے  
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان میں گرایا سب نے جانا کہ ملک پی گئیں اب برق نے  
کنیزوں کا دورہ باماٹھا پھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلائی آپس میں سب دست درازیاں  
کرنے لگیں کوئی کسی کا دو پیٹہ نہ جیتی ہو کوئی گھبرا کے ہٹھی اور کہا سامری و جھشیڈ آتے  
میں دو قدم چلے اور گری کوئی یہ کہہ کر ہٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہیں میں انکی ٹانگوں  
وہ بھی اس محفل میں آئیں یہ کہہ کر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی  
بکار رہی ہو کہ اسی جان جہان و او آرام دل مشاقان کہاں تھے میں کئی دن سے تلاش میں تھی  
یہ کہ کے بیہوش ہوئی اس طرح ہر طرز و سب کنیزین گریں اور گر کر بیہوش ہوئیں خواجہ دبرق  
خنجر کھینچ کر کنیزوں کو قتل کرنے لگا خواجہ کپڑے اتار لیتے ہیں مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہو کسی کی  
انگوٹھیاں اتاریں کسی کے چھتے اتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قفصے کا رگھنار  
سرو قد مان آشوب کی اپنے باغ میں بیٹھی ہو سائے نخل سرد پر قمر بان کو کو کر رہی ہیں دم  
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہیں کہ ایک قمری نے آدکی اور آواز دی کہ اسی گلنار سرو قد  
ہو شیار ہو جاؤ جلد جا کر نہ دیکھو عمرو پتھاری بیٹی کو قتل کیا جا رہا ہے عمرو نے صد ہا جادو کر قتل  
کے گلنار گھبرا کر اٹھی اور اق سامری جھولی سے نکالے انکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ میں  
قتل کر رہا ہو مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا یہ پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی بیان آفت پر رہا ہو  
ایک گوشے میں ایک کنیز اٹھ کر بھاگی تھی اسکی پیچھے دوڑا جا کر اسکا پاؤں کاٹ لیا اُس وقت



گلنار آکر پہنچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر کاٹا ہو کر پڑے اتار رہے ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا او ساربان زادے بتا میری بیٹی کو کیا کیا یہ کہ کے زمین پر آئی زمین پر دو پتھر مارا عمر و کے پانچون زمین نے مقام لیے گلنار کنیز وں کو جگانے لگی جو اٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مانج بکا رتی ہو جو اٹھی وہ روتی ہوئی اٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کہاں ہو خواجہ کہتے ہیں کہ میں بھوکا تھا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کروں خواجہ کہتے ہیں کہ خنجر مارے اسی کے سر پر پڑ گیا میں بچ جاؤں گا وہ میرے جسم میں پیوست ہو آپ کا حرم بہرست ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہیں کہ کیا کروں کیونکہ جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کر گئی بقیہ رہا ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بجائے اٹھ گئے کہ ایو کار سازو ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچالے۔ لفظ

خدا فدا غور شہید و جان قربان متا بان نمود  
قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود  
گمردہ راہ طریقت را رہ شرفان نمود  
ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود  
حق مہیا جملہ سامان بہرے سامان نمود

از حجاب جان چو رو سے روشن آن جانان نمود  
کماہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار  
از ہدایت کرد اندر دل روشن چراغ  
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد  
داد مفلس را حسد انگیزہ لعل و گہر

بقیہ رہا ہو کر خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی بکا رتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے گلنار جو بلیٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دو لون گالوں میں گلو زبان ٹھسی ہوئیں ہلچلے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہیں رہ گیا ایک پانچون برہنہ اور ایک مین جوتا بائیں ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو بکا رتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے میں کھڑی ہیں کتنی بہن کہ انان جان کو جلاؤ میری بات کا جواب نہیں دیتیں ایک ان وہ تھا کہ جو جو کہ مکمل لبتی تھیں آج بات کا جواب نہیں دیتیں میرے ساتھ کیا غور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجئے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہیں ہیں یہاں بیٹھی ہیں آئیے بلالے جائیے گلنار نے جو باتیں سنیں سینے سے عمر و کے اٹھی ساتھ اس کنیز کے بلی کنیز لگا کر لے جلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھے سامنے بی بی بیٹھی ہیں منہ سے نہیں بولتیں

گلنار اسے سچی لکھریلیٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ برق  
 نقب ہو مرا برق خنجر گزار  
 کہ استاد ہن خواجہ نامدار  
 کہے کون مکار و خدار ہوں  
 کروں سیکڑوں کوس کی راہ  
 ارطوے ذمی علم شاگرد ہی  
 درمگر پر میرا پھرار ہا  
 ترطپ سے مری چنچ بہار ہا  
 بزیر قدم غیب ہی شرق ہو

چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق ہو  
 گلنار جو مری کنیز بن بھاگ گئیں باغ سارا جل گیا عمر و نے  
 ایک گوشے میں آکر اورنگ اور آشوب کو زینیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فیکہ نفع بہی  
 دیکر آوا دوی کہ اسی آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہوا اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام  
 کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمر و نے سمجھا یا آشوب نے عمر و سے اشارہ کیا کہ میں  
 اطاعت اسلام قبول کرتی ہوں اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونوں مطیع اسلام ہوئیں دونوں  
 نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بہ جان و دل قبول کی ہم کتاب ساحری کے  
 مطلب سے بخوبی آگاہ ہیں اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشاکش کوٹری  
 سختیاں ہیں اہل طلسم کی سختیاں ہیں خواجہ نے دونوں کو رہا کیا دونوں کو ساتھ لیکر لشکر ایرج  
 میں آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کیسے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمر و  
 نے دونوں جادو گریوں کو پیش کیا کہا کہ وہ صحاح صاف ہوئے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے  
 کہا کہ جہان ناک کنیز جانتی ہی وہاں تک رہیری کریگی اُن مقاموں پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا  
 حضور کوچ کریں ایرج فوجان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلیں بنجر و عافیت طویلین  
 پانچویں منزل میں آکر اترے بارگاہ استاد کرائی ایک بارگاہ میں ملکہ آشوب و اورنگ  
 اُتریں گرد شکر جادو گریوں کا پیراشام کو ایرج فوجان بارگاہ میں بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت  
 نہیں ہوئے سب سرداروں نے ایرج فوجان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گواہیے ایرج  
 نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہو کچھ طلب کریں گے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائیں برق نے خواجہ  
 سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمایش ہوگی عمر و نے کہا کہ میرے ہوش درست نہیں  
 قرضداروں نے اس قدر پریشان کیا ہے کہ ابلی مرتبہ سود بھی نہیں پہونچا اُن لوگوں نے خط  
 لکھے ہیں اسکا جواب کیا لکھوں اسکا کوئی جواب دینے والا نہیں اگر کچھ دلوائیں تو کہا عجیب ہی

کہ دو چار شعر کا دون وہاں دربار ایرج نوجوان نے آرا سمیٹا کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بھلا لاؤ  
 شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھٹک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت  
 نہیں شاپور نے جا کر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپ کو  
 سناتے ہیں ایرج خود اٹھے در دولت خواجہ پہنچے بکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف  
 لائے خواجہ منٹھ بھلا لائے ہوئے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج  
 نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمر و  
 نے کہا کہ میں اب شکر میں آقا کے جاؤنگا میں یہاں نہ رہوں گا مجھے آپ حکومت کرنے  
 میں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت  
 دربار میں آپ کی ضرورت ہو مشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتہین کرنے لگے  
 کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان  
 منتوں سے مطلب نہیں نکلتا سبھوں نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا  
 تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شریع کی۔ لفظ

سر ملین چشم کو میں ز کس شہلا سمجھا  
 گردش بہفت فلک کو میں ہنڈو نا سمجھا  
 جو رہنمادی کا میں آسکے ید بیضا سمجھا  
 سرو گلشن کو تہ یار کا سا با سمجھا  
 تجھ بن اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا  
 امن کی جامرے ویرانے کو عفتا سمجھا  
 سنبل باغ کو میں زلف چلیبا سمجھا  
 ماش کے پتلے کو میں خاک کا پتلا سمجھا  
 خاتم دست سلیمان ترا جھلا سمجھا  
 دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا  
 قطرہ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

عارض اُس رشک جن کا گل و غنا سمجھا  
 کثرت خلق کو اس دہر کے سیلا سمجھا  
 لکنت اُس طفل کی میں لکنت موسلا سمجھا  
 سب درختوں سے جن کے جودہ موزوں سمجھا  
 گل سوسن پہ ہوا دیدہ آہو کا گمان  
 بھاگ کر مردم دنیا سے چھایاں آکر  
 لالہ و گل پہ گمان اُس رخ رنگین کا ہوا  
 اُس سیجا پہ تصدق جو کیا بڑ گئی جان  
 خیفہ جب ترا پر یوں کو بھی دیکھا میں نے  
 بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا  
 گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں

خاندہ دوست سمجھ کر کیے کبھے کے طواف وہ غنی ہوں کہ زرو سنگ برابر ہیں مجھے چشم و ہمت سے جو کی سیر جہان کی اور نہ	قیس آہوے حرم کو سگ لیل سمجھا خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رہتا سمجھا زناغ ابھی آیا نظر تو اسے غفا سمجھا
--	--

فواجہ گارہے ہیں آئینج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے فواجہ دل توڑ کر گارہے ہیں اور کی  
نئے طور سے بچارہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ شکر میں آشوب کے ہنگامہ وار گارہا کے  
اندھیرا فوج غم والے گھیر کینزین جو نکل کر بھاگتی ہیں جسے قدم میٹھے سے نکالا منہ کے بھل گری  
آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کینزون کے سرٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدہا  
بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھ کر دوڑی آ کے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا  
جھپٹا ہوا برقیں کرک کرک کر رہی ہیں کینزون کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگین  
درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گرین ایک عجب ہنگامہ ہو یہ ہنگامہ دیکھ کر ملک آشوب  
نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہ کے جھولی پر  
ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹے ہی اُسکے  
ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے آگے ایک طائر کلان نشست پر ہزار ہا طائر بارگاہ میں  
منقاروں میں دباٹے ہوئے صحرائین آکر اول وہ طائر کلان اتر اُسکے بعد وہ سب چھوٹے  
طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار  
اٹھاکے کچھ کہتا ہو وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اٹھاروں کو ہلانے  
لگا منقار سے کچھ آواز دینا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت دفنارے کی آواز آئی  
دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈھول  
ساحر اہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت دفنارے سے بچتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھر ہرے تلے ہو  
قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اتر آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے  
سے کیا نفع ہوا یہ باشتا تھا کہ کینزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کی نیکی سمجھے آخر کس واسطے اور کس  
دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑ گیا جو آئیگا وہ اپنا اپنا نو  
دکھا ایگا شاہباز طائر درنے آواز دی کہ امی آشوب تنے بڑا غصب کیا شریک مسلمانان ہویں

ہتھارے بارے میں قدرت حکم قطعی دیکھنے میں کہ سرکٹ کر کے بلال سے کوہ زہر جہادی لادہ میں قید  
 سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لانا ہوں یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کینرون  
 کو اُنکے مقام پر اتارا اپنی بارگاہ میں روشنی کرائی خدمت امیر فوجان میں حاضر ہوئے تمام  
 کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر دربار سے مقابلہ سرکار آنا ہو کینز اس سے لڑ گئی عمر دے  
 آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اس آشوب ابھی ظاہر نہ ہوتا اپنے کو مخفی کر دے آشوب نے کہا کہ بہت  
 یہ کہ کے ایک دستک دی چھوٹا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئے فوجہ برق کو  
 ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا فوج بصورت آشوب اور برق کو بصورت  
 اور رنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوئے لشکر میں آکر داخل ہوئے ہر کاروں نے  
 آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہباز نے چند وزیروں اور  
 امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے فوجہ عمر و پہونچے تھے  
 کہ دیکھا وزیر ادا امر آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلے آپ کو تہنشاہ بلائے ہیں عقاب  
 کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہو اسے راہ میں پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا فوج  
 نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یسب ساتھ رہتے  
 تھے عمر و نے جاکر ہمارے ملک میں ایسی قیامت برپا کی کہ سونے ساتھ آنے کے کچھ دن پہلے  
 شاہباز نے سحر کیا میں اُنکی خدمت میں حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونوں نے آپس میں  
 صلاح کی کہ جیل کر شاہباز سے ملیں اب ساحر زبردست آیا ہو اس سے مل کر لشکر نبیرہ رستم کو  
 تباہ و برباد کریں صحراے گرداب نشان تک نہ ملے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان  
 میں پہونچے ہر جگہ گرداب جادو وہ بلائے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جمنے نہ دگی عقاب  
 ملکہ آشوب سے باتیں کرنا ہوا مسرا پا کو دیکھ کر کھٹکا ہو بھی سوچتا ہو کہ یہ دونوں شرک  
 نبیرہ طلسم کشا ہوئے پھر کیا سمجھ کے آئیں پہلے نہ سوچیں کہ ہفت بجیر سے دشمنی کر کے کہاں  
 رہیں گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہو یا بچ بھاڑ فوج سے بھرے ہیں بدن اپنے مقام سے  
 نکل پڑ گیا اگر کہ دونوں مسلمان ہونگے تو لبوہ کر کے شاد بگا اب انکا آنا خالی از حدشہ نہیں ہو یہ تو  
 نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہو مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد پر پاکر نیکی انکا ساتھ رہنا بہتر نہیں ہوا نگو گرفتار کریں یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا اگر شاہباز سے  
سب دلیلین بیان کیں کہ اوی شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیجے ایسا  
ہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کریں شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ  
نظری اگر پہنچیں شاہباز کو اگر سلام کیا شاہباز برا سے تعظیم اٹھا کہا کہ اوی ملکہ اگر تم نہ روکتین  
تو ایک سحر میں لشکر غیرہ طلمس کشا کا خاتمہ عقابین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا طلمس کشا  
جاؤ گھا سب کو گرفتار کر لاؤ گھا پتھاری کیا صلاح ہو آشوب لے کہا کہ میرے نزدیک تو اس میں  
صلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پر سحر کریں غیرہ طلمس کشا کو گرفتار کریں بی گلابوش کا گرفتار  
کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساتیان  
سہمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہیں  
مگر آشوب خاموش بیٹھی ہیں کہ شاہباز نے کہا کہ گید ملک عالم کیا ناچ گانا تمہارے ناپسند ہو آشوب  
نے ٹھٹھیلے کہا یہ گائے بے تال ہو اُسے جھلہ کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو  
یہ منکر ملکہ آشوب سازندہ دن کے سامنے آ بیٹھیں کہا کہ بی گائے سنو یہ کہے یہ غزل شروع کی نظم

فقط حیلہ تھا در کبر کا منحل کا بہانا تھا  
سرھانا پائنتی تھا پائنتی میرا سرھانا تھا  
مقابل آئندہ تھا ہاتھ میں کا فر کے شانہ تھا  
مواہ در در فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا  
ہوا حیر انگنی کا شوق جس کو میں نشاں تھا  
مجھے دیوانہ کرنا تھا یہی تجھ کو بنانا تھا  
یہ اپنا خانہ دل بھی کبھی آئینہ خانہ تھا  
تراجر جا تھا ہر محفل میں تیرا ہی فسانا تھا  
اُن آنکھیں سے تجھے بیمار آنکھیں کیا لڑا تھا  
مزاج اپنا لڑکین میں بھی اوبت عاشقانہ تھا  
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانہ تھا

حقیقت میں اُسے منظور خاطر بیان نہ آتا تھا  
شب فرقت میں یہ حالت رہی بیتابی دل سے  
نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی  
جو مرجائون تو لوح قبر پر میری یہ کھروانا  
ہمیشہ سے ہرٹ ہوں ناوک مرگان خوبان کا  
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناعت عالم کو  
بھری رہتی تھیں اس میں صورتیں آئینہ و یونگی  
کسی دل کو محبت سے تری غالی نہیں پایا  
بڑھایا کیوں مرض اپنا کیا کیا تو نے اور کس  
اندل سے الفت روئے حسینان آئین گل میں ہو  
چھڑایا رند جسے آسمان نے اُسکا در و درند



اس طور سے یہ غول آشوب نقلی نے گائی کہ گائے ہاتھ جو منے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہوں تو نقل بھی آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اٹھنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب میں یہ کمال کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو قیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے فرزند شاہ کی غنایت ہو آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں بھٹسے دیکھیے کیونکہ ہمیں برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا خواجہ اس جام کو بے اندیشہ انجام لی گئے حبیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دارو سے بیہوشی تھا یا تو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمرو نے یوں ہی بیسے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہو کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اسکے بیرون نے اسکو بجایا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز منہ بھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہہ کر اٹھی کہ اے شاہباز تم مشب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں کہنا رے ملک آگاہ کر دین اس طور سے تادیر کرو گے تو تائب لشکر طلسم کشا ہونچنا کچھ بات نہیں ہو شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چہ کہ عقاب اشارے کرنا ہو مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادو گر نیاں طلب نہ پھرتی ہیں جو سحر کرنے کے جادو گر نیاں کامل و اکمل ہیں گلبوش بلا سے روزگار و ضرور وقوع سحر کو ملے گی دن کو سحر کرو یہ باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہو اسکو منع کرو کہ ہم تھیلے میں باتیں کر رہے ہیں یہاں نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقہ کندہ کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا مٹھ پر ہاتھ بھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو بچار کہ اے وزیر اعظم یہاں آؤ کچھ کہنا ہو عقاب اندر آیا بوجھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں تھے اسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہو ایسا سحر کرنا شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسے سر نکالا عقاب اس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقہ کندہ کے مارے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل میں شک آگیا ہو اتنے عرصے میں برق نے اور  
 سب پر رنگ جمایا شراب کا چہرہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لوصا جو بیوہ ہم بھی مین گے  
 پہلے جام سادہ آپ پہاچر ششہ بیاروے بیوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے  
 نکلے دیکھا کہ رنگ محفل و گرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جمایا دست درازیاں آپس میں  
 پور ہی میں عمر و نے آتے ہی سکو لکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے اٹھ کر گرے بیوش ہو  
 خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان میں سوزن دی سب کو ستونوں سے باندھا شاہباز و عقاب  
 کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا بچار کر آوازی کہ اسی شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو  
 پروردگار عالم کی کہ میں نے تجھ کو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اس  
 پروردگار کو سجدہ کرو کہ جس نے ایک کلمہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اس  
 محبوب کو سجدہ کرو کہ جس نے ٹکڑے ٹکڑے تجھ سے پیدا کیا یہ غرور دماغ میں بھرا تھا ارادہ تھا کہ ہلو گرفتار کر ڈ  
 بنے تم کو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ابرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالو گناختاری  
 نوح کو لیجا کر ہاتھ سے ابرج نوجوان کے قتل کر ڈالو گنا بارگاہ میں لوٹ لو گنا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب  
 سردار میرے گرفتار ہوئے اب میں کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ میں صدق دل سے  
 متواری اطاعت کرتا ہوں عمر و نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا۔  
 شاہباز ہلک گیا عقاب کو تو عمر و نے خنجر مارا کہا کہ او سکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر  
 کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا فوت جان سے  
 قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ میں بعد ق مطیع اسلام ہوتا ہوں شیر بیشہ صاحب قدرتی کو  
 تاج چھراے گرداب نشان ہو بچاؤ گیا عمر و نے دیکھا کہ پشیمان اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے  
 سوزن نکالی شاہباز قدموں پر گرا خواجہ نے سر پہنے سے لگایا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا  
 شاہباز نے بہت سا جوہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز میں بہت  
 قرض دار ہوں ادائی سود میں مجھ پر وناچار ہوں شاہباز نے کئی صندوقچے جوہرات کے حاضر  
 خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب جلو خدمت میں ابرج نوجوان کی برق سے کہا کہ حاکم  
 ابرج کو خبر کرو کہ شاہباز طاہر در مطیع اسلام ہوا خدمت میں آتا ہو اسکے استقبال کو آشوب

و اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کر دے برق نے جا کر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے  
 چہرہ سرخ ہو گیا آشوب و اورنگ و گلبوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال  
 شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمہاری شکل پر شاہباز کو مطلع کیا شاہیو بھی کہ  
 یہ ہو کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن بڑی جاتے ہی شاہباز کو مطلع کر لیا  
 آشوب اورنگ و گلبوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آکھڑیں دیکھا  
 گرد آڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر ڈھونڈ  
 لاکھ ساحرون کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا لاکھ آشوب  
 سے بنگلیکے ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سردار دن سے آشوب نے شاہباز کو بلوایا یہ عزادار کرام  
 تمام لاکھ یار گاہ ایرج میں پہنچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز  
 تخت پر بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے  
 کوچ کریں یہ دہلی ریگستان مشہور ہے یہاں حالی میں ایک پہلوان رہتا ہے مشہور صحرا نشین اسکا  
 نام ہے اگر اسکو خبر ہو سچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اسے خود پیغام دے  
 بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہو مگر وہ نہایت زبردست ہو غلام کو فوف یہ معلوم  
 ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہنچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہو تم خود جا کہ  
 اسکو اطلاع کر دے شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منہ سے  
 نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے جلا مشہور  
 صحرا نشین اپنے بیٹے میں بیٹھا ہو چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہر کاروں نے اسکو خبر ہو چائی  
 عرض کی کہ اے پہلوان دوران و اورستم زمان آپ کی حالی میں اگر غیرہ صاحبقران فوجش ہوا  
 قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جا کر غیرہ حمزہ کو گرفتار کر دے اگر اترا تھا عمرو نے  
 اسکو عیاری کر کے ایسا تنجیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہنچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے  
 حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک جج ہاری ڈیڑھ لاکھ جوان  
 کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز اپنے مالک کی مشکرب حاضر ہوئے عرض کی کہ ارشاد ہوتا ہو  
 کہا جلد تیار ہو اور گیند ہمارا درست کر دے ہم مقابلے میں ذریعہ طلسم کشا کے جائیں گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طاہر درآکر پہونچا اس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب  
خداوند کیونکر آئیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہوں کہ بغیر رستم بعد  
شوکت چشم آپ کے بیٹے سے گذرا چاہتا ہو میں نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام  
قبول کر لی اب آپ کو اختیار ہو ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہو اسکو بھی پہلوانی کا دیکھو  
ہے لقا کا نوا سا ہو مگر قدرت کے فون کا پیا سا ہو کئی مرتبہ لقا کو شکست دیکھا جہاں پایا مہتر  
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہیں طرما سب ایسا جوان بیٹا طماس کا کہ اپنے زمانے کا  
دیو تھا اسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھا کہ آواز دی کہ طرما سب و طماس ایسے ہرے  
چیلے ہیں چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہیں کہ آج تک اکھاڑ اکھوڑا یا پہلوانی کو جاری  
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہیں ان لوگوں نے دس دس برس مشقت کی اسکے بعد اکھاڑ اکھوڑا  
استاد بنکے بیٹھے مین نے جا کر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر الجھا شام  
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا بغیر رستم ان سب سے زیادہ ہو شاہباز نے کہا اس گفتگو سے  
کوئی مراد نہیں حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئیے تو اس شہر بار کا جاہ و جلال دیکھیں گے  
مین تو اس شہر یار کا غلام ہوں دل و جان سے مین نے اطاعت کی تمھیں خبر کرنے آیا ہوں  
مین نے تو تابنداری اختیار کی مین خیران ہوں کہ یہ طلسم کشا نہیں مین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج  
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور  
نے کہا کہ مین فور آتا ہوں آکے اس جوان کا زور دیکھتا ہوں کہ کس رنگ پر ہو کیا خیال ہو  
کیسا جاہ و جلال ہو شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اسی وقت گینڈے پر  
سوار ہوا چالیس پہلوانان زیر دست بارہ جودہ ہزار اس کے شاگرد دیڑھ لاکھ لشکر اس کو دفر  
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب آتا ہو زمیندار سے وہاں کے  
کھلا بیعتا ہو کہ آج مابعدت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کر دئی وقت  
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گائون  
لوٹ لو اور اگر دقت بر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہو یہاں شاہباز نے آکر  
ایرج نو جوان سے اسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہو

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہو غلام کو بھی بڑا خیال ہو مدت سے وہ یہاں رہتا ہو سیکڑوں قربے اُسے قبضے میں کر لیے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے فریاد کی تو اُن لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا تو اُن نے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ مشہور صحرائے نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہنچی بارگاہ میں چھکڑوں پر لدی ہوئیں اس کو دُور سے آکر پہنچا بارگاہ استاد ہوئی پہلوان جا بجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر کے جھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے شاہ پور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاہ پور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کا رزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہہ دو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی صاحب ساتھ نہ جائیں شاہ پور نے لشکر میں حکم پہنچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحران کس قدر ہو و قلع نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاہ پور نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہو ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑ گیا شاہیہا نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کا رزار میں ہونا ضرور ہو تنہا غلام کافی ہو ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہو مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہیہا زحار ورنے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہیہا نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں مشہور ہو کہ مشہور صحرائے نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہل کر رہے ہیں ملازمان ایرج کو انشاء کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہو چار پہرات یہی ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہو شاگردان فیاض شجاع ہمراہ میدان چنچ زبردستی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کا رزار میں آکر پہنچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کرکٹ کا کھڑے ہوئے کہ مشہور صحرائے نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کا رزار میں آیا گینڈا دوڑتے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ نازی جوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقہ خیز پرستان و دیو زبردستان حکمتنا مرگ کی ہو وہ کچلے مگر میں سوائے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج نے کرۂ بن شکر کو صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اب مرکب حبیل کوہ سرین و کوہ کفل کچلے میں سونے کی ہیکل تھوختی مثل غنچہ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب بڑا

فرد صفت تو سن رقم کیا کروں	کہ شیر یز خاے کا پانگہ ہو	ملا ہو عجب رنگ مشکین سے
اسی سے لقب اسکا خبر نگہ ہو	تڑپتا ہو میدان میں سیما بنار	صبا نام رکھوں تو یہ رنگ ہو
ہر اک نعل ہو نیچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہو	قدم کی روانی کو دریا لکھوں
وہ کوہ گران ہو یہ پلاسنگ ہو	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت رنگ ہو

تین ٹھیکوں میں گھوڑا سامنے مشہور کے آکر ہو نچا آپس میں گاد زنی ہو سے عین قدم کر دین اختر اور باجی قدم گینڈا مشہور کا پیچھے مٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ دار حیلان مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکارا تھا کہ ای جوان میری تلوار کا بار تجھ سے نہ اٹھیکہ یہ محکوم ثابت ہوا کہ تو میں چلا ہو سر کو تھیلی پر رکھا موت کا مڑا چکھا تب مایوس کے مقابلے میں آیا بس پلٹ جانے لے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اس قدر غور کرتا ہو شیر کے بچے قیل مست کو مار لیتے ہیں وار کر یا لات و منات پر لعنت کراد ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہوا ایرج نے جو ہفت پیکر کو بڑا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساتھ میں چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گناٹھ کر تعبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گڑا گڑا یا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بید ریغ ہو حلال حمات مردان عالم اسکا نام ہو یہ مشہور خاص عام ہو اگر ہیاڑ پر ہاتھ ماروں تا یہ بیج کاٹوں صد ہا پہلوان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ اژدہ غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مطلوبان کیوں یا ابر بھٹنا برق جھنڈہ نکلی



خبردار خبردار کہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغ دودمہ سکندری کو نیام سے کھینچا  
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا  
مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈال دیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دو ٹون لپٹے ہوئے  
زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر سرخسارہ تھے چنان مشہور پکڑ لیا ہوا ایرج  
تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پکڑ لائے ہیں دو چار نکلتے ایسے دیتے ہیں کہ زورہ پاد  
پارہ ہو جاتی ہو پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں ابھجہ ابھجہ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام  
تک لڑا مگر اپنی زندگی سے ہزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زمین پوش نے نوج ماہ تابان سے شکست  
کھائی قلعہ مغرب میں جا کر رو پوش ہو مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بیٹھ کر  
ہاتھ تھما فرمایا کہ کیا ارادہ ہو مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہو گا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے  
عیش و آرام کے ہو ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے حریف سے فیصلہ کیے بغیر چلتے یا تو  
زیر کر لیا یا ہم تجھے غالب آئیں گے تب میدان سے ہٹیں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز رات کو  
مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سیر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ  
آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی میں عرصہ ہو گا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح  
مقابلہ نہ کرونگا اب ہٹ ہی جانا بہتر ہو کل صبح کو میدان میں آنا نیزہ و شمشیر آپس میں چلیگا ہر چند کہ  
ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے بر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جا کر اکیلا  
بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا بیٹھ کر روئے لگا  
آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئیں عمار اسکا بیجان شبگرد آیا دیکھا کہ سب رفیق  
باہر ہیں آقا اکیلے اندر ہیں پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہو امیدوار ہو کہ  
باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجیاجان شبگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس  
حال میں دیکھا کہ آنکھیں سرخ سرخ جھکائے بیٹھا ہی بیجان شبگرد نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی  
کہ میں حضور کو نہایت متردد پانا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر خوف  
کہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ اویار و فادار میں برا سے مقابلہ بغیرہ رستم میدان میں گیا  
وہ کل فنون سپاہ گری میں مجھے غالب ہو شام کے ہوتے ہی میں لپٹ کر آیا گردہ ناشائستہ میں

کہ عیار میرا پیمان شبگرد موجود ہو کچھ فکر کر گیا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا میں اسکو قتل کروں اس کے خون سے ہاتھ بھرون اویسیاں ہو سکتا ہو کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ غلام بیشک گرفتار کر لایگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجھ کو روک سکے میں دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجیب سے مقابلہ کیا دن بھر الجھ الجھ کے لڑے وہ بیچ آپ کے جو پہلو انون پر بندھے ایرج کے سامنے وہ بیچ بھی آپ نے نہیں کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا اویسیا طرار دیکھنے میں وہ جوان ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے رکھتا ہو معشوق وضع ہو مگر دورم سمین کوٹ کوٹ کر بھرا ہو اس وجہ سے وہ بیچ اسپر نہ بندھ سکے بھی مجھ کو فون ہو کہ کل کا آٹھن وعدہ لیا ہو اب اگر مقابلہ پڑ گیا تو ابکی وہ مجھ کو مار ڈالے گا میں اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچ سکا ایسے سخت بیچ باندھتا ہو کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہو عیار اٹھٹھا بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیف کی شکل بنا لشکر ایرج میں آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُٹھون نے جو بڑھیا کو آنے دیکھا کہ کمر میں خم ٹھریان بڑی ہوئیں مگر جلدی چلی آتی ہو برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار سکار ہو چھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر میں پھرتی ہو برق کو دیکھ کر پیمان گھبرا گیا نام تو سنتا تھا کہ برق بلا سے روزگار ہو برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر میں پھر رہی ہو پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سواروں میں لو کر، کئی دن سے گھر نہیں گیا میں اسے دیکھنے آئی ہوں برق نے کہا کہ کس رسالے میں ہو پیمان گھبرا کر کہا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤں کہا بیٹا میں نہیں جانتی برق نے کہا کہ چلو میں تلاش کر دوں بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہیں جیسے ہی بڑھیا اُدھر پہنچی برق نے حلقہ کندہ کے مارے پیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاسے کندہ سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ اوکار کہاں جاتا ہو پیمان بھاگا برق نے پہچان نہ کیا پیمان جنگل میں پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر طرٹ لشکر کے چلا پیمان برق اسکو بھگا کر لپٹا تھا کہ راہ میں شاہ پور سے ملاقات ہوئی شاہ پور نے پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش میں گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش میں آیا تھا میں نے اسے لوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو بھر حملہ کر گیا مجھ کو یقین کامل ہے کہ یہ مشہور کا عیار ہو وہ عاجز ہو کر گیا تھا اسی نے عیار کو بھیجا ہو شاہ پور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے پیمان پھر شکر میں داخل ہوا جا بجا دوکانوں پر ٹھہرتا ہوا آتا ہر پتہ لوگوں سے پوچھتا ہوا البتہ بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روٹی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار متھارے کیا کرتے ہیں ہمارا مال وہاں بکوائیے تو آپ لوگوں کی بھی خدمتگزاری کریں ایک خدمتگار نے کہا کہ میں کیدان کے پاس تھیں لے چلو لگا دس پانچ تو لے ایک جائیگا اس خدمتگار کے ساتھ پیمان چلا دوکانوں کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر پیمان نے حلقے کند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل ہنر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگاروں میں لکھنؤ رہو پیمان دن بھر بیٹھ اٹھ کے اسنے کاٹا شام کو جب چپی پر تقسیم ہونے لگے تو اسنے جمعہ مارے کہا کہ آج چپی پر میرا ہر ایو تین خدمتگار اور پوچھا یہ قرار پایا چپی پر ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلو ریان کھلا کر تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اٹھا کچھ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے دو مخلوق سے دونوں ہاتھ دو مخلوق سے دونوں پاؤں اور دو مخلوق سے گردن و کمر باندھ کر پستارہ باندھا جا رہا عساری میں باندھ کر اب حیران ہو کہ کس طرف سے نکلون طلالتے کی آواز کان میں آتی ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں باتین کرنے کی آواز آتی ہو آخر پہلو سے بارگاہ پر آئے سرانچہ جا کہ کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہیں طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہیں بیٹھ گیا کہیں لیٹ گیا کہیں دوڑ کے چلا کہیں ٹھہر گیا اس طرح بیٹھا اٹھنا جاتا ہو شاہ پور اپنے خیمے میں پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سو جا کہ برق نے نگو آگاہ کیا تھا تنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہیں گے کہ ایو شاہ پور بڑا افسوس ہو جننے تمسے کہد یا تھا تنے انتظام نہ کیا یہ سوچ کر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ بھر رہا ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں شاہ پور نے بکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہو نگہبانوں نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت میں جی میں کہتا ہو کہ اموشا پور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہیں پھر باعث تردد کیا ہو پھر خیال میں آیا کہ جلی کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ میں آیا دیکھا کہ اندھیرا بڑا ہی بلینگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھر گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہیں ہیں

جنر شاگرد شاہ پور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاہ پور جو گرد بارگاہ کے پھر ایک مقام پر سرانچہ جاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا پیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاہ پور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سو جا کہ اسکے پیچھے جلو آگے آگے پیمان جاتا ہو پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاہ پور چلا آتا ہو پیمان مشہور رات بھرا انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ رنگ کی آواز کان میں آئی خود کھڑا ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آلا دیکھا کہ پیمان پشتارہ بدوش آتا ہو پکار کر پوچھا کہ ای پیمان شیریارو باہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے پیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاہ پور بشکل جلاد پہنچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے جنر افسر آئے لشکر میں ہلکا ہو گیا کہ عیار چار سے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چنر افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو پوشیاد کہ عیار نے عرض کی کہ اس شہر کو دام مکہ میں گرفتار کر کے لا یا ہوں یہ پوشیاد ہوتے ہی آفت برپا کر گیا آہنگروں کو بلائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل مطلق کیا اب ایرج کو پوشیاد کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانہ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کیے کے اٹھ سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بہ طریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ اونا مرد مردان عالم کو معرفت عیار کے گرفتار کر آیا ہو جو مجھ سے ہو سکے قصور نہ کہ مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہو شاہ پور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کروں ایرج نے کلمات سخت سخت کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ ارے ہکا سرکات سے یہ خاموش نہیں ہوتا بار بار سے گفتگو کرتا ہو کچھ اسکو فوت جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاہ پور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پیمان گئے کہ میرا عیار آگیا شاہ پور نے جھپٹ کر گردن پر کولے کا خط دیا شائنگین لگائے لگا آواز دینا ہو کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ ماروں کہ سر اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سرکات لے شاہ پور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دوون ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نو جوان نے لغزہ کیا۔ لطم۔

شعلہ شمشیر شان شمع ہر سوزن  
باک ندام زدا چوبستون مست

بر سر دار فنا خانہ غوغا سے سن

گر می باز عشق از قہ لون مست

خانہ تار یک تنگ بستہ نہ پیر عشق بشکنم این بند را وقت جنون بہت قید کو تو ذکر مثل تار عنکبوت کے

بھینک دیا شاہ پور نے نیچے ہاتھ میں دیا ایرج جو ان مصروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام سے اٹھا لٹکارتا ہوا کہ ارجوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑ دنگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامہ دکر سے قید کر آیا اسپر یہ غرور مشہور نے طرف پیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردوں کو بلا کندہوں میں اسکو گرفتار کر میں پیمان جیت کر کے چلا تھا کہ شاہ پور سدا رہا ہوا شاہ پور اور پیمان سے نیچے چلنے لگا کئی حلقے کندہ کے پیمان نے شاہ پور پر مارے شاہ پور نے حلقے خنجر سے کاٹے آخر اس نے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہو شاہ پور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہو یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا جا رہا ہے نسبت بر حریف آگیا پیمان پٹا شاہ پور شیر دل نے نیچے مارا کہ سر پیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی پیمان بھاگا شاہ پور نے جو اتنی حملت پائی فوج جیت کر کے باہر نکلا شکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاہ پور نے آواز دی کہ یار و خبر لو آقا کیلے گھر سے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہماز طاہر و راجا شاہ پور نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہماز جو سات ہزار جو ان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرام مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو بڑھلا کہ پیرا کر گئے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہماز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر ٹکرتے پھرتے ہیں مشہور دیوانہ دار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہنچا ایرج نے لٹکارتا اُسے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پیر کو اٹھھاڑے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا بھارتا ہوا کہ یار و نکل چلو یہ جو ان زور میں بھی بے نظیر ہو فنون سپر گری کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے سچھانہ کیا بارگاہوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروز سی پلٹے داخل لشکر ہوئے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالائے کوہ ارجو جی جاتا ہوں خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ اب سے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک سحر میں ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخمی داسر سے خون بہتا ہوا کپڑے تمام

خون آلود صحراؤں کو طوکڑ کر کے زیرِ کوه زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہو جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہو پوچھتا ہو کہ اسی پہلوان دورانِ دایِ گرشاسب جہان نگو کسے زخمی کیا ہو کہتا ہو کہ یارو کیا کہوں عجب آفت میں ہوں قدرت کو کچھ فکر نہیں اہلِ طلسم کے بچنے کا ذکر نہیں طلسم کشا کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہو یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہو ساحر زیادہ غیر ساحر کم خود بہادر مجھ ایسے دیو سے مقابلہ کیا میں اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو ہلایا جنگ میں زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہوں بے کتنا سنتا بمشکل یارو کوه زبرجدی آیا نصویرنگی بائیں کر رہی ہو بچار کر آواز دی کہ یا خدا سوائے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہو پوتا طلسم کشا کا اس والی صحراے عشرت خیز تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا نصویر نے آواز دی اپنے ملک میں جاؤ مددگار پہونچا بغیرِ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس والی میں قدم نہ رکھیگا جبکہ ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھوں نے یہ زور اُسکے نشین دیا ہو اُسپر بغیرِ طلسم کشا اپنے عظم و شان پر ناز کرتا ہو ایسا ساحر بھیجوں کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو اپنے مقام پر جا مشہور کوه سے اتر جانا بھڑتا ہو وہاں لوگ گھیر لیتے ہیں آخر جان بچا کے بھاگا ایک لفظ میں سب کو آگاہ کرتا ہو کہ یارو میں زخمی ہوا میں نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہو کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہو یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرٹ اپنے ملک کے جلا پلٹ کر اپنے مقام پر آباد کیھا بیشیے کے باہر نشان آمد لشکر ابرج نوجوان معلوم ہوتا ہو اول آکر لی گلبوش اُتریں تھوڑی دیر کے بعد تو سن و کمیت بھی آئیں شاہیاز بڑے دھوم سے آیا ابرج نوجوان کا داخلہ ہو مشہور دیکھ کر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ بھی پریشان ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ اسی شہر یار لشکر بغیرِ طلسم کشا تمام جنگل فوج سے معمور ہو ایسا نہ ہو بغیرِ طلسم کشا اگر تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ میں قدرت سے کہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہو میں اُسی کا انتظار کر رہا ہوں یہ کہہ کر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چلی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین



نہایت حسین دریائے جہاں میں غوطہ زن دو لون ہوئے رشک نسرتین و نشتین پشت بر دولا کھ  
جادوگر نیاں طاؤس زردین بال پر سوار باز و بطو قرقرے زیران ہزبر آتشین پر ساحران غدار  
وہ ساحرہ آکر اسی صحرائین اتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سرا با اس محبوب مطلوب  
کا دیکھا بتایا ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہوں آنکھوں فرش کرو  
خاک پالیکر آنکھوں سے نکاؤں تو تیاے چشم بناؤں میری تو عجب کیفیت ہو قلب کی یہ صورت ہو  
کیونکہ ضبط کروں ضبط نہیں ہو سکتا کلجہ و صرطک رہا ہو قلب پھر خاک رہا ہو۔ نظم

طور انماض کا انداز ادا کا دیکھا  
یوں تو جایا کیے ہر سال حسینوں لیکن  
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ برآئی  
کبھی بالوں کو سوار کبھی سرمہ پونچھا  
ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر جگو  
جان بلب ہو گیا روز کی غفلت میں تری  
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر  
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار  
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق  
افترا مجھ پر کیا ہو یہ دراندازوں نے  
آپ کیون کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی  
اٹھ گیا اسکا دو پیٹہ جو ہوا سے اکر تہ

کیا کمون تھے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا  
ابکی نوچندی میں اک چاند سا گھٹا دیکھا  
مرتے دم شکر ہے دیدار تھرا دیکھا  
آئینہ لے کے سحر آئے جو چہرہ دیکھا  
بچھوکتے کبھے میں ناقوس کلیسا دیکھا  
اپنے بیمار کا احوال سچا دیکھا  
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا  
کچھ عجب طرح کا انداز تھا را دیکھا  
کوئی سے کو چے میں کسے مجھے کس جاد دیکھا  
بھڈا میں نے کسی کو نہیں اصلا دیکھا  
میں نے بھی اگر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا  
صاف آئیے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اسی مشہور میں  
تھاری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے  
نکال ڈالو میں ابھی جا کر نیرہ طلسم کشا کو بکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگر نیاں جمع ہیں کہ ہفت  
آنکھوں نے ہنگامے ڈال دیے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ کبھی گلبوش بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا  
اشارہ اسیر کافی ہو دیکھوں تو کیسا باغ نکاتی ہیں اور اگر ایسی باتیں منظور میں تو رخصت ہوتی ہوں

کل صبح کو طلسم کشا تپیر بلوہ کر گیا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیٹھے میں آگ لگا دے گی  
 بھانگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہ جاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملکہ عالم  
 فقط نگاہ لطف کا امید وار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس والی میں کوئی ہمسر سیرا  
 نہیں ہو فقط میں نے بغیرہ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگرچہ شاید قدرت سے عرض کروں  
 تو میرے تمھارے نسبت بختہ کر دین خود قدرت تمکو سمجھا دین میں سو قصبے میرے قبضے میں ہیں ان  
 سکو آپ پر نثار کروں ایک ایک کنیز کو مرتبہ انیسویں دو گنا وہ خدمتگزار کر دے کہ آپ کو رضا مند  
 کر دے کسی خدمتگزار سے منہ نہ پھیروں ملکہ نے منہ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون  
 خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ میں نہ آنا ورنہ میں بہت بیزار ہو نگئی یہ کہہ کر بارگاہ استاد کرائی  
 لشکر اپنا اٹھارہ ملکہ داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہو مخانہ آ رہتے کرو  
 کنیزوں نے اسی وقت تخت بچھائے آئیں مخانہ تیار ہو تو سن چاہا کہ خرام اپنے مقام سے اٹھی تخت پر  
 آ کے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی بھول اچھالتی ہو کبھی بکارتی ہو کہ ای ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی  
 کیفیت دکھا کیوں دیر کی ایک ہوا سے سر جلی ابرج اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دورہ سرداروں  
 کا بندھا ہوا ہو ہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملکہ گلبوش اپنے مقام سے اٹھیں تو سن و کمیت نے بچھا  
 کہ کیوں حضور کہاں چلیں گلبوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا صحرا سے گرد  
 اڑی ایک مادیان مشکین زین و لحام سے آ رہا تھا کلائیان مارنی ہوئی اسی طرف آئی ہو ملکہ  
 گلبوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزین اس طرف چلیں دیکھا  
 کہ ایک مادیان خود اسی طرف آئی ہو کنیزوں کے سر ذرا کر سامنے گلبوش کے آئی سر جھکا کر  
 کھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہو کہ گویا کہ رہی ہو کہ مجھ پر سوار ہو جسے ملکہ اچانک کر پشت  
 مادیان پر آئیں باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر تو سن لے چلی قضاے کار  
 شاہباز طائر در سویرے سے اٹھ کر رے شکار گیا تھا ادھر سے پلٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملک  
 گلبوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلبوش کا چہرہ مرتج آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے  
 باگ پر بختہ شکارین کھڑی بھاگی ہوئی جاتی ہو شاہباز نے بکارتا کہ بلکہ گلبوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلیوش نے جواب دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب شاہمباز پکارتا ہو ملک اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہیں جب شاہمباز نے دیکھا کہ گلیوش نہیں کہتی شاہمباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلیوش نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہمباز مجھے کیوں روکا میں نہ روکن گی مجھ کو تو سن جا بابک حرام نے بلایا ہے مجھے وہاں جانا ضرور ہے اس نے مجھ کو بلایا ہے یہ کہہ کے گھوڑی کو اڑا دیا دیوار آہن پر گولہ مارا دیوار آہن گری گلیوش نکل گئی شاہمباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ تو سن جا بابک حرام کی بارگاہ میں گئی تب شاہمباز پلٹا گلیوش سامنے تو سن کے پہنچی تو سن کو سلام کیا تو سن نے کہا کہ بی گلیوش آئیے ہاتھوں سے گجرے کھول کر دے کہا کہ یہ ہاتھوں میں ہیں گلیوش نے ہاتھوں میں لیٹے تو سن نے ایک طوق بھی گلے سے اتار کے دیا وہ بھی گلیوش نے پہن لیا اب سب نے دیکھا کہ گلے میں گلیوش کے طوق آہنی پڑا ہے ہاتھ میں ہتھکڑیاں زبان باقی رہی تو سن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہہ کہ کو بی بی گلیوش نے اس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان سوزن بڑ گئی تو سن نے گلیوش کے منہ پر ہاتھ پھیرا اب گلیوش کو ہوش آیا گھبراہٹ لگی ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اس کو قید خانے لے جاؤ اس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ منم شاہ پور شیر دل زبان سے سوزن نکالوں اپنے ہوش میں ہو گلیوش نے اشارہ کیا فوراً شاہ پور نے زبان سے سوزن نکالی گلیوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہہ تو سن نے دیے تھے وہ فوج کہ لشکر پر تو سن کے پھینکے بھول بیٹے لگے جیسے بھول پڑا وہ چل کر رہ گیا لشکر میں ہلٹ ہوا تو سن نے باہر آ کے دیکھا کہ آسمان سے بھول برس رہے ہیں جیسے بھول گرا وہ جلا کنیز میں بھاگ رہی ہیں لشکر میں تباہ ہو تو سن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہہ کے جھولی پر ہاتھ ڈالا درق سامری نکال کر دیکھا اس میں نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاہ پور شیر دل تھا گلیوش کو رہا کر کے لے گیا تو سن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکلے طرف آسمان کے پھینکے شعلہ ہائے آتش پیا ہوا بھول جانے لگے سب بھول اسے جلائے غصے میں چہرہ سرخ کہتی چوٹی کہ یہ کتا بڑی عیاری کر گیا مجھ کو دھوکا دیا گلیوش کو بڑے فقرے سے آ کر لے گیا پہلے سے میری کنیزوں میں کیونکر ملا اب میں انتظام کرونگی اس غصے میں طرف بارگاہ کے

جاتی ہو کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم غلام نوبت بجان دکار و بستخون  
ہو ایک نگاہ محبت اس طرٹ اٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہو آپکا چاہنے والا  
بہت بیتاب و بقرار ہو نظم  
آج پھر اُس شوخ نے فقر کیا  
کیا غضب او شوخ بے پرو کیا  
کان کی بجلی جو یاد آئی تری  
ہجر کی شب اڑیاں رگڑا کیا  
میں بھلا کیونکر کون تمکو بُرا  
کیا کون اس عشق میں کیا کیا کیا  
تب اٹھے ہیں ان بتوں کے ہم نشین  
نکمر نے اپنی یہ عقدہ واکیا  
مجھ کو محزون کر دیا مانس قیس  
آبرو پر جان کو صد تا کیا  
اے شبِ فرقت ذکرِ مجھ پر غراب  
دل سے اپنے عمر بھر اُجھا کیا  
عشق افشان جبین بار میں  
آپ نے انس کیا اولالکسا

اک پری کا پھر مجھے شہید کیا  
وعدہ امروز بھی نہ دیا  
کیون اہل کیا تجھ کو بھی موت آگئی  
برق کے ماتم میں ترپا کیا  
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئندہ  
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا  
وان ہو سے مٹی سے لب اُنکے بُو  
جب کلیجا اپنا تخت رکا کیا  
لاگ پیدا کر کے اب جلا دے  
سحر کچھ او غیرت لب لار کیا  
سوزِ فرقت نے زلزلت مجھ سے کیا  
میں نے منہ تیرا نہیں کالا کیا  
اس مصیبت سے شبِ فرقت گئی  
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

عشق نے پھر مفسدہ پر پا کیا  
خون ناحق اک مسلمان کا کیا  
اس قدر آئے میں کیوں عرصا کیا  
دہ کف ہاے خانی کر کے یاد  
دیر تک حیرت سے منہ دیکھا کیا  
خاک چھانی مدتوں تنکے چنے  
بیٹ کر منہ جمنے یاں نیلا کیا  
ہو گرہ موے کمر کی ناف پر  
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا  
معر کے میں عشق کے سر کا نہ پاؤں  
ہیزم ترکی طرح سلا گیا  
زلفِ جانان جسے دیکھی ایک بار  
دانت پیسے آہ کی نالایک  
تھا مناسب ترکِ عشق لار رند

ملکہ تو غصے میں بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر  
جواب دیا کہ کیون اے دیوانے تہنے تجھ کو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا یہ وہ بکے جاتا ہو  
ہم ابھی جا کے شاپور کو لاتے ہیں یہ کہہ کر بلند ہوئی لشکرِ ایرج کا کوسوں میں اُترا ہو تو سن آگ  
برساتی ہوئی جلی خیمے جلنے لگے بازاروں میں منگامہ پڑ گیا دوکانیں جھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے  
جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلہ جوالہ منہ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہو  
جہان آگ کا انگارہ گر آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزار ہا بندگان خدا جان سے  
ار گیا بھاگ کر طرٹ بارگاہِ ایرج کے چلے یہاں ایرج کو جوان بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ اول

شاہ پور آکر پہونچا سحر میں مہوت ہو کے گلبوش کا جانا بارگاہ توسن میں اور توسن کا سلسلہ  
 مطوق کرنا بھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہو برق و خواجہ عمر  
 بھی بارگاہ میں تھے تعریفین کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ اسی شاہ پور کیا کنا خوب عیاری کی کہ  
 مقوڑے عرصے میں ملکہ گلبوش آکر پہونچیں ایرج کو سلام کیا گلبوش نے شاہ پور کے ہاتھ  
 آنکھوں سے لگائے کہا کہ اسی شاہ پور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا  
 ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاہ پور کو دیا شاہ پور نے برق سے آنکھ ملائی کہا ہتھکڑیاں  
 اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہیں کہ اسی شاہ پور کیا کنا فرزند ان عمرو میں تمھارا  
 مثل نہیں کیا مرے سے عیاری کی ہو کس لطف سے گلبوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والا ہاں  
 کی آواز آئی ہزار ہا جادوگر دو کاغذ اعلیٰ مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے  
 بکار نے ہیں کہ اسی آقا کے نامدار اس آگ سے غلاموں کو بچائیے گلبوش نے کہا کہ شہر ہا  
 معلوم ہوتا ہو کہ وہ خود آگنی شرمندہ جو ہوئی ہو اسوجہ سے بہت غصہ ہو شاہباز نے کہا کہ حضور  
 باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف  
 گلبوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاہ پور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے  
 کہ اسی فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہو اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہیں  
 کہ میرا تکیہ پر وردگار پر ہو جو موجود چاہیگا وہ ہو گا یہ پابین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ  
 آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازمین دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے آتی ہو گاتی بند  
 ہوئی سینے پر ابھار نارستان یا شان نیزہ دلستان جہان پانوں رکھتی ہو نقش قدم کو فخر ہو کہ  
 میں تاج سر شاہان عالم ہوں محترم و محتشم ہوں زلفین عارض پر بل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہو کہ  
 چشمہ فرخید میں ماریا ہل رہے ہیں ایرج نوجوان پر نگاہ ڈری ملکہ توسن چاہک خرام نے  
 دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آئے ہیں نگاہ توسن  
 کی ڈی تیر مژگان جو کما نچاند ابرو سے خمدار میں برائے تیش زنی جمع تھے تودہ دل پر مینو  
 ہوئے بے اختیار منہ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ میں  
 توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکوہ کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ میں تشریف لے چلے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی  
سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے  
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور چنگ صرعی لپکر سامنے بیٹھا  
رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلیبوش کو بہت ناگوار ہو مگر خاموش ہو  
جانتی ہو کہ یہ غیرہ صاحبقران ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو  
شاہ پور نے سازندوں کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کہ یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ لفظ

سیر غربت میں جو کی تہنہ وطن یاد آیا  
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا  
ہوں میں غربت دودہ محکوم بھی وطن یاد آیا  
غنجہ گر باغ میں دیکھا تو دہن یاد آیا  
شب حبران کا اگر سنج و حن یاد آیا  
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا  
قید میں بلبل شیدا کو چمن یاد آیا  
سونگھ کر زلف کی بو مشک خنن یاد آیا  
زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا  
کس بری کا تھین انداز سخن یاد آیا

دیکھ کر دامن صحر کو چمن یاد آیا  
بہمنے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا  
جانے والوں پہ عدم کے نہ میں وٹوں کیونکر  
گل کو دیکھا تو بندھا عارض نگین کا خیال  
لجھ تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی  
یوسف و جاہ کا احوال جو قرآن میں پڑھا  
تیرے کو بچے کا تصور مجھے وقت میں نہ بھا  
خال عارض پہ گمان غیر اشتب کا ہوا  
باغ میں بھی نہ میں اس رنگ چمن کو بھولا  
بولتے بولتے کیوں ہو گئے خاموش اور تند

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہیں ایرج نے کہا کہ یہ وہی  
نرگس کینز ہو ملکہ نے کہا کہ میان شاہ پور صاحب ساحت بہت نیک تھی در نہ میں مختاری  
گر مختاری کو آئی تھی اس شہر بار مشہور نے بہت پریشان کیا ہو آپ یہاں سے کوچ کر جائے  
طرت صحرا سے گرداب نشان کے تشریف لے جائے اگر صحرا کے گرداب نشان و صحرا بادنگین  
نفع ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچے گا آپ جلدی کریں کنیر آپ کے ساتھ ہو یقین ہو کہ رہبری  
میں میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرا سے گرداب نشان میں پہونچا دون اور گرداب حاد  
بہ دل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہر کاروں نے خیر مفصل مشہور کو



ہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھیں جا کر ایرج پر عاشق ہوئیں اب دربار میں خوش  
 بیٹھی ہیں یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہ کہ ابھی جا کر سر اس گیسو بربدہ کالاتا ہوں میں جم کر ایرج  
 سے نہیں لڑاؤ ورنہ ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لوں گا چیر بھاڑ کر پھینک دوں گا کیا اب مجھے بچ  
 سکتے ہیں یہ کہہ کر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا ایک و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا۔  
 فوج والوں نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا ایک و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈوں پر سوار ہوئے بارادہ  
 رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد آؤی مشہور صحرائین تیفہ برہنہ  
 میں گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایاں ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں گرد بلند ہوئی  
 تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آکے گرے جسکو جان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار  
 گلشن جان ہوئے لشکر میں غریبوں بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے  
 کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہزادہ مشہور صحرائین مع لشکر  
 آپ کی فوج بڑا اگر ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ میں آئے حال توسن  
 سنکر بہت غصہ آیا جھلا کے آڑا کہہ چلا کہ توسن و ایرج کا سر لاؤں گا مراد اسکی یہ ہو کہ اپنے  
 کو بارگاہ میں پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھیں میں ابھی جا کے اسے پٹائے  
 دیتی ہوں کیسے وہ اپنی فوج کے نو دسر لائے جس طرح کیسے اسکو پٹاؤں یہ کہہ کر چاہا کہ اپنے مقام  
 سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ خام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو میں جا کے اس خردماغ کو سمجھائے دیتا ہوں  
 یہ کہہ کر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحروں نے چاہا کہ ساتھ چلیں ایرج نے منع کیا  
 کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ میں بیٹھو میں بہت جلد آؤں گا یہ کہہ کر کہ بن اشقر سوار  
 ہو کر بارگاہ سے نکلے اور بکار کر کہا کہ ہاں یارو کیوں بھاگتے ہو جو تمہیں مارے تم بھی اسکو مارو

ملک ایرج آن آفتاب میر	یہ کہہ کر اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ ایرج بن قاسم عالیشان
نزل فتنہ در میان مصاف	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
نہم صفہ و وصف شکن پہلوان	اگر تیغ بر سنگ خارا ز تم
ایرج نے جو اپنے نام کا لغزہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر	نہال گستان صاحبقران
لڑتے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہو کیدان در سالہ دار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹیں	

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہرے علم کے کھول دیے جنگ میں مصروف ہوئے تھوڑے  
 عرصے میں مشہور کی نگاہ بڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جا بجا خاک میں پڑے ہیں ریت و زرخون  
 ملکی ہو چھڑک رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسوس کچھ وصلہ نہ نکلا جو حبابا تھا وہ نہ ہوا  
 لاشے پہلوانوں کے دیکھ کر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا تیرہ بیٹھا جعفری  
 شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدمر جا پڑے کا فرجھاگئے نظر آتے ہیں  
 مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا جا پا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے  
 مقابلہ نہ کروں ایرج نے دور ہی سے لٹکا را کہ اونا مرد کہاں جاتا ہو بڑا جنگجو ملک کے آنے کا رشک  
 ہوا ابوجیا حلو اور دن رات روئے پاید شوکتے شاید یہ کھلے قریب ہو بچے تھے کہ مشہور برس بڑا  
 ایرج نے دارا کے خالی دیے سر کو تبا کر کر پیر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج  
 مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے میں ہو بچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ اسی  
 شہر یار میں آئی اطاعت کرتا ہوں دیجو رخارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت  
 جھٹلایا گینڈا اٹھا کر مقابلہ ایرج میں آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے اڑھ بجلے کے کلائی پر ہاتھ  
 ڈال دیا تو اچھین کر دیجو رکی پھینک دی مگر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا جا پا کہ چرخ دیکر زمین پر اڑاؤں  
 دیجو نے آواز دی الامان ایرج نے کہا اماں لشتر ایمان دیجو رکھ بڑھ کر بصدق دل سلمان ہوا  
 فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر برصنت کی  
 اب لشکر والے دیجو رکی پشت پر ہو گئے ایرج دیجو کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سب سرداروں  
 سے ملوایا دیجو رکھی اگر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہو ملک تو سن چاہک خرام پہلو سے  
 تخت شاہی زمین کر سی جاہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملک تو سن  
 سے سوال اسلام کیا تو سن نے جواب دیا کہ کنیز عرس سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ اب  
 کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑینگے گرداب جادو بڑی ساہو  
 مکارہ ہو اگر خدا اس سے جان بچائے تو بڑی بات ہو اسکا سحر نہیں کرامات ہو ہفت پیکر کو  
 اسکی رفاقت پر انتہا کا ناز اپنے مقام پر کہتا ہو کہ مابدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہو  
 وہ بلاے روزگار پر کالہ آفت ہو ہزار طرح کے سحر کرنگی مگر کنیز ان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحر دن کا افسر کیا اور شکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خزام و گلشن  
 کیا اس کروفر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے ایمرج طرف صحرا سے گرداب نشان  
 چلے اب حال خیریت مال شاہزادہ نوزالد ہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارہ دشت ادبار ہو کر چلے  
 ایک صحرا سے خارستان میں گذر ہوا شہرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے میں ٹھہرتے  
 ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شہرنگ پانی لینے چلا نوزالد ہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک  
 شیر پیدا ہوا دھڑو کا مار کر شہرنگ پر جا پڑا اسنے چاہا کہ بھاگوں شیر نے اگر گردن لی جھاگل  
 ہاتھ سے شہرنگ کے جھوٹی شیر شہرنگ کو لے گیا نوزالد ہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے  
 بڑھ کر جھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہیں معلوم کیا خود دیکھی سبحان اللہ کہ کے  
 چشمے میں بچاند پڑا نوزالد ہر حیران ہوئے کہ طہماس کیون چشمے میں بچاند پڑا نوزالد ہر آپ  
 پر یوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہو ایک فقیر  
 عالی آراستہ ہو طہماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شہرنگ ساز باقر میں بجار پڑا نوزالد  
 حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی او ہزبر بیشہ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری فاقہ سے  
 مٹھ موڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آفا کی آواز سنکر جواب دیا  
 کہ او شہر بار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نشترن باغ پیرا آجی بہت مشتاق ہیں نوزالد ہر نے  
 گھوڑے کو کوڑا مارا کھوڑا چاروں تیلیان جوڑ کر نوزالد ہر کو لیے ہوئے چشمے میں جا پڑا نوزالد ہر  
 بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و  
 مجیدین دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال میں کیتا نشترن باغ پیرا نام مقبول طالع  
 عاشقان خاص و عام مقام صدر برگ و کنیزین ایک معشوق سبز رنگ پہلو میں طہماس کے  
 ایک پہلو میں شہرنگ کے شہرنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غول بیٹھا گار با ہو نظم

اے سوا سے خاص و عام دل زار نے کیا  
 دل سرور میرا اگر می بازار نے کیا  
 میدان صاف یار کی تلوار نے کیا  
 دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

چنگا سرگرم آؤ شہر بار نے کیا  
 سوداگران ہجوم خریدار نے کیا  
 ستھرا و تیغ ابرو خمدار نے کیا  
 جن بنے لپٹا سر سے نہ اتر کسی طرح

وہ جنس ناقبول ہوں بازار و ہرین  
بدنام اسکو کرتا میں رسوائی آپ کو  
سیدھا کرونگا گیسو خمدار کی قسم  
ایر بادشاہ حسن ہوا بھجیہ وہ فقیر  
جھکڑا کیے مجھے نہ جلا یا کیا نہ دفن  
گلبا سے زخم تازہ سراپا شگفتہ میں  
قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان  
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا  
بان ہونٹھ بنے کر دیے دانو توں کھاٹ کر  
بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے پند

توخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا  
سار افساد یار کی تکرار نے کیا  
جس روز مجھ سے بل کبھی غبار نے کیا  
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا  
مردہ خراب کا فرو دیندار نے کیا  
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا  
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا  
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا  
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا  
دل داغ داغ لاکھ گلزار نے کیا

شہر ننگ کس لطف سے یہ غزل گار باہو کنیزین ہزاروں اُس مکان میں بھری ہیں کچھ سائے  
ہیں کچھ دروازے پر ہیں کچھ سامنے دالان میں یکا یک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دھڑکی  
اُس نے اگر عرض کی دروازے پر جہتاب کر گزند سوار خبر سنکے آیا ہو کہ ملک نے بیریہ صاحبقران کو  
ہلا کر پہلو میں بٹھایا غصے میں آیا ہو دروازے پر کنیزوں کو قتل کر رہا ہو یہ ذکر تھا کہ پہلو ان  
گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزوں کے روکے سے نہیں رکتا سامنے وہ پورنچا  
بکار کر آواز دی کہ او گیسو بربدہ ننگ خاندان بیریہ حمزہ کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہو دیکھ تیرے  
سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہوں اور تنجو بھی منرا دیتا ہوں آج یہ جلسہ شاد و گنگا تنجو خاک میں  
ملا دوں گا یہ کہہ کے گینڈے سے کودا تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہ ہر اپنے مقام سے اٹھنے لگا  
میں جہتاب کے پہونچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہ ہرنے کلائی پر  
ہاتھ دلدل یادہ لیٹ پڑا صحن میں اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہ ہرنے تیسرے بیچ پر  
اُسکو اٹھا کے دے مارا کوڈر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہنا ہو  
اُس نے جواب سخت دیا نور الدہ ہرنے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھ کر حج دیکر گردن  
اُسکی کھینچ لی مار کر اُسکو نور الدہ ہر اٹھتے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ او شہر ایا بیٹے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچا یا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو بار آپ ہی  
 نام منکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ صل جہنم ہوا اب کا انتشار کم ہو دین نے اپنے نش  
 میں جانا موقوف کر دیا تھا اب بلغ میں بیٹھے یہ منکر نورالد ہر نے طہماس و شمرنگ کو ساتھ  
 لیا چار سے تیزین ہمراہ اس مکان سے نکلیں نورالد ہر نے دیکھا کہ پہلو سے قہر میں ایک چشمہ  
 ہو اسی کے سامنے سے راستہ تھا چند خاستان طو کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ  
 کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملک کو جاتے دیکھا براے تسلیم خم ہوئے ملک سے چھپا  
 کہ یہ جو ان کون ہیں ملک نے کہا کہ ہمارے حمان ہیں یہ کہہ کر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر  
 بخدیست شاہنشاہ خار صحر اکو باب ہو ملک کا روانہ ہوئے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملک نئے  
 مردون کو لیکر بلغ میں آئی ہیں یہ منکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک پیچ ماری کہ قسروں گیا  
 غصے میں اٹھا ساب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا  
 کہ ملک نورالد ہر کو لیکر سند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہو کہ آسمان سے آواز آئی کہ منہ  
 شاہنشاہ خار صحر او گیسو بریدہ غیرہ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہو دیکھ تو  
 تیرا کیا حال کرتا ہوں ملک نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً اُٹھنے کو مارا وہ گولہ قریب ملک  
 کے آکر پھٹا اُسہیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بھل گری کسی کا  
 سر پٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلو سے طہماس میں بیٹھی تھی  
 اُسے ارادہ کیا کہ اُٹھوں شاہنشاہ خار صحر نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین  
 گری جو پہلو سے نورالد ہر میں تھی اُسے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی بسنے لگا اُسکے قطرے دیشہ پر  
 گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحر نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس  
 نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے  
 وہ بھی لہر کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہو کہ شاہنشاہ خار صحر زمین پر آیا نورالد ہر  
 طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونوں جو ان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اُنہ نہیں سکتے  
 چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اُٹھیں تلوار کو میکا اُٹھے اور پھر گرے کہینوں سے خون تپا لے  
 ہو بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خار صحر تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اسی شاہنشاہ خسرو اودھر آئیے  
 ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجئے ساربان زادے کا فرزند یہاں آکر چھپا ہوا دیکھو وہ ظالم  
 مجھے نیچہ دکھاتا ہو جاہتا ہو کہ مجھے قتل کرے میں نے اپنے کو بچا یا شاہنشاہ خسرو نے پلٹ کر  
 دیکھا کہ ایک کنیز سبز رنگ سینے پر اچھا ایک پانچ گھڑ سہا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا اسٹر پٹر کرتی ہوئی  
 آئی ہو منٹھ سے گھوڑی گر گئی خالی منٹھ چلتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے شانے سے ٹھونٹھکتا ہوا  
 شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتی ہی سقپار ہو گیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہو اسی کی مکاری کا سارا  
 فتور ہو فرزند ان عمر و نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے تاکہ وہ عیار مکار کہان ہو کنیز بتائی ہوئی چلی  
 کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہو کہ ایسا نہ بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب  
 پہونچا کنیز نے ہاتھ بڑھ لیا چسکی لیکر کہا کہ تو تو مجھ کو نگاہوں میں کھائے جاتا ہو دیکھ مجھ کو گھوڑے  
 نہ دیکھ میرا فون ہلکا ہو کھٹا جاتا ہو ابھی کل بخارا ترا ہو آج پھر یہ کیفیت ہو کہ تو گھوڑے کے دیکھتا ہو  
 آنکھیں مجھ کا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمر و بیٹھا ہوا ہو اسی جانب گھوڑا ہو لنگا پھر پانچا ہوتا  
 گنوار ہی بنکر نکلیگا تو کیونکر اسے روکیگا یہاں سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤں تھام لے اسے سمجھ میں  
 ڈرتی ہوں کہ تجھ کوئی زوال نہ آجائے تو میں تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلا دھتا ہوا  
 ہوتے ہیں اگر اُسکے قبضے میں تو آگیا اس طرح قتل کر گیا کہ ماہیان دریا و مرغان ہو اگر یہ وزاری کریں  
 اور اسکو ترس نہ آئے ہزار ہا جادوگر عیار وں نے مار ڈالے اُنکو کس کا فوٹ ہو ایسا بے درد کوئی  
 فرق نہ ہو گا جیسے یہ عیار ہیں گھر کر شاہنشاہ کہتا ہو اگر دس ہزار عیار ہوں تو ایک سحر میں  
 بیکار کروں کنیز کھل کھل ہنس رہی ہو ہاتھ سے بتاتی ہو کہتی ہو کہ گولہ پھینکو زمین پاؤں اُسکے  
 تھام لے ہم جل کر مار ڈالیں سحر کوئی یاد ہو کہ نہیں شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہو یہ کہہ کر  
 گولہ چھوٹی سے نکالا کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہو مگر میں تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہوں  
 کنیز نے کہا کہ آنکھوں کے آگے ناک سو مجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا دالو کہ سو جھٹکے ورنہ درجہ چھٹکا  
 آنکھوں کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل میں بہت خوش ہوتا ہو کہ یہ بڑی جیت و چالاکی کنیز  
 ہو آخر اس سحر بڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسے گولہ پھینکا اس ناز میں نے کلچہ تھیر کا  
 کر کے حلقہ کند کے گلے میں شاہنشاہ کے ڈال دیے اور فریاد کیا کہ منم شیرنگ بن عمر و یہ کہہ کر



خجہر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصد پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزین جل گئیں صد بابا آتی رہیں  
ملکہ نے دوڑ کر شیرنگ کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ اے شیرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ جیڑی  
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا فوراً دہرے دیکھ کر کہا کہ اے شیر پار آپ بڑے صاحب  
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے میں کیا من اس صحرا کی حاکم ہوں چشمہ خاص آپ کے  
واسطے بنایا تھا پہلے شیرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیر زادی لے لیا میں اب  
آپ کو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کر کے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا حساب کا  
یہ بلا احسان ہو کہ یہ بیجا مدت سے میری صحبت میں آتا تھا نہایت شائستہ تھا آپ نے اسکو مارا گویا  
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا عذر رہی میں  
آپ کے ساتھ جلوگی صحرا کے گرد اب نشان تک پہنچا دونگی یہ کہ کے فوراً دہر کو لائی تھا  
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شیرنگ اگر صحبت میں بیٹھا کو کا اسکی سرسبز جاو  
شیرنگ کے گانے برائے ہو اب تو جلسہ جاسب مطیع اسلام ہوئیں کہا کہ اے شیر پار اب جلد  
کو ج کیجیے اپنے کو صحرا کے گرد اب نشان میں پہنچائیے آپ کا کوئی ہتھیار ہو فوراً دہر نے  
پوچھا کہ ملکہ تمہیں کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگیں کہ ایرج نوجوان نبیرہ ستم  
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہیں اب انکو صحرا کے گرد اب نشان کا  
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہیں فی الحال تو سن چاہا کہ خرام اتنی جڑی ساحرہ شریک  
ہوئی ہو کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے وہ وہاں کی واقعہ کار ہو اور گرد اب جلو  
سے رسم بھی رکھتی ہو فوراً دہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نشترن بلخ پیر اور سرسبز  
گلشن افسر کلان نے ابرار بخشی تیار کیا ابر بالاسے سر آراستہ کیا زیر ابر فوراً دہر و طہماس  
و شیرنگ عیار جاتے ہیں ابر کو کتا ہوا سر پر جس صحرا میں جا کر اترے نشترن نے اسی وقت  
اس صحرا کو چربہ کر دیا گلہاے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے فوراً دہر برابر  
رہ روی کرتے جاتے ہیں کہ جو تھی منزل تھی پیر دن بچھلا باقی ہو ملکہ نشترن نے بارگاہ زر بھتی  
استاد کرائی فوراً دہر کر سی پر بیٹھے ہیں طہماس ساٹون مفتقد منی کا ندھے پر رکھے ہوئے  
پہلو میں بیٹھا ہے شیرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہے ملکہ نشترن سامنے کھڑی ہوئی سرسبز جلو

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہیں نخل خشک تر ہو رہے ہیں خُش خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہو ایک بار آسمان پر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہیں چھڑکاؤ ہو رہا ہو کہ صحرا سے گزراؤ ہی دیکھا کہ ایک جوان کو ہی مگر دیو خصال عسرت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کو ہی بڑے بڑے میزے ہاتھوں میں دور کا بے گھوڑوں پر سوار اسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جا دو گر نفل رہے ہیں کئی سو کیزین زرین پوش اس جنگل میں بھر رہی ہیں معلوم ہوتا ہو پر بڑا دون کا چاؤ ہو نورالدین ہر نفل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہیں ظہماس ایسا رفیق پہلو میں اُسنے عیاد سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہیں بلا تکلف ہماری علمداری میں اُترے ہیں صحرا کیسا سرسبز و شاداب ہو ہر جھیل لا جواب ہو دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا ننگ کو ہی اُسکا نام اشفاق کو ہی یہاں سے قریب قلعہ ہو قلعہ حمرانیہ اُسکا نام ہو دہانکا حاکم ہو اسوقت بڑے سیر کلار ہو میں طرف بھی آ گیا ننگ کو ہی عیار اسکا چلا سامنے نورالدین ہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھ کر براے تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہاں کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہو کہ آپ کون ہیں بلا تکلف ہمارے صحرا میں اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت دیدار تھا شہر ننگ نے کہا کہ جا کر کہو کہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ نورالدین ہرین بدیع الزمان براے سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہیں عیاد نے آ کر اشفاق کو خبر دی اُسنے کہا انھیں لوگوں کے مقدمے میں فرمان خداوندی آیا ہو کل انکو قتل کر کے سرانکے خدمت خداوندین! اندر دنگا دھنٹے اسی صحرا میں چھوڑ دنگا اگر اسکو گھنٹ ہو کہ نشتر باغ پیرا ساتھ ہو میرے قلعے کے قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہیں اُنکو بلواتا ہوں یہ کس حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے اور اسی ننگ تو جا کہ ملکہ سوسن کو خبر کہ عین وقت پر آپ بھی آ جائیں شاید نشتر سحر کرے تو وہ سحر آپ آ کر روکے گا آپ اگر نشتر کو گرفتار کوں میں نبیرہ حمزہ کی گردن لٹکا ننگ اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے میں نورالدین ہر کے آتا بارگاہ استاد ہوتی شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے یہ خبر نورالدین ہر کو پہونچائی نورالدین ہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی بجا دو تو ن لشکر دن میں تیار ہوا ہوئے لگین چار پہر رات گزر کر جب ستارہ سحر آسمان پر چمکا کہ قول شاعر شیرین کاظم شاعر

<p>علم آفتاب نکلا جب روفت تخت لا جو رد ہوا</p>	<p>فوج انجم ہوئی گریزان سب ہوا میدان جرخ سے اکبار</p>	<p>شہہ خاور سپہر گرد ہوا مد انجم سپاہ رد بد فرار</p>
<p>لشکر ضیا و شعلے نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نورالدہر سوار ہوئے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان میں آکر پہنچے لشکر کو ہریان فردا فردا میدان میں آ رہا ہی دھوپ نکل چکی ہو کہ اشفاق کو ہی کینڈے پر سوار سپہر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر بار لا دے ہوئے دو تلواریں کمر میں حاکم خنجر کمر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر سب کو جھے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سی کنیزیں گلشن و سرسبز پیادہ ہمراہ رکاب میں نورالدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب کے آگے اشفاق کو ہی حیران حیران آمد لشکر نورالدہر دیکھ رہا ہو کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گلزار کھٹکتا ہوا پیدا ہوا زریا برہنگ عیار اسکا شنگین لگاتا ہوا آتا ہو اسکے لشکر پر آکر ابر بٹھایا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تلخ سر پر تمام اسباب جاہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے میں تپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے بغیر حمزہ وہ میدان میں کھڑا ہوئی نسترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہو اور تکلیف دی ہو کہ اگر میں نسترن سحر کریں تو آپ رویے گا اور میں بغیر حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو بغیر حمزہ کی تاب کو زبردی ہو بخا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ اے اشفاق جاؤ اگر لی نسترن سحر کریں گی تو بہت بچتا منگی یہ سنکر اشفاق نے کینڈا بڑھایا میدان میں آکے سلخوری دکھائی آواز دی کہ بغیر حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو چکا اس نے کینڈا بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ اے پہاوان دوران تم ہمارے خاندان کے فائدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہو پھر تم کینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر تم مجھے کچھ دے ہو سا بگا تو تھیں بغیر طماس کے شاہزادہ نورالدہر بن بادیع الزمان نے اس پر یوش بڑھایا مرکب طراہ بھر کر حلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہو بقول شاعر نظم</p>		
<p>وہ چہ مرکب جو برق یا بادے تیز گامے ز برق چایک تر</p>	<p>طرفہ دیوانہ پر یزادے نرمی گوش و نرمی کا کل</p>	<p>خوشتر امے لآب نازک تر دستہ بید و دستہ سنبل</p>

تین ٹھیکوں میں مرکب مقابلے میں اشفاق کے بہو بچا اشفاق نے جو قدر و قامت اور صورت  
زیبا کو دیکھا خیال میں آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤں گا کہا کہ اسی جوان وہ جو بڑے  
قدر و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہو اُسکو کیوں نہ میرے مقابلے میں بھیجا اب تو نیزہ و تلوار  
و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہی تھی فوراً الدہر نے کہا کہ بیش دستی ہمارا دستور نہیں  
جب تیرے حربے سے پروردگار بجا بیگانہ ہم بھی حربہ کر لینے یہ سنکر اشفاق بہت حیران  
ہوا کہا کہ اسی جوان یہ تو میں سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہو یہی تمکو ہر مقام پر بچاتا ہو گا  
نہیں معلوم کیا سمجھا کہ جو تیرے مقابلے میں آیا نور الدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجئے میرے  
مال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے پر  
روکا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں نسترن کو خیال سو سن کا اول  
سو سن نسترن کو دیکھ رہی ہو یہی خیال ہو کہ سحر نہ کریں نور الدہر نیزہ بازی کر رہے ہیں مگر  
اشفاق تنگ ہو بمشکل مصروف جنگ ہو چار گھڑی گزری ہیں سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی  
رو دو بدل ہوئی آپس میں چوریان اور گھاتین ہو رہی ہیں نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ  
کا ٹھکر تھپیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کو ہیون میں غریو بلند ہوا کہ ہمارے  
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا  
خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر  
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تادوا بروتیغہ اشفاق کے بہو بچا اُسے دستانہ مارا تیغہ جو کٹ کر گرا  
گینٹے کی گردن قلم ہوئی کو ہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے  
نور الدہر لغزہ کر کے جا پڑے۔ لغزہ شاہزادہ نور الدہر

ہمارے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شامائش جاناگیر و فلک گیتی شان فائدہ
پناہ شکر اسلام نور الدہر گز ہمیش	عد در در زنگا ہش صد ہزاران الامان فائدہ
بطغی زجر آت ہند آشتم	و یگر
ظفر بریلان عرب یافتم	لقار ایک دست برداشت
لشکر کو ہیون پر جا پڑے طماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساٹھ پھینچ کر	شہ نو جوانان لقب یافتم

یہ بھی پہونچا جسکے سا طور مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے ٹکڑے سوسن زبان دراز جڑاٹ  
شاہزادے کی دیکھ رہی ہیں کہ ہزار ہا کو ہیون کا بلوہ ہو مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا جو جیبر  
جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کینزین جو پاس  
کھڑی ہیں اُنکو دیکھ کر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کا ساٹھ ہزار کو ہی دشمن  
جان اور تشنہ فون ہو رہے ہیں مگر کس واس سے مصروف جنگ میں سب لڑیو لے اپنی جان  
سے تنگ ہیں دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دے سارے سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر  
بھاگ رہے ہیں کوئی ننہ پر نہیں جاتا ہر پلٹن اور ہر رسلے کو شکست دی ہو شمشیر کھنڈ ق برقی  
سے چل رہی ہو گھوڑے کو دیکھو گھوڑے کیسا اپنے راگ کو بچاتا ہو مجھے ہر مرتبہ فون آتا ہو کہ ایسا نہ ہو  
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائیں تیرون کے زخم تو بڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہو تمام جسم  
تیرون کی بوجھار سے چھٹا ہو لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت مثل چاکران کترین ہوا  
رکاب جرأت میں لا جواب حقیقت یہ ہو کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہیں گذرے مجھ کو لشکر غم و الم نے  
گھیرا ہو دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو یہ بڑے قد کا جوان کون ہو جس مجمع میں پہونچا مجمع  
متفرق کر دیا میدان کا رزار لاشوں سے بھر دیا اب میں سحر کرتی ہوں کہ کوہی بھاگ جائیں افسر  
وہ انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائیں ہاتھ سے اس شہر بار کے اپنی جان بچائیں کینزین نے  
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کوہی گرفتار کر لیں کہا کہ میں ہی چاہتا  
تھی مگر دل نہیں مانتا دل کی عجب کیفیت ہو اصل میں صورت ہو نظم

آج کلین آج کلین صاحب کا اگر آنا ہو  
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو  
رنگی دیکھیے اب آپ میں کب آنا ہو  
ہم ہوں اور ساقی مہوش ترا میخا نہ ہو  
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیانا ہو  
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو  
دخل کیا کیسو سنبل میں کبھی شانا ہو

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو  
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو  
ہوشیاروں میں گئے مجھ کو وہ دیوانہ ہو  
کعبۂ اقدار کے حاجی کہیں جا جا کے طوط  
حسن اگر مصر کے بازار میں لیجائے تجھے  
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے  
نقل کو اصل کا سامان نہیں ہوتا ممکن

رونی افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت و  
جام کو خریدے موجود ہو ساقی میرا  
دشت غربت کی خاک ٹھوکرین کھلو اتار  
تلخ و شیرین جان دو لڑن کو اراہین مجھے  
صحت بادہ کشان میں جو تو جانے دے  
پھر گئی آگے جواؤ زخم مرے بالین

تقریباً جنت سے منور مرا کا شائنا ہو  
زندگی کا مری بسریز جو پیانا ہو  
بیکسی دیکھے کب سوے وطن جانا ہو  
کھاؤن میٹھے کی طرح زہرا گر کھانا ہو  
نفل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو  
ہر یقین موت نے بھی مجھ کو پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنسو بھرتے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزین بان بانی  
کرتی رہیں مگر فلک نے نہ مانا وہ گولہ کو بیون برار دیا لشکر کو بیان بھاگنے لگا نور الدہ ہرنے  
تھاقب کیا ملک نشترن باغ پیرانے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نور الدہ ہر  
سحر کرتی ہی طاقس اڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن  
جواب دیا کہ ہوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کو بیان کو بھاگتی ہوں تم کیون گھبراہٹ  
نشترن نے کہا کہ اسی ملک کتاب تصنیف کردہ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف  
تخریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچے گا قدرت پڑوال  
آجکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق جھلکی  
آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھے آفت آتی ہو ایک پنچہ آسمان سے  
گرا آئے سوسن زبان دراز کو اٹھایا پنچہ لیکر چلا نشترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن  
کو لگیا نشترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اس پنچے کے چلی پنچہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا ہوا  
تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا مسخین پنچہ اتر نشترن آسمان پر پھری دیکھا کہ  
ایک ساحرہ سیدہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا  
کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہو کہ دوسری کوڑے لگاؤ سوسن بہوش ہو کر اس ساحرہ نے دشت  
سے باندھا کوڑا اٹھایا جا ہا کہ ماروں آسمان سے نشترن نے کار و سحر بھینکی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ  
کٹ کر آئے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ  
کٹا دیکھیری کیجئے یہ کہہ کر دوسرا ہاتھ اٹھایا نشترن نے دوسری کار و ماری کہ دوسرا بھی کٹا



ہاتھ کٹ کے گرا بھر ہاتھ چپکا یا نیچے پھینکا کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگر نے اس کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری چڑی ہو اپنے کھنسل سے بندھا پایا زور کر کے کندھوں کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نستر سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالم کے ہاتھ سے بچا یا اب نکل جلیو دونوں نے شانے سے شانہ ملایا جا پا کہ طرف لشکر فوج الدہر کے جلیں کہ آسمان سے آواز آئی اونٹلا نگو ٹکڑا می پر کمر باندھی ہو اب کہاں جاؤ گی ایک زنجیر آسمان سے گری دونوں کی گردنیں بندھ گئیں کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر سگی کے دست بستہ کھڑا ہوا ایک تصویر سے آواز آتا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو قارت منہ سے کیوں نہیں بولتے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگر نیاں گلے آنکے بندھے ہوئے دیر میں چڑی ہیں منہ سے نہیں بول سکتیں آواز آئی کہ اسی زبرجد شاہ یہ دونوں باغی ہو میں نیرہ حمزہ کی شرکت کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونوں کو لیجا کر قید کر تصویر نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی سبیل میں بروزگل انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل سبیلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کر گیا اسکا یہ حال ہوگا پہلو سے دیر سے ایک ساحر کر یہ منظر پیدا ہوا دونوں کو کشان کشان لیجا ایک مکان میں آکر قید کیا زبانوں میں سوزن دی دن کتاب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ نستر کی زبان میں سوزن سرنگوں آنکھیں میں آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہو نگہبان نے اسکو آواز کو دیکھا کہ مر گیا ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرا کہا کہ میں غلام ہوں مجھکو یہ غلامی قبول فرمائیے دن بھر آج تڑپا ہوں کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت بالا علان کہ چلے میں اب یہ سنگل کو قتل ہو گئی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا میں آپ کو قید سے رہا کر دوں گا میرا کہنا مینے نستر نے کہا کہ تو کیسا چاہنے والا ہو کہ ہنگو اس مصیبت میں دیکھتا ہو اگر اس امر کا خواہاں ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانیں گے یہ سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ سہیت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نستر کے سوزن نکالی نستر نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالوں نگہبان

منع کرنے لگا نستر نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کناک مانتے ہیں تجکو ذلیل و حقیر جاننے میں خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال فیرہ صاحبقران ہیں انہیں کا ساتھ دینے ہفت بیکر کو قتل کرانیکے زمانہ اختتام عمر طلسم گیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیروں کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشاکی تیج بیدریع کسے بیج جائیگا یہ لکھ رہا ہے سے ملکہ سوسن کی سوزن نکالی اور کہا کہ جل تجکو خدمت شاہزادہ والا قدر میں لے چلیں دیکھ تو کیسے کیسے شہزادہان جمع ہیں دیکھ کر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر جہد کہ ملکہ نستر نے سمجھا یا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا جا ہا کہ نستر پر ہاتھ ماروں سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہو اسے نگہبان کی پشت پر کار و سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نگہبان گرا دونوں شاہزادیاں مکان سے نکلیں پر پرواز پیدا کر کے چلیں ملا زمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے رکانون سے نکلے دونوں کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہ ارے ان نازنینان میں ہیں نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہو جب دو کوس نکل آئیں اور دونوں نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے دونوں پلٹ پڑیں جھولی سے بھول نکالے ان دونوں نے پھینک مارے ان سب پر بھول برسے لگے جس پر بھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیباکو دیکھ رہے ہیں بیتاب و بے قرار ہو کر پکارتے ہیں کہ اوجان جان و اس آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہو کہ لائق بیان کرنے کے نہیں کیا بیان کریں نظم

گلاست توڑا بنا اسے جس لیس کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو کسو محبوب کی ہو گور پر گل چمن کے غم میں سینہ داغ ہو تیر	نہیں اس راہ میں فریاد رس بس جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس کر دگے کب تک ہم پر ترس بس ہماری خاک کو ہی غار دھس بس بہت نکلی ہمارے بس ہو بس بس
---	---

یہ اشعار پڑھ کر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہو دونوں نے کہا کہ جا کر تصویر ہفت بیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جا کر تصویر کو توڑتے ہیں تو ہر کوہ پھینک دینگے یہ لکھ سب چلے یہ دونوں شاہزادیاں طرف لشکر نورالدہ ہر کے چلیں

نور الدہر ہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادیوں کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں کہ کنیزوں نے خبر دی حضور بیہیمان آتی ہیں نور الدہر ہر ہر نکل آئے دونوں شاہزادیوں نے اگر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو برسر کوہ جاگو آنت پر یا رنگہ تصویر توڑینگے دیکھیے اسپر وہ سچا کیا کرے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہو کہ یہ لوگ پہونچے اور دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافوں کی دوکانین لوٹ لین بزازوں کے تھان اٹھائے کھانے کی چیزیں اٹھانے لگے ہار جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں فسترن و سوسن کا نام زبان پر ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان باغ برہندہ ساتھ پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آئے پائین جس تجھ پر جسے قدم رکھا مثل برگ بید کا بنا اور اگر تجھ پر سر بڑا کہ سر بیٹ گیا چند نے گھاسیان طو کین قیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو قیسری گھاٹی تک آتے آتے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ او زبرد شاہ بندون کو چارے آگاہ کرو کہ جو ظاف مرضی قدرت کام کرے گا پہاڑ اسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر شکر کشی کر کے جائے اور انھیں گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان میر حسین نے بڑے فتور کیے زبرد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دیا پہلی گھاٹی شوق ہوئی اس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر کھے ہوئے دو گھائیٹوں سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اثر دہرے سوادی نکلا چنداڑ دھون براٹالہ بارگاہ کالدا ہوا اس کو فرسے کوہان برائے مقابلہ شاہزادہ نور الدہر ہر بیہیمان نور الدہر شب کو اسی صحرائین اترے دونوں شاہزادیوں کی رملی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جس مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلہ بے آتش نمایان ہوئے دیکھا کہ کوہان اثر دہر سوادی ڈیڑھ لاکھ ساحران خدا رشتہ برآ کر مقابلے میں اترادن بھر سامان جنگ میں مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ اہل جنگی بکے نور الدہر کو شاگردان شہرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہاں بھی جیل جنگی جگے دونوں لشکر دن میں تیار یاں ہونے لگے لیکن ملک نشتر نے عرض کی کہ آج کینیز شب کو ملائے ہوئے ہر نور الدین ہر نہیں قبول کرتے تھے نشتر نے زبردستی چند کینیزوں کو ساتھ لیا ان کینیزوں کو گرد بارگاہ نور الدین ہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دو پہر رات گذر چکی تھی کہ پہلے بارگاہ کو ہاں سے ایک ٹکڑا برکا اٹھا چڑا ہونے لگا ملک نشتر دیکھ رہی ہیں اس قدر جوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر برسنے لگے ملک نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر شکل سپر بنایا اور ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدین ہر پر جو پتھر بستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کو ہاں سے ایک اثر دہا نکلا قلاب آتشیں چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسے کہ لشکر نور الدین ہر میں گھس آؤن نشتر نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صوا کے دوسرا اثر دہا پیدا ہوا وہ اثر دہا آکر آپس میں مصروف جنگ ہوا کبھی منٹھ سے قلاب آتشیں چھوڑے کبھی آپس میں دم جلی کوڑے تڑاق تڑاق چل رہے ہیں دونوں اثر دروں کے جسم پر نشان بنتے جاتے ہیں تھوڑی دیر بعد جو اثر دہا طرف سے لشکر کو ہاں کے آیا تھا اُس پر اثر در سوار ظاہر ہوا اسنے پشت سے کوڈر اس اثر دہے کے کلون میں ہاتھ ڈالا اور حسیہ کر پھینک دیا اب اثر در سوار پھر پشت اثر در پر سوار ہوا ملک نشتر نے اسپر آگ برساتی تو وارین گرا میں بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدین ہر گم ہونے لگا جو جھم سے گھرا ہوا نکلا جست کی اور دہن اثر در میں پھانہ پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اثر دہا منٹھ اٹھا کر طرف نشتر کے متوجہ ہوا منٹھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نشتر گرا اثر در نے انکو بھی منٹھ میں لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اسنے دم کھینچا خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کینیز در در بارگاہ سوسن زبان ہوا زبردست پکارنے لگے کہ اے ملک عالم اُٹھو ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اثر دہا آیا ہے کہ اُسے ملک نشتر کو دہن میں لے لیا اب لشکر میں گھس آیا ہے ملک سوسن اٹھیں راہ میں کینیزوں نے سب حال بیان کیا لشکر میں آکر دیکھا بیچ لشکر میں اثر در آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانیں پامال کر رہا ہے سیکڑوں خیمے گرا دیے رہنے والے خیموں کے دہن اثر در میں گئے اور خیمے سچ

خالی پڑے ہیں زمین پر وٹتے ہیں اژدر سوار ایک بار نگاہ کو ویران کر کے دوسری بار نگاہ کی طرف  
 منحنج کرتا ہو سوسن نے ہلکا راکہ او خامہ خراب کیوں اسقدر بدعت کرتا ہو خوف خدا سے نہیں  
 دڑتا ہو یہ بندگان خدا بے گناہ ہیں جنکو تو نے اس طرح با مال کیا لا نشتین کہاں ہو اژدر سوار  
 نے جواب دیا کہ اے سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہلے اژدر سے کو دا تلوار کھینچ کر ملک سوسن  
 پر چلا سامنے آ کر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنجے پیرا ہوئے وہ پنجے آ کر کمر میں  
 نیپٹ گئے اٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چکے لوگوں نے دیکھا کہ کوہان کمر میں سوسن کی  
 پنجہ دیئے ہوئے لیکر بلند ہو اسوسن بندری پر جا کر مثل بجلی کے تڑپیں پنجے سے اُسکے چھریں  
 دونوں سے آپس میں سحر ہونے لگا اُسنے کار د سحر پھینکی ملک نے اُسے توڑا اُسنے کو لہ مارا ملک  
 نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر جبکا چمک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کئی گولے  
 اژدر سوار نے مارے ملک نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر جبکا اُسنے گولوں کو کاٹا کوہان سوسن پر  
 جا پڑا جا جا کہ گردن بکڑوں ملک نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ میں ایک مار سیاہ آگیا کوہان  
 نے اُسکو جڑوا لاطرف زمین کے پھینکا وہ دونوں ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہو  
 شکم سے اُسکے کئی سوراخ نکلتے جوں جوں ہوا لگی قوت جسم میں آئی نشتین بھی دریا سے  
 خون میں غوطہ مارے ہوئے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ بانوں  
 میں رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نشتین نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ ٹوک گیا سوسن  
 برق کے مانند کڑک کر آئی نشتین نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کر اب اسکا زور کم ہوا اژدر ہا  
 مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لیں گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ  
 میں سمجھ لوں گی سوسن نے جواب دیا کہ میں سمجھ لوں گی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے  
 کچھ نیچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہہ پھینکا کہ او مہبوت لے مثل نیچے  
 کے دل تنگ رہ اور مثل تیوں کے ہاتھ ملا کر یہ کہہ دونوں چیزیں پھینکیں سب نے دیکھا  
 ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈا ہی ٹھنڈا ہی چلی شاخوں کو  
 جنبش ہوئی صحرا میں بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہو کہ  
 ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ اے کوہان ذرا اس طائر

موجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز میں عجب ورد تھا نظم

ما قلو باغ یہ نہیں دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان شو	اس جہن کی ہوا سے ہمیں دو
آستین زن چراغ عقل پہو	خاک جب ہو گئے قدر عنا	تب ہوا سرو فوشنا پیدا
لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ	جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب خنزر	جب ہوئے خاک صاحب کاکل	تب نظر آئے گیسو سنبھل
مر گئے جب بڑے غنچہ رشت	ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان	گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان میں گل ہوا اظہار	ترکسی چشم ہین بود فن ہین	چشم ترکس جھکی ہو سو زمین
شلخ پر ہو جو سیبے سیب چین	کسی محبوب کا ہو سیب و فن	عند لبون کے ہین ہی الحان
غا فلو کل من علیہا فان	خاک میں گلرخان جو سوتے ہیں	باغ میں آبشار روتے ہیں
دیکھا کر بے ثباتی عالم	ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم	جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر	اسی اندوہ میں کرو جرقیاں	گل سوسن کا ہو کبود لباس

یہ گلستان نہیں ہو قابل سیرا کہتے اللہ فائزہ بالخیر

اس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا اکھون سے آنسو بہنے لگے چہرہ شل گئی  
اُداس عالم باس ایک صبح ماری بکار اٹھا کہ او ملکہ عالم کیا اشعار سننے ہین دل بڑناثیر ہوئی جان  
دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجے وہ بجالاتن میں آپ کا تابعدار ہوں خد متنگزار ہوں ملکہ نے  
بیکار کر آواز دی کہ او کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہو پس اب یہاں سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی  
کے جاؤ اور جنگو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اس تصویر کو توڑ ڈالو اس سے قدرت پیدا ہوئے  
تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہو کہ تمھارا رقبہ بلند کرین یہ شکر کوہان  
جھوٹا آنکھیں سرخ ہوئیں آسمان سے اتر اشکروالون کو آواز دی کہ او میرے ساتھ جلو قدرت  
نے سب کو یاد فرمایا ہو اسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف  
کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر ساما لشکر چھوٹنا ہوا طرف  
کوہ زبرجدی کے جانا ہو ہر منہ دل پر شب کو اتر پڑتا ہو صبح کو ہو اٹھتا ہو اور ہی رنگ مزاج  
کا ہوتا ہو لشکروالون پر تاکید کرتا ہو کہ یار و اب جلو قدرت نے یاد فرمایا ہے بسجھون کو بلایا ہو



اُسی وقت لشکر تیار ہوتا جو سب مصفین باندہ کر ساتھ ہوتے ہیں اُسی جوش و خروش میں دن بھر ہر وی کرتا ہے ہر جنگل میں ٹھہر جاتا ہے ملکہ سوسن کو باد کرتا ہے جہان گل و غنچے پر نظر پڑی وہیں عارض یاد آتے ہیں یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہے نظم

دام لے لے کے ہیں صیاد ستھر چھوٹے یون لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو ہو وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار طوق ذرخیر کا غل اب نہیں زندانوں میں دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا انوال تیری الفت میں ہوئیں سب سے ملاقاتیں ترک بندہ خانہ ہو قریب ابو قدم رخصہ کرد ظلم سے ظلم کیسے قاصدوں پر ظالم نے صبر دل کو تو کیا میں نے غنیمت جانوں تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی غبرویوں کی محبت کا بڑا ہے انجام پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ایسی افتاد کنی بار پڑی ہے اور نہ	داخل کیا بارغ میں بلبل کا جواک پر چھوٹے جس طرح سے کوئی کلمہ بچے کہو تر چھوٹے دست اطفال سے اب تک نہیں بچھوٹے قیدی خیرات میں اس سال مقرر چھوٹے کس طرح کھلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے بانوں کی منہدی تمہارے جو نہ دلبر چھوٹے نامہ بریا تھیوں کے بانوں میں بندہ کر چھوٹے جان ہی تجھے اگر ترک ستھر چھوٹے پر دے آنکھوں پر ترے آتے ہی دلبر چھوٹے تجھے لپکایہ کہیں او دل مضطر چھوٹے جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے بیشتر اس سے بے رنہ کر اکثر چھوٹے
---	---

اسی جوش و خروش میں چوتھے دن قریب کہ زبردی ہو بجا بہان وہی میلہ جما ہوا ہو مراد حاضرین سب طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر قہری قدرت کے تیار کیا جلد مراد مندوں کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پونے دو سو خداوندوں کا باپ ہے ایسا خداوند محتاج تو ایسی اولاد میں ممکن ہوئیں ساہمزی و جمشید کیسی خدائی کر گئے آخر ناجار ہوئے مر گئے اب آپ خداوند ہیں ہم سب دردمند ہیں کیا مراد ہیں پوری کرتے ہو وہ امن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکا یک پہلے میں ہلکا ہوا فریاد فریاد الغیاش کی صدا مین آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالموں کے

ہاتھ سے سجائیے ایک ایک لٹین دیو خصال فیل مثال ہو تصویر کے آواز آئی کہ اے زبرجہد زراو کو  
کہ یہ کیا معرکہ ہو کیوں پہلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر مردہ ہیں زبرجہد شاہ  
سامنے سے تصویر کے ہٹاؤ تصویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہمن  
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیادہ پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کابلے گھوڑوں پر  
سوار ہمال کرتے ہوئے آتے ہیں جس خیمے کے قریب پہنچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا باسٹون  
گرا دیا جو خیمے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون ہمال کیا اہل سید کا  
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرنے ہیں زبرجہد کو کوہان پکارتا  
ہو کہ اوجھیا تو جادو بنکر بیٹھا ہو زیر کوہ آتو تیرا تاج اُتار دوں تجھ کو رسوا کر کے ماروں زبرجہد نے  
جو یہ حال مصیبت آمل دیکھا ہلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند  
کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہو ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہو سارے پہلے کو ویران  
کر دیا ہزار ہا آدمی مارا گیا دیکھئے لاشے بھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جلتے  
ہیں مجھ کو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ جلاتا ہو نہایت بلبلا تا ہو حکم ہوا کہ اے زبرجہد  
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہو فوراً پریشان ہو گا تم راہ راست پر ہو تمھارا وہ کیا  
کر سکتا ہو تم مابہ دولت کو بخدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہو اُس پر ملا آسمان سے نازل  
ہو گی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہو تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہ کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں  
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہو تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے پہلے کو کیوں برباد کرتے ہو  
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ تنکر زبرجہد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا  
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں  
ہو زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہو کہ یارو مجھ کو  
خداوند نے بھیجا ہو آسمان سے ان سب پر بلانا زل ہو گی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں  
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجہد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہنچا  
کوہان نے لٹکارا کہ اے زبرجہد کھڑا رہ میں آتا ہوں زبرجہد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند  
ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت بھی تب اسل

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کہ ہاں مگر تھرکانیا اپنی فوج کی جانب بٹا کہا یاد سنتے ہو قدر سیکے  
 کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب رافعی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائیں ہم جنگ کو حاضر  
 میں کہتے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہو عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب  
 تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے بھول برسے لگے جیسے بھول گرا وہ بھول گیا جوش جرات  
 سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ پہاڑ پر چڑھ چلو زبرد کی طرف کو ہاں نے  
 گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی بھول برسے تھے زبرد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ  
 ہو کر کھڑے رہ گئے کو ہاں اگر وزیر و نیر یہ کہا مگر اگر اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرد کی  
 کپڑے نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ اگر شہزادہ ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرد بھاگ کر  
 سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ با خداوند میں نے جو آپ کا حکم پہونچا یا وہ سب  
 آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ فرمایا کہ آسمان سے بھول جو برسے  
 رنگ روٹکا متغیر ہوا پھر اسی طرف چلے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کے نیچے کو ہاں  
 مصروف جنگ ہو ایسا نہ ہو کہ بالائے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچاؤ  
 جہان جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیکا تو بہت بچنا لگا زبرد شاہ  
 تو بہت دیر پر ہو کے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارہ شاہی میں جا کر تخت پر بیٹھا اور باہر  
 بنائے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہو کہدیتا ہو کیسا  
 خداوند ہو مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ حجت سے قعر کے آواز آئی کہ او یا وہ گو کیا  
 ہو وہ کہتا ہو عذاب خداوندی میں مبتلا ہو گا ایک برق گری کہ زبرد کے دو ٹکڑے ہوئے اور  
 پھر آواز آئی کہ اگر ہندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چاک کر گری دیکھا کہ وہی  
 زبرد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہو بیان تو یہ کیفیت ہو ہاں کو ہاں ہمارے  
 اگر لپٹ گیا گھاسیان بکڑ کر بالائے کوہ چڑھنے لگا گھاسیوں کو طوک کے بالائے کوہ پہونچا چڑھ لگا  
 جو ان ساتھ میں پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوئے تصویر ہمارے سنگی کہ اسی ایک تصویر کی نقل  
 جا بجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا جا ہا کہ دیر میں گھس جلتے دیر سے آواز آئی کہ او  
 شے ادب ادب سے رہ اندرانے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کو ہاں جھپٹا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصویر نے ایک بیخ ناری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئین نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا  
 دھوئین کا ابر بکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا  
 سرد کا جلا پھر پھول برسے لگے جس پر پھول پڑا اسے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی  
 کوشش کی کہ چھوٹا ہوا گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساتھ کر دیتا  
 قدرت نے اُس سحر کو مٹایا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھ کو جہنم میں بھیجوں گا  
 دوں گا تجھ کو بیوہ کیون غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصویر نے جلا چلا کے بائین  
 اکین وقت وہ ہو کہ نور الدہرا اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نشترن و سوسن دست راست  
 اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھ کر آواز دی کہ نشترن تھے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہے  
 میرے سحر کو مٹا رہا ہے میں نے پھولوں کا سحر ساتھ کر دیا تھا اور بیرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ  
 شست ہو وہاں پھول برسانا ایک مربعہ پھول برسے وہ لوگ بھرا اسی بات پر آمادہ ہوئے  
 اب بالائے کوہ پہنچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہان مشاب  
 کوہان کا بچا دشوار ہو اُسے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہو ارادہ ہو کہ جاڑ دن میں  
 آواز اسکی سن رہی ہوں کلمات سخت و سست کہ رہا ہو کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہو  
 وہ ٹھل رہا ہو بہان تو یہ بائین ہو رہی ہیں کئی مربعہ سوسن نے قصد کیا کہ جاتوں نشترن نے  
 ہاتھ بکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بالائے روزگار کو نہیں معلوم کیا آفت بر باگر یکا کسی پلا میں  
 بھنس جاؤں گی کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی لکھ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آوازیں تصویر  
 نے پھر دین کہ اے کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا حیرے شکم میں مقام ہو کوہان اسکا نام  
 ہو یکا یک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پائوں کے برابر گرٹھے پیدا ہوئے اُن گرہوں میں سب  
 پھانڈ پڑے گرٹھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلان میں گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی  
 زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہو کہ جو بدار نے آکر حکم ہو سچا یا  
 قدرت آج کو بلائے ہیں زبرجد تعریفین کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا  
 عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہو خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہوں گا بہشت  
 و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجب حال زار تھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگارنگ میں لکھنے طائر زمرہ مسرائی کر دیتے تھے آپ کا نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی عداوند ہفت پیکہ کی صحیح و درست تصویر نے بہ غصہ آواز دی کہ ادبے ادب خاموش رہہ قدرت کے عجبائے و غرائب نہ بیان کر بندے ہمارے سنئے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیک بندے کے ہوا اور جہنم واسطے گنہگاروں کے شکوہ کار خانہ قدرت دکھا دیے تو نے جو قدرت کو بزرگسا ملک الموت کو ناکوار ہوا اُسے تمھاری روح قبض کی روح کو زیر عرش خالی پھیرا اور عجبائے و غرائب دکھایا تجھ سے نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جا کر نور الدہر کو روکے یہ دونوں جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہو کہ ان دونوں کو ہلاک کر لی مگر کیا ضرور ہو یہ یہیں رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہو نور الدہر کو سوسن لیجائے اور ابرج کو توسن ہو پچائے یہ دونوں دربار گرداب میں پہنچیں گے کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے وہ دونوں کو آگے نہ بڑھنے دے زبرد نے کہا کہ میں جا کے مدد پر کرتا ہوں یہ کہنے اپنے دربار میں آیا اگر اسنے ذکر کیا کہ قدرت یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادو گرنی ایسی ہو کہ جا کر نور الدہر و ابرج کو روکے جس صحرا میں ابرج اترتا ہو اُس جنگل کا صحرا سے کشت و خون نام ہو وہاں سے ہٹا دے اور ابرج کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو میں جائیں گے لیکن قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہو خلخال جادو مسخا جوں میں سے زبرد کے ہو وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہہ کر اسی شہنشاہ وہ آفت برپا کر دینا کہ صحرا سے وہ خود بھاگ لیں بھونچال جادو میں خلخال کی یہ کہہ کر اٹھی کہ بہن تم چلو میں سحر تیار کر کے آئی ہوں خلخال اسی قوت ساٹھ ہزار جادو گر ساتھ لیکر برائے مقابلہ نور الدہر چلی میان نور الدہر اترے ہیں صحرا پر ہمارے چشمے چتر بھرے ہوئے صبح کو یکایک شہر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہر یار عجب صبح کہ گذرا رات کو ایسی ہو اگر مچلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت یا تو سرسبز و شاداب تھے یا پتے زرد مثل مدقوق درختین سے گر رہے ہیں جنگل میں اڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اُڑ رہی ہے صحرا ویران کف دست میدان نشتر نے دیکھ کر عرض کی کہ کینز جاتی ہو ابھی دریافت کر کے

آتی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو اور شہر نگ بوڈلے گرد کے اٹھتے ہو گئے صحرا تپ رہا ہو گا  
 شہر نگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکر  
 نستر نے اٹھی سو سن نے کہا کہ بوا میں بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جا کے دست  
 کیے لیتی ہوں یہ کہ کے نستر نے ہر نکلیں صورت صحرا کو دیکھ کر بہت ہنسین کہا حضور میں پہچان  
 یہ کہ کے دستک دی صحرا سے بوڈلے گرد کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیدہ رو سامنے نستر کے  
 آ کے کھڑا ہوا ملکہ نستر نے کہا کہ ارے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسا سحر ہو صحرا کیون ویران ہو گیا  
 چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب  
 ہو گیا بعد محو طری دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نستر کے آ کر دست بستہ  
 عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے میں بی فطخال آ کر اُتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے اُٹھون  
 نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ صحرا ویران ہو گیا اور ابھی زیادہ ویران ہو گا  
 اب وہاں اس جنگل میں طائروں کو نہ لیکھا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو چنانچہ  
 میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نستر نے اُسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے پر  
 لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا  
 بڑھنے لگا اس قدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ دھند کی گرج برق کی تڑپ  
 پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسے لگا پہلے بوڈیان پڑیں محو طے ہی عرصے میں ابر برسے لگا  
 چشمے جھری پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر برا یک دنا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر  
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پتھ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جھریا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہو گئے پھر خاک  
 ا سب طرح اُڑنے لگی بوڈلے گرد کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چلی اب حرارت زیر غم کی بڑھنے لگی محو طے ہی  
 عرصے میں اس قدر زیادہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہر لہر کر گرنے لگے شاخیں تیج و تاب کھا کر  
 گرین گل بوٹے مرجھائے غنچوں نے دھن اپنے بند کر لیے رنگ بھولوں کے اُڑے درخون سے  
 مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آ گیا مٹھ کھول کر زمین پر گرنا کہ نستر نے بھی پسینے پسینے  
 ہر چند کہ دستک دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کر دن بانی برسے چشمے و جھری مملو ہو جائیں مگر  
 ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہو نمازت آفتاب اس قدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ



ابہر لختہ لختہ ہوا جاتا ہو مگر کسے بر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہیں ایک مقام پر جمع نہیں ہوتے  
 و شکیں دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے انگلیوں سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور  
 ہونا چاہی تو ملکہ سوسن یہ کہہ کر اٹھیں کہ کیوں بواہر نہیں آتا منتشر ہوا جاتا ہو یقین ہو کہ یہ سحر  
 خلیخال جا دو کا ہوا اسی کے سحر میں یہ تاثیر ہو کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہیں جتنا مگر اب میں  
 سحر کرتی ہوں تم ہٹ جاؤ یہ کہہ کر نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھیں جھولی میں ہاتھ ڈالا  
 کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اس کاغذ پر ڈالا اور اس کاغذ کو اڑایا آواز  
 دی کہ امی ابر بارسیہ رو جا کر لشکر خلیخال پر برس مگر قطرات گرم ہوں اور وہ بدحواس  
 ہو جائیں وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلیخال بیٹھی سحر کر رہی ہو کہ لشکر والوں نے اس کے دیکھا کہ ابر  
 سیاہ آسمان پر آیا ہر عدد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکا یک بانی برسے لگا جس طرح پڑا اسکو  
 معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈال دی وہ جلنے لگا صد ہا ساحر جل کر خاک ہوئے لشکر  
 فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلیخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہیں آسمان سے  
 آگ گر رہی ہو اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہو  
 عرصہ ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑوں برف میں دبے سیکڑوں آگ سے جلے ٹھوڑے  
 عرصے میں ہزاروں کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈھے ہوئے کچھ آگ میں جلے گھر کر خلیخال نے  
 حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہوں لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ  
 آگ کی دیوار کھچی ہو جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہیں آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہو جس طرف لشکر  
 نوزالہ ہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلیخال لشکر کو بلے ہوئے آتی ہو اور ابر برستا ہوا  
 بھاگا ہوا لشکر آتا ہو مقابلے میں نوزالہ ہر کے پہنچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا  
 جب لشکر خلیخال کا مقابلہ نوزالہ ہر میں پہنچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ پٹن  
 خلیخال مقابلے میں اترتی اترتی بکار کر آواز دی کہ بی سوسن و نسترن ایک کو زندہ  
 نہ چھوڑو نگلی میں نے سحر بھیجا تھا تنے اسکو کوشش کر کے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے  
 لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی  
 یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلیخال میں

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہر کارون نے یہ خبر نورالد ہر کو بھونچائی نورالد ہرنے بھی حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دو لون لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیار ہوئی جبکہ ساحراہ تا بان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر فائقہ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دو لون لشکر میدان میں آئے ادھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کا زرار میں آئی اثر در پر سوار مجھ سے آگ لکھتی ہوئی بال کھلے ہوئے میدان میں آکر بھونچی نشست بر فوج ساحران مگر لزران و ترسان ادھر سے لشکر نورالد ہر بصد کرد فر میدان کا زرار میں آکر بھونچا یا کہ نشترن و سوسن جاؤ سانہیں بال پر سوار آمد خلخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر جتنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جمہیں نقیوں نے نقابت کی کر کیت کر کا لکیر پٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کا زرار میں جاؤں کہ کیا یک زمین کو زلزلہ ہوا ملک نشترن طاؤس سے گرین بھل کر اٹھیں اور ہزار ہا کینیزین زمین پر گرین پڑی تڑپ رہی ہیں اٹھ نہیں سکتیں نورالد ہر کا گھوڑا بد لگامی کرنے لگا چاہتا ہو کہ لیکر بھاگوں نورالد ہر ہر چند روکتے ہیں مرکب نہیں رکتا راؤن میں بچپن ہو چاہتا ہو کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤں نورالد ہر نے کئی کوڑے مارے نشترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نشترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جا کینیزین جو گری تختیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور سنبھلین سامنے نشترن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہو یہ کہ کے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پٹا ابر بنکر لشکر بھونچال جادو پر جا کر برسا لشکر میں بھونچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھا یا عین وقت پر آکر بھونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جھے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حرلیت کو تہ و بالا کر دوں گی میں یہاں سے پانچ کوس پر بھی وہاں جا کے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے چلے جب میں نے اس طرف کا رخ کیا تب ابرمنا اور آگ برسنا موقوف ہوئی اب  
 تم میدان میں جا کر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر فوراً دہراں صحرا سے بھاگے اور جگہ جگہ  
 ٹھہرے تب جا کر لطف حاصل ہو علم خراوند بجالاؤ قہر رشتے فرمایا ہو کہ لشکر فوراً دہراں صحرا  
 سے ہٹا دو یہاں نہ اترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہاں بڑی بڑی باد و گردبان  
 جمع ہیں اگر انکے مقابلے میں اتر گئے سیلاب وغیرہ سے کہیں مقابلہ کرے گا یہ کہہ کر خلخال کو ایسا  
 مگرایا کہ خلخال میدان میں آئی بچار کر آواز دی کہ دو ذوقہ خرا پرستان جبکہ تمنا مرگ کی ہو  
 وہ کھلے ملک سنترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے میں خلخال کے آئیں خلخال نے اپنے  
 کو پشت اثر در سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے ٹھہرے سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے  
 قریب سنترن آئے سنترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اٹھے باٹ کر خلخال پر گرے  
 سنترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے ہو پئے بھونچال کے سامنے وہ  
 شعلے لٹنے لگے لٹتے لٹتے اُسکے ملازموں پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے  
 چلے جب تو خلخال نے ایک مار سیاہ منٹھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینکا مارا مکہ لے اس مار سیاہ  
 پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹ کر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہو گیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال و بڑی  
 آگے خلخال چلی جاتی جاتی ہی سنترن بھی اُسکے پیچھے چلین بیان تک کہ نظروں سے سب کے  
 غائب ہوئیں فوراً دہراں ہرنے گھبرا کر شیرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہاں لگا کر لیگی شیرنگ لشکر  
 ساحر چھٹا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو باس سنترن کے  
 پہونچا یا کہا بوا زبان میں سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تلو تکلیف ہو سنترن نے سوزن  
 اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان میں دی گجرے بھولوں کے ہاتھ سے خلخال نے  
 توڑے ہاتھ میں سنترن کے باندھے وہ ہتھکڑیاں ہو گئے پانوں میں پیریاں پناہ میں چاہا کہ  
 سر زنجیر بھام کر لچیلوں سامنے بھونچال کے پہونچاؤں کہ شیرنگ بھونچال کی صورت بن کر  
 تیار ہوا آواز دی کہ میں کیا کہنا کیا فوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ بوا ایسے سیکڑوں شعلے  
 یاد ہیں اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہوں وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان  
 جائیں گی شیرنگ قریب پہونچا کہا بوا دیکھو بی سوسن آتی ہیں خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر را کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرنے ہی نشترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی  
 نشترن نے کہا کہ اے شبرنگ یہ بڑا کارنامہ کیا اسے ایسا سحر کیا تھا کہ میں اپنے ہوش میں  
 نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دے لی ہتھکڑیاں بڑیاں خود پہنیں اگر اپنے ہوش میں  
 ہوتی تو یہ حرکات کا سہ کو کرتی شبرنگ نے نشترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤں میں خلخال کے  
 ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے جلا میدان کا زرارہ میں آکر پہونچا بھونچال نے مرنے  
 کی آواز خلخال کے سنی تھی سمجھی تھی کہ شاید بہن نے کوئی شعبہ کیا اب جو اسے دیکھا  
 کہ آگے آگے نشترن اور پیچھے شبرنگ پاسے خلخال میں رستی باندھے ہوئے دیکھ کر  
 بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مارو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ  
 و نشترن پر آپڑے نشترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی  
 جا پڑی نورالدین ہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نورالدین ہر آتی ہو جسے سحر  
 نورالدین ہر پیکر اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صد ہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیاں  
 اسباب سحر ہاتھ میں لیکر آکر مل گئیں شکر بھونچال میں زلزلہ مچ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی  
 ہو جاہتی ہے کہ نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں وہاں کوہ زبرجدی پر نشوونگی میں ہے  
 ہفت پیکر آواز دے رہا ہو کہ اب ایک ایک پہلو پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہوں یکایک  
 زبرجد سے کہا کہ لو غصب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی پھر رہی ہو کسی  
 پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ حساب کرے  
 نورالدین ہر کا لائے زیر کوہ سکان فیل در کھڑا ہو جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ  
 بادشاہ میں جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان  
 کے جانے چار لاکھ سپاہی سوار و پیادہ گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے  
 عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلاؤ سوقت پہونچا کہ  
 بھونچال عاجز ہو رہی تھی جاہتی تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں پر قول  
 رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا  
 بھونچال برغیرہ کیا کہ اسے کیوں گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہی ہیں

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہو کیونکہ گھڑی ہو میں تیری مدد کو کیا ہوں یہ کہہ کر شریک جنگ ہوا یہاں کنار  
 پر لشکر کے چلہاس نظر ہاتھاسکان قیل ورسے مقابلہ پراسکان نے ہاتھ تلوار کا مارا چلہاس  
 نے سا طور آگے کر دیا سا طور پر تلوار بڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں  
 رہ گیا وہ قبضہ چلہاس پر کھینچ مارا چلہاس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار خبر  
 کہ کے ہاتھ سا طور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سا طور جو تڑپ کر گر اس پر کے  
 دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سا طور جو گراس گیتڑے سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ  
 فوج جو اسکے ساتھ آئی ہو وہ سب لڑائی میں مصروف ہو گئی چلہاس نعرہ کر کے چاڑھا سا طور کو  
 گردوش دی صد ہا سرکٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہوئے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر  
 نکل جائیں اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ دانوں سے کہ رہی ہو کہ صاحبو بڑے  
 غضب کی بات ہو کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر کبھی چلہاس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے  
 پیچھے سے عصفور بلیں بچتی یک ضرب سا طور دو پر کاٹے ہوئے فوج بہت ہو لیکن بیدل  
 ہو رہی ہو سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سب نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھیں تو  
 اہل فوج جم کر لڑیں یہ سننے ہی بھونچال نے عملدار لشکر کو ساتھ لیا بکار کر آواز دی کہ اسے  
 بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرات اہلی ظاہر کرو اور مسلمانوں  
 کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو بکار رہی ہو کہ یارو نہ گھبرانا چار جانب سے  
 لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر  
 نور الدہر بہت کم ہو دو نون جاوہ گر نمایاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر ج کیے  
 ہزاروں کو مارا صحرائین خون کے دریا پر یہ ہیں نور الدہر و چلہاس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں  
 سوسن نے بڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے بر سے خون کے دریا  
 سے کھجور سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہیں سب جادو گر نمایاں ساتھ پہلوان گھیرے ہو  
 نور الدہر کو جوڑتے دیکھا بکار کر آواز دی کہ یارو نہ گھبرانا میں آپہونچا یہ کہنے نعرہ کیا۔ نعرہ ایرج

لوک ایرج آن آفتاب منیر  
 نور نزل فتہ در میان سعادت

کہ صاحب قرآنیم و آفاق میسر  
 اگر تیغ بر سنگ حن را زخم

چو تیغ ملی بر شمش از غلافت  
 ز گاؤزین بیخ دین بر کنم

	منم شہر دل صفت شکن نوجوان	منم نخل بستان صاحبقران
ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے تو سن نے بڑھ کر بھونچال پر سحر کیا بھول پر سے بھول ہو گیا	گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بقیار ہو کر پکار اٹھی کہ اے کمال عالم	مین کنیز ہون میری تو یہ کیفیت ہو عجب صورت ہو لطف منم
متاع و مال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا شب فراق منم سر پہ لائیگا پھر کیا ہزار بار کیا سہرا امتحان اُسے جفا و جور نہ کر اُسکے بندوں پر اوست وہ گھوڑے تین بڑی آنکھ سے بھرا ہوا رہے جو پیش لطف ہر گھڑی تصور یار کرے نہ دیر کو سہارا جو کہ بت کے لیے وہ بے وفا ہو نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا	گدا کو دیگا نہ منم نوبائیگا پھر کیا یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا بس آرا جیگا اب آرا جیگا پھر کیا خدا کو خسر کے دن منم دکھائیگا پھر کیا مین دیکھتا ہوں مقدر دکھائیگا پھر کیا یہ آنکھیں کو رہ ہوں انہیں سمائیگا پھر کیا وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا جو رند کو فت میں نہ مر بھی جائیگا پھر کیا	
یہ اشعار پڑھ کر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والوں کو آواز دی کہ جاؤ خدمت میں اس ملعون و بد کردار ہفت پیکر کی یہاں کیوں بجے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تھمے ہو کچھ غیرت نہیں دیکھتے میں تخصیص سمجھائے دینی ہوں یہ کہہ کر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والوں پر کھینچ مارا گولہ بھٹا اڑا دیا بیسے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نور الدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھ کر نور الدہر نے ایک کیمراں کو مارا جوش جرات میں منم سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھ کر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیچارہ تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشہ جرات سے بیہوش تھا نور الدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت باکپین کی نہ لوں ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو سبر پر گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منم پر نہیں لیتے نور الدہر نے سبر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سبر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دو نون شیرون کے سر زخمی ہوئے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ اے نبیرہ صاحبقران دای فرزند دہلہ قاسم نوجوان		



آپس میں لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کروا دیج نے پلٹ کر آواز دی کہ اولم قدسے جیری شامت  
 آئی ہو یہ کہہ کر کمر کو بتا کہ سر پر ہاتھ مارا کہ طعناں کا بھی سر زخمی ہوا نور الدین ہر نے کہا کہ اسے  
 ایرج طعناں نے پاس کیا ورنہ سا طور مار دیتا جگر گاہ نکس ہو بختا اب بھی اس کو پاس ہو ورنہ  
 اسکا مثل نہیں ہو ارج نے چاہا کہ نور الدین ہر پر جا چرسے یہی کہتے چلے کہ اوشتی گیر زاد سے  
 آج جیری میرے ہاتھ سے قضا ہو برے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی عذر حاضر  
 کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہو کہ تمھاری مالالہ یعنی طاہرہ نور الدین ہر نے  
 چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے میں ہزار ہا اپنے ملازم قتل کیے قلب، قوج میں  
 جا چری چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہو کہ سب بھاگین کہ پکا پاک آسمان پر بغیرہ ہوا کہ  
 او بھونچال کیون جیری شامت آئی ہو یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک بچہ  
 گر بھونچال کو اٹھالے گیا دوسرا بچہ گرا افسرین کو اٹھالے گیا ارج و نور الدین ہر تلوار میں پھینچ کر  
 چلے گئے کہ آپس میں لڑیں کہ محراب سے ایک آواز نصیب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سمیرہ جیری پیکر غنچہ برون  
 رشک فرزدیہ رو لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہو نظم

آسے کا ندھا دیا آکر تو جتنا زانٹھا  
 پھر چلا دیر کو مسجد سے مفسداٹھا  
 آب و دانہ ترا او بلسل شیداٹھا  
 دور سے جب کوئی صحرائین بگولاٹھا  
 فتہ آدم مرئی تعلیم کو سینٹھاٹھا  
 آنش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہٹھا  
 دل پکڑ بیٹھ گیا درواک دیاٹھا  
 تو سرشام ہی سے آج یہ مرغاراٹھا  
 گور سے سوہن اگر لے کے یہ سوداٹھا  
 حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مرداٹھا  
 آج دنیا سے مرا چاہئے والاٹھا

جز سیما نہ کسی سے مرا مرداٹھا  
 زبد و تقوی سے بھرا می رندین کھراٹھا  
 شاکر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہے رہا  
 قیس سمجھا مری بلی کی سواری آئی  
 بوش وحت میں جو دریا کی طرف جاٹھا  
 نہ گیا وادی امین کو کوئی بعد کلیم  
 کوچہ پار سے جب گھر کو چلا میں اسے  
 اول شب سے موذن نے اذان شبیٹھا  
 حشر کو ہونی ہو اک تازہ قیامت برپا  
 جسکو حیرے لب جان بخش نے مارا قاتل  
 جسکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر

اس خور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج نورالہ ہرنے کان لگا کر سنا کر رہی  
 و عمر جو لشکر ایرج میں تھے جس وقت بھونچال کو پہنچا اٹھائے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر  
 بھاگے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل کا چلی دوڑی  
 جو ان گھوڑوں سے اترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہیں اور نورالہ ہر اپنی جانب  
 اُس نازنین نے کہا کہ میں نورالہ ہر کے واسطے ہوں ایرج کے واسطے میری بہن ہو مجھ سے  
 زیادہ خوبصورت ہو اور کم سن میں اُسے بلوادوں اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہہ کر اُس نازنین  
 نے آواز دی کہ ای کل پیکر جلدار ایک نازنین اُس سے بہتر وہیلے جو ہر میں غلط زن  
 اُس نے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس  
 بھی گینڈے سے اترے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے شہر ناک نے جو یہ معرکہ دیکھا تروپ کر  
 سامنے نورالہ ہر کے آبا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہر یار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین  
 کا نورالہ ہر ہاتھ پکڑے تھے اُس نے آواز دی کہ ایو طرار حنین میرا عیار تیرا خواہان ہو کہ پہلو سے  
 نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شہر ناک کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر  
 شہر ناک سے یہ اشعار گائے نظم

ظالم کہیں تو مل کبھو دارو پیسے ہوئے آؤ گے ہوش میں تو ٹھک اک سہ بھی ہوئے جی ڈو بتا ہو اُس کس تر کی یاد میں اس چاک دل کی چشم سے ناصح ہوئے کافر ہوئے بتوں کی محبت میں تیر جی	پھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کو بلے ہوئے ابو نشے میں جلتے ہوز خمی کیے ہوئے بایاں کار عشق میں ہم مر جیے ہوئے ہوتا ہو کیا ہمارے گریبان سے ہوئے مسی میں آج آئے تھے تشفہ دیکے ہوئے
---	--

شہر ناک سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شہر ناک کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا  
 ان چاروں کو لیکر چاروں نازنینیں چلیں چند قدم طو کیے تھے کہ ایک صدا سے سینٹا کی  
 خواجہ عمر و نے دیکھا کہ اُس جنگل میں دھواں چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئیں سے  
 صدا میں مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھواں بر طوت ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر کم ہو گیا  
 دوست کا لشکر ہو نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہو عمر و برق جنگل میں دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمر و نے کہا کہ اگر برق معلوم ہوتا جو کہ خود ہفت پیکر آ کے سب کو لے گیا اب ان سب کا  
پتہ ملنا دشوار ہو چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران  
کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شہرنگ  
نازنینان مجہدین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا  
اپنے کو بالائے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہر تصویر سنگی باتین کر دی  
ہو نور الدہر و ایرج و طہماس و شہرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی  
کہ اے ہند گان من کیونکر حاضر ہوئے یہ نازنینان مجہدین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہیں اگر  
زبرجد شاہ انکو قصر عشرت میں لیجاؤ چندے چین کریں اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ  
اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اُسپر سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک رنگن بھونچال کو  
لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند بہ نہ آتی تھی میں اسکو بڑے جبر سے لائی ہوں راہ میں اسے بڑے جبر  
زور کیے جب میں قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بشکل بالائے کوہ زبرجدی پہونچا یا  
تصویر نے آواز دی کہ یہ جادو بکش قصر عشرت کی رہتے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہ کے تصویر  
خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دناٹے کی  
آئی صاف اُس دناٹے سے آواز آتی تھی کہ اے ہند گان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر  
عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مجہدین براے خدا مستکبر اسی موجود ہیں دھوان  
جڑھا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مجہدین نہین ہیں چاروں آدمی بے قرار ہوئے  
پریشان ہو کر پکارنے لگے نظم

دہ لطف و مہر کی جہر نگاہ کرتے ہیں تمہارے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی چھری سے کم نہین ترجیحی نظر حیون کی ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک کہان کا عشق محبت کسے ہو کیسا پیار مزا اٹھائیں گے عاشق کے خون حق کا	جو ذرہ ہو تو اسے رشک ماہ کرتے ہیں تمہاری راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں حلال کرتے ہیں یہ یا نگاہ کرتے ہیں خدا آئے جا ہا تو اب بت سے راہ کرتے ہیں جو قول ہمارے ہیں اسکا نباہ کرتے ہیں عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہیں
---	--

<p>ادھر سے بھی وہ گزر گاہ گاہ کرتے ہیں          ثواب کرتے ہیں ہم کیا گاہ کرتے ہیں          وہ بخیر ہیں جو الفت کی جاہ کرتے ہیں          جو مر بھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں          وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں          وہ بانزد ہیں جو طو یہ راہ کرتے ہیں          ہم ایسا نامہ عصیان سیاہ کرتے ہیں          بڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں</p>	<p>مری طرف سے ابھی دلمین راہ ہو کچھ          غفور اسکو سمجھتے ہیں سب کو کیا واعظ          فراق پار نے ہمشاہد کر دیا ہم کو          غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہیں          شب فراق میں ہے تو نالہ ترک یہ کا          خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیٹھا          کسی کو کیا جو سبہ کار ہیں ہم ای زاہد          کوئی یہ زند سے پوچھے تو دلمین درد ہو کیا</p>
---	---

کہ اندر سے قہر کے چاروں نازنین نکلیں پشت پر انکے دو دوسو کنیزیں آ کے ان لوگوں کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یوں گزرتا ہر شام کو بھونچال آ کے اس مکان میں جا رہے گشتی کرتی ہو جا رہے گشتی کر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آئی ہو گشتی ہو کہ ای شہر یار آپ پر رعایت قدرت ہو ہمار بھی خطامعات کر ایسے نور الدہر و ایرج جواب دیسے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے وہ نون جادو گر نمان نور الدہر کے ساتھ کی نشترن و سوسن اور ساتھ و الیان ایرج کی گلیوش و توسن و شامنا زو وغیرہ بھی صحرائیں بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا شاہ پور انکے ساتھ ہو لیکن اپنے ہوش میں ہو تھکڑ بان بیڑیاں پہنے ہو اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو قہر و درو دروازے پر اس مکان کے میٹھا ہو بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہو شاہباز برتا کید ہو کہ بہتر اسی میں ہو کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کو سے دینداری جواب دیتا ہو کہ جبر لعنت کی اسکو کیا سجدہ کریں اب اس کے اختیار میں ہیں جس طرح حی چاہے پیش آئے مگر فواجہ و برق جو شکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرا سے سبزہ زار میں آئے ہوئے ہیں زلفا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ فواجہ عمر و و برق نہ چلے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ فواجہ و برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمر و سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی  
مقابلہ نہیں پڑا گلبا و وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلہ میں صاحبقران کے  
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے تردد تھے خواجہ عمر و  
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم  
کیا گذری عمر و نے کہا کہ انشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہو تحفہ جات پا چکے ہیں  
فکر لوح میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر بارہ جگہ لینے ایرج نوجوان و  
نورالدہر بن بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کر کے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمر و نام  
ایرج سگریے اختیار کرنے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن  
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے فوج لشکر جمع ہوا تھا جاوگر نیاں عمدہ عمدہ ممکن ہو  
صحرا کے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر ان شیروں کو گرفتار کر کے  
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر  
شیروں کا شیر کب رکتا ہو انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قتلہ و کعبہ  
اسکو جا کر ہار کر بیٹے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہ جائیں گے  
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھا  
مالک کو لندھور نے یہ نگاہ قمر دیکھا امیر نے خیالی کر کے دیکھا کہ صدف ذکر ہوئے سے آپس میں  
دست رستی و دوست چمپی بگڑا اٹھتے ہیں فرمایا اے قاسم خبردار ونگل رستم کا ذکر آج کل  
نہ آوے یہ کمکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہیں اور نورالدہر بھی  
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہو گئے عادی کو بلاؤ میں صحرا کے گرداب نشان میں جا کر  
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا و ملان ہو نچائیگا تو حال لوح آنہ کھلیگا میں جا کر رہائی ایرج و  
نورالدہر کی تدبیر کو نگاہ کیا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھ کا قید ہونا  
بہت شاق ہو انشاء اللہ حل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے  
عادی نے اسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لد وایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر  
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شیرنگ تازی پر



مالک نادیاں مشکین پر تھوڑے عرصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اشقر  
 بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا  
 کہ بخیر و عافیت جن لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہو کہ کچھ  
 بھی طرف صحرا کے گرد اب نشان کے جانے کا قصد ہے امیر نے فرمایا کہ میں نے صحرا کے  
 گرد اب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہیں دیکھوئے کو  
 بڑھا دیں کہ پہلو سے وشت سے گرو اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھوٹا ہوا پشت پر  
 ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں وہ  
 پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آما ہوا بیکار کر آدای کہ منم ساوس فیل سپر  
 صاحبقران حکم خداوندی کہ ان صحراؤں سے نکل جائے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پہنچ چکی  
 اب آج آپ کو ہٹا دوں گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیوہ بکٹتا ہو ہم فتح طلسم کی فکر میں ہیں  
 انتشار اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہیں اس مقام سے بھی اسکو بھگا دین گے ہفت پیکر  
 اپنی فکر کرے یہ شکر ساوس نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان میں آکر سامنہ روی کرنے لگا کہ صحرا  
 سے دوسری گرو اڑی دیکھا کہ ایک نقادار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے روارو کا  
 کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار طرار سکارو غدار کاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلہستے کے آتے  
 نقادار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہو اور کیسے مقابلے کا خواہان ہو  
 عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل چبک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو  
 روکنے آیا ہے اور اسیر با تو قیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہیں نقادار مرصع پوش نے  
 فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہے ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسے  
 کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لانا ہوں یا سر کو قدم اقدس  
 پر ثما کرتا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ مانا کوڑا اٹھا یا مرکب با در فطرارہ بھر کے چلا  
 تین ٹھیکوں میں آیا کہ مقابلہ ساکوس میں پہنچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف  
 آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرنے ہنرمیق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد  
 آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہیں معلوم



کس خاندان سے ہو خواجہ و برق تو یہ باتیں کر رہے ہیں صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ نقادار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہے یہ ارا بے زور سرخ و سفید کے جوسا ہیں کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہو نہایت صاحب جاہ و جلال ہو اور نہایت جوان و کم معلوم ہوتا ہے سالوس دیو ہو خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل یہ چاہتا ہے کہ جا کر نقادار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کروں لندھور عرض کرتے ہیں کہ اگر آقا سے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تھقین صفت شکن نگاہ سے نہیں گذرے یہاں نقادار سالوس سے تگ و دو زن ہوا صاحبقران پر غور دیکھ رہے ہیں کہ تین قدم مرکب نقادار اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے میں نقادار کے کٹھار ہوا کہا کہ او طفل بے ادب حوبے کر لے کہ تجھکو وصل نہ باقی رہے نقادار نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ نقادار ببار کس بل سے نیزہ بازی کر رہا ہے آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپڑ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ تمام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کیلے نقادار پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہے کہ آقا جو شیار رہیے حریف زبردست ہو نقادار نے تکلف تلوار کو اُسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو تباہ کر کے ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گزند گئی شل خیز تر کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلواریں کھینچ کر نقادار پر چلے دیکھنے والے نقادار کے کہتے ہیں کہ فوج نقادار کی کم ہو دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہیں مگر نقادار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاکہ کہ کبدا لڑن اور رسالہ داروں کو مارا علمدارش کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج کے بلوے میں چاہتے ہیں کہ نقادار کو پکڑ لیں مگر نقادار شیرازہ جنگ کر رہا ہے پشت و پیلو سے خبردار عیار بہشت پرستی بانی کر رہا ہے جو پیچھے نقادار کے آیا خجور مار کے اسکو گرا دیا بھی حقہ آتش بازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس میں لڑنے لگے ایک گھوڑے نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کھاٹ کھا با اس طرح دس بیس سوار پامال ہوئے جب عیار حقہ آتش بازی مارتا ہے برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہے کہتا ہے کہ اُسٹاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کریں اسنے حقہ مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہو جیسا سردار دلیا عیار وہ صفت شکن و تیغزن ہو یہ عیار برفن ہو نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سا اسنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف ہر اسب پسر تلوار کو اسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع علم علمدار کو قلم کیا علم کا گڑنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر پیراٹھے پڑاؤ پر آئے نقابدار پڑاؤ پر بھی جا پڑا خمیوں میں آگ لگا دی جسے جلنے لگے پڑاؤٹ لیا آخر ان سب نے بمشکل اپنے افسر کی اٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا سامنے صاحبقران کے گھوڑا اڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہاد کیا گنا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے ساوس کو مارا عین میدان میں آکر اسکو للکارا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہواہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہر بار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیونٹانا غلام یہ چاہتا ہو کہ آپ سے امتحان کرے یا تو ماٹھائے صاحبقرانی غلام کو ملین یا میں بھی بعدہ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہو ابھی تو غلام ایک مرتبہ حاضر ہوا ہو صرف اس پہلو ان کو مارا اور کچھ کار نمایاں ہاتھ سے نیاز مند کے ہوں تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج میں آئے جو اشیا کہ باڈ صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل اشقر و یوزا و دمیخہ صمصام و قیام و نیچہ سہرابیل و سپر گر شاسب نوجوان و گرز سام بن نر میان جب میں نے پردہ قاف کا سفر کیا مصائب بھی اٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت طبیعت پر ناگوار ہو فردندان و بلند پڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعویٰ کیا مگر عنایت پر درد گار سے اٹکوا ڈیر کیا اور بانے پچائے ایک نقابدار زرین پوش انھیں اشیا کا خواہان آتا ہو اسکو البتہ مثل اجنا پایا ہو جس دن اس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہو گا اسکا البتہ خیال ہو اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ ای

شہر یار آپ صاحبقران اعظم میں سب فخر آپ کو زیابن میں بھی فوشہ چین خرمن حضور ہوں مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہیں جب حال کلیکا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے جاکم سوال اس سے کروں کہ آج تمھاری دعوت ہو کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہر یار بس اب چلے زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں صاحبقران نہ کہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والوں کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحران کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھنٹی رات رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونوں فرزند قہد خانے میں کیسے گھبراتے ہوئے یقین ہو کہ اُنکو چلکر رہا کہین زیر کوہ رہبر جدی تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا اتر پڑا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ دبرق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جا کر عادی کی خطت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانوں کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہیں اگر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ ای شہر یار آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ قرضہ راجکو گھیرے ہوئے ہیں اگر میں رات کو جاؤں تو وہ جانیں گے کہ بھاگ جاتا ہوں لہذا اُنکو کچھ سو روغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے سنگو اکو خواجہ عمر کو دیے خواجہ عمر نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہو گئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش میں عادی کی چلے صحرائ میں آکر دیکھا کہ عادی جنگل میں اُترا ہوا ہو بارہ ہزار قزاق بیچ میں اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا قزاقوں کے گھوڑے جنگل میں چھوٹے ہوئے چر رہے ہیں قزاق درختوں کے نیچے پڑے سو رہے ہیں سامنے درہ کوہ تھا خواجہ دبرق ایک درہ کوہ میں آکر ٹھہرے زلف لیل سے شب کر سے گزری تھی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سو اُٹھت پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھوں میں پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا کہ بادشاہی مسلمانان حکم قدرت کا ہو کہ اٹالہ بارگاہ کا چھین لاد منہم قرطوس قبل دریا کیلے عادی بہ آجڑا شراب پی پی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُنہیں قرطوس اگر اہزار ہا قزاق مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

رخمی ہوا چالیسویں بجائی عادی کے ارجد عادی دور یا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو  
 بچا یا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رواجی عیار نے جو عادی کو انتہا کا رخمی دیکھا  
 عیاروں سے اشارہ کیا عیاروں نے حقہ ہائے آتش بازی ہائے فوج والے ہٹے عادی کو  
 گھوڑے سے اتارنا ہوا دار پر سوار کر لیا لڑتے بھڑتے فراق پہلوان عادی کو لے نکلا اٹالہ بارگاہ  
 کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے میں کیا اور بیکرین صحرا کے چلا عمر و نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر  
 میں کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے  
 قصد کیا کہ میں طرف لشکر کے جاؤں کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نفٹ بدار  
 مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ اونا مرد شب تیرہ و تار میں عادی کو  
 گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اسپر اسقدر مغرور ہو قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے  
 شان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار  
 کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین لی اور چھین کر  
 پھینک دی کہ میں ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت  
 چورنگ ہوئی قلم کیا لشکروں میں غریب ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا  
 افسروں کو جن جن کے مارا بھوڑے عرصے میں لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے  
 اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے میں کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ  
 استاد والا نژاد ذرا یہاں تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلانے ہیں جب خواجہ عمر و فرس  
 آئے تو نقابدار نے کہا کہ خدجیات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھ کو ملی اب اسکو لیجاؤں عمر و  
 نے کہا کہ تنہ مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائیں گے کہ بارگاہ مجھے نہیں پائی  
 ایک کا فر لیے جاتا تھا اس سے چھینی ہو مجھے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمہیں اختیار  
 نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار جست و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ  
 نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم جیل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر  
 قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو  
 بارگاہ پائی اسی مقام پر اتر اٹا نکلے سر میں دھواٹے زخموں کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا بیکر چلے خواجہ عمر و الگ آنے میں عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن نکرین  
 میں طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت بیکر برابر فوجیں روانہ کر گیا بیلوان بھیج چکا ہے  
 ساحر روانہ کر گیا اسکو سب خبریں معلوم ہوتی ہیں عادی اٹال بیکر تین کوں آگے بڑھ کر اترا  
 دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ایسے سیاہ آسمان پر آیا بانی پر سے لگا جیسر بوند پر  
 وہ جل گیا کئی سو قزاق چلے لشکر میں صدا سے فریاد بلند ہوئی عمر نے جو غریو سا برق فرغی  
 سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر میں کیسا غریو ہو برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرہ  
 آب جنگاریاں بنکر لشکر پر گر رہے ہیں جیسر قطرہ بڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام ہو  
 اسی نے یہ تمکدہ ڈالا ہو جا کر اسے ماروں یہ سوچ کر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ بہار سے  
 لکھ لکھے ابر اٹھ رہے ہیں برق نے جھانک کر دیکھا کہ درم کوہ میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی  
 سحر کر رہی ہو کبھی بانی چلوں میں بیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ منم قطرہ زن  
 جادو احوال آتش نشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ دروغن عیاری کا لگا لگا ایک  
 ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ میں لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے ہتھ  
 دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہو اسکو پڑھ لے عجب حکم ہو وہ جلد بجلا ساحرہ نے سر اٹھایا  
 اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہیں  
 جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہنچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُڑا کر سامنے برق کے  
 پھینکی اور آواز دی کہ اسے اٹھانا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھ کو بیجا ناگرا چار جھکا  
 انگوٹھی اٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ پر برق کا  
 جل گیا برق نے کہا کہ او ملکہ عالم میں نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپسے دی ہو مجھ کو قدرت کا حکم  
 نہیں در نہ سحر کرتا کہ اب کا منہ جلتا دیکھے ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد  
 کر لگا ساحرہ نے اٹھ کر برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ دروغن عیاری اڑ گیا صورت  
 اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او انگوٹھے بھڑکے تو نے میری کیونکر خبر بانی تجھ کو  
 قدرت کے سامنے لیجوں وہاں جا کر تجھ کو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہو کہ جہاں عیاروں کو پادشہ  
 کر دے لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہو یہ کہہ کر مہین پنجہ دیا

برق کو لے اُٹھی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہو لیکن قطرہ زن نہیں بنتی خواجہ عمر و  
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہو گا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ  
ایک ساحرہ برق کی کمر میں پہنچ دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا  
بکا کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری شکل ایک ساحرہ فام کی  
ہو جائے ایک ساحرہ کی شکل بنکر آواز دی کہ اسی ساحرہ ذرا یہاں تک آ مجھے تجھ سے کچھ چھپنا  
ہر قطرہ زن اتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو گا کہ کیون سا کر کیا کہتا ہے  
عمر و نے کہا کہ اسی ملکہ عالم کہاں سے آئی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درہ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا  
یہ بھور یا پوچھا اسے جا ہاتھ کا مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہو کہ جو پوچھتا ہے  
خواجہ عمر و نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جگہ کا نگہبان ہوں ابھی  
درہ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اسی نگہبان صحرا ہمارے بندے خاص برق فرنگی عیار کو  
گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہو اسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہو گا میں بموجب حکم خداوند  
آیا ہوں اگر کسی شو کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلے میں خدمتگزاری کو دن قطرہ زن  
نے کہا کہ اسی نگہبان صحرا مجھے کسی شو کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ  
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے قریب پہنچے کہا کہ دیکھ وہ  
قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن ابھی خواجہ عمر و نے خنجر مارا  
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اس ساحرہ کے اُتار لیے یہاں عادی بدو اس  
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا  
اُڑتے پھرتے ہیں جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل  
ہوئی اُسی وقت اٹا کہ بارگاہ کالہ وایا طرف صحرا کے جل نکلا صاحبقران زمان مع سرداروں  
کے کوچ کیے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آئے پہنچے حال نقابدار سنا کہ قزاقوں  
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمر و نے آکر بیان کیا  
صاحبقران نے فرمایا کہ دسبد کی خبر ہفت پیکر کو پہنچتی ہے اب میں اپنے کو جلد  
پہنچاؤں عمر و نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے



میں اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبردی پہونچا تو نگا اس ملعون کی  
 تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر میں وہ خود رہتا ہی خواجہ عمر و برق باندہ ہے  
 عیاری سے آراستہ ہو کر باے شاطری مارتے ہوئے طرف کوہ زبردی کے چلے صاحبقران  
 بعد دو دن کے ایک صحرا سے پُرفضا تالاب جا بجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوئے طائر  
 درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں صاحبقران مع لشکر اس صحرا سے پُرفضا میں اُترے صبح کو کوچ  
 کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا بھر ملا میر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہیں کسی  
 ساحر نامی کا مقام ہے نہیں معلوم اُسکا کیا نام ہے تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہیں شام کو  
 بھر اسی مقام پر پہونچتے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ غلاموں کو ثابت ہوتا ہو کہ اسی صحرا میں  
 دن بھر پھرتے ہیں شام کو بھر آکر اسی مقام پر اُترتے ہیں کسی نخل پر کچھ نشان کر دیکھے چند  
 تیر تر کش سے نکال کر بیج نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختوں پر رکھے  
 دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا میں دن بھر پھرتے ہیں شام کو اسی مقام پر آکر  
 اُترتے ہیں یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے میں بانی منگوایا امیر اسم اعظم پڑھا کہا کہ  
 اس بانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے بانی اس  
 زمین پر ڈالا زمین سے دھواں نکلنے لگا تالاب جو بانی سے بھرے ہوئے تھے وہ کھول کر خشک  
 ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہو کر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھ کر  
 اُڑے ایک طرف روانہ ہوئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے  
 گردِ عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سید فام بد انجام تخت پر سوار امیر اسباب سحر رکھا ہوا سطح  
 کے سحر موجود ہیں کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہیں وہ آئیں میں لڑ رہے ہیں پشت پر چار لاٹ  
 ساحر اسباب سحر ہاتھ میں مقابلہ صاحبقران میں آکر پہونچا بچار کر آواز دی اور لغو کیا کہ منم  
 بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہو گئے آپ کو کسے آگاہ کیا تین دن صرف  
 اسی صحرا سے فو خیز میں دیران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال میں یوں ہی بٹھکا تالاب سحر  
 میدان سمجھ لو نگا یہ کہ کے مقابلے میں اُترا ساتھ والے تمام صحرا میں اُتر پڑے جنگل فوجوں سے  
 بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اُکڑتا ہوا بارگاہ میں آیا ساحروں سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادہ حرب و پیکار ہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے یہ خبر صاحبقران کو  
ہو پونجائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی  
بجا دو نوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہرات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر

چمکا بقول شاعر لظن	علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شبہ خاور سپہر گرد ہوا	روشنی تخت لاورد ہوا	ہوا میدان جرج سے اکبار

میر انجم سپاہ ردوبد فرار  
شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دو نوں لشکر بعد کرو فر میدان کارزار میں آئے  
صفین جبین نقیبوں نے نقابت کی کوکیت کر کا لکیر پٹے پوزینہ نے طرف دست چپ کے کھینچا  
سہمان کر گیدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہوا اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے پوزینہ کے آیا  
اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو لکھا رہا ہوں پوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم  
باطل اسحر ہو سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لوں گا یہ لکیر میدان میں آیا جلد گو لے جا رہے ہیں  
بکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور  
مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش  
گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ کرے سہمان قبضہ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا  
ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھا جاتا ہی امیر باوقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور  
میں صاحبقران نے جسپر رخ کیا وہ شیر پانی ہو کر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا  
شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوے قریب  
صاحبقران کے آکر غل بجانے لگے امیر باوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا جکا یا بندر کو د  
کود کے درخون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جسپر تلوار جھکائی اور اسم اعظم  
پڑھا وہ بندر مردہ ہو کر زمین پر گر پوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر  
صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر میسر پر آ پڑے امیر تلوار جھکا کہ ساحرون پر ہو نیچے اسم اعظم  
پڑھتے جاتے ہیں ادھر سے لندھورو مالک و بہرام تلوار بن کھینچ کر امیر کے شریک ہوے  
صاحبقران نے پوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تقاب میں چلے اب فوج کا

حال سینے کہ خواجہ عمر و برق دربار میں زبرد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے  
 برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرد شاہ سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو سمیت ہوں  
 زبرد سے معاملہ طرہ بورہا ہو کہ زبرد کی گود میں ایک بچہ کاغذ کا گرا زبرد شاہ نے  
 اٹھا کہ بڑھا حسین مرقوم تھا کاوی بندہ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تین دن  
 لسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہو آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے میں  
 جانا پڑا جنگ مطلوبہ ہو رہی ہو مگر وہ شکست کھایا جاتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرد آیا چاہتا  
 تھا کہ مناسب ہو کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرد ہی سے دو کوس آگے بڑھ جاوے حمزہ اگر پہونچے تو  
 اسکو وہیں روکنا زبرد مضمون پرچہ بڑھ کر یہ کہہ کر اٹھا کہ آغا صاحب آپ سراسر شہر میں آئے  
 میں آپکو ملو ابھجوں گا اور ایک توڑا واسطے خچ کے دیا زبرد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی  
 چار باج لاکھ ساحر وغیرہ جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرد اول زبرد کوہ آیا آپ بالا  
 کوہ پہونچا فوج زبرد کوہ ٹھہری اسنے نقویر کے سامنے جا کر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند  
 یہ حقیر بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میل جمع ہو فوج کو ساتھ لیکر آیا ہوں جو حکم ہو  
 بجا لاؤں فوج حمزہ کو بڑھ کر روکوں نقویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہو وہ تیرے  
 روکے سے نہڑ گیا سیلے میں آکر تھلکہ ڈال دینا لیکن جا کر سیلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا  
 یہاں تک آنا مشکل ہو زبرد شاہ فوج لیکر چلا سیلے والے سب پوچھتے ہیں کہ ای شہنشاہ  
 یہ کل فوج لیکر آپ کہاں چلے یہ جواب دیتا ہو کہ جو حکم خداوند ہو وہ پورا کرنے جاتا ہوں جب  
 بیچ سیلے میں پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج  
 آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلیں زبرد نے منع کیا کہ تم لوگوں کا کام نہیں اپنے  
 اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانوں سے اتر کر مقابلہ کرو حریف  
 کو جسطرح بنے روکو صاحب قرآن قریب کوہ زبرد ہی نہ آنے پائیں سب نے کہا کہ لاکھوں آدمی  
 یہاں دوکانوں پر ہیں ان رستوں سے کیا مسلمان گذر سکیں گے جس طرف سے نکلیں گے  
 ہم لوگ مار لیں گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار  
 آمادہ حرب و بیکار بیٹھے ہیں زبرد گوشہ صحر پر پہونچا صفین جائیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑا

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے بازو ہنے کی حملت نہیں فوج والے لرزان  
 و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں لغزہ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین  
 تھرائی بارہ کوس تک لغزہ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالائے کوہ تصویر سے جو آوازیں  
 آ رہی ہیں لغزہ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہو گئی ہر جہد کہ مراد منہ  
 پیچھے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ پیچھے تو آواز آئی کہ قدرت جلتے ہیں  
 جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکہ لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ  
 تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تلج یا قوتی سر پر رکھے ہوئے اور  
 لباس معقول پہنے ہوئے قبائے زریفتی زیب جسم موتیوں کے مالے کنٹھے یا قوت احمر کے گلے  
 میں اڑا ہوا جاتا ہو کل میلے والوں نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہو گئی ہر جہد کہ مراد منہ  
 پیچھے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گفت نواز و ناقوس نواز جو گرتھے اٹھوں نے  
 جواب دیا کہ بارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں جو  
 زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شعیب و باہ  
 ایسی فاش شکست کھانے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد  
 حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعیب  
 میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کے کہ زمین ہلا دی  
 سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن میں اسی زور و شور سے لڑے گیان چھوڑ  
 کو بیکار کیا تھا حمزہ نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا  
 کہ ہاتھ پاؤں میں اُسکے رشتہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کا نب رہے تھے کسی کے ہوش  
 درست نہ تھے میں طن بہرام کے بلٹا بہرام کے لوگ آمادہ حرب و بیکار ہوئے مگر میرے  
 سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا لا تق جنگ  
 کے ہوئے اسی زور و شور سے لڑنے لگے محکوم تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابل کیا کسی ہاتھ تلوار  
 کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ  
 ملک خداوند ہے صفین جاکر و کو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل اسحر ہو

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیادری کر کے گرفتار کر لے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرد جرنے  
 کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائیں گے پورینہ قریب زبرد کے آیا پائے پخت کے  
 ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہو کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے  
 آگے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار نشست پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے لغرہ کر کے  
 فوج زبرد شاہ پر گرے۔ لغرہ صاحبقران عالیشان

منم اختر بیج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمند وین ز پشیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قات از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بجا

ہمہ شہر بادار اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام نہ

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا لغرہ کیا۔ لغرہ لندھور۔ جزیرہ ہمارے دریا اگر قہم تابہ ہندستان  
 اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے لغرہ کیا۔ لغرہ مالک  
 منم مالک اثر در خشکین + سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک  
 خلک می ستانم خراج + ایک طرف سے لغرہ بہرام کا بھی ہوا۔ لغرہ بہرام۔ منم گرد بہرام  
 خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار نشست پر فوجین بشمار فوج زبرد  
 جو کرے تو لشکر زبرد کہ وہ وبالاکرد بالا شون سے میدان بھر دیا پورینہ بایہ تخت چھوڑ کے آگ  
 برساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوئے ستموار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے  
 انکے ساتھ والوں پر جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بد لگامیان کرنے لگے اسد  
 نے اپنے کو ہٹایا ایک نجل کی آڑ پکڑی بوزینہ کوتا کا کمان کیانی دوش سے آتاری نہیں  
 بجال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صفت  
 کیسے کیسے تغیرن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکا یک بوزینہ نے جو سحر کیا تلواریں  
 روک لین حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقہ آتش بازی مارتے ہوئے  
 آتے تھے کسی کو گندہ مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر لگا راعیان  
 کی بھی کندین جلیں خنجر وں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیار وں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر  
 بھاگ جائیں فرار مرز عاد مغربی بہادر دیکھتا جو انان صفت شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیاروں کو پرانگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگے پر آدھ ہین یا تو محسوس کھس کے  
 اتر رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مصروف  
 جنگ تھے کہ رٹنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر مار کر گرائے یا جیکے کھڑے ہین  
 کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع میں آباد زمین سحر بند ہی گھوڑا فراہم نہکا مار گامی  
 کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائیں منہ پھرنے لگے چاہتے ہین کہ کہیں نکل جائیں گھوڑے  
 اپنے قابو میں نہیں رہ رہ کے جبت کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دیں جمہور جانشوز فراہم  
 کا یہ حال دیکھ کر تیز زین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ میں  
 یہ کیسی پریشانی شل آئیے کے حیرانی یہ کہ کے جا پڑاوس بیس جادو گر مارے مگر بوزینہ نے  
 برٹھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بے آگ  
 جلنے لگے ہزار طح گھوڑوں کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہیں سنبھالتے کئی سو سردار اس مقام پر آ کے  
 بچتے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے نپوار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر پشت  
 مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی جو اپنے سردار کے  
 نام لے لے کر بکار رہا ہوتا تھا کہ یارو میں نے عمر بھر نگو خوراک کھلائی جو تھے مانگا وہ ہی دیا  
 شراب کی بوتلیں صد ہا تنہا رکے نام پر بہا ہین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چنچا پٹیا  
 کسی طرف سے کچھ خبر پیدا ہوئے میدان میں جنگ کرنے لگے بوزینہ نے برٹھ کر جھولی پر ہاتھ  
 ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور بکار کر آواز دی او شعبدہ بازو تم جلد آ کر حاضر ہو  
 تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لیں  
 سامنے ایک نخل تھا اس پر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا جسے بکار کر آواز دی نخل انسان کے  
 گویا ہوا کہ او بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے میر موجود ہین اور تہہ ہیر کر رہے ہین  
 چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مٹھیں کہ یہی سب مل کر صاحب قرآن کو گرفتار  
 کر لیں بوزینہ فقہہ مار کر ہنسا کہہا کہ یارو تم سب سے یہی امید میری شعبدہ بازی میں بھید  
 ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہیں کی جہاں تم گئے فغ کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے  
 اب آج کیا روگے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا میں نام رہیگا طلمہ ہفت پیکر



بر باد ہونے سے بچیکا زیرِ جہد لے دیکھا کہ بوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر بکارتا ہوا سباب  
 سحر پھینک رہا ہوا ماش کے دانے رائی کے دانے رسون کے دانے جب ان چیزوں کو بوزینہ  
 پھینکتا ہی تو گھوڑے طرار سے بھرتے ہیں گرنے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہیں وہ تھسوار کہ  
 جنگے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھو تھنی غنچہ نگل تیز و طرار اپنے راکب کے  
 خیر خواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہیں اپنے مقام سے قدم نہیں اٹھاتے یا طرار سے  
 بھرتے ہیں کہ سوار کو گردین دہا ناچار ہے ہیں کف منہ سے جاری چہرہ پر اُردا ہی پریشانی  
 یا سبزہ فلک کو نکتے تھے یا اپنے مقام سے بل نہیں سکتے ہی معلوم ہوتا ہی ان سب کے پاؤں میں  
 زنجیریں پڑی ہیں بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کروں کہ یہ سب بل کی حمزہ پر جا پڑیں پھر  
 ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے بکار کرا واز دی کہ ای نوخوار صید گیران سب کے  
 دلون پر قبضہ کر کہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کر لین سچو شراب پلاؤ نگار و زیترا پوجہ کرنا ہون پہلو  
 سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھراتا ہی ہم اسی میدان میں موجود ہیں دلون پر سردارانِ اسلام  
 کے رنگ جا رہے ہیں تھوڑے ہی عرصے میں رنگ جما جا ہوتا ہی مگر فون اپنا نکال کر پھینکو  
 خوشخوار بے خون کے پیسے آمادہ نہ ہو گا ہم سب اُسکو سمجھا رہے ہیں وہ نہیں مانتا ہمارے  
 کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو میں خون بھی دیتا ہوں  
 کیا کسی بات میں عاجز ہوں اُن چیزوں کو قبضے میں کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا  
 میں نے تم ایسوں کو پوجہ پاٹ کر کے قبضے میں کیا یہ کہ کے جھولی سے کار و نکالی ران پر  
 اپنی چھری مار لی خون چلو میں لیکر آواز دی کہ ای خوشخوار پیٹ بھر لے جعفر جی جا ہے  
 خلع جسم کا مبدولت کے لیے یہ کہ کہ خوب قفقہ مار کے ہنسا بکار کر کہا کہ میں سمجھ گیا اب حمزہ  
 کہان جانیگا منٹھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تار کے ہوئے کھڑے تھے دہن بوزینہ کا  
 تاک کر حیر مارا حلق پر پڑا گدھی کو توڑ کر بار گندامرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری  
 و بر فباری ہونے لگی عرصے تک ہوا سے تند چلی اسکے پیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من  
 بوزینہ منزلِ دراز پر بوزیر جہد شاہ نے بولا منٹھ بوزینہ کا دیکھا مساتھ والون سے کہا کہ یہ  
 آسمانی تیر کہان سے آیا کتنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہو گا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہیں کہ عجائب و غرائب قدرت کو سمجھالے ہوئے ہیں سب طرح کی  
 خبر پہنچاتے ہیں آٹھ ہر نیک و بد بناتے ہیں اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر  
 کرو ساتھ والے زبرد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہو سب کو بڑھایا افسر  
 نے اسباب سحر ساتھ میں لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران  
 غلہ مٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھو رہا میں بر مالک جم جم کرب سردار  
 لڑنے لگے زبرد غل مجاہد ہو کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ  
 بڑھنے دو کئی ہزار ساحر جمع کر کے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہو کسی نے آبرو  
 اپنی بڑھائی ابر بنایا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریائے آتش پیدا ہوا سب طرف سے  
 دریائے آب و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرنے لگے بعض  
 کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرا دین سردار کیسے کیسے کوڑے  
 گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال ہو سواروں  
 کو لیے ہوئے دوڑے دوڑے بھر رہے ہیں کم سوار پشت ہائے مرکب سے گر رہے ہیں  
 زبرد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزار ہا شعلہ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے  
 بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہائے آتش بیٹے زبرد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے  
 کہنا ہو کہ یہ وہ سحر میں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا  
 تو اب میں کیا کروں رفقاء نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے قریب پہنچیں  
 اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیر زنی کر رہا ہے کہ  
 اس کے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم گئے مگر مرکب کے لاشے ہی لاشے بڑے معلوم  
 ہوتے ہیں ساحر اپنی محبوبی بردوتے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں  
 عاجز ہو کر بھاگتے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرد نے آواز دی یا خداوندہ ہفت پیکر  
 یوزینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بڑھتے جنگ  
 رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرد پہنچے سرداران زبرد روٹنے لگے اسد غازی نے  
 جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو لیکر گوشہ

نخاستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑی تیروں کی بوجھا کر ناشروع کی  
سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے بلٹ کر دیکھا کہ مستقبل تو ایک جانب زخمی  
کھڑا جھوم رہا ہیو تیر اندازوں نے کمائیں ہاتھ سے پھینک دین سے ہوے ایک کیشتے میں  
کھڑے ہیں جرات صاحبقران بر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوے کہ کیسے  
کہان سے آئے ہیں تیر انداز تو اس حال میں ہیں یہ حیرت سے بر سائے دیکھا کہ اسد غازی  
وہاں گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں سیخ نخل پر کھٹنے ٹیکے ہوئے تیر اندازی  
کد ہے ہیں ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی حملت پائی جگہ مستمانہ کرتے ہوئے  
قریب تخت زبرجد پہنچے سرداران زبرجد روکنے لگے صد ہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ  
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیجے  
سحر کرتا ہوا شقرقک جاتا ہوا جب امیر اسم اعظم پڑھے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہوا ایک مقام  
پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اوی اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہو کہ جو تو رک جاتا ہو  
اشقر نے زبان جتنی میں جواب دیا کہ اوی آقا زمین پائوں تمام لیتی ہو اس وجہ سے مجبور  
ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرہ سے بھر کر برابر تخت زبرجد کے  
پہنچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاخیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا  
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا  
مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سحر کو اٹھادیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تلوار  
تلوار گری سحر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو  
ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر  
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو  
پکڑ لوں چند قدم پر جا کر ایک بچہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھالے گیا جیسے ہی زبرجد  
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اوسے سالار  
قدرت نے شکر بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہو جسکو تو اسم اعظم بھیجا ہو  
یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاخیر تجھ سے لیے لیتے ہیں جو تو امیر نے زبرجد کو بھگایا

اُس وقت تک خواجہ عمر و گلیم اوڑھے ہوئے زیرِ شکم اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرد کو بھگا یا خواجہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہر گئے اُس آواز کو سن کر صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی کیوں دیوانہ ہوا ہو ساری خدائی کرنا بھول جائیگا اُس پر وردگار سے دعویٰ ہمسری جسے ایک کلمہ کن میں تمام عالم کو پیدا کیا اور نخل کو ایک قطرہ بخش سے قرار دیا اس پر یہ غور سامنے آ تو حال معلوم ہوا آواز آئی کہ او حمزہ ہو شہار ہو جا ایک طائر آسمان سے اڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے بکارا کہ یا صاحبقران ہو شہار ہو جے ان اشعار کو سن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہیں یہ کہہ کر اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

دم بند لبون سے ہو عقیق یمنی کا  
ہو پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا  
محتاج نہ تھا روز تو لد کفنی کا  
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا  
محتاج بھی ہو جائے تو دل پر کھیو غنی کا  
گل نام نہ لے اے گے ترے گلبدنی کا  
بیرٹانہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا  
ہو وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا  
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا  
ہو گا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا  
دھوکا ہو وطن میں بھی غریب الوطنی کا  
جوڑا نہیں ناف ہے غزال غنی کا  
موسم تو قریب آنے دو تو بہ شکنی کا  
فرہاد نے کیوں قصد کیا کوہ کنی کا  
ان ترکوں کو بھر شوق ہوا راہ زنی کا۔

ہو مصر میں شہرہ تری شیرین دہنی کا  
تو قصد کر بگا نہ مری دل شکنی کا  
ہوں دولت و خشت سے غنی روز اول سے  
ناراج کیا کشور دل ترک نگہ نے  
جو پاس ہووے ڈالیو تو راہ چنداں  
منصف ہوا اگر دیدہ انسان نے کھے  
تیار نہیں ساعد و بازو ترے قاتل  
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوہ گردون  
یاد آئے جو جگو تب ہجران کے حواری  
قارون کے خزانے کا طلبگار نہیں میں  
سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرین  
بو مشک کی آتی ہو کھلے ہیں ترے جبال  
کھل جائیگا ترہاد پر رندون کا تقدس  
سر بھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے گے  
مژگان تری بھر کرنے لگیں خون دون کا

بادِ دُردندان میں گئی حبان مرئی۔

تقدیر نے کشتہ کیا میرے کی کنی کا

اس طائر نے یہ اشعار سنانے صاحبِ قرآن کے بڑھے صاحبِ قرآن حیران حیران اس طائر کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ بھوت ہو رہے ہیں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے طائر دمِ دم اشعار پڑھتا ہے اس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمر و دیکھ رہا ہے کہ صاحبِ قرآن کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا خاموش ہوئے آسمان سے آواز آئی کہ کیوں اے سب سالار قدرت کیوں خاموش ہوئے خداوند ہفت بیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر سے لے لی صاحبِ قرآن کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہر یار مزاج کیسا ہو میں آپ کو نہایت خاموش پاتا ہوں صاحبِ قرآن نے فرمایا دریا سے حیرت کا جوش ہوا اسمِ اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہوں مقبل یہ کہہ کر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہر یار غضب ہوا کہ آپ کا اسمِ اعظم بند ہوا مقبل یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بے لگامی کرنے لگا بے لگامی کرنے میں غبار اٹھ رہا اس غبار میں مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہر یار غلام کی خبر لیجئے غلام کے قلب میں درد ہی رنگت بھی درد ہی یقین ہو کہ روح نکل جائے ہر اعضا مثل ہیزم خشک جل جائے جلد محو حرز ہیکل دیجئے کہ میں کلیجے سے مس کروں کہ جان بھر سے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اتارنے لگے عمر و نے جو دور سے یہ دیکھا چکار کر آواز دی کہ اے شہر یار اسمِ اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجئے یہ مقبل دُعا دہا نہیں ہوا میر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اتار بلا تکلیف مقبل کے والے کی مقبل نے توبہ کر آواز دی کہ تم کیسا عجائب نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمر و نے جو یہ حال دیکھا کہ اسمِ اعظم صاحبِ قرآن کا بند ہوا چہرہ آداس عالم یاس وہ جو کبکل مقبل تھا سانس سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے زبردست اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کر گیا اسمِ اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبردست یا تو تیر کوہ جا کر زخم مار دیا تھا یا یہ آواز جو کان میں آئی سردار بھی دوڑے ہوئے آئے وزیروں نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زبردست سحر کرنا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

بکار کر آواز دی کہ ای دارا سے ہندو تلو حکم ہو کہ قصر نیلگون میں داخل ہوا اپنے پیچھے مالک کے اپنے ساتھ لیجاؤں عورت نے بٹ کر آواز دی کہ ای مالک جاو قصر نیلگون میں رہنے کا حکم ہو مالک مادیان دریا کر آئے لہذا عورت ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اترے لولا کہ ہندو لہذا عورت کے اسی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر جو بکا بھاٹک کھلا ہوا چنر نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے بکار رہے ہیں کہ ای دارا سے ہندو ای مالک آئے قصر آپ کا مشتاق ہو مالک ولندہ عورت مع کل فوج اس مکان میں داخل ہوے فرامرز عا و مغربی و جمہور آپس میں اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندہ عورت میں کیا میل ہو دونوں جوان ایک ہی قصر میں گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے میں ہنگو تھے کیا کہہ ہو جلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ جلو غدر کیا ہو دونوں جوان اسی طرح پریشل لندہ عورت و مالک باتیں کرتے ہوئے اسی قصر میں داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک دست چپی آپس میں کلام محبت کیے اور کھوڑوں سے کودے اور اسی مکان میں چلے گئے عمر و دور بکار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کہ کل سردار چلے جاتے ہیں کوئی کسی کے روکے نہیں رکھتا تھوڑے عرصے میں سب دست راستی و دست چپی اسی مکان میں داخل ہوے صاحبقران اکیلے حیران حیران دیکھ رہے ہیں کچھ زبان سے نہیں فرماتے جب سب سردار مکان میں داخل ہو چکے تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو بکار رہتے ہوئے حاضر ہوے قریب آکر عرض کی کہ ای شہر یار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہیں ایسے قصر بے نظیر نگاہ سے نہیں گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہو سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہیں صاحبقران ان تاجداروں کے ساتھ چلے ثمر و ہر چند سیفہ چہرہ میں آواز دیتا ہو کہ ای آقاے نامدار سب کہاں جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجداروں کے چلے گئے جب قریب بھاٹک کے پہونچے ایک آندھی جلی صاحبقران نے آنکھیں بند کر لین بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ہاتھ میں تھکڑا بان پانوں میں بیڑیان مسلسل و مطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیوں کو سنبھال کر بشکل اسٹھے اس آواز پر متوجہ ہوئے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل مطوق



زنجیریں ہلا رہے ہیں غل جھارے ہیں ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ اے آقا سے نامدار بڑی خطا  
 گئی کہ اس مکان میں بے سمجھے چلے آئے یہاں آکر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناجار ہوئے  
 کہ اپنے مقام سے ال نہیں کئے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سرداروں کا حال  
 دیکھ کر بہت بیقرار ہوئے مگر اسم اعظم بند دل و درد مند ہاتھ میں تھکڑیاں پاؤں میں جڑیاں  
 سب کو سلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش  
 ہو سب ساتھ کے سردار قید میں صاحبقران نے کہا کہ اے دارلے ہند کچھ خواجہ عمر و کا  
 بھی حال معلوم ہو کہ آنبر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمر و  
 اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہیں ہوئے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع  
 سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے میں ہیں خواجہ عمر و اس معرکے سے نکل کر  
 طرف رستم کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم بلیتن بیان ہوتے ہیں تہذیب رہائی  
 امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ ہر ہر تو اے ساقی گلخوار جو سوچو تو اک بات ہر بات کی مرے دل میں ہر دم یہ جستجو کہ میکش کی پہنائے میں دھوم ہو یہ وصلت قمر کو ہوئی بوجھ تو سب دور رنج و الم ہو گئے نہال متنا ہوا بار و بار کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا خواہش لکھن داستان امیر جلیل کرین جا کے صاحبقران کی مدد	دکھا جگہ باغ سخن کی بہار بس اب آگے وعدہ وفائی کرو یہ ہو مجھ کو حسرت یہی آرزو یہ مجمع غنیمت ہو اے یار من ملے آگے پھر مجھ سے میرا حبیب غم فرقت یار دل سے گیا کہ یہ نخل بے برگ لا یا تر ہر اک نخل سبز ہیشاد اب ہو کہ فرزند آشکا ہو جا کر کفیل کہ ہو قید خانے میں ایسا جلیل	یہ ابرسیہ فیکل برسات کی یہ مشکل ہو مشکلا کشائی کرو کہ اس فصل میں رند محروم ہو بٹھائے جو پہلو میں دلدارین جو سامان وصلت بہم ہو گئے نزد درمے آب و گل سے گیا چمن میں ہو ابلبلوں کا خروش یہ سبزہ چمن میں کہ کمناب ہو لکھن حال خواجہ کا باشد و بجاتے ہیں کفار طویل رحیل
--	--	---

چہرہ قنما حان طلسم عجائب سحر سامری و طوکندہ گان منازل افسون گری اس داستان  
 شگفت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شہر مرصع خیالان فرخندہ پری + رودستان یون وہ کرتے  
 ہیں طوکندہ خواجہ عمرو و ہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام  
 پر آکر خواجہ نے برق سے صلح کی فرمایا کہ اسی برق دیکھا آج ہفت پیکر نے فودا کے سحر کیا  
 سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بند کر کے لے گیا حوزہ ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی  
 بہت دشوار ہو جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہو برق بھی اس بات پر  
 رضامند نہ ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کر دے وہ آکر رہا کر لیں گے اس کے پاس تحفہ جات موجود ہیں وہ  
 تحفہ جات بجائے صلح کے ہیں کہ آئینہ سحر تاثیر نہیں کرتا آپس میں یہ صلح کر کے طرف رستم  
 کے چلے منزلوں کو طوکندہ کے راہ میں صحرا ویران ملے کوئی جنگل آباد ملا برق پتے  
 دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا میں فلان ساحر تھے اس جنگل میں فلان جادوگر تھا انکو مارا تب  
 جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلوں کو طوکندہ ساٹنے لشکر رستم کے  
 پہونچے زمانہ وہ ہو کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگر نیاں ہمراہ ہیں  
 حملال سرکش مقابلہ رستم میں آیا ہوا، کوئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہاں سے پلٹ جائیں  
 رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم بچھے نہ بٹھائیں گے حملال سرکش نے  
 طبل جنگی بجوایا ہی ہو مخاٹے میں داخل ہو سحر تیار کر دیا کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹاؤ گھاہراں  
 ہمراہ یہاں رستم نے عرض کی ہو کہ اسی شہر یا یہ جادوگر بڑا زبردست ہو صبح کو جب سحر کر پگاہم میں  
 سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو زروک سکیگا رستم سرودہ میں  
 آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے  
 سے نکلی جائیں پس رستم کو حملال کے سحر سے نہایت خوف ہی رہا کہ لشکر گر ان ساتھ ہے مگر  
 مسب گہرا رہے ہیں لیکن خواجہ و برق جو ساٹنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی  
 کہ حملال سرکش سحر تیار کر رہا ہو لشکر رستم انتشار میں ہی رہا کہ رستم کے لشکر رستم سے  
 خواجہ نکلے فرمایا کہ اسی برق آج شب کو تم لشکر رستم میں مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات  
 نہ کرنا میں حملال کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہنے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سبک ملدانی نے

جو ساحرون کی یہ باتن سنیں کہ سب ساحر ڈر رہے ہیں رستم سے یہ کہنے لگا کہ غلام فکر حملال  
 میں جاتا ہو خواجہ عمر و کنارہ لشکر حملال پر پہنچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا  
 آتا ہو خواجہ نے آواز دی کہ اے سمک کہاں سے آتے ہو سمک نے جواب دے قبلہ و کعبہ کو دیکھا  
 دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر من رستم کے سحر حملال کا بڑا ہنگامہ ہے  
 ہر ایک کا یہی قول ہو کہ صبح کو حملال قیامین بر بار گیا لہذا میں کچھ خراج کو بھی آپ کو دلوں گا  
 آپ جا کر اگر بن پڑے حملال کو گرفتار کر کے لائیے یا سر اسکا خدمت غلمشاہ میں پہنچائیے  
 خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر پھڑوین جانا ہوں سمک کو منتظر کر کے خواجہ لشکر حملال میں  
 آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے میں ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی  
 قول ہو کہ صبح کو لشکر طلمس کنا سے مقابلہ پڑے گا مناسب یہ ہو کہ سب اس صحرا سے نکل جائیں  
 ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہنچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اٹھ کر بھاگیں خواجہ  
 یہ دریافت کر کے اول لشکر ساحر دربار گاہ حملال پر آئے پوچھا حملال کس کام میں مصروف  
 ہو زبانی خدمتگاران کے معلوم ہوا کہ ہو مخائے میں ہیں یہ دریافت کر کے خواجہ وہاں  
 بیٹے کنارے آ کر تخت نہر جہدی نکالا اسپر سوار ہوئے ایک ساحر جلیل کی شکل بن کر ایک  
 نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ میں لیا تخت اُڑاتے ہوئے چلے یہاں حملال بیٹھا ہو  
 سب اسباب سحر سنگد اگر سامنے رکھا ہو کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے رازدار خداوند منم  
 اسرار بلند پرواز یہ سسٹکے حملال نے سر اٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت  
 اُترتا ہوا زمین پر آتا ہو ایک کاغذ ہاتھ میں لیے ہے حملال اُٹھ کھڑا ہوا سر نامے پر کاغذ کے  
 تھر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ اے اسرار بلند پرواز آئیے میں مشتاق تھا  
 خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے حملال جس چوکی  
 پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُجاک کہ تخت سے اُس چوکی پر آئے کاغذ  
 ہاتھ میں حملال کے دیا حملال نے اُسے بڑھام قوم تھا کہ اے بندہ خاص الخاص قدر  
 کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہو یہ تمکو سحر تیار کیا اس سحر کو  
 صرف کو حملال نے عرض کی کہ میں نے وہ سحر تیار کیا ہو کہ کوئی فرد بشر لشکر طلمس کا بیانی

رہے کہ جبکہ تکلیف نہ پہنچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہوا سکو بھی لے لو  
 حملال نے کہا کہ کیا تیر کو دن عمرو نے کہا کہ ایک انگلیٹھی میں آگ روشن کیجیے تو میں لوہا  
 دیا ہوا قدرت کا حاضر کروں آسمین سے ایک پر نیا پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کرتی حملال  
 نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوہا اپنے پاس سے نکال کر حملال کے ہاتھ میں  
 دیا کہ یہ لوہا آگ میں ڈالیے ایک پر نیا پیدا ہوگی حملال نے وہ لوہا آگ میں ڈالا  
 دھواں نکلا داغ میں حملال کے پہونچا حملال بیہوش ہو کے گرے عمرو نے فوراً زبان میں سوزن  
 دی یستارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوئے چلے جب سر لشکر پر پہونچے لغو کیا

### شعرہ عمرو

عمرو ہون میں عیار صاحبقران زمانے کا مکار و عندار ہون اڑا دون صبا کے بھی میں نہیں کو جہانگیر عالم کا عیار ہون	مرے مکر سے کا پتا ہی جہان مرا جز رفتار ہو گرفت م نہ پائے مری گرد پا پوشش کو شکر والوں نے دیکھا کہ ایک عیار نسرے کرتا ہوا ہمارے	ترا خندہ ریش کفار ہون صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہرقم دوندہ جہان گرد و طرار ہون
---	---	---

افسر کو لیے جاتا ہر سچوں نے آواز دی کہ یار اس عیار مکار کو روکو کہ بچارے افسر کو لیے جاتا، تو  
 عمرو نے فوراً مشرعی حضرت وانیال کی تخت پر آ کر سجدہ کی جو ساحر چھٹیا جسے خطاب پر ہاتھ رکھ کر  
 نیچے پاؤں اور خطاب میں لٹک گیا کئی ہزار جادوگر خطاب میں لٹکے عمرو نے کئی گرے زمیں سے نکالے  
 اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گر گون کے سونے چلنے لگے ہزار جادوگر کالاشہ زمین پر گر کر ستم مقام  
 بر بیٹھے ہیں کہ سمک نے طرح کر خردی کہ قبلہ و بعدہ حملال کو لیے ہوئے آتے ہیں اسکے ملازم روک  
 رہے ہیں خواجہ اڑنے بھڑتے آتے ہیں رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک بسر نے عرض کی  
 کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جاسکے گا جو جائیگا  
 فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تو پکربنہ ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھ کر آواز دی کہ  
 کیوں خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہیں کیے تو انکو چٹا دون یا قتل کروں جو ارشاد ہوا  
 وہ بجالاؤں خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولہ لڑن  
 ساحرون کے مارا سب ساحر چلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعاع آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی رنگ گیا کہ بانوں طناب میں بندھے سر پہنچے اور بانوں اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھ کو میرا کام تمام ہوتا ہے خواجہ نے تخت قریب رستم کے اٹھارہ جو ساحر اس میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے سر کاٹ لیے جاتے تھے وہ بے ہوش ہو گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمر کا تھام لیا حملال کو نیکر بارگاہ میں آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھ خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیوں اے حملال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا حملال نے دیکھا کہ دربار دربار طلسم کشا آ رہے ہیں جو طلسم کشا مقام صدر پر سمجھا رہے ہیں کہ اے حملال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ یہ سالی اختتام طلسم ہفت پیکر ہو جس مناسب ہو کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرٹ صحرا کے گرداب نشان کے جلو اُس صحرا کی بڑی تھریغین نشی ہیں کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہو اسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کر دو لوح کا پتہ لے لوح حاصل کریں اور طلسم ہفت پیکر میں داخل ہو اس فصاحت و بلاغت سے حملال کو سمجھا یا کہ حملال باتیں فرزند صاحبقران کی سنکر بے اختیار روئے لگا اور عرض کی کہ اے شہر یار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہے قلب پر تاثیر ہوئی دیدہ دل روشن ہو گئے اور میں ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہوں کہ ایک شخص شعبہ بازی میں کامل و اکمل سحر سازی میں طاق شہرہ آفاق ہو جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو جلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائیں اے شہر یار ہفت غارا فرا سیاب میں کہ کل ملکوں کے ساحر برائے امتحان آتے ہیں وہاں سے صند پاتے ہیں میں بھی برائے امتحان گیا تھا کل فنون میں میں نے بھی سند پائی اسنے جو مجھ کو کامل و اکمل دیکھا اب ہر کھل کر مجھے کہا کہ اے حملال میرے ساتھ جل جبرادہ مر جہ کروں کہ عالم عالم رنگ کرے مقام براس ہفت پیکر کے آیا مجھ کو ایسا نائب بنایا میں کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور میں رہوں آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دوں میں نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسآج میں بخشی صدق دل سے مطلع اسلام ہوا اب حیران ہوں کہ کون خبر دیگا میں اسکو سیکھوں کہ کس کی خبر تیا تھا اب وہ کار بند ہوتا تھا اب خبر نہ ملے گی یہ کہہ کر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی حملال نے اپنے کور ہا کیا دوڑ کر قدیمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ  
 اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب میں نے پائی دولت کو نین ہاتھ آئی علمشا  
 سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہیں اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو  
 تھخہ جات جسم اطر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزیں تین جگہ منتشر ہو جاتیں اپنا اپنا رنگ  
 دکھاتیں سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمر و ایسے وقت پر پہنچے اور میں  
 ان کرشموں سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجھ کو خبر ہو جاتی کہ وقت برآ کے عیار ساحر کو گرفتار  
 کر لیتے ہیں تو میں ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہیں گرفتار ہوتے مگر اس امر کو  
 بالکل نہ جانتا تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوئے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی  
 میں گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حاکم و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی  
 کہ اُس نے مجھ کو آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہیں اگر ایسے دھوکے  
 نہ پڑیں گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہو  
 اس راز سے کون ماہر ہو حملال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھا یا کیا اور مطیع ہوا رستم نے  
 خواجہ سے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو حملال  
 کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہاں ہیں عمر و بہت رو یا اور کہا کہ اے نور نظر صاحبقران  
 نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقاموں پر غیر ساحر کا گدہ رہیں ہو سکتا لیکن خلعت انقلاب  
 دکھایا کہ صاحبقران مع سرداروں کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہیں یہ حال دیکھ کر وہاں سے  
 اس خیال میں تھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں  
 صاحبقران ہیں حملال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ اے  
 شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُس نے خود تصور  
 سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہیں انکی پیر  
 کیا ہو تو عجب نہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں تو صاحبقران مع جملہ سرداروں کے رہائی  
 پائیں اب میں طلسم کشا کو تا پھر اسے گرداب نشان پہنچاؤں گا گرداب سے مقابلے  
 پڑیں گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہیں اُس



مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہو کوئی ادھر سے گذر نہیں سکتا کیا محال ہر وقت گرداب جادو اور دھڑا سکی گشت میں رہتی ہو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین اسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کر کے لیجاتی ہو پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اسنے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اسی وقت قتل کا حکم دیتی ہو اور شوہر اسکا مولج سمندیر بلاے روزگار ہو ان سب سے مقابلے پڑیں گے اپنے اپنے زور دکھائیں گے غلام آپ کا سب کچھ کر لیا اب حضور کو چکرین حملال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا انفسر کیا سمک سے کہا کہ لشکر میں بچار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائیں گے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا حملال سب کیفیتیں بیان کیا گیا صحرا سے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوئے مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے حملال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بعد شوکت چل نکلے ہی خیال ہو کہ اپنے کو یہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائیں قبلہ و کعبہ کو چھڑائیں لیکن خواجہ عمر و نے جو حملال سے یہ سن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر انکی قید میں صاحبقران ہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں یا مطیع ہوں تو صاحبقران رہائی پائیں جب لشکر رستم روانہ ہو چکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب ابینی ابینی ڈھلی اپنا راک اب سیرا ساتھ چھوڑیے میں بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہوں یہ کہہ کر برق کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہیں کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ میں حاضر ہونا اکثر زبرجدی گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث کہ بعض مراد مند محروم ملتے ہیں ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مراد مند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم ملتے ہیں یقین ہو کہ اپنے مقام پر جا کر طعن و تشنیع کریں کہ کیا قدرت عاجز ہیں ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ او زبرجدی شاہ ہر چند تیرے ہاتھ سے سب کو گرفتار کر لیا لیکن قدرت کو چین نہیں ہو جس وقت سے طلسم کشائے

تینوں تختے ہائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام  
 نہیں ہو کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو ہزار درود ہو کہ ایسا ہو جس طرح اشیائے تختہ جات  
 نے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ جائیں یہ سحر نہ ہر چند خاموش ہو یا خواجہ کلیم  
 اور جس پہلو سے کہ وہ میں کھڑے تھے یہ سب باتیں نہیں خیال میں گذر دن کا تو حال معلوم  
 ہوا کہ یہ تصویر میں موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھوں پہلو سے کہ وہ میں ایک نخل سبز  
 و شاداب تھا خواجہ امیر جوطہ کر گلیم اوڑھے ہوئے بیٹھے جب دو پہر رات گزری آسمان پر  
 برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگر کی تخت پر سوار آکر بیوی قریب  
 تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحب قرآن بدر طلسم کشا مع سرداروں کے میرے پاس  
 قید ہیں کیا حکم ہوتا ہے دیر تک پکارا کیا یوں عرض نہ دراز ایک عتاب بلند پرواز آٹا ہوا آیا  
 اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہیں کہ وہ عتاب سر قصبہ  
 سنگی پر بیٹھا نائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیوں گھبراتے ہو اب قدرت  
 نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر آنکو تکلیف پہنچا کہ تڑپ تڑپ کے  
 اپنی جان دین چند کینزین ان دونوں کے ساتھ تھیں وہ بہار پر ٹپٹنے لگیں ایک کینز کو عمرو  
 نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹپٹنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتیں کر کے بے تخت بر سوا  
 ہوئے پہلے عمرو ہی کو بکارا کہ اری گل ہمارے خواجہ نے جواب دیا ایک کینز نے ہاتھ  
 سخام کر کہا کہ اری گل ہمارے خواجہ شمشاد بکارتے ہیں تو جواب نہیں دینی عمرو سمجھا کہ گل ہمارے  
 میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کینزین سمٹ کر آئیں اور تخت پر سوار ہوئے  
 تخت اٹھایا راہ میں زن و شوہر کا آئیں میں کلام ہو کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحب قرآن  
 اور کے سپرد کرین گے مگر ہمیں سے ارشاد ہوا کہ آنکو قید میں رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے  
 مقام پر نہیں ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن حملال سرکش انکا شریک ہو گیا اور  
 ہی اگر وہ نشان تباہی تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ خواجہ نے دور سے دیکھا  
 دیرانے میں ایک بلوغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ میں اتر کے کینزین  
 چوڑے پر بلوغ کے فرش کرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں فرش وغیرہ تیار ہو ارن و شوہر

آکے مسند پر بیٹھے بکا کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمر و آگے بڑھ کر بیٹھے  
اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

نشال آئندہ آئندہ آئندہ روخو دھبی حیران تھا  
برنگ برے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پہنچا  
نقطہ سوا سے مجھ سے جنون دست و گریبان تھا  
نشال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا  
کبھی پرستے تھے اس کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا  
وہ لیل ہون کہ فرش خواب جگا گل کا دامان تھا  
دگر مصحف روتیرا کس کا فر کا ایساں تھا  
اگر محنون تھا اب رخوان تو مجھ کو حفظ قرآن تھا  
پرستے محنون کے جنگل سے بھی کوسوں بیابان تھا  
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا نور شد تابان تھا  
نشال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہمان تھا  
نیستان بوریا تھا میرا میں شیر نیستان تھا

مقابل اُرسی میں عکس جو اسکا نمایاں تھا  
صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جو یا تھا  
تعلق جیب سے دامن کا تھا سنبھو چھوڑا  
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان تھا  
اُڑا یا دھجیان کر کے لگا جو ہاتھ وحشت میں  
نہ لوٹوں کس طرح کانٹوں پہ دوری میں کستان تھا  
مرے باعث سے ہر عالم میں شہر تیری صورت کا  
دستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہو  
درا دیوانہ جس وادی میں تھا او غیرت لیلی  
جلا یا تھا مجھے کس ہروش کے سوز و فرت  
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح میری  
دھچھوٹا فقر میں بھی بیشیہ مردانگی ای رنما

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا او گل بہار آج تو تو نے وہ کہاں کھلا  
کدل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہو بڑے بڑے کال جمع رہتے ہیں  
اور یہ اُسے سیکھتی ہو قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمہارے پاس قید ہو قوف ہو کہ عمر و آجائے  
مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہو کہ کوئی غیر آ کے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف ہو  
میرادل دھڑکتا ہو ہر جہد کہ میں ایسے وقت پر برائے ملاقات قدرت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا  
اگر گل بہار پر مجھ کو شک ہوتا ہو عمر و کے تو ہوش اُٹھ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا  
کروں کیونکہ مطلب لکلیگا لیکن اب حال برقی کا تحریر کیا جاتا ہو کہ برقی فرنگی عقب میں  
خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخر  
پہنے ہوئے بیٹھا ہو ملازموں کو بکار رہا ہو کہ یار و جلد آؤ میں قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤ گا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک جباہ سالار  
خادم بیہوش ہوا اسکی شکل بنکر حاضر کرتا ہوا سامنے اس تاجدار کے آیا اسنے کہا تخت لاؤ  
ملازم ایک تخت اٹھا کر لائے وہ جادوگر اس تخت پر سوار ہوا برق اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا  
میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہاں قیام و مقیم جلسہ من بیٹھے ہیں خوب  
ہرچند کہتی ہو کہ شراب کا جر چاکر و قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہیں رہ رہ کے دل  
دھڑکتا ہو نہیں معلوم خداوند ہفت بیکر کو کیا منظور ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی۔  
مقیم نے کہا کہ صاحب سالار کوہ کن آتے ہیں تمہارے بھائی مین اکثر تنہائی میں مجھے کلام  
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجائے  
باپ کے ہو یہ کیسی باتیں کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج میں مضحکہ ہو تیر کیا نگاہ دالیں گے  
میں شکایت کرونگا کہ بھر کبھی تسے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ بہت رنج اٹھائینگے مقیم نے کہا کہ  
صاحب سہولیت میں کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم ابھی اپنی  
جان کا خیال رکھتے ہیں آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہیں اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا  
کیا ضرور ہو یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اترا قیام برائے استقبال اٹھا  
مقیم نے بھی جھٹک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریا ہے جو اہر میں غوطہ زن  
مازنین پر فن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کما سالار پس گیا ٹھنڈھی سانپیں کھینچنے لگا ہاتھ  
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار بہوت  
ہو رہا ہو اشاروں کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ اے جان جہان دای آرام دل  
مشہقان تمہارے ہی واسطے تو میں اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا  
ہوتا ہو کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمہارے قصر کے آتا ہو اے سالار  
ہو شیار رہنا حصار بھی مین نے نہیں کیا ہو تمہارے اشتیاق میں چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب  
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہو اسوقت  
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہوں  
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتاؤں گے رنج و ملال اٹھائیں گے دونوں نے اشارہ کیا

جو باتیں کین قیام نے زوج کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتیں کرنے لگے مگر مجھے بہت ناگوار ہوتا ہو ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ مار دوں کہ سر بٹھار اور انکا اڑ جائے اب کین اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگوں کا نام بدنام کرے گی اور کین بھائی صاحب آپ ہماری زوج پر نگاہ بددالتے ہیں ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی میں نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب میں نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہیں مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کیں دل کا نب رہا ہو آنکھوں میں آنسو بھر رہے ہیں راتیں تڑپ تڑپ کے گئیں لاکھ فبیط کرتا ہوں دل نہیں مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہو گئی

رہ گیا ابکے برس بھی مجھے سودا ہو کر پھر وہی قطرے کا قطر ارہ رہا ہو کر رہ گیا عالم بالائے وبال ہو کر سر کر و معرکہ عشق کو تنہا ہو کر جو م لے اسکے قدم نقش کف پا ہو کر منہ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر چور بید اکیانا سوئے اچھا ہو کر نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو تار مومے کمر بارے حلفتا ہو کر اسکو بدنام نہیں کرنے کا رسوا ہو کر کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر بیشتر مرگ سے رہا ونگا مردہ ہو کر بیٹھ رہے کین رہسبان کلیسا ہو کر

پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر مرتبہ بے ہوا اشک کا اعلا ہو کر آہ نکلی جو سوعرش معلما ہو کر مرد میدان و فنا ہو تو نہ چاہو امداد خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے جلوہ فرما سر محفل ہو تکلیف نہ کرو چشم بہنے لگی جب داغ جگر کھلے آنا منہ بنا لیتے ہو جب سفتے ہو ذکر عاشق نافر معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا باس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹو گناہناک ان ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا ٹھوکر بن کھلے ہو کیونکہ میں جا جا کر تیرے

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش میں آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتیں کہنے لگے بس اب جلیئے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج میں مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو میں نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرا گیا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہیں بڑا فس  
یہ ہو کہ مجھ سے رتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گزیرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہیں  
مازمین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو میں انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے  
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہیں آپ بھی جواب سخت دیکھتے ہو  
برقیہ کیجیے برق نے ہوسکا یا سالار نے نوراً بھاج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیوں اوطنالم  
بیچ و خم نے جیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا میں لاکھ جاہتا ہوں  
کہ صبر کروں دل پر جبر کروں نہیں ہو سکتا لہذا اب میں تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھو  
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہیں اگر بولیں گے تو پریشان ہونگے یہ کہ کے ملازموں سے کہا کہ اس  
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ میں لیجاؤ وہاں جلسہ آراستہ ہو دیکھو بھائی صاحب  
کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مزاج میں اختلاف ہو مقدمہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہ کے طرف تخت  
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا جا ہا تخت پر بیٹھ جاؤں قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے  
گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا کیزین بان بان کر کے الگ ہو گئیں کہ دونوں ساحر زبردست  
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہیں اسی سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت  
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہیں کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ بانیادی  
اور عورت سالار سے رضی معلوم ہوتی ہو چاہتی ہو کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلا جائے شوہر  
کے سحر و کئی ہو کئی مرتبہ تیرا سے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او  
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہو تجکو کیا زندہ جانے دوں گا میں تیری باتیں سمجھتا ہوں میرے  
بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لوں گا زندہ نہیں جانے دوں گا سالار جھومتا ہوا آگے  
بڑھا آواز دی کہ اوجھیا کیوں اس قدر عورت کو ڈراتا ہو اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہو جو اسکا جی  
چاہا اُس نے کیا خبر دار اسکو ڈرا نہیں یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار میں  
چلنے لگی دونوں اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہیں حتر برق فرنگی و مہم سالار کو  
اُبھارنا ہو اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہیں سالار کا سر کاٹ لیجیے آپ کے  
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا چھوٹی سے گولہ کاٹ لیا



مقیم نے کمان سینک کی جھوٹی سے نکالی سینک کا تیر مچر کمان میں بیعت کیا کہا کہ ارے دیکھ آسمان سے آگ برسا جاتی ہے جو قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیرا کہہ سیتے پر بڑا توڑ کر پشت کو پار گزارا قیام کا ایشہ جو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور بکار نے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی بیکار لے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں بلا لیا حملت ددی یہ نگوڑے حق نے کیا تقدیر کی کہ روج بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اسکے بدلے تھیں وہاں حورین ملیں گی ہم کہاں جائیں اپنی مصیبت کس سے سنا میں سالار نے کہا کلاو گل بہار تو اس قدر کیوں بقرار ہوتی ہو جان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا کہ اے سالار میں انکے گھر کی مالک تھی روج کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون ہو روز و منزلت کر گیا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جاہ و خاں تیرے سپرد کر دینگا تجھے اختیار ہو برق نے ہوا و زمین جانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی بی گل بہار اپنا حال ابتر نہ کرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کریں گے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ اوپر سے پاتے ہیں مزے اڑاتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہو نشے باز جوان جس وقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتیں کر کے سارا گھر لٹکے سپرد کر دیتے ہیں تم تو نوجوان و فضاوار ہو دو دن میں اپنا رنگ جمالینا گل بہار نے کہا داد بھینا ایسی باتیں نہ کرو میں کیا اپنی بی بی پر سوتا پادو نگ کی یہ مرے دالے اکثر اتوں کو آٹھ کر میری پائنتی آبیٹھے تھے ہزار طرح کی منتیں و خوشامدیں کرتے تھے میں نے کہدیا کہ صاحب یہ بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھو نگلی آئندہ نہیں اختیار ہو اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کریں گے ورنہ اختیار ہو سالار نے آکر ہاتھ استحام لیا کہا بی بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہوئے عورت کے لیے جا ہی میں نے ہر چیز سمجھا یا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بہانہ کے آئی تھی اور گونگھٹ میں تھی جب سے میرے پاس آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کر دینگا یہ کہہ کر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا ایک کے برقی بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا کلا بادیوا اور بکار کر کہا کہ بی بی گل بہار آؤ گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو میں اپنی گھڑی بقی تو لے لوں یہ کہہ کر گھڑی لے

خواجہ گھسنے لگے جہاں جہاں دیکھا اٹھا کر نذر زینل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ  
 رہے ہیں یہ بھی تخت سے کود کر پہنچا خواجہ تے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ سے  
 کی گٹھریاں بقیان جا بجا رکھی ہیں میں سمجھ کر اٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت غلام  
 پہنچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ بھی کمد ونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے  
 حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کلمہ کرو غلام نے کیا کارناما بیان کیا خواجہ نے کہا بس  
 چپ رہو ورنہ میں سالار سے کمد ونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نرا دین ایسا نہو  
 کہ کمدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مٹ قبضے میں کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوئے  
 برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد جنس نہ تھا کچھ چھڑے گڈے تھے میں نے زینل میں ڈال لیے  
 بچوں کے نہا لے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اڑا یا راہ میں  
 برق رنگ جمانا ہوا کہتا ہوا کہ حضور صل کر باغ میں جلسہ جائیں فوب ہم بھی گائیں گے دو بام  
 چلے آپ دونوں کو فوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے راہ میں  
 پوچھا کہ صاحب قرآن کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حمزہ ہیکل کسان  
 رکھی ہو مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہو ہر وقت جھولی میں رکھتی ہوں رات  
 کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہوں راہ میں باغ ہو کہ آئین کبقال رنگی رہتا ہو وہی مقبل کی  
 شکل بن کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہو کبقال رنگی کو  
 بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلائے کی کوئی وجہ نہیں اور بن پڑ گیا تو بلواؤ نگا کبقال  
 اپنے باغ میں معشوقہ کو لیے بیٹھا ہو شراب پی رہا ہو سر اٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا ہو  
 اٹھ کھڑا ہوا پکار کر آؤ اذی کہ او افسر کہاں جلتے ہو چند ساعت یہاں ٹھہرو ایک جام شراب  
 بی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہو جلسہ بھی عمدہ ہو آج اسی مقام پر ٹھہریے  
 کبقال نے آکر باغ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل میں لایا سالار کو مقام صدر پر  
 بٹھا یا روجہ قیام کو دیکھ کر پوچھا کہ حضور یہ آپ کے ساتھ کیونکر آئیں سالار نے کہا کہ میں بت  
 سے اس پر عاشق تھا آج مجھے صبر نہ ہو سکا میں نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ  
 سے ارا گیا شوہر کو مار کر زخم کولا باہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو والے کرتا بگڑا آخر کوہ را گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت میں  
 حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی  
 بشکل مقبل پہونچے جا کر حرز ہیکل مانگ لی بلوغ سے نکلن موقوف کیا باغ ہون میں آٹھ پہر  
 رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلیں عیار کسی مقام پر گھیریں مقیم ہے کہا کہ اے کبقال اُس مریوٹے  
 نے شہیتہ اسم اعظم میرے پاس اسوا سٹے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا ہیں میں باغ  
 سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے  
 افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے انکے برابر اس جوالی میں کون جادوگر ہے  
 سب نے انکو یہ افسری قبول کیا ہر انکی سب حفاظت کرتے ہیں تنہا خوب کیا کہ انکے ساتھ  
 جلی آئین سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں محال ہو کہ وہ ہم تک نہ پہونچے  
 ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کینزون کو آواز دی کہ اے  
 شراب لاؤ ہم ق اٹھ کر دوڑا میخانے میں گھس گیا شراب کو الٹ لیٹ کر کے لانے لگا کتا جاتا  
 ہو کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کریں گے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ میں آکر بیٹھی غزل  
 کی کہ کینز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہیں گانے میں بھی دخل ہو کہا حضو  
 گانا تو بڑی چیز ہو دل بہلا دوں گی سازندہ دن نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے  
 آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے  
 کشتی خدا جو چاہے تو بے نا خدا چلے  
 اب باغ سے کہ حرمے گلگون تھا چلے  
 بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے  
 بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے  
 چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے  
 دکھلاؤ لگا تاشہ اگر دست و پا چلے  
 تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے  
 طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے  
 سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے  
 وحشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سُر  
 واقعہ ہوے نہ اہل جان کے طریق سے  
 جاتے ہیں اب وہاں کہ جان سے نہ آئیں  
 تڑپو نگا خون میں کاٹو نگا اپنے گلے کو پار  
 ان ٹھنڈھی گرمیوں سے میں جلتا ہوں پکار

آباد رکھے حق تجھے اری بادشاہ حسن	ق	عاشق ترے فقیر ترے بیوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سنے کوئی		در سے ترے چلے چلے ابو بوفہ چلے
موہو گئے سفیر سیہ کاریوں میں رند		کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گاکے خواجہ نے کہا کہ میں ہی سائی گری بھی کروں برق نے کہا کہ یہ کام میں خوب کرتا ہوں دو دن میں آپس میں تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھ بیان ہاتھ سے اتار بن ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خد شکار کے کہا کہ یہ اٹھا لاؤ ناچا دو دن جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہنچی رنگ دروغن دو دن کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چلا کہ سالار پر جا پڑوں سالار نے ایک دو ہتھ پڑا خواجہ و برق مجھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ اؤ کبقال جب راہ میں عمر و نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص عقل اُسے سب حال کہہ دیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے میں پہنچا شراب لا کر آکر ستر کرنے لگا حجام اسپر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہنچا قدرت نے انکی قضایرے ہاتھ سے مقرر کی ہو اؤ کبقال میدان فونی کی تیاری کر و کبقال نے کہا کہ میں خود جلاو صاحب بیدار ہوں اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کروں ذرا مجھ کو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لیں خلق نہیں کیا مقیم نے کہا کہ کیوں صاحب یہ دونوں کیونکر ہم تک پہنچنے میں ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہیں کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خد مسکار بنکر ہم تک پہنچا یہ عیار ان لشکر اسلام ہیں ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہنچ جاتے ہیں مگر آج انکی قضاو سنگیر ہو کس طرح آکر دونوں پھنسے پڑے بڑے ساحر دن کو ان دونوں نے مارا آج خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمر و مار ڈالا جائے تو طلسم کشا بھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہنچے راستے میں صاف کرتے ہیں لشکر طلسم کشا یہاں سے دو منزل پہنچے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد ان ہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میر میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا دیدہ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہیں کہ میں نے بھائی کو مارا انھیں ظالموں کے آئے

یہ سارے فتور ہوئے اسی کبقال جلد میدان غنی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشتہ  
 باغ سے چند زنگی سیاہ روئیرہ درون ابروون پر بل پڑے ہوئے خنجر ہائے بوہنہ ہاتھ میں  
 آکر بکارے کہ افسر کیا حکم دیتا ہے کبقال نے کہا کہ ان دونوں عیاروں کو قتل کرو گوشت  
 بھی انکا تھکین کھاؤ وہ زنگی آج چھلنے لگے بکار تے تھے کہ یا خداوند ہفت بیکر تو نے آج کیا  
 نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہے مسلمانوں کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھوں نے ہزاروں جادوگران  
 کو مارا انکا گوشت ہسکولے یہ تیری رحمت و قدرت ہے ان زنگیوں نے عمر و برق کو کھینچا خنجر  
 لیے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں ہر ایک ہی چاہتا ہے کہ میں قتل کر دوں دوسرا کہتا ہے کہ سینہ کا  
 گوشت میں لوٹا ایک کا قول ہے کہ کھلے پائے میں لوٹا حصے تقسیم کر رہے ہیں خواجہ دبرق انکی  
 آمادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہیں کہ ان ظالموں کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہیں  
 گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہیں بیقرار ہو کر خواجہ دوسرے لگے پروردگار کی درگاہ میں دعا کرنے  
 تھے کہ اے خالق لیل و نہار وای پروردگار ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے لفظ

پہلے کنائش باب امید نا امید یہ تیغ نیز محبت ہر آنکہ گشت خمید گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند خداست مالک و حاکم ہر آسمان زمین خداست کار برادر مراد اہل مراد خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر زکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد بشا ہر اہ طریق نہاد پاسا لک بچہ خالق اکبر عجیب تر دیوان	بدست فاتح ابوابہ زرق بہت کلید جو خنجر گشت درین دہر زندہ جادید امید و ارغنایش ہمہ شقی سعید خداست حاضر و ناظر ہر قریب و بعید خداست حامل امید صاحب امید خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید عیان ز مطلع دل نذر کبریا گردید برہنہائی باطن جو راہ رست بدید نوشت ہستدی اہل سخن لطیف دید
---	---

خواجہ دبرق تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگ رہے ہیں سات آٹھ زنگیان آد مخا خنجر ہائے بوہنہ  
 ہاتھ میں اشارے کے امیدوار ہیں کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائیں مگر لشکر رستم  
 منزلوں کو طوق کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم میں آکر اتر بارگاہ میں جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا حملال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ دمبدم مجھے قیام و مقیم کا حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر میں گئے ہیں ایک نکتہ خواجہ سے میں کننا بھول گیا کہ قتال زنگی جہیز پیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو گئے ہوں سبک اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ میں اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش میں جاتا ہوں بروردگار نے جابا تو ڈھونڈھ کر لانا ہوں میرا دل جکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھوں نے کی مگر کسی بلا میں پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہیں وہ دھوکا نہ کھائیں گے کوئی بات بھی عیاری کی کی اور اُنھوں نے ہیچانا لہذا علام جا کر تلاش کر گیا یہ کہہ کر خاموش ہو رہا لیکن حملال ایک عتاب پر سوار ہوا تلاش میں خواجہ کی جلاہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاہاد مخوار خنجر کھینچے ہوئے سر پر کھڑے ہیں خواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کی قتال زنگی کے دیکھ رہے ہیں کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاہاد چاہتے ہیں کہ سرکاٹیں اور گوشت اٹکا کھائیں کہ حملال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہیں جھولی سے پیکر نکالا جلاہادوں پر مارا کہ سانوں کے سر اڑ گئے حملال زمین پر آیا کی قتال کو لٹکارا کہ اوجھیا تو اس لائق ہوا کہ جانتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہہ کر جھولی سے گولہ نکالا کی قتال نے پہلے ہی جھولی پر پڑھ ڈالا تھا گولہ نکال کر حملال پر مارا حملال نے گولہ کی قتال کا روک لیا وہی گولہ لیکر کی قتال پر پھینچ مارا کی قتال کے سر پر پڑا کی قتال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے کی قتال کے مرے ہی سالار اپنے مقام سے اٹھا لٹکار کر آواز دی کہ او حملال تو نے غضب کیا کہ کی قتال کو مارا اب کہاں جا بیگا یہ کہ کے ایک طرف سے یہ اٹھا اور ایک طرف سے مقیم اٹھی دونوں نے حملال پر سحر کی بوچھاڑ کر دی حملال درخ کرتے کہنے سے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ دھر ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اڑ گیا سالار نے ایک چنچ ماری کہ او حملال غضب کیا اُس مشوقہ کو مارا کہ جبکے واسطے میں نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہہ کر تلوار کھینچی جھومتا ہوا حملال پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے حملال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلواریں اور خنجر حملال پر گرتے ہیں حملال اُن تلواروں اور خنجر کو توڑ دیا ہو جب خنجر توڑے تلواروں کے پھل شکست کیے غصے میں آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہو



خبردار خبردار کمر ہاتھ تلوار کا سالار بر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برقی شمشیر  
جو گری سپر کو کاٹا سر بر آئی تلج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر سر پر تلوار گری سر اسر سر کو کاٹا تا بہ  
جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں تمام بلغ لوٹ لیا اور  
کوٹھڑیوں میں گھس گئے مجال نکال کر ارا مال کھینچا اور نذر زبیل کیا جیت پردے تک  
کاٹ لیے حملال نے جب ان سب کے قتل سے غفلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کوٹھ  
پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بقیار ہین بیان تک کہ غلام کو بچھا  
لیکن شکر ہو کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عہدوں  
کہا کہ امی حملال تجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچا نیوالا آتا ہو گا میقم کی جھوٹی  
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حوزہ ہیکل پاس سے کب قال کے کی یہاں کو شیشہ  
ٹوٹا وہاں امیر اس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیریں ہمارے  
ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے حقائق  
ہوٹیا رہوئے ہوٹیا رہوئے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر  
امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے کھلے دروازے پر  
صلصال جادو نگہبان تھا اسے صاحبقران کو لٹکا رہا تھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار  
جھین لی اسی تلوار سے اس سیاہ رو کو مارا مار کر اسے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اسکے نوکر  
مالک کے مرنے کی آواز شکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ  
شیران و شنت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہاں عمر و نے حملال سے کہا کہ یقین ہو میں نے  
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہاں صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہو گا میں یہ حوزہ ہیکل صاحبقران  
کو پہونچاؤں ایسا نہ کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کر لے تو امیر پریشان ہونے لگا  
بر سحر تاثیر نہیں کرتا حملال نے کہا کہ میں پہونچا دوں گا حوزہ ہیکل مجھے دیکھے یقین ہو کہ اڑائی  
پڑی ہونا بہ کوہ زبردستی خبر پہونچگی یہ کمر حوزہ ہیکل خواجہ سے لی پر پرواز پیدا کر کے جلا اوت  
پر پہونچا کہ زبردستی خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندان خانہ بر لڑ  
رہے ہیں زبردستی کوہ کے جلا بالا سے کوہ یا تصویر سنگی کے سامنے غل مجھانے لگا کہ یا خداوند

نہیں معلوم کیا باعث ہوا حمزہ میں یہ طاقت کہاں سے آئی میں نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز  
آئی کہ امی بندہ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا انتقال و سالار وغیرہ سب مارے گئے قیام و مقیم  
سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے میں آئی سالار کی ذات سے  
سارے فساد برپا ہوئے ہلال وقت پر پہنچا اسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہوں  
کہ ہلال سرکش حرز سیکل لیکر آتا ہے اگر ہوئے تو بڑھ کر اسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے  
ہلال سرکش ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا فرار پایا اب وہ  
آبادہ حرب و پیکار ہو یقین ہو کہ ساتھ طلسم کشا کے تا یہ صحرائے گرداب نشان جائے دیون  
اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہے یہ شکر زبرد آکر سوار ہوا میں لاکھ  
فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار ہلال میں ٹھہرا دیکھا کہ ہلال ایک عقاب پر  
سوار ظاہر ہوا زبرد نے آواز دی کہ او ہلال کہاں جاتا ہے قدرت تجھکو طلب کرتے ہیں  
ہلال نے جواب دیا کہ میں تو اس چھوٹے پر لعنت کرتا ہوں مکاری کر کے خداوند بن بیٹھا  
میں اب اسکے پاس نہ جاؤ نگار زبرد نے آواز دی کہ ہاں یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے  
تین لاکھ جادو گروں نے سحر کیا ہلال زمین پر آیا عقاب راؤن کے نیچے سے نکل گیا  
ہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ قیس ہزار جادوگر پر باندھے سامنے کھڑے  
تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پر پیکر میرے پہلو میں کھڑی ہے معشوقہ کے جمال  
بیشال کو دیکھ کر بلبلائے اشعار عاشقان بڑھنے لگے بے نظم

<p>مجھکو فقیر تجھکو تو نگر بنا دیا دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا سو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا جھکی اٹھائی خاک کی اور زرینا دیا مجھ زار نے ہمارا کو کبوتر بنا دیا نا طاقنی نے جسم کو مسطر بنا دیا سودا یون کو اپنے یہ زیور بنا دیا</p>	<p>جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا خاق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق غافل مقام رشک نہیں جاسے شکر صاحب کمال رکھتے ہیں کسیر کا فوہ اجرت پر استخوان کی گیا لیکے خط شوق ساری رگین ہوئی ہیں ترن زار پر نمود گردن میں طوق بانوں میں زنجیر ڈالی زند</p>
--	---

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے حملال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ اے حملال سرکش ہم تابعدار ہیں جو حکم ہو بجالائیں حملال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صفت باندھے کھڑی ہو ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرد کو بھگا دو یہ شکر وہ تیس ہزار جوان سپاہ سحر ہاتھ میں لیکر فوج زبرد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان حرکت کر کے دو تین چلے جو یکے فوج زبرد میں تھلک پڑا سب بھاگنے لگے حملال نے بھرا ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوئے ان تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے ہلائی میں مصروف ہوئے حملال جب گولہ مارتا تو ہزار دو ہزار کے قلب اٹھتے ہیں انکے ساتھ شریک ہوتے ہیں حملال لڑتا بھڑتا طرف زبرد کے جاتا تو کچا ایک زمین تھرائی لغزہ پیر کی آواز آئی۔ لغزہ صاحبقران

منم صاحب چتر و تیغ و علم ز تنیم گریزندہ نوشیروان چو در باختر جنگ شد آشکار جزائر پر از عدل و انصاف شد سمند و نید بخت گشتہ شکار	امیر عرب حمزہ ذی شمس جو رستم بسجانبے گزیدار شہ بر سرم فتح و نصرت نثار ز دم دیو عفریت سد ارم صاف شد از چنگ بیدین فیض نثار	منم قاتل کافران جہان پذیرفت گنجاب ملعون فرار گذر چون بجلان کہ قات شد بلرزہ فتادند دیوان قات در اینجا چو جاہ و ادب یافت
---	--	--

سلیمان ثانی لقب یافت  
ایک طرف سے سرداران نامی دیہلو نامان گرامی لغزہ کے گئے لڑنے لگے اب جو حملال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا براسے سلام اقدس کیا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ او شخص تو کون ہو عرض کی کہ آپ کے فرزند کا غلام اور حمزہ میکیل نکال کر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اسی قصر میں سرنگار رہا تھا لغزہ امیر کی داد جو کان میں پہونچی سیسے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف زبرد کے چلے زبرد نے فوج کو اشارہ کیا حملال رکاب تھلے ہوئے ساتھ ہو جب گولہ مارتا تو ہزار دو ہزار کے قلب اٹھنے لگے اور فوج زبرد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب زبرد کے پہونچے حملال نے فوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرد برس پڑا تلوار میں برائیں شعلہ آتش گر گئے مگر امیر پر تاثر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حمزہ میکیل گلے میں جو سحر

فریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھا دے سے ہاتھ نکال کر تبتہ عقب کا ہاتھ مارا  
 زبرد نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سر سر کو کاٹا زمین کو آ کر  
 تلوار نے بوسہ دیا زبرد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر میں دریر کوہ و  
 بالاسے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہ باسے اتر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گر تھے آوازیں بیتناک  
 آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی حملال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا ہے بچھ  
 میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ قبضہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحرا ہے سبزہ زار میں امیر نے اپنے کو  
 پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر دعا فیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استاد ہی ایک سمت بارگاہ  
 ہشامی خیمے بارگاہ میں استاد بن لشکر آراستہ دیر استہ امیر نے سجدہ شکستہ پروردگار کیا  
 اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرائے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران  
 تو اس مقام پر اترے مگر حملال سرکش نے جو اپنے کو صحرا میں پایا سمجھ گیا کہ یہ صحرا خاص  
 ہفت پیکر کا تھا کہ اُسے مجھو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہو کہ صاحبقران برآرام ہوں  
 یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار حملال میں تھے حملال جو ایک صحرا میں  
 پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں حملال دیکھا کہ جب خواجہ نے اُس  
 مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب حملال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے  
 آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلے خواجہ و حملال و برق پاس  
 رستم کے جانے ہیں راہ میں ایک چشمے پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے حملال بانی  
 بی لین تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا جھاگل سے پانی بھرا ایک نننگ نے  
 چشمے سے سر نکالا وہ نننگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے جھاگل پھینک ماری نننگ نے  
 جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں بچاند بڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر ہو خواجہ  
 عمر و حملال جب تک دوڑیں نننگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے حملال برق  
 کوئی نے کیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا حملال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو کھنکھ  
 ہنسا بچار کر آواز دی کہ اے نننگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تم کو کیا سوچھی یہ نہ جانتے تھے کہ  
 حملال سرکش ساتھ ہو کئی آوازیں دین کچھ صدا نہ آئی آخر حملال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دناتا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی میں غرق ہو واجب تو حملال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہو خنجر پر اسم سحر پڑھ کر چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی میں چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہوا اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب میں پانی پینے لگا میں نے ایک ساحر کو دیکھا اُس نے میری گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چلی اور یہ خنجر اُسکے سر پر پڑا سر کٹ کر گرا میں بیہوش ہو گیا عمر و نے حملال کی بڑی تعریفیں کیں جب نہنگ غوطہ زن مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرانام من نہنگ غوطہ زن بود اب حملال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ میں بیرون بازگرا کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و حملال و برق آتے ہیں مگر حملال دریا سے خون میں نہایا ہوا خواجہ بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر حملال کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا حال پوچھا حملال نے کہا کہ اسی شہر یار اگر میں تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان سحران کو مارا جنکے پاس اسم عظیم موجود تھا اور حرز میکل بھی تھی انکو مارا شیشہ اسم عظیم توڑا اب منظور ہوا کہ حرز میکل پاس صاحبقران کے پہونچائیں جب یہاں شیشہ اسم عظیم کا ٹوٹنا صاحبقران قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شاہ اب وہ اور پہاڑ پر پہونچ گیا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجھو الگ کر دیا جس سحر کا نہنگ غوطہ زن مالک تھا اُس سحر میں پہونچا یا نہنگ مجھ تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت میں پہونچے اب حضور کو حج کر دین اپنے کو صحرا کے گرد اب نشان میں پہونچائیں اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہاں چل کر پروردگار کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تباہ گرداب پہونچیں اور وہاں سے حال لوح کا معلوم ہو یقین ہو صاحبقران کا گذر طرہ صحرا سے باد انگیز کے ہو جب یہ دونوں مقام فتح ہونگے تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ اسی حملال تھے بڑا کام کیا حملال نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہو حضور فتح طلسم ہفت پیکر میں کیا کسی مقام پر غلام

کئی کر گیا مجھ کو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا میں کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ بحر کہ ہوگا  
ورنہ لوح کا حالیٰ متصل معلوم ہوتا کئی برس سے میں اس کے ساتھ ہوں آواز دینا دشمنوں کو  
اگر فشار کرنا مراد مندوں کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اس نے اپنی ذات  
پر موقوف رکھا ہے سب کام خود کرتا ہے جب تک حضور کو لوح نہ لیلیٰ تب تک جو سحر کر گیا غلام  
کو ڈر ہو کہ اس کے خیر سے میں حضور نہ چھنس جائیں میں سحر میں اس سے کم ہوں وہ بلا سے  
روزگار ہو غار افراسیاب والوں نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا  
امتحان نہیں دیا کل علوم سحر میں طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہے جب حضور صحرا سے گرداب نشا  
مین پہنچیں اور وہاں سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو  
جلسہ آراستہ کیا حملال سے یہی باتیں رہیں سما کے نے شکر میں حکم بجا کر دیا کہ کل طلسم کشا  
کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے شکر تیار ہوا حملال نے ساحروں کے پرے جانے  
رستم نکل کر سوار ہوئے طرف صحرا سے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہوئی کی شام کو  
ایک صحرا میں پہنچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہیں ملتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل بند  
ہوئے کھڑے میں حملال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحرا میں  
کسی ساحر زبردست کا گذر ہو موسیٰ کے سحر کا باعث ہو کہ ہوا کا نام نہیں خدا انجام بخیر کرے  
رستم نے بارگاہ استاد کرائی فرمایا کہ خبر خواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کہیگا بیان تک کہنے  
ہو بچا یا ہزار ہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب نے جہانے پروردگار نے ان ظالموں کے ہاتھ  
سے بچایا امیر کو رہا کر یا تم نے امیر سے ملاقات کی تھی حملال نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے  
حرز ربیکل پہنچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ میں آپ کے فرزند کا غلام ہوں جسکے پاس حرز ربیکل تھی اسکو  
مارا خدمت میں یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اسی صحرا میں شکر رستم کا اتر بارگاہ آراستہ ہوئی فضا کا  
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہو شوہر اسکا گشت کر کے آیا ہو بائیں کر رہا ہو  
کو سامنے سے ابر شہرہ کو کتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں  
میں نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہے اب مجھ کو  
لڑکی کے تیور سے فوٹ آتا ہے ایسا نہ ہو کہ پاؤں کہیں اچھنچ بڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری



بیٹی ایسی نہیں ہو اسکو مرد کے نام سے نفرت ہو میں اس کے باغ میں خود چلے کے دیکھ آیا مرد نے نام کا کوئی پھول بھی نہیں ہو مزاج میں کھیل کو زیادہ ہو یہ ذکر تھا کہ ابرحق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین صرف وزیر زادی ساتھ ہو تخت آ کے اہم باب کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھ پوچھو خبر بھی ہو لشکر طلسم کنا صرف ایک منزل رہ گیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آب کی سرحد میں آ جائینگے نگر ضرور ہو گرد آب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکر کے چلے گئے یہ صحرائے گرد آب نشان ہو بیان کوئی نہیں آ سکتا اس طرح کی باتیں عرضے تک رہیں گرد آب نے دیکھ کر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس مانک صحرائے باد انگیزنے بادنگیز جادو آئی تھی اُس نے بھی جھکو خردی تھی کیا عجب ہو کہ راہ میں وہ رو کے ہمایہ کیلے اٹھی کہ اب میں برائے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کیلے ہمارے اور رنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیر زادی کو ساتھ لیا تخت اڑا کر چلی بیان رستم جب صحر میں اتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ حسینون اسی گشت میں گذرے آرام دین کے نام کو بھول گئے جسدن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہنچے آج یہ صحر معقول رہا ہے شب ماہ بھی ہر کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ ہستاؤ کرو ہم تم چل کے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیا بیت ہوتی ہو یہ شکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استاد کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا حملال سے ذکر بھی نہیں کیا اُس بارگاہ میں آکر پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے فوراً اپنے پاس سے نیکالی سامنے رستم کے بجائے لگانے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

ای پری دیوانہ تجھ پر ہر بشر ہونے لگا  
آئندہ جو اسکو منظور نظر ہونے لگا  
آنگلیان کا نون میں دین و ران سر ہونے لگا  
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا  
بار دل کے نالہ مرغ سحر ہونے لگا  
ہر تماشا کان سے پیدا اگر ہونے لگا

عشق میں حال جہان نوح دگر ہونے لگا  
حسن سے آگاہ اب وہ سحر ہونے لگا  
گوش زو جیکے ہوا گشتگی کا میری حال  
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے  
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح  
جسے مولیٰ گوش میں دیکھتا رہے کہنے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالا طاق روئے انور پر ہوا آفت از خطار و سیاہ آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرنی اثر میرے مرنے کی جو دی اُس جو رکوا کر خبر شعر سندر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے لیکے دل صورت چھیلنے سے بھلا کیا فائدہ عرش تک جسد ن گئی آہ رسا سن لہجہ زندہ	رنگ محفل ساقیا نوح دگر ہونے لگا یہ بڑا اندھیرا دیکھ کر رشک قمر ہونے لگا گوش گل فریاد سے طبل کے کر ہونے لگا سننے ہی ارشاد فی انار مست ہونے لگا اب سخن میں میرے سیغی کا اثر ہونے لگا بیردت اتو جانوں کا ضرر ہونے لگا عالم بالا میں شور اچھر ہونے لگا
---	--

سمک عجب لطف سے اس غزل کو گارہا ہو شب ماہ سنا صبح کا جانور آشیانوں میں یا تو باطینا  
بیٹھے تھے یا آشیانوں سے سر نکال دیے صدارے کی شکر جھوم رہے ہیں بعض آشیانوں سے نکل آئے  
کرد سمک کے چنچ مار رہے ہیں تنہا سے کار ملک ہمارے اور رنگ نشین تخت اڑا رہے ہوئے  
آتی تھیں قریب کوہ جو پہونچیں کان میں آواز کی آئی وزیر زادی جو پہلو میں بیٹھی تھی کہا اری  
کبخت سفتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گارہا ہو دل بھارہا ہو کلیجے کے ٹکڑے ہوتے  
ہیں آواز میں کیا سوز دگر از جو وزیر زادی نے کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہو  
کیا فوب گاتا ہو اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائے یہ جو خیمہ سنا سنا ہوا اسی میں کوئی گارہا ہو بلندی سے اتر کر  
دیکھے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اتریں پہاڑ پر اس محبوب پر پچرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دافع سنا  
عرش اعلیٰ پر پہونچا یا ملک ٹہلنے لگیں اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن و صف شکن ہے  
زمانے کا رستم صاحب شوکت و چشم سر برہنہ خود صند پر رکھا ہوا جام سکوس معلوم ہوتا ہے برفین  
عنبرین ہوا سے اڑ رہی ہیں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیاں قریب چہنہ خورشید ابرار ہی ہیں حاضر  
کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ فوی دہن گلو صراحی نے محبت سینہ چڑا دو لون شبانے  
نشان جرات باحقون سے سخاوت آشکار ہو چہرہ گلزار ہو سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص  
و بلا تہ کہ نگاہ میں نہیں سماتا کوئی نئے طور سے بجا رہا ہو اور بتاتا بھی جاتا ہو جوان سنہ نشین جھوم  
رہا ہو دیکھتے ہی ہمارے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھٹھا ٹھٹھا پیدہ پیشانی پر آیا قلب  
تھرا یا کاہ و کھربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے میں پہونچاؤں

وزیر زادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہو فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا  
سن رہا ہو چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہو کہ یہی طلسم کشا ہو وزیر زادی نے کہا کہ یا بھائی علمدار  
ہو آپ کے صحرائین اترے ہیں ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہو دونوں کوہ سے اتریں  
قریب پردے کے آ کے دیکھا چند خدمتگار بڑے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہو ملکہ نے پردہ اٹھا  
رستم نے دیکھا کہ ایک بچی چاک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اٹھایا چہرہ آفتاب عانتاب  
حسن میں لا جواب بکسرت ادھر دیکھ رہی ہو بے اختیار بکرا ہٹھے کہ آئیے فرد۔ رواق منظر  
چشم من آشیا نہ تست + کرم نداء فردا کہ خانہ خانہ تست + سمک نے بھی ہلٹ کے دیکھا  
وزیر زادی سے نگاہ ملی بکرا اٹھا کہ اسی صاحب تشریف لائے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجائے وال  
خاموش ہو گیا خوب کہ وزیر زادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیر زادی نے رستم سے آنکھ ملا کر  
کہا کہ ہماری ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ برائی عملداری میں آپ یوں بیخوف اتو پڑے ابھی  
بارگاہ اٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پریکہ ہیں تاہر صحراے  
گرداب نشان جائیں گے یہ کیسے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کا بننے لیکن سمک نے وزیر زادی  
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اسی صاحب بیٹھے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دین ضمیمہ  
اٹھا لیجا ئیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اسی ملکہ عالم نامی و اسم گرامی آجکا کیا ہو ہم ایسے  
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو  
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپہ ہی کے ساتھ ہو آخر  
آپ کا کیا قصد ہو رستم نے کہا کہ ذکر مٹنا ہو گا رستم بیلتن علیشاہ نوجوان فرزند رشید  
صاحب قرآن صحراے گرداب نشان کی فکر میں نکلا ہیں منظور ہو گرداب شعلہ زن کو قتل  
کرین یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سنکر ہنسن کہ صاحب یہ خیال خام و تصور ناقص دل سے  
نکلا لڑائیے صحراے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہو کہ جہان یوں بیخوف جائیے رستم نے  
کہا کہ اب تو قصد کامل ہو وزیر زادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہو  
کہ آپ کا گذر دہانتک ہو ہماری ملکہ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ  
آپ کے آنے کی اطلاع نہ کر گئی لیکن جہن صحراے گرداب نشان میں پہنچے گا بادا انگیز جاؤ

آپ کی فکر میں نکلی ہو وہ آفت برپا کرے گی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بقیار ہو گا کہ ہر بھاگ کر جائے گا بدھر جائے گا دریا سے قہار ملیگا جھمپن نہ ناؤ اور نہ بٹرا گزرنادشوار ہو گا نہایت حیران ہو جائے گا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بھر دہر ہماری رہبری کرے گا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیوں ملکہ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ میں ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر گرداب دیا لوح کا حال مجھ کو تو نہیں معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کر دوں گی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائیں انھیں باتوں میں رات گزری یکایک صدائے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ تو صاحب غضب ہوا صدائے مرغ سحر آ رہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائیں نظم

بدتر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے  
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے  
جاگا کیا میں دولت بیدار کے لیے  
رنبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے  
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے  
ساتی گوک فرور ہو میخوار کے لیے  
ہو حکم شمع مردم ہشیار کے لیے  
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے  
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے  
کیا مرتبہ ہو سنگ دربار کے لیے  
جو چاہے حکم دے وہ گنگار کے لیے

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے  
گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے  
بند آنکھ تھی تصور دیدار کے لیے  
چھپکے ہلک ہلک سے نہ ہو دل نام رات  
ہو جان گل تصور رخ سے بھی یاد زلف  
سیخ کباب پر لپٹو کو چڑھا شتاب  
سجھون عشق کو ہو عیب پسند و اعطو  
دو رخ میں بھیجے مجھے چاہے بہشت میں  
اک ماہ چاروہ کے تصور میں صبح ہو  
کرتے ہیں باغ وقت ملک آکے وان سجود  
عاشق ہوں زند یار کا قصیدار ہوں

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بقیار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمہارے رخصت کرنے کو دل نہیں جانتا کیونکہ زبان سے کہیں کہ جاؤ دل تمہارے ساتھ ہو ملکہ ہاے گیسوے عزیزین میں جا کر پھنسا کٹکٹش میں ہے۔

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہو و عدہ کر کے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤ گی ملکہ نے کہا کہ صاحب  
مجھ کو سب طرح مشکل ہو اگر تمہارے لشکر کا حال مان سے باب سے بیان کروں ابھی آفت  
بر پا ہو اگر نہ کہوں تو انکو ضرور خبر ہو چکی فرمائیں گے قلعے حال آمد لشکر طلسم کشا کیوں چھپایا  
تو انکو کیا جواب دوں بڑے انتشار میں ہوں رستم ملکہ کا ہاتھ تھا مے ہوئے باتیں عاشق معشوق  
میں محبت کی ہو رہی ہیں ملکہ فرماتی ہیں کہ امی شہزادہ میرا اب ٹھہرنا بہتر نہیں یہ ذکر تھا کہ لشکر  
میں ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا جلی کہ نخل بھٹ بھٹ کے کرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے  
پھرتے ہیں گھوڑے تھکان سے جھوٹ گئے یا مال کرتے پھرتے ہیں جس بارگاہ میں رستم تھے  
یہاں ایک اسکی طنائیں ٹوٹیں خیمہ لہرایا کہ رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کا قلعے میں  
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہو آج دوسرا دن ہو وہ چارے مان باب کے پاس آئی اور کہا  
کہ طلسم کشا تمہارے صحرائے آتا ہو میں جا کے راہ میں روکوں معلوم ہوتا ہو اُسے آپکا لشکر  
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہو اکی کم ہوئی  
ہاتھ رستم سے جھڑا کہہا کہ یہ کنیز جاتی ہو اب نہیں رگ سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجائے تو بڑی  
مشکل ہو اکی شہزادہ ایسے زمانے میں صاحبان فرست کوچ نہیں کرتے آپ نے غلات فصل  
میں کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ ہو بنے کہ پھر جھونکا ہوا سے تند کا چلا یہ خیمہ بھی  
اگر لشکر میں صدمہ فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہچکا نہیں جھوڑتے ملکہ فرماتی ہیں کہ او شہزادہ  
مجھ کو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ جھوڑا کہہا کہ اب کل شب کو تمہارے غنچہ زمین کے آئندہ  
جیسا تمہارے مزاج میں آئے اگر نہ آؤ گی یہ زمین زندہ نہ پاؤ گی کہ ایک نخل سے آواز ہیتنا کہ  
آئی کہ او گیسو بریدہ اوزنگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہو ابھی جا کر تیرے مان باب سے  
اطلاع کرتی ہوں میں کیا تیرے بچانے کو کم ہوں دگھڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے  
ہیں دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جا دو یوں بیٹھی ہو کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہو  
کہلاتا مذکور کہ رہی ہو ملکہ نے رستم سے کہا کہ تو صاحب راز ہمارا کھلا جا ہتا ہو اگر بیچ کر  
گئی تو مان باب سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتیں بر پا کریں گے باد انگیز نے پھر ایک  
دستک دی جھونکا ہوا سے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہو زمین جھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین آگے بڑھیں  
 آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہو اس بات کا پیمان ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہو کہ طلسم  
 گرفتار ہو کر پاس مادر مہربان کے ہو پئے یہ بشر دلیر ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دین میں نے  
 اپنی جان بچائی ہو امر در فرما میں طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ میں نے  
 سب چہری باتیں سنیں غصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے لی  
 وزیر زادی صاحب جنگو گھر کر لائیں وہ بھی اکھی ہو عیار طلسم کشا پر مائل ہو اب کوئی عیار طرار  
 ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے  
 گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی بہ کہہ بھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہو اس زور سے  
 جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ خیمے اڑتے پھرتے ہیں ہزار باندگان خدا کے سرکٹ کر گئے ملکہ نے بچار کر  
 آواز دی کہ او باد انگیز اس قدر بدعت بر مکر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہیں ہو اکھ ہو جاتی ہو  
 جب باد انگیز دستک دیتی ہو تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ زمین پتھر اٹھاتی ہو کئی مرتبہ  
 ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ جو زیادہ ہوا حملال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا  
 صد ہا سرکٹے پڑے ہیں آندھی زور سے چل رہی ہو ایک طرف شعلہ آتش کے اٹھ رہے ہیں  
 حملال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہو جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی ساحر نے بڑھ کر عرض  
 کی کہ ایک نازنین بصورت دیباہ و بطاحت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے  
 رد و قدح ہو رہی ہو وہ نازنین بھی کمی نہیں کرتی یہ مسکے حملال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا  
 کہ ملکہ ہوا و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہیں باد انگیز نے دوپٹہ اپنا بھاڑ کے طرف  
 آسمان کے پھینکا ایک لگہ ابر سیاہ پیدا ہوا بچار کر آواز دی کہ ابرا پر وہ پوش تو آکر اس  
 گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابرا گر ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اسکے اندر سے  
 ملکہ تڑپ کر نکلیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے بھر لٹکا را کان سے بجلی  
 نکال کر پھینکی برفین کرنے لگیں ملکہ برقوں کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں حملال نے  
 جو دور سے یہ معرکہ دیکھا ہیچا نا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہو مگر باد انگیز دم نہیں  
 لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہو ملکہ اپنے کو بشکل بچاتی ہیں حملال نے دیکھا کہ ملکہ



ہمارے اور نگ نشین عاجز ہو رہی ہیں دل میں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کار دسحر لکائی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا کر پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آگے بڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گزری منہ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملک ہمارے اور نگ نشین نے یکا کر آواز دی کہ اے حملال کیا کار نمایان کیا حملال نے آکر ملک سے ملاقات کی ایک بوڑھا گرد کا قریب لاش باد انگیز اٹھا لاشے کو اٹھا کر لے گیا ہمارے اور نگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکوں گردہ بوڑھا نہ رکھا حملال کے بھی چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں کہا کہ اے ملک عالم لاش ہسکی تمھاری مان کے پاس جا نیکی آپ اپنے کو قبل پہنچا بیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھے اگر معلوم ہو کہ لوح کہاں ہو تو اسکی جستجو میں مصروف ہوں بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر انہر تاثیر نہیں کرتا ورنہ یہ جادو گر نیاں جو قتل ہوئیں آفتین برپا کرتیں باد انگیز بلا سے روزگار تھی آپ سے سحر میں مصروف تھی میں نے غفلت میں کار دمار دی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پردہ پر مجھ سے لڑتی شاید میں غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحرا سے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہیں ملک کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگیں کہا کہ اے حملال اب میں جاتی ہوں جا کر مال لوح دریافت کروں اس فکر میں آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں خود گرفتار کندہ گیسو ہوئی اب یہی فکر ہو کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کروں کہ طلسم کشا کو لوح لے طلسم کشائی پر کمر باندھیں اس طلسم میں بڑے بڑے عجائب و غرائب ہیں در بندوں سے گزرتا دشوار ہو گا ایک ایک ساحر اسطوفرت و لقمان حکمت ہو بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کر چکے کہ لوح اُسکا جواب دہی ورنہ ان مکر و سے بچنا نہایت دشوار ہو ایک ایک ساحر مکار و غدار ہو ملک ہمارے اور نگ نشین باتیں کر کے جب رستم سے رخصت ہوئے لیکن تو آنکھوں میں آنسو بھرا آئے کہا کہ اے شہر یار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہو۔

ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا  
راز جہر نہ شاف فقر و فنا کا ہو گیا

اک جہان دیوانہ پس زلف دوتا کا ہو گیا  
آپ کو کھو گیا مگر جو یا حسد اکا ہو گیا

خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑ  
ہلکے بھی آخر حضور قلب ہو دیگا کبھی  
مرتے ہیں بیمار الفت متصل بیاہج  
اُس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم دوچار  
دور کے غم نے اُسے جنت میں خوش آئے نہیں  
یاد میں اُس رست قاصد کی جو کی فریاد نہ

سکھیا کا عالم اس حُب شفا کا ہو گیا  
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا  
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا  
میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا  
ای پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا  
وہ قدر بالا رفت آخر زندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف  
بارگاہ اپنے باپ کے جلیں بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہو کر آسمان پر دریا ظاہر ہوا  
سامنے آکر شوق ہوا موج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب  
میں تمہیں کل سے بہت بیتاب و بیکار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی  
مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کمون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اتر آئے ہو مجھ کو خون  
ہو لیسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ اپنی بڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی  
برائے گشت جاتی ہیں ایسا نہ کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسی وجہ سے دل کو  
بیتابی ہو آج کل بنجر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ  
میں بیٹھا تھا ایسا گھبرا یا آخر دل کو تاب نہ آئی تمہاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر  
سناتا ہوا دیکھا کہ لاشہ باوا انگیرا پاک غبار میں لپٹا ہوا بیرون لے لاکے پہونچا یا اور فریاد  
کر کے دست بستہ عرض کی ہمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار  
ہو گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا  
اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہو یہ کہہ کے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باوا انگیرا کی اٹھا لیا  
لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راز کو مخفی کر دو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہ  
کہ سب کو خبر ہو پچھے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے  
کہ آسمان پر ابر نفرتی پیدا ہوا مواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں  
اب آتی ہیں ابر چٹا ملکہ ہمارے اور نگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمارے

مان باب کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ رو سے ہمارا ہوا ہی ہو ٹھون پڑی آنکھوں  
 میں تری جو اس میں ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیوں نور نظر شکر طلسم کشا کہنا تھا کہ بچا ہمارا  
 سرحد میں آگئے یا سرحد سے باہر ہیں ہمارے کہنا کہ ایسا مادر مہربان میں اس طرف نہیں گئی مجھے  
 نہیں معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ شکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ایسا باب میں آپ کے مکان پر  
 آنے کو تھی لیکن اب یہیں ملے گئے ہیں گل سے بہت بقرار ہوں صحرائے گرداب نشان کا ہے  
 طلسم کشا کو ملا ہو اور ساحران واقف کار انگو اس طرف لائے حتیٰ کہ حملال سرکش ساتھ ہو  
 کیسا راز دار طلسم ہو کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ایسا نور نظر ہر سے کیا تم حال لوح  
 دریافت کرنے آئی ہو ہم نے آج تک زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کس مقام پر ہو یا نیاں طلسم  
 نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہو اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور ادھر کا قصہ کیا تو  
 ہر سے اصلاح کا طالب ہو گا ملکہ نے کہا کہ ایسا باب آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہاں ہے موج  
 نے کہا کہ میں لوح کا حال کیونکر کہوں آج تک میں نے زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کہاں ہو  
 ایسے مقام پر ہو کہ ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہو اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پر دی کریں تو  
 بھی لوح نہ ملے اس ساحرہ کے قبضے میں لوح ہو کہ وہاں تاک جانا دشوار ہو وہ ساحرہ دیوانہ  
 کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش میں رہیگا اسی جنگل میں سرگرداں بیگا جب ہماری طرف سے مدد  
 پہونچگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو میں زبان سے نہیں کہہ سکتا  
 مگر کیوں بتاتا ہے حال لوح کا کیوں پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تم سے بہت بری طرح  
 پیش آئیں گے ہمارے کہنا کہ بابا جان میں آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہوں اتنا  
 ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہو کوئی وہاں جاتا تو نہیں سکتا موج نے کہا کہ ایسا نور نظر خاموش  
 رہو دیوار و درہم گوش دار طلسم کشا قریب موجود ہو ملکہ رونے لگیں جو شوق فراق میں رہیں  
 کے بقرار ہیں خیال میں آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤ گی تو کیسے ٹھیکہ  
 ہونگے فرمائیں گے ملکہ تم نے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہو کہ باب  
 کچھ نہیں بتاتے گلے میں باب کے ہاتھ ڈال دیے کہا کہ باب ضرور فرمائیے کہ لوح کسے پاس ہو  
 موج نے کہا کہ ایسا نور نظر میں مقدمہ لوح میں کچھ نہ کہو نگا مجھ پر حکم ہفت پیکر کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہو اگر میں کہوں اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائیں کہ تم نے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوئے راہبر ہو کر راہزن ہوئے میں تمہاری صورت دیکھ کر نہایت پریشان ہوتا ہوں کیونکہ اسی نور نظر تم نے طلسم کشا کو تو نہیں دیکھا ملک ہمایہ سنگر مقرر گئیں کہا اسی باپ میں طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہیں آجکے خیال بحال ہو مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب گرد اب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتیں بناتے ہو شہلا سے اسرار دان کو بلاؤ ابھی سب حال کھل جائیگا مواج نے آواز دی اے شہلا جلد آ کر حاضر ہو ایک بتلی سنہری اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اس بتلی نے مجھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہو گئی ہما کا چہرہ متما گیا پھر مقرر کا بنین اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ اسی باپ شب کو جو میں برائے سپر صحر گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار نکا گار ہاتھ اوہ گانا مجھ کو ایسا بے شک کہ میں پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو شکر طلسم کشا میں آفت برپا ہوئی میں نے نکل کر دیکھا کہ باد انگیز سحر کر رہی ہو میں نے اسکو لٹکا را وہ لڑنے لگی آخر مہلال نے پشت سے آکر کار دسھر ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا میں طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہوں کہ حال لوح طلسم دریافت کر دوں گی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہوں مواج نے کہا کہ اسی نور نظر زبان منہ سے نکالو سوزن زبان میں دو ہمارا یہی حکم ہو ملک نے اپنی زبان میں آپ سوزن دی گرد اب و مواج نے اران سیاہ جسم میں لپٹائے کہا لیجا کر قید کر و سر ہنگ جادو دایہ ملک ہما ہو اس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کر و کہ وہ ہی بتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منہ پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملک کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ اسی باپ مجھے کیونکہ قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہ کے سر ہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر برج قلعہ میں قید کر و خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شے کا پتہ لجاتا ہو طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت گوش و تیغ ہفت جوہر ان ہی نادنیان میں میں کی تلاش سے پایا مگر یہ صحراے گرد اب نشان ہو یہاں کی اشیا کا پتہ نہ ملے گا یہ ہفت پیکر غایت ہو لاشہ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرد اب نے خوب آگاہ کیا بتلی جو روح سامری ہو اسے اگر حال ظاہر کر دیا تو قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ چادو نے لیجا کر برج قلعه میں قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہیں  
آٹھ پہ نام رستم زبان پر بقرار مضطر رہتی ہیں یہاں رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن  
گھبرا کر سمک سے فرمایا کہ اے یار وفادار کتنی دن ہوئے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نہیں آئیں  
ذرا خبر تو لاؤ اگر وہاں تک پہنچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار بھاری بادی میں دل  
بیقرار ہو اور عجب کیفیت ہو۔ نظم

بھر تو میں اور کف دست بیا بان ہوتا  
ذکر صبح وطن و شام غریب ان ہوتا  
رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیدر ان ہوتا  
چلتے پھرتے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا  
آکے ہستی میں کوئی طفل نہ گریان ہوتا  
آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا  
سر پہ کیوں خنجر جلا دکا احسان ہوتا

سدرہ موسم گل میں جو نہ زندان ہوتا  
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا  
نسبت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا  
چھینتے موسم گل میں جو نہ پوشاک سری  
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم میں راحت  
قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے پون  
آپ اگر اپنا کلا کاٹ کے مر جاتے زند

سمک نے جو رستم کو بہت بقرار پایا کہا حضور نہ گوارا میں غلام جا کر خبر لاتا ہو اگر آچکا اقبال  
یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کر کے آؤں اور کیا عجب ہو کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم  
نے کہا کہ ہاں برادر اسکی فکر واجب و لازم ہو معلوم ہوتا ہو کہ کچھ افناد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و  
بیقرار گئی تھیں رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہیں دل اُلجھا ہو شاید مان باپ بر حال  
اُنکا کھل گیا میں بھی یہاں سے پہنچوں و امانتہ قلعه گرداب میں تلواری چلے سمک اسی وقت  
قلعے کے روانہ ہوا راہ کو طوکر کے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعه پر پہنچا ساحرون نے  
بوجھا بھائی کہاں گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہو کہ شکر طلسم کشا جاری حیدر  
میں آگیا اور مالک کچھ فکر نہیں کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ قریب قلعه آوے آج شکر طلسم کشا  
گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا حلال کشا ایسا ساحر ساتھ ہو وہ دہم ہی کہنا ہو کہ گرداب نے کوئی  
انتظام نہیں کیا چڑھ چلے ایک نے اُنہیں سے کہا کہ گرداب کیا فکر کریں بیٹی کو قید کیا سرہنگ  
جادو نگہبان ہی فتور تو بڑھکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور بہرہ آبیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر فوجوان ہر جسے دیتی ہر سو سی کا پانچار کاڑھے  
 کی چادر یا سیلی اوڑھے ہوئے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر پلیٹ کے آئی بی کو انگلی سے  
 اٹکایا اور انگلی کو پانچاے میں پوچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی میں روٹی لیے ہوئے اُس پر قورے  
 کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سمک سمجھا کہ جسکی صورت میں مہسلا ہوں  
 یہ اُسکی آشنا ہو چھپٹ کے قریب آ باروٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہر اپنے کو جھڑاتی ہے کبھی  
 کہتی ہر چھوڑ دے ورنہ غل مجاؤنگی سمک نے جواب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر  
 اندر آیا دیکھا کہ سیکڑوں کنیزیں پھر رہی ہیں ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گھور رہا  
 بنا رہی ہر کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہیں محلدار  
 نے کہا کہ ہم اس مقدمے میں دخل نہیں دے سکتے چھو کر یہ کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ تین شکاکر  
 کے آئین لوح کا حال باپ سے بوجھنے لگیں جاہتی تھیں کہ لوح کا حال دریافت کر کے جا کر  
 طلسم کشا سے کہیں اگر طلسم کشا کو لوح بلجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہیں  
 معلوم سامری و جھشیہ کو کیا منظور ہر کنیز یہ باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک  
 گھوڑی اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منٹھ میں دی محلدار گھوڑی کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک  
 نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہ ہی لباس عین کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و مال  
 میں بیٹھ ہوئے جلا راہ میں جسے دیکھا اُسے بکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سمک  
 نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ میں آیا سر ہنگ جادو مع جالیس کنیزوں  
 کے بیٹھی ہر سر ہنگ نے بکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائیں ملکہ کے مقدمے میں کچھ انکی مان  
 سے نہیں کہا محلدار نے قریب سر ہنگ کے آکر خاصدان تو رکھ دیا منٹھ پیٹنے لگی کہا بی سر ہنگ  
 رونے کی جگہ ہر کہ بی بی نے اپنے کو یوں بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار تو اسے دریافت  
 کر لیا دیکھے ملکہ کے فضل کا کہیں حکم نہ ہو ہر شخص کا یہی قول ہر کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی  
 طلسم کشا کے لیے فکر کی سہا کہ قدرت کو نامہ لکھا ہر دیکھے وہاں سے کیا جواب آئے نہیں معلوم  
 وہ کیا جواب لکھیں سر ہنگ نے خاصدان اُٹھالیا گھوڑی کھائی کہا بی محلدار میں شام سے در  
 تبا کو کے بقرار تھی تھے اسوقت زندہ کر لیا سب کنیزیں مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحب ایک



گھوری ہکو دو بیان سے بدی ہو تو اپنی صحیحی میں جا میں تبیان نصیب ہو ایک ایک گھوری  
 سمک نے سب کو دی لکھ دیکھ رہی ہیں کہ سب کے پہلے سر ہنگ اپنے مقام سے اٹھی گر کے  
 بیہوش ہوئی کینزین لینا لینا کہہ کر آٹھین سب گر کر میوش ہوئیں سمک قریب ملکہ کے آیا کہ غلام  
 کو آپ نے بیجا تا میں ہوں سمک بن عمرہ لکھ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال تو میں  
 بات کر دوں سمک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماراں سیاہ کو مارا سمک نے  
 چاہا کہ سر ہنگ کا سر کاٹوں ملکہ نے ہاتھ مقام لیا کہ کیا ضرر درجی میں نکل جاؤں انکو بڑا رہتے  
 یہ لکھ ملکہ نے سمک کی کمر بن پنچہ دیائے اڑدین رستم اسی جسے بن بیٹھے بن یاد میں ملکہ کی  
 رو رہے بن خادم جو سمجھاتے بن کہ حضور سمک گیا ہو ملکہ کو لیکر آتا ہو گا رستم فرماتے بن  
 کہ یارو نہیں معلوم اس پر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہی بیان دل کی یہ کیفیت ہو عجیب  
 صورت ہو لفظ

سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا  
 تجھے قابو نہیں دل پر تو ہو قابو اپنا  
 اہل ایمان تجھے اپنا کہیں بند اپنا  
 جو چلا رہے دے باو سحری تو اپنا  
 کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا  
 گور بھی مجھے سہی کرتی ہے پہلو اپنا  
 خون دل آج پیا ہے کئی چٹکوا اپنا  
 پاؤں میدان سے سر کے جو سر ہوا اپنا  
 رات سے رنگ بدلتے لگے آسوا اپنا  
 جلنے لگتا ہو جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا  
 سٹھ گریبان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا  
 حشر کے روز کفن ہو چکا غریبوا اپنا  
 باغ میں اُسے جو کھولا کبھی کیسو اپنا

مشغلہ تھا یہ شب ہجر میں ہر د اپنا  
 پھینک دو نگاہیں اسے چہرے پہلو اپنا  
 نہیں معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہو  
 بوے گل سے تجھے دھوکا نہ دے ٹکلی کا  
 کیا ہوا اکوت کا فردہ تری چشم کا سحر  
 جان جان جب سے ہو تجھے طحالی آغوش  
 یاد کر کے لب پانخورہ کی تیرے سُرخ  
 ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا میں  
 مشعرک شب سے ہوا خون جگر اشکوں میں  
 ٹوٹا کرتا ہوں شب ہجر میں انگاروں پر  
 پاک دامانی کا دعویٰ تکرے اس رو سے  
 داغ کھا کھا کے مرے عشق میں گل دیوان کے  
 بیچ جسم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا

بہشت با مارین نہ کیوں بہت گردون پر بند  
 مثل نہیں فضل خدا سے ابھی بازو پست  
 رستم بقرار ہو رہے ہیں خادم سمجھاتے ہیں کہ اسی شہر بارہ سمک وہ عیار جو کہ ملکہ کو لیکر آئے گا وہ  
 رکنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان پر برق  
 جھکی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین سمک کہ بجے میں دہائے ہوئے بعد تعجیل آتی ہیں رستم  
 بے اختیار پکار اٹھے فرد۔ اسی آمدت باعث آبادی باہر ذکر نہ بود مر مر شاوی ماہ ملکہ ہمارا  
 زمین پر آئین سمک کہ بجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس مٹھ پر ہوا بیان  
 اڑ رہی ہیں رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہیں رستم نے ہاتھ  
 میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے ملکہ عالم آئیے کیا سانچہ گذر ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید  
 ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال روح نہیں بتاتا سمک  
 بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہاں ملکہ کو لیکر صحبت میں بیٹھے سمک بٹھکے گانے لگا رہا  
 گرداب جادو سوکر اٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کر اٹھی لڑکھڑاتی  
 ہوئی نشے سے برج میں آئی اگر دیکھا کہ سرہنگ اونڈھی بڑی ہو کف مٹھ سے جاری اور سب  
 کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گرداب نے ایک دو ہتھر سرہنگ کو مارا اور کہا کہ اے سرہنگ  
 اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گزری کون اسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہاں فقط  
 بی محلہ آئی تھیں انھوں نے گلواری کھلائی جب ہی میں بیہوش ہوئی کہا محلہ دار کو ڈھونڈو  
 کنیزوں نے کہا کہ بی محلہ دار بیہوش پڑی ہیں محلہ دار کو اٹھایا محلہ دار نے سب جرایان کر کے کھلا  
 کہ مجھ کو ایک کنیز نے آکر گلواری کھلائی اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا بیوڑھی میں بیہوش پڑی ہی  
 اب تو گرداب بہت جھلائی کہ اے تو کسی عیار کا کام ہو مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام  
 کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہہ کر گرداب خود جلی اس زور سے  
 آندھی جلی کہ صد ہا نخل آکھڑ کر گئے بوڑھے گردے اٹھ رہے ہیں جدھر سے نکلی وہاں  
 خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہیں  
 سمک فتنات کی آڑ بکڑے ہوئے دیکھ رہا کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکایا ملکہ نے  
 آنکھیں کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ اسی شہر بارہ اٹھ رستم تینہ ہفت جو ہر کھنچ کر اٹھ تینہ ہفت جو ہر جو گرداب نے دیکھا کیا کہ  
آواز دی کہ اوطلسم کشا اس بھروسے پر آیا ہو نہ کہ ملک کی کمزور پنچہ دیا ملک سب کر پوری کہ  
اسی شہر بارہ کنیز رخصت ہوتی ہو یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیں اگر ہو سکے تو گا ہے گا ہے مزار غریبان  
پر آئے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھ کر فاتحہ خیر پڑھیں گے یقین ہو کہ روح کو رحمت ہو  
پر وہ نہ بنکر روح نکلے گرد شمع جلال نثار ہو لیکن افسوس ہو بقول شاعر حسرت لیکر پر وہ دنیا  
سے چلے فرد۔ ہو جنازہ اس لیے بھاری مرا + حسرتیں دل میں لیے جلتے ہیں ہم رستم نے  
دیکھا چند ساعت میں گرداب ملک کو لیے ہوئے لظرون سے غائب ہوئی رستم بقیار ہوئے  
کہا کہ اسی ہتر سما اب کیا تدبیر ہو ملک کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قلب الٹ گیا  
ملکہ کے کلمات حسرت پر کلہو بجھٹ گیا۔ لظنم

منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں  
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں  
جب تکاب قاصر زبان شرح فصائل میں نہیں  
سینچان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں  
سورہ اخلاص قاتل کی حامل میں نہیں  
کینہ او بت تیرے دل میں ہو مرے دل میں نہیں  
ایک لاصل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں  
ایک بلبل جھٹھا میرا غنا دل میں نہیں

ہو ہجوم درد و غم تشویش پر دل میں نہیں  
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل میں نہیں  
میں بیان کرتا رہو نگا تیرے اوصاف جمال  
ماتا ہو جسکو کرتا ہو کام اسکا تمام  
اسکو گردن میں پہنکر کب گلے میرے ملا  
مرد مومن ہوں مرا ظاہر سے باطن صاف ہو  
طو نہیں ہوتی کسی سے گفتگو حسن عشق  
کسکے آگے رند تنہا نغمہ سپرانی کر دے

رستم نے بقیار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو حملال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوئے ہیں  
اسوقت آکر ہو پنچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں حملال نے آکر کاب نظام لی کہا کہ اسی شہر بارہ تال فرما  
میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جا میں رستم نے کہا کہ اسی حملال  
بالکل ناممکن ہو بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر  
جھریان چل گئیں میں اپنے کو ہو پنچا ونگا قلعه گرداب پر جا کر تینہ ہفت جو ہر چکے گرداب نے  
جو تینہ ہفت جو ہر کو دیکھا تھا گئی اس طرح ملکہ کو لے آؤی کہ جس طرح عقاب کنبشاک کو

ایجا تا ہو ملکہ کا تر پنا پھر کنا یہ کیلئے رستم نے گھوڑا اٹھایا مرکب باد فی رطاسے بھڑا ہوا چلا  
اہل شکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہو کر عقب میں رستم کے چلے یہاں  
گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر بٹھرایا جو زیر قلعہ ہزار ہا ساحر غلط کر رہے ہیں ہر طرف ہی  
ہنگامہ ہو کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئیں یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ  
صحرا سے گرداؤسی دیکھا رستم آگے آگے بشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ  
دیکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر غرہ کیا۔ لغرہ رستم بلیتن

ارشد اولاد امیر عرب	اکیست علشاہ جو رستم لقب دیگر	علشاہ رومی شیر فیل زور
کہ بر تخت مرزوق انگندہ شول	میل نامور رستم ذی ہنر	عنم نور عین شہ جبر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اٹھا اٹھا کر آچر بے رستم چاہتے ہیں میں لڑھک کر قلعے میں گھس جاؤں گرداب  
نے جو اشارہ کیا ہزار ہا ساحر ان زبردست گولے خرچ و نارج مارے ہوئے قلعے سے باہر نکالے اس طرح  
سحر کر رہے ہیں کہ جنگل میں آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلواریں گری زمین دھڑکتی  
سے پتے جو گرتے ہیں تاخیر خنجر کی بیدا کرتے ہیں جبریتہ گراسر اسکا اٹھایا رستم نے بھی تینہ ہفت  
سے ہزاروں کو قتل کیا لاشے پڑے ہوئے زمین پر بچھ کر رہے ہیں دریا کے فون جاری کہ صحرا  
سے گرداؤسی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کا  
منگیتر یہ خبر پا کر سات ہزار ساحروں سے چڑھ آیا اسکو خبر ہو چکی کہ رستم نے میری منسوب پر قبضہ کیا  
اب یہاں رستم کو لڑتے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی میں مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ کو گرداب  
نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جا کر مصروف جنگ ہوئی سر ہنگ جادو بھی جھلا کر بیچ سے  
کو دی گرداب سے یہ کہہ کر کہ میں جا کر رستم کو کپڑے لیتی ہوں ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر  
فوجوں کا بلوہ ہو اور میں بے سوزن بیٹھی ہوں گرداب تو اس انتظام میں ہو کہ فوجیں برابر  
بھیج رہی ہو دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تپ کر بیچ سے نکلیں اور لشکر پر سحر  
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینوں کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملوں میں فوج  
کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہو رستم براگ پر سادی تلواریں برساتا ہے مگر  
رستم پر کوئی سحر تاثر نہیں کرتا رستم شیر اند لڑ رہے ہیں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین گاتی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جبکہ دیکھا کہ رستم پر بلوہ کر کے جاتا ہے اس پر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برق جھپکائی دو دو سو سوار کھٹ کر گریں ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اور ننگ نشین تے فوج کو براگندہ کیا ہو سر ہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کر دک کے گری اور نیچے کمر میں دیکر ملکہ کو لے اڑی سماں نے جو دور سے دیکھا کہ طرف بہار کے لیے جاتی ہے دوڑا کہ جا کے ملکہ کو بچاؤں یہاں سر ہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلو سے کوہ میں اڑی ایک تختہ سنگ بزدان میں سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوش یار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہے کہ او کیسویں پر تو نے ان باپ کی بربادی کرائی جا کہ طلمس کشا سے ملی تجھ کو کچھ خوف نہ آیا اب میں تجھ کو قتل کرونگی ملکہ بھرت ویاں چہرے کو سر ہنگ کے دیکھ رہی ہیں دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہے پکار رہی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار مجھ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے لطلمس

کہ بہت خالق اکبر سبب الاسباب  
خداست کاشفت استار و فلج الواب  
میان بنکدہ و دیرو مسجد و محراب  
خدا از آب برون کردگو ہر نایاب  
بیاب حضرت حق آورد مرغ از ہر باب  
کہ بہت ہستی انسان جو نقش بر رخ آب  
نمزد آنگہ از و باقی است نیک خطاب  
کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب  
بشت ہر کہ نہاست ز دل بچشم پر آب  
فتہ چو کشنی عمر عزیز در گرداب  
ستادہ ایم برائے دوروز یا برکاب

ترکار بستہ گناہ خدا ز ہر سو باب  
خداست مالک اطلاق و واقف اسرار  
کنند مش خدا سجده بندگان خدا  
خدا از خاک بر آورد جو ہر انسان  
کسے کہ سائل در گاہ ایزدی باشد  
جرا بنقش و نگار جهان شود مغرور  
ز رفت آنکہ بدینا گناہت نام نکو  
ز جسم نازک انسان بندہ جان حنین  
رو و بجا کہ ز آلائش زمانہ پاک  
رو و بسا حل امید مشکل است آخر  
برفت عمر جوانی ز دست ناہندی

ہلک ہلک کرد عاتقین مانگ رہی ہے جی سے کہتی ہے کہ کیوں معبود ایسا بھی وقت ہو گا کہ پھر

رستم کے جہاں کی زیارت کر دیں نہیں معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کونکر پیش آئیں  
 نہیں معلوم کیا کیا کر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکاروں سے بچائے اور یہ روز سید نکونہ دکھائے  
 سرہنگ جاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کر دیں کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی  
 ہو بکارتی ہوئی کہ اسی سرہنگ قتل نہ کرتا اسکا سنگیر آیا ہوا ہی من اُسی کے حوالے کر دیں  
 سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئی یا تو پیچھا مارا جاہتی تھی یا ہاتھ روک کر  
 کہا کہ اسی ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزار ہا ساحر مر اسانے قلعہ  
 گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ فرمائیے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے  
 ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار  
 فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ اسی سرہنگ یہ سب سچ ہو  
 مگر ہمارا دل نہیں مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو راضی  
 کر لیا اس کمبخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اتار دینا ملکہ نے جو ان کو اپنے  
 ہوئے دیکھا شرا کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ اسی  
 دایہ مجھ کو دونوں طرح مشکل ہو اگر یہ زندہ رہے تو بڑا قتل پر ہاتھ نہیں اٹھتا ہر چند  
 جاہتی ہوں کہ قتل کر دیں دل کا نب رہا ہو کمبخت کو تو جینے بیٹھ میں رکھا درد اٹھائے  
 اس مصیبت سے اُسکو بہ ورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھ چکی  
 ہو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا  
 جان دینے کا ارادہ کر لیا سرہنگ جادو ابرو دیکھنے کو لپٹی گرداب نقلی نے حلقہ کند کے  
 گلے میں سرہنگ کے ڈال دیے اور لغزہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہلے خنجر مارا شکم جاک قصہ باگ  
 ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گہرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد  
 پہنچائیے ملکہ نے سمک کی بلا میں لین اور کہا کہ اسی حشر والا گھر کیا بات ہو عیاری ہے کہ  
 کرات ہو کیا وقت پر پہنچے ملکہ تروپ کر بلند ہو میں سمک ایک جانب جلا بیان رستم  
 لڑائی میں مصروف ہیں دہم بلوہ فوج کا ہوتا ہو اُس بلوہے میں شیرانہ و شگاہ و ستما  
 مصروف جنگ ہیں کافر ہیں جاہتے ہیں کہ اگر تیغ ہفت جو ہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے



اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہوا اور نہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر  
 گرفتار کر لے ان تختہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کرنے کرتے عاجز ہو گیا  
 مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی بس اس نے زبان اپنی کاٹ کر فن ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے  
 پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرت تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے  
 پہونچا منقار سحر کر رہا ہے وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم  
 ان تختہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہو تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کر کے  
 مجھ سے مقابلہ کیجئے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یا سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑا  
 سپر بر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم فرزند  
 صاحبقران میں ہر شرط پر موجود ہوں زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا  
 سمک پلدا قتی چھٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے  
 جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھ دیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اس قدر بڑھو کہ ہر کوہ سمک  
 کو جانا مشکل پڑا رستم فوج میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں  
 منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اس نے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کر لے دوڑے زنگی ہر چند  
 چاہتا ہو کہ کون رک نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے  
 منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے  
 پندرہ قدم زنگی کو ریل کر رکھا مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا پر زمین ہوئے رستم نے  
 کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے جوہر ہو گئے پلٹ کے  
 دیکھا کہ کلاہ زرہ و تیغ منقار نے اٹھالیا رستم لغزہ کے جھپٹے کہ ادھیچا یہ تو نے کیا کیا خبر  
 ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر  
 رستم کو اٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملا زمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ بہانے جو دور  
 سے یہ حرکت دیکھا پر پرواز پیدا کر کے چلین کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچیں منقار نے  
 ایک دستک دی کہ ایک زراغ پیدا ہوا کاؤن کاؤن کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا  
 عکس اپنا ملکہ ہمارے اور رنگ نشین پڑا لا ملکہ چرخ کھاکر گزین منقار نے جاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرنا

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ اسی فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کینزون سے کہہ کر ملک ہمارے  
اور رنگ نشین کو اٹھو لیا زبان میں سوزن دی منقار سے کہا کہ اسی نور نظر سامنے باغ ہے  
آج کی شب اس میں اترو کل بیڈ ٹون کو جمع کر کے ساعت نیک دہر دیکھ کر بھونری تمھاری  
پھر جائیگی منقار بہت خوب کہ کے رستم کو لیے ہوئے چلا مگر گرداب جادو نے کہہ دیا کہ اسی  
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلا سے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ باغ میں گھس پڑے  
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ اسی مادر حیران میں نے اپنی زبان کاٹ کر یہ  
شعبہ کیا تھا میں ضرور ہوشیار رہوں گا کیا کسی کی مجال ہے کہ رستم تک آئے اب تو شام  
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہلے فوج کو ساتھ  
لیے پلٹا ہیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان میں قید کیا تحفہ جات  
لیے ہوئے بارہ دری میں آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کر لو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے  
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آ کے بارہ دری میں بیٹھا سمک بن عمرو نے  
جو یہ معرکہ دیکھا طلب اٹھ گیا بقیار ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک سالن کی  
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہیں مگر کوئی  
قریب دروازہ کے نہیں آتا جو ادھر سے نکلتا ہے اسے پکارتا ہے کہ بھیا میں کار ضروری کو  
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہیں کھولتا جواب بھی نہیں دیتا ایک عرصے  
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کسن دوال ہاتھ میں دھوئی باندھے  
ہوئے چاندی کے کڑے پہنے ہوئے درختوں کو دیکھتا ہوا آتا ہے سمک نے پکار کر آواز  
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین  
کسن ساری باندھے ہوئے پھولوں کا زور پہنے ہوئے ہنس ہنس کے پکار رہی ہے  
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھ کر بقیار ہو گیا قریب دروازے کے  
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہاں گئی تھیں کہا ارے میں ایک گاہک  
کے یہاں گئی تھی میں نہ جانتی تھی کہ یہاں بند و بست ہو گا نہ آتے پاؤنگی جب باہر گئی  
شوألے میں پوچا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اب جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ فوہ شاہ نے منع کیا ہے کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے میں کبھی جا کر لاؤں تو قفل کھولوں تم کو بلاؤں یہ کہنے کے باغبان بچہ بھاگا کبھی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان میں چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہیں نہیں کہتا ہوں چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھیریا کے آیا آپ چھیریا میں گھس گیا منت کر کے بلا لئے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آئے میں وہاں آؤنگی تو تو میرا کیا کرے گا سمک یلداقی نے چھیریا میں آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا جا رہا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ انہی سے میں بیٹھنے لگا سمک یلداقی نے حباب مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بن کر چھیریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں خادموں نے کہا کہ بارہ درمی میں بیٹھے ہیں پوچھا کہ قیدی کہاں ہے خادموں نے کہا کہ پہلو سے بارہ درمی میں جو چھوٹا مکان ہے اُس میں قید کیا ہے سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ درمی میں بیٹھا ہوا صفت گل و بلبل کر رہا ہے منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہے باغ کی جانب دیکھ رہا ہے باغبان بچے کو جو آتے ہو سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد میں ہے کیوں اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین منت بکار رہی تھی کہ مجھے باغ میں آنے دو میں اُس حسین پری پیکر کو دیکھ کر ایسا گھبرا گیا کہ طائر ہوش اُٹھ گئے اُس وقت سے گھبرا یا گھبرا یا پھر تاہوں آخر کو دل میں خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجئے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں دروازہ کھول دوں اُس کو آنے دوں یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتوں میں لگا کر بارہ درمی پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغ پہلو میں اسکے رکھا ہے سمک نے کہا کہ کیوں حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہے اور دو تلواریں آپ کیوں لگائے ہیں اور یہ تیسری تلوار کیوں قریب رکھی ہے زرہ کو پہن لیجئے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہیں کہ جسکے گھمنڈ پرستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزار ہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس پر اب رہتے ہیں الماس جاگر خوار جادو و منظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہا ہوں کہ صبح کو آگ برساؤ لگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آویں گے اپنا اپنا نیرنگ دکھائیں گے مین پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ نقطہ اشارے کی دیر ہو سمک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی بجا رہا ہو منقار نے کہا کہ مین تیرے ساتھ چل کر اُسے گرفتار کر لوں یہ کہہ کر منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں سمک نے تینوں چیزیں لے لین کلاہ کو لیکر طرف رسم کے بھاگا زہرہ و تیغہ اٹھانے سے سمک کے نہ اٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رسم کے آیا کہا کہ اے شہر یار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر زہرہ و تیغہ مجھ سے نہیں اٹھا رسم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر رسم کے رکھی ماراں سیاہ جو دہن کھولے ہوئے رہا مین منہ سے نکال رہے تھے اُن سب نے کپچے اپنے جھکالے رسم نے کہہ مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماراں سیاہ زمین پر گرے رسم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ درمی کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زہرہ مین لی بارہ درمی باہر نکلا منقار اُدھر دروازے پر جا کر بیوی یا کسی کو بجاتے نہ پایا دہان سے پلٹا تھا دیکھا کہ تیغ بکف غلشاہ بارہ درمی سے آتے ہیں منقار نے ایک پیچ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو مین پھر وہ ہی سحر کرتا ہوں کہ دنگی آئے اور تحفہ جات اُتر والے مین گرفتار کر لو لنگا دس ہزار ساحر اندہ بلوغ کے گھس آئے رسم تیغہ ہفت جو ہر کھینچ کر نعرہ کر کے ساحر دن پر جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے چھپا آتش بازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے برڈال کر طرف صحرا کے پھینکا مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک رنگی سیاہ فام بد انجام مثل تو سے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہوئے تلوار چمکاتا ہوا قریب ستم کے آیا بجا کر کہا کہ اے رسم تم رسم ہو فرزند محرم و محترم امیر ہو زہرہ اُتار کے مجھ سے مقابلہ کر دو سمک نے پہلو سے آواز دی کہ اے شہر یار براے خدا اسکے کمرے میں نہ آئیے گا رسم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا یہودہ کہتا ہو تلوار تیرے ہاتھ میں ہو کیونکہ میں نے دیکھا کہ تیرے ہاتھ میں تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر بر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اسکی تیغ ہفت جو ہر بر ہی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ میں رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہ ہاتھ تیغ ہفت جو ہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرنے ہی منقار کے منٹھ سے خون جاری ہوا بات نہیں کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پٹیا کہ کہ میں نے یہ سحر کیوں کیا یہ سوچ کر جا بھتا ہوں کہ منٹھ بند کروں بند نہیں ہوتا منٹھ کھولے کھڑا ہی خون کے قطرے گر رہے ہیں کہ رستم لغزہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اس کے علم شاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج میں آیا افسروں سے اشارے کر رہا ہو کہ طلسم شاہ کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہیں کہ ہمارے مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہیں فرماتے اشاروں میں لفظ ادا کرتے ہیں بچار بچار کے سرداروں نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منٹھ کھول کر زبان دکھائی سرداروں نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا زور نہیں پکڑتا دور جا کر کام نہیں کرتا وہاں ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب میں بیہوش پڑے ہیں جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے لغزہ کی آواز سنی سب تلواریں کھینچ کر اٹھے اس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ میں مصروف ہیں ابھی سب آ کے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوج میں اندر سے قلعے کے چلین سماں نے جب دیکھا کہ علم شاہ جنگ میں مصروف ہیں تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہما سے اور ننگ نشین میں چلا اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ میں پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن سرنگوں کی طرح فونگ کھینچ رہی ہیں گھبراہٹ میں ان سب میں مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے کیونکر رہائی پائی سماں نے بیان کرنا شروع کیا باتیں کرتے کرتے اپنے پاس سے گلابی ان نکالین ایک ایک سب کو دی کھینچ لکھاتے ہی بیہوش ہوئیں چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالوں قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون  
 برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہیں اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا  
 جا رہی ہو ملکاری کہ ادگیسو پریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا  
 سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں  
 ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے کٹدی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب  
 دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے میں نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آور نہ دروازہ  
 توڑ ڈالو نگلی میں سمجھ گئی کہ تودہ ہی عیار ہو ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا  
 گرداب نے ہاتھ رکھ کے کہا مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے میں چھپا گرداب جاؤ  
 ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے بیوی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے جواب دیا  
 کہ گرداب چمچ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لوں دیکھا کہ اور کنیزین بھی  
 بلوہ کیے ہوئے آتی ہیں دور سے کنیزوں نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہو اور ایک عورت  
 قتل کیا جا رہی ہے وہ ہیں سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے  
 بھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتش بازی طرٹ کنیزوں کے مارا شعلے اُڑے  
 اب زمین شق ہوئی گرداب سمین سما گئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا  
 بعد پتھوری دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہاں گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزوں  
 کو مقرر کیا سمک ایک گوشے میں چھپا تھا وہاں سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین  
 بیٹھی ہیں جو آتا ہوا آسکو منع کرتی ہیں سمک گرداب کی شکل بنکر پکڑا ہوا دوڑا کہ اری کبھو  
 زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کے چلین سمک شکل  
 گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آہو بچا اب اٹھے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے  
 سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ مر پ کر زیر قلعہ پہنچا  
 رستم پڑ رہے ہیں کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گرین زیور اتار اتار کے مارنے لگیں کبھی  
 بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سڑا گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہیں حلال کش  
 بارہ ہزار جادو گروں سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب ملشاہ

مصرف جنگ بین ایک جانب ملکہ ہمارے اور نگ نشین سحر کر رہی ہیں جب سحر کیا زمین ہلاؤں  
 حملال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جا دو سپہ سالار گرداب کا کھل فوج  
 کو ترغیب جنگ کر رہا ہو اور خود بھی ساحر زبردست ہو ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہو حملال کے  
 بھی سحر روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اٹھائی رستم سے کہا کہ گئیں کہ افسون جا دو باوجان کا شاگرد  
 رشید ہو نہایت سحر میں دخل رکھتا ہو مگر ملاحظہ کیجئے کہ میں اسی کے مقابلے میں جاتی ہوں  
 آنکھ ملا کر لفرہ کیا کہ او افسون جا دو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جا دو نے  
 جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تازمین ہر ٹکین بلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تر پڑے  
 سحر گیا پیشانی پر پینہ آگیا بتقرار ہو کر پکار اٹھا کہ ای جان جان وای آرام دل مشتاقان اور  
 سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقین کے سامنے سے نہ ہٹو  
 ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لیں جوش رقت ہو اب تو قلب کی عجب کیفیت ہو۔ نظم

صدے گزرے ایذا گزری	ہجر میں تیرے کیا کیا گزری	ہجر میں جان رہی یا گزری
رند کو توبہ کیا گزری	کیا کمون تجھے حالِ فرقت	گزری جو کچھ حبا نا گزری
گزرے جسم ہم دنیا سے	ہمنے حبا نا دنیا گزری	کس سے کہے کون سنے گا
کیا کیا گزرا کیا کیا گزری	مر بھی گئے واہ ری غفلت	آنکھو خبر بھی نہ ملا گزری
کافر پر بھی گزرے نہ ایسی	ہمیر جو بیت تر سا گزری	وقت مرگ یہ جی میں گزرا
دندگی دہنی سب گزری	دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا	بیش نظر اک دنیا گزری

کیونکر جھیلی آفتِ فرقت | ارنہ کہو دل پر کیا گزری |

یہ اشعار پڑھتا ہوا سلنے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم میں تابعدار ہوں جو حکم دیجئے وہ بجالاؤں ملکہ نے  
 اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کیے افسون پڑھا گو لے مارتا ہوا فوج کو بلال کرتا ہوا فوج  
 گرداب کے جاتا ہو راہ میں جس اہل فوج نے روکا اسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا  
 میں گرداب کے لیے جاتا ہوں کئی افسون کو قتل کر کے سلنے گرداب کے پہونچا لکارا کہ او  
 گرداب اسی میں خیر ہو کہ میرے سامنے چل آ میں سرکاٹ کے تیرا سامنے محبوب جاتی دیار  
 جاودانی کے لجاؤں گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیوں سے کہا کہ دیکھو صاحبو اڑکی نے



کیا خوب سحر کیا ہو کہ افسون جادو ایسا افسلہ بنے ہوش میں نہیں ہو ہمارے قتل کو آیا ہو اس  
نگوڑے کو اس طرح قتل کر دین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئیں اور مجھ کو ترس  
نے آئے یہ کہیں افسون کو لکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون جیری قضا آئی ہو  
میرے شوہر نے مجھ کو سحر سکھا یا اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچایا اور اسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اس  
نگوڑی کے عشق میں تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کسی نشین جیرے ہاتھ سے مارے گئے  
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہو افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کر کے جا ہا گولے کو پلٹاؤن کہ  
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ میں وک لیا  
اور اس سحر بڑھ کے پھر وہ ہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ابکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی ترش  
کے خون جلو میں لیا گولہ آ کے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اسی گولے میں جذب ہوا گرداب  
نے وہ گولہ ہاتھ میں لیا جھج دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری  
و جمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون جلو میں لیکر  
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر میں کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکز  
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ میں بڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے  
کار د سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک تیلہ فولادی اٹھین سے پیدا ہوا  
گرداب کو لکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہو کہ فولادی تیلہ ہو یا کسی رنگی سیاہ رو کا نیچہ ہاتھ میں لیے  
لکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرا لے علماء رنگو  
قتل کیا حملال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہنچا فوج گرداب پر شکست پڑی و امنہ قلعہ میں  
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا بھڑک رہا ہو علمہاے فوج سرنگون کیجے دشمنوں کے خون  
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک  
طرف سے ملکہ ہماے اور نگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے حملال سرکش لڑتا ہوا آتا ہو  
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے میں جاؤنگی یہ تیلہ سچیانہ چھوڑ گیا اس بھاگنے میں پکار کر آواز دی  
کہ اے مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بٹھارہیگا یہ کمال کس دن کام  
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہنچ چکی ہو تیلہ بھی قریب پہنچا ہو جاہتا ہو

کہ بڑھ کر گرداب کو بخندہ مار دن کہ ایک آندھی سپاہ اٹھتی زمین تھرائے لگی ہوا اس اندھ  
جلی کہ چلے پیچھے ہٹا جا رہا ہو جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھیں ہوا کا جھونکا بڑتا ہو کہ پیچھے قدم  
اُسکے اٹھ جاتے ہیں دیکھا سب نے اس قدر غبار اٹا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلو سے  
کوہ سے ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر آگے بٹھتے  
سقا رین کھول کے پکارتے تھے کہ اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمہارا آگیا  
مواج سمندر نشین آتے ہیں ایک عندیہ فوسفور یا غول عاشقانہ گال لگی ظلم

ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے  
اندوہ دیاس وحسرت و حرمان نکل گئے  
روئے ہوئے جدھر ترے گریبان نکل گئے  
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے  
دہن سے ہونے کے چاک گریبان نکل گئے  
ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکل گئے  
ہم چین ہوئے کے سوئے پرستان نکل گئے  
دیوانے ہوئے کے سوئے پرستان نکل گئے  
تیرے نفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے  
یارب کہہ وہ سلسلہ جنہاں نکل گئے  
مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکل گئے

نکل گئے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامن نکل گئے  
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے  
سیلاب اشک کو سون تلک موج زن رہا  
ثنا بت رہا میں آج تلک اپنے قول پر  
دست جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم بھا  
کہنا تمہارا کافر و مینا رنے کیا  
وہ لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے  
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا  
صبا دنا کجا یہ تغافل شعار بان  
تھرپک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر  
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہوئے رند

اس طرح طاعروں نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش بر آواز ہوئے اور اُسی جانب سے دیکھ  
رہے ہیں کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریا سے قہار و زخار لطمہ خج آفت زار غراٹا مار کے  
پہاڑ سے نکلا تمام صحرائیں پھیلنے لگا ملا زمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ چلہ کہ جو  
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہو ایک سنگ دریا سے نکلا طرٹا اس چیلہ کے چلا چیلہ نے چاہا کہ  
بھاگوں لیکن سنگ نے جھپٹ کر اس چیلہ کو دہن میں لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش  
خروش دریا کا دبدبہ بڑھتا جاتا رہا جس طرف دریائے جوش مارا ہزاروں کو ڈوب دیا کشتی

حیات کی طوفانی سارمان حملال کہ پناہ پائی دشوار ہو دل پانی پانی ہو سے جلتے ہیں حباب  
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہ بیان حملال کو دیکھ رہے ہیں جسکی نگاہ حباب پر پڑی ہو اوزد  
و وحشی شمال دریا میں بچا نہ پڑا اور غرق ہوا ہزار ہا ہمراہ بیان حملال غرق دریا سے حیرت  
ہو کے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہیں دریا کے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر مچھلیاں  
کہ جسکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہیں تروپ تروپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم جب تیغ ہفت پیکر  
کو چمکاتے ہیں مچھلیاں ہٹ جاتی ہیں باس رستم کے نہیں آتیں حملال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا  
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی خوش و خروش ہو مچھلیاں کل کر  
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں مچھلی کمر میں لیٹ کر ساحر و غیر ساحر کو دریا میں کھینچ کے لیجاتی ہی  
جو گرا وہ غرق ہوا ملک ہمارے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ اے حملال یہ سحر ہٹے  
خالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہو کہ وہ کاوش بالکل بیکار ہو وہ ہڑاساحر نامی و ناموس ہے  
ہفت پیکر نے اپنا قوت بار و قرار دیا برسوں اس کے ساتھ انتظام میں رہا خدائی کو اسکی  
رواق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دینے کے اور کوئی چارہ  
نہیں ہو اب جان دینے رستم کو چھوڑ کے کہاں جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو ہنگامہ مل گیا  
اس وقت سے افسون ہوش میں ہو کر داب کے آگے ہڈ کر رہا ہو کہ خطا میری معاف کیجیے  
میں نے جو کلمات سخت آپ کو کہے میں اپنے ہوش میں نہ تھا خطا وار ہوں آپ کا گنہگار ہوں  
گر داب نے کہا کہ اے افسون تم سے یہ امید تھی اس چھو کر نے جو نگاہ سحر آگین ڈالی  
اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے حملال و ہمارے اور رنگ نشین قریب رستم  
کے آگے ایک نابو میں تینوں کھڑے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ گھوڑے سے اُتریں اور نہیں سکتے  
گھوڑا بے لگائی کرنے لگا ایک مقام پر چو گھوڑے نے طرارہ پھر رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طرارہ  
طرف صحرانے کل گیا ایک زرغون نخلستان میں جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اڑا رستم مع مرکب  
غائب ہوئے ملک ہمارے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا نہ دیکھا بقرار ہو گئیں چاہا کہ  
عقب میں رستم کے جاؤں شاہزادے کو اس بلا سے ناکامی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک  
ہنگامہ کلان نکلا ملک ہمارے اور رنگ نشین نے بہت سحر اس ہنگامہ پر کیے جو رما مار لکھنا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر ننگ نہ رکا جو حجابی چلا آتا ہوا چار  
ہو گئے دو پڑشل دم کے پھینک مارا ننگ اس دم میں پھڑکا دم کو کٹھڑے کے کٹھڑے  
کر ڈالا ملک ہمارے اور ننگ نشین پر جا پڑا وہن میں لیکر دریا میں پھانسا حملال سرکش  
نے کئی تلواریں پھینکیں کئی خنجر سحر کر کے پھینکے ننگ بڑا تیر نہ ہوئی ملک کو لیکر غرق ہو گیا  
وہ سراننگ دہن کو مثل قہر بلا کھولے ہوئے حملال پر جا پڑا حملال نے قصد کیا کہ  
بھاگ جاؤں لیکن ننگ نے اس طرح گھبرا کہ دم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا  
کہ زمین نے پاؤں تھام لیے انتہا کہ وہاں کچھ نہ تھی آخر ننگ حملال سرکش کو بھی نکل گیا  
اور دریا میں پھانسا پڑا حملال بھی غائب ہوا ننگ نے دور سے غائب ہونا رستم و ہما  
و حملال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے میں سارا الشکر غرق دریا سے شبیت ہو کسی کو معلوم  
ہوا کہ سب کیا ہوئے منقار ایک گوشے میں کھڑا ہوا موج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہو کہ یہ  
کوہا سحر ہو خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دیے ہیں انکا کون سامنا  
کر سکتا ہو گرداب جادو بھی یہ سب معر کے دیکھ رہی ہی کنیزوں سے کہتی ہو کہ میرا شوہر آگیا  
مواج سمندر نشین انکا نام ہو کسی نے سچ میں سب کو غرق کیا میان حملال پر کیا گذری  
مگر چھو کری کو جو ننگ لے گیا وہ خاص موج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے میں  
دریا بلٹ کر درہ کوہ میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے  
کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے موج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ باؤں سے قطرے  
پانی کے ٹپکتے ہوئے جو شان و خرد شان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزار ہا ساحر افسون جادو نے  
بڑھ کر استقبال کیا موج نے پوچھا کہ اے افسون تمہارا ہمارے اور ننگ نشین نے  
کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ چلے گیا ہوا اسکو میں نے کوٹھڑی میں بند کر دیا منقار کا آگے ہاتھ  
تھام لیا کہا کہ اے فرزند تنے بڑی سختی اٹھائی ہزار ہا افسر تمہارے مارے گئے اب اسی جینے  
میں طلب کشا کو قتل کر کے ہمارے اور ننگ نشین کو تمہارے ساتھ کر دو لگا فقط بھونری  
پھرنا باقی ہو میں ذرا مطمئن ہوں تو اسکا سامان کروں اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہاں  
ٹھہرنا بہتر نہیں طلب کشا میری سرحد میں آگیا میں نے گرفتار کر لیا ہر جہد کہ میرے قبضے میں

نہیں جو مگر بہت بھان و کار و دستخان ہو اب زندہ نہ بچیکا سبک یہ سب معلیٰ دریافت کر کے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا فیہ ہوئے مگر تھہ جات پاس موجود ہیں شاید اسے کچھ مطلب ملے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گداری کہ گھوڑا جو انکو لہکا بھاگا قریب زرہ شہستان کے پہونچا یہ لگامی کرنے لگا رستم عاجز ہو کے اسکی نصیحت سے آخر ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں بلا رہی ہیں رستم جو کنیزوں کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بلایا ہو رستم نام معشوق شکر کنیزوں کے ساتھ ہوئے ایک باغ میں جا کے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہارے رنگارنگ و شکوفہ ہارے بو قلمون خند لبیان خوشنوا مصروف زعفران نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختوں پر مصروف شگفتگی ایک جانب ہرین بعد وشن غریب ہر موجے سے ظہور تیغہ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزار ہا طائر سرچشمے پر جمع ہیں حاکم بحر و بر کو بکار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزیں ساتھ ساتھ ناز و کرشمے اٹھاتی ہوئیں قریب بارہ درہ کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ درہ میں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین مسند پر بیٹھی ہیں گرد کنیزیں رستم کو دیکھا کہ اپنے مقام سے اٹھیں بکار کر کہا کہ ای شہر بار آئیے کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرائیں آئیں گے میں بلوا لونگی شکر ہو کہ آپ مل گئے رستم نے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ بھی اتار کر رکھئے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہر بار ایک کسرا تھی ہوزرہ بھی اتار دے یہ اطمینان بیٹھے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اٹھالیا اپنے پہلو میں رکھ لیا کہا کہ ای شہر بار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا میں نے بہت پریشانی اٹھائی بڑی جنگ بڑی مواج سمندر نشین تھے آگے آفت ہر پاکی سامنے جو نازنین تھیں تھیں اسکو اشارہ کر کے کہا کہ بوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اٹھا کر آئے ہیں اس کنیز نے ساندون کو اشارہ کیا ساندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علیشاہ بے اندیشہ بخام پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہر بار زرہ بھی اتار دے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اتاریں کہ اس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر یہ جب سے تری کا کل رسا آئی  
 نہ آیا لب پر مرے ایک حرف مطلب کا  
 گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم  
 یہ بیجا بے ہوسے بزم غیر میں صاحب  
 کر لگا عشق نصرت تو دیکھنا وہ بری  
 خیال زلفت میں دم گھٹ گیا تو صدق ہوا  
 شبِ فراق کی کالک سے دم نکلتا ہو  
 ہزاروں مر گئے اُسبہر سسکتے ہیں لاکھوں  
 مثالِ حرفِ غلطیوں مثلاً یاد دل سے  
 پہونچ رہی ہو تو اتر مجھے خبر گل کی  
 شگاف کر دیا سینے کو نوکِ خنجر سے  
 کہا تھا کسے تجھے شغلِ عشقِ بازی کر  
 غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی  
 سنا ہو رتہ نہ دی جان جسکی فرقت میں

وہاں جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی  
 زبان نہ کام دمِ عرضِ دعا آئی  
 تو روحِ قیس کی لینے کو پیشوا آئی  
 تھیں تو شرم نہ آئی مجھے جیسا آئی  
 پیا وہ گھر سے کھلے سر برہنہ بلا آئی  
 ہمارا وقت برابر ہوا قصہ آئی  
 اتنی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی  
 عجیب روگ ہو یا رب یہ کیا و بلا آئی  
 مری وفا بھی نہ کچھ یاد چوٹ آئی  
 ابھی نسیم گئی تھی کہ کب صبا آئی  
 کو اڑ چھاتی کے کھو لے ذرا ہوا آئی  
 بتا تو ادول نادان یہ جی میں کیا آئی  
 خدا کا قسم پڑا تجھ کیسا بلا آئی  
 مزار پر وہ بری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھوٹے لگے ہر مرتبہ زہر آتا رہے  
 ہاتھ ڈالتے ہیں بعدِ تھوڑی دیر کے ساتی بچے حاضر ہوئے دورۂ جام چلنے لگا رستم بھی برابر  
 پی رہے ہیں اُس نازنین سے بوس و کنار میں مصرت ہیں سامانِ محفلِ عیش و نشاط پر  
 موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دہمدم عرض کرتی ہو کہ اسی شہزاد  
 کینز نے بڑی بڑی کد کا دوش کی بڑے بڑے سحر کے مواجِ سمندر نشین کے سحر پر غالب  
 آتا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ دہلے  
 میدان میں بیہوش پڑے ہیں انکی تہ بیدار جب و لازم ہو اگر کینز خیر و عافیت سے رہی تو  
 صبح کو آپ کے ساتھ چل کر ان سب کو رہا کر دوں گی شب بھر حضور تامل کون سبک بھرتا بھرتا  
 اسی بارغ میں پہونچا گانے کی آواز سکر دیوار بچاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کینز کو

بیہوش کر کے صحبت میں آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہو کہ زرد نہ آتا رہے گا تیشہ دکلاہ کیا کیا  
رستم حیران ہیں کہ یہ کنیز کون ہو کہ جو تیشہ دکلاہ کو پوچھتی ہو اور زردہ کو منع کرتی ہو نہ آتا رہے  
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہیں اور ٹھٹھر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گزری سبک لپٹے  
دل میں سوچتا ہو کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلوں گا یہ نازنین کمر کی بائین  
کر رہی ہو یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہمارے اور رنگ نشین نہیں ہو دم دے رہی ہو اور فقرے  
کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زردہ آتروا ہوں سبک نے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زردہ  
نہ آتا رہے دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش آہ تا بان مع فوج ذابت ہسوارگان  
قصر مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زہین پوش بعد خوش و خروش مع فوج ضیاء  
شجاع غالب آکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سبک جا ہوتا ہو  
کہ اشارے سے الگ بلاؤں رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اُٹھے  
مثل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کو ایسا کام کیا  
تخفے حاصل ہوئے سبک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشہ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہو  
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیشہ دکلاہ تو پایا ایک کنیز ہو کہ وہ اشاروں سے بار بار  
منع کر رہی ہو کہ خبردار زردہ نہ آتا رہے اسی وجہ سے زردہ حاصل نہیں ہوئی وہ تاجدار غصے  
میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اونا لائق جنگو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت میں رہی ناز و غمرہ  
کیا کی اب ہم سمجھ لیں گے معلوم ہوا کہ تیرے کپے سے کچھ نہ ہوا یہ کیلے جھپٹا ملکہ کی کمر میں  
بیچہ دیا ملکہ نے بکار کر آواز دی کہ اے شہر بار بچا چھے یہ عاشق فاسق مجھ کو بے جاتا ہو خدا  
اکے ہاتھ سے بچائے اب آپ سے کہو نہ کر ملاقات ہوگی رستم بدھ اسکر دڑے چاہتے ہیں  
کہ ملکہ کو رہا کر دیں مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اٹ گیا سب کنیزیں و دروہین کہ ہو اے شہر بار آپ نے  
ملکہ کو نہ بچا یا نہ اٹھالے گیا ہم بھی اُنھیں کے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جا کر کنیزیں  
بھی غائب ہوئیں رستم صرٹ اکیلے کھڑے ہیں یا سبک حاضر ہو یہ عرض کر رہا ہو کہ اے شہر بار  
یہ ہمارے اور رنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھوں میں آنسو  
بھر کے کہا کہ اے ہنر والا اگر ایسی معشوقہ پر پھر اُسکو یوں دشمن لیجائے اور ہم سے کچھ



نہ ہو سکے نہیں معلوم کہاں لے گیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نور دی بادیہ پیا  
کونکا جان دوں گا خیال میں اُس مہ جین کے یہ کیفیت ہو نظم

زمینہ اس جہاں یہ چین بر چین نہیں  
نافق کیا یہ گمان ہو کہین ہو کہین نہیں  
دو لون جہان میں اُسکا ٹھکانا کہین نہیں  
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں  
کیا کیا ہوا مین ورنہ جہان میں چلین نہیں  
کافر مین روز حشر کا جن کے یقین نہیں  
خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہیں  
وہ کونسا حسین ہو کہ چین بر چین نہیں  
تلوارین تیری چال یکساں چلین نہیں  
اس عار مین قدا کیا کوئی تار مین نہیں  
وہا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہیں  
کس کس نے میری قبر سے آنکھیں نہیں  
موجود دو گواہ یا رو میں نہیں

معشوق اور دوسرا مٹا حسین نہیں  
وہ کونسا مکان ہو تو جہیں کہین نہیں  
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا  
مشہور اک جہان مین مین عشق باز ہوں  
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی  
ہو گی قیامت اُس قد و قامت ایکدن  
ویر و حرم مین شیخ و برہن تباہ مین  
لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی  
کس دن کٹے نہ قدموں پہ دو چار کے گلے  
خدمت مین جسکی ہو وے نہ بڑے کوئی  
وصلت شباب سیم بہن سے نصیب ہو  
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہو  
اکٹار کیا کر گیا تو عصیان کا اپنے رتہ

یہ اشعار علامہ نے پڑھے اور سبک سے کیا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب پھر اہو  
ہم مین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس بلی محل نشین کے  
اسی صحرا مین بھرن گئے آخر کہیں تو بچہ ملیگا ہر جنہ سبک نے سمجھا یا مگر رستم نے دانا گریبان چاک  
کیا کلاہ سر بردار و ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہیں نہیں سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے  
نکلے نام معشوق زبان پر بقرار و مضطر کانٹوں کے جنگل مین دوڑتے بھرتے ہیں اگر باؤں  
مین آبلے پڑے اور مہین کا نٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بقرار ہو کر ڈالنے  
لگے۔ فر و قمر کا نٹے تلون سے کالین گئے ہمیں ہوش آیا + درد اوی دشت دل بار  
چھٹے جاتے ہیں + دیگر مبر و طاقت بھی نہیں دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا

وحشت دل یار چھٹے جانے میں + سبک پر چند سمجھاتا ہو کہ اس شہر یار تیغہ و کلاہ تو آپ نے  
 ہاتھ سے کھو دیا اب زرہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکہ سے لے لین اپنے کو ہوش میں  
 رکھیے رستم اسکی سمجھانے پر فرماتے ہیں کہ اس سبک مہر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق  
 پر پھرہ نے منہ موڑا اب دیکھیے معشوق پر پھرہ کیونکر ملے سبک نے عرض کی کہ ایسے صحرا  
 میں حضور آ پڑے ہیں کہ بیان سے نکاسی دشوار ہو غلام تلاش میں ان مفسدین کی جانا ہو کہ  
 اگر مبتلا ہو تو انکو تلاش کرتا ہوں جب تک مواج نہ قتل ہو گا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑیں گے  
 یا مواج کو قتل کروں یا اپنی جان دوں دیکھوں انجام کار کیا ہو یہ کہ کے سبک نے رستم  
 کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش میں اس عجائب و غرائب کی جلا اب  
 حال ملکہ ہمارے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہوں کہ یہ بیہوش ہو گئی تھیں نہیں معلوم کتنے  
 عرصے تک بیہوش رہیں بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں  
 پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ کیوں  
 اسی ہمارے اور رنگ نشین تھے باپ کے قتل پر کمر باندھی جا ہا کہ صحرا کے گرد اب نشان  
 کو فتح کرا دوں یہ صحرا کے گرد اب نشان ہو تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم  
 کیا ہو موزوں نام تمھارا گرد اب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا اسے ہمارے  
 اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہو کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجا میں  
 قدرت تہرنگاہ ڈالیں گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہو کہ نام پر طلسم کشا کے جان  
 دہی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہیں بات کا اس زنگن کی جواب  
 ملیں دینیں وہ زنگن کبھی منتیں کرتی ہو کبھی خوشامد کرتی ہو ملکہ کچھ جواب نہیں دینیں  
 سرگون بیٹھی ہیں ملکہ قواس حال پر طلال میں ہیں مگر حملال سرکش جو بیہوش ہوا بعد  
 عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں  
 پہنے ہوئے ایک قفس میں پایا چار زنگی قوی تن قوی من دیدم ڈراتے ہیں دھمکاتے  
 ہیں کہ کیوں اس حملال نے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوئے طلسم کشا کا  
 ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت میں بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمھارے عجب طلسم کشا کی نشان دینے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب  
 قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ رنگی حملال کو ڈرانے میں بعد آٹھ پہر کے آب و دلائے میں  
 دور و میان خشک اور ایک آنچورہ پانی کا بیشکل حملال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہو حملال  
 تو اس حال میں ہی لیکن سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک  
 نازنین گلگون بوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہو چند کنیزیں گرد و چمن خد سنگزاری کر رہی ہیں  
 سماک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اس گلگون بوش کے پہونچا کنیزوں نے جہانم لیا  
 تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون بوش اس نازنین کا نام ہو بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ار سے  
 تخت لاؤ میں اپنے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے  
 کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل  
 بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُٹھتا ہوا چلا بعد غلطی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ  
 تھا اُس میں تخت کو اتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہو وسط میں باغ کے ایک چوڑے  
 بلور کا بڑا سپر سند شاہانہ بھی ہو اُس پر ایک جوان نامدار لہجہ افسری بیٹھا ہو گرد و خادم  
 کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اس جوان نے بیکار آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں  
 نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغ و کلاہ کہاں رکھا ہو نسیم نے کہا کہ صاحب تھے وہ ویر  
 سپرد کی ہو کہ آٹھ پہر اسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی  
 ہر وقت یہی فون رہتا ہو کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر عیاری کرے میں  
 ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہہ تیغ و کلاہ سامنے رکھا اس جوان نے دیکھ کر آواز دی کہ  
 قنطور مردم در اسکا نام ہو کہ اے ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اس صحرا میں جاؤ  
 کہ جہان طلسم کشا دیوانہ وار و وحشی مثال بھیر ہا ہو کسی فطرت سے ذرہ بھی اُتر و لاؤ تو میرا سحر  
 بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا بہار سے سر ٹکڑا کر جہان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی تہ  
 ارادہ کیا کہ جاؤں اور ذرہ اُتر و لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ  
 اے نسیم خبر دار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہو دیکھ کر ایسی بے قرار ہوگی  
 کہ ذرہ لینا کیسا تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر ذرہ کی خواہش ہو

تو قطور کو بھیجو کہ وہ زرہ سے لے قطور نے کہا کہ ای ملک میں ابھی طلسم کش کو بلاتا ہوں یہ کہیں  
کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحرا سے بجز ان میں پہنچا اور شکل ہمارے  
اور رنگ نشین طلسم کش سے ملاقات کرنا لگا کہ بیان لگا کہ میں کسی ندیر سے زرہ بھی لے لوں  
کہ حملت پاؤں حملال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اسکی خطا معاف نہوگی سبک نے دیکھا کہ وہ کنیز  
روان ہوئی بیان رستم اسی جنگل میں روانہ وارد وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت تھا  
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سائے میں ملکہ ہما کو بچار رہے ہیں بیابانی جو زیادہ  
زور کرتی ہو بچار رہے ہیں کہ ای ملک عالم اب صورت دکھا دو دل کی بقراری بڑھتی جاتی ہو  
اتو ہاری یہ کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

درد مند دن نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا  
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا  
تمنے انداز زمین اپنی اوا کا دیکھا  
آئی جب راستہ برسوں ہی قضا کا دیکھا  
سر کے اوپر قرے سایہ بھی ہسا کا دیکھا  
کار خانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا  
قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا  
گرم جسے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا  
تیرے پھرتے ہی آدھی سہی جن میں جھائی  
سائے آئینہ رکھتے تو غل آجباتا  
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا  
اسو شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہو جو تو  
سیر تنہا کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے  
سرو شمشاد و صندبر کو بنیں کچھ نسبت  
کوئے قاتل کا تماشا سے دکھلاؤ

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہیں بقراریاں کر رہے ہیں کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق  
صداوت دایار موافق میں قہر خانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بقرار کیا کہ آخر  
صبر نہ ہو سکا شکر ہو کہ نکو بجز دعا فیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل  
نخل شاغفہ ہو گئے یہ کہتے ہو کہ درد آق منظر چشم من آشیاء تست + گرم  
و فرو دا کہ خانہ خانہ تست + ای لیلای عصر دای سلماے دہر ہمارے فراق نے روانہ  
بنایا اس حال کو پہنچے کہ اس صحرا میں ابے مارے پھرتے ہیں آرام نہیں ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ  
ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہو وہاں تشریف لے چلے آرام سے بیٹھے وہ تازین بھوڑ

ہمارے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت ملنے کی  
 تحفہ عبات بھی مل جائیں گے آپ نے تیغہ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت کو بخشہ کو کیا گیا۔ رستم  
 نے کہا کہ اے ملکہ عالم مجھے یاد نہیں کہ وہ چیزیں کیا ہوئیں انکا حال نہیں معلوم کہ میں نے  
 کیا کیا میں خود متعجب ہوں کہ تیغہ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت کو بخشہ کو میں نے کیا کیا۔  
 اس نازنین نے کہا کہ اے شہر یار بلغ میں جل کر رہا ہوں اور کنیزان چیزوں کو تلاش  
 کرے شاید دستیاب ہوں راہ میں باتیں کرتی ہوئی رستم سے ناز و کرشمے کرتی ہوئی لیکر  
 قریب باغ کے پہونچی بیان سمک نے باتوں میں رنگ جھایا ہو نسیم و قنطور کے سامنے  
 غزلین گامین، احوال، سحر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہو  
 مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلے رستم رشتہ خام میں بندھے ہوئے ساتھ  
 اس نازنین کے چلے آتے ہیں جو جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہیں فرماتے  
 آخر کو بلغ میں وہ نازنین رستم کو لائی روش پڑی ٹوک کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور  
 اٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند  
 بچھائی رستم کو بٹھا کر رستم آئے اس مسند پر بیٹھے ہمارے اور رنگ نشین نقلی پہونچیں ہر  
 بیٹھیں قنطور نے کہا کہ طاسم کشا معشوقہ کو بے بیٹھے ہیں اری گانہو سامنے طاسم کشا کے  
 گاؤ۔ سمک اٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کہ یہ غزل شروع کی ٹیٹسم

اور خاموشی سے میں عاشق دلیکیر سفید  
 جاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید  
 زرد ہو کر گل سوسن تو طیار شیر سفید  
 کیا مس قلب کو کرتی ہو یہ اکسیر سفید  
 شمع کا فوری سے ہو خامہ تحسیر سفید  
 بنے پوشاک ہر اک عاشق دلیکیر سفید  
 پر تو ماہ سے رہتی ہو یہ نعیم سفید  
 نہ جھڑی اور نہ منہ پر سے ہوشمیر سفید

پہ

فرو ہوئے ہیں سکر تری تقریر سفید  
 وہ سید کار ہوں ظلمت کردہ دنیا میں  
 لب جانان کی کبودی جو آئین دیکھا ہوں  
 خاکساری سے ہوا آئینہ اول روشن  
 سردھری بتان کی جو حکایت لکھوں  
 عید کا دن ہو بغلیگر وہ دلبر ہوگا  
 دل منور ہو خیال رخ نوزانی سے  
 سخت جانی مجھے قاتل سے نہ زندہ کر

ہر زمین پر ہونی اب وہو کی تاثیر  
 غم، ہجران سے لیتا ہو جو تک کی طرح

مردم رنگ سپید مردم کشمیر سفید  
 کیون نہ ہو رنگ گنج آتش دلگیر سفید

اس گن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہوں  
 سب پر رنگ جما چکا ہوں نسیم و قنطور بیان کے حاکم ہیں آپ کے اقبال سے انکو مارا جاتا ہوں  
 کلاہ ہفت گوشہ و تیفہ ہفت جو ہر بھی بیان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاد ہو اور طالع  
 مردگار ہیں تو ان سب کو باب کے تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہوں رستم خاموش  
 بیٹھے ہیں رستم کے دل میں بھی سہائی ہو کہ معشوقہ اصلی بیلو میں بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور  
 وہ کہ رہی ہو کہ اسی شہر یار میں آپ کے فراق میں اسقدر بے قرار تھی کہ قید خانے میں تڑپ  
 تڑپ کر لیس کرتی تھی زنگن سیاہ رو مجھ حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنگ  
 سے نکال مشکل اُسے سوزن نکالی لکھتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش میں مصروف ہوئی اب  
 یہ باغ ہمارے بزرگوں کا ہو ہوا آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہو یہ دونوں جو حاکم بیٹھے ہیں  
 یہ ہمارے گھر کے ملازم ہیں جو کہ ہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہوں شکر ہو کہ آپ بھی  
 موجود ہیں اب جو کہے گا وہ ہی ہو گا رستم یا توں پر لکھ ہمارے اور رنگ نشین کی نہایت  
 بیقرار ہیں کبھی ہاتھ بڑھاتے ہیں کبھی مٹھ بڑھاتے ہیں کہ پوسٹوں کبھی چاہتے ہیں کہ گلے  
 لگاؤں ملکہ طرف کینزوں کے اشارہ کرتی ہیں کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرام زادان اسی جانب  
 دیکھ رہی ہیں انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائیں تو آپ کو اختیار ہو کہ رستم اشارہ  
 کرتے ہیں کہ صاحب کیا کریں دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور  
 دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہیں نسیم یہ کہہ اٹھی کہ میں جا کر صباے دلگیر کو آراستہ کروں کیا  
 بھی ہو کہ کیا وجہ جو زردہ نہیں اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت  
 بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتیں کرنے لگی یہ مناسب نہیں یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے  
 اٹھی اُس محفل میں آئی کہ جہاں رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہیں اگر رستم کو سلام  
 کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہیں آپ کی راحت چاہتے ہیں یہی  
 بروقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھیں زردہ ہمارا ڈالے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اٹھا یئے نیکے ہو جائے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر دیا ہو کہ اسے  
 شہر یار براے خدا زہ جسم سے نہ اٹھایے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئیں گے  
 دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زہ لے لیں پھر قتل کا سامان کوئن رستم نے کہا کہ اگر  
 نسیم ہمیں زہ بار نہیں ہو ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے رہو و خود ہر وقت جسم  
 آراستہ رہتا ہو قنطور اپنے مقام سے اٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بٹھا  
 کہا اے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین تیرے ہفت جو ہر دکا ہفت گوشتہ تو میرے پاس  
 موجود ہی زہ بھی اگر اتار لیجے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ حملت پائیں  
 ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہو اسے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال کے  
 کہا کہ اے شہر یار زہ اتار ڈالے محفل بالطبع ہو کر بیٹھے زہ پہنتے سے آپ کے سب ملکہ ہیں  
 اگر آپ زہ اتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بندہ زہ کے کھولے ہر چند  
 سمک اشارے کیا کیا ہرگز زہ نہ اتارے گا رستم نے نہ خیال کیا زہ اتار کے کہا کہ  
 اے ملکہ یہ زہ حاضر ہو ملکہ لے زہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر قبضہ دکا  
 رکھا ہو وہیں پر زہ بھی رکھی ہو تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو چکیں تو قنطور نے  
 آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے  
 اٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ تھاما کہ فوراً نسیم نے ایک چنچ ماری ایک برقی جھل چرے پر  
 اس عورت کے پٹائی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال چھو لے پھولے پانچا مہ  
 بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہو رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمائیے  
 لگے کہ تو کون ہو اس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے  
 جانا دشوار ہو رستم نے جھلا کر اسے ڈھکیں دیا وہ گری ایک دناٹا ہوا غبار اڑا کھوڑی  
 دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پائون میں ہیریاں اور گلے میں  
 طوق بگلون میں خاں دار لٹا ہوں پر چوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور  
 نے اٹھ کر آواز دی کہ اے ملکہ کشا کو پکڑ لیا اے رستم اب آمادہ مرگ و مہیا ہے قضا ہو  
 اتنی رات بیچ میں ہو صبح ہوئی اور ہتھارے قتل کا سامان ہوا دیکھاتے کہ معشوق نے



کیا مزہ رکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برائت تھی ہم لوگ خائف و  
 ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے میں  
 خداوند ہفت پیکر کو دربی فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کر گیا اُسے اہل طلسم  
 ہفت پیکر کی جان بچائی اُسی طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائیں آئیں ہیں  
 راز داران طلسم تمھارے شریک ہوئے اُنھوں نے تمھاری جات کے نشان دیے تحفہ جات  
 تم پائے کہ تا یہ صحرا کے گرداب نشان ہو چکے سرحد صحرا کے گرداب نشان میں یہ خرابی  
 ہوئی کہ دامنہ قلعہ میں تلوار چلی اور بی ہمارے اور ناک نشین نے وہ سحر کیا کہ افسوں چاروں  
 دیوانہ وار و وحشی شال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سب  
 نے جو یہ باتیں قنطورے سے سنیں بچپن ہو گیا جی میں کہتا ہوں کہ اسی سماک ہمیں نقد پر لے  
 اس واسطے ہو نچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کا شکے نابینا پیدا ہو کر  
 ہوتے اب دیکھیے آقا کے نامدار کے بے کیا سامان ہوتا ہو اگر قید کرتا ایک دن وودن کی  
 حملت پائے تو قاب کو تسکین ہوتی اور رپائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان میں  
 ہوا کہ معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقا کے نامدار کو خاک و فون میں  
 غلطان نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دوں گا فرمائیں گے کہ اسی سماک تم موجود تھے اور  
 آقا قتل ہو گئے سوائے میرے کس سے کہوں نظم

باغرض دارد غرض ہر بندہ زار غرض  
 کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض  
 یا ہمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض  
 ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض  
 گر چہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض  
 بر رخ اہل غرض بیند چو آتار غرض  
 ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض  
 چون غرض حاصل شود گرد و عوار غرض

طالب مطلب بود ہر دم طلبکار غرض  
 دوست کی گرد و باطن بندہ اہل اتفاق  
 دوست خود مطلب اگر باشد یار غرض  
 غنچہ باغ مرادش نشگہ اندر جہان  
 عاقلان برگفتہ اہل غرض کے دل بندہ  
 دور بگرے بزداد و ہر صاحب صدق و وفا  
 اہل مطلب را بود ہر دم مطلب اشتغال  
 ہنر یا ہرگز مکن براہل مطلب اعتبار

دل سے دعائیں کہیں سب طرح کی تدبیریں سوچ کر فوب فقہدار کو پکار کر آواز دی کہ اے  
 شہنشاہ قنطورا آج کا دن روز سیدہ ہی ہمارے واسطے روز عیدہ ہو انکی وجہ سے جان کا فوب  
 تھا اب فوب جان مٹا کنیز چاہتی ہو کہ میں ساقی گری کر دن سب شراب پین صبح ہوتے ہی  
 نشے کے بوش میں ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کوہن کیسے ہم پر فوب غالب تھے راتوں  
 کی نینداؤ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا تبصرہ کے گدا نشان  
 آہو بچا ہم لوگ فوب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے ہر آرام سوئیں گے یہ سنتے ہی قنطور  
 نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون اے نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہو معلوم ہوتا ہے یہ بھی  
 طلسم کشا پر اٹل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پر دے میں عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ  
 ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جب کے بیٹھے صحبت میں ہماری نہ رہے ہمیں فوب  
 پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شکوفہ یہ فقرہ تمھیں کسے سکھایا تھے کیون ساقی گری  
 کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہو اسی ساقی گری میں صد ہا جادو گر مارے گئے  
 اسی عیاری پر عمر و نے قیام میں بر باکین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہر دو سب تک بوش اڑ گئے  
 کہ اے سبک باہر سے میں کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی جہاں یہ شکوک ہیں ایک لفظ  
 کہتے ہی کھٹک گئے میں کیا اگر خواجہ عمر و ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں  
 کر کے نسیم کے قدموں سے لپٹ گیا اوپر چین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھے عیاری کا  
 شک ہو تو مجھ کو قتل کیجیے آپ آباد رہیں سب ساحر دل شاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی  
 زندگی ہو میں نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب عوین  
 تو بیچ جائیں گے بلا سے جان جلے مگر ساحر آباد رہیں خداوند ہفت پیکر کی جان بچے  
 کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہو سکے قتل کی  
 ہر کوفوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تھا ہی میں پڑینگے ایسے قدرت ہر بان  
 ہنکے قتل کا سامان ہم کیون کہ خوشی کیون آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہہ کر اسقدر روئی کہ نسیم  
 نے گلے سے لگایا کہا کہ اے شکوفہ صاحب کو شک ہو میں تو جھگوا پنا جان و ایمان جانتی ہوں  
 تو کیون اسقدر روئی ہو سبک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہر میں باہر رہ کر آپ کے

جلے سے الگ ہوں ابھی سرنگرا کے اپنی جان دید ونگی میں جلے سے باہر جاؤں جو میں نے  
 کہا ہو میرا بھی کتنا ہونشے میں ایسے طلمسم کشا پر دار کوین کہ ہزار ٹکڑے ہوں معلوم ہو کہ طلمسم کشا  
 کا قید کیا نسیم نے کہا کہ اگر قنطورر شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب پینا  
 لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھ تو وہ اسقدر روئی ہو ڈر ہو کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے  
 سانس اس کے پیٹ میں نہیں سمائی بچپن سے میں نے اسکو پالا سو آج تک کبھی اس سے کوئی  
 امر خلاف نہیں ہوا میں کیونکر کہوں کہ طلمسم کشا کی صورت طاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطورر  
 نے کہا کہ بی شگوفہ جان دو میخانے میں جاؤ آج تمہیں ساقی گری کر دے سمک دوڑا میخانے  
 میں آتے ہی ہارٹ ڈال دیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے میں ساقی ہوں  
 کوئی باقی نہ رہ جائے کینزین شراب لیجائے لیکن کوئی تیلہ لیے جاتی ہو کسی نے گلابی لی  
 کسی نے قرابہ اٹھالیا درختوں کے نیچے بیٹھ کر پینے لیکن سماک نے وہ بیہوشی ملائی ہو کہ اگر  
 رتی بھر دریا میں ڈال دو تو مچھلیاں بیلہ کے نکل آئیں سماک گھبرا یا ہوا ہو کینزین میں جسے  
 جام پیا ایک کینزین پر دوسری کینزین دست درازی کرنے لگی کوئی کیسا دو بیٹہ فوجی ہو کوئی کسی  
 کی جوئی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپیٹی جاتی ہو قنطورر نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کینزین  
 کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کینزین خلاف حرکت کر رہی ہیں جو اٹھی لڑکھڑکے  
 گری بیہوش ہوئی دس پاچ گری کے بیہوش بھی ہو گئیں سماک بھی جلدی میں جالیں گلابیا  
 کہ اُنہیں بیہوشی ملا کر کھڑے ان کے تمامی سے باز دے تھے سلیقے سے لیکر محفل میں آوا نسیم  
 نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ  
 شراب پیچھے قنطورر نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہو سماک نے آتے ہی  
 شراب تو محفل میں رکھی اور یہ غزل گائی۔

طلمسم

میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہو اک ساغر شراب  
 بادہ کش بیستیان کرتے ہیں پی پی کر شراب  
 جام گردش میں رہے کھایا کرے چکر شراب  
 خوشتر سے خوشتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ساقیا بلو اسٹک ظرفون کو جلو بھر شراب  
 فصل گل ہو کھنچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب  
 جو دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب  
 بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا

ہوں وہ سیکش محاسب میں ہوں تب پہلے حکم دیا  
بھر بہار آئے الہی پھر شکستہ ہو دین گل  
گر صفائے قلب چاہئے سیکشی کر اختیار  
شوق سے دامادی پریشان کرنے قبول  
لو سہ بہارے سیکون ہو اگر مجھ کو نصیب  
سیکشی سے گریہ زاہد کو ابھی انکار ہو  
غم غلط ہوتا ہو ننگین کا سرور بادہ سے  
سچا ہو قول کہ پیر مغان سونے کی تول  
مفتنہ ہو وقت فرصت ایک دورہ اور ہو  
حشر کے دن دیکھنا بدستیان مجھ زندہ کی

دورہ کے بدلے چادے طفل کو مادر شراب  
ناک کے سائے میں اینڈ بین بست پھری کر شراب  
واسطے آئینہ دل کے ہو روشن کر شراب  
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب  
گور پر ساقی کے بھجوا دوں گھڑے بھر بھر شراب  
دیکھنا ہو سیر پر زندہ دن کو پلہ اگر شراب  
خون دل پیٹا پڑے جھکو ہر وے کر شراب  
پلو گئی ہو دُور نین اپنے تو آب زر شراب  
ہو ابھی شیشے میں امی ساقی کئی ساغر شراب  
گور سے کتنا اٹھوں یا ساقی کو شراب

جون سمک بتا بنا کے یہ اشعار گارہا ہو اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہو قنطورہ چادو  
برنگہ غور سمک یلداقی کو دیکھ رہا ہو نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہو اشارہ ہو کہ صاحب دیکھو اس  
خالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُس نے رنگ جمایا میرا قنطورہ چادو نام ہو  
جیسے ہی اُس نے ساقی گری کا نام لیا میں اُسی وقت سمجھ گیا یہ کیلے بکار کر آوازی کہ شکوفہ  
پہلے جام جھکو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بقیار کر دیا سمک سو جا  
کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خیر مار دوں اسکایوں خاتمہ کروں تبجیل تمام جام  
لبریز کیا بڑیا بیوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لے کر  
کچھ ہونٹھ ہائے شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے قنطورہ نے بکار کر کہا  
او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کیلے ایک اشارہ کیا کہ برق کرک کر گری  
رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اڑ گیا اور پائون زمین نے تمام لیے اب تو  
مصل میں ہلڑ ہوا کینترین چٹین مار مار کے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہو کہ بن مانس ہو کوئی کہتی ہو  
کہ جلمانس ہو کوئی کہتی ہو مر جیا جن ہو کوئی کہتی ہو مٹھیا دیو ہو عجب طبع کے حرکات کر لے لگیں  
سمک زمین پر پڑا ہوا ہو قنطورہ نے کہا کہ کیوں نسیم دیکھا تنے میرا شک یہاں تو تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنگ موش اڑے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ عمرو و برق  
 نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہو ہزاروں پلاٹین نازل ہو گئی دوست  
 دشمن ہوتے ہیں قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہو ہر مقام پر یہی مرقوم  
 ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہیں ہو لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت  
 نہایت خوش ہو گئے فرمائیں گے تو نے ہمارے بندوں کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا  
 کنیزوں نے میدان فونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہمارے برہنہ ہاتھ میں لیے پکھر رہی ہیں بعض  
 خنجر ہاتھ میں لیے کہ رہی ہیں کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہاں باغ میں تو کیفیت  
 ہو طلسم کشا اور سمک کی یہ صورت ہو کہ نوبت بجان و کار دیا ستخوان سرنگون بیٹھے اپنے  
 الاک سے دعا پتیں مانگ رہے ہیں کہ اے بے نیازان ظالموں کے ہاتھ سے جان بچا لے  
 اور ان دشمنوں سے نجات دے اے ہر مولج سمندر نشین پہلو میں گرداب کے بیٹھا  
 جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہو اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہو گرداب نے  
 باغ آراستہ کیا ہو سندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین و حمین  
 گرد بیٹھی ہیں صحبت عیش و ہمیش آراستہ مولج خوش بیٹھا ہو ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ  
 تصویر دلکش سانے بیٹھی ہو مگر ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے واسطے ملول و حنین ہے  
 گانہ بن جو گار ہی ہیں جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہو تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہو  
 سناتے ہیں آجاتی ہو ملا کرتی ہو کہ کیوں اے تصویر ملکہ پر قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی  
 وہ پروردہ ہمدرد و غم اسپر یہ رنج و غم مگر اسنے بھی غصہ کیا کہ باب کے سامنے بھی  
 جنگ میں مصروف رہی افسوں جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر  
 موج نہ آجائے تو بتلہ زندہ نہ چھوڑا تا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ میں جاتی تھیں موج نے  
 آکر تیلے کو گرفتار کیا یہ باتیں دل سے کر رہی تھی کہ موج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ وہ  
 تصویر تو سوچ میں بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہوں  
 موج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے  
 طلسم کشا کو میں نے قریب صحرا سے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرا کے حسرت انگیز ہو طلمس کشا کو بلا کر ایک کنبیز کو اپنی بصیرت ملکہ بھانپا یا زہ  
 جھین لی تھیں بنیام لیکر جاؤ قنطور کو کہا ارمان ہو بونچاؤ کہ فوراً طلمس کشا کو قتل کرے  
 دیر نہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلمس کشا کا آ جائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات  
 وہیں موجود ہیں اگر تحفہ جات طلمس کشا کو مل گئے تو مشکل ہو مگر اب تحفے اُس کے قبضے سے نکلنا  
 دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلمس کشا کو اور ہمارے اور رنگ نشین اور حلال کو قتل  
 کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرور کو خدمت خداوندین میں  
 کہ کارخانہ خدائی سست پڑا ہو رونق کارخانہ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہو  
 آنچر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کریں جلد  
 اپنے تمین ہو بونچاؤ راہ میں کمین ٹھہرنا نہیں یہ سنکر قنطور بد لکشاں اٹھی یہاں قنطور نسیم  
 نے انتظام کیا ہو کہ کنبیزین آمادہ قتل ہیں ایک کنبیز سر پر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہو اور وہ  
 کنبیزین سر پر طلمس کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا ان کنبیزوں نے  
 رستم کو دار پر کھینچا جا ہتی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں قنطور بد لکشاں اڑتی ہوئی آسمان پر  
 آئی اسے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہو کہ ہو کیا غضب ہو معشوق میری بی بی کا  
 قتل ہوتا ہو جس وقت وہ کشتہ حسرت و یاس سننے کی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسے یہ  
 بے یغری اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر میں مجھ سے زیادہ ہیں جب  
 ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُس نے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا وہ جو خبر مر  
 اس جان کی سننے کی فوراً اپنی جان دیگی اُس کے بعد ہماری کون قدر کرگاہ وہ بے قتل کے  
 جان دیگی ہماری اہم و نہر ہوگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے  
 نفرت کرینگے سامری نامے میں بھی یہی مرقوم ہو کہ یہ سال اختتام طلمس ہو کوئی نہ کوئی اور  
 صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلمس کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جہی بہادیون قتل ہوا ہو  
 یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کوٹ کر گری کہ جو دونوں کنبیزین فریب رستم کے  
 کھڑی تھیں انکے سر اٹ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کوٹ کر گری نہ بچر کٹی رستم داسے گرسے پھر  
 ہلایا برق چمکی جو کنبیز قریب سمک تھی اُسکا بھی سر اڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پر

زہرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھایا رستم قید اپنے جسم سے دور کر چکے تھے  
تصویر دلکش نے تینوں چیزیں اٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر بھی  
تیغہ ہفت جو ہر پر قبضہ کیا زہرہ ہفت جوش ریب جسم کر کے اپنے نام کا لہرہ کیا۔ لہرہ رستم  
ارشاد اولاد امیر عرب | ایکٹ علیشاہ جو رستم لقب دیکھا علیشاہ رومی شہر فیروز  
کہ بر تخت مرزوق اقلندہ خیرا | لہرہ کر کے لڑنے لگے سہک نے جو رستم کو جنگ میں  
مصرف دیکھا تھا آتش بازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر  
بڑھ کر آگ بجھانے لگے گر جلنے جاتے ہیں قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا لکڑا کہ او تصویر  
دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی اسے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد  
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے  
ہاتھ سے جان نہ بچگی دیکھو کنیزیں کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زہرہ پاس تھی اس پر تو  
بھکوف تھا اب تو تینوں چیزیں اس کے پاس پہنچ گئیں اب اس پر سحر تاثیر نکد گا مواج  
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحر اس حسرت انگیز  
میں بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طاہر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز بید کر کے اڑی جا پا کہ  
نکل جاؤں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیار مارا سپینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر بارگندہ نسیم  
کا لاشہ جو گر کنیزیں بھی جلنے لگیں باغ و دیان ہونے لگا نخل ٹھرا کر گرے اور جلنے لگے تھے  
مثل رنگ جہرہ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن بھولون کے پامال لہارین  
زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا زردہ پاکر زمزمہ سرائی میں  
مصرف تھیں یا منتقارین بند دل درد مند دیارین گر رہی ہیں قنطور نے جلا لاشہ نسیم کا دیکھا  
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرا ہوا لڑا رہا ہی طلسم کشا  
جو کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی سحر تاثیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش یہ  
سحر کیا تصویر گری بدن میں آگ لگ گئی مثل سرو جہراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے  
شہر یار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جو ہر کا ساتھ ڈالا جلنا موقوف ہوا  
چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کروں اس تصویر کو ضعیف ہستی



عشا دون لیکن سبب طلسم کش کے زور نہیں چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر کی بہ  
 سحر کیا کہ زمین نے پاؤں تصویر کے مقام لے جھولی سحر کی بائیں ہاتھ سے گری قنطور تیغہ  
 کھینچ کر چلا تصویر دعا میں مانگ رہی ہو کہ اے خدا سے نا دیدہ میں نے تیرا زبیب اختیار کیا  
 ہاتھ سے اس عالم کے بجائے اس حسرت میں طرف طلسم کش کے جو دبکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ  
 رنگ و رو سے تصویر دلکش نظر ہوا آنکھیں دگ دگ رہی ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ عالم یہاں  
 بدو اس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا  
 جی میں کہتے ہیں کہ اے رستم یہ بخاری جان بخش ہے تیغہ ہفت جو ہر جگہ کاتے ہوئے ساحر  
 نامی کو راہ میں مار کر قریب تصویر کے پہنچے عکس جو تیغہ ہفت جو ہر کا پڑا تصویر کھپ  
 جاک جاک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیو رہا دو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال  
 ہے مثال تصویر دیکھ کر بقیار ہو گیا تڑپ کر پڑھا کہ تصویر کا ہاتھ مقام لون اسکو بچاؤں  
 اگر بن بڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلوں جیسے ہی تصویر پر چلا کہ ہاتھ ڈالوں تصویر نے  
 پیچھے ہٹ کر گلے میں ایک مار بنے نخی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ مار جو گرا بھول اُسکے جیو  
 پر گرے بھوون کا گرنا تھا کہ آنکھیں جیو کی شمع ہوئیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھڑکا

بیتاب ہو کر پار مٹھا نظم	غم سوا عشق کا مال نہیں	کون دل ہو جو پا مال نہیں
حسن پر آپ ہرین عیش مغرور	کون شہی ہر جسے زوال نہیں	حسن میں ہاں کا نہیں ہر فرق
کمر بار دیکھ جمال نہیں	خواب میں بھی نظر نہیں آئے	م کو مطلق مرا خیال نہیں
زخم کے منہ سے بات کیا گلے	لال ہو طاقت مقال نہیں	غم سے افسردہ ہو گیا بانک
آرزوے شب وصال نہیں	رخسار سے غیر کو جلا نا ہو	وصل کا آپ سے سوال نہیں
ہجر میں ہو گیا وصال نظام	بھر کیو نہر کون وصال نہیں	اسو جان جان دار آرام دل

مشتاقان میری تجھ جان جاتی ہو ایک نگاہ پھر اٹھا دے آہوان چشم نے حکو شکار کیا دل کو  
 بہت بقیار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ قہقہہ تیرے ساتھ شادی کروں  
 جیو یہ سن کر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے قنطور بے ادب  
 تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہیں سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر کاٹ لوں

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چیز ٹالا کہتا جا رہا کہ اسے  
 یہ کیا کیا تیری شائستہ آئی ہیں دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سننا پائیگا  
 جیویر اپنے ہوش میں نہیں ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا وہ  
 سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیویر کے دو ٹکڑے ہوئے غصے  
 میں تو ہاتھ مار دیا لاسٹہ جو بھائی کا دیکھا جھین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے  
 لقصور اب تجھ کو ضرور مٹاؤنگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا اب  
 تجھ کو زندہ نہ چھوڑونگا لقصور تڑپ تڑپ کے کنیزوں پر گر رہی ہو کئی افسر مارے  
 کنیزیں جن جن کے قتل کیں یہ غصے میں طرف لقصور کے جاتا ہوا دھر سے رستم لڑتے  
 ہوئے آئے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت پر  
 پر روکا عکس جو تیغ ہفت جو ہر کا ہڑا قنطور اندھا ہو گیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا  
 کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آمدھی سیاہ چل باغ سارا جل گیا کنیزیں  
 تمام چلین اب رستم قریب لقصور کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجھ کو میری مدد کا کیا سبب ہوا  
 تیرا احسان غظیم ہوا تو تو جان بخش ہو لقصور نے شرمکے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملک  
 ہمارے اورنگ نشین کی دایکسی و ختر ہوں اسوقت جو آپ کو اس حسرت دیاس میں دیکھا  
 دل بقرار ہو گیا اب میں پاس مواج کے جلنے کے لائق نہ رہی نہیں معلوم کس طور سے  
 بیش آوے سب آپ کی جان کے خواہاں ہیں اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا  
 بڑا بھائی ہو جسکی قید میں حملال سرکش ہے اُسکو چیل کر رہا کیجے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی  
 اُسی کے پہلو میں رہتا ہو جسکی قید میں ملک ہمارے اورنگ نشین ہیں چیل کر اُسکو مار لیجے  
 اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہہ کر رستم لقصور کو ساتھ لے کر  
 سمک برائے رہائی حملال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اور  
 ملک لقصور دیکھش مجھ کو پتہ بتا دو تو میں جا کر حملال سرکش ایسے رفیق کو رہا کروں  
 لقصور نے کہا کہ تھوڑی دور جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اس میں گرد اڑتی ہوگی گرد اب اس کا  
 عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اُسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام بیگنا سمک یہ سنکر چلا کئی کو س راستہ طو کیا تھا کہ صحرا کے سراب میں پہنچا  
 دیکھا کہ گرد انتہائی اڑ رہی ہو سمک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے  
 سمک نے اس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمک قریب پہنچا پوچھا کہ ای برادر تھا  
 کیا نام ہو کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اسے کہا کہ قاصد خوشخبرام میرا نام ہو  
 موج سمندر نشین نے خبر پائی ہو کہ طلسم کش نے رہائی پائی طرٹ صحرا کے سراب کے  
 جاتے ہیں تو میں نامہ بیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہوں کہ اسکو آگاہ کر دوں طلسم کش  
 آتے ہیں ہوشیار رہنا سمک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتوں میں لگایا باتوں میں  
 لگا کے بیہوش کیا اسکو درہ کوہ میں ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اسکی  
 جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ  
 جنگل میں ایک مکان بنا ہوا ایک جادوگر تلج سریر رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے  
 خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سمک نے پکار کر آواز دی کہ امی شہنشاہ سراب  
 میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں اس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخبرام  
 آیا ہو بیان بلا لو خادم آیا سمک کو بالائے قصر لے گیا سمک نے آکر سلام کیا نام نکال کر  
 بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحرا کے سراب آپ  
 ہو اگر بیان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اڑاتا پھرے میرے صحرا میں کوئی  
 نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سمک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہو غلام کو راہ دور  
 دراز طو کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤ مگنا سراب نے  
 کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہ جاؤ سراب یہ کہہ کر قاصد نقلی کو ساتھ لے ہوئے  
 پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ میں ایک چوڑی نہایت آراستہ  
 تھا آکر سبز پر سراب بیٹھا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے  
 کچھ گاؤں اگرچہ آپ کی خدمت میں عمدہ عمدہ گائنین موجود ہیں شاید وہ بھی پسند کریں  
 سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہو سمک با بیان کہنیکر سردھاسیدھا ٹھیکہ بچا  
 لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی۔

لوکا ہو شخصہ فاقہ تل مجھے خیال یہ ہو	جواب گیا ہوں دم ذبح انفعال یہ ہو
لبوں پہ جان ہو اک دم کا اور مہمان ہو	مریضی عشق محبت کا پیرے حال یہ ہو
اڑا سے طائر رنگ رخ پر یہ دیان	حضور صل علی آپ کا جمال یہ ہو
عیان ہو سید محبوب سے عروج شبا	بھل آیا نخل میں پس جس کا کمال یہ ہو
ربانہ نام کو اغیار کا نشان باقی	دلا بس آہ رسا کا سری و بال یہ ہو
نہ آریات مجھے اسکا غم نہیں رعنا	گیا وہ بغیر کے گھر پر نقطہ طلال یہ ہو

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ اسی قاصد خوشخرام تم تو لاش اسکے ہو کہ تمکو تو فیہ بار و بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہو کہ موج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہو ہزار بار و پیہ میں نے پایا استادوں کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساتھی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھائیں مجھ پر جمائیں میں ساتھی گری کروں سر سے شراب پلاؤں منہ سے گلاؤں ہاتھ سے تباؤں پاؤں سے ناچوں تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اسی قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہو یہ کہنے کینز سے اشارہ کیا کہ کبھی میں نے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے کبھی لی جانتا ہو میں نے میں جاؤں کہ آسان پر بجلی چلی ایک ابر فقری پیدا ہوا ہوا ہوا کہ بٹھا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پر بڑی ہوئیں لباس بھاری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے زمین پر اتر چند کنزین بھی بیٹھی ہیں وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اسی قاصد خوشخرام اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاک آؤ چھوڑنے کہا کہ اسی قاصد خوشخرام اس وقت میں حلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگر چہ حال ابتر ہو بیقرار و مضطرب ہو مگر شاید اسلے اپنے بزرگان دین کو عالم فوای میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے نادان بنے پوچھا کہ اسی حلال سرکش قید خانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے تمہاری پائی نہ ہوگی تمہارے قتل کا حکم آگیا آسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا میں گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ وقت قتل سراب آگیا ای ذر نظر میں گھرائی ہوئی  
 حیرے پاس آئی کوئی غیر تو حیرے پاس نہیں آیا سراب نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ  
 یہ قاصد آیا ہو حکم گرد آیا ہو کہ حملال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہو چند شعر  
 جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہو جیسے گانا اسکا سینے گانا کیا ہو  
 سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہو اب ساقی گری کر گیا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یا وہ گوی  
 ہے قلم ہاتھ میں اٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل میں کون آسکتا ہو کسکی مجال  
 ہو کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاک نے کہا کہ ای فرزند یغور دل  
 سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہو اتنا کہے دیتی ہوں کہ بعد تباہی صحرا سے گرداب نشان  
 طلسم کشا تلاش لوح بن جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوح داران کی موقوف ہو اگر طلسم کشا  
 قلعہ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحرا سے محیط میں پہنچے لوح داران حبا دو خود  
 خواہش مند ہو کہ طلسم کشا سے ملوں اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کر دیں اس وقت  
 طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح لینے سے انکار کر دیں کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا  
 صحرا سے محیط سے خالی نہ چلے گا لوح پائی اور فنا حی طلسم میں مصروف ہوا ہر چند کہ  
 مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہیں لیکن جب لوح ملی سب مشکلیں طلسم کشا  
 کی آسان ہیں سب ترکیبیں لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائیگی سماک نے یہ باتیں  
 سنیں آج کان میں نام صحرا سے محیط پڑا جی میں کہتا ہو کہ ای سماک اب خدمت آفان  
 یہ ذکر کرونگا سفاک آؤ مخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہو اور کہتی ہو کہ ای فرزند غفلت کا  
 وقت نہیں ہو ہر وقت ہوشیار رہو تم مجھ کو صحبت میں شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد  
 خوشخرام کے سپرد ہو مجھے اب پردھم کا ہوتا ہو یہ کہنے سفاک نے انکو ٹھی ہاتھ سے اتار کے  
 پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم میں رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر  
 طلسم ٹوٹیکا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائیں گے یہ انکو ٹھی اٹھا لو پھر ساقی گری کو  
 سماک کا بگیا گزرجبوری اٹھا انکو ٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ میں  
 سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر مٹھ پر گر کر رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاک نے آواز دی کہ کیوں سراب تو نے دیکھا تخریر کتاب طلب نکلا ابھی میں نے کتاب میں دیکھا کہ تیری اجل قریب ہو اگر میں نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہنچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین وہ دگڑھ ہو اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا پسند زند خواجہ عمر و جو عیاروں میں بہتر سے بہتر ہو اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کتنا تھا کہ اسی مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائیں آپ نے فوب آگاہ کیا اس سکار نے اپنا زنگ جھانپا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کبھی تک بیٹھنے کی میں دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتیں تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاک نے کہا کہ جلد وار استوار کرو دارین استاد ہونے لکین جلا دمو جو دھوے سمک بقیار ہو جب جلا دسر بر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچوں اُس وقت سمک نے بقیار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ اے رب بے نیاز و وابندہ خواہ

پیری صفت کون بیان کر سکتا ہو تو کریم و رحیم ہو۔ **نظم**

شد اندر خانہ دل جلوہ گر شمع  
گئے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع  
گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع  
گہ از شام و گہ از نور سحر شمع  
گئے بر تو فگن گردید در شمع  
بہر دیدہ کند روشن نظم شمع

ز نور حق منور گشت ہر شمع  
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ  
رخ اندر مطلع احباب و بنود  
بچشم اہل بلیش داد جلوہ  
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت  
بہر دل پر تو اقرار بخشہ

بقیہ رہا ہو کر سمک دعا کر رہا ہو سفاک کہتی جاتی ہو کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تیار کا مار دو یہ سکارا راجالے کہ میرا فرد زہمت پائے فورے حملال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم بیان قید رہے گا پھر خواہن طلسم کشا کے ربا ئی حملال آہیکہ تدبیر ربا ئی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند حبشیہیں گئیں نفس حملال پیکر آئین نفس سے حملال کشش کو نکالا دیر تیغ بٹھا جلا دے گئے بھی سر بر آنا جلا د صاحب پیدا دیدادی کر رہا ہو پکارتا ہو۔ **فرد**

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا دھیت + مرغ را دانہ بلا مشر طعنہ بر سیا دھیت + جلا دھیت  
 کہ را پس کہ ای ملکہ عالم تیغہ پاڑھ دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم  
 کر دنگا قتل کرنا میرا کام ہو جلا نا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو حملال نے سر جھکا یا زہر دزدیدہ  
 نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہو افسوس دیدار سے میں اپنے آگے  
 محو رہا ان ساحروں کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونوں  
 کا سر کاٹ لو جلا دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں نے جو اس عالم یا اس قضاے کار  
 تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑتی ہوئی جب اس صحرا میں پہنچی کہ جس  
 جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں آثار اکہا حضور بہان پھرنی میں جا کر خبر تو لوں دیکھوں  
 سراب کیا کر رہا ہو رستم صحرا میں ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جاؤ  
 دمدم کہتا ہو اب آپ کے جانے میں کیا دیر ہو سفاک جواب دیتی ہو کہ ای نور نظر میں خاتمہ  
 کر کے جاؤ نگلی عیار اور سردار قتل ہو لیں جہاد عورتیں بکارہ و حیلہ ساز و شعبہ ہاڑ جان  
 اور طلسم کشا کو لگا کے لائیں تب میں جانوں کہ میں نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے  
 یہ سحر کر دیکھا ہاتھ جھکائے دونوں جلا دون کے سر اڑ گئے کہ ک کر تصویر گر گئی سفاک نے  
 لٹکارا کہ او چھو کر تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہو تجھ کو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورتہ مرادو  
 یہ کہہ گولہ مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلہ جھڑکے  
 تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیائے سحر ہاتھ سے پھینک دینے  
 خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی پتھر اسی ہی ہونٹھ کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں  
 سفاک نے آواز دی کہ ای سراب جاؤ اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر جلا کر دروازے  
 سے باغ کے شیر کے نرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جو ہر جگہ کاتے ہوئے رستم آئے  
 بین اور آواز دی - لغزہ رستم پیلٹن

علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	منم فارس عرصہ کا زار
منم شیر دل رستم نامدار	منم قاتل کائنات جان	منم نور عینین صاحبقران
سمک و حملال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر		



تیغہ ہفت جو ہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاک سے رہائی پائی مڑ پ تیرہ  
 نے لگی جیسپر گری آئے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سمک و حملال کو رہا کیا سمک نے  
 اٹھتے ہی حقہ آتش بازی کا مارا شعلہ ہائے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر کر گرے مگر سب  
 کینزوں نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈال دیا جیسپر عکس  
 بڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اسکا سر بچھا سراب جادو لغو کر کے رستم پر جا پڑا سفاک نے  
 آواز دی کہ اس سراب یہ کیا کرتا ہوا ہے یہ وہاں یکتا طلسم کشا ہے اس پر سحر تاثیر نہ کر گا نور  
 یہ رستم ہو صاحب سخوت چشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جو ان سے کہ  
 فرنگستان میں چونسٹھ لاکھ فرنگیوں میں گھسکر مرزوق کو مع سخت خندق میں پھینکا کہ  
 آج تک قارون دار قعر خلالت میں غرق ہو اسکی جوأت میں کیا فرق ہو خبردار سامنے  
 نہ جانا سراب نچھتے میں جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہائے آتش  
 گرے خنجر بر سے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہنہ ٹریپ ہے  
 کسی پر گولہ پھینکا مارا کسی پر ماش کے دانے پھینکا مارے صد ہا کینزوں کو جلا دیا یہاں  
 جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے لٹکار کر آواز دی کہ اوبے حیا  
 مروان عالم کا تو ایک دار قبول کر یہ کہ کے تیغہ ہفت جو ہر کو جھکایا پتھر بدل کے ہاتھ  
 مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ ہفت جو ہر جو چمک کر گرا سپر سحر کے دو  
 ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے ہی  
 سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرانام من سراب جادو بڑا  
 یہ آواز جو کان میں سفاک کے آئی سفاک نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا  
 طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا میں مثل تھا  
 اس سحر کو اسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس  
 فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہاں تک پہنچایا اور میں نے غضب کیا کہ صحراے  
 محیط کا نام لیا عیار بیٹھا کیا اب اسکے بعد یہی وہاں لیجا بیگی ہر چند کہ لو حداران بڑا سحر  
 زبردست ہو مگر میں سحر میں بے لطیف تھی تو کیا بنالیا سراب ایسا ساحر یوں مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی لگا رتی ہوئی کہ اول تصویر دیکھ کر تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا  
 جمال دکھا کے اٹل کر لیا یہ کہ کے سحر کیا مگر مال سفاک کا اتر ہو بقیہ رہا مفسطہ ہی اس زور سے  
 تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر قتل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاک نے  
 قریب آ کر بال پکڑے کہا تم کو اس بدعت سے قتل کرو گئی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے  
 حال پر روئین اور مجھ کو ذرا ترس آئے بال پکڑے کے چالاک لے آؤ دن اور لیکر بلند ہوں  
 طلسم کشا غرہ کر کے ہو پئے سفاک نے خون طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا  
 ایک کر ہاتھ تینہ ہفت جو ہر کارا با بیان ہاتھ کٹ کر سفاک کا گرا اسنے ایک جج ماری کو زمین  
 پھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر چودہ ہاتھ گرا قطرے فون کے  
 گرے فون کے قطرے پڑنے ہی بدن مین آبلے پڑ گئے یقین تھا اعصاب جسمی سے مشعلہ  
 آتش نکلیں رستم نے بڑھ کر تینہ ہفت جو ہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر  
 کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اگر  
 شہر بار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی  
 سکری ہو کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا کے سفاک نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحبو  
 میرا عجب حال ہو دم بھر میں ابکی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مارے گا پناہ نہ دیگا میں جاتی  
 ہوں اس منفی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنی ملکہ ہمارے  
 اور رنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اُسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اُسکو اسی کٹے ہوئے  
 ہاتھ سے قتل کروں یہ کہ کے زمین پر دو نوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گر دھا  
 پڑ گیا سب کنیزیں بھی اس غار میں بھانڈ پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب  
 میں سفاک کے اسی غار میں جاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ حقے میں گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے  
 حملال سرکش نے پکار کر کہا کہ اسی شہر بار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل  
 کر سکتی ہو غلام فوراً جاتا ہو یہ کہے حملال سرکش اڑا پر پرواز یہاں کے چلا بعد نکل جائے  
 کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہو سناٹا دیکھ کر پریشان ہو کر سماک  
 سے فرمایا دیکھا تھے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا برا سے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحرا کے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تن و قوی من سید و بد انجام کسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک و حجت پیغہ برہنہ لٹھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیز سے و تلوارین ہاتھ میں لیے ہوئے وہیں سے ساحر نے آواز دی کہ منہ تمیور چرخ پرواز سے طلسم کشا کو مار لو اسے غضب کیا حملال کو قید خانے سے کیوں بلایا رہائی کی تدبیر تالیں والوں نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اس اکناف کا وہ واقف کار، سب تپے نشان بنائیگا طلسم کشا کو تا جہ صحرے محیط لہجہ نیگا لوح کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہ کہ طلسم کشا پر پڑے چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغ ہفت جو ہر کھینچا ساحر وں سے پڑنے لگے جیسے ہی ساحر وں نے حربے کیے رستم نے آیت ہفت جو ہر کو جنبش دی حربے اُن کے بلٹ کر اُن ہی کے سینوں پر پڑے جتنے نیزہ مارا تھا بلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جتنے تلوار لگائی بلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سرکٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مرکز گئے تیمور چرخ پرواز گھیر گیا بیکار کر آواز دی کہ یار و سمجھ کر چلے کر تھکے جات اُس کے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا کو بچا لیتے ہیں تیغ ہفت جو ہر جگہ رہا ہو گلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہمارے اور نگ نشین کو قفس میں بند کر کے مکان تنگ و تاریک میں لٹکا کے باہر کھلا تھا کہ ایک ابراہیمان سے اٹھا دیکھا تیمور نے فقور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جہاد و گریان ہمراہ آکر پہونچیں فقور گوشہ نشین نے پوچھا کہ اے باب کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مار گیا میں اس وقت وہاں گیا تھا جہان حملال قید تھا اُس کو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا فقور در زندہ اٹھانے پر بھیجی ہو کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدائے در وناک سے کوئی درد رسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہو نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش	بتلا سے فراتش دکاہش	ہمد و ہم مزاج لیل و نہار
حسرت فتنہ دولت بیدار	آخر آرام آگیا جی کو	جھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

روزِ گل ہائے انبساط کا شوق	ہر شجر خندہ نشاط کا جوش	چشم انصاف چارہ جواہر
کیا نگہ ہائے آرزو باہم	دبدرم تازہ محفل آرائی	دل دہی دلبری دل آرائی
کس قدر خشنہ کام آربصال	کاسۂ جیخ جام آربصال	دامنا ساغر و سبوح بیکار
مستی اشتیاق بوسہ کینا	راہ پر اپنے آسمان دریا	زہرہ بر جلیں کا نشان شرہ
پھر وہی شوق دشت و فوج	اپنے وعدے پر آگیا گردن	اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
ظلم دوران کا آجسرایہ کو	دونوں کو حسبِ مدار کیھا	چشم بد دور اُسے کیا دیکھا
بدر بانوں کے منہ طبری یہ بات	خوش بیانوں کے ہاتھ آئی بات	بدلہ سخن کو اک ہمانہ ہوا
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا	دیکھنا عشق کی فسون مٹا دی	کھیل بچوں کا چڑیگی بنا بارش

اقتربا کی نگاہ ہر آنور دست دشمن میں تیغ زہر لود

یہ آواز سنکر فغور گوشہ نشین گھبرا گئی جی میں کہتی ہو کہ ارسے یہ کس درد مند کی آواز ہو کہ  
کلیجے کو بر ماتی ہو ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پر سوز ہو کہ دل بچیں ہوتا ہو  
کنیز دن سے کہا کہ دروازہ کھولو میں دیکھوں تو کون در در سجدہ قیید ہو کہ جسکی باتیں شنی  
نہیں جاتیں دیکھا نفس میں ایک نازنین میں جین کم سن گرفتار دم منج و سخن آنکھوں سے  
آنسو گر رہے ہیں کچھ اشک مرگان پرانک گئے ہیں کچھ مرگان سے چپک رہے ہیں جب  
آہ کرتی ہو تو زمین تھرائی ہو فغور نے قریب آ کے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت میں ہو کس سے  
جبرائی ہوئی ملکہ نے آہ کر کے کہا کہ اوی چرسان حال غریبان و دی حیران حال بکیان کیا  
حال اپنا کہوں گرفتار دام مصیبت کشتہ تیغ حسرت ہوں معشوق کی ایک جان لاکھوں  
دشمن جو راہبر تھے وہ راہ دن ہمارے ہیں حال لائق کہنے کے نہیں ہو خوف آتا ہے کہ  
ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلاد سے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہو مگر  
فہم کا سراسر قصور ہو تیمور جادو ساٹھ ہزار ساخروں کو لیکر برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو  
خدا انکی جان ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے یہاں تک پہنچائے ہم نوبت بجان و کار و  
باستخوان ہیں اسوقت میں اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کنا کش نہ ہوتی یہی چاہتے ہیں  
کہ وقت اپنا قریب ہو یہ حیران کشیدہ یہ نصیب ہو شاید جانی یہ حال دیکھ لیتے

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے  
فلک کج رفتار و گردون غدار سے یہ امید نہیں کہ اب ہم کو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ  
ہم انکے سامنے قتل ہو جائیں روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہر کوئی ایسی صورت  
معلوم نہیں دیتی یہی باعث بیقاری ہو اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتیں شکر  
بیقرار ہو گئی کہابی بی مختار ایک ایک کلمہ برائے تودہ دل تیر دل دوز ہو باقون میں  
فسفد رسوز ہو کچھ خیرست مجھے ارشاد ہو میں بجلاؤن ملکہ نے کہا کہ اکی شاہزادی مسکو  
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہو سکے قفس سے نکال دوزبان سے بھی سوزن نکالو کہ بین  
جا کر اپنے معشوق صدف شکن کی یاد کروں آنت سے اُس شہریار کو بجاؤن نہیں معلوم  
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گزری ہو فغفور نے کہا کہ اکی ملکہ عالم میں قید سے رہا نہیں سکتی  
مگر جا کے خبر لیتی ہوں دیکھوں جا کے کہ میرے باب نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست  
ہو مگر یہ سن چکی ہوں کہ طلسم کشا صدف شکن و تیغزن یکہ تازمیران جلالت شہسوار  
عصہ جرات لاکھ دولاکھ سے جنگ میں بند نہیں مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار جب  
چار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائیں گے لیکن میں جا کر جانتا ہوں سکیگا بجاؤن گی یہ  
کیکے فغفور باہر نکلی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کنیزوں سے کہتی ہوئی کہ دیکھو  
محبت نے اس مہجبین کا کیا حال کیا یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزوں سے  
چلی کنیز بن بازو لوط و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہیں یہاں رستم نے  
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار میں گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں تیمور آواز دے رہا ہو کہ  
ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیوں بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کر کے پوٹ پڑو کلاہ  
سر سے اتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم میں تم سب کا نام ہوگا ہر کس و نا کس  
یہی ذکر کر چکا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات  
پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہو تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کر کے رستم کو گھیرا نیزے تیر  
تفننگ مار رہے ہیں یہی قول ہو کہ اسکو گرفتار کر لو مگر رستم بیچ میں شیرانہ جنگ کر رہے ہیں  
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے وصل جنم ہوا اگر دلاشتے ساحرون کے بیچ میں رستم

نچتے خون کے جسم پر جمے ہوئے کتنی سے خون ٹپکسا رہا ہے قیضہ تیضہ ہفت جوہر پر قبضہ چھٹ  
 جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہیں تیمور اپنے دانون کو ترغیب دے رہا ہے کہ بارہ تم سب لوٹ جاؤ  
 طلسم کشا زخمی بھی ہو تیغہ چھین لو ایک ہاتھ میں دو ہزار لپٹ جاؤ گلاہ سر سے اتار لو یہی  
 خون ہر کہلاہ ہفت کو شہ کے عکس سے جل جاؤ گے فردا فردا کے قتل ہونے سے تو  
 نجات پاؤ گے کہ اگر نقرئی آسمان پر جھکا کر کو دیکھ کر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ  
 بھی سحر کر لگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہیں اگر ہزار دو ہزار قتل جوے بارہ ہزار اور  
 آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جال بیٹھال طلسم کشا پر نگاہ بڑی کہ ایک  
 جوان رعنا خانے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جرأت  
 سے شمشیر زنی کر رہا ہے کہ کسی ساحر کا وصلہ نہیں پڑتا فغفور بے قرار ہو گئی کچھ تو خیال نصیبت  
 مانا کہ ہمارے اور رنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزوں کو اشارہ  
 کیا بارہ ہزار کنیزوں نے حبلے سحر کے ہاتھوں میں لیے ملک نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا  
 کہ طلسم کشا پر سحر کر لگی ملک نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گئے اور بچا کر  
 آواز دی کہ اے شیر بیشہ جرأت وادی یکہ تاز میدان جلالت فوج نہ کرنا تیمور کو گھیر کر ایلا  
 محکمہ ملک ہمارے اور رنگ نشین نے بھیجا ہو میں کنیزی میں حاضر ہوں یہ کہ کے دوسرا  
 حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے  
 بڑا غضب کیا بیس بچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر ایلا اب اسکو مہلت نہ دو  
 یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرف اشارہ ہے اس کے زخمی ہونے پر کس قدر بے قرار ہو کر رہا ہے  
 لڑ رہی ہو کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب بڑے تیمور نے بڑھ کر  
 فغفور پر سحر کیا فغفور رشت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغ جھکایا سحر تیمور کا باطل ہوا  
 جب تیمور سحر کرتا تو فغفور رشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہو علمشاہ تیغ جھکاتے ہیں ہر تہ  
 فغفور کو بچاتے ہیں یہاں تو اس طور سے سناک ہو رہی ہو جن کنیزوں کو فغفور دیر  
 زندہ اٹھانے پر چھوڑ آئی تھی ان کنیزوں نے دیکھا کہ یکا یک زمین بھٹی اور سہٹا کہ  
 مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزوں سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو تو کہنے مقرر کیا کنیزوں نے کہا کہ ہلکو ملکہ فقہور مقرر کر گئی ہیں ہم قید خانے میں ٹکودہ جاتے دینگے سفاکہ مردار خوار سے کہا کہ میں طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہوں ایک سحر میں سب کو شاد و نگی میں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہوں سامنے سے ہٹ جاؤ میں اسکا قفس نکالوں اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے متعلقین صحرے کے گرد اب نشان مارے گئے یہ کیلے چاہا کہ قید خانے میں قفس جاتے کنیزوں نے نیچے پھینچے سفاکہ سے لڑنے لگیں لیکن سفاکہ ساحرہ زیر دست باؤد کو تخت سے مست اٹھا سحر کو کب مانتی ہو کٹے ہوئے ہاتھ کا خون پیکر پھینک مارا کنیزین چلنے لگیں کئی کنیزین جل کر گر گئیں آنکھیں میچ میں سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی حقوڑے ہی عرصے میں کنیزوں کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہو کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین قفس سے سرنگار رہی ہیں یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہیں۔ نظم

پر بنے ہیں صورت حیرت شہا باس تیر کے  
یہ نہیں اشعار میر کے نسخے ہیں اکبر کے  
نوجوان ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے  
میں ملائک پوچھنے والے تری تصویر کے  
حلقہ زنجیر ہیں جو ہر مری شمشیر کے  
دائے تسبیح ہیں دہلے نہیں زنجیر کے  
حلقہ گیسو ہیں حلقے دام ماہی گیر کے  
کیا کہ بن تخریر ہم مشتاق ہیں تفریر کے

دیکھتا شعلے ہمارے ناکہ شبگیر کے  
چشم کم سے خاکساری کے ہضمون کیلے  
کرتے ہواہل زمین پر ظلم مثل آسمان  
میر بسیدہ کیون نہ ہوں انسان صورت بھکر  
دیکھنا قائل نہ چھوٹیکا کبھی سیر الہو  
رٹ لگی رہتی ہو تیرے نام کی وحشت میں بھی  
استعد روئے ہیں معشوق اسنی کی عشق میں  
کیونہ ناسخ کی طرف سے اس بری کو چھدا

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس میں سرنگار رہی ہیں نام رستم زبان پر  
بیقرار و مضطرب سفاکہ نے بکار کر آواز دی کہ او کیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہو دیکھ میں عشق  
حیرا اتارے دیتی ہوں میرا تو ہاتھ جنگ میں کٹا عوض میں ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا  
کرونگی ملکہ نے جنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اتار باہر لیکر آئی  
قفس تو زمین پر رکھ دیا نیچے کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے اپنے کو



مجبور و معذور پا کر طرف آسمان کے دیکھا بکار کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھو - **نظم**

تا بود دور زمان آباد باشد و عشق	محکم از سید سکندر کردی دیوار عشق
صورت مطلوب از خود میناید چار سو	صاف چون آئینہ دل گردد از آوار عشق
بیش جانان کو کند از دادن جان ہم بیغ	از زبان و قہقہہ عاشق میکند از قرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستغنی	محمم راز خدا شد محرم اسرار عشق
در دمنہ در ددل را کہ شود صحت نصیب	کہ رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بضمیمہ محبت خم کند	سر نہد ہر کس تو شمشیر جوہر دار عشق
سیکندہ سر شستہ الفت ز ہر رشتہ جدا	ہر کہ برگردن بہ بند ہنریاز نار عشق

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں سفاک نے نیچے کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہو چاہتی ہو  
ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا بکار کے  
آواز دی کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہو تیمور نے آپ کو  
آداب و تسلیمات عرض کیا ہو مراد آنکی یہ ہو کہ آپ نے پڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا  
یرمان تک کہ ہاتھ کٹوایا ہیں لیکر ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کو بھی آپ نے عاشق و معشوق  
ایک ہی مقام پر قتل ہوں دہان تہادی میدان فونی کی ہو گئی ہو فقط آپ کے چلنے کی دیوہو  
حقیقت میں تیمور نے بڑا کام کیا پہلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ جھیننی زرہ  
ہفت جوش کس محکف سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاک نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے  
کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہو مجھے حکم ہوا کہ جا کر ملکہ سفاک کو لا کہ  
آئینے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے فون سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کوہ  
عجائب پر مین روز میل رہتا ہو تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ  
طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بھارت بکڑو تیمور نے آج بڑی جرات کا کام  
کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول تھا  
کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصہ کرتے تو شاید

ایسا سمجھتا تھا کہ نے دیکھ کر آواز دی کہ اوسا حرم میرا دل خنجر دیکھ کر دھڑکتا ہو گیا ہوں کی  
ایسی باتیں کرتا ہو میں کتاب دیکھ لوں تو تیرے ساتھ جلدوں یہ کہنے کتاب کو کھولا سمک  
ہاں ہاں کرتا ہو کہ مگر عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہو جی چاہے چلیے نہ جی جاہتا ہو  
نہ جانیئے سفاک نے کتاب کو کھولا سمک اٹھ کر بھاگا سفاک نے کتاب کو دیکھ کر آواز دی کہ او  
نا عیار کہاں جاتا ہو سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ میں جا کر اطلاع کرتا ہوں کہ لکھ نہیں آتی ہیں  
قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاک نے دابہنا ہانڈ یا خداوند ہفت پیکر کی زمین  
پر مارا سمک لڑکھڑکے گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ اور غن اڑ گیا  
سمک نے اپنے کو دیکھا کہ میں بصورت اصلی ہو گیا سفاک نے سحر کشش کیا کہ سمک  
وڑھا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے دابہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا سمک  
کا عارضہ پیدا ہو گیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض لگے تھے خنجر نہ مارا  
تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاک نے قفس توڑ ڈالا ملک  
تھاے اور رنگ نشین کو قفس سے نکالا بکار کر آواز دی کہ ارے جلا دس کو ب کہاں ہو  
خنجر سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا دوڑنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاک کے  
آئے کہا کہ اے لکھ سفاک کیا حکم ہوتا ہو سفاک نے کہا کہ دو لون کے سر کاٹ لے سمک  
یہ دقتی نے ہلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس آفت  
آسمانی سے بچالے۔ لفظ نم

رنگ تو کر دی عطا اندر چین گلزار را	سبز و را سبز کردی تیز نوک غدار را
ساختی بیمار آفت نرگس بیمار را	نالہ و مند باد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گرہ در گلشن عالم گل تر ساختی	زود داغ بلبل نالان معطر ساختی
انقلاب دور دوران است در بستان	ہیچکس رانیست در فرمان تو جائے کلام
شام را کر دی تو صبح صبح را کر دی تو شام	آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
برق را آتش نشان دایر را و س ساختی	

	دو مخالف را ایک موقع برابر ساختی	
صانع عالم توئی ای خاک چون و چگون بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون		ہست اندر اختیار ہر درون ہر برون روز و شب گرد و لہر مان تو این گردون بون
	صورت این خانہ بے دیوار و بے درِ حاجی بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی	
تختہ مرقوم ہر حمد خوانان کردہ در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ		دہ چہ خوش نشو رتہ در حمد یزدان کردہ بیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ
	منسلک ہندوئی بطلم این سلک گو ہر ساختی شمع نام خود ہر مجلس منور ساختی	
<p>ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقہاری کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو اپنے          حی میں کہتی ہو کہ ای پہلے اور رنگ فشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہوتے دم          جالی جہان آراے طلسم کشانہ دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا لال ہو فرامین کہ ہماری          خیر خواہیوں قتل ہو گئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کبھی          فرمائی نہیں کہ ای مانک فلک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشا کش نہیں          مٹتی سفاک چاہتی ہو کہ جلا دون کو حکم دون و دونوں جلا دہاتہ مارین کہ سر و دونوں کے اوجا میں          کہ زمین شق ہوئی حملال سرکش بانہا ہوا کا بانہا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آوازی کہ          او ملو نہ خبر دار جلا دون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی حملال نے ہاتھ جمکائے کہ دونوں جلا دون          کے سراٹ گئے جلا دون کا مرکز کرنا تھا کہ حملال سرکش نے سفاک پر گولہ مارا سفاک نے          ہاتھ ہلائے برق چمکی اس گولے کو الٹا بانہا یا دو چار سحر آہیں میں چلے گئے کہ زمین شق ہوئی          اور تصور بد لکش گہرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاک مردار خوار پر برس پڑی دو طرف          سے دونوں کے سحر چلے دونوں نے بسے سحر کیے کہ سفاک ڈر گئی ہو مگر کچھ دور نہیں جلتا          تصور بد لکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاک کا زخمی ہوا بس زخمی ہو گئی          سفاک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کار و سحر نکالی جا ہا کہ کار و ماروں حملال نے فوراً تصور</p>		

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کار اس حرامزادی نے نکالی ہو یہ کار جسکے  
 سینے پر بڑی لگی توڑ کر ٹپت کو پار گزر جائیگی یہ سحر رکھنے والا نہیں ہو بس یہ کہلے ایک تیلی چری  
 بھولی سے نکالی سامنے کر دی کار ہاتھ سے سفاک کے چل چکی تھی سینے پر اس تیلی کے  
 بڑی حملال نے ہاتھ سے اس تیلی کو چھوڑ دیا تیلی کو توڑ کر کار پار گزری تیلی تڑپ کر کڑھی  
 پکارتی تھی کہ او سفاک کیوں تیری قضا دا منگیر ہو میں کنیز سامری کھلاتی ہوں دیکھ  
 عجائب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہلے وہ تیلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی  
 جلی حملال کے سامنے آئی آواز دی کہ او حملال کیا حکم ہوتا ہو حملال نے ہاتھ کاٹ کر  
 فوٹ اپنا تیلی پر پھینکا فون جو تیلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی حملال نے نیچے ہاتھ میں دبا  
 وہ نیچے لیکر طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چہ چاہتی ہو کہ روکوں گے پھینکتی ہو ماش کے  
 دانے جھولی سے نکالے اور کسم سحر چڑھ کر تیلی پر پھینکے مگر تیلی پر جون جون سحر ہوتا ہو  
 اور زیادہ جوش اُسکا بڑھتا جاتا ہو تڑپ کر سفاک پر جا پڑی نیچے مارا سفاک نے سپر سحر کو  
 آگے کیا نیچے تیلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیچے کو تھام لیا لاکھ تیلی دور کرتی ہو نیچے سپر سے  
 عین چھوٹا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او حملال سرکش ہر چند کہ تو برسوں خداوند ہفت پیکر  
 کی خدمت میں رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا ویکھ تیلی کو میں نے گرفتار کیا حملال نے پھر  
 اپنا ہاتھ کاٹ کر فون جلی میں لیکر پھینکا آواز دی کہ او کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑ  
 تیلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا نیچے الگ کیا سفاک پر برس چڑی ہر چند کہ سفاک کوئی  
 ہو مگر تیلی بجلی بگنی ایسے نیچے مارے کہ سفاک بھاگی تیلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے لیا  
 کیا کہ کئی تیلیاں فولادی تیلی کے روکنے کو آئین تیلی نے ان تیلیوں کو بھی مارا لڑنے لگے  
 زمین پر گرے تیلی پیچھے سفاک کے دوڑی سفاک بھاگی جاتی ہو کٹے ہوئے ہاتھ کا فون پھینکتی  
 ہو جو قطرہ تیلی پر پڑا جنگاری آگ کی بگیا تیلی اس جنگاری کو ٹھہ میں رکھ لیتی ہو کتی ہے  
 کہ او طعنہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بھگی میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑ دوں گی میرے آقا سے  
 ناما رو مولا سے قدر شناس نے حکم دیا ہو کہ سفاک کا سر لاؤ میں تیرا سر لینے آئی ہوں  
 تیرے مددگار بھی تم کو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاسٹے پڑے

تڑپ رہے ہیں اور جو تیر زمین و درگاہ ہو اسے بسفا کہ کو یاد آگیا اور بچار کر آواز دی  
 کہ اے فولاد مردار خوار اس بتلی کو آ کے روک یہ میرا بیچا نہیں چھوڑنی صحرے سے ایک چیل  
 فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا بچار کر آواز دی کہ اوکنیز سامری کہاں جاتی ہو آگے نہ چل  
 یہ کہکے سامنے آیا نیچے مارا بتلی نے سر آگے کر دبا سر پر نیچے پڑا سترٹا خون کا نکلا وہ خون چلے  
 پر گرا چلے مثل سرم خشک چلنے لگا بتلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفا کہ دیکھا تو نے جو تیر  
 جڑا درگاہ تھا اسکا آخر یہ حال ہوا خجک بڑا ملال ہوا یہ کیلے قریب پہونچی سفا کہ نے جانہ کہ  
 اپنے کو بھاگ کر بجاؤن لیکن اس بتلی نے اس طرح گھبرا کہ سفا کہ کسی طرف بھاگ نہ سکی  
 بتلی نے جھپٹ کر اس طرح نیچے مارا کہ سفا کہ کو کچھ نہ بن پڑا نیچے سر پر لیا نیچے بوسہ پر پڑا  
 سفا کہ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سفا کہ کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ  
 چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مر امام من سفا کہ مردار خوار  
 بود حملال فوراً جھپٹا بتلی کو اٹھا کیلے سے لگا لیا کہا کہ او کنیز سامری کیا کہتا اس  
 لطف سے سفا کہ کو مارا بھاگنے نہ دیا بتلی ہنسی کہا کہ او افسر یہ ملو نہ کیا ہی جس روز سفا کہ  
 پر ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس  
 لوح ہوگی اس لوح میری جتنی دیکھ لاکھ دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ  
 کرتی ہوں مجھے سامری و جہشید نے بنایا ہو بھاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں  
 جس وقت جو کام لو سر سے کروں جو حکم دو بجاؤن حملال سرکش نے بتلی کو چھو لی من  
 ڈال لیا پلٹ کے آیا آ کے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا  
 کا بھی معلوم ہو حملال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہو کہ تیمور نے رستم کو گھبرا ہو کر خدا  
 نے مدد کے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگر بنوں سے پرہ  
 مد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہو اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً حملال سرکش نے  
 تخت سحر تیار کیا حملال دھماکے اور رنگ نشین و ملکہ تصویر د لکش و سماں بن عمر  
 تخت پر حملال سرکش کے سوار ہوئے حملال تخت اٹھاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو  
 بلور چہار چشم ڈیرٹھ لاکھ جادوگر و ن سے آیا ہو اسنے آکر آواز دی کہ ارے گھر کے

ظلم کشا کو مار تو تمہور نے پکار کے آواز دی کہ اے بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو پر پہنے  
 ایسے وقت بطلم کشا کی شرکت کی وردہ اب تک میں نے ظلم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ  
 آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہو اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار  
 فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جگ جگ کر پڑ رہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہا چشم طرف فغفور  
 چلا سامنے آ کے للکارا کہ او فغوخ دیدہ ظلم کشا کے حسن طاہری پر رائل ہوئی باپ کی تباہی  
 کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کا ٹاکئی سحر فغفور نے  
 کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دو تھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ  
 اب اس لائق ہوئی کہ ہر سحر کرتی ہو زمین پر نہیں کرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور  
 ایرطیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہو آنگھیں حسرت آلود کھلی ہوئی ہیں ظلم کشا  
 سے جو نگاہ ملگئی اشاروں میں کہ رہی ہو کہ اے شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہو سحر نے  
 بلور چہا چشم کے یہ تاثیر کی کہ میں زمین پر گری آٹھ ہلین سکتی کنیز تک تشریف لائے  
 ظلم کشا چاہتے ہیں کہ لڑتا ہوا بڑھوں پاس فغفور کے بیوی بچوں فغفور کو اٹھاؤں  
 لیکن اہل فوج بلور پرے بانہے ہوئے کھڑے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا وہاں  
 آ کے کھڑے ہو گئے ظلم کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ ظلم کشا کو  
 گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و چشم شیرازہ لڑ رہے ہیں  
 جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا تیغ ہفت جو ہر دست زبردست رستم کا تیغ خالی  
 نہیں جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوئے سحر بھول جاتے ہیں آخر گھبراتے ہیں بلور  
 قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے بیوی بچا چاہتا ہو کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت  
 بے نگاہ یا اس طرف آسمان گئے دیکھا اور کہا کہ اے پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے  
 بچالے افسوس ہو کہ صحبت ظلم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے آسمان  
 سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں  
 سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا منم حملال سرکش ایک طرف لغزہ ہو کہ منم ملکہ ہمارے  
 اور رنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینوں نے مل کر سحر کیا

حملال سرکش کا گولہ بیچ میں آکر بچھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا نینہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھل برسے لگے ملکہ ہمارے لغو پر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کر کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے مل کر جو سحر کیا پھول برسے لگے بلور کے چار جانب بھولوں کا انبار تھا پھول بو اٹھا کے سو نکمے آنکھیں سرخ ہوئیں رنگ روم تغیر متر دو منہ پر کیا پاک بقرار ہو کر بکار اٹھا۔

منقشر میرے اس خمہ شکل میں نہیں  
کچھ سوائے خاک ساری آب اور گل میں نہیں  
مطلقاً تیری شہادت ماہ کامل میں نہیں  
جب تک قاصر زبان شمع فضاں میں نہیں  
سبیل اور سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں  
بنجان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں  
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محل میں نہیں  
گو ہر مقصود تو دامن ساحل میں نہیں  
آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل میں نہیں  
سورہ اخلاص قاتل کی حائل میں نہیں  
ناطلہ ہوا راہ سے تو پھر منزل میں نہیں  
سبیل گونگی ہو گئی یا کوئی محمل میں نہیں  
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں  
ایک بلبیل ہنسا یہ اغا دل میں نہیں

ہر ہجوم درد و غم تشویش پر دل میں نہیں  
آتش افروزی کی اوگر دون ہوا دلیں میں نہیں  
چشم و ابرو گوش و بینی ہن دینچہ ساہن  
میں بیان کرتا رہونگا حیرے اوصاف جال  
کیونکہ بھٹکین وادی الفت میں ہم غربت زد  
مارتا ہو جسکو کر دیتا ہو کام اس کا نام  
سجواب آتی ہو محنون لیلی نافت نشین  
موج سے دست و گریبان ہو دریا میں ٹوٹ  
بعد مردن لاش اس کو جے میں گڑ جائے مگر  
اسکو گردن میں پہن کر کب لگے میرے ملا  
شکوہ بعد مسافت اتنا سا لک کیا ضرور  
ساربان ملتا نہیں دے کون محنون کو جواب  
شکر اللہ جذب الفت نے کیا انکو مقدر  
کے آگے رہتا تھا نغمہ پیرائی گردن

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرہ تصویر کے چلا اب تصویر دہما و حملال زمین پر اتر آئے لکھ ہما  
نے بڑھ کر غفور کو اٹھایا غفور اٹھی چہرہ مسخ ہو رہا ہو ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے  
مگر ہمارے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیل جھولی سے ایک آنچورہ پانی کا نکالا  
اس سے غفور کا منہ دھلایا غفور جالا لک وچست ہوئی کہا کہ اگر ملکہ عالم آپ نے



عین وقت پر مدد کی کینز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا جاسے اور ننگ لٹپٹ لے کر کہا کہ دیکھو اس بچیا کا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اب میں اسکو حکم دیتی ہوں غرض کہ بلور گر بیان بچارٹے ہوئے سامنے نقویر دلکش کے بہو بچا اور بچار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو خزانان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار کر دے میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و غم و غم ہو نگاہ لہجائے تو قلب تسکین پائے نقویر نے سر مٹھا کے کہا کہ اے بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملکہ ہمارے حکم دیا ہو کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لا تا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا مجال کہ جو وہ مجھے سرکشی کرے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا کر سامنے ملکہ کے پیش کش کروں میرے دل کو آرام نہیں سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام نہیں آخر کمان جاٹیکا شرمندہ ہو کر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کرے گا بہت بچائیگا یہ کتا ہوا تیمور کو لٹکاتا ہوا چلا کہ اے تیمور ملکہ ظالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر قلم کروں تیمور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا بچار کر آواز دی کہ اے افسران فوج اپنے افسر کو روکو کیا اپنے ہوش میں نہیں ہو مجھے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آزاد دی سے آتا ہو افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا بچارنا ہے کہ یارو مجھ کو روکو معشوق کا حکم بجالاؤں لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اسکو صحرا سے زور آوران کہتے ہیں شہ زور کر گدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت میں حاضر رہتے ہیں یا ایک اسکو ہر کاروں نے خبر دی کہ اے شہ زور کر گدن سوار صحرا سے حسرت انگیز میں طلسم کشا آیا ہو تیمور اور بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جبری و ہمارا ہو کہ ساحروں کو قتل کر رہا ہو کسی کے روکے نہیں رکتا خداوند ہفت پیک کا حکم سب کے نام پہنچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل کرے گا اسکو طرہ پیغمبری ملیگا غنچہ آرزو دکھائیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کر گدن ہمارا تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگائے کر گدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر چلا ایک ایک انہیں قوی قن و قوی میں ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ میں جا کر طلسم کشا سے لڑوں

مگر شہ زور کہ سب کا استاد ہو چھوٹا ہوا کرگدن پر سوار ساتھ واہون سے گتھا ہوا آتا ہو  
جلد جلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا دور دکھاؤن پسراں حمزہ کو اپنے دور کا  
طراد عوی ہو شخص جو لڑ رہا ہو یہ سرقتہ ملک فرنگستان مشہور ہو بڑے بڑے کا رہا یاں  
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زید ہوے کوئی اس سے مقابلہ میں سر بر نہیں ہوا لیکن  
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہیں ہو چکا در نہ رستمی نکال دیتا اس طرح رستم نہ مشہور ہو  
میں جا کے آج سمجھا دوں گا یہ کہ کے بکبر و نخوت کرگدن پر سوار ہوا ابیس ہزار پہلوان نشست پر  
نیزہ ہلاتا ہوا جلا غور میں تیمور پر پل پڑے ہوے یہاں اب وہ وقت ہو کہ تیمور بڑے  
زور و شور سے مصروف جنگ ہو لیکن نہایت تنگ ہو کہ رستم پر سحر تاخیر نہیں کرتا رستم  
شیرازہ لڑ رہے ہیں فغفور و حملال و قصویر جک جک کر سحر کر رہے ہیں بڑے بڑے  
ساحروں کو مارا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہیں  
کہ سحر سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش ای لردند صاحبقران بخاری رستمی کا بن بہت  
مشتاق ہوں ساکنان طلسم ہفت پیکر میں سے ہوں شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ  
جو بیٹل ہزار پہلوان میرے ساتھ ہیں یہ سب صاحبان اکھاڑا ہیں ہر ایک کے تلو تنو  
بچاس بچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑوں پر ہو چکا اور ان سب کو ٹوکا زید کر کے اپنا شاگرد  
کیا آج تھے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرائین کے تلواریں سائی یہ ساحر ہیں جنگ شمشیر زنی  
سے نہیں ماہر ہیں ای تیمور صف باندھ کر ٹھہر جاؤ میں ابھی زید کر کے تمہارے ساتھ  
کیے دیتا ہوں قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اسنے رستم کو  
زید کر کے بھیجا ہو آواز شہ زور کی سنکر رستم تلواریں پکڑ کے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر  
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر سینہ  
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان وای لردند صاحبقران اب میرے مقابلے  
میں آئیے تیغ ہفت جوہر کی جک ہم بھی دیکھیں رستم نے مرکب جمکا بابا گ پھر کر  
سانے شہ زور کے آئے ٹکا ور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین  
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلا دکھا ای رستم اس ٹکا ور پر ناز نہ کرنا

کر گدن پیچھے ہٹا میں قدم بڑھائے کھڑا ہوں رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ اے پہلوان درن  
 نکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہیں اب نیزہ اٹھائیے دار کیجیے بہت غرور زمیندہ  
 نہیں غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہو انسان ضعیف البیان کس بھروسے پر  
 گھمنڈ کرے ایک قطرہ نجس سے خلقت انسان ظاہر ہو بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا  
 شہ زور نے کہا کہ اے رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہرین بڑے بڑے  
 ملکوں پر آب نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طلم ہفت پیکر ہو بڑے بڑے پہلوان آئے  
 اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھتا کہ میں فنون سپہ گری میں کم ہوں تم حملہ کرو بعد اسکے  
 میں حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں  
 اگر تمھارے وار سے ہمو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ مستکبر شہ زور مہیا  
 خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ بر علم شاہ کو اٹھاؤنگا  
 علم شاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لپا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی اسکا لشکر  
 و لشکر تیمور نگران کی پشت رستم پر حملہ کرکے و ملکہ فغفور و قصور بدلتش وہما  
 اور نگ نشین و سمک بن عمر و عیار یہ چند کس آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہیں جنگ  
 رستم و شہ زور دیکھ رہے ہیں کہ دونوں جوانوں میں نیزہ چل رہا ہو پہر بھر کامل نیزہ چلا  
 تین سو ساٹھ طعنیں رد و بدل ہوئیں اب آپس میں چوریاں اور گھاتیں ہو رہی ہیں رستم  
 نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ اے شہ زور ہوشیار رہو ہوشتم تمھاری شست ہو مرکب  
 ہمارا جست و چالاک ہو دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہو یہ کہ کے نیزہ شہ زور کا گانٹھا اور مرکب  
 کو اڑا کے پھینک دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا  
 اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونوں لشکروں میں غریب ہوا شہ زور بہت جھلا یا قبضہ  
 شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغ نہ لنگر دار جو ہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا  
 تھا کہ اثر دہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی  
 بناد کیا جب تلوار قریب سپر پہنچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ لپکا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 شہ زور نے رستم کا گریبان بکڑا آخر دونوں جوان لپٹے ہوئے مرکب و کر گدن سے

کو دے شہ زور بہت قفقہ باد کر ہنسا کہا کہ اسی رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آئے  
 مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجھ کو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم  
 ہفت پیکر میں کوئی زور میں میرا نظیر نہیں اب کیونکہ بچو گے تلوار کہیں قبضے سے مردوں  
 کے نکلتی ہو یہ کہے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن بیچ ہونے لگے دستیان  
 ساتھ دبر دستی کے چلنے لگین جہاں رستم پکڑ لاتے ہیں شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے  
 اور جہاں شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے اس قدر جلد نکلتے ہیں کہ کھٹے زمین سے  
 آشنا نہیں ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہو چاہتا ہو پکڑ کے زمین پر لاؤں اور جیت کر لیا  
 مگر رستم پر پنجہ نہیں قابض ہوتا دانگ ہو رہا ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہو جی میں  
 کہتا ہو کہ فردند حمزہ بلاے روزگار ہو کسی فن میں کمی نہیں کرتا رستم بڑے زور و شور  
 سے لڑ رہے ہیں سارا دن اسی جنگ میں تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب ستا بان بارو  
 رز دلرزان و ترسان طرف قلعه مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ اری  
 رستم شاہباش ہو فوب مجھے لڑے اس دوپہر میں کسی مقام پر کمی نہیں کی مگر خدا ہند بہت بلے  
 نے دن واسطے لڑائی کے ابر رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہو کل میرے مختارے  
 اب پھر مقابلہ ہو گا رستم نے کہا کہ اسی شہ زور بہا را یہ دستور نہیں کہ جنگ سے بدون  
 ربر و زبیکے بلٹین یا تلو زیر کرینکے یا زیر ہو جائینگے پلٹا کیسا شہ زور نے کہا کہ میں بھی  
 بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہیں چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر  
 آپ سے مقابل ہو نگا برابر سے لڑونگا کئی ذکر و نگارات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون  
 دیکھیگا بیس ہزار بیلوان دیکھنے والے کھڑے ہیں رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بار شاہ  
 کورات کا دن کرے کیا دیر لگتی ہو یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آوازی کہ بان یا رو روشنی  
 کرو لڑائی کچھ گئی حملال سرکش نے بیہ کر سحر کیا کہ تلے فولادی مشعلیں لیکر موجود ہو  
 ایک طرف سے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری تیلیان قندیلین لیکر  
 موجود ہوئیں اور جنگل میں پھرنے لکین تصویر و نقوش نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملا زمان  
 شہ زور نے پنج شاخے گروادیے درختوں میں قیتلے باندھ کر روشن کیے تمام ٹھکڑے سحر

جھاڑ معلوم ہوتے تھے تپے مثل برق کے چمک رہے ہیں شاخوں میں فٹیلے بندھے اور سب  
 تاسر نکل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اب شہ زور اب وقت  
 جنگ ہو اب کیا درنگ ہو شہ زور بھی مجبور ہی آزمادہ جنگ ہوا اور دل میں کہہ رہا ہو کہ  
 بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہو دیکھوں اس سے کیونکہ جان بچے کل فنون سپہ گری میں طاق  
 شہرہ آفاق کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کل فنون میں بے مثل و بے نظیر حسن میں ہائیز تو  
 اگر قدرت ہو کرین قول اللہ غالب آؤں آخر کار شب کو مسرت کا رزار ہوا ایک طور پر شتی  
 ہونے لگی جا رہا رات ایک طور پر کشتی رہی وقت سحر بستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑے  
 ہیں دو دو گھڑی رگڑتے ہیں لشکر شہ زور نکلتا ہی پہرہ ہا پھتا ہی چہرے کی کیفیت تو  
 کہ ماتھا فون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لو رہا ہو دو پہر ڈھلتے ڈھلتے رستم  
 شہ زور کو ریل کر کے دوڑے بندرہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لاکے کہہ مارا دو لون گھٹنے  
 شہ زور کے آخسایہ زمین ہوئے جا ہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کروں رستم نے دونوں ہاتھ منوں  
 کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے لفرہ شیر اند کیا لنگر شہ زور کا اٹھ اچھلے زور میں تہا بہ زانو دوسرے  
 زور میں تہا بہ تیسرے زور میں سر سے بلن کیا پہلو انوں نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو  
 اٹھا لیا لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو جیج دے کر زمین پر مارا سما کرنے  
 دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا جا ہا کہ لے بھاگوں لوگوں ملا زمان شہ زور  
 نے آکے گھیر لیا سماک کو یقین ہوا کہ اب میں قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا  
 پہلوان جاتے ہیں کہ رستم سے لپٹ جائیں مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا  
 مارا کہ آکے دو ٹکڑے ہوئے صدر پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے  
 لاشے پڑے ہیں تلوار چل رہی ہو آخر حملال سرکش گولہ پکڑے ہاڑا جھپٹ کر گولہ مارا کسی  
 جوانوں کے سر پہنچے بلکہ ہمارے اور رنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑیں ایک  
 طرف سے بلکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مجسمین نے سحر کیے کہ زمین کا نب گئی  
 آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای بستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا  
 کہ کیوں ای پہلوان دوران وادی کر شاسب جہان اگر کچھ اور میں اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو میں پھر قسے برائے زور آزمائی موجود ہوں خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انہیں سے جو ہوس ہو میں پھر موجود ہوں شہ زور نے کہا کہ اگر شہر یار میں خوب امتحان کر چکا سب فنون میں آپ سے کم ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ نسل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہوں رستم نے پانچ شہ زور کا تمام نیا شہ زور نے بکار کر آواز دی کہ بارہ خبر دار تلوار نیام میں کوہین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گٹھے سے لگا لیا سب نے تلوار روکی باج ہزار جوان قتل ہوئے پندرہ ہزار نے بدل وہاں اطاعت کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے ترخ و نارنج بیکر جا پڑے حملال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو رو لای تیمور بھاگا چاہتا ہو کہ بھاگ کر نکل جاؤں رستم رہتے ہوئے سامنے تیمور کے پہنچے ملکا را کر ادو بیجا میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں تیمور نے بڑھ کر پانچ تلوار کا مارا رستم نے تیرہ ہفت جو ہر ہر تلوار کو روکا الجھاوے سے پانچ نکال کر اول کلاہ ہفت گو شہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے پانچ ہاتھ تیرہ ہفت جو ہر چمک کر کر تیمور کے دو ٹکڑے ہوئے تیمور کے مرنے ہی آدھی سیاہ جلی پھر برسنے لگے ٹھوڑے ہی ویر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جاو وود رستم نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استاد ہوئی حملال سرکش و نقویہ و لکشمی و ہما کے اورنگ نگر و سک بن عمر و بارگاہ میں آکر داخل ہوئے شہ زور بعد رفاقت ساتھ ہو مقام صدر پر رستم آئے بیٹھے فرمایا کہ کیوں اکی ہما کے اورنگ نشین اب جو یہ خبریں سب تمہارے مان باب کو بہت بخشنی یقین ہو کہ سلمان شکر کشی کو نہ با ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جاؤں ہما نے کہا کہ آپ خود شکر کشی کیجئے وہاں آپ کا شکر بھی ہوش میں آگیا ہو گا کہ یہ خبریں بھی اسکو معلوم ہوئی ہوں گی دیکھیے وہ کیا کرے حملال نے کہا کہ غلام اٹالہ بارگاہ کا ایک بچہ تھا جو آپ وقت پر آئے گا شب بھر ہی ملاصق رہیں وقت سحر حملال سرکش اٹالہ بارگاہ کا ایک طرف صحرا کے گرداب نشان کے چلا بعد ٹھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ کیا عقب میں حملال کے رحم چلے سک بن عمر و ساتھ ہو کر حال نکبت آل گرداب جانو

و موج سمن رنشین لکھتا ہوں کہ موج سمن رنشین قلعہ گرداب نشان میں بیٹھا ہو  
 زوجہ سے کہ رہا ہو کہ صاحب میں نے کتنا ہون میں دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہو یہ اصل میں  
 طلسم کشا ہو ہر چند کہ میں نے ایسے صحراے ہو پتھر میں پھنسا یا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار  
 ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد ہو بیچگی ہر مقام پر اسکی  
 مددگار پیدا ہو جاتے ہیں رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے  
 ساتھ فتور کیے لیکن طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکوف ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے  
 اور نگ نشین رہائی پائے اگر حملال سرکش رہا ہوا تو دم بھر میں رستم کو بھڑا لیکا گردا  
 جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے بڑی در پی فرمان لکھے ہیں کہ جسطرح بن برے طلسم کشا  
 کو گرفتار کرو تم ایسی باتیں کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا وعدہ شکست ہو کہ ہمت مضبوط  
 باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطک  
 مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ اے موج سمن رنشین  
 رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہو  
 اب حملال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے  
 یہ سنتے ہی موج گہرا گیا مگر متقار آتش ریز سنگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت  
 بیقرار ہو رفیقوں سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہوں میں جاہتا ہوں دل کو پھیروں دل نہیں تپتا  
 اب تو یہ کیفیت ہو نظر

نجل مجکوف باد آتا ہو اُس گل کی سواری کا  
 ترے نقش کعبہ پا کے لیا کرتا ہوں میں تو  
 تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے کہتا  
 ارادہ ہو فلک سے کیجے ہمدواہ کے سار  
 جہان میں ہو ترا حسن خدا داد کو صنم لیا  
 حسینان جہان کے غول میخانے میں لے لیں  
 تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو

جہن میں آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا  
 ہوا ہو عشق میں یہ حال میری خاکساری کا  
 لکھا ہو میں نے کچھ کچھ حال دل کی بیکاری کا  
 نہایت امج پر ہو شوق آنکلی بادہ خواری کا  
 کہ پر یان فخر کرتی ہیں تری خدمتگداری کا  
 بڑا احسان یہ مجھ پر ہوا ابر بہاری کا  
 مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس خرم کاری کا



کوئی کہدے یہ اُس سے طالبِ پادشاہی کو  
برہنہ دخت رز کو حضرت زاہداگر فرمیں  
زمین بولی جولدہ دخن میں تربت میں لہرا  
کرنیکے ترک پہاڑیگی پیری جبکہ اسطوت

ذرا صورت دیکھا جاوقتہ سواہیم شاری کا  
اُماریں جامہ اپنے ہاتھ سے پہن کراری کا  
کہان میں وہ جو دم بھرنے تھے نیری ٹنگساری کا  
جوانی میں بہت مشکل ہو چھٹا بار وہ ناری کا

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبراہیں ہم سوانح کو پیغام دینگے وہ جبراً بیٹی کو اپنی آپسے ہر  
کرنیکے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہو گا کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کو اپنے ہاتھ میں  
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا  
عرض کی کہ حملال سرکش اناہ بارگاہِ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو عقب میں رستم مع ملکہ  
ہمارے اور رنگ نشین کے آنے میں نام معنوقہ کا شکر منقار اپنے مقام سے اٹھا کر  
ہمارا لشکر تیار ہو حملال کو قتل کرونگا ہمارے اور رنگ نشین پر قبضہ دنگا یہ کیلک ساتھ ہزار  
کا لشکر لیکر جلاہان حملال ایک مقام پر آ کے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا کہ منقار  
ساتھ ہزار ساحر و ن کی جمیت سے آ کر پہونچا حملال سمجھا کہ مجھے مقابلے کو آیا ہو ہر کار  
مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہو پہر رات گئے ہر کارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسے  
طبل جنگی نہیں بجا یا حملال جا کر سورہ یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہو کل طبل جنگ  
بجا ایٹھا حملال فیہ سوچ کر سورہ دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا بارادہ شبن  
جلا آ کے لشکر پہ حملال کے گرا ساتھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنائین خیموں کی گاٹ دینا  
بازارین پا مال کرنا ہوا قریب خیمہ حملال پہونچا حملال کو ہر کاروں نے خبر دی کہ منقار  
برائے شبن آ گیا ہو حملال جھلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو  
خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہو حملال نے ملاکارا جھوٹی سے گوند نکال کئے مارا  
منقار نے گوند کا ٹاٹا لوجھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا  
بلند ہونے لگی حملال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تھلک پڑ گیا ہر طرف  
حملال دوڑتا پھرتا ہو لشکر منقار کے گھیرا ڈالہ یا جب گولہ بارادہ چار سو کے سرور گئے  
منقار چاہتا ہو کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں حملال نے گھیر لیا ہر رات بھریوں ہی تلواروں

منقار ہر مرتبہ جانتا ہو کہ نکل جاؤں حملال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوئے جنگ کر رہا ہو  
یہی قصہ ہو کہ منقار کو ماروں جب گریبان سحر جاک ہو اصحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم  
پیلتن سے ملے ہمارے اور رنگ نشین کے نمودار ہوئے ایک جانب تصویر دلکش  
اور ایک جانب قنفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہنچے حملال کو جلاڑنے

دیکھا لغزہ کیا۔ لغزہ علمشاہ علمشاہ رومی شہ فیل نور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور  
منم صفت شکن تیغ زن پہاڑ منم نور علی بن صاحب قرآن ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ شکلیت نہ فرمائیں کتنا اسکو سمجھائے دیتی ہو  
ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوئے جھولی سے  
نکالے امیر اسم سحر چڑھا کہ پھول شگفتہ ہوئے وہ پھول منقار پر پھینکا مارے نیم پھولوں کا  
برسنے لگا منقار نے اٹھا کہ پھول سوکھے پھول سوگتے ہی جھوٹے لگا پکار کر آواز دی کہ اے  
ملکہ عالم میں تابعدار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کروں نظم

نہ کسی میں جو رہی ہر دوفا میرے بعد  
شہرہ حسن زمانہ میں مرے دم سے تھا  
سورہ حمد پڑھا آ کے مری تربت پر  
کف افسوس ملا کرتے ہیں اس نگ سے وہ  
ظالم اس درجہ زمانے میں ہوئے وہ مشہور  
سختیان ہجر میں میرے جو اٹھائیں میں نے  
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا  
ساتھ غیار کے بیخوف پھرا کرتے ہیں  
نہ ملی مجھ کو جو معشوق سے آگ دن رات  
مجھسا صابر جو نہ دنیا میں ملا ظالم کو  
میں وہ بلبلی ہوں کہ گل جاک گریبان رہے  
نہ رہا عاشق و معشوق میں الفت کا مرا

سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد  
پھر ترانا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد  
شرط کی اُس نے محبت کی اور میرے بعد  
اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں خاں میرے بعد  
بھر کوئی بھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد  
دے نہ اسکی عنتم شکوہ خدا میرے بعد  
نام میرا نہ بھی اُس نے لیا میرے بعد  
نہ رہی آنکھوں ذرا شرم و حیا میرے بعد  
کی کسی سے نہ کسی نے بھی دفا میرے بعد  
ظلم کا نام پھر اُس نے نہ لیا میرے بعد  
خاک اڑاتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد  
اور ہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس سنگھڑے سے کوئی دل نہ لگائے اپنا  
 نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے اور سچوت  
 میری تربت سے یہ آئیگی صد امیر سے بعد  
 نام کو بھی در ہی حمر و وفا میر سے بعد

آنکھیں سنج گریبان بھاؤ کر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا کہا کہ اے ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤں  
 ملکہ ہمارے اور رنگ نقیب نے کہا کہ اے منقار تیرا مدعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا  
 کہ تمہارے گل رخسار کا غنایب ہوں افسوس ہو کہ وصل سے تمہارے محروم ہوں  
 ایسا نہ ہو کہ زمانہ فراق میں ہلاک ہو جاؤں دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو  
 میرے حق میں جو مناسب ہو وہ فرمائیے اے مسیحاے زمان میرے علاج سے ہانڈ نہ اٹھاؤ  
 ملکہ نے کہا کہ اے منقار تم آگاہ ہو کہ یہاں کسے کسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ پھر عالم  
 ہو اُس نے قصہ نہ کیا اسکی زندگی میں کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہوا چاہتے ہو تو  
 اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہنچاؤ اور جس طرح ہو سکے سر مواج کالائین دل جان  
 سے تم سے راضی ہوں وہاں سے سرے کے بچر و خوبی یلٹو بھوری بھر جائے اس پھر تم سے  
 مجھے کسی بات میں انکار نہیں یہ مضمون دلچسپ سنکر منقار چکارے بھرنے لگا کہتا تھا  
 کہ کیا ساخت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو میں ابھی جاتا ہوں جا کر مواج گرداب کا سر  
 لاتا ہوں دیکھوں تو کون رہتا ہو فوج والے اُسکے بگزینے تو میں اُنکو بمانتا ہوں اہل فوج  
 کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہوں مواج کو فوراً شکست دوں گا دیکھوں تو مجھے کون مقابلہ  
 کرتا ہو یہ کیسے رفیقوں کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دوسرے رفیق عمدہ عمدہ  
 سردار مثل کیدان در سالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ اے شہر بارہم آپ کے ساتھ ہیں  
 جو آپ پر گزریگی سر سے جھیلیں گے جان پر کھیلیں گے مگر آپ کا حکم بجالائیں گے سر  
 اُس ناہنجار کالائین کے دوستی افسروں کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوئے طعن قلعہ گرداب نشان  
 کے چلا تھوڑے ہی عرصے میں جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر بزدل کر کے لگے  
 دائرۂ اسلام میں آئے رستم تو اسی مقام پر پہنچ و فیروزی اُس کے مگر مواج قلعہ میں بیٹھا  
 تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور  
 منقار آتش ریز مع دوسرے سرداروں کے سحر کامل کرتا ہوا قلعہ میں گھس آیا ہو رعیت شاہی کو



اسی نقب میں پچاند نقب کو طوکر کے باہر نکلا طرف قلعہ گرداب نشان کے چٹا سکا اپنے  
مقام پر چڑا ہوا سو رہا تھا دیدہ ظاہری بند دیدہ باطنی کھلے تھے عالم خواب میں دیکھا کہ  
ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہو گھبرا کر سگ اٹھا وہڑا ہوا دربار گاہ پر آیا دیکھا  
کہ نگہبان بیٹھے ہیں جھٹ کر لگا دہن آیا پلنگہ اپنے آقا کا قالی پائی مہرہ نقب کا دیکھا بدو اس  
ہو گیا اور نقب میں پچاند پچاند نقب کو طوکر کے باہر نکلا دیکھا کہ شدہ زور بہر طلا یہ ہے  
سگ کو دیکھا پکارا کہ کون جاتا ہو سگ نے کہا کہ میں جوان امی شدہ زور بہر غضب ہوا  
کہ آقا سے نامدار کو کوئی چڑا کے لئے گیا شدہ زور گھبرا یا کہا کہ امی مہرہ والا گہر یہ کام مولاج  
کا ہو بڑا ساحر زبردست ہو وہ ہی آقا کا کوئے گیا یہ شکر سگ نے کہا کہ میں جاتا ہوں  
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی در نہ تم سب صاحبوں کو اختیار ہو یہ کہ کے سگ بھاگا تلاش  
میں مولاج کی چلا مولاج بارہ کوس کا میدان طو کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے  
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہو ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہو  
موج بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہیں پانی کو  
دیکھ کر مولاج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اتر پانی پیا پاتھ مٹھ دھویا دیکھا کہ راست کا  
وقت ہو طائر آشیاؤں سے گمان میں صبح کے چکار اٹھتے ہیں تعریف اپنے معبود حقیقی  
کر رہے ہیں مولاج نے پشتارہ کستم بیلتن کا ایک تختہ سگ پر رکھ دیا طائروں کی  
آوازین سن رہا ہو وجد میں ہو جی میں کہتا ہو کہ صنعت باغیان قضا و قدر ہو مقام صحرا  
بانغ سے بہتر ہو اسی جنگل میں طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ  
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہاں کیوں کھڑے ہو کل شکر  
طلسم کشا میں غلغلہ ہو رہا ہو ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہو کہ تلاش میں اپنے آقا کی  
جائیں اگر تمکو پا جائیں گے تو بٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر میں چلو  
پلٹ کر مولاج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لنگ پھنے ہوئے نتھناک میں گھبرائی ہوئی  
آئی ہو پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر میں اپنے چلو سب سردار تمھارے شقاق ہو رہے ہیں  
سب کا یہی قول ہو کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہیں خالی نہ پلٹیں گے طلسم کشا کو لیکر آئیے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اٹھالیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہ ہو کہ ہمارا میان طلسم کشا  
آئین مہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر  
آئے میں شک طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ  
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یاد لشکر تیار کر میں لشکر کشی کر کے جاؤں وہ کیسو پریدہ سب سے  
زیادہ بے قرار ہو یہ کہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہو کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں موج  
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہو اُدھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں سر  
جنگل کو طو کر کے آتی ہوں موج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو شکل  
ہو موج نے ذرا منٹھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی موج نے اپنی ران پر ہاتھ  
بھیرا ہاتھ کو دیکھ کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہوا میرے سامنے سے پشتارہ  
لے جاتا ہو سمک اور بھاگا موج نے وہیں سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا  
چہرے سے اڑ گیا جھپٹ کر موج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لے چلا  
سمک کو بیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے ہو یہاں گرداب جاوے بعد جلسے ہوئے  
کے بیتاب و بے قرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہو کہتی ہو کہ صاحب میرے دل کو کیونکر آرام آئے  
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہو سحر اسیر ناخیر نہ کر گیا یکہ و تنہا گئے ہیں  
خداوند ہفت پیکر انکو بچائیں کہ یکا یک سمک سے باتیں کرتے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر  
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کسے لائے موج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب  
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا راہ میں اس مکار نے تمھاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے  
پہچان لیا دونوں گرفتار ہوئے جلد میدان فونی کی تیاری کر دو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو  
دل ٹھنڈھا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اٹھے  
دارین استاد ہونے لگیں جلاد شنگھیں لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہو کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل  
کر میں موج نے اسی طرح طلسم کشا کو ہیوش رکھا ہو سمک بے اختیار ہو مگر رورہا ہے  
دیکھتا ہو کہ آقا کے جسم میں صرف زرد ہفت جوش ہو کلاہ و تیغہ قبضے میں موج کے ہو  
موج تیغہ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہہ رہا ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہو سک و عائن مانگ رہا ہو کہ ایسا کار ساز دے بے نیاز  
تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر خجکو منظور ہو تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہو بلک  
بلک کے د عائن مانگ رہا ہو عرض کرتا ہو کہ ایسا خالق حقیقی دے اور رب تحقیقی رحم کر دے۔ نظم  
در چین ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک | خاک سنبل خاک رجان خاک سنبہ خار خاک  
ہمچو گل بنود از کتم عدم رنسا رخاک | شہ چو از فیضان وحدت مطلع انوار خاک

گشت ہر صورت بشکل چہرہ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جهان شد جلو گر | جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر روز پر  
گاہ اندر کجہ و برگہ در میان خشک حر | گاہ زر گشت و گئے سیم و گئے لعل و گہر

اچا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہ ہے دماغ | گاہ ہر د گاہ ماہ و گاہ شمع و گاہ چراغ  
گاہ سر و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ | گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ در داغ

گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

بر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افشار | بر کس می پایہ دارد پایے سخت استوار  
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار | بر چہ طاقت می پرد تا مواج گردون این غبار

بر چہ حیثیت رود تا گنبد و دار خاک

سک بلک بلک کر د عائن کر رہا ہو رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاہ ہر درخشان خنجر  
شعاع و ضیا کھینچے ہوے میدان جبرج نیلی میں اگر آمادہ قتل ہو ایہاں میدان فونی تیار  
ہوا دارین استوار ہوئیں جلا و شلنگین لگائے لگے چاہتے ہیں مواج حکم دے تو رستم کو  
قتل کر دین مواج حکم دے رہا ہو کہ یارو طلسم کشا کو قتل کر د جلاہ سر پر طلسم کشا کے آگاہ گردن پر  
کولے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا بکار کر آواز دی کہ ایسا مواج سمجھ کر حکم دینا حکم  
اول ہو قتل کرنا ہمارا کام ہو جلا نا خداوند ہرقت پیکر کا کام ہو مواج نے حکم دیا کہ مین  
ہزار حکمون کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاہ خنجر کھینچے ہوے سر پر رستم کے آیا جا ہوتا ہو کہ  
خنجر مارون سک کلیجہ پکڑے روز رہا ہو جلاہ خنجر کھینچے ہوے جھپٹا جا ہا کہ خنجر مارون کہ ایک



بجول آسمان سے گر جلا دے وہ ہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام  
 طلسم کشا برنثار ہوا جب وہ جلا دے کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلا دے کیون  
 اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو  
 آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہیں اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گرد آب  
 نے کہا کہ صاحب پہان ساحر اس طرح نہیں آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ رہے  
 ہیں ان طایروں پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہیں بھاگ جائیں گے اگر کسی کے سحر کے ہیں تو قائم  
 رہیں گے مواج نے ایک گولہ طرٹ آسمان کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ایک طائر اٹھ گیا  
 دیکھا کہ ملکہ ہمارے اور نگ نشین بصورت طائر تھوڑی تھی منقار پہلو میں مواج کے  
 کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بتیاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان  
 راعی آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہو لطفتم

میرے سر پہ ہو قری تیغ کا سان قاتل  
 میری گردن پر پھرے خنجر بران قاتل  
 ہیں گل زخم کہ بھولا ہو گلستان قاتل  
 ہر گل زخم جو تین پر گل خندان قاتل  
 تو بھی ہو گا صفت زلف پریشان قاتل  
 دیدہ زخم رہیں گے مرے گریبان قاتل  
 دے اگر کبر کش تیغ کا دامان قاتل  
 قتل کر کے تجھے تو ہو گا بشبان قاتل  
 آرزو بھی ہو یہی اور یہی ارمان قاتل  
 دل کی کیا اصل ہو حاضر تو مری جان قاتل  
 ہو قری تیغ مرے سامنے عریان قاتل  
 غیب دیکھا کیا بہر دن تن سببان قاتل

کس طرح شکر کروں تن میں نہیں جاتی قاتل  
 دل میں باقی رہے ذبح کا ارمان قاتل  
 بلبل جان کا کلنا ہو نہایت مشکل  
 وار ہنس ہنس کے لگائے ہیں جو بکاو قاتل  
 دیکھ لیگا جو دم زنج پریشان قاتل  
 نیچان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہو گا قاتل  
 میں وہ کشتہ ہوں کہ مٹوں ہوں حشر تک قاتل  
 بعد میرے جو سے گانہ جفا میں قاتل  
 اپنے کوچ میں مری لاش کو کرو نہا قاتل  
 سرا بھی کاٹ کے میں نذر کروں حکم جو قاتل  
 ہو اجازت تو لگے اس کو لگاؤں میں ابھی قاتل  
 بدگانی جو ہوئی ذبح کے بعد اس حکومت قاتل

چ

منقار بیقرار طرٹ ملکہ ہمارے اور نگ نشین کے دوڑا کہ جلال سرکش نے لغو کیا او

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اٹھالیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا  
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر لغزہ کیا لغزہ رستم بن صاحبقران

علمشاه رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق فلک رہو  
منم نور عینین صاحبقران اگر تیغ بر سنگ خار از نم  
مل تا مور رستم پہلوان زگا و زمین میخ و بن برکنم

ایک طرف سے ملکہ تصویر لغزہ کر کے گری ایک طرف سے لغزہ کر کے آپڑی ان چاروں  
سرداروں نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہو رستم لڑائی میں مصروف ہیں  
سماک نے اٹھتے ہی حقہ ہاسے آتش بازی مارے جب حقہ بھٹا شعلہ ہاسے آتش کر کے  
سود و سہ جادو گر جل کر گئے رستم برا بگروا ب کے لڑنے ہوئے پہونچے گرداب نے پنجہ  
مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسے تڑپ کر  
اسنے کو زمین پر گرایا جا ہا کہ بوٹ مار کے اڑ جاؤں کہ حملال سرکش برا بگروا گرداب پر  
اپنے کو گرا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر حملال کے آبلے پڑ گئے اُنکے گرداب کو چھوڑ  
گرداب نے جا ہا کہ اڑ جاؤں بشت پر لگ کر ملکہ ہمارے گولہ مارا بشت پر گرداب کے بڑا منہ کے  
بھل گرداب زمین پر گری گولے نے بشت کو د توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا  
گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے ہی گرداب کے انجیل ہو گیا آواز میں گیر و دار کی آواز  
بعد پھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مر نام من گرداب جادو بود یہ آواز موج نے سنی بھٹا  
پیٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سواے تیغ ہفت جو ہر کے اور کسی سے گرداب  
قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بیان کی مالک تھی اُسی کے نام سے یہ صحرا بیان کا آباد تھا  
آج صحراے گرداب نشان دیران ہو گیا اگر سیراجی جا ہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤ گا کہ  
ہر کارے نے خبر دی کہ حملال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہمارے بشت  
پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغ ہفت جو ہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی  
موج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ حملال کو مار ڈالو نگار وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن  
پر آئے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کروں کہ دیکھنے والے نہیں  
کریں یہ کہ کے حملال کو مارا حملال کا موج نے گولہ مارا حملال سرکش نے

گولہ کا ٹانگو لے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف حملال کے پلٹا حملال نے ہاتھ اپنا کاٹے  
 فون پتلے کے سہنے کیا فون پی کر طرف موج کے پلٹا موج نے بکار کر آواز دی کہ او  
 فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہو حملال کو پامال کر پتلہ پلٹا حملال نے فون چلو میں  
 لیکر اسپر پھینکا کئی مرتبہ حملال نے پتلے کو پلٹا یا مگر موج اسکو زور دیتا ہو پانچویں مرتبہ  
 پتلہ طرف حملال کے چلا اب حملال پر سحر کہ دیکھ کر گھبرا گیا رستم لڑتے ہوئے آئے تھے  
 دیکھا کہ حملال کا رنگ رو متغیر ہو اور ایک پتلہ فولادی نیچے پھینچے ہوئے عقبہ میں حملال  
 کے آتا ہو رستم نے بکار کر پوچھا کہ کیوں حملال خیر تو ہو حملال نے عرض کی کہ ای شہر یار  
 میں نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹا یا اور موج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہاں  
 ہو سولے حضور کے رو کے یہ کسی سے نہ رکھ گیا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہو رستم نے  
 جڑھ کر تیغ ہفت جو ہر چمکا یا وہ پتلہ تیغ ہفت جو ہر کو دیکھ کر گھبرا یا قصد ہوا کہ بھاگوں  
 رستم قریب پتلے کے پہنچے پتلے نے نیچے مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پر رو کا حملال نے  
 بکار کر آواز دی کہ ای شہر یار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈال دیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ  
 کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر بکار اٹھا کہ ای موج کجگو ہاتھ سے طلسم کشا  
 کے بچالے موج دوڑا چاہتا ہو پتلے کو گود میں اٹھا لیا ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لون کا  
 رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے کے مرنے ہی رنگ رو سے  
 موج متغیر ہو گیا لکڑا کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تم نے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹا یا کہ میرے  
 قلب پر صدمہ ہو چکا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحرا کے گرداب نشان ہوا  
 یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہو خداوند ہفت بیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائیں تو  
 شاید غلام کو بچائیں در نہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہو کہ سب سحر بھولا جاتا ہوں کہ سامنے  
 سے شرقتی ہوئی لکڑی بھاڑے اور رنگ نشیں ہوتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی  
 ظالم باعث بربادی صحرا کے گرداب نشان ہوا بکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ و در  
 صورت میں باقی ہوں میں بھی جان دینے پر آمادہ ہوں میں کجگو قتل کر کے مرونگا یہ لکڑی

گولہ مارا ہمارے اور رنگ نشین سے گولے کو ہاتھ میں روک کر وہ ہی گولہ مولاج پر مارا  
مولاج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہمارے بڑا کہ شادہ نشانہ ہوا طلسم  
ہمارے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی بیکار کے آواز دی کہ کینہ  
رخدت ہوئی ہوا بکینز کی یہ کیفیت ہو دراصل یہ صورت ہو نظر ہم

صدہ یہ اگلے عشق میں حاصل ہوا تو کیا میں نے شب فراق میں جھیلی ہیں سختیاں تین گناہ ناز سے زخمی ہوا ہوں میں ہو اُنکی اک ادا بہ تصدق ہزار جان باطن میں تو نہیں کوئی صورت ملال کی اُسے تو میرے قلب و جگر و دھن لیے سودا ہی آپ کے تو بہت سے ہیں شہر میں سقوط بھارے دل سے محبت نہ جائیگی	گر یا مال ناز مراد دل ہوا تو کیا روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا کیا بات ہو نثار اگر دل ہوا تو کیا گردن میں ہاتھ اسکا حائل ہوا تو کیا اک بوسہ کا میں یار سے سائل ہوا تو کیا اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا ریخ اُنسے سوطح کا جو حاصل ہوا تو کیا
--	--

طلمس کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہمارے سنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے طرف مولاج  
کے چلا آخر طلمس کشا نے تیغ ہفت جو ہر جبکا کر سحر مولاج کا مٹایا مولاج کو بڑا فاق ہوا تلوار  
کینہی طرف بیٹھی کے چلا پکارتا ہوا کہ او کیسو بریدہ خجوا بھی سزا دیتا ہوں یہ کیلے آواز دی کہ  
ایو جان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری آواز آئی کہ حاضر دیکھا  
کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ میں لیے سامنے مولاج کے آیا کہا کہ آؤ افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤں مولاج  
نے طرف ہمارے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہو یہ میری بیٹی ہو لیکن اسنے مان کو قتل کرایا  
اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لاٹب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت  
کلمے چھوٹتا ہوا طرف ہمارے چلا ہمارے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہو حملال سے اشارہ کیا کہ اس  
ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ حملال جت کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے  
کا کا مجھے مقابلہ کر عورت بکریا جانا ایو وہ مولاج کی بیٹی ہو یہ کہ کے کئی گولے مارے جو گولہ  
زنگی پر پڑتا ہو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہو گولہ بھٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے حملال کے پہنچ گیا حملال تلوار کھینچ کر جا پڑا آہیں میں تلوار جلنے لگی کہ ملکہ ہمارے پیچھے سے سحر کر کے نیچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جو تھی ضرب میں نیچے ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہمارے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہمارے اور رنگ نشین کو قتل کیا جا رہا ہے اور ہمارے اس بھاگی ہوئی جاتی ہے زنگی مثل شعلہ جوں دوڑا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ ملکہ ہمارے پکڑ لے لیکن ہمیں تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پھینکے ہمارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا موج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ مارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان بین کسطح ابی جان بچاتے ہیں تصویر دلکش نے معشوقہ طلسم کشا لینے ہمارے اور رنگ نشین کو بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہیں معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرازہ لڑ رہا ہے یہ کہہ کر طرف حملال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ حملال لڑ کھڑا کر کے گرتے گرتے آواز دی کہ شہر یار غلام کو بچائیے میں ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریا سے حیرت کا جوش ہوا طلسم کشا نے جو حملال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ میں آئے موج کو لٹکا کر کہ او نامرد خبردار حملال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہو اس قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچے گا ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرونگا موج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ ہمارے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری موج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری غفور نے جاہا کہ بڑھ کر سحر کر دن موج نے پھر دو ہتھڑ مارا کہ غفور بھی گری اب ہمارے حملال و غفور و تصویر یہ چاروں سردار زمین پر گرے اور لڑنا رگڑنے لگے موج چاہتا ہے کہ ان چاروں کے سر کاٹ لے اور اسے طلسم کشا لٹے ہوئے آتے تھے جاہا کہ حملال کا ہاتھ تھا مون اور کینزون نے یہ آواز دی کہ اے شہر یار چاروں ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد پہنچائیے اپنے ساتھ والوں کو بچائیے انکو موج قتل کیا جا رہا ہے رستم نے جو کینزون کی یہ آواز سنیں بیتاب ہو گئے ملکہ ہمارے زمین پر اڑ پان رگڑتے دیکھا تیغ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوئے اُن ساحرون نے  
 موج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوئے طلسم کشائے کیا شعبہ رہ گیا کہ ہم کو نہیں چھوٹا  
 بالکل نابینا ہوئے اور تو موج کو نہ کچھ بن پڑا چیٹ کر شہ زور کی کمر میں بچہ دیا جست  
 کر کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کا ندھے سے  
 اتارین وہ خطا کار قذیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ موج شہ زور کو لے گیا جارون  
 سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت گوش کا ڈالا سردار اٹھے باقی ماندہ ساحرون  
 پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے میطیع اسلام ہوئے علم شاہ داخل  
 بارگاہ ہوئے اہل قلعہ گرداب نشان آکر حاضر ہوئے رستم نے پوچھا کہ یارو تنکو کچھ معلوم  
 ہو کہ شہ زور کو کہاں لے گیا کہا کہ اے شہر یار یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُس کو  
 قلعہ ہنگ کہتے ہیں ہنگ دریا نوش موج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہو کیا عجب ہو  
 کہ وہاں گیا ہو اُس سے مدد کا خواہاں ہو گا وہ بلا سے روزگار ہو رستم فرماتے ہیں کہ اگر  
 مجھ کو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اس قدر مدد نہ ہوتا مجھ کو شہ  
 کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہیں اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہو  
 خاصہ بھی طلسم کشائے کم کھا یا پھر رات رہے دربار پر خاست ہو اسب اپنے اپنے مقام پر گئے  
 قصور دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سہک برائے نگہبانی قریب ہنگ طلسم کشائے  
 موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی زیر ہنگ چھپتا ہو کبھی گوشے میں مخفی ہو گیا مگر اب  
 حال موج کا تحریر کرتا ہوں کہ موج جو شہ زور کو لیکر ہنگ دریا نوش بالائے قلعہ  
 ٹل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا موج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو بچے میں دبا لے  
 اسی طرف آتا ہو ہنگ نے بکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اس کو  
 لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ میں نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہو موج گھبرا ہوا تھا  
 مگر ہنگ کے کہنے سے اُتر آیا ہنگ نے حال پوچھا موج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا حال  
 بیان کردن صحرا کے گرداب نشان ویران ہو اُتر رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ  
 شریک رستم ہوئے میں ناچار ہو کر یہ پہلوان کو سارے طلسم میں مشہور ہوا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہاڑ کر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے عین عاجز ہوا تمھاری بھانج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا جا رہا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ ہیں انکو بے کار کر آیا ہوں اب کہیں بھڑک نہ پیر کر لاؤنگا ہنگ نے یہ حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گر وہاں نے اپنے سحر کے زور میں اپنی جان دی تم قلعہ میں بیٹھو آرام کر دین جا کر آیا طلسم کشا کو تنگ کر دنگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر تم بڑگیا اور تحفہ جات لے لے تو طلسم کشا کو سولے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لیگا یہ کہنے ہنگ دریا نوش بھد عرش و خروش اڑتا ہوا طرقت لشکر طلسم کشا کے چلا آ کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلا سے بردیکھا کہ ایک نازنین پری بیکہ سیم بر رشک قمر ٹل رہی ہو ہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زبان میں سوزن دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر میں اُترا خیمہ ہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمہ رحمان میں پہونچا ہلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر شکرین آیا ہما سے اور تنگ نشین کی بارگاہ میں پہونچا ہما پر سحر کیا کھنگا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہو تو پ کر مٹھی ہنگ نے جھم سے حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منٹھ بڑے پڑا فوراً بیہوش ہوئی ہنگ دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر میں آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے اٹھا لایا جب ان چاروں ساحر وں کو لاچکا تب ابر سحر بنایا اسکو شکر طلسم کشا پر پڑنے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا یکا یک ہلڑے ہو اسکا قریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑے سنا طلسم کشا کو جگا یا عرض کی کہ حضور باہر نکلیں دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہو پانی برس رہا ہو جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تو پ رہے ہیں علمشاہ باہر نکلے دیکھا خیمے گر رہے ہیں پانی برسے زور سے برس رہا ہو یا تو پانی برس رہا تھا یا یکا یک برت گئے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہیں کچھ لوگ زیر برت دبے ہیں پڑے تو پ رہے ہیں رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جو ہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغ کی پہونچی برت موقوف ہوئی ہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو شکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر تھرا رہا ہو برت



نہیں برستی جی میں کہتا ہوں کہ میں نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دوں یہ کیا سبب ہو کہ اب بھڑار رہا ہو کیا رنگ ہو کہ برف نہیں برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی شکل بنے لشکرِ طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہو چکا۔ کس ہوشیار بین سمک سائے میں کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہو سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پا مال کرتا ہوا آتا ہو سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہو یہ برف کو پا مال کرتا ہوا آتا ہو سمک قریب پہونچا کہا کہ ایو مرد پیر کس فکر میں پھر رہا ہو کسکی تلاش ہو نہنگ نے فوراً جواب دیا کہ میں خبر کو اس لشکر کی آواہوں سمک نے رستم کو خبر دی کہ چاروں ساحر لشکر سے غائب ہوئے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیانا یا تھا مجھ کو دیکھ گیا طلسم کشا سے کہنے لگا ہو یہ سوچ کر بھاگا اگر پہاڑ پر بھڑا اور دو سر لکڑا برتیا رکھا طلسم کشا نے دیکھا کہ چنر کس ہوشیار ہوئے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تین ہفت جو ہر چمکاتے پھرتے ہیں سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکڑا لے آتے ہیں رستم سے کہہ کر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کو وہ پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکڑا برنکل رہے ہیں سمک گھٹیوں کو طر کر کے بالا سے کوہ آیا دیکھا کہ چاروں ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ایو شہنشاہ ساحر ان آپ کس سحر کر رہے ہیں نہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے سمک نے کہا کہ میں اسی جنگل میں رہتا ہوں ایک طائر نے مجھ کو آکر خبر دی کہ خدایا وناہ ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ بالا سے کوہ ہمارا بندہ خاص آیا ہو اور برابر سے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہو جا کر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ نے کہا کہ مناسب یہ ہو کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کر وکل لشکر بیہوش ہو جائے میں جا کر طلسم کشا کو پکڑ لوں سمک نے کہا کہ آپ نے ان چاروں مکھڑوں کو خوب گرفتار کیا ہی بددعا لشکر اسلام میں انھوں نے طلسم کشا کو رہبری کر کے تابہ قلعہ گرداب پہونچا یا گرداب جاو و قتل ہوئی ملاح بھاگ کر نکل گیا یہ کہ کے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش میں رہیں آپ لکڑا سحر کریں طلسم کشا کو گرفتار کر لیں نام شراب کا سنگر نہنگ ہنسنا کہا ایو مہتر لکڑا

مین عیاروں سے بہت ڈرتا ہوں آخر تم میرے پاس آ کر پہونچے عیار یوں کے چیلے نکالے  
اب میں تمہیں کب جانے دیتا ہوں میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالائے کو  
جاؤ گے بعد غوطی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا  
ہو سکے گا کہ کو کر بھاگ جاؤں مگر ہنگ نے سحر کیا سمک اٹھتے ہی گرا ہنگ نے  
سمک کو بھی گرفتار کیا کہ کہ او مکار میں خجاکو قتل کروں تب طلسم کشا کو گرفتار کروں یہ کہ کے  
چاروں ساحروں کی زبان میں سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا حملال سرکش نے دیکھا کہ  
سمک گرفتار بیٹھا ہو ہنگ قصہ کر رہا ہو کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کروں فغاے کا  
یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو وہاں کا حکم نسیان جادو سنگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی  
قرار پا چکی ہو بھونری بھرا باقی ہو اپنے قلعے میں بیٹھا ہو کہ ہر کارے نے آ کر خبر دی کہ تمہو  
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے میں گیا تھا وہاں قتل ہوا نسیان نے ہر کاروں سے  
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہر کاروں نے  
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر اٹل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے  
ہو نسیان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر  
آیا وہاں فغفور کو نہ پایا وہاں سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر طلسم کشا کے  
برق برس رہی ہو کہ میں فغفور کا نشان نہیں پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہوا بالائے  
کوہ آ کر دیکھا کہ فغفور سرنگوں بیٹھی ہو نسیان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر  
سیر فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کروں نسیان جادو غصے سے  
کاٹنے لگا جی میں کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہو کہ میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے  
جیسے ہی ہنگ نے ہاتھ اٹھا یا کہ فغفور پر خنجر ماروں نسیان نے کار و سحر پھینکی کار و سحر کے  
ہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر اُس نے طرف آسمان کے دیکھا کہ نسیان سحر کر رہا ہے  
ہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرناہ فون کا ہتا ہوا طرٹ نسیان کے گولہ پھینکا نسیان  
زمین پر آیا دونوں میں سحر چلنے لگے جب نسیان نے دیکھا کہ میں غالب نہیں آتا جھپٹ کر فغفور  
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چک کر اپنے مقام سے اُٹھی ہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیاں عشق میں ملک فغفور کے ایسا بیتاب ہو کہ وہ ہم بکارتا ہو کہ اسی جان جہان و  
اسی آرام دل مشفقان لبون یروم ہو اپنی یہ کیفیت ہو لفظ

ایک طہریت مستون تو ہو عیار مزاج گو نہیں پوچھتے تم اس مرے دلدار مزاج جسم ہزار و ضعیف اور ہو ہمیں مزاج ایک بار ہی جو وہ پوچھتے مراد دلدار مزاج خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مراد مزاج ایک دن میں مرا گڑا ہوا سوا رہ مزاج کیا بتاؤں کہ ہو کیا مرے غمخوار مزاج کیسا رہتا ہو تڑاوی مرے بیمار مزاج	ایک طہریت پر نہیں رہتا تڑا ہوا مزاج لات دن دل سے ہیں حضرت کو دعا کرتے ہم اس مرے رشک سب سے تری فرقت کے سبب عرش پر پہنچے نہ کیوں اپنا دل اس پر ہم سرد قد غمخیز دہن پھول سامنے گل سا بن سیح تو یہ ہو کہ سب سے تری فرقت میں بیان فرقت یار سے ہوں گورکنار سے پہونچا کس محبت سے سب جانے شفا سے پوچھا
--	---

فغفور جواب دیتی ہو کہ او نیاں کیوں دیوانہ ہو ہو کیسا تری قضا آئی ہو نیاں نہنگ پر  
سحر کر رہا ہو فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحہ ہو اس پر سحر تاخیر نہیں کرتا جھپٹ کر مہمال  
کی زبان سے سوزن نکالی مہمال نے اٹھتے اٹھتے ہمارے اور نہنگ نشین کی زبان سے  
سوزن نکالی ہمارے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولوں کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی  
آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ کلنار ہوا جس نخل کے سائے میں کھڑا تھا ملک جہانے آواز دی کہ  
اسی طائر زمرہ سنج نہنگ کو ایک غری صاف صاف سنا دے بس یکا یک نخل پر سے  
ایک طائر اڑتا ہوا آیا اس نے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا لفظ

دکھلا رہا ہو چہرہ کہ انور بہار صبح سر کی نہ زلف اس رخ انور سے زینبا رخسار حسین کے جو عاشق ہیں آب کے شب بھر ہی دعا ہو خدا سے ہمیں شفا	کیونکہ رتین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح باد آگیا جو یار کو اپنا مستار صبح کیونکہ کہیں وہ جان نہ دل سے نثار صبح دکھلائے جلد پھر ہمیں حنا لہ بہار صبح
---	--

یہ وہ اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکارا مٹھا کہ اسی شہنشاہ فری  
وای سرد باغ مجبوی میں مدت سے آپ پر جان دیتا ہوں اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نہنگ کی تڑپ وہ کہتے ہیں دل و جان کو نثار صبح

نثار کردن جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ موج سمندر نشین جو مشہ زور نامو کو گرفتار کر کے لے گیا اُسکو کہاں رکھا تنگ نے دیکھ کر آوازی کہ میں اپنے قلعے میں بیٹھا تھا کہ موج مشہ زور کو لیکر آیا میں نے اُسکو قید کا حکم دیا یہاں برائے گرفتاری طاسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے قریب آکر تنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اتارا گلے میں تنگ کے ہنسا دیا تنگ اور زیادہ مہبت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ مشہ زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی مشہ زور موج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہیں آتے ہیں تنگ مہبت ہو کر قیفہ کھینچ کر چلا عقب میں جارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا حملال سرکش برابریک ہما سے اور تنگ نشین آگے بڑھا ہوا تنگ اپنے قلعے پر آ کے بہو نچا تلوار کھینچے ہو قید خانے میں آیا مشہ زور کو رہا کیا موج نے کہا کہ اسی تنگ تجھے کیا ہوا اسی قیدی کو رہا کرتا ہو دیکھ یہ بڑائی ہو تنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہو تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دانگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہو موج اور تنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے موج تو بلا سے روزگار ہو عاجز کر دیا ہو کہ حملال سرکش آکر بہو نچا حملال نے بڑھ کر تنگ پر سینہ سپر کر دیا موج پر گولے مارنے لگا ہما و فغفور و تصویر نے موج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے کار د کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری موج کس کس کے سحر کو روکے آخر اسنے شانہ آگے کر دیا شانہ موج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ لپٹ کو زخمی کر کے چمکی ہما نے جو گجرا مارا موج پر اسقدر بھجول بر سے کہ آنکھیں سنج ہو گئیں مہبت ہو کر بیٹی کو پکارا اٹھا کہ اسی دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منہ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

صدقہ جمعیت خاطر ہو بدیشانی پر  
لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

رخسک آئینے کو آئے مری جراتی پر  
ہم تو گرداب حوادث میں ہیں کیا دم مارنی

<p>حال کھلتا ہو بد و نیک کا وقت بدین          نہ ٹھیکا وہ سمجھ لے اُسے پتھر کی لکیر          سارے سامان مہیا ہوں جو چاہے          زلیست کا خوف نہیں جب سے یہ معلوم ہوا          درطہ غم سے خدا ہی نے نکالا اسی روند</p>	<p>جو ہر تیغ عیان ہوتا ہو عسریانی پر          جو لکھا کا تب تقدیر نے پیشانی پر          دھیان کرنا نہ مری بے سرو سامانی پر          موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر          ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر</p>
---	---

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے حملال نے پکار کر آواز دی کہ کیوں ای  
 موج بڑے جوش میں ہو گیا دختر کو اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو موج نے جواب دیا  
 کہ اے حملال میرا حق ہو کیا میں نے غیروں کے لیے ہر درشل کیا تھا مذہب اسلامان میں  
 ان باتوں کی ممانعت ہو ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو  
 تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے  
 تصور نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا موج اس قدر جوش میں  
 آیا کہ ہزار ہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے جان جان میری جان اب تجھ جاتی ہے  
 روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں حملال نے کہا کہ اے بیجا کیا بکتا ہو تجکو غیرت  
 نہیں آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیوں زیادہ گھبراتا ہو یہ کیلے گولہ مارا ملکہ ہما نے  
 پکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے  
 سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشاک جہن قمر یکہ سیم  
 تیلے تیلے ہونٹھ جن میں سیمائی حسن شباب کی رعنائی جو طراز نگین پہنے ہوئے گوشہ سحر سے  
 پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے موج میں تجھ عاشق ہوں میرے ساتھ آئیں نے باغ  
 بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہان کے نایاب عند لیبان خوشنوا  
 رمزہ سرائی کر رہی ہیں ہم تم وہان چل کر بیٹھیں سیر باغ لفرحت دیکھیں موج اس  
 نازنین کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین  
 نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ اے بی غیرت ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے میں جل تو سب کے سامنے پاؤں  
 پھیلاتا ہو دیکھتا ہو کہ حملال کھڑا ہو تو لیجا نہ میں کرتا موج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

اس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اس نازنین کے طرف صحرا کے چلا  
 تھوڑی دور جا کر اس نازنین نے گلے سے موتیوں کا مالہ اتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو  
 پہن لو مواج نے سر جھکا یا اس میں جبین نے موتیوں کا مالہ گلے میں مواج کے پہنا دیا مالہ  
 پہنتے ہی نعتے میں کانپنے لگا کہا کہ او شقتل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیوں کا  
 مالہ پہنا یا میری آبرو میں فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس یہودہ نہ کو میرے ساتھ باغ میں چلو  
 بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کر سے کھینچی  
 اس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ اے جلا د صاحب ظلم و بیاد سر کاٹ لے تو اس سے  
 آگاہ نہیں سراسر بدعت کرتا ہو کیونکر کہوں کہ تو مجھ پر تار ہو مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا  
 اس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے پریدہ سے جو فوارہ خون کا  
 نکلا مواج دریائے خون میں نہا گیا بدن میں آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا  
 قریب اس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل میں دیکھا اپنا عکس نظر آیا بکارتا ہوا  
 کہ اکی بھائی آؤ تمکو کسے دریا میں قید کیا کسی مرتبہ یہی بات کہی آخر جھم سے پھانڈ پڑا تو  
 دریائے لعنت ہوا مجھلیاں تڑپ تڑپ کر بلند ہوئیں کئی نہنگ بھی نکلی پانی جوش مارنے لگا  
 بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب  
 سردار خوشیاں کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے ان قلعوں پر قبضہ  
 کرتے ہوئے چلے آئے ہیں اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوئے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جات  
 کو بیکر خدمت رستم میں آئے ہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحرا کے محیط کے چلے سہک  
 نے بھی کہا کہ صحرا کے محیط میں پہونچ کر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر قاجی طلسم اصلی ہو  
 تین پہاڑ فتح ہوئے ان پہاڑوں کی بھی سیر ضرور ہو رستم نے فرمایا کہ کئی جینے سے صحرا کے  
 گرداب نشان میں حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ گرداب نشان پر ٹھہرو  
 بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے کہ رستم قلعہ گرداب نشان پر مقیم ہیں کہ انکا حال  
 وقت پر لکھو تمکا ہمراہ بیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان  
 پر آکر لے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہو تمام صحرائے لشکر خفاثر سے معمور ہے +

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قبا کا کچھ کرنا  
قلعہ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ لما سنج و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا سیاقی نامہ

یلا سا قیا جام مہربانے عشق کہ گیسو کی صورت پریشان ہیں کہ دیوانہ وار و پریشان رہا کہ سامان درد و الم ہو گیا ہوا کوہ کن نام مشہور ہے اٹھائے محبت میں کیا کیا ستم یہ وہ باغ ہو رنگ جسکا ہر زرد لکھوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہو یگانچین کو دعویٰ ہو با صد غمی یہ کرتے ہیں رور و کے با ہم سخن نہاں مضامین نہ پایا گیا دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم بہار گلستان کی خواہش رہی وہین بلبلیں ہوں کہیں جبکہ غم قمر حال اُلفت بہت طول ہو کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان	کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق ہوا قیس محزون کا مجنون لقب کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہو بہ سختی غرض جان شیریں گئی کیا بلبلی غم کو بھی گرد و برز چمن اس کے برباد ہیں سرسبز کہ یہ منزل غم نہ طو ہو سکی کہ کس بلغم میں رہی ہمسایا لکھ کہ اس باغ کا آج سایا گیا ترپتے ہیں اس باغ میں بار بار یہی جان پر اپنی کاہش رہی دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ کہ جلد اس راہ اُفت کو طو چہرہ را قمان مضامین حجتہ آئین داستان سرانی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہیں متعز۔ مرصع خیال و فصاحت ادا و جنین می نگار و بہ لطف و عطا و سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہر یار بادشاہ لشکر اسلام در بندہ دن کو فتح کرتے ہوئے قلعہ لالہ زار پر پہونچے جا رہا ہے لاکھ فوج شہر یار کے ساتھ ہو ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سریر جہان بینی	عجب عشق و اُفت کے سامان میں دکھائے یہ اُلفت نے رخ و لقب نہ لیلیٰ کا ملنا ستم ہو گیا کہ پہونچا سر کوہ وہ ہیمان ہوئے سختی عشق میں رخ و غم محبت میں یہ بات حاصل ہوئی غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہو کہ صیاد بہن یان کے بیدا و گر ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں باغ و سخن عوض پھول کے فانی سرسبز ہوئے ہم گرفتار رخ و الم خزان آگئی کھسرت و دیکھی بہا کہ دیکھیں بہار گلستان کا طو پڑے دل میں لالہ کی صورت کا داغ لکھو داستان جلالت نشان
---	---	---

چہرہ را قمان مضامین حجتہ آئین داستان سرانی و کاتبان کتبہ  
کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان  
دکھاتے ہیں متعز۔ مرصع خیال و فصاحت ادا و جنین می نگار و بہ لطف و عطا و سابق میں  
تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہر یار بادشاہ لشکر اسلام در بندہ دن کو فتح کرتے ہوئے قلعہ  
لالہ زار پر پہونچے جا رہا ہے لاکھ فوج شہر یار کے ساتھ ہو ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سریر جہان بینی



بلوہ فرماہن گرد سرداران نامدار و ساحران غلام موجود ہین کہ ایک ساحر گھلرایا ہوا آیا عرض کی غلام  
 خبر پائی ہو کہ اس راج و نورالدرہ آپس میں بحثی کر کے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشر  
 ہوا سمین قید ہوئے ہین یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے  
 ٹھل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہرا پنجر از فوج سے  
 آکر پہونچا سردارون میں مقصود کوہ پیکر و نعمان مردم دروہیکلان خود سر مع پانچہزار  
 فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب  
 آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے  
 کہا ہم خدمت میں بادشاہ کی جانب سے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا  
 تھا بہر نوع اگر خدمت میں شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران  
 کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ایرج و نورالدرہ قید ہو گئے انکی رہائی کی تدبیر  
 و فکر واجب و لازم ہو آج شب کو اس مقام پر روضہ کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہکو پہونچنا ہو  
 فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونوں کو کسی جادو گرنی کے سپرد کیا ہو گا  
 غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہو آپ کے اقبال سے دونوں شیرون کو رہا کر کے لاتا ہو وہ بھی  
 دونوں آفت برپا کرنے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے میں ہین اب کئی سو فاک اسلام  
 کے قبضے میں آچکے مگر وہ ملعون بہاڑوں پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے  
 بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اسی وقت ہانہا سے  
 عباری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور  
 آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہو کہ لشکر کو طرف  
 کوہ مقناطیس کے پچائے مشکبار جادو کہ عاشق جمال ہمیشاں ہو بہری کرتی ہوئی آتی ہو  
 لیکن فیروزہ بن عمرو و عیسوین دن شام کو ایک صحرا میں پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہو  
 چشمہ ہاے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا شب ماہ تھی اسے جو صحرا کو  
 دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شجر فی زیب جسم گوری صورت چہرے پر حالت  
 بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔  
 فطیم

سرسبزین نسرين و گل و ياسمن ايتک رکھا ہوا امانت کی طرح محکوز مين نے کی خاک بھی برباد مری کو سے منہ سے شک دل سے لکھنا نہیں ہستی و عدم کا سو فائدے اس دشت میں آئے بھی گئے بھی موزون نہیں کرتے ہیں جو مضمون دہن کو شمشاد بھی دیکھے ہیں بہت کباب بھی لاکھوں مرنے پہ بھی اُلفت نہ گئی شعلہ رفون کی بوسے میں لیا کرتا ہوں اُس سُرخ کے شہباز اور تند محبت ہو خط و خال بتان سے

محفوظ خزان سے ہو بہار چین ایتک سیلا نہیں ہونے دیا تار کفن ایتک ہو دل میں کدورت ترے جھج کمن ایتک ثابت نہ مگر ہو نہ تمھارا دہن ایتک ہم ڈھونڈتے ہی رہ گئے راہ وطن ایتک سمجھے نہیں شاہد وہ مذاق سخن ایتک قد دیکھا تمھارا سانا ایسا چلن ایتک جلتا ہو تب غم سے ہمارا بدن ایتک خون روتا ہو جھکے لیے لعل میں ایتک قبضے میں ہمارے ہو خطا و خفن ایتک

اس رنگ میں بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گارہا ہو طائر و ن لے جو یہ آواز سنی آشیانوں سے سر نکال دیے گانا سن رہے ہیں بے بے بھڑک بھڑک کے آشیانوں سے گر رہے ہیں چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہیں آنکھیں گردش کر رہی ہیں بے نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہو کہ صحرا گنج رہا ہو قضاے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جا دو باغ میں بیٹھے بیٹھے گہرائی شب ماہ دیکھ کر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال میں گنڈا جگر صحرا کی سر کروں فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی نیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دو باغ سے جلی تھی کہ کان میں آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گارہا ہو کس لطف سے بین بجا رہا ہو ایسا جنگلہ گارہا ہو کہ دل بچپن کر رہا ہو دل پر تاثر ہوئی ہو تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جھانگیر مگر نہایت حسین و جمیل بین کو گود میں لیے ہوئے تانے مار رہا ہو آہوان صحرا و طائران ہوا باطن سن رہے ہیں مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال میں گذر کہ اس فقیر کو اٹھا کر لچاوا اپنے باغ میں اسکا گانا سننے کے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں بند ہو گئیں بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لکائی فیروزہ کو اٹھا کے سخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے جلی باغ میں لاکے ایک گوشے میں فیروزہ کو اتار لیتا

سے کہد یا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور  
ہو کینیزین فیروزہ کی خدمت میں گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مجبینان میں پایا ایک  
کینیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دم بدم فیروزہ کو چھیڑتی ہو کہتی ہو ارشاد صاحب  
تم تو لنگوٹ بند ہو ملکہ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہیں جب یاد فرمائیںگی اُس وقت  
کیا جواب دو گے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکہ عالم میری مالک ہیں جب مجھے یاد فرمائیںگی میرا  
کام ہو گا ناجایانا ہو وہ آنکو گانا سناؤنگا ملکہ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتوں سے مجھے کیا کام ہو  
باتوں ہی باتوں میں کینیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہو کینیزون نے  
کہا یہ گائے ہو فیروزہ باتوں میں لگا کر گلرنگ کو تخلص میں لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تو کیا  
ظالم یا آب اُسکی شکل بنکر کینیزون میں آطا اب منتظر ہو کہ دیکھیے ملکہ عالم کب مجھکو طلب فرمائیں  
شب کو مقنا طلپس جا دو جو صحبت میں بیٹھی کینیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کینیزون نے  
عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہیں لسا گلرنگ نے کہا داری اُس فقیر کی کیا ضرورت ہو میں  
اُس سے ہتھکانا سناؤن مقنا طلپس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے شاہ  
مقنا طلپس جا دو کے پیشکر بہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

الفبت نہ کرونگا اب کسی کی	دشمن ہوا جس سے دوستی کی	حالت کہو اپنی بنجو دی کی
دل دے کے سنبولے جی کی	اول اول بھلائی ان کین	احسن آخر بہت بُری کی
معروف ہو سینہ کو بی من دل	آتی ہو صدا دھڑا دھڑی کی	الفبت پر تیری خاتمہ ہو
اب لے لے قسم تو عاشقی کی	کرتے رہے روز اضطرابی	تقاسید نہ کی کبھی کسی کی
رونے پر میرے ہنستے ہیں آب	ہنس لیجے بات ہو ہنسی کی	کیونکہ نہ فریفت ہو انسان
تن حور کا شکل ہو پری کی	شیرین دہنو نہیں ہو رسیا	تم باتیں کرو نہ پھیک پھیک
دیوانہ ہوا ہوں اب پری کا	تقصیر ہی تو واقعی کی	بے یار ہو دل کباب ساقی
تکلیف نہ کر تو میکشی کی	آنکھیں لڑین تجھ میں ہوں	ان ترکوں نے جنگ زرگری کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہیں غیر	سنتا نہیں زندہ کسی کی	اُس اس طرح اس غزل کو گایا

اور سامنے مقنا طلپس جا دو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اس طرح بتایا کہ مقنا طلپس جا دو گایا۔

بیقرار ہو گئی کتنی ہی کیون گلزارنگ آج تو تیسے نبارنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہے  
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملک نے ارشاد کیا  
اے گلزارنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گار رہا تھا تمام صحرا دیوان معلوم ہو گیا  
سم لوگوں نے کمی کی وہ جان بجا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنتیں تو متیاب ہو جاتیں میں ان بھر  
صحرا میں جاؤنگی شاید وہ مل جائے فیروزہ نے کہا لوڈی کو ساتھ لیجیے میں اسے تلاش کر دوں گی  
اب دو گھڑی دن رہے ملک نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر میں غوطہ مارا اور تخت پر وار ہوئے  
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑایا صحرا میں پہاڑ پر آ کے ٹھہرے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ  
نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریونی و جشمت جمشیدی  
تاج شہریاری بر سر و چار قبہ شہنشاہی دربر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوئے  
بہشت پر درہا ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوئے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری  
کے پھریرے کھلے ہوئے حسن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوئے جب دہن کھولتے ہیں  
سامعین موتی بولتے ہیں غنچہ دہن رشک چین چہرہ آفتاب عالم تاب حسن میں لا جواب اب جو  
مفتا طیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلزارنگ تو نے اس  
شہر یار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار بھول کس باغ کا ہے شوکت و لیاقت مثل چاکران کترین پڑہ  
ہیں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہو گیا کہوں کو کیا کیفیت ہو جی چاہتا ہو گی بیان خاک  
کروں خاک اس صحرا کی اپنے منٹھ پر لون اے گلزارنگ اب تو میری یہ کیفیت ہو۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے	دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے	مہ کے منٹھ پر ہوا سیان چھوین
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے	تو لٹائیغ کا عبث ہر بار	جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
ہو وہ قسمت فقیر ہو جاؤں	میرے سر پر اگر ہمارے بیٹھے	رکھ دیا سر کو پائے قاتل پر
مرے مرتے بھی جی چلا بیٹھے	جذبہ دل نے کیا تھین کھینچا	بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم	سر سے ہم چلا ہاتھ اٹھا بیٹھے	لگ چلا ہو تو پھر نہ رکھو دلا
ٹیرھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے	کشکان دفا شہید ہوئے	اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھیں تو ٹھین	اب تو در پر تمہارے آ بیٹھے	بو سہ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے | تہراب کو نکون یہ ہونے لگی | دولت حسن جب ٹٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اس بری کی رند | کیا عجب ہو جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہر یقین تو یہ ہو کہ ایسے نوجوان اور نورالدین ہر ایک لشکر کے سردار بلکہ عزیز دار کوہ مقناطیس پر قید ہوے ہیں انھیں کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دین تو میں یا اس شہر یار کے جاؤں انکو حضور کے باغ میں لاؤں وہاں اختیار ہو جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ جلو جوان کی غرض ہو وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہہ کر تخت اٹھا یا طرف اپنے باغ کے چلین بلغمین اگر مسند پر بیٹھیں مگر دل میں دھڑکن ہو قلب میں پھڑکن ہو گلزارنگ جو پاس بیٹھی ہو اسی سے چپکے چپکے باتیں ہو رہی ہیں دم بدم فیروزہ بھی کہتا ہو کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہر یار کو جا کر لاؤں ملکہ کہتی ہیں ایو کلرنگ! حجاب آتا ہو کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خداے نادریدہ مسلمان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہر یار آجائے بڑا احسان مجھ پر ہو ملکہ تو اس خیال میں تین فیروزہ تسکین دیتا ہو کہ اگر آپ کا عشق صادق ہو تو ایسا ہی ظہور میں آئیگا حضور کے قلب کو سرد ہو گا مگر بادشاہ اسلام جو اگر اس صحرا میں اترے پہلوے کوہ میں ایک پہلوان رہتا ہو اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ ایک طائر نے آکے اُسکی گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ای بندہ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا میں سعد بن قباؤا کہ اترے ہیں ایسا شیخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں نہ رہنے پائیں اُنکا ارادہ یہ ہو کہ وہ اپنے کوتاہ کوہ مقناطیس پہنچائیں اغلال نے یہ مضمون پڑھ کر فوج کو حکم دیا یاد و حکم خداؤا آگیا خبر لاؤ اس صحرا میں سعد بن قباؤا کتنی فوج سے آئے اترے ہیں پہلوان کون کون ساتھ ہیں ہر کارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہر کارے واپس آئے عرض کی او پہلوان ورن صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہو کئی پہلوان قوی تن قوی من جرمی و بہادر صفت شکن و تیغزن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہو ایک حملہ میں دس ہزار کو تباہ کر دو سعد کو خود ڈک کر مارو نگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو دو پہرات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساتھ ہزار فوج کے جارہے تھے آپ آگے بڑھ کر چلا یہاں سعد اکڑے چونکہ برائے اسرار اور  
نور الدہریت مکہ دین نعمان کو ملائے برقرار کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان ملائے بر آئے  
انتظام کرنے لگا دوپہر سے رات شب گذری تھی کہ صبح سے دشمنی معلوم ہوئی نعمان نے گھڑا  
بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گنڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے  
نعمان کو جو کھڑے دیکھا لغزہ کر کے اغلال آ پڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے  
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جا کر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار  
لیکر باہر نکلے مرکب خشک سببہ قیاس تیار ہوا سوار ہو کر فوج کفار پر جا پڑے آگے لغزہ کیا  
باشید اکافران بچا داری ناکار ان پردغا۔ لغزہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن ہواد

متم شاہ شاہان فریدون چشم	بہار گلستان کاؤس وجم	منم شیر میدان دبا عدل داد
منم نور عتین شاہ قباد	تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلوانوں نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان	

بھی آگے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش  
بہشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تلج شاہی کٹا سر اٹھ زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم ہر  
بادشاہ کا چو بارہ ہو گیا ایسا زخم کاری کھا کر ہاتھ تیغہ مقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے  
اجلال بر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونوں پہلوان بیٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام  
مین کیا ہاتھ کھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا اسی مرکب اکیلے ایک تیرا سست ہو اگر تو جالا  
جیت ہو مجھ کو لے نکل مرکب نے جو ایک کوشت بابا منٹھ مثل قعر بلا کے کھولا جو قریب آیا  
اسکا شانہ چبا لیا شتکین دولتیان مارا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان  
گرفتار ہوئے جب شکست فاش ہوئی اسوقت مشکبار نے نکل کے دوچار ایسے سجے کیے جس سے  
اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانوں کو ارا بے بر ڈال لیا نعمان اور  
مقصود اور سیکلان زخمی ہو کر گرفتار ہوئے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر  
شکر اتری ہر کار سے برے تلاش سعد شہر یار روانہ کیے خود بھی بقیار ہوئی تلاش مین شہر یار کی جلی مین  
گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہاں وہ وقت ہو کہ مقتنا طیر  
بالا سے قصر بیٹھی ہو فیروزہ بشکل گل رنگ اس کے پہلوان بیٹھا با تین بنار ہا ہو لکہ نہایت بیتاب مین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زمین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار  
گردن میں مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہوا جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے  
پہنچا جھیل سے بانی پیادین کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گر گھوڑے نے  
گھٹنوں کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی جاہتا ہی میرا رکب اٹھے میری پشت  
پر سوار ہو جب رکب نہ اٹھا آخر بے زبان تھا چراغ میں مصروف ہوا ملک نے بالائے قصر سے  
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستاروں سحری زمین پر  
جبکہ رہا ہو مقنا طیس نے کہا اؤ گلہ رنگ نہیں معلوم یہ کون جوان ہو معلوم ہوتا ہو کسی مقام پر  
قزاقوں نے گھیرا ہو زخمی ہو کر گھوڑا اس طرف نکال لایا ہو چلو چکر دیکھیں فیروزہ نے کچھ کچھ  
آقا کو یہ جانکا کہا اؤ ملک عالم ضرور چلے پڑی بدنامی کی بات ہے آپکے حلی میں قزاقوں نے یہ حرکت کی لا  
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقوں کا نشان دریافت کر آپے انکو سزا دی جائے کہ پھر بھی ایسی حرکت  
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جو فردی ہو ایسے ہی الدیر تھے ہمیشہ حرأت کے پیش تھے  
کہ مال ابا بجا یا ان سب ظالموں کے بیچ میں سے لے کر دھڑک جان بجا کر نکل آئے یہ سننے لگے اٹھین  
گلہ رنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزیں بھی ہمراہ ہوئیں باغ سے نکل کے جب قریب آئیں اسی  
شہر یار کو دیکھا ملک بقیار ہو کر زمین پر بیٹھ گئیں سر زانو پر رکھ لیا کینڑوں نے ہاتھوں تھامے بھٹا  
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملک باغ میں آئیں بارہ درمی میں لاکے پلنگ پر لٹا یا جراح بلا کر  
زخم دوزی کرائی فودر و مال لیکر بیٹھین گلہ رنگ نقلی سے کہتی ہیں اؤ گلہ رنگ یہ خدا کی قدرت ہے  
عشق حقیقی کی عجب صورت ہے کہ یہ شہر یار زخمی ہو کر میرے باغ میں آیا میں علاج تو کروں آخر ہوش  
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہو میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہو و مال پلا رہی  
شہر یار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہیں کہ اؤ گلہ رنگ حم کاری  
کھایا ہو ابھی تک ہوش نہیں آتا ہو دل کو اب بدگمانی ہوتی ہو سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلہ رنگ نے  
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا اؤ ملک عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہو پیشانی پر گرمی ہو اعضا  
زخمی ہو تھوڑے عرصے میں ہوش آجائگا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اب بہت جلد ہی ہوش آئیگا  
آپس میں یہی باتیں ہو رہی ہیں ملک نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سر بھی



جھکا یا اشتیاق ہو کہ یہ جوان کلام کرے بوسے زلف عین جود داغ میں بادشاہ اسلام کے  
 پہونچی اُس نے کام لٹانے کا کیا بادشاہ نے آنکھیں کھول دیں اپنے کو ایک قصر عالی میں پایاد رکھا  
 سامنے گرمی پر ایک معشوق پر پیکرہ حسین جہیل قمر عذرا گل رخسار غنچہ دہن سرود خورشید خند  
 جلوہ افروز ہو بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پر پیکرہ کو دیکھا بشتانی پر پسینہ آگیا بے اختیار  
 پکار اٹھے اور شہنشاہ حسن و خوبی دای سر و باغ محبوبی تو گل کس گلستان سحران کی ہو۔ نظم

جو بس ہوتا مر تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے  
 تو جو طری کی طرح توڑو لگا حلقوں کو سلاسل کے  
 جنوں جبری بدولت خوب نکلے وصلے دل کے  
 مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے  
 روانہ ہوتا ہو عامل ہمیشہ بعد عامل کے  
 مری کشتی بھی آلتیگی پہونچکر پاس ساحل کے

جھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے سہل  
 دکھاؤ لگا اگر میں زور اپنی جنت دل کے  
 گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے  
 نہ رہ جائیگا قیس زار لپٹا تیرے نام سے  
 جنوں نے بعد مجنوں محکو بھیوایا سیا بان کو  
 کشش گرداب کی شاید چہ دریا دکھائیگی

بادشاہ اٹھ بیٹھے چچا اور ملکہ عالم تھا رانا نامی و اسم گرامی کیا ہو ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا  
 صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہیں میں مصاحبان ہفت پیکر سے  
 ہوں اسکے امورات کا مجھ کو اختیار ہو بلکہ خاص جو قصر عشرت ہو اسکی میں منتظم ہوں بلکہ فی الحقیقہ  
 دو فرزند ان صاحبقران قصر عشرت میں مقیم کیے گئے ہیں ظاہر میں نام قصر عشرت ہو لیکن  
 ہزار طرح کی وہاں مصیبت ہو اٹھ پھر کے بعد دور و ٹیان خشک ایک آنخورہ پانی کا آنکو پہونچتا ہو  
 رنگین شب کو جا کے ڈراتی ہیں طالب وصل ہوتی ہیں وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے  
 فرزند ایسی رنگنوں کو کیونکر قبول کریں بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال امیج نو جوان  
 اور نور الدہر کا دریافت کیا فیر وزہ یہ شکل گل رنگ موجود ہو اسنے جھک کے کان میں  
 بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائیں شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا  
 کئی دن سے یہاں حاضر ہو سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق  
 تھا حضور کہاں زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ او شہر یار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آج  
 قرا قون نے کہاں گھیرا تھا حضور نے بڑی جرات کو کام فرمایا کہ مال اپنا قرا قون سے چلایا

سعد نے کہا اور ملکہ عالم قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ ہمیر دست انداز ہوتے اغلال شیر سو  
 ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پرشخون آیا شب تاریک میں زخمی ہوا مرکب اسطرت نکال لایا  
 تھے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرائین اڑیاں رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا نہیں  
 معلوم کہاں گیا ملکہ نے کہا صحرائین چرا کر رہا تھا میں کینزدون کو بھیجتی ہوں اور مرکب پر میرے  
 گذرا کہ جرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہاں سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف  
 بھاگا ملازمان اغلال جو صحرائین بھر رہے تھے انھوں نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ  
 کا دشت میں چرا کر رہا ہو اسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیوں سے آکر مرکب کو گھیر لیا  
 آدمی مرکب نے مارے آخر یسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو  
 لاکے اپنے پیشہ میں باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہو گا کہ یہ مرکب عہد طفلی میں حمزہ صاحب قرآن  
 کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا ہو مگر شہنشاہ کے زمین میں گویا  
 والدیے ہیں جو کوئی گھانٹا نہ دینے آتا ہو کسی کا سر چایا کسی کا شاہ منٹھ سے پکڑ کے نیچ لیا  
 کسی کو پشت تک مار دی کئی سواران مرکب نے مارے ہیں ہانسون سے کھسکا کے گھانٹا  
 دیتے ہیں دلے کا تو بڑھ بانٹا میں لٹکا کر مرکب کے منٹھ پر چڑھا دیتے ہیں اسطرح سے دانہ  
 اور گھانٹا ملتی ہو مگر اغلال شیر سوار نے جس دن مرکب کو گرفتار کیا ہر کارون کو حکم دیا کہ  
 تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے میں وہ جوان بھی ہو گا تلاش کر کے ہم کو خبر دو ہر کار  
 اغلال کے روانہ ہوئے جا بجا پوچھتے پھرتے ہیں سعد شہر بارباغ میں مقناطیس  
 زعفران پوش کے صحت آرا ہیں فیروزہ نے ایک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہیں کیا جب  
 ملکہ صحت میں بیٹھی ہیں یہ نہ شکل گلزار گانا ہو بجاتا ہو ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہو بادشاہ  
 بھی اپنے پاس تخلیہ میں اسکو بلاتے ہیں ہر روز قصد کرتے ہیں نابہ اغلال جاؤں جا کر شکوہ  
 وہیں مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہو کہ آقا بھی تامل فرمائیے زخم کو صحت ہو لے تو حضور کو اختیار  
 ہو بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہیں ایک ہفتہ اسی معرکہ میں گذرا ایک روز بادشاہ اسلام  
 مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہو بیباغ میں ٹپکتے ہوئے ایک چمن میں  
 آئے دیکھا ایک نادیاں عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخوں میں بندھی ہوئی زنجیرون سے

جھکڑی ہو کر فرآٹے بھر رہی ہو اور سب مار مار کے زمین میں گڈھے ڈال دیے ہیں ملک نے منع کیا کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائے یہ بخت فونی ہو ایک سو دو اگر لایا ہو کئی سال سے اسکو خرید لیا ہو اسطرح کی فونی ہو کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلسین اسکے ہاتھ سے رہی ملک عدم ہوئیں گھانسن بے شکل دیجاتی ہو یہ کسی حمال ہو کہ گھانسن قریب سے دے سعد نے ہاتھ ملک سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوئے ملک نے لاکھ منع کیا مگر یہ غیر منشیہ حرأت کب مانتے ہیں ملک تو بیٹنے لگیں کہتی ہیں صاحب یہ بخت ایسا نہ کہ شانہ پا جائے تو چاہا لیگی لیکن بادشاہ اسلام جب کار تے ہوئے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے دیکھ رہی ہو جب قریب پہونچے آپ نے جبکار اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیوں صاحب اسکارین و لحام بھی ہو ملک نے کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہیں زمین و لحام تو موجود ہو نہیں معلوم آپ سے کیا خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرہ دیریا کو بکھیتی ہو سعد نے کہا زمین و لحام ضرور منگاہ کنیزین زمین و لحام اٹھا کے لائیں سعد شہر یار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دیا نہ منہ پر چڑھا یا جست کرکے پشت پر سوار ہوئے مادیان طرارے پھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرما گئی بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملک نے دروازے پر آ کے پکارا اے شہر یار بس بیٹھے سعد نے گھوڑی کو بلٹایا باغ میں تشریف لائے اُسی طرح اسکو باز دھا فرمایا ملک ہم پر سوار ہو کر ملک نے عرض کی اے شہر یار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم میں تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار پہونچائے سعد نے کہا ملک بھکو بہ آزار نہ پہونچا نیکی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام اس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہیں ملک جب قسمین دلاتی ہیں تب بھولتے ہیں مگر ملک کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہو یہی خیال ہر دم رہتا ہو کہ کیا باعث ہو جو شہر یار اسکو غلیہ میں اپنے پاس بلاتے ہیں اور دیر تک باتیں کیا کرتے ہیں ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا ارے گل رنگ کو بلا لا وہ کنیز کے گل رنگ کو بلائے گئی ملک مسقا طلیس نے عفران پوش بھی بھیجے تھے چلیں کہ دیکھوں تنہائی میں کیا باتیں کرتے ہیں ملک آ کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئیں فیروزہ اندر آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اے دوست صادق و محب باطن میرا ارادہ ہو کہ کل یار گاہ غلال میں

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے ربائی ایرج نوجوان اور نورالدہر کا سامان کروں فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ دو چار روز اور توقف فرمائے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک یہی صلاحین رہیں ملکہ نے یہ سب بانیں سنیں باتو یہ بدگمانی تھی کہ گل رنگ کو غلیبہ میں کیوں بلا تے ہیں یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہو شہر بار کا ملکہ ہنسستی ہو میں اندر کمرے کے آئین نلم تو انکاسن ہی جلی تھیں کہا کیوں بھٹیا فیروزہ قہنے ہماری گل رنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلان مکان میں ہو ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دو ستر دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہر بار ضرور اغلال کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوئے پھرتے پھرتے جو آسن دبا یا گھوڑی کو فرائے کے بیرون بلغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اڑاتے ہوئے چلے اب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کسی سہیلوان گردہین ہی فکر کر رہا ہو ہر کار دن غصہ ہو کہ قہنے اب تک پتہ نہیں لگا بادہ جو ان گھوڑے سے کہاں کر لشکر اُسکا گرداڑا ہوا ہو یہی کہ رہا ہو کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر محکو پتہ نہ ملجائے تو گاؤں کو بھونکروں اُس جو ان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے اُسے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل میں تڑپ کر مر گیا تو تلاش تو ملتی ہر کار سے یہ کہہ کر روانہ ہوئے کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے سہیلوانوں کے سامنے اپنی حیرات بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جو ان کو قتل کروں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اُسکی مشکین بانہ کر بخد مت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہر کار سے جو شکر سے اپنے گلے صحر سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہر کار سے بیٹھے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جو ان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر کہیں نام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہو اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم کے گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائیں بادشاہ اسلام دربار گاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے درگاہ سالار نے روکا کہا اگستخ یہ دربار سہیلوان دوران کا ہو گھوڑے سے اتر بیٹھیا ہر گھول کے یہاں رکھ دو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سحر شہر بار مرکب سے کودے

فرما دیکھ ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہر یار نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے بوجھایا یہ کیا سر ہو ہر کارون نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہر یار سے درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہر یار نے اندر کے لغزہ کیا او اغلال مغرور تو نے نچکوار ڈالا اختتام خدائے مجھے زندہ کیا (ٹھٹھ تو ہے) اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ سیلمان کس قدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچ کر بادشاہ (سلام پر جا پڑے سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر روتے بھڑتے ہوئے شاہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے اٹھھا او سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے باوجود بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار جھین لون سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر بکہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہوئے لکی سعد نے جو تھے بیچ بر آگھر کر دے مارا کہ چارون شانے جت زمین پر گر شاہ کو در کھچانی ہووا ہو سے ارشاد فرمایا شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لاکھ جاتین میری خدائو ہفت پیکر پر شمار میں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہڈیا راسخ نر خرے گردن کھینچ لی بال تمام کے سر اس خود سر کار مال میں باندھا اڑتے ہوئے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہیں اب زخمی ہوئے لگے ہزار ہا حریہ بڑا ہو کس کس سے اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر پڑ گئیں پشت و پہلو سے خون جاری ہو سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے یکار اٹھے اس خالق بے نیاز و ارب کار ساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچالے نظم

انقلاب دور دوران دست در دست ملا	ہر بجکس رانست در فرمان تو جاعے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام	آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی	دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی
ہست اندر اختیار ہر دون دہر برین	صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گرد و بفرمان تو این گردن دون	بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خادہ بے دیوار و بنہ در ساختی	بام این کاشانہ از ہر بام بر تو ساختی
جلوہ قدرت نمودی در گلستان بار بار	گاہ از گل چہرہ نمودی کہ از دامن خار
گاہ از روئے خندان و گاہ از رنگ بہار	گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار
گاہ کثرت را پے توحید منہم ساختی	جلوہ ذات احد روشن را کثر ساختی
سوے خود اہل محبت را تو گشتی ز بہنوں	بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگر آتش پوشیدہ آور جوی بردن	در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فردن
گدہ ہر ایشان در غمت ہر دیدہ تر ساختی	داغ دل از آتش این شعلہ افکندہ ساختی
<p>میناب ہو کہ جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہو سے ہوا بکنندین اور زنجیرین لیکر چلے ہیں کہ مکر سے گرفتار کر لینا گا و صحرائے گرد آبی دیکھا نقادار مرصع پوش عیار شل گلدستہ کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کر دیا روتا بھڑٹا نقادار شیرازہ و نہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ چالالت پر نقادار کی بہت خوش ہوئے فرمایا او نقادار بہادر تنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرہ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت و سپاد کھاؤ نقادار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندہ گان عالی ہر احسان کردن آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں مقبول دلہائے خاص و عام ہیں محل صورت دکھانیکا نہیں ہوا انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہو کہ پردہ دولتی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل جاکر ان کمترین بندگان عالی کی خدمت میں حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہ نقادار تلوار کھینچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائیں غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑٹے ایک جانب مرا غلال کا شکار بندہ میں باندھے ہوئے طرے باغ کے چلے نقادار نے یہاں تھوڑے عرصے میں فوج کو</p>	

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبیضے میں کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے  
 اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر میں رہیں بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوئے  
 ہیں کارناما بیان کر کے آئینکے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرٹ لشکر کے روانہ ہوئے یہاں  
 مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دریاغ پر بیتاب کھڑی کنیزوں سے فرما رہی ہیں  
 صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ بکہ و تنہا لشکر پر جس ظالم کے گئے ہیں خدا اُنکی جان بچا دے گی  
 یہ نوبت ہوئے غم سے عجب حالت ہوئے نظم  
 ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اُبھولا  
 یہ جسم جم ہوا قدح تل ہو سکا  
 نفرت تھی سقد رک نہ ٹھہرے دم سحر  
 نظارہ مجھ سے جانب سنبھل ہو سکا  
 ہجرتان میں نکلو تو مومن تلاش  
 غم بر حرام فوارہ غسل ہو سکا  
 نہ گھبرا میں بھیر و عافیت آئینکے اغلال کی کیا مجال ہو کہ اُسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بدیشہ صاحبِ حقانی  
 جرأت میں لاثانی وہ بچا کیا اُنکو جواب دینا ملکہ کہتی ہیں صاحبو میں کیا کمون جی چاہتا ہو کہ سر تیرے  
 فکلی خون اُنکے ساتھ جا کر مسروق جنگ ہوں افسوس ہو سیری بقراری کا خیال نہ کیا ایسے  
 بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہ ہو بد لگامی کرے دشمنوں کو کچھ صدمہ ہو بچے ایسا نہ ہو وہ خون  
 جلسا زونا باز گل فوج کو حکم دیدے ہیں ہی فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہیں او کریم وہ یکہ و تنہا  
 ہیں اُنکو ظالموں کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہیں بعض آگے بڑھ کر  
 کے طرف کوہ کے دیکھ لے رہی ہیں کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہر یار  
 تشریف لاتے ہیں مگر دریائے خون میں نہاے ہوئے ہیں فیروزہ بن عمر و ساتھ بے ملکہ  
 گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزوں سے کہا میں اُنکو بھیریت دیکھوں تو میں تمہارا منٹھ موتیوں سے بھرا  
 یہ کہ رہی تھیں کہ سچا سے گرد آری دیکھا سعد شہر یار ماسی ما دیان بجری پر سوار نچتے فون کے  
 سینے پر جمے ہوئے گنتی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہیں ملکہ نے جو اسطرح شہر یار کو آتے ہوئے دیکھا  
 دوڑ کر کاب سے لپٹ گئیں کہا او شہر یار گھوڑی سے اُتر لے میں تو دیکھوں کہ حضور نے زخم کاری



تو نہیں کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہیں ملکہ کوئی زخم نہیں کھایا یہ کہہ سعد  
گھوڑی سے اترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم اور کا بوجھ لگین سعد شہر یار کا ہاتھ تھامے ہو  
لیکر باغ میں آئیں سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈال دیا کہایہ اسی خود سکا سر ہی جس نے اپنے  
نزدیک ہلکے قتل کیا تھا ہلکے تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچا یا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہیں  
اگر تم ہلکے ہو اٹھا کر نہ لائیں تو کیونکر جان بچتی میرا ان صبح الاش کو کھا جانے ملکہ نے کہا اے صبا قبل  
ہم کی اقبالی مندری کے سبب سے صبا سا مان غیب سے پیدا ہوئے بادشاہ اسلام نے کہا اگر  
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہو کہ مقدرہ ہوائی  
ایرج و نور الدہر کہشش کرو ملکہ نے کہا میں جان و دل سے برے خدمتگاری موجود ہوں  
شاہ نے فرمایا کہ اسی ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نور الدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا طرہ مشکل تو یہ  
دیشیں ہو کہ قہقہے پاس کوئی اسی شہر نہیں کہ چیر سحر تاثر نہ کرے جب تک ایسا ہو گا قصر عشرت میں  
داخل ہونا غیر ممکن ہو بادشاہ نے فرمایا میں اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو میں ملکہ کے بیٹھے ہیں  
فیروزہ گارہا ہو کہ چن لکے ہاے ابراہمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملکہ کل ہم شکار کو جانے  
دل بہت گھبراتا ہے ملکہ نے حکم دیا کہ پہلے اور قراول صبح کو درباغ پر حاضر ہیں بوقت صبح نماز سے عت  
حاصل کیے کہ بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود  
ہی پہلے قراول میر شکار ہمراہ صحرائین آکر پہونچے طبل بادرگشت پر چوب پڑی جانوران ہلوائے  
لگے باز۔ بحری جڑے۔ چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہلوائی کا  
کیا کہ ارا بے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا اے فیروزہ اس صحرائین آہو نہیں فیروزہ  
نے عرض کی کنواروں کو بھیجا ہو وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے دو کنوار دوڑے  
ہوئے آئے عرض کی اے شہر یار یہاں سے دو کوس پر ایک سنبہ زار ہو وہاں کہی ہو جو چہرے ہیں سعد  
فرمایا گھوڑے چڑھا کر لچل دو اسی وقت گھوڑوں کو دوڑا کر آئے اس مقام کو گھیر فرمایا بیچ میں جو زہر  
اسے ہم شکار کرینگے باقی آہود نکالو اختیار ہو یہ کہلے گھوڑے دوڑاے وہ نر ذی ہنر سامنے  
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہو اکثر ایسا ہوا کہ تھوکتی  
مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کروں آہو چو کر دی بھر کے

نکل گیا پھر بھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کڑی بھولا ذرا رکھا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گر بادشاہ نے کو دکر آہو کو بہ قربانی پہونچا یا بلٹ کے لکھا کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب درہ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی مقام پر ڈال دیا قریب سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ دیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھون سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پڑیا نیک مرج کی قریب سے نکالی کباب نوش فرمائے زمین پوش بچھا یا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوا جو جلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلے شب کمر سے گذری کان میں آواز تبسج خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوئے کہ کو حق جفت پروردگار کر رہا ہو بل اُس آواز پر متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے سحر شہر یار تلوار ٹپاک کر اُٹھے کھائیوں کو ڈکرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہو اسمین ایک عبادت گاہ پر بیٹھا ہوا تبسج خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹپٹے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اس میں مرد نے آواز دی اور بادشاہ اسلام سلام تمہارے تمہارے مشتاق تھے تشریف لائے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے کے پہونچا یا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر سلب میں بیٹھا یا بادشاہ نے پوچھا اس مقام فوت میں آپ کا کیونکر گذر رہوتا ہو درویش نے کہا یا بادہ زرق مطلق کار ساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آج پہونچا تا، دو دنوں وقت یہ لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا و طبق پلاؤ کے ایک صراحی آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھا یا جب بادشاہ نوش کر چکے وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب مجلہ نکالی اسمین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے آپ پر سحر تاثیر نہ کرے گا جانتا ہوں کہ اس کو اپنے پاس سے جہاں بھیے گا تا فاحی طلسم ہفت پیکر اس کو اپنے پاس رکھیے گا ہر چہ کہ قتل طلسم ہفت پیکر ہستم پلین ہیں لیکن آپ اور صاحبقران معین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت لمبہ وقت پیکر سے متعلق ہیں انکا نفع ہوتا اور جب لازم ہوگا

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہنچا کر بادشاہ پر دن چڑھے اُس درویش سے نصحت ہوئے اپنے  
 ہاتھ اٹھا کر دعائیں دین بادشاہ بہار سے اُسے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پشت  
 کرکے پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے گئے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہنچا  
 اور چہرہ بیٹے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی کہ بادشاہ کہاں جاتے ہو شاہ  
 مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ میں قریب بادشاہ کے آیا کہ گولہ مارا بادشاہ نے  
 ہاتھ اٹھا دیا گولہ فوراً پھٹ کر گئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے جام  
 چاک کر بادشاہ پر گزرا بادشاہ نے قریب آ کے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر بارگزار بادشاہ نے اُسکو  
 نیزے پر بلند کیا اُٹھ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرنے ہی ساحر کے صدائیں ہتھیناک  
 آئیں بعد ازاں آواز آئی کشی مرہم من بیابان جادو بود مار کر اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال  
 تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ میں مقناطیس کے چکر ہائی ایج  
 اور نورالہ ہر کی تدبیر کیجئے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہنچایا ہے بادشاہ شکار سے ہٹ کے باغ  
 میں ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بقیار سوئی نہیں دروازے پر باغ کے کھڑی  
 ہیں دم بدم فرماتی ہیں کہ نہیں معلوم شہر یار پر کیا گزری شب بھر نہیں معلوم کہاں رہے کہ  
 صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ آتے ہیں ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئیں رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا کہ  
 شہر یار شب کو کہاں رہے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک ویش  
 جگر ریش عابد ز اور کامل و اکمل ملاسنے دیا کہ اُس سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب  
 ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ میں آئیں جلسہ آراستہ ہوا سعد نے فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم جا  
 میں کہ کوہ مقناطیس پر جا میں مقناطیس نے عرض کی پہلے میں جا کے مفت پیکر سے تدبیر  
 رہائی دریافت کروں تب آپ سے عرض کروں بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ اگر ملکہ چاہتی ہو تو میں  
 قبول کروں گا جو لشکر ساتھ ہو اُسکو دیکھ کہ کوہ مقناطیس پر پہنچو گا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و  
 نورالہ ہر کو رہا کر لو نکات دہان سے بلٹو گا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائیں میں جا کر اُس سے  
 دریافت کرتی ہوں اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہوں تب آپ اُس طرف چلیں میں تو  
 جانتی ہوں کہ مجھی کو کوہ کا اختیار ہو آئینہ نہیں معلوم کیا ہوا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصہ عشرت کا یہ



پلٹی دل میں کہتی ہو کہ اب میں شہر یار سے جہ کے کیا کہوں یہ سختی کیونکر طو ہو میخوار و سرشار کیونکر  
 قتل ہوں کوہ سمن آراتاک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ میں آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے  
 ہوئے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیوں اے ملکہ عالم جلیں مقناطیس نے عرض کی  
 اے شہر یار ابھی مفصل حال نہیں دریافت ہوا اور ہفت بیکر تجھے بدگمانی کرنے لگا محکونٹ  
 پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کر لے فیروزہ بن عمر و ترپ کر اٹھا کہا اے شہر یار حضور لشکر لیکر آئیں  
 میں آگے بڑھ کر حال دریافت کرنا ہوں صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہو کہ کوئی اور بھی قید کا  
 قلم ہے جو اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا میں سب دریافت کر یونگار ہائی اُن شیروں کی قبضے میں  
 مقناطیس کے نہیں ہو اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہو غلام سب دریافت کر لیکا بادشاہ نے فرمایا  
 اے ملکہ ہم رحمت ہوتے ہیں ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہیں تم بھی جوت پر مناسب جاننا آنا جیسا کہ  
 ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملک بے اختیار رونے لگیں کہا اے شہر یار کینیز کو کیونکر چین آئیگا آپ اس معرکہ  
 عظیم کا ارادہ رکھتے ہیں جسکا رسمہ بالکل بند ہو میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہاں  
 پہنچنے راستے میں ہزار ہا صعوبتیں ہیں میں کیونکر آرام لوں کیا خوب کہا اے قلم

عشق کا آغاز شیرین ہو مگر انجام تلخ  
 کر دیے شوریدہ سختی نے مری بادام تلخ  
 خواب و غور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلغام تلخ  
 شہد ہو تو کر دے منہ میں مناسبت ایام تلخ  
 کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ  
 ہووے انیوں سے زیادہ شیرہ بادام تلخ  
 ہو گئے ہیں ہجر میں خواب و غور و آرام تلخ  
 ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہوں جام تلخ  
 بھیجا کیوں اُس عاشق جلیباز کو پیغام تلخ

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ  
 بیٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایک اُن کد ار  
 خار خار میکشی نے کر رکھا ہو بیعت ار  
 ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہوں  
 مجھ بنائے نامہ بر آیا ہو یارب خیر ہو  
 نیت صحت سے پیوے گرم لیض چشم باد  
 شب کو سووین کو کھادین کچھ جو بود کو قرار  
 طاق میں رکھ دے یہ شیشہ اور لاساقی خزا  
 مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ منہ ہا کو

اے شہر یار آپ کے فراق میں کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اُس معرکہ عظیم پر جاتے ہیں جسکو  
 میں نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو ہنیں ہیں وہ عظیم ہیں کہ مجھ پر بھی انکا

و حو کہ چل جاتا ہو جب قید خانہ جاتی ہوں میںخوار و سرشار اُنکا نام ہی مہبوت ہو جاتی ہوں  
 رہتہ قید خانے کا نہیں لٹتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر میں آپکو لیگی اور رہتہ ملا تو میں  
 ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی نوراً ہفت پیکر مجکو قید کر لگیا میں نے اس طرح سے  
 ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسے صاف صاف مجھ سے کہہ دیا کہ کیا میںخوار و سرشار کے قتل کا  
 ارادہ ہو پس اتنا جملہ کافی ہو کہ دونوں بہنیں کوہ سمن آرا پر رہی ہیں مگر بہاڑ پر جانا بہت بڑا  
 کوئی اور لیجائے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم تم نہ گھبراؤ میں سب دریافت کر لوں گا اور اپنے  
 آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤں گا شہر یار کو کوچ کرنے دیجئے مقنا طلیس نے کہا خواہ میرا  
 حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے میں ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہنچاؤں گی اُن  
 دونوں سے کسی طرح میں سحر میں پائی کمی کا نہیں رکھتی ہوں مگر قید خانے میں اُنکا انتظام سختی سے ہو  
 و مان کچھ زور میرا نہیں جلتا لیکن بہاڑ میں اُسے مقابلہ کرونگی اگر کینز کی قضا ہو تو انھیں کے  
 ہاتھ سے قتل ہو جاؤں گی بااُنکو مٹاؤں گی سعد شہر یار ملکہ مقنا طلیس سے رخصت ہوئے  
 فیروزہ بن عمر کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر جب سردار نقادار سے  
 رخصت ہوئے تو نقادار نے مرکب جنگ سیاہ قیاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب  
 سردارون نے اُسے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہر یار کوچ کرنے کے طرف کوہ سمن آرا  
 قصد ہو فیروزہ شب کو شہر یار سے رخصت ہوا یا نہاے عیاری لگا گرات ہی کو نکل گیا  
 جست و خیز کرتا ہوا آتا ہوا کہ ایک صحرا میں پہنچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ لڑے آ  
 لاجاب عند لبیان فوشنوا دختون پر مصروف زمرہ سرائی جانان چین کی رعنائی و زیبائی ایک  
 قمری بر سر محل سر طوق محبت بگلو کو کو کر رہی ہو گویا اپنے معشوق کو بٹھوٹھوٹھتی ہو شکار کھولکر  
 یہ زمرہ سرائی و فوشنوا گلوئی یہ اشعار عاشقانہ بڑھ رہی ہو۔ منظم

میں اُسی بوسے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے  
 بھرنے جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال  
 ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا  
 فیر و زہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ایک طفل حسین کی

میں اُسی بوسے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے  
 بھرنے جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال  
 ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا  
 فیر و زہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین رنگو ٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پا جاتا  
 بہن کر اور زرد دوزی جو تا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگات رات بھر اس صحرا میں گانا بھگن مین  
 سناٹا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خوشخوار بلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلاباغ سے اپنے  
 نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان تو دیکھ کر بھیر دین کے سر دن مین گارہا ہے  
 خوشخوار صدا سنکر میناب ہو گیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ میرے نعل ایک طفل حسین  
 ماہ طلعت خواصورت بیٹھا ہوا گارہا ہو طائران ہوا برون کا سر پر سایہ کیے ہوئے مین وہ طفل  
 حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہو خوشخوار دیکھ کر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہو گیا  
 دل سے کہتا ہو کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہو قلم قدرت ہاتھ مین تھا  
 جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہو نظم

زمانے مین وہ ملقا ایک ہو	ہزاروں مین وہ دلریا ایک ہو	خداوند ارض و سما ایک ہو
بتوں مین بھی غل ہو خدا ایک ہو	برابر ہے اپنا وجود و عدم	ہماری بقا اور فنا ایک ہو
عدم ابتدا ہو عدم انتہا	مری ابتدا انتہا ایک ہو	ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینہ حق منسا ایک ہو	جہان مین ہر غافل بہتے طریق	مگر راہ و صدق و صفا ایک ہو
آل سخن ذکر ہے بار کا	کہیوں سو طرح نہ تا ایک ہو	محل فقر کا ہو عجائب مقام
یہاں مسند و بوریا ایک ہو	کہاں اُسکے آگے کسی کا فرخ	وہ خورشید رو ملقا ایک ہو
فضیلت ملی ایک کو ایک پر	غرض ایک سے یاں سوا ایک ہو	جفا کار و دسیا زد کا ذب محیل
مین واقف ہوں وہ بیوفا ایک ہو	ہو انبوہ عشاق عیسے کے گھر	مریض اپنی دار الشفا ایک ہو
نہ آتا تو اُس زلف کے بیچ مین	ارے دل وہ کالی بلا ایک ہو	ہزاروں شہید محبت مین دفن
گلی اُسکی اور کر بلا ایک ہو	دوئی کو نہ دے دل مین غافل حکم	زبان ایک ہو اور خدا ایک ہو
کو گے جو کچھ تو سنو گے بھی رند	ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہو	اسطرح کے شعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہو یہ معشوق پر پچرہ اس لائق ہو کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقوں کا  
 جلسہ ہو یہ بیٹھ کر گائے دل نشہ عشق کے مرے اٹھائے یہ سوچ کر وہین سے اسنے سحر کیا کہ  
 فیروزہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں یہاں تک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خوشخوار نے سحر کر کے



اٹھا لیا تخت بڑا لیا اپنے باغ میں آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اسمین لاکے فیروزہ کو  
 اتارا کنیزین گرد بٹھائیں آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو ہلاؤ پریشان  
 ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لچلیں گے میخوار و سرشار معشوقان پر کچھ اسکے گانے  
 سے بہت خوش ہو گئی یہ کچلے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ  
 ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی ملی لگی کرنے لگا اور پوچھا کچھ ویہاں کون لایا کنیزون نے  
 کہا ہمارا افسر خوشخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو یہاں جنگل  
 سے اٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر علی کی میخوار و سرشار کہ  
 بالائے کوہ سمن آرا رہتی ہیں وہاں تمکو لیجا بیٹے جلسہ ہوگا تمکو وہاں گانا ہوگا فیروزہ نام  
 کوہ سمن آرا شکر بہت خوش ہو اچھی میں کہتا ہوں فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہنچینگے  
 میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اس جلسے میں  
 شریک ہوں اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہوں اسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو روایا کنیزون  
 سے کہتا تھا میں اپنے ماں باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبراؤ شاہ تجکو جہاں سے  
 لائے ہیں وہیں پہنچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چپل کر رہا ہی کبھی اچک کے کسی کی  
 گود میں بیٹھ گیا خالد امان کہہ کسی کے گلے میں ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہوں تم ہمارے دلہن بنو  
 ہمیں دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہوں دن بدن دبے ہوئے جاتے ہیں ماں نے کدیا کھٹا  
 کہا کہ نور نظر جب تم دلہن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہوں کہ مجھے دلہن تو  
 دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہیں لیکن جو انہیں دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے  
 کنیزون ان باتوں پر ہنستی ہیں کہتی ہیں اسے دلہن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتیں  
 کرتا ہوں کنیزین خوب ہنستی ہیں بعض بعض آواز سے کہتی ہیں خوشخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر  
 پوچھا لو کارنجیدہ تو نہیں ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب بننے آپ کے اوصاف  
 بیان کیے کہ نہایت قدر دان ہیں تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے  
 دن تو یوں گذرا شب کو خوشخوار ابلق سوار وسط باغ میں جلسہ جا کے بیٹھا کنیزون سے  
 کہا اس لڑکے کو لاؤ کہ نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گالے کنیزون نے آکے

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہو فیروزہ نے کہا مجھ کو نیرنگ تان دراز کہتے ہیں اتنی اتنی بڑی تانیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کینز نے کہا میان نیرنگ جلو نکو شہنشاہ بلا تے ہیں فیروزہ طنز و ہاتھ میں لیے ہوئے محفل میں آیا دیکھا خوشخوار ابلق سوار سند پر بٹھا ہوا تلج سر پر رکھے ہوئے کہا میان نیرنگ آؤ ایسا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے مان باپ بہت خوش ہونگے پھر خوشخوار نے پوچھا کیوں میان نیرنگ مان باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ان نے انتقال کیا جب مان بیمار ہوئے باپ ہمارے گھرائے ہوئے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے مان کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گرہے میں جا کے ڈال دیا یقین ہو ان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہو ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی میں لاکھ روتا ہوں جواب نہیں دیتیں بڑے میان روزنی عورت لاتے ہیں رات کو اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں انھیں کو ہزار مار دیو دیتا ہوں مگر بڑے میان جیسے جلتے ہیں میں ایسی بجالتے ہیں کہ طائر محو ہو جاتے ہیں انکو بھی ایک صحبت میں لاؤنگا خوشخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنز و اٹھایا اسکو ملا کر یہ شعر گانے لگا نظم

مان کہنا تیرے صد تے تیرے قربان چھوڑے  
اینا گھر کس طرح سے شیر نیرنگ چھوڑے  
دو گھر سی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑے  
کہ تو بیٹھے مجھ سے وہ بت اپنا ایمان چھوڑے  
چھوڑ دے دست جنون میرا اگر میان چھوڑے  
مجاو حبت میں اگر لیجا کے رضوان چھوڑے  
گر میان اپنی تو اور ہر دشمن چھوڑے  
چھوڑ دے شہر اب او نا مسلمان چھوڑے  
ناز کی رفتار او سر و خرا مان چھوڑ دے

دل لگی غیروں سے بجا ہی مری جان چھوڑے  
عاشق جانباذ کیونکر کوے جانان چھوڑے  
یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کرے  
کون کا فر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے  
تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں کھل جائیگا دم  
غیر ممکن ہو جو بھولوں گھر تزاؤ رشاک و  
غمزہ بجا نہیں اُٹھتے پھنکا جاتا ہوں دل  
پھر پھینسون میں دم کیسوں تو کا فر جاؤ  
طوق بہنیں گے گلے میں مثل قمری سحر

حسن کا جو یا ہوں مدت سے میں دیوانہ مزاج	جگو برہن کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے
یوں جھٹلائی دل سے یاد مصحف خسار قد	حفظ کر کے جس طرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا گارہ ہر نام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں تقریباً اسی کر رہے ہیں کنیزین کہتی ہیں کہ کئی گائینیں یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب گانا بجاتا ہے تباہ بھی قیامت کا ہو ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کھلو نہ ہو یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر لگے ابر بندوار ہوا خوشخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہو وہ ابر قریب آ کے بیٹھا دیکھا دو جادو گر سپاہ تخت پر سوار گرد چند کنیزیں آ کے تخت اتر خوشخوار کھڑا ہو گیا کہا اوشا امان اقلیم حسن و جمال قیامت کیونکر آتا ہوا دونوں نے جواب دیا اس وقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھرا یا خیال میں آتا کہ جگہ صحبت خوشخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جلسہ ہو خوشخوار نے کہا اوشا ملکہ عالم یہ لڑکا گوئیے گا جو آیا ہو خوب ہی گاتا ہو ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہو تمہارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھئے کا یہ بہت مشتاق ہو میخوار دوسرے دو نوں نے لگانا لڑکے کا سنا سن کر کہا اوشا خوشخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آتا اسکو ساتھ لیکر آنا خوشخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار دوسرے دو نوں ٹھہرے آخر خوشخوار سے وعدہ کر کے اسی وقت تخت پر سوار ہوئے ابر سرخ میں چھیکر طوت کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئے دوسرے دن خوشخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سراہی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں میخوار دوسرے دو جلسہ آراستہ دیر استہ کر کے انتظار خوشخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خوشخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہو آج اسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار دوسرے دو نوں کے استقبال خوشخوار اٹھیں میخوار دوسرے دو نوں نے کہا اکیون سپاہیوں نیرنگ تمہارا مزاج تو اچھا ہو فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا میں کیا کرتا ہوں یہ کہے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنبور اٹکا لا طنبور اٹکایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شہرہ کی غزل

خایت کی نظر مہر نہیں ہے  
نہیں بیوجہ اپنی آہ وزاری  
رکڑ تو شوق سے خنجر گلے پر  
فریب بار ثابت ہو مجھے بھی  
مین فرقت میں گلا کاٹو گلا اپنا  
اٹھاؤں ناز کس کس بت کے پاؤں  
حیون کی محبت چھوڑاؤ دل  
ہماری جانکشی پر قہقہے مین +  
نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت  
سجھا یا ہو جو کچھ غیروں نے حساب  
نہ دے تکلیف مہر فرقت میں ساقی  
بجھ استہ ہوائی فی الجسد تخفیف  
مین رویا دیکھ گور رتہ مغفور

وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہیں ہو  
محبت یار سے کیونکر نہیں ہے  
سرک جاے یہ ایسا سر نہیں ہو  
مگر قابو مرادل پر نہیں ہو  
چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہو  
کلیجہ ہو مرا پتھر نہیں ہو  
ترا یہ شغل بھی بہت نہیں ہو  
بتھے فوف خدا کا فہ نہیں ہو  
مرا سینہ ہو کچھ مجھ نہیں ہو  
بتھارے واسطے بہت نہیں ہو  
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہو  
وہ زور عشق غارتگر نہیں ہو  
لحمہ پر گل کی بھی چادر نہیں ہو

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ میخوآر و سرشار نعریفین کرتے لیکن گنتی مین کہ او  
نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہو حضور یہ گانا آدھا ہے اگر  
بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سننے اگر بڑے میان تار بجائیں اور مین گاؤں  
تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہوں وہ پڑا نے گویتے مین بہت سی باتیں ایسی مین کہ اُنکے  
ہونے پر موقوف مین وہ باتیں غلام کی زبان سے نہیں نکلتیں میخوآر و سرشار نے کہا  
کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ بتھارے گانے لے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے  
کہا اے ملکہ عالم مین جاؤں تو اُنکو بلا کر لاؤں جس دن وہ آئینگے اُس دن محفل مین ایک ہنگام  
ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوئے اُنکے ہاتھ پاؤں سے نہیں ہو سکتا  
مگر مین اُنکے اشاروں پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہو تائیں کے نواسے  
ہوتے مین دروازے پر ہمارے اُٹلی کا بیڑہی جو نیا گویا ارادہ کرتا ہو ہمارے دروازے پر

اگر درخت سے چٹیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اسے گانا آتا ہو اب تک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے  
 اس قدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خوشخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ کہ  
 کہ تمہارے باپ بڑے کامل و مکمل ہیں فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ میں اپنے  
 باپ تک پہنچوں خوشخوار نے کہا اس بالغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤ گے وہاں بڑی جنگل  
 ملیگا جس جنگل میں بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہیں آنا ہم بلو الینگ میخوار و سرشار نے کہا میان  
 نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسوں کو ہم بلائیے سب جمع ہوں تم  
 ساحروں کا جمع ہونا واجب و لازم ہو جب وہ فیر شناس جمع ہوں تب تمہارے گانے کی قدر  
 کریں اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن میں جا کر والد کو ڈھونڈوں گا  
 پرسوں شام کو میں اسی نخل کے سائے میں ٹھہروں گا فیروزہ یہ سب باتیں کر کے ان سب سے  
 رخصت ہوا بخوار استہ طوکر کے اسی صحرا میں پہنچا کچھ عرصہ گزرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام  
 بڑے کروفر سے آئے پہنچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ میں  
 کوہ سمن آرا پر ہوا آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہیں میں وعدہ کر آیا ہوں حضور کو  
 میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتیں تو میں آپ کو لنگا حضور صرف بیٹھے رہیں باقی سب  
 کام میں کروں گا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لنگا یا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف  
 کی صورت بنا یا سر پر غلامہ باندھا کرتا جکین کا بچھا یا پرانی چال کا مشروع اسکا پا کجامہ بھاری  
 جو تا زردوزی گھیتلا اتنا پڑا کہ مال تو اسکا اڑ گیا زردنگا باقی ہے بادشاہ صورت میں  
 آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے فرمایا میں  
 اس قطع سے نہ جاؤں گا عیاری کی باتیں کیونکر کر سکوں گا میں طنبور کیونکر جاؤں گا فیروزہ  
 نے کہا آپ زبان نہ بھائی میں سب کام کروں گا سب کا خاتمہ کروں گا ایسا نشان ملا اور  
 ایسے شخص کا سامنا ہو کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کہ بادشاہ کو اسی نخل کے سائے  
 میں فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہو فیروزہ انتظار کر رہا ہو کہ آسمان پر لگے ابرسہا ہوا  
 فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھے خوشخوار ابلق سوار آتا ہو نہایت سحر و ساحری میں مشتاق  
 شہرہ آفاق ہو میخوار و سرشار دونوں بہنیں اسکی معشوقہ ہیں بادشاہ کا رنگ رو شفیق

طنبور الیہ بیٹھے ہیں فرار ہے ہیں کہ فیروزہ تھے عجب آفت میں ہیکو بھنسا یا ہو دیکھیں انجام  
 کیا ہو کہ ابرا نگر بر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خوشوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھ کر  
 بہت خوش ہوا کہا ایو نیرنگ وعدے کے تو بہت بچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کترین عرصہ سے  
 انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت میں ہر ایک مقام پر نہیں جاتے  
 ہیں جنگلوں میں جا بجا جہان برت ہو وہاں جاتے ہیں اُنکو گانا سناتے ہیں مین ڈھونڈتے ہیں جو کھلا  
 ڈھونڈتے ہیں ڈھونڈتے ہیں ایک جنگل میں ہو بچا دیکھا ایک نخل کے سائے میں باوا جان بیٹھے  
 ہیں اور جنگل میں ہزار ہا ماران سیاہ واژدہ ہے جمع ہیں بڑے میان صاحب بیٹھے ہوئے  
 گار ہے ہیں ماران سیاہ کچھ کھولے ہوئے لہرا رہے ہیں تھوڑے عرصے میں ماران سیاہ  
 بھاگے اپنے اپنے بلوں میں گئے ایک ایک روپیہ مٹھ میں دبلے لائے بڑے میان کے آگے  
 رکھ رکھ کے چلے گئے میں اسوقت اُنکو بہ خوش آمد لایا ہوں ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی  
 جنگلوں میں میری برت ہو سال بھر کے بعد آتا ہوں سال بھر کا خج ان سب موزیوں سے  
 لیجاتا ہوں میں کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کروں ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا  
 میں نے آپکا نام لیا کہ خوشوار ابلق سوار بادشاہ جلیل مسخوار دوسرا دو لونونون کی  
 معشوقین اسقدر دینگلی کہ مال اٹھ نہ سکیگا بڑے میان مشکل آئے ہیں میں سمجھا کے لایا  
 ہوں اس عمر میں بڑے لالچی ہیں چاہتے ہیں جس صحبت میں جاؤں مونیوں کے مالے  
 پاؤں خوشوار نے کہا ایو نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونوں باب بیٹوں کو راضی کریں گے مسخوار دوسرا  
 بھی فیاض و سخی ہیں ایو نیرنگ ایسا کچھ دینگلی کہ بڑے میان سب کو بھول جائیں گے نیرنگ  
 نے کہا میں بھی ایسا راضی کروں گا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خوشوار نے دونوں کو  
 تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ سمن آرا کے جلا یہاں مسخوار دوسرا باغ میں اپنے  
 روشنی کر رہی ہیں جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہیں کہ دیکھا لگے ابرا مٹھا مسخوار دوسرا  
 نے مصاحبوں سے کہا خوشوار تو آتے ہیں دیکھو جو نیرنگ کو بھی لائے ہوں کہ ابرا  
 آکر سامنے بٹھا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوئے آگے بڑے میان پہنچے  
 میان نیرنگ مودب بیٹھے ہیں باپ کے سر پر نگس رانی خود کر رہے ہیں مسخوار دوسرا

واسطے استقبال خوشخوار کے مٹھین خوشخوار نے تخت اُتار کر بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھ کر مسخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے باہر جاج میں اس بڑھا پے میں گمانیوالوں کے سر کا تاج میں کوئی اٹھنے بات نہ کرے فقط آنے کی بکت ہو مسخوار و سرشار خوشی خوشی بھر رہی ہیں کہتی ہیں آج ہمارے یہاں وہ نایاب جلسہ ہو کہ عجب نہیں جو خداوند ہفت پیکر بھی آئیں میگو نہ و شبگو نہ کو بھی نام لکھے ہیں سب ہزاریان آئیں گے بڑے میان تو ایک گوشے میں آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا بھرتا ہر صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا ہنو کہ بگڑ جائیں کہ آسمان پر لگے ابر گلنار نمایاں ہوا دیکھا میگو نہ و شبگو نہ دو شاہزادیاں تخت پر سوار لگے ابر گلنار کر دکھتا ہوا اگر ابر بچھا میگو نہ و شبگو نہ اگر اتریں مسخوار و سرشار سے دریافت کیا گویا کون آیا ہو پہننے بھی گانے کا حال سننا دل میں شک پیدا ہوا مسخوار یہ وہ نہ ہو کہ ساحر جا بجا چھپتے بھرتے ہیں ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ شکر اسلام فوج کرتے ہوئے پہلوانوں سے لڑتے بھڑتے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ایسا ہنو کہ ہنکا غبار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا ہنو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار میں انہیں سے کوئی عیار گویا کی شکل بنکر یہاں گھس آیا ہو مسخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خوشخوار پیکر آیا ہو آج اپنے باب کو میان نیرنگ لالے ہیں بڑے سر کے کا آج جلسہ ہو جو تھے بیان کیا اُسکا ہمیں خوف نہیں ہو راہ کے نگہبان میان خوشخوار موجود ہیں عیار ہمارے جلسے میں کیا آ سکتا ہو ہر چہرہ میگو نہ و شبگو نہ نے کہا مگر مسخوار و سرشار یہی کہے کہ نہیں کہ ہمارے یہاں عیار نہیں آ سکتا وہی راستہ آنے کا تھا خوشخوار پہلے ہی روکتا اگر اس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگو نہ و شبگو نہ جب ہو رہیں کہ لگے ابر مردارید می آسمان پر اٹھا خوشخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مسخوار و سرشار نے کہا ابی مقنا طیس آتی ہیں یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہیں سرشار خوشخوار نے کہا کہ پہننے نام لکھا تھا کہ ضرور ضرور ابی مقنا طیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہیں ابر قریب قصر کے آ کے بیٹھا سب نے دیکھا مقنا طیس تخت پر سوار جبہ کنیرین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئیں آ کے اتریں پہلے نہ گاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مسخوار نے کہا میان نیرنگ کے باب وہ گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں



گاہے من انکا مثل و نظیر نہیں ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا نرے سے گاتا ہو ایک لفظ کو ہزار ہزار  
 طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے  
 پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہو ہیلے بازار میں گنجشک باغیچہ سے باز رہتا ہو اور آج نو وعدہ کیا ہو  
 کہ کھانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھانے کے لئے خوش ہو جائیگا مقنا طلیس تو خاموش  
 ہو کر ایک گوشے میں بیٹھی خوشخوار جمال جہان آراے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجہ میں  
 آتا ہو کبھی تعریف میں کرتا ہو کبھی مصاحبوں سے کہتا ہو میں تو جمال مقنا طلیس دیکھ کر بیباک  
 ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہے۔ لفظ

ٹھونڈ ٹھونڈے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں  
 سجاو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں  
 کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں  
 میرے بھولوں میں کئی غنچہ دہن بیٹھے ہیں  
 پھرتے پھرتے ابھی اوجھ کفن بیٹھے ہیں  
 جب تک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہیں  
 آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں  
 دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں  
 سب اٹھانے کو میان رنج و محن بیٹھے ہیں  
 ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں  
 وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں  
 جو کڑی بھولے ہوئے انہی ہر بن بیٹھے ہیں  
 آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں  
 ایک دن پہلی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس  
 ہمیں آتا جو وہ قاتل قوا جل ہی آئے  
 بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن  
 نہ اٹھا کیچہ دلدار سے دم لئے دے  
 خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو  
 باغیان بھولا سمانا نہیں پسوہن میں  
 نقد الحمد کہ غربت میں وہ راحت بالی  
 زیر گردون نہیں آرام کی صورت کوئی  
 دل شگفتہ ہو ذرا بات کر اور غنچہ دہن  
 مٹی دروازے کی اُنکے لیے جاتے ہیں بعض  
 دیکھ کر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے  
 چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے اگر

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی مٹی غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ اے  
 خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنیں اتنا جو مقنا طلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار  
 گجرا یا جواب دیا نہیں ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرما مجھے تو عرض کروں مقنا طلیس

کہا بیان کر ہم مشتاق ہیں کہ کس وجہ میں اشعار بڑھ رہے ہو مگر مقنا طلمس حیران حیران  
 طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہو کہ فیروزہ بڑے میان کو کہاں سے لایا ہوا ہے مقنا طلمس یہ  
 بڑے میان کون ہیں بڑی مشکل کی بات ہو کہ فیروزہ نہ عمر ہو کر سعد شہر یار کو نہ لایا اس  
 حیرانی میں تھی جو سعد شہر یار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو  
 پہنچوایا مقنا طلمس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہیں کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لایا جب  
 یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب بھر گیا مگر خوشوار نے  
 میخوار و سرشار کی طرف سے منٹھ پھیر کر ملکہ مقنا طلمس سے ہاتھ باندھ کے کہا میں غلام و  
 تابعدار ہوں امیدوار ہوں کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے چلے مثل جا کر ان کمترین کے حاضر خدمت  
 رہو مجھ کا ملکہ مقنا طلمس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہ شہر یار سمجھ جائیں تو باعث خرابی ہو مگر  
 شہر یار خاموش بیٹھے ہیں میگو نہ و شگبگو نہ کو یہی خیال ہو کہ مقنا طلمس کیسی باتیں سنخوار  
 سے کر رہی ہو اور یہ گانے والادام بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہو کہ کلیہ میخانہ  
 مجھے دیجئے میں ساقی گری کروں آپ لوگ لطف صحبت اٹھاؤں میگو نہ و شگبگو نہ  
 اپنے مقام سے اٹھیں سامنے فیروزہ کے آئیں کہا کہ میان گو بے صاحب آؤ ساقی گری  
 میں بہت بڑا دخل ہو فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہو کہ مثل میرے کوئی  
 اس کمال میں دخل نہ رکھتا ہو گا جلسہ تھا ہر سب شاہزادیاں موجود ہیں ایک ایک  
 جام بہین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خوشوار کے سوال سے مقنا طلمس کو نہایت  
 ملال ہوا جواب دیا کہ اے خوشوار اپنے ہوش میں آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتیں  
 کر رہے ہو جانتے ہو کہ میں خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں جاتی ہوں انکی مصاجون میں  
 مشہور ہوں خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ  
 کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا میں خاص اس واسطے آئی ہوں کہ دیکھوں  
 کیا رنگ ہو میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر  
 میخانے میں پہنچا تب جمیل شراب میں بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت میں  
 آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت میں رکھی فیروزہ نے تو

پانوں میں گھنکر و باندھے میگوئے و شبگونہ نے سحر کیا گلا بیان آپس میں لڑنے لگیں لڑ لڑ کر  
 ٹوٹیں شراب شعلہ بنے اڑی ایک شعلہ آسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گر کر رنگ و  
 روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرا یا میگوئے و شبگونہ نے کہا ایسی خوار و سرشار  
 اس شراب میں بیہوشی ملی تھی میں نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب میں بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند  
 ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اڑ گئی گلا بیان بھی ٹوٹ گئیں صورت گانے والے کی  
 بدلی میخوار و سرشار تو خاموش ہوئیں حیران حیران دیکھ رہی ہیں مگر خوشخوار تیغہ برہنہ  
 کھینچ کر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خوشخوار بیٹھی تھی کار و حسر  
 نکال کر خوشخوار پر کھینچ ماری خوشخوار کے پہلو کو توڑ کر کار و پار گزری خوشخوار لڑ لڑ کر گرا میخوار  
 و سرشار نے کہا ایسی مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمہیں نہیں سنا کہ یہ سحیا  
 کیا کہتا تھا مصاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگوئے و شبگونہ نے کینزون کو اشارہ کیا  
 کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کینزون طرف فیروزہ کے چلیں سعد بن قباد اپنے مقام سے  
 جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا لغرہ کیا۔ لغرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ  
 شاہان فریدون حشم پد بہار گلستان کا وں و جم پتہ تلوار پکڑ کر ابل جلسہ پر جا پڑے جسے  
 گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا عقوبہ عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر ہوا اٹھنے اپنا  
 اُسر دکھا یا گولہ اٹھا پٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اُسکے توڑ کے پار گزرا فیروزہ بھی  
 خنجر کھینچ کر کھڑ ہو گیا کئی کینزون کو مار کے اسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرا دیا  
 میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت میں ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کینزون مر کے  
 گرین خوشخوار ایسا ساحرہ مارا گیا واسطے خوشخوار کے آنکھوں میں آئسو بھرے انھوں نے بھی  
 سحر کیا اور پکار کر آوازی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آراہو دشمن کا اب سبر بھی  
 قبضہ ہوا جاہتا ہو ابی کینزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا ہمار  
 سحرایا بادشاہ یا تو جمع ساحران میں لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پرین کھڑا  
 ہوں وہ تختہ سنگ مجھ کو اڑائے لیے جاتا ہو ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد  
 کھوڑی دیر کے وہ دونوں پتھر اس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خوشخوار سعد و فیروزہ

کو لگیاتھا اسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہیں معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہاں تنہا بن فیروزہ نے عرض کی اسی شہر بار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہو انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو سہل سے جدا ہوئے اپنے لشکر ظفر افرین چلے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہو گا بادشاہ مجبور و ناجار فرماتے تھے اسی فیروزہ میگو نہ و شبکو نہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر مٹھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا نکلا بیان ٹوٹیں شراب شعلہ نیکر اڑ گئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہو دل بقرار ہو نظم

کیون جیون ہم بھی مین آمادہ سودا کیسے  
مضمحل ہو گئے دو روز مین اعضا کیسے  
دیکھیں آئینے مین مین آپ سراپا کیسے  
نالے ہم کرتے ہیں او بلبل شہد کیسے  
مل گئے خاک مین لہ کھون گل رعنا کیسے  
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہوں سب کو کیسے  
اور بتلائے کوئی ہوتے ہیں رسوا کیسے  
بھوٹ کر روئے ہیں کل ہم لب دیا کیسے  
دوڑے جاتے ہیں سودا مین صحر کیسے  
دفعہ پڑ گئے آفت مین حسد ایا کیسے  
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے  
دیکھے اٹھتا ہوں یارب یہ جازا کیسے  
بنکے اب بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے

سر کے بھل جاتے ہیں گھر سے سوئے سحر کیسے  
کھل گئے ہمسکی جدائی مین سراپا کیسے  
کس طرح سے نہ کہیں حسن مجسم عاشق  
یاد ہو گا تجھے جب فصل بہار آتی ہے  
چشم بہرت سے ذرا سیر چین کر غافل  
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا  
کو نسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے  
آگئی لہر جو دل پر ترے اسی قلزم حسن  
حسرت آتی ہو مجھے چاک گر سیا بون پر  
بت سے مطلب تھا کچھ کام تھا اُلفت سے ہمیں  
آج اس گل سے کیا دعویٰ ہے ہمیشگی کا  
بار عصیان سے ہوا ہو مرا مردہ بھاری  
بیش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے

فیروزہ نے سمجھا یا کہ حضور زیادہ ملول ہوں اپنے لشکر مین چلے مین جا کر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائیں آپ کے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اڑے جاتے ہیں دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو بٹھرایا سردار بادشاہ کو دیکھا کہ بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو بہو بجا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ میں آ کے دیکھا کینیز میں حیران بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ میخوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کینیز کہ رہی ہو کہ میں اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکہ عالم کے آگے ہاتھ جوڑے کہا بیٹھے ایک جام شراب پی لیجئے پھر آ کر اختیار ملکہ بیٹھ کر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑے حرکات خلافت کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا تو میں کام کے چیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکیں آنکھوں پر نقارہ لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم رکھا کہ خوشخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجھ کو اسے کلمات سخت کہ مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجھے ایسی باتیں کہیں اور جا بھٹا تھا مجھے لڑنے والے میں نے اپنا حفظ ناموس کیا کار و سحر مادی میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اربابے پر سوار کیا یہی خدمت میں ہفت پیکر کی لیجا تھی اسی باغ کے دروازے سے قید جانیکی اس باغ پر بھی میخوار و سرشار قبضہ کر نیکی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپے ہیں ہر چہ پامار و سادزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھ پر گذرتی ہو میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہو دل کی بڑی حالت ہو اب تو یہ نوبت ہو۔ لفظ

ان قدموں کی قسم مجھے پروا ہے نہیں  
ثابت ہوا کہ چشم غایت ادھر نہیں  
گر درد سر یہی ہو تو اک روز نہیں  
دندان و لب ہیں یار کے لعل و گہ نہیں  
دیکھے نگاہ بد سے یہ ثابت بشر نہیں  
بے سر کے کاٹے جاے یہ وہ درد سر نہیں  
یہ خطا تو میرے یار کا امی نامہ بر نہیں

ہوں سر فروش جان کا خوف و خطر نہیں  
اب آہ کی وہ آنکھ نہیں وہ لفظ نہیں  
کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں  
عاشق انہیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جو ہر  
وہ بت فروغ حسن سے چلا ہے نور کا  
سوداے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہو  
بچا بنا ہوں خوب نہ کر جہاں زمان

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیوں پر ہے | یادش بخیر آج وہ رشکِ قمر نہیں  
کھو یا گیا ہوں وادعیِ الفت میں کیا تار | برسوں گزر گئے مجھے اپنی خستہ نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاجیوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہنچا نام کفایت  
بیان کی عرض کی حضور جل کے قریب باغِ مقناطیس کے ٹھہر میں جب قیام دھر سے  
گزرے تب شیخون مارے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی  
ضرورت نہیں ہو لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس  
رہ کر لیگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہِ سمن آرا پر چلے گا میخوار و سرشار کی بھی تیر ہو جائیگی  
بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دوسو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغِ مقناطیس کے  
آئے ایک درہ کوہِ سمن آ کے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہِ سمن آرا کے گرد  
اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسبابِ سحر ہاتھ میں لیے ہوئے سچ میں آ رہے ہوتے ہیں  
سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گیند دن پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آئے ہیں بادشاہ کو  
تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اسی شہر یا رائل فرمایئے جس مقام پر یہ اترینگے وہاں چل کر  
شیخون مارے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دوسو سوار لیکر بہار سے  
نکل کے نعرہ کیا نعرہ سعد بن قباد - سنم شاہ شاہانِ فریدون حشم + بہار گلستان کاؤں + جم  
دوئس سواروں سے آ کے کرے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے  
آسمان پر پہنچی برق بنکر آ رہے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحر دن کے سر ٹا دیے  
زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا ہن اٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش  
ہو گئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشید زنی کر رہے ہیں ایک جانب  
مشکبار مصروفِ جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہنچ گئے سائل  
جادو کہ افسر لشکر جو بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کئے تاخیر  
نہوئی بادشاہ نے مرکب مہینر کی کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق  
دریا سے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو آسنے جوابے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپا  
بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کئے دریا سے سحر حاصل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا میں ڈال دیا دریا سچ میں سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریا سے قہار ظاہر ہوا اس دریا سے ہزار ہا مچھلیاں نکلنے لگیں گرد بادشاہ کے بھرتی ہیں نہنگان خون آشام دریا سے نکلے ہیں بادشاہ کے قریب آتے ہیں اور پھر دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوتے ہیں کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ برآمد کا کارگر نہیں ہوتا شاہ جسے ہاتھ مارتے ہیں وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہو جاتا ہے مچھلیاں دریا سے بصرہ جوش و خروش نکلتی ہیں گرد بادشاہ کے بھرتی ہیں آخر میں پھر دریا میں گرتی ہیں اس ارادے سے نکلتی ہیں کہ بادشاہ کے لپٹ جائیں قریب آکر تھراتی ہیں بادشاہ سے لپٹ نہیں سکتیں کسی مچھلی نے دامن فوج لیا کسی نے فود پر دم مار دی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سٹم مارتا ہے مچھلی کا سر پھٹ جاتا ہے جب کئی مچھلیاں مریں تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریا سے طاقت میں ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا جسے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرفت صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام برفخ و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آئے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے لغزہ ہوا۔ منہم افلاک آسمان سیرا و مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا جل تجھ کو خداوند نے یاد فرمایا ہے سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب ترب کے گرا مقناطیس جادو کی کمر میں بچہ دیکر لے اڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار کینز کو سحر لیے جاتا ہے بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بھر کمان میں پیوست کر کے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گزرا مقناطیس بچے سے چھوٹی تروپ کر خدمت میں بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤں کیا حضور نے حیر مارا۔ افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت بیکر کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر دین سے آیا تھا غلام ہفت بیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اسکے ایسے ہی ہیں ایک ایک آفت روزگار بلا سے دمانہ ہے سحر و ساحری میں یگانہ ہو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آفتین



بریا کر بگا اب آپ کو سہمن آرا بر چلین وہاں قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر  
 لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اس مقنا طلیس ہم تم دونوں ملکر بادشاہ کو  
 برسر کوہ سہمن آرا لیجائیں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ  
 کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے بہان سے  
 بھاگ آئے یہی ساحر ہم کو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسے سحر تارا ہکو تم تک  
 پہنچا یا اب چلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں جگہ اپنی خطائیں مٹا  
 کر ائیں بھی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر  
 سید فام کی صورت بنا یا مشکبار و مقنا طلیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر  
 کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقنا طلیس نے تخت اڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی  
 ہیں کہ رہی ہیں کہ اب تو بی مقنا طلیس قتل ہو گئی ہو نگلی کوہ مقنا طلیس بھی ویران ہو گیا ہوگا۔  
 اب ہم باغ مقنا طلیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روئے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ  
 نے ساحل و سکنار کو قتل کیا مقنا طلیس کو مار کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر  
 ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا  
 آیا قلب بھرا یا کہا ساحل و سکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے  
 سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہو کہ بادشاہ پر سحر تا فیر نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت  
 کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہنے میخوار نے جھولی سے ایک چراغदान  
 نکالا اسے روشن کیا چار قبائے نکالیں انکو جلا یا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے  
 ایک بھونرا پیدا ہوا اگر دجراغदान کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہنا بھی، میخوار نے  
 قلم ہاتھ میں لیا اس کے لفظوں کو لکھنے لگی بعد مٹھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت  
 میں تھے اب اسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بارو پر تعویذ ہوا ایک درویش کامل نے  
 دیا ہوا اس سبب سے بادشاہ پر سحر تا فیر نہیں کرتا سرشار نے کہا ہوا لشکر تیار کر و مقابلہ بادشاہ  
 میں چلو میں تعویذ چھین لوں گی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر جیسے ہو  
 علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرہ آفاق بیچ میں تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکور جمع ہیں سرشار کنتی ہو زمین ہلا دوں گی چشم زدن میں بادشاہ کو مین پکڑ لاؤں گی  
 لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اترنے لگا دونوں بہنیں ابھی تخت پر بیٹھی ہیں کہ آسمان سے  
 ابر سیاہ نمایان ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر  
 بیٹھی ہیں تخت اڑا ہوا آتا ہی میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونوں ساحر کون ہیں  
 مگر چپ دیکھا کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آ کر پہاڑ پر اترتا مقناطیس نے دوڑ کر  
 میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضہ سلیمان سے نکل آئے بڑی بڑی  
 آمد و کوششیں ہو رہی ہیں مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی انکی تقدیر کے آگے کسی کی  
 تیر بیر نہیں چلتی ایسا قدرت نے انکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش میں نہ تھا ان دونوں  
 ساحروں نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہنچے یہی ہمارے سچائی کے نکل جاؤ اگر یہ ساحر  
 روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ کینگے ایک سحر میں انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اٹھ کھڑے  
 ہوئے جب تک انکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر  
 سے انکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا لشکر ہو کہ تم تک پہنچے تھے لشکر کیسا  
 تیار کیا ہو میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہیں گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا  
 ظاہر میں ہمارے برابر کوئی ساحر وہاں نہیں ہو نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی فریق ہیں  
 وہ ہمارا کیا کر سکتے ہیں ایک طرف سے میں سحر کروں گی ایک طرف سے تم آگ برساتا کہان نکل سینگے اس کھٹ سے  
 مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی ہو  
 خداوند سے بھاگ آئی ہو فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحروں کی کمر کھلوا دی کہا  
 پھر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ  
 بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونوں ساحروں میں سے کسی کو گانا بھی آتا ہو مقناطیس  
 نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہیں گائون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے  
 چٹکی لی کہ اے حتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا  
 گائین آکے بیٹھیں ایک گائون شوخ و شنگ دریا سے علم موسیقی کی ننگ تروپ کر بیچ میں آئی  
 اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

سب نے سرگوشیاں غیرون سے اشارہ کیے  
 رنگ و چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے  
 قول کے چھاؤں کی اللہ ری کا فرقہ خوشی  
 رو بہ صحت نہوا ایک مریض فرقت  
 پائون ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی  
 بوالہوس میں نہ کوئی عاشق صادق پایا  
 دل تو کیا جان بھی کی نذر تری امی شہ حسن  
 رند سے جتنے کہ اقرار ہوئے سب برکس

آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے  
 جتنے جو آنکھوں سے ہیں وہ تھارے دیکھے  
 پہنے سومر تہ سوار امارے دیکھے  
 ایسے بیمار سا گورکارے دیکھے  
 ہتھکھڑے تھے نہیں جان ہمارے دیکھے  
 چاہتے والے نہ دو چار ہمارے دیکھے  
 وصلے تو نے فقیر می میں ہمارے دیکھے  
 قول سے فعل خلافت آیکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہیں گانے کو انعام مل رہا ہو  
 فیروزہ کا قصد ہوا کہ میں اپنے مقام سے ہٹوں اپنے کو مخفی میخانے میں پہونچاؤں کہ آسمان کا  
 حراۃ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سید فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا  
 آتا ہمارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو امی میخوار و سرشار گرفتار کرلو  
 مقناطیس و مشکبار اٹھکر اس ساحر پر سحر کرنے لگیں کئی کنیزوں کے سرکٹ کے گرے  
 بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ بادشاہ اسلام ینم شاہ شاہان  
 فریدون چشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچ کر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار  
 ہو کر آیا ہی اسکا نام شہباز عقاب سوار و مقناطیس بادو نے کیسے کیسے سحر اس پر کیے لیکن اس نے  
 جب ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر اٹا پلٹا مقناطیس کو ملکہ ہائے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہت  
 لب پر چمڑ سکوت مقناطیس کا حال دیکھ کر گھڑی آواز دی امی شہریار مقناطیس کا خاتمہ  
 ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے اسکو گھیر لیا اب تھوڑی دیر میں جسم میں آگ لگ جائیگی  
 مثل یزیم خشاک کے جل کر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا دور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز  
 مشکبار کی سنی نہایت ملول ہوئے کنیزوں نے قصد کیا ہو کہ مشکبار کو گھیر لیں مشکبار جاؤ  
 اپنے مقام سے نہیں ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بیتاب  
 ہوئے تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا امی مقناطیس ہو شیار ہو شعلہ

سرکش گرد سے مقنا طلیس کے دھڑے تب بادشاہ نے اس بیتابی میں بازو سے تعویذ کھینچا  
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دانا ہوا شعلہ لہے آتش گرد سے مقنا طلیس کے ہٹے چھپکے  
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقنا طلیس کے مس کیا مقنا طلیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اگر  
شہر بار آپ نے عجب کارناما بیان کیا ورنہ کنیز کی جگہ خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا  
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی اور عقاب شہباز  
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا میں تجھ کو بچاؤنگا عمر بھر تیرا وجہ پاٹ کیا آج کا دن  
جانبا زمی کا ہو عقاب اپنے مقام سے اڑا مقنا طلیس نے فصد کیا ہو کہ تعویذ بادشاہ کے  
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کروں کہ میرے ہوش و دواس درست ہوں عفا جلاک  
وچست ہوں کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منہ سے دھواں چھوڑا وہ دھواں آنکھوں  
میں بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھیں ملنے لگے عقاب نے ایک پرت ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ  
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھایا لیکے اڑا سامنے شہباز  
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے جا ہا تعویذ اٹھاؤن مشکبار تڑپے  
گری جا ہا تعویذ اٹھاؤن کہ شہباز نے ہاتھ نیچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی  
ہو کر مٹی مقنا طلیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ باہگل ہوئے خاموش کھڑے میخوار و  
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مہبوت کھڑے ہیں اپنے مقام سے نہیں  
ہل سکتے مقنا طلیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوئے عقاب جو مر اندھیرا ہوا  
اندھیرے میں شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور جا ہا کہ مقنا طلیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقنا طلیس  
جا ہتی ہو کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقنا طلیس  
نیچے چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کہ کو تباہی سرا پر جو ہاتھ مارا مقنا طلیس کا بھی سر زخمی ہوا  
شہباز یہ کہہ کر اڑا کہ اگر میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہیں ہے میں یہ تھکے نایاب لے جاتا ہوں تم  
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کر داب بادشاہ بیکار ہیں یہ کہہ کر اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لچلا  
فورا ہٹاڑ سے بھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہے نیچے نیچے اُسی کے سائے میں فیروزہ بھی  
چھپتا ہوا جاتا ہے میان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا سے کوہ

اُنکی لڑائی میں جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہو گئے ہیں رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ اُڑ گیا جمال بھٹال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ زخمون میں جو چوڑھوم رہی تھیں فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر پہنچی کہ عجب مکڑ سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونوں کو زخمی کر گیا بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اس سختی پر بادشاہ کو بڑا گھنٹہ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد بڑتی میخوار و سرشار کہتی ہیں کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھتے ہیں کہ اسی مقرب خداوند تیری وجہ سے دولون جادوگر نیون کو گرفتار کیا اگر متناہ جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کوں یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ یہ جا کر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھتیامھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا سر تا سر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمہیں ہم سے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز تو بہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرٹ شہباز کے جاتی ہو فیروزہ بہ شکل مبدل ساتھ تھا شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو بلغ میں اپنے اُترا فیروزہ اس فکر میں ہو کہ میں اپنے کو کسی طرح سے باغ میں پہنچاؤں کوئی عیاری کر کے تعویذوں باغ سے الگ ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہو چھٹی ہوئی چاہتی ہو کہ باغ میں جاؤں فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آئی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا تو بہار کی فیروزہ نے قریب آ کے پوچھا کہ بدنام کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاتی ہو کہا ہے کی جلدی ہو مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہو کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ میں چلنا ہم بخوبی ملاقات کر دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہو کہ شہباز نے اس ساحر کو بیان مقرر کیا ہو کہ بیٹھی کہ تو بہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہوں میخوار و سرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنساکہابی تو بہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہو ابھی ایک طائر مجھ سے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو میں اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا بائیں کرتے کرتے فیروزہ نے حجاب مارا کہ بیہوش ہو کے نو بہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر بیٹھی بیہوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈال دیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگا یا نو بہار کی صورت بن کر طرف باغ کے چلا راہ میں چند ملازمان شہباز سے اُنھوں نے پوچھا بی نو بہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں اُن ساحروں نے جواب دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جا کر عرض کرو کہ وہ سمن آرا سے ایک کنہز نامہ لیکھائی ہو ساحروں نے جا کے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحروں سے کہا میں ایسا تحفہ نایاب لایا ہوں کہ جبکا مثل نہیں بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلا لوجب ساحروں نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نو بہار چلو تمھیں شاہباز بلاتے ہیں فیروزہ کے بیہوش تو اُسکے مگر مجبور و ناچار ساحروں کے ہمراہ جلا باغ میں آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر خنجر منقاروں میں دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُن طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب میں بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکارا اٹھا۔

ٹوٹے ہی بڑے ہیں یوسف پر خیر دار اندون  
نا تو ان سے نا تو ان سے جو چشم بیمار اندون  
بیٹے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندون  
زلزلے میں رہتی ہو زندان کی دیوار اندون  
ہو رگ جان سے زیادہ محکوم زنا ر اندون  
خواب میں لاتے میں اُسکو بخت بیار اندون  
ہیں کسی کا کل کے پھنرے میں گرفتار اندون  
بید کی لکڑی سے ہو بیدار تلوار اندون

ہو گیا ہی حسن کا پھرتیہ بازار اندون  
سر نہ ہوتا ہی نگاہ یار بر بار اندون +  
پھرتیہ فرقت نے کردی ہو مری حالت ہی  
او پر ہی ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہیں سر  
صورتِ ناقوس دم بھرتا ہوں اک کافر کا مین  
عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہوں شکل  
پڑ گیا ہو بیچ ہم پر حال دل کس سے کہیں  
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیاروں کو رند

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ بھرا گیا دل میں کہتا ہوں فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہے اب کیا کر دن کبھی جاہتا ہے بھاگن فیروزہ

دیکھتے ہی شہباز نے کہا اے نو بہار ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے تھے ہمکو پانی بلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس میں پانی بھر اگر فیروزہ کے ہوش اُٹھے ہوئے ہیں ناچار ہو کر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ میں لیا کچھ ہونٹے پانی شعلہ نگر اُٹ گیا جیسے ہی پانی اُٹ گیا شہباز نے لکڑا اوزاعیار مجھے تیرا ٹھکانا ہے میں جانتا تھا کہ تو پہاڑ سے غائب ہوا ہو مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر میں نہ ہوگا۔ حرم جیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلہ آتش مٹھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و ... صراحی کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبوں نے کہا حضور اس عیار ... رہا ہوتا۔ شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھے ساحروں ... پہاڑ کی نیر آتی ہو جب ہی مجھکو برگمائی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہو نو بہار کو بتاؤ۔ ... فیروزہ نے کہا درہ کوہ میں پڑی ہو ساحر جا کر نو بہار کو اسے شہباز نے ... ہو شہباز کیا شہباز نے پوچھا اے نو بہار نامہ کہاں ہو نو بہار گھر گئی ... کبھی جھولی میں دیکھتی ہو آخر ناچار ہو کر کہا حضور نہیں معلوم نامہ کیا ہے ... نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے سب حال بیان کیا اب نو بہار نے ... و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا میں بھی چلتا ہوں مجھے عیار کا نکل جانا ... تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کریں یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کے قید کر کے ساتھ لیا نو بہار کو بھی تخت پر بٹھالیا تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے ... بیان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان غوثی کی تیاری کی ہو سر ہزار فوج ... ہوئی کھڑی ہو بادشاہ و مقناطیس و مشکبار کو زیر تیغ بٹھایا ہو مگر انتظار کہ ... ہیں کہ نو بہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نو بہار بھی تخت پر سوار ہو شہباز آگے اُترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن میں نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تنہا فوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چاروں گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہیں شہباز نے کہا اے میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا





مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے ہمدرد  
بیقرار ہوں کہ لشکر میں جھک سناٹا معلوم ہوتا ہو تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھ کر کلیجہ بھیت رہا ہو  
آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب میں آئے عرض کی  
کیون قلمہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیوں اپنے سے جدا کیا وہ تو ایک دغا گو ہو پھر جو میں نے  
ایک جانب دیکھا ہزار ہا ساحر جمع ہیں نوبت نقارے بجارہے ہیں اور سحرین قباد کو زیر تیغ  
دیکھا قتل کیا جاتے ہیں تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہو دل گھبراتا ہی آنکھیں  
اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہیں کہ کیونکر دیکھوں اُس کو لا کر تخت پر بٹھائوں خواجہ نے کہا ادر  
شہر بار قباد کو صرف تخت نشینی کا لال ہو یہ خواب و خیال ہو عرض صاحبقران سوار ہو  
اسباب صید و فکار ہمراہ لیکر صحرائیں آئے جنگل میں نماز پڑھی باز دارون کو حکم دیا باز ہری  
چھوٹے طیل باز گشت پر عوب پڑی نظم

جو درنا لیدن آمد طبلک باز	اور آمد مرغ صید انگن پریا	ارما شد بر ہوا باز سبکاف
جہان شد خالی از کباب و کوثر	طاہران ہوائی شکار ہوئے	لے پردن چڑھے تاک امیر حمزہ

صاحبقران نے شکار طاہران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ اب تک کسی آہو کا سامنا نہیں ہوا  
خواجہ نے کہا ہر کارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے  
ہوئے آئے عرض کی اہو شہر بار یہمان سے تین کوس بردھاؤن کا کھیت ہو کئی سو آہو لوہان  
جرا کر رہے ہیں صاحبقران نے سواروں کو اشارہ کیا گھوڑے روڑائے آہوان وحشی  
جو صاسم مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سواروں نے اُن پر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے  
سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پھر بھر کابل صاحبقران  
نے جستجو کی مگر آہو کر چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہو ہیر جاتے ہیں اسکو نیزے سے شکار کرنا  
آہو جست کر جاتا ہو ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے جیرا کہ آہو گرا امیر نے  
جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے دوڑتے تو قریب اپنے سواے خواجہ  
کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو پیکر ایک نخل کے سائے میں آئے زین پوش بچھا کے زرخل بیٹھے  
خواجہ چنگر لکڑیاں لائے چمک پتھری سے آگ لکالی کباب تیار کر کے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اٹوسی دیکھا علمہاے زرگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے  
نقا بدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہو باز سفید سر پر سایہ فلک عیار طرار رکاب پر ہاتھ  
رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار حجاز نقا بدار کی پشت پر ہیں امیر کو جو ز پر نخل دیکھا گھوڑے سے  
کو دو پڑا کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گزریو نگر ہوا امیر نے فرمایا براے شکار  
آیا تھا یہاں آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہ گئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں  
یہ سن کر فوراً نقا بدر نے بارگاہ زر بختی استاؤ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لایا جامے  
اور غوانی چھلکنے لگا نقا بدار نے ایک گائے کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر جو کچھ دین کا ہوش ہو رہا  
شال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر میں  
وہی پیدا کرے گا دل میں بھی عشق حقیقی کو  
فلک اسباب دنیا مجھے کیا ہاتھ آئیگا  
جو اعلیٰ بین مقام اسکا ہوا سفل غیر ممکن ہو  
وہی خواہش ہو دنیا کی وہی غفلت ہو عقلی  
بڑے میں کچھ مرقاہ میں کفن پہنے ہوئے غفل  
قید و لدا سے دعویٰ جو اسکو کشی کا ہو  
کیا ہو خود پسند آئینے نے سارے حسین کو  
دعا ہر دم ہو اسی زلف سیاہ یا رخاں سے  
میں وہ آتش نفس بلبلی ہوں سن لینا تھا کچھ  
لو تو بی چکا کہ عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھے  
وہ راحت پائی ہو کچھ سعد میں خود میں حیران ہوں  
سوا ہوں داغ کھارے عشق میں لالہ غلام کے  
خدا چاہے تو رنار بجی در مقصود ہاتھ آئے

بھلا یاد وہ جان کو تو تے ساتی ایک سا  
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بڑے  
بنایا جسے گوہر کو صدف میں لعل بھر میں  
نہیں ہی بھیک کا بھی ٹھیکہ اور پیش کے گھر  
بھڑکنے طور کی آتش دیکھی تینے محمد میں  
نہیں کہتے میں تیک فرق بد میں اور بہتر میں  
جو بچو لے بھی سمانے تھے نہ کنجاں و شجر میں  
کوئی نکلی ہو شاخ تازہ کیا نخل سنو بزم  
بڑا عیب نکلا صنعت رست سکندر میں  
رہے دم جب تلک دم میں تر اسودا رہے تر  
لگا دی گاگ ناہوں نے مرے صیاد کے گھر میں  
نہیں جبر استخوان پوست باقی جسم لاغر میں  
کنار گو رہیں سوتا ہوں یا غرض مادر میں  
برادر دلیپا جانیگا بھولن کی چادر میں  
تو گل کر کے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر میں

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو نقا بدار زرین پوش اپنی جرات کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہیں

کہ ہر مرتبہ فقیرہ چشمی لشکر کشی کر کے ملکہ آسمان پر آتا ہو میرے بھی ہر کارے مجھ کو خبر ہو بچائے مین جا کے اُسکو شکست دیتا ہوں وہ بھاگ کر پردہ تاریک جلا جاتا ہو ورنہ آپ کے حقیر نے کل سرکشان پردہ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیر زادے خروج کر کے آئے ہیں جابا کہ کسی طرح گلستان مارم پر قبضہ کریں آپ کے حقیر نے راہ مین اُنکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریف مین کر رہے مین کہ سامنے سے عیار نقابدار رو تا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیوں اُدھار عیار کیوں کھلایا ہوا ہو عرض کی اسی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ مین نے اُسپر سے چڑھ کر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے مین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے مین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے مین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے مین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہو یہ سنئے ہی اول صاحبقران دھج سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فراکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے نشان بتاتا ہوا لہجہ راہ کوہ طوکری کے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فلک اُڑا ہوا جلا آتا ہو سوخت صاحبقران نہان سامنے ہوئے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار سے کہ رہا ہو کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلا دے چاہا شیفہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہر مار قتل ہوا چاہتے مین وہ مین سے اپنے نام کا لغرہ کیا۔ لغرہ امیر حمزہ صاحبقران تعینف مصنف

منہم قاتل لشکر کاوندان	پیشیم نگوں شد سرکاران	منہم اختر برج عز و جلال
منہم ماہتاب سپہر کمال	سمندون ز پیشیم قرار می شد	زمن دیو عفریت عاری شد
ہمد قاف از کفر شریک و صفا	سلیمان کو چاک لقب شد مرقا	ہمد شہر باردار اسلام شد
کہ صاحبقران در جان نام شد	لغرہ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہو تمام کافر تھر گئے	جلا د کا نیتا ہوا پیچھے مٹا امیر نے خطا کار کو حیر مارا کہ سینے کو جلا د کے توڑ کر پار گندہ نقابدار بھی
	لغرہ کر کے گویا ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملا زمان نقابدار جبری دہا در و صفت شکن	تبغیر تلوار مین کھینچ کر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ مارے آتش بازی مارے جنگ
	ہوئے مکی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہادیکھو مین وقت پر امیر حمزہ	

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤں میرے پاس وہ تعویذ موجود ہو بھر ہر مقام پر گرفتار کر لوں گا اگر تعویذ سعدیے پایا بھر اسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار لے لکھا گا دی شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لیں گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز پر اسپر سوار ہوا اسکو اڑایا قصد جنگ کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر باز سفید جو سر پہ نقابدار کے سایہ فلک ہی آئے آگے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہو نکل جاؤں باز سفید نے سامنے آگے شعلہ ہلے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ رکھتا کہ آتش شعلہ ہلے آتش سرد راہ ہوتے ہیں عقاب شعلہ ہلے آتش سے نہیں نکل سکتا صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوئے قریب بادشاہ اسلام کے پہنچے فرمایا اور نظر اٹھو یہ کیسے جھکنا کٹا کاٹین سعدیے قید کو توڑ کر بھینکا لڑتے ہوئے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھ کر عمر و نے رمل کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا نقابدار پہنچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونوں لڑنے لگیں میخوار و سرشار دیکھ رہی ہیں کہ نقابدار زمین پر خوش و صاحبقران نامدار بر سحر تاثیر نہیں کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز میں سن ہی نہیں بڑے بڑے افسروں کے مرنے کی صدائیں آرہی ہیں یہاں شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید جھکو نہیں ڈرھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتھ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا جا لیا شہباز کو نکال لیا جاؤں باز سفید نے بڑھ کر منقار مار دی کہ عقاب کا سر جھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکز زمین پر گر کر اب جا لیا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤں باز سفید نے آگے پرار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہو گئی ہلکا گیا ہی چاہتا ہو تعویذ کو بیکر کھادیں مگر باز سفید نہیں جانے دیتا اسقدر پرار سے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہو گیا امیر کی نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہو منقار اور پر مار رہا ہو صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گر مقناطیس کہ اس راہ سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہنچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہباز کے بازو پر جا کے باندھا سعد شہباز با ساحرون مین گھس پڑے جکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا  
صاحبقران کا مڑکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقا کے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے  
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے  
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے لغزہ کیا لغزہ کرتے ہی آپڑے فرمایا ابوجیا  
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزار ہا شعلہ ہائے آتش تھے بادشاہ  
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہائے آتش بے جلا دین اشقر کے پاؤں دین پر نہ  
جنت تھے یہ چین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے  
کیا شعلہ آتش بھڑکے سبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ  
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھادیا نیتہ مقام دست زبردست بادشاہ  
اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہو اپنے کو  
اس نے فوراً زمین پر گر دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً بچا نہ پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر  
نکل جائن بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے جا ہا کمر میں بچہ دیکر لے اڑوں شاہ نے ننگر مارا کہ  
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب ننگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام  
نے موئے سر اس خود سر کے تمام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جبر گردن سے اٹوکیا لاشہ  
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام میں میخوار جادو بود  
اب سرشار تے جوابی بہن کے مرنے کی آواز سنیں بڑھ کر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا دین میں  
پڑا ہو سر مثل کا سنہ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہو اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہو ۔ بیت  
کا سنہ چینی پر اسے منعم نہ کرنا غور ہو بہن نے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر مغفور کو بہ مصنف  
عرض کرتا ہو یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ کیئے کہاں کہاں تک	بزار ہو گئی ہو جسم حزن سے جان تک
رکھ کر لحد میں مردہ کوئی بے پاس ٹھہرا	فولیں عویر سارے بس ساتھ تھے یہاں تک
سرشار جادو حال بربطال ہمشیرہ دیکھ کر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ وقت بربادی کو وہ	
سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہیں جگہ سحر	

باز سفید سایہ افکن ہو منقار سے صدر ہا کو مارا جس پر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نفت ایداری کی  
 ہیبت سے ہوش ساحرون کے اڑے ہوئے ہیں جبر سحر کے خفا کرتے ہیں جلا جلا کر بھاگتے  
 میں گوشہ ترکش میں چھپتے ہیں کمانوں کی کمر چھکی ہو گرز کے منہ پر دم ہو خنجر بیدم ہو ہم لوگ  
 ساحر ہیں سوائے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانیں سارا لشکر تباہی میں پڑا ہی بارہا  
 سے بھاگتا پھرتا ہو اب مجھے کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا تدبیر کروں مقتدا طلسم جادو نے آگ  
 بر سادی مشکبار جادو نے دریا سے سحر بنایا سیکڑوں کو بانی میں ٹھنڈا کیا صا حقران  
 کے ہاتھ میں وہ تلوار علم ہو کجسیر پڑے اسکے دو ٹکڑے کر دے تیغوں دیر اس طرح لشکر کو  
 قتل کر رہے ہیں کہ آواز الامان الامان بلند ہو کنیزوں نے جواب دیا واری ان لوگوں پر سحر  
 نہیں تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگوں کیا باز سفید  
 خاستان کفر کو مٹا رہا ہو نقابدار شیرانہ نظر رہا ہو ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ میں  
 مصروف ہیں فرار ہے ہیں کہ اسی مقتدا طلسم کچھ کہہ دو کوشش کرو کہ تباہ سرشار ہو بخون  
 سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقتدا طلسم مشکبار داہنے بائیں سحر کرتی چلی آتی ہیں  
 ایک نے آگ بر سائی ایک نے دریا سے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہیں  
 دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سرشار  
 نے آتش سحر کو بجھا دیا دریا سے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں  
 سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھا کہ آواز دی کہ ہاں اویارو یہی وقت جاننازی ہو گھیر کر  
 بادشاہ اسلام کو مارلو دیکھو کیا انقلاب ہو ابھی ٹھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے میں تھے  
 تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کر دین صا حقران زمان و نقابدار زرین پوش نے  
 آگے بجا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپڑ ہیں یہ انقلاب زمانہ ہو جرأت و ہمت میں پیش کیا  
 ہو ہمیشہ صاحبہ تو خدمت بابرکت میں سامری و جمشید کی پہونچیں بہشت عبرت مرشت میں  
 سیر کر رہتی ہوئی ایسے میں بادشاہ کو گھیر کر مارلو دیکھو لڑتے ہوئے آتے ہیں اب بھی تم لوگ  
 اتنے زیادہ ہو اسی جہر اساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز  
 سرشار کی سکر سحر کرتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آتے ہیں یہ یکے تاز میدان جلات پیر مشیت



جرات و ہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سوا افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے  
 واصل جہنم ہوئے اب ساحرون کے وصلے کم ہوئے جب ہر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر  
 بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرازہ و جنگاں لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست محو سحر  
 و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی لٹکار کر آواز دی کہ اے سعد  
 بن قباد تمہیں قضا گیر کر لائی ہو یہ مقام کوہ سمن آراہی بڑے بڑے شاہان جلیل بیان  
 آکے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صد ہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر  
 آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں مکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر جب ساعت اور زندگی تمہاری  
 باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہلے نیچے ہلائی کر سے کھینچا نیچے چمکایا ہزار ہا  
 شعلہ آتش اس نیچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلہ نابود ہوئے کئی مرتبہ سرشار  
 نے نیچے چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہنچے سرشار اس قدر  
 خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ برون پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں کچھ بہن کے  
 قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی بائین سو چکر قریب آئی خبر داد خبر  
 کہلے ایک ہاتھ نیچے کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام آگے کر دیا در نیچے کا تیغہ مقام پر روکا سرشار  
 نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکلی جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب  
 پہنچ گئے تھے سر کو بتا کر کہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے ابھی  
 ایک درہ کوہ میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو  
 بادشاہ اسلام بے شمار کین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برپا  
 ہوئی ہزار ہا نخل جل گیا طائر کباب ہو کر درختوں سے گرے زارع و زرغن بعد رنج و محنت  
 سر پیٹ رہے ہیں ایک زارع سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نطسٹم

بیدرد تجھ کو کیا جو مرے دل میں درد ہو  
 جب سے شریک ریگ روان ابھی گرد ہو  
 صاحب کو کیا غلام کا گھر رنگ زد ہو  
 بہن اشک گرم گاہ و گئے آہ سرد ہو

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہو  
 دم بھر نہیں قراں سدا رہ نور دہو  
 منھری لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤں سرخ  
 کیا اختلاف آب و ہوا ہو زمانے میں

اگلی سی گر میان نہیں حسن و جمال کی  
ہر ذرہ شکل حسد و خشان ہو خاک کا  
غصہ عبت ہو جنگ کو موقوف کیجیے  
مر کر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہوں  
لتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو  
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں  
آزار کیا ہوا تمہیں اے رند عشق مین

کھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہو  
یار ب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہو  
ہو یہ شب وصال کہ روزِ نبرد ہو  
توسن سے آگے چار قدم سیر ی گرد ہو  
برسوں گذر گئے یہ نہیں صحرانور دہو  
نادان خوار نفس کشی کر جو مرد ہو  
آنکھوں مین اشکِ سرخ پہاؤ رنگ دہو

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھ کر ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے  
عین وقت پر آئے شریک جنگ ہوئے اسوقت آگے ہو پہنچے کہ ساحر چار دربار ہے مین  
مقنا طیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہو دس ہزار مطیع اسلام ہوئے  
نقا بدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فوج ہو گئی ساحرون نے حلقہ اطاعت گوش مین  
ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل جلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے بیچ الم  
عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محبوب ہو گئے امیر حمزہ صاحبقران  
نے خیال کیا کہ نقا بدار بیچ کہتا ہو پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محفل کلام نہیں ہو  
فورا ہمارا نقا بدار طرٹ صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے  
ملاقات کروں مگر دیکھا نقا بدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے  
بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استاد کرائی مقنا طیس اور مشکبار کو ساتھ لیکر  
داخل بارگاہ ہوئے مصاحبان شاہی نے جلسہ عیس و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے  
کھا بیان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشنیان خراب و کباب کی محفل مین آئین راگ رنگ  
شب بھر بزم صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل پٹے بڑے جمیلین بانی سے  
بھری ہوئیں طائران زمزمہ سر جھکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا  
نوبت نقارے بچ رہے ہیں دو کاٹھن آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ امیر ایک سرباز  
سنگ کا بنا ہو اس زیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو ہزار ہا مرد مند شور و ش

سچا رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا لیٹ کر نہیں آیا میرا  
ہوں میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو لیٹ کر  
دیکھا حقیقت میں بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو وہڑ کر بھائی سے لیٹ گیا کوئی اس طرح کا راز  
یا خداوند میں ضعیف ہوا روج بھی ضعیف ہو کچا س برس ہوے کہ کوئی جو ہے کچھ بھی نہیں بیا  
ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی روج کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہو  
لیٹ کر اُسے اپنی روج کو دیکھا کہ پیٹ بچلائے کھڑی ہو کہ رہی ہو صاحب دعائے مانگو ایسا نہ  
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ کچھ پیٹ میں پھر رہا ہو مجھ کو تو پورے دن ہیں یہ معرکہ جو  
حاضر میں جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح کی  
مراد میں مل رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا اسی مقناطیس دیکھو  
یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھ کر کہا اسی شہر بار کوہ سمن آنا پردہ  
کوہ مقناطیس کا تھا دونوں بہنیں آج قتل ہوئیں پردہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ایرج  
و نور الدہر بھی قیدی ہیں اب جیسا کہ اقدس میں آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو  
کتاب ہو میں فوراً اپنے کو پہونچاتا ہوں انشاء اللہ یہ عنایت پروردگار ایرج و نور الدہر  
کو رہا کروں شیروں نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر  
لیکھ آئیں میں غرق زمین ہو کر پہونچتی ہوں ان شیروں کو قبضہ میں کر لوں گی چار زنگین کہ ان  
جو انوں پر نگہبان ہیں انکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب انکو کوئی رہا کرنے آئے اور انکے  
عویڑوں کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے انکے لاشے  
اٹھا کے لیجاے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونوں جوان ہوش میں نہیں ہیں ہی زنگین  
صبح کو صورت دیکھا کہ دکھائی دیتی ہیں دونوں جوان آٹھ پہر خیال میں ان معشوقان پرچہ  
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ان معشوقوں کو دیکھیں بعد آٹھ پہر کے پھر  
صورت دکھائی ہیں دونوں جوانوں کو دیوانہ بناتی ہیں ہمیشہ اسی رنگ میں گذر چکے پہلے  
کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لڑتے ہوئے پہونچیں مگر براے خدا  
بالائے کوہ جلسے گا اس تصویر میں خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہ ہو کوئی سحر یا کرے

کہ لغویہ قبضے سے نکل جاے مقناطیس نے بھولی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر کرب پر  
سوار ہوئے مشکبار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سانے سعد کے ہوجو  
مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر ثبت پر سیاہان پر  
ایرج و نور الہ ہر قصر عشرت میں بیٹھے ہوئے زنجیر بن ہمار ہے ہیں کبھی یکار تے ہیں نظم

کو بگو غنیر فردوس کی بو آتی ہے  
حسرت ساغر صہبہ و سبوا آتی ہے  
دم اکھڑ جاتا ہوا سبکی جو کھجوا آتی ہے  
نہ نماز آتی نہ ترمیم وضو آتی ہے  
ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہے  
پہلے یار آتا ہوا موت کو تو آتی ہے  
موج موبادہ کشوتا بہ گلو آتی ہے  
سیکڑ دن کوس سے معشوق کی بولی ہے  
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے  
یاد اوس کا فرید کیش کی فو آتی ہے

جب صبا زلف کو اس دھول چھو آتی ہو  
ساقیا جھوم کے بدلی ہو کبھی آتی ہے  
یاد کرنا بھی ترا موت ہو عاشق کے لیے  
زند مشرب ہوں نقطہ نام خدا جیتا ہوں  
غنقریب آئے ہیں ایام وصال اپنے بھی  
نقطہ دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھیں  
فیض ساقی سے ہو سٹھانے میں جان خیرا  
شاہد القول ہمارا ہو دماغ یعقوب  
تیغ ابرو سے میں کس مست کی مجروح ہوا  
دیکھ کر سنگدلی بست کی برہمن سے رند

دونوں جوان مہوت بیٹھے ہیں چاروں رنگین کھڑی ہنس رہی ہیں دین دونوں کو ڈرا رہی  
ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمھاری تنکو پیغام دیا ہو اور اپنی صحبت میں بلایا ہے وہ دونوں  
ہنستے ہوئے اپنے مقام سے اٹھتے کہتے ہوئے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق  
پر پھرہ نے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلین گئے بلکوں سے جاروب کشی کریں گے اگر صحبت  
میں پہونچ جائیں آنکھیں بچھائیں صحبت میں جلسہ ہوگا نمون کو بلا میں معشوق کی تقریف  
میں اشعار عاشقانہ گو امیں شاید معشوق مجھے رضا مند ہو مگر معشوق خود پسند ہو ہم  
اسکی صورت کے مشتاق ہیں حال در دل کہنے کے اشتیاق ہیں رنگین یہ کیسے چاہیں  
سانے سے ہتھائیں کہ زمین شوق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کجختہ کہاں جاتی ہو دونوں  
کو دیوانہ بنا کے قصد ہو کہ بھاگ جاؤ یہ سیجاہ سے زندان صحبت میں سرنگار میں ان شہزادوں

کو جڑی تکلفین پہنچا دیں چاروں رنگین پٹ پٹ بڑی یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقنا طلیس کو  
 قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فراتے تھے کہ مقنا طلیس نے کوہ سمن آرا بر باد کیا  
 سرحد کا پردہ کھل گیا کہ وہ مقنا طلیس اب پردہ میں نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور  
 قصر عشرت میں آئیگی خبردار بوٹیاں فوج کے پھینک دینا چاہئے اس کے واسطے طبقہ جہنم بنجیم  
 طلق فرمایا جو اسی میں اسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقہ جہنم بنجیم کے شتاق ہیں جلا جلا کے  
 اسکو خاک کریں گے ہم تیرے دوست شتاق ہیں ایرج و نورالد ہر مقنا طلیس کی طرف کہتے ہوئے  
 چلے آری تو کون ہو کہ ہماری معشوقہ کی پیغام پر کو کلمات سخت کہتی ہو مقنا طلیس نے سحر کیا  
 کہ ایرج و نورالد ہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ کر رنگین اپنے مقام سے بڑھ کر  
 رنگین چاہتی ہیں مقنا طلیس کو پکڑ لیں مقنا طلیس نے ایک کوٹھانچہ مارا لڑکھڑاکے وہ  
 گری زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکے دیدیا ایک کو  
 لات ماری چاروں زمین میں گرین ایرج و نورالد ہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے پتھرین  
 بلا رہے ہیں چاہتے ہیں مقنا طلیس پر قبضہ کریں مگر سحر مقنا طلیس پانچوں نہیں چھوڑتا اور  
 یہ دو وزن مقنا طلیس کو کلمات سخت کہ رہے ہیں کہ اری تو کون ہو معشوق کی خراب ہم کیونکر  
 پانچے مقنا طلیس اب ایرج و نورالد ہر کا سحر آزار ہی ہو جب ہاتھ ہلا بھی طوق کٹ کے  
 گرا بھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گرین مگر مقنا طلیس دیکھتی ہو کہ جوش اور خروش  
 ایرج و نورالد ہر کا بڑھتا جاتا ہو سمجھی کہ شاید ان رنگینوں کا سحر ہو ایک کو بڑھکرتی مارا  
 سرسکا کٹ کے اگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالد ہر کا بڑھا بے قرار ہو کر جلائے لگے  
 پکارے کہ اونا زمین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے  
 آگاہ نہیں کہ ہمیں فراق میں کیا گذرتی ہو کالی راتیں بھر کی بہت ستائی ہیں تڑپ تڑپ کے سیر  
 ہوتی ہو کیا کہیں جو ہماری کیفیت ہو ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہو۔ غم

تکئے تکئے راہ قبری مرچے

اب چلے تلوار یا خنجر چلے

ایسے جادو گر پہ کیا منتہر چلے

زبست کے دن اپنے پرے کر چلے

ابرو و خراگان کی آفت چھٹ چلے

سحر جھوٹے جھکے آگے ساری

نفش پائے رفتگان ہو کیا نمود آگے آگے ہم تھے راغشق میں دیکھے منزل پہ پہونچیں کب تلک اب تو دیوانے ہوئے تیرے پری خاک اڑاتے سر پہ شیل گرد باد حیف ہو کی زندگی گانی لئے دغا میرے اشکوں کا غضب طوفان ہو کر عمل اسے رند قول دروہر	سر کے بھل اس کو جے میں اکثر چلے بیچھے پیچھے خضر بنغیبہ چلے شام سر پر آگئی دن بھر چلے شوق سے کنکر چلے پتھر چلے یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے آنے آنے موت کے ہم مر چلے تاؤ لیکر نوح بنغیبہ چلے جب تلک بس چل کے ساغر چلے
--	---

عجب جوش و خروش میں دونوں جوان ہیں قید سے رہا ہوتے جلتے ہیں مگر انتہا سے زیادہ  
گھبراتے ہیں چاہتے ہیں سراپنا دے مارین بکارتے ہیں کہ اونا زمین تلوار بہکودے رہیں  
ہم کا مین نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائیں بار سر سے اترے حملت بائیں مقناطیس  
نے سحر کیا کہ دو جوان زندگی پیدا ہوئے ان دونوں رنگیوں نے تینوں رنگوں کو قتل کیا  
لیکن انکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بقرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کریں  
مقناطیس کو گالیان دے رہے ہیں کہتے ہیں اویسیا ہمارے بیجا مہرون کو تو نے  
قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں  
ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہو  
تجھ پر آسمان سے بجلی گرے وہ دونوں غلامان زندگی رنگیوں کو قتل کر کے قریب ایرج  
و نورالدین ہر کے آئے مقناطیس کہتی ہیں ان دونوں کو بیرون قصر لیچلو رنگیوں نے  
دونوں جوانوں کے ہاتھ تھامے کہا دیو شیر و باہر چلو کہ متھارا جوش و خروش کم ہو مقناطیس  
دریا سے خون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالائے کوہ سب کی مرادین  
دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ حمار رہا ہو تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہو  
مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے گھڑا ہو اول تصویر سے ایک حدائے ہیتناک  
آئی اُس کے بعد صدای او مقناطیس تاجدار تجھ کو کہ اپنے گھر کی بھی خبر ہو مقناطیس جاو



قید خانے میں پہنچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا چاروں رنگنوں کو مارا لیکن خوش و  
خروش ایرج و نور الدہر کا کم نہیں ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کے وہ جا کے  
مقنا طلیس کو گھیر لے ایرج و نور الدہر کو قید کر کے اسی گیسو دراز کی چار نوڈیاں قتل ہوئیں  
سیاہ رو حلقہ ہائے زلف میں باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقنا طلیس سزا پائیگی طبقہ جہنم میں  
پھینک دیا فشتگان جہنم گز رہے آتشیں لگائے خاک کے چلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہائے شدت  
انکو پہنچائینگے مقنا طلیس تاجدار یہ حکم شکر بھیجے ہٹا آواز دی اسی سیاہ رو جلد حاضر ہو درو کو  
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ بھیج و تاب کھانا ہوا دھوان بلند ہوا یکا یک دناٹا ہوا  
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہیں کہ پاؤں سے  
پنچے لنگ رہے ہیں ایک اثر در برسواں ہوا اثر دلمٹھ سے قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا پشت پر ساٹھ شریر ہزار  
نازنیناں مدح بین و مدح بینان مہر تمکین آپس میں ہنستی ہوئیں دل لگیان کرتی ہوئیں ایک کو ایک  
کلمات سخت کہتی ہوئیں اچھلتی کودتی ہمارا ساحر اثر در سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز  
دی اسی مقنا طلیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقنا طلیس تاجدار نے بڑھ کر کہا اسی سیاہ رو کے  
گیسو دراز جلا بنے کو قریب قصر عشرت کے پہنچا مقنا طلیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو  
برائے رہائی ایرج و نور الدہر آئی ہو چاہتی ہو رہا کر کے ایرج و نور الدہر کو لیجائے یہ سنکر  
سیاہ رونے لگا مقنا طلیس کی کیا حقیقت ہو یہ ایک حلقہ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند  
کے واسطے کافی ہو تو رسل کی حقیقت ہو اسپر تو میرا حق استادی ہو ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ میں نے  
اسکو چند سحر سکھائے میں نے سحرین اسکو طاق کیا ان شعبہ دن میں مشاق کیا وہ مجھے کیا تقاضا  
کر لگی یہ کھلے بارہ چودہ ہزار جادو گر خون کو ساتھ لیکر چلی یہاں مقنا طلیس جادو لڑ رہی ہو  
دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگین بیٹی ہیں نیچے کھینچ کر لے لگیں کسی کو مقنا طلیس  
جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کیونکہ نیچے مار دیا چالیس رنگین ماسکروالدین مگر حیران ہے کہ  
ایرج و نور الدہر کے سحر میں ہیں میں نے تو اتنی جادو گر نیاں قتل کیں مگر انکا جوش  
خودش نہیں کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھیں ابلی ہوئی پکار رہی ہو کہ اسی بہادر و ہوش میں تو ایرج  
اور نور الدہر جا ب دیتے ہیں کہ اونا زمین تو نے ہمو کر کے باہر نکالا اب جو مشقہ آئیگی





شود ظاہر چنانکہ انقلاب عالم فانی  
چو بہر چہرہ روز است این خزانہ زیر تحلیط  
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست بخت  
درین دنیا ہر آنست خدا خود حافظ باشد  
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و صبح ہندی

نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی زان حافظ  
مکن بہر گنجیانی معتر را سبان حافظ  
ہر آن مالی کہ بود بودی بر آن در ہر زمان  
اگر باشی بصدق دل بے خلق جہان حافظ  
بہ ذکر حضرت باری دولت ذا کر زبان حافظ

مقنا طلیس نے جو سقراط ہو کر عالی تیر دعا بہت مراد پر ہو نچا باب احباب سے واپس پہلو سے  
نفرہ شیر کی آواز آئی کہ یا شیخ کاغزان بیا و او تا بکاران پر و غاہر کہ داند و اندہ ہر کہ داند  
بداند۔ نفرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون ششم بہار گلستان کا دوس و جم و فرزند  
دلبند قبا و شہر یار غیرہ صاحبقران عالی وقار تیغہ تمام دست حق پرست میں بارہ ہزار  
جوان پشت پر ساحر و چندین باقی سب غیر ساحر و دور سے بادشاہ نے حال پر ملل مقنا طلیس  
دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والوں نے خطانہ کی تیر اندازی شروع  
کی مقنا طلیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد  
کو دیکھا جمال بے مثال دیکھ کر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی او جان جہان و او آرام دل  
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقنا طلیس جاوہر برائے ہوا اسکو کیا لیاقت ہو  
اگر میں جبری شریک ہو جاؤں تا بہ فلک چارم ہو نچاؤں دیکھ مقنا طلیس کو ایک حلقہ زلف  
میں گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہو جنگی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش میں مستغرق کے  
میں عمر بھر یوں ہی دیوانہ رہیں سے ہر اے طرح کی آفت حسین کے آہرے پاس چلا آئیں تجھے  
بدول و مدد کرنی ہوں کہ تیرے کسی اعوان کا کرم میں غرق نہ آجنگا مقام نوح طلسم بناؤں سورج  
طلسمی تنجو دلاؤں آخر فتح طلسم سے تم لوگوں کی کیا مراد ہو ایرج و نور الدین ہر کو لیا و لیکن  
یہ جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر تیرے موقوف کر دوں ورنہ لیجانا انکا بیکار ہو یہ کیسے ہاتھ بچایا  
اور یہ کہتی ہوئی طرحی کہ او یار دل نواز درگاہ سے قویمیرے آگے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو  
دل کو قوت حاصل ہو کیونکہ اپنی جان کو تباہ کرتا ہو شاہ سعد بھی کھوٹے کو اپنے چمکا کر  
آگے بڑھے فرماتے ہوئے اد لکاتہ اپنی صورت بخش تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہو گا چینی میں

پیشاب کر کے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کو لاہو یا کٹا کہون یا اٹا تو کس سے مثال دین  
 سحر نے جو یہ کہا سیاہ رو سے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا  
 فقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادو گر نیان کا پ گئیں ایک ایک کا قول یہ تھا کہ  
 اگر ابکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائیں گے بات کرنے میں مٹھ سے انگارے ٹپکتے ہیں بال  
 ہیں کہ وہ بال جان کس پلا کے بیچ و تاب ہیں پردہ ظلمات کا جواب ہیں حلقے کس قدر بچا۔  
 آنکھیں دو وزن جیسے دو خم شراب ہیں لیکن سیاہ رو سے گیسو دراز نے فقہہ مار کے بادشاہ  
 اسلام کو لٹکا راقصا طلیس جادو حلقہ زلف مسلسل میں لٹکا رہی ہو آنکھیں نکلی ہیں گلا  
 حلقے میں بندھا ہوا ہو یوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا لگا ہوں سے یہ پیدا تھا  
 کہ زندگی سے بزار ہوں مجبور و ناچار ہوں اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او غفل  
 بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کو جو زلف کی آجک کسی نے  
 سیر نہیں کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو میں پھنسا جان کو ابی غیبت جان میرے سامنے بیخون  
 آتا ہو جان کا خوف نہیں کرتا میں برائے گرفتاری طلسم کشا جادو نگار خداوند ہفت پیکر نے  
 تمہیں لوگوں کے لیے محکو قصر تار یک میں پرورش کیا ایرج اور نور الدہر ہر بر ایک نگاہ ڈالی  
 تھی آجک میناب ہیں ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہیں اور سب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ  
 ظلمات کا جواب یا شب تار یک بھران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک  
 تازمین یہ جین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والوں کی کفیل دریا سے جو اہر میں غوطہ زن  
 بارشک چمن نسرت بدن غنچہ وہن آنکھیں نرگس شہلا نہایت میاں چیت و چالاک بہ نگاہ  
 محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دو وزن جوان اور زیادہ بلبلائے بے اختیار  
 جو کے پکارا مٹھے او عاشق کش معشوق و لفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو  
 آرام آئے تیرا معشوقان باوقامین نام ہو نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد اب ضرر نے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہو بعد مجنون کے میں دیوانہ گیا صحران کو	عشق بازی کا بھی جر چاند رہا میرے بعد کون اٹھا میگا ترے جد و جہا میرے بعد بھر نہ آیا کوئی رنج میرے بعد
--	---

<p>کون یوں شانے سے ہر وقت کر گیا سیرھا  سب مکمل جائیگا دعوائے خدائی دل سے  مجھ کو مر جانے کا اپنے سے ہی غم او بار  سر نہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اسیر  جب میں مر جاؤں گا پھر غور کرو گے کسکی  کون سمجھائیگا یوں میری طرح اک اک پل  بھولے بیٹھے میں عبث حسن دو روزہ پھر  رنار کی سی یہ وصیت اسے سب سن رکھیں</p>	<p>خوب بل کیا نیکی وہ زلف دو تار میرے بعد  بندگی کرنے لگو گے بخدا میرے بعد  کون دیکھے گا ترے ناز وادامیرے بعد  گھیس لگانے کو بیگی نہ خا میرے بعد  کسکو بلواؤ گے پسوا کے دوامیرے بعد  سب سے اُنچھے گی تری زلف دو تار میرے بعد  یاد آ نیکی اُنھیں میری وفا میرے بعد  پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد</p>
---	--

نگاہ جو سیاہ رو کے گیسو دراز نے ڈالی اور دونوں کو دلوں بڑھکیا بادشاہ اسلام ہر چند  
پکارتے ہیں اور خزانہ صاحبقران وای نور نگاہ مومنان ایسی طعونہ کو دیکھ کر خوف کرنا چاہیے  
کسیرائل ہوئے ہو ایسی جلا سے وصل کے سائل ہوئے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے  
برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہے مرکب ہمیں کیا سیاہ رو کے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی  
سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہو گئی بادشاہ اسلام سے  
بجوں گھوڑا دوڑایا اس تاریکی کو طو کر گئے اس لغویہ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے  
قصہ کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑوں اسنے زلفون کی جنبش دی مقناطیس کی جان پر نیکی نجف کی  
آواز آئی کہ دی شہر یار ذرا دھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفانہ بن جائیے اب بولٹ کے بادشاہ  
اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہارہ سالہ غرق دریا سے جواہر علم شعبہ بازی سے بچولی نام  
ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گر ان معلوم ہونا ہو گا میرے باغ میں جلو  
گل و غنچے کا مٹا شاد کھاؤں بہت فروش ہو گے تھیں جنگ و جدل سے کیا واسطہ مقناطیس  
جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اس نازنین کو دیکھ کر ایسے مہوت ہوئے کہ فروش ہو کر  
فرمایا اکی سر کردہ معشوقان و امرا ورم دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام میں تو میرے  
شمع جمال کا پروانہ ہوں جہاں کہ وہاں چلوں وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام  
کو گھوڑے سے اتارا سیاہ رو کے گیسو دراز نے زلفون کی جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوا  
چند کنیزیں اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے  
حقیقت میں ملکہ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہو عجب عمدہ سامان ہو کنیزوں پر آپ کا احسان  
ہو بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طاہر زمرہ سرائی کر رہے ہیں  
نہرین جاری ہیں باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے وسط  
باغ میں آئی کنیزیں بھی اگر بیٹھیں ایک نازنین شمع و شگ موسم بہ گل رنگ سامنے بادشاہ  
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنئے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ فکر  
بھی ضرور ہو ہمارا دل ناصبور ہو یہ کہے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غنیم

لاٹے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ  
یارپ رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ  
جھگڑے میں ہے کافر و دیندار ہمیشہ  
گل کھاتے ہیں فصل میں و چار ہمیشہ  
رنگین رہے فون سے تری تلوار ہمیشہ  
پیا سا ہی رہا فون کا وہ فونخوار ہمیشہ  
فلتے ہی اٹھاتی ہو وہ رفتار ہمیشہ  
مرتے ہیں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ  
کھایا کیے پتھر بازار ہمیشہ

چلتی رہی اُس کو چہ میں تلوار ہمیشہ  
گل کھلتے رہیں چھجے کرتا رہے بیل  
ہم زندہ ہوئے شاہد مقصود سے وصل  
یاں تخم تناسے اگا کرتا ہے ملا لہ  
ترا پاکرین کو جے میں ترے سیکڑوں گشتے  
مجھ نشہ دیدار کو کس روز چھکایا  
ہسکاے نئے روز ہوا کرتے میں بربا  
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان میں  
دی رند جنوں میں بھی چھرا کو گئے ہم

اس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہو تفریقین اُسکی  
کرنے لگی کہتی ہو اکی گلہ رنگ کیا کہنا کیا خوب گائی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے  
کہا اکی ملکہ عالم آپکی خدمت میں رہی استادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائے  
کلید میخانہ مجھے عنایت فرمائیے اور طرفہ بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہو مراد ان  
اشاروں سے یہ ہو کہ جس طرح سے بنے نقویہ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین  
کہتی ہو ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اڑ جائیں خود بازو سے نقویہ کھول کر دین نقویہ اُنکے

باز دسے جدا ہوا پھر رالینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کا دل نے وہ نقش  
 انکو دیدیا ہو جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے  
 حیران و پریشان ہیں ساحروں کے سحر نہیں چلنے سیاہ رو کے گیسو دراز ایسی ساحرہ آئے  
 یہ نفرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ اسنے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو لی مقنا طلیس  
 گرفتار میں اس ناز میں نے کنجی ازاد بند سے کہول کہ گلزننگ کو دی گلزننگ جو بچانے میں  
 آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابان محو ارغوانی سے معمور کر کے صحبت میں آئی یہ تعجیل  
 گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ ناز میں بڑی تقریفیں کرنے  
 لگی کہ ای گلزننگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکر بن لگانی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول  
 قمر مطلع - ناچنے میں جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل میں کیا اُسبہ بچھا ورتوڑا ٹھوکر بن  
 لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے  
 سے مراد یہ تھی کہ ای شہر یار یہ جام اسی شعبہ باز کو بلائیے کہ میں اس ملعونہ کو مار لوں یہ کہکے جا  
 بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اس ناز میں کو دیا وہ  
 ناز میں بی گئی اب تو اس ناز میں نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلا کے  
 سامنے مودب بیٹھی کہا کیوں ملکہ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤں بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہو انکو  
 میں لال و درے نشہ و حشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگوں یا گھر کر بول  
 اٹھی کیوں شہر یار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ رو کے گیسو دراز مقنا طلیس کو  
 قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب جلو وہ ناز میں اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی  
 نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گری کنیزین لینا لینا کہکے اٹھیں اٹھتے اٹھتے وہ بھی گویں اب تو وہ  
 ناز میں نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہنچے عرض کی جب  
 یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر میں مبتلا ہوئے میں آگے بڑھکر آیا کنیزوں سے باغ میں گئے  
 ملا انھیں سے حال پوچھا انھوں نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبہ باز بادشاہ  
 اسلام کو بلانے گئی ہو سحر میں اپنے بھنسا کے لائیگی یہاں اُنکا تعویذ لے لین پھر طرح جا میں  
 اس طرح قتل کرین میں نے گلزننگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جگہ

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اُسٹھے عیار نے یہاں سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا  
 سنگ ماری برت ماری ہوئے لگی آواز آئی کشتی مرانام من محبوبہ شعبہ باز بود بادشاہ اسلام  
 نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روئے گیسو دراز نے اپنے سحر میں بھنسا یا ہو مقنا طیس  
 کو زیر پنج بٹھایا ہو مقنا طیس جانتی ہو کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہو محبوبہ شعبہ باز  
 لگا کر لے گئی ہو تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہو گا کہ پہلو سے لغز بادشاہ اسلام کی آواز آئی  
 تلوار کھینچ کر گرے ساحر دن کو قتل کرنے لگے سیاہ روئے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام  
 کو دیکھا گھر گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہو محبوبہ شعبہ باز پر کوئی افتاد پڑی پھر اڑ رہے ہیں  
 سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی لگا کر آواز دی کہ او بادشاہ اسلام تلو میرا خون بہن  
 ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زانغ سیاہ اڑتا ہوا آیا سامنے نکل تھا اسپر بیٹھا بکا کر آواز  
 دی او سیاہ رواندھیر ہو گیا محبوبہ شعبہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ بلغ  
 وغیرہ دیران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا ہو سیاہ روئے گیسو دراز نے شکر  
 جواب دیا او بھڑوے کل مو ہے ایسی خبر و احیات مجھ کو سناتا ہو تو نے محبوبہ شعبہ باز  
 کو نہ بچا یا عمر بھر تیری خد متنگزاری کی محبوب تجھ کو روز صبح کو کھانا پہنچاتی تھی زانغ نے  
 ایک جھنج ماری برون سے آگ نکلی جگر تمام ہوا مگر سیاہ روئے گیسو دراز بال فوجی ہو او  
 طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہو اڑ رہے واران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کر کے آتے  
 ہیں جو قریب آیا وہ جگر خاک ہوا بعض اڑدہوں نے منہ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر ہوئی  
 کہ ایک اڑدہا بل کر کے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کاٹا  
 تلوار کے ساتھ تعویذ جھکا سکے عکس سے اڑدہا جل گیا ملنے سے اڑ رہے کے اندھیرا چھا گیا  
 آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا میں ایک  
 کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ او سورہ شکر کیا ہو مقنا طیس جادو کو رہا  
 کیا تھا اسپر کیا گزری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقنا طیس جادو پر غالب آئی مقنا طیس  
 سیاہ روئے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہ سوچ کر ایک جانب چلے ساحر وہاں سے  
 لڑے لختے فون کے جسم پر جمے ہوئے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنواں



کھڑا ہوا پانی دے رہا ہوا اس کھیت میں ہزار ہا سرسبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھ کر  
خوابش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا کہ شخص ایک سردہ ہلکودے اسکے ہرے  
میں جو کہ وہ دیدین یہ لکے موتیوں کا مالاکلے سے اتارا کھائے شخص یہ موتیوں کا مالالے لے اور ایک  
سردہ ہلکودے اس گنوار نے دیکھ کر آواز دی کہ اس شخص یہ نوراہ ہو دن بھر صد ہا آدمی آتے جاتے  
ہیں ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں  
ایک سردے کے ساتھ ہزار کا موتیوں کا مالاکلے دیجئے ہیں اُس پر یہ بائیں بنانا ہوا سنے کلمات سخت  
کے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کنکر پھر بہت پڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمر سے  
خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمد و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ او برادر یہ خنجر لے اُسے  
کہا میں تو نہ دوں گا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے نر اشاب تو  
گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے میں گاؤں سے گھاڑ بڑا ہوئی  
ایک زمیندار کاٹے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھے لٹھے میں کسی کے ہاتھ  
تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوئے کوئی ڈوھال بھٹکا سنبھالتا ہوا اس زمیندار نے آواز دی ہاں  
یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کر کے بادشاہ اسلام پر آڈرے بادشاہ شمشیر زنی کر رہے  
ہیں جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے کے طرف گاؤں کے بھاگے بادشاہ  
اسلام لڑتے ہوئے ان سب کے پیچھے گاؤں کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کجا بنا تھا  
مٹی و گوبر سے لپا ہوا تھا اس مکان میں زمیندار گھس گیا گنوار والے سب اُسی مقام پر پھرتے  
سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو  
سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی او خہنشاہ حیدان او  
سعد نو جوان ذرا دھر بھی نگاہ اٹھا دیجئے بادشاہ اسلام نے سر اٹھا یا دیکھا ایک ناز میں حسین  
دریائے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پابچن کا پانی جامہ پہنے ہوئے چاندی کے کڑے چھڑ چھڑکا  
سونے کا ماتھے پر نگین دو بیٹہ کا ندھے پر پڑا ہوا کرتی آب روان کی بیکار رہی ہو۔ منظم

نگاہ ناز پر پھٹا رہو تصفیاء دل کا	کرو تو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کروں تسے ماجرا دل کا

<p> سج وقت ذکر تو مقابلہ دل کا  ہم ابتدا ہی سے کتنے تھے خبر ہو یا  طریق عشق میں پیش آنے مرحلہ کیا کیا  تیک رہا ہو وہ نہیں مدتوں پہلو میں  گرا نہ کوہ الم اسے چرخ نا انصاف  و نور ضبط سے دم گھٹ کے اکیلا  نولے جوتے سے ہیں گوش آشنا جنکے  چھڑایا جانتا ہو شغل عشق بھی عطر  نجات محکمہ حشر سے نہ پائیگا  برنگ غنچہ پڑ مردہ مضمل ہو غریب  بخیر خدا نہیں کرتا رجوع بندے کے  اکسی جلد یہ آنکھوں سے خون ہو گئے  دم اخیر ہو بیچارہ جان بلب ہو آج  یہی ہو مرشد کامل رہ حقیقت میں  کیمین ہو ایک ہی دونوں کا اسی کے ہیں </p>	<p> کہ جان گسل نظر آتا ہو اجرا دل کا  کبین نہ طول پکڑ جاے عارضہ دل کا  معین و یا ورنہ ناصر ہا خدا دل کا  مسح قابل نشتر ہو آبلہ دل کا  حباب سے بھی ہونا زک یہ بلہ دل کا  مگر زبان پر آیا نہیں گلا دل کا  خوش آئیگا نہ مٹھیں مر مر غنا دل کا  کبھی کبھی کا جو باقی ہو شغل دل کا  پڑیگا سامنا اک روز جگو عادل کا  عجیب حال کیا تو نے ہو فاد دل کا  کسا ہو تجربہ مشکل میں بار ہا دل کا  غضب میں ڈال دیا جگو ہو بڑا دل کا  معاف کیجے اتو کہا سنا دل کا  خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا  کر نہ کیجے سے کم رند مر تبا دل کا </p>
--	--

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ لاکر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلم  
محیط موج زن ہو چکی لگی ہوئی ہو یقین ہو کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے  
ہاتھ جوڑ رہی ہو اشاروں سے منت کہ یہی ہو کہ داپنے بر جو کوچ ہو اُس طرف سے ہو کر سرے  
مکان میں آؤ ان گہار والوں سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ گنوار بلوہ کر کے پشین اور تحفے  
تمھارے بازو سے چھین لیں اس گہار میں وہ وہ لوگ ہیں کہ جھوٹے شکست کی صورت  
نہیں دیکھی بڑے بڑے ہمار ہیں ہر چند کہ آپ دریاے جرات کے بے بہادر ہیں مگر اکیلے  
کیس کیس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بجز دانکسار کہا اور شوق اپنا بیان  
کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچ کر اُس کو پے کی طرف آئے دیکھا چند کینزین لٹوے

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھ کر کئی آگے بڑھیں بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا  
 زرنار کرنے لگیں کوئی خون جسم کا پوچھتی ہو کوئی پاؤں نہ بچھاتی ہو کم سن کم سن بہ خوشامد عرض کرتی  
 ہین کہ اے شہر یار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق میں ہر چند ہم نے سمجھا یا کہ ملکہ صبر کیجئے دل پر جبر  
 کیجئے وہ کہتی ہین کیا کروں دل میرا نہیں مانتا تو پد ہی میں بھڑک رہی ہین یہ باتیں کرتی ہو  
 بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران دروازہ سرکاری  
 بکار بیخراں گلزار سرخ لالہ زار اور عند لیبان خوشنوا کی بکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس  
 باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہاں کے بھول غنچے جو رخرخان نہیں  
 سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ ان کنیزوں کے روشن طو کرتے ہوئے وسط باغ میں  
 پہونچے دیکھا جو ترے پر باغ کے باغ بیخراں کھلا ہو وہی نازنین عمدہ دیور پہننے ہوئے  
 مسند پر بیٹھی ہوئی ہو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھی بکار کر آوازی آئی  
 تشریف لائے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بھی سب ڈھونڈ رہے ہین  
 مگر یہاں کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ میں رہے پھر میں آپ کے لشکر میں آپ کو ضرور  
 پہونچا دوں گی اب بادشاہ اسلام یہ باتیں سنتے ہوئے آسکے مسند پر بیٹھے اس نازنین نے  
 اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتوں میں تسخیر کر رہی ہو کبھی راز پر سر رکھتی ہو کبھی کہتی ہو کہ اے  
 شہر یار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ میں نے آپ کو عالم خواب میں دیکھا کنیزوں سے دریافت فرمائیے کہ  
 راتوں کو یقیناً ہو ہو کر سارے باغ میں دوڑتی پھرتی تھی اکثر یاد میں قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر و زور  
 گری کنیزوں نے جا کے سنبھالا اٹھا کہ بارہ درمی میں لائین آج میں نے خبر پائی کہ دشمنوں پر  
 حضور کے بلوہ ہو کوٹھے پر اسی اشتیاق میں چڑھی آپ کو گھر سے ہوئے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا  
 اور شدت گزیر نے دامن نہ چھوڑا آخر کو میں نے آپ کو بلا یا شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ  
 آگئے سعد نے کہا کہ اے ملکہ عالم ہفت پیکر کون شخص ہو شیطان رہزن دین و ایمان  
 ہند گیان خدا کو برگشت کرتا ہو خدا کے شر سے بکو بچائے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ  
 جسے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہو اُسکو خدا نہیں جانتا وہ مشرک ہے اب  
 ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہ آسکے سر جھکا کے کہنا کہ اے خداوند

میں دل سے اعتقاد رکھتی ہوں زبان سے کہنا مناسب نہیں یہ ذکر تھا کہ جن کنیزین وہوڑی ہوئی  
آئین عرض کی اور ملکہ عالم آپ کے باب مقبول زمیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل انعام نے  
اپنے مکان میں دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنواروں کو لیکر آتے ہیں یہ خبر وحشت، افسوس و  
نازنین ماہ جمین گھرائی ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی اور شہریار آپ بارے چند ساحت کمرے  
میں چھپ جاتے وہ آئینکے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہے  
حریف کو دیکھ کر ہمارا کام نہیں ہم مقابلہ کریں گے مگر ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار  
رونے لگی کہا اور شہریار کیا کہلے دل کو سمجھاؤں آپ کے جانے کے بعد نہیں معلوم میرا کیا حال  
ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہو کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہیں کہ جو ملکہ گنجین  
قبول کیجیے ایسا نہو ہاری مالک سڑن ہو جائیں دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم ملال ہو غم

دل لگی سحر میں ہو آٹھ ہزاروں سے میں یہ جانو تھا قضا آئی ہوئی میری تھا یوں نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت حرام یاد کر کے ہسے کو ٹھٹھے پر چورتا ہوں کبھی مردم چشم نے خرگان سے کیا کام تمام ساقیا آتش عمل کردہ بلائی کہ شراب حسرت یار میں آنکھیں ہوں میں سنجید ہو گا مردہ در خراب بنالین مرگ اسو زند	اب بسر ہوئی ہو اور تار برے حالوں سے جان بچ جائے جان ناز و ادا و لالوں سے لوگ کہتے ہیں بڑا نکو انھیں جانوں سے اشک دریا کی طرح بہتے ہیں برنائوں سے انھیں ترکوں نے مجھے چھین لیا بھالوں سے بنگنی خوشہ انگور زبان چھالوں سے تیلیاں چھپ گئیں مگر می کی طرح جانوں سے گور کن دوست ہیں یار نہ ہو خستوں سے
---	--

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہیں وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہو کہ کیا ایک بادشاہ  
کو یاد آیا کہ میں وہاں جنگ چھوڑ کر آئیں معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال  
کر کے تیغ ٹپک کر ٹھٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا اور شہریار کہاں چلے فرمایا اعزاد زمین  
مجھے بڑی حیرت ہو کہ میں جنگ میں تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا میں ہو گیا اب مجھے یقین ہوا  
کہ میں اس صحرا میں بچنا ہوں میرے یار و قادر فیروزہ بن عمر و کو میری خبر نہیں  
کہ مجھ پر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھرائی کنیزوں کی طرف دیکھ کر آوازی میرے باب

خبر کر دے یہ شہر یار میرے گھر میں گھس آئے آپ آ کے انکو گرفتار کر لیں کنیزین دوڑیں دیکھا اچھا  
 زمیندار آگے آگے تیز کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ میں  
 گھس آئے بادشاہ کو ہوش نہ لے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تھوڑے پر پٹا فوراً حواس درست  
 ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اس نازنین کی انکو مہبت کر رہی تھی یا جوت اُن  
 گنواروں کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اس نازنین کا تھایا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف  
 سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ برفن کھڑی ہوئی سانس رہی ہو جا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑاؤں  
 بادشاہ نے غصہ میں اس کے بالوں پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ او باب  
 میں قبضے میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مہبت بیٹھا تھا سحر کی تاخیر مٹی جب تو ان  
 حرکات کا ارادہ کرتا ہو یہ کیسے جا پا تڑپ کے نکلوں گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے  
 ایک طمانچہ مارا کہ سر اس مکارہ کا اڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے  
 وہ گنوار جو ٹوٹے سوار تھا سپٹے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند  
 ہفت پیکر کی گئی افسوس ہو کہ اس وقت قدرت نہ آئے کہ ابنی کنیز کو بچا لینے بادشاہ تلوار  
 کھینچ کر جمع میں گنواروں کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اس زمیندار نے بڑھکے بادشاہ کو نیزہ  
 مارا بادشاہ نے پیلے سے سنان نیزہ کو اڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک  
 ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے بدھیرا  
 ہو گیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود  
 بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روئے کیسودرا زلزلہ رہی ہو سرداران فوج  
 شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہو لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سائے میں  
 کھڑی ہو زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہو اور ہوشیار کرتی ہو  
 کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے  
 بادشاہ اسی طرف لڑتے ہوئے جاتے ہیں مگر ساحرون کا اس قدر جادو کہ گرد مقناطیس جادو کے  
 ساحر صف باندھے کھڑے ہیں اگر ایک قتل ہوا تو دس اسی مقام پر کھڑے ہیں بعض ساحر  
 غل مچاتے ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا اب تصور سنگی

سے باہر نکلیے۔ ہمارے آپ کے عاجز ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آتی ہو اور بندگان میں اگر قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور نمود سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گی کوئی ذی حیات زندہ نہ بچے گا سیاہ ر و آواز دیتی ہو یا خداوند میں نے وہ وہ سحر کے کاگر سامری و جمشید ہوتے جنھوں نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر میں پھنسنے پھنسے۔ معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہو دختِ ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے دنگ کے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پر پھر کے بال پڑے آخر وہ قتل ہوئی اب کی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہوں یہ کیلے اڑ رہا بڑھایا۔ طرٹ صحر کے پلٹ کے آواز دی اور ہران جلد آؤ اب تمھارا کام ہو صحر اسے دیکھا کہ ہزار ہا شیران ہر پیدا ہونے لگے بادشاہ برآ آ کے چلے کر نے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہیں تھمتا مشہور ہو کہ شیر کی بو سے گھوڑا بھاگتا ہو نہ کہ چلے کر رہے ہیں جب بادشاہ پٹری جاتے ہیں راتوں میں مرکب کو مسلتے ہیں تو سیلیان گھوڑے کی کر کر جاتی ہیں مرکب پر شکل تھمتا ہو ایک شیر کلان اٹھا رہا تھکا کہاں لبائل سرفیل سر اسکا دونوں ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منہ پھیر دے پتھرہ ببل کے دونوں کلانیان تمام لین ایک گھوڑا مارا کہ سر شیر کا بھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرانار یک ہو گیا آندھی سیاہ مٹی بعد گھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہوں چند کنیزین درختوں سے بندھی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھ کر فریاد کرنے لگیں کہ ایسا شہر یار نکور پانچے سیاہ رو ہکو قید کر گئی بادشاہ نے براہ کراُن کنیزوں کو گھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھوں پر شاہ کے بوسے دینے لگیں کہا ایسا شہر یار باغ میں چلیے مقنا طلیس کو اس باغ میں قید کیا ہو مقنا طلیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدو اس ہو گئے ساتھ اُن کنیزوں کے باغ میں آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہو روش پٹری بر باد جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہیں باغ کے وسط میں ایک نخل سایہ دار ہو اُس میں مقنا طلیس جادو بندھی ہو زبان میں سوزن ہاتھ پائوں درخت سے بندھے ہوئے مارا ان سیاہ بدن میں پلٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آ کے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کر کے قید توڑ ڈالی اور ماراں سیلاہ کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہر یار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کینز بے تمیز صفت حضور کی وجہ سے بھی وہ تو کہل گئی تھی کہ تھوڑی دیر میں آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے مکے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہو یہ کہل کر کینزون سے اشارہ کیا چوتھے پر کچھ بچھا دو کینزون نے اپنی اپنی کمروں سے چادرے کھول کر بچھا دیے اُس پر آ کے مقناطیس جادو بیٹھی کینزین خدمت میں حاضر ہیں ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتیں نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیلاہ اُٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیلاہ رو ظاہر ہوئی بیکارتی ہوئی اور مقناطیس نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہوں یہ کہل کر وہ نون پائون زمین میں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اسی شہر یار غضب ہوا مجھ سحر کر گئی میرے کلیجے میں درد پیدا ہوا روح نکلا جا رہی ہو جلد تعویذ بادرو پر سے کھو لیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولیں ایک کینز اُنھیں کینزون میں گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی کہ برے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رک گئے مقناطیس جادو نے کہا کہ اسی شہر یار جلدی کیجیے سیرام نکلا جا رہا ہو جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کینز سے جو آنکھ ملائی اُسے دانت کے نیچے اُنکلی دہائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کینز کو سر ہلاتے ہوئے دیکھا کہا کیون سو سن تجھ کو گوارا ہو کہ درد سے ہمارا دم نکلا جائے درد کی ترقی ہو اور تو تعویذ کو منع کرتی ہو اُسے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور میں تو نہیں منع کرتی شہر یار کو اختیار ہو اپنی نیکی بدی تصور کر لین اپنے اور پرانے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہو جو ہم کہیں اُسکی پیروی کر ہر جہد کہ انکا حسن عابد کش زاہد فریب ہو لیکن کل اہل طاسم کی ہلاکت کا باعث ہیں زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہو تجھے اسکی خبر نہیں میں صحت پائون تو سیلاہ رو سے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کروں یہ سیلاہ رو سے گیسو دراز



نفس ناطقہ ہفت پیکر ہی مکر میں بھی بے نظیر ہو جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی  
 سوسن نے ہنسر کہا کہ حضور کو اختیار ہو ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتیں تو سوسن  
 مقنا طیس جادو سے کرتی ہو مگر بادشاہ سے آنکھیں ملا کر سر ہلا دیتی ہو جب تو جھٹلا کر  
 مقنا طیس جادو نے کہا اے سوسن ہماری صحبت سے اٹھ جاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ سوسن  
 اٹھی بادشاہ نے کہا مقنا طیس سوسن بچھاؤ جس قدر تم اسکو برا سمجھی ہو وہ بات اس میں  
 نہیں ہو بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہو  
 سوسن نے کہا اے شہر یار خواہ بی بی کنیز کو قتل کریں خواہ بخشین یہ تیسرا سحر سیاہ رو  
 کیسو دراز نے کیا ہی اسی کا یہ ظہور ہی آئندہ آپکو اختیار ہو بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقنا طیس  
 جادو نے چاہا توب کر نکل جاؤں اپنی جان بچاؤں بادشاہ کا ہاتھ جوٹی پر پڑ گیا جوٹی مقام کر  
 کلیجہ پتھر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقنا طیس نقلی کا سراٹھ گیا سوسن نے کہا اے شہر یار بچان  
 یہی چاہیے تھا یہ حضور سا حشر بھیجی ہوئی سیاہ رو کے کیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام  
 تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجھ کو نہایت قلق ہوا اثر  
 نہ رہا گیا صاف صاف میں کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچا ہمارے سے  
 کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرانام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے  
 سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیز بھاگ گئیں سیاہ رو کے سامنے  
 جا کر ہونچیں بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کر لیا سیاہ رو کے کیسو دراز نے  
 حکم دیا مقنا طیس کو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیز دن نے  
 ہاتھ پکڑ کر مقنا طیس جادو کا کھینچا مقنا طیس حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہو  
 سہارا ہو کر بیکار اٹھی اے رب دو جہاں چارہ ساز بیچارگان میں نے حیرانہ بے بل وجہ  
 اختیار کیا ہو اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچاؤ گیارہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے  
 اسکے ہاتھ سے مجھ کو نجات دے شیطان رہزن دین ایاں نہو نے پائے لطم

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیش	نر شاہ راہ ہدایت قدم کن پیش
چرا بہ عیب و گرمیکنہ نگاہ کسی	بہ چشم غور نہ بنید چرا بجالت خویش

بہ پیش بندہ وحدت بہت یکسانست  
کنہ زمانہ پرستش خداے واحد را  
خدا بہ وقت مصیبت کند دگاری  
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی

بہاے کسوت شاہی و خرقہ درویش  
بہ طریق دہر ملت و بہر یک لیش  
نہ اقر بانہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش  
اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقتنا طلیس جا دو تو دعائیں مانگ رہی یہ کنیزین منتظر ہیں کہ سیاہ روے کیسودراز  
حکم دین تو سرکاٹ لین کہ پہلوے میلان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی بائیں  
کا فران سجھا دو کرنا بکار ان پر دغا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منتم شاہ شاہان فرید  
حشم و بہار گلستان کا دوس جھم۔ نعرہ کر کے ایک تیر مارا کہ تین کنیزین جو قتل ہوقتنا طلیس  
کے آگاہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا ان تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے کیسودراز  
از در سے کود پڑی سامنے کوہ مقتنا طلیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی نصیر  
کر چکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا۔ آخر  
سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں بھی سینکے یہاں کسے مدد کی اور کسے  
آگاہ کیا مقتنا طلیس جا دو کیونکہ قتل ہو آواز آئی ای ہندی خاص الخاص اب قدرت  
مجبور ہیں ہر ایک سحر میں تیر ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز  
جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ لوساتھ لڑ رہی ہو اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف تھا  
کہہ دیا کہ خبر دار لغویہ بادو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اسکا ہوشیار ہونا  
ستم تھا مگر ای سیاہ روے کیسودراز سوسن کو سزا معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانہ عمر  
لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو بڑا خیال ہو کہ تیرے بعد کارخانہ خدائی کو کون  
روکے گا مگر قدرت تجھ کو بھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ  
سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھوں نے زندہ نہ کیا ہو گا مگر  
برامت دکھائینگے کہ تجھ کو دوبارہ جلائیے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منٹھ نہ پھیر جا بڑا کثیر اور  
جل گیا تو فوسے مار لیا اور جو آنکی تلوار جل گئی تو نہیں معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی  
سیاہ روے کیسودراز یہ آواز سنکر مثل شعلہ جوالہ بھڑکی پہلے تو اثر کو اشارہ کیا اثر در

مٹھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہنچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اترے جیسے ہی  
 اتر در نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے مٹھ میں لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلا اتر در کے  
 پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تابہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو  
 نے بال نو چکر طر بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے نقوید کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر  
 گرنے لگے اب سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤں زمین میں اپنے کو گر آیا  
 غلط کار کر ایک داغ سیاہ بننے تیار ہوئی بازو دن کو بگہ دیکر بلند ہوئی آواز دی او میرے  
 خداوند اگر جہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہو اور اقرار کیا ہو مگر دل میرا دھڑک  
 رہا ہو دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہو جو یاد ام میں پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ  
 میں شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہو پھول ہنستے ہیں اور عندلیباں  
 خوشنوا کی بفراری برد آوازے کستے ہیں طفلان غنچہ زبان نہیں کھولتے طائر بر سر نخل نہیں بولتے  
 موسم بہار میں کیا رنگ ہو جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہواے گرم کا جلنا  
 نخلہاے سرسبز و شاداب کا جلنا عند لیباں خوش لہجہ کے دلیر عجب حمد مہ گزرتا ہو سر و گلزار  
 ہر چند کہ مشہور آزاد ہو مگر اصل میں جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہو ہر وقت و ہر ساعت درد  
 ہو آخر میں سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہو پھولون کو گر باغچوں  
 کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیہ  
 دیکھ کر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتہ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر بروے  
 زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر غوب خاک اڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور تلوارین  
 برسندہ لکین صحرا سے شیر پیرا ہوئے وہ بھی خاک اڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتون کے  
 سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوئے سر پر بادشاہ کے پہنچی  
 ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا آنکھ اڑے سے ہاتھ کو نکال کر  
 شاہ نے نقش کو بھی جھکا یا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالوں  
 گٹھ مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ مقام دست زیر دست بادشاہ اسلام سے جو سر پر ہنس  
 خود سر کے پڑا تو یہ برکت نقوید وہ بال و بال جان ہوئے تلوار آبار سر کو دوبارہ کرتی ہوئی تابہ جگر

مگر سے تابہ کمر اتری بنے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا  
 زمین پر گر افون کے قطرے جو اڑے آسمان سے فون برسے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز  
 آئی کشتی مرا نام من سیاہ رو کے گیسو دراز بود مرزا سیاہ رو کا مقنا طلیس نے رہائی پائی  
 ایرج و نورالد ہر جو دیوانہ دار زنجیریں ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے  
 دونوں جوان ہزار کر زمین پر گرے ایڑیاں رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے  
 عیار اسکے برابر پہونچے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے  
 بیان کیا آپ قصر عشرت میں قید تھے سیاہ رو کے گیسو دراز کے سحر میں مبتلا رہے اب  
 سیاہ رو کے گیسو دراز کو سعد شہر یار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونوں شیر نگرے  
 کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران حرا کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھیں کے مرکبوں پر سوار  
 ہوئے اپنے نام کے نعرے کر کے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالد ہر کو دیکھا  
 ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر میں تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا  
 ہوا ایسے زور سے جلتی تھی کہ بیان سے باہر ہو تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا  
 کہ مقام کوہ مقنا طلیس نہیں ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استاد تھے  
 اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہاں تھے وہ برائے استقبال شہر یار حاضر ہوئے مقنا  
 جادو و مشکبار جادو نے عرض کی کہ شہر یار تردد نہ فرمائیے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن  
 کوہ مقنا طلیس سے اُس نے ہٹا دیا ہوا ہے تند چل رہی ہو اسی کا یہ باعث ہو مگر بہر کشت  
 حضور اپنے مقام پر پہونچے اُس نے تو قصہ یہ کیا ہو گا کہ ایسے مقام پر بھینکے کہ جہان سانس کا  
 لینا دشوار ہو مگر کچھ دور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے ایرج و نورالد ہر کو  
 بہن اگر وہ شیر ساتھ ہیں تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے  
 ایرج و نورالد ہر تیغہ ہا سے برہنہ ہاتھ میں دریاے فون میں نہائے ہوئے چلے آتے ہیں  
 قہر مون کو بادشاہ اسلام کے آگے بوسہ دیا عرض کی غلاموں نے ابکی مرتبہ قیام میں بڑی تکلیف  
 اُٹھائی ہر روز امید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپ کو پہونچایا بادشاہ دونوں جوانوں کو لیکر  
 بارگاہ میں آئے ایرج و نورالد ہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آ رہے کیا سابقان سچین ساقی

و مطربان خوش آواز جام و سبد لیکر حاضر ہوئے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور  
بصد سوز و گداز یہ اشعار ہجرت آثار سامنے شہر یار کے گائے شروع کیے۔ اشعار

دیکھوں کن آنکھوں سے صیاد لال بلبل  
جان صیاد بہ پڑ جائے و بال بلبل  
آگے آگے ایام زوال بلبل  
گل کو دیکھا تو بندھا مجھ کو خیال بلبل  
مجھ سے دیکھا نہیں جائیگا لال بلبل  
دیکھا دیدہ و حباہ و جلال بلبل  
اب رہا حشر بہ موقوف وصال بلبل  
ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بلبل  
کسو معلوم تھا یہ ہو گا مال بلبل  
جھڑ گئے کنج قفس میں پرو بال بلبل  
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

غیر ہر حسرت گلزار میں حال بلبل  
موسم گل میں اکیڑے پرو بال بلبل  
بانغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان  
سرد دیکھا تو تصور مجھے فہمی کار ہا  
میں جلا جاؤں تو گل توڑیو تو امر گلچین  
فصل گل آئی ہو کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہو  
مر گئی فرقت گلزار میں نالے کر کے  
گل بہن مصروف عواداریوں میں بھول بیچ  
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے  
کچھ خبر ہو تجھے صیاد دستگیر کہ نہیں  
عشق کیا چیز ہو معشوق کسے کہتے ہیں نہ

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت میں بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے  
شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہو جنگ سنجان میں میں نے کہا بھجوا تھا کہ چچا جان اگر آپ کی  
خوشی ہو تو میں آپ کے ساتھ شکر کشی کروں مگر آنکھوں نے قبول نہ فرمایا میں نے جسدن  
سے سنا تھا کہ نورالد ہر قید ہو گئے دل کو یہی بقیہ رہی تھی کہ میں غم نامدار کو کیا ستھ دکھاؤں گا  
شکر کرتا ہوں پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نورالد ہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب میں  
انکو خدمت میں غم نامدار کی روانہ کروں گا کیسی خوشی ہوگی جب کہ غم نامدار انکو پانچنگے فراخینگے  
کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتیں جو بادشاہ اسلام نے اپنے سرداروں سے  
کہیں نورالد ہر نے گرمی صحبت میں کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا  
کہ دست راست والوں کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہیں ہم اس صفت  
کے بیٹھنے والے ہیں ایرج نے یہ سنکر بڑا غلغلا کیا شاہ پور سے کہا کہ اس شاہ پور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سردار کیا کہا میں اس محفل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاہ پور شیر دل نے عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہو کہ یہاں رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب ہمارا تیار کر دہم نکل چلیں شاہ پور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بجا کر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے صرت عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر بادشاہ بارگاہ میں آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نورالدین ہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے نہیں معلوم کہاں گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کر کے آیا عرض کی حضور شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ آنکھوں کو اگڑا کر گزربین رس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدین سے فرمایا اگر فرزند ہم تنکو خدمت میں تمہارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہ تو کمو ایرج کے جانے کا خیال ہو تو نورالدین ہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ غم نہ کیا لیکن دل میں یہ خیال ہی کہ تاجر زادہ انتہا کا جھلکا ہو ایسا نہ تو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں دادا جان کی بل کر لگا اور کہے گا کہ ہم بچہ لگوؤں میں نہیں ہیں الگ شمشیر زنی کرتے ہیں اسوقت حجاب ہوگا یہ کہنے شہرنگ سے پوچھا کہ اسی بار وفادار کیا صلاح ہو اسنے عرض کی حضور جلد در بندون پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ ہو اگر یہاں رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون نام لیگا دوسرے روز نورالدین ہرین بدیع الزمان بھی اسپ پر پوش پر سوار ہوئے اور طرف صحرائے روانہ ہوئے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ ایک صحرائے سائے نخل میں کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر فورہ سانسے سے آیا کہ بیٹھے پر تیر لگا ہوا ہے لنگڑا ہوا سا منے آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون پونچھ رہے ہیں کہ نام پڑھون ناگاہ کڑا کے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہے اپنا شکار جو بڑا ہوا دیکھا جھلکا کر آواز دی اور جل گرفتہ تو کون ہو جو ہارے شکار کو شکار کیا کچھ شکار خوف نہ آیا یہ کہنے کچھ کھینچ کر ایرج کو مارا ایرج نے کھائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی جسم میں گرمی تلواریں جھین کر کمر میں ہاتھ ڈال دیا کہ دیکر اٹھا یا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن و جمال آنکھیں رشک دیدہ غزال ابرو بلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرہ زیبا پر بڑی رعب حسن سے قلب بھڑایا پیشانی پر سپینہ آبا چرخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب نگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشہ جرات یکہ ناز میں ان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا گردن غیاہ چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض بر عارض رکھ دوں مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاہ پور شیر دل بانی کے لینے کو گیا تھا جھاگل میں بانی لیکر لیٹا دور سے اسے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہیں ایک نازنین ماہ جبین نور تکمین آفتاب عالم تاب حسن میں لا جواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے جلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مکتب پر سوار ہوئی صبح کی طرح روانہ ہو گئی شاہ پور نے آکے تلوے سے سہلائے چہرے پر بانی چھڑکا ایرج جو اُسے چار جاں حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کریں کیونکہ خاموش رہیں ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہے۔ نظم

سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے  
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے  
آہو مرے خزار کے سبزے کو چر گئے  
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے  
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے  
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے  
ہم حشر میں جو لے کے یہ دامن تر گئے  
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے  
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے  
ہم وہ شجر بین باغ سے جو بے خر گئے  
ہر چند ترک عشق کو برسوں گذر گئے  
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے  
مانند برق چشم زدن میں گذر گئے  
ثابت ہوا جو کشتہ چشم سیاہ یار  
رو کر کہا جو میں نے نہ مارتا تھا میری جان  
احوال کس سے پوچھے یارانِ فتنہ کا  
کوٹھے پہ جب چاک کے وہ زہرہ جبین چڑھا  
سمجھین گئے اُسکو ابر کرم سب گناہ گنا  
آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار  
ہم آفتاب بام بن یا ہین چراغ صبح  
پھولے بھلے نہ آکے گلستان دہر میں  
اتناک وہ ایک ایک سے کرتے ہیں تذکر  
واللہ رتار سے یہ توقع نہ تھی مجھے



یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر  
کہتے ہیں رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے

ای جان مر ہی جائیگے لو اب نہ مر گئے  
عاجز تھے اپنی جان سے آخر گزر گئے

شاہ پور نے کہا ای شہر یار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آتے دیکھ کر اٹھکے جلی گئی  
ایرج نے کہا ای یارو فادار ہیکو و ہانتاک پہونچا دیا خود تلاش میں جاؤ ہم اسی مقام پہنچے  
ہیں شاہ پور نے کہا میں جاتا ہوں یہ کیلے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کر  
جلی گئی تھی روانہ ہو گیا ایرج تن تنہا زرخل بیٹھے ہیں آہو کو صاف کیا اُس کے کباب لگا  
کہ صبح سے ایک فقیر پیدا ہوا اُس نے قریب آ کے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس محل سے  
لق و دق میں تنہا اسکا سبب کیا ہو نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ مبہوت ہو رہا  
تھے صاف صاف فرما دیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے برباد  
طلسم ہفت پیکر لکھے ہیں عیار ہمارا شاہ پور شیر دل ایک کام کو گیا ہو ہم کباب لگا رہے ہیں  
آگ سلگا رہے ہیں اُس فقیر نے کہا لائیے آگ میں سلگا دوں اور کباب بھی درست  
کر دوں ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طر پٹے  
سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے میں کباب تیار ہوئے ایرج چونکہ  
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سرگردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابوں  
میں کیا ملا دیا کہ سرگردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہو اُس نے بکار کے کہ نہ  
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگوں کی تلاش میں ہو ایرج جھٹلا کے اپنے مقام  
اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے نسیم تیز رونے ایرج کا ہستارہ  
بازر حاطر قلعہ شیخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کہ اکثر نام سے  
اس کے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران میں سے  
جسکو پاؤ یا قتل کر دیا یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہو کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا  
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کو قتل ساتھ لیے ہوئے ہستارہ بدوش آکر پہونچا ہستارہ  
ساننے لاکے ڈال دیا کہا ای پلوان دوران یہ غیر صاحبقران زمان ہو آپ کی سرحد  
کباب لگا رہا تھا میں گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر پیشہ

جرأت بین مین مکر سے گرفتار کر کے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کر دیا  
 آہنگر دن کو بلائے سلسل و مطوق کر کے ہوشیار کرائے اسی وقت آہنگر آئے  
 ایرج کو سلسل کیا لیکن اب شہر میں ہڑ ہوا کہ نمبرہ صاحبقران کو صحر سے نسیم عیار  
 گرفتار کر کے لایا ہو اب اسکا دربار سمجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ میں ایرج  
 پر عاشق ہوئی اسی مہوت کی بیٹی ہو جو وقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہو اور  
 باغ میں اپنے پیونجی سرنگون بیٹھی ہو خواصین جو پوجیتی ہیں کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہو  
 کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہیں ملک کچھ جواب نہیں دیتیں لیکن سوچ رہی ہیں  
 کہ مین کیون جلی آئی دیکھئے ہوشیار ہوتے پر وہ جوان کیسی باتیں کرتا ہو ایسی ایسی باتوں  
 کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھیں کہ ایک فواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کا  
 ضروری طرث دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نمبرہ صاحبقران کو گرفتار  
 کر کے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ تین آنکھوں کا گھوڑا اس شہریار کا ہو نہایت حسین جہل  
 اب ہمارے شاہ نے اسکو سلسل کیا ہو دربار سمجھا جاتے ہیں یہ سنکر ملکہ گھبراہٹ میں  
 سے کہتی ہیں یہ تو بالکل اسی جوان کا پتہ ہو مین تو جانے ذرا کوٹھے سے دیکھوں یہ سوچکر  
 انھیں کوٹھوں کو ٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکوں سے آکر دیکھا ایرج نو جوان سلسل مطوق  
 ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اٹھائے غاڈ زرخیز میں غل ہوا  
 سمجھے کہ ہم قید ہو گئے ہیں کر کے اٹھٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ورا  
 امر ابگڑنے لگے کہ اوک تا جدار یہ جوان نام خدائے نادیدہ کا لیتا ہو مہوت نے کہا اپنے  
 مذہب کی تعریف کرتا ہو انھیں لوگوں نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہو گا طرح  
 چاہے کلام کرے بچار کر آوازدی او ایرج نو جوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمار  
 ہاتھ سے تمھیں گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچو گے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو  
 نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں اسکی مکاری ہمپر  
 کھل گئی جن پہاڑوں پر وہ خود رہتا ہو اسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کے  
 کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی کہتا ہو

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا  
 فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہاں بادشاہ اسلام بیوپنے سیاہ رو کے گیسو دراز کو  
 کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ  
 کو وہاں سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر بہوت نے یہ شکر حکم دیا اس جوان  
 کو ابھی قتل کرو ملک نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاو تیفہ ہلے برہنہ نیکر سر پر  
 ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار روئے لیکن خواصوں سے فرماتی ہیں  
 کون بابا جان کو جا کر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی بیان جب جلاوٹے  
 گردن پر ایرج کی کوٹھے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا بکار اٹھے  
 کہ اے مانگ حقیقی و اے رب تحقیقی اے ظالموں کے ہاتھ سے بچالے اپنے بندہ حقیر کو نجات  
 دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہو ہر نگین شاد ہو غمخوار

خدا مطلع جلوہ ناز و نور  
 خدا در حجاب و خدا در حضور  
 زہر پردہ حق منہا یں ظہور  
 بہر جن و ان و وحش و طہور  
 گرا ز جب و وحدت کن کس عبور  
 عبث میر و بندہ نزدیک دور  
 گئے بر تو جلوہ کوہ طور  
 گئے شکل سایہ گئے شکل نور  
 نظر آیدش جلوہ حق ضرور  
 زہر پردہ روشن ظہور خداست

خدا خالق و رازق و مہر و نور  
 خدا باطن ست و خدا ظاہر ست  
 خدا جلوہ بخش زہر آئینہ  
 مستور جو نور و ذات خداست  
 ز گرداب آفت بہ ساحل رسد  
 خدا بہت مانند دل و بغل  
 گئے شکل موئے نمایان شود  
 گئے صورت شب گئے شکل روز  
 ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد  
 زہر پردہ تا بندہ نور خداست

ایرج نو جوان دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہیں اگر جلاوٹے اس  
 جوان کے ہاتھ مارا تو میں کوٹھے سے اپنے کو گرا دوں گی ضرور جان دید ونگی دو حکم بادشاہ  
 دے چکے قصہ ہوا اب تیسرا حکم دوں کہ ایک وزیر جو مزاج میں بادشاہ کے دھل رکھتا

اپنے مقام سے اٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں قبول فرمائیے یہ جوان نبیرہ صاحبقران زمان ہوا سکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے میں حضور کا نام نہ ہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک میں شہر چپان ہوں ساری خلقت کو خبر ہوکل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرہ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ میں نے نبیرہ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اسکو آ کر خراج گزار روکین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم و اے دستور معظم جو تھے کہا وہ مابعد کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان جو کلکال نیش زن اسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر بخیر کو مقام لیا قلعے میں ایک مقام ہو جو ہان لاکہ ایرج کو بند کیا آپ بطور پیرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل میں آئیں اسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواہین سمجھاتی ہیں کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے ملکہ رو کر جواب دیتی ہیں کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کروں یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہاں تک پہنچا جا کر گرفتار کر لایا کیا ملکہ کیا انکو دم دیا انکا عیار انکے ساتھ تھا میں کس منہ سے اپنے درد دل کا حال بیان کروں نیتنم

توڑ ڈالو نگا اگر ہوگا قفس فولا دکا  
اب قفس سے جھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا  
قات میں کرتی ہیں پر بیان ذکر آدم زاد کا  
آب و دانہ ہو جو قسمت میں مری صیاد کا  
صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا  
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریا د کا  
بھول جا سکو ارادہ ہو جو اسکی یاد کا

فصل گل میں کب اٹھا مجھ سے ستم صیاد کا  
نو گرفتاری میں چندے یاد گلشن کی رہی  
خاک کے چلے کوورین خلد میں کرتی ہیں یاد  
کھینچ کر ذوق اسیری دم تاک لیجا بیگا  
بیکسان عشق پر جو رستم اچھا نہیں  
ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آ گئے ہیں  
سب سے بیگانہ ہوا دل آشنائی اس سے کہ

اس قدر بالا بلندوں سے ہوا بھگو گریز  
 آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا  
 سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا  
 جو ہر حسن آئندہ رویوں پہ کھلتے کس طرح  
 زندہ شکوہ کیجیے کسا بقول استہاد کے  
 بچکے چلتا ہوں جہاں سایہ پڑے شمشاد کا  
 پھونک دیگی آتش گل جھوٹا صیاد کا  
 سخت جانی سے مری جی جھٹ گیا جلا دکا  
 اگر ساکندرسے نہ بنتا آئندہ فولاد کا  
 آب ودانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خو اصین حیران ہیں کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتیں کرنی ہن باغ میں اگر تیریں  
 ہر جنہ کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب دیران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو بھول  
 مثل خار دل میں کھٹکنے لگے بارہ درمی میں آکے بیٹھیں مگر نہایت حیران کہ او ماہ پیکر مبارک ہر رات  
 آنکھوں میں کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو دیر نے بچایا ایک راستگی حملت ملی اب تھمت  
 نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچ کر کہا صاحبو ذرا نسیم کو بلا لاؤ میں اس سے حال دل کہوں شاید  
 اس جلا د کو رحم آئے اسے شتم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا  
 صحبت میں غیب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہیں صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدیموں  
 سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال میں پانا ہوں مزاج مبارک کیسا ہو اچھا چہرہ بے نظیر دیکھ کر  
 دل گھبراتا ہو کچھ منٹہ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سن کر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اچھا  
 کیا حال پوچھتا ہو جو پچھ گزری اس کو کیا بیان کروں ایک کام ہو جو تم سے ہو سکے تو یہ جوان جو قید  
 ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ میں اس کو دیکھ لوں صبا نے کہا آپ کے اقبال سے  
 یہ کتنی بڑی بات ہو میں صورت رہا اس کی آپ کو دکھا لاؤں ایسا نہو آپ وہاں جا کر کچھ فساد حجامین  
 ملکہ نے کہا او صبا میں ایک نگاہ دیکھ کے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اسی وقت کھانا  
 بکوا یا آئیں بیوی ملائی خوان تیار کر کے کنیزوں کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان یہ  
 آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اس نے بکار کر آوازدی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام  
 بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا اسی پہلوان دوران ملکہ عالم ہمارا ہو گئی تھیں اُنھوں نے نذر لات  
 منات کا کھانا بکوا یا حکم دیا کہ قیدیوں کو کھلا آؤ سنا ہو کہ بیان بھی کوئی قید ہو پس تم اس  
 قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اسی صبا نے سنا ہو گا کہ سارے شہر میں غلغلہ مچا ہو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے در بند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوج سے ہم شب دروز دروازہ نہیں کھولتے صبا نے کہا تم لوگ تقسیم کر کے کھا لو کہانی کے قیدیوں کو کھلا آئے سب کے ہتھ کھال اٹھا اور کہا کہ میرا دوسرا حصہ دو صبا نے سمجھوں کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کھال نے فرور نہ ہو کر دیکھا اپنے مقام سے بلکہ اٹھا بہ کتنا ہوا کہ مزدوری مجھے اشارہ کرتی ہو میں اسپر قبضہ کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی جان سے اٹھا لڑ کھڑا کے گز بہوش ہو سب لینا لینا کیلئے اٹھتے بیہوش ہو کر گرے صبا نے چڑھ کر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے تھے ملک نے آ کے ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا ای صبا انکو باغ میں بھجیل صبا نے کہا حضور میں نے کہہ دیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہاں جا کر کچھ اور ارادہ کریں میں لیے چلتا ہوں لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہی ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیاں کاٹو ایرج نے جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دور میں آکر قید توڑ ڈالی ملکہ روال سے خون پوچھنے لگیں کہا اس شہر یار کیوں جلدی کی عیار بہ سہولت قید رکاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملک نے ایرج کو ساتھ لیا طرٹ اپنے باغ کے چلین قضاے کار اطلاق نیش زن بھائی کلکال کا کہ کو تو اس شہر ہی طلا یہ بھرتا ہوا تھا بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑا تا ہوا آگے چڑھ آیا بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہی ساتھ والے بھی سب بیہوش و مدہوش پڑے ہیں جند آدمی ایک قیدی کو نکالے ہوئے لیے جلتے ہیں للکار کر آواز دی کار سے تم کون لوگ ہو گناہگار شاہی کو لیے جلتے ہو صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کیلئے پیادوں سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا اتنا کہنا کہ عیار طرٹ سے پیادے لینا لینا کیلئے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہنچے للکار کے آواز دی کہ اونا مردان تین روپوں کے پیادوں کو کیوں قتل کرتا ہو تو افسر ہی سامنے آ اطلاق نے گھوڑا بڑھا یا قریب شاہزادے کے آیا خبردار خبردار کیلئے ہاتھ تلوار کا مارا ہر بیان اطلاق نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ ساتھ والوں کو لیکر بڑھا ملک کنیزوں کو لیکر ایک گوشہ میں آئیں اور آکر ٹھہریں کمانین کا ندھوں سے

اتارین حیر بھر کمان میں بیوست کہے سب نے حیر اندازی شروع کی یہاں املاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوئے ہیں ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بتا کہ مگر ہر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہو گئے یہاں ملکہ نے بھی مع کینڈوں کے وہ حیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اس وقت اس واسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے میں تجھ کو نہ جانے دوں گا یا نہ کہنے طرت صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہر یار غلام کو بچا ہے یہ نامر طرف حیر کے آتا ہے ایرج بیتاب ہو گئے گھوڑے کو بڑھا کے لدکارے کہ او کلکال کمان جاتا ہے ٹھہر جا ورنہ بہت کچھ ناسخا لیکھ لیکن شاہ پور شیر دل جو ملاش میں ملکہ کی نکلتا تھا ایک دوکان میں فقیرانہ بھیس بدلے ہوئے پڑا ہوا سورا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اٹھ کر دوڑا راہ میں دیکھا ہمارا یہاں املاک بھاگے ہوئے آتے ہیں اٹکی زبان سے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اس طرف پہونچا باقون باقون میں صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُس نے آکر اس کو رہا کیا اہل طلبہ نے گھیرا ہے یہ سنکر یہ بھی حیر اندازی کرنے لگا سر سے گوبچن کھولا وہ تجھ مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے پڑیاں ٹوٹ گئیں کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہاں ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہیں ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلو انون کو مارا شیرازہ و دلبرانہ مصروف جنگ میں کفار اپنی جان سے تنگ ہیں بھاگتے پھرتے ہیں ایرج نے جب کچا بچھا کیا اُس کو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار لغزہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وارم سسکار کے تلوار آبدار پر رو کے ہر چند کہ صد ہا حربہ پڑا ہے مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوئے مصروف جنگ ہیں کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہیں مرکب مثل ہوا دوادوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اس کے دو ٹکڑے ہوئے پیا دون نے چاہا لا شہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ خیم سبک رویہ ہلڑ شکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ توڑاں شہر بار گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہیں اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے حیر اندازی کر رہا ہے سب کو چلا یا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کر لیا اب اسکا بچھا نہ چھوڑو



مین جا کر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہوں وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پا مال کر ڈالینگے  
انکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرات و ہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہو کر میرا بیٹا  
کیون لڑ رہا ہے برا بر حیران داری کر رہا ہے اپنے چہرے کو چاہتا ہے کہ چھپاؤں اور مار کر ان کو  
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤں ایک گوشے میں ملکہ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ کو  
پسر کیے ہوئے کھڑا ہوا تیرون کا منہ برسا رہا ہے سیکڑوں سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ  
گر رہے ہیں دریائے خون جاری ہے چار طرف سے ہی غلغلہ ہے کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو  
یہ کیکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہنچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی بی محلہ دار  
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جبار باہر تشریف لائیں نیا قیدی چھوٹ گیا  
علقہ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی بہوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے  
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہو اسکو بھی چاکر قتل کیجیے محلہ دار نے جانے بہت  
تیغ زن کو جگایا آنکھیں ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہے  
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہیں معلوم حضور کیا سبب ہے کہ میرا بیٹا قیدی  
کے ساتھ لڑ رہا ہے مبہوت نے کہا میں جا کر سب کو سمجھا دوں گا زنجیروں سے مکر باندھتا ہوا  
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علیہاے سیاہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے ڈنگے پر چوب  
پڑتی ہوئی کئی سی نقارہ بجا ہوا ایرج نو جوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھ کر خبر دی  
کہ اس شہر بار بادشاہ آہو نچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرتھائی ساٹھ ہزار فوج سے  
مقابلے کو آتا ہے ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاہ پور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ  
انکی وجہ سے میں جگر لڑ نہیں سکتا ناموس کا اس مجمع میں رہنا بڑے عیب کی بات ہے  
انشاء اللہ مبہوت کو وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد رہے شاہ پور و صبا ملکہ کو بیکر طرف باغ کے  
چلے ملکہ روتی ہوئیں ساتھ ان دونوں کے چلین مگر کنیزوں سے فرماتی ہوئیں صا جو  
میں کیا بیان کروں جو میرے دل کی نوبت ہو اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع میں چھوڑ آئی ہوں  
خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہوں جو میرا حال ہو دل پر بھوم غم و ملال ہو جی چاہتا ہے  
میں بھی انکے ساتھ لڑوں افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا۔ نظم

تسلی ہوے کوئی دم تو جان مضطر کو  
مزا پڑا ہی قناعت کا بعد طفلی سے  
ہوا سنا گئی خود کو ہوا سمجھتا ہو  
بجارت ہو جو یوں بیخودانہ مستی میں  
کچھ آجکل سے تساہل نہیں طبیعت میں  
حسین بندہ متھارا جو یاد آیا ہے  
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیں گادہ بت بھی  
دہن کے واسطے ظلمات خط میں دل پڑ  
پس از فنا جو یہی سوز شبن جنوں کی ہیں  
قصا لے آئی ہو اہل قبور محب کو بھی  
ہوے سب آج گمگوار عشق زندان میں  
کسی کے ساتھ کی میخوار جان جو یاد آئیں  
جواب لو گنگا صنم سے سوال کا اپنے  
سنجھا لو آپ کو ای رند ترک عشق کر

خدا کے واسطے مرتا ہوں آگھڑی بھر کو  
مین سیر ہو کے نہ مینا تھا شیر مادر کو  
گلی میں جلے تری دن لگے کبوتر کو  
بنایا ساتی نے کیا جلتزنگ ساغر کو  
قدیم خود ہو تغافل کی میرے دلبر کو  
تمام رات میں پٹا ہوں سینہ و سر کو  
دکھاؤ گنگا میں مسلمان کر کے کافر کو  
تلاش جیشہ رجوان کی ہو سکندر کو  
قواٹھکے بھوڑو گنگا سنگ خرا سے سر کو  
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا دوسر کو  
سنا ہو میں نے ستمگہ نے جن دبا در کو  
رہا نہ آب میں منٹھ سے لگکے ساغر کو  
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو  
کہا نکاروگ لگا یا ہو جان مضطر کو

اردھر تو ملکہ مجبور و ناجار بے ملے ہوے جلی آئیں کچھ یں نہ پڑا روتی بیٹی ہو میں باغ میں آئیں  
اردھر ایرج نوجوان پرشکر مہوت کا اگر گرایا تو پیادے بھاگنے کو تھے یا بادشاہ کے آنے  
سے رگ گئے ساٹھ ہزار جوانوں نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار  
کے نامرد بھاگتے ہیں ایرج انتہا کے زخمی ہوے اسی زخم داری میں مہوت کا سامنا ہوا مہوت  
لکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر و ہر بن موسے فون شاہزادہ ایرج نوجوان کے پڑ رہا ہو  
جاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑوں افسروں نے بھی اسکے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے  
کون آتا ہو دور سے فقط نیزے دکھاتے ہیں مہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس  
جوان نے اسی حالت زخم داری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مارا لاشے اُنکے  
پڑے ہوے پھڑک رہے ہیں مہوت نے چند سواروں کو روانہ کیا اُنھوں نے نیزے

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مہبوت نے  
 بیشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر رار روک نہ سکے تیغ جو بڑا تمام جسم  
 تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آئے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل میں فرماتے ہیں  
 کہ اے ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہے جب ہاتھوں نے دستگیری نہ کی پانوں  
 سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکے چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام میں کیا ہاتھ دونوں  
 گھوڑے کی گردن میں ڈال دیے کہا اے مرکب اکیل مجھ کو نکال لے چل ہر چہ سرب غیر ہو مگر کب  
 کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہو مثلاً نعل فخر بلا کے کھولا پشیمین دولتیاں مارتا ہوا  
 میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سچیا آپس میں لڑا کے ملکہ رات بھر باغ میں منتظر رہیں صبح  
 فراق نے جو چہرہ بلا دکھا یا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مہبوت لاشوں  
 میں تلاش کر رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اکیل زیر ران تھا  
 وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش نو کرد و ساید کہیں اگت میں ہو ہر کار سے  
 جھپٹ جھپٹ کے جلتے ہیں اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہیں حاکم کے سامنے بیان کرتے  
 ہیں کہ دو دو کوس پہنچے دیکھا کہیں اُس جوان کا پتہ نہیں ملتا چار طرف تلاش کیا مہبوت نے  
 پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ مختار یا بیٹا کہاں ہو اُسکو گرفتار کر کے لاؤ اُس سے  
 پوچھا جائے کہ تو نے کیوں رہا کیا صبا سے سبک رو بہ صورت تبدیل یہ سب باتیں سن رہا  
 تھا نسیم تو تلاش میں جبلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا اے ملکہ عالم ابھی تک کوئی  
 آپکا نام نہیں لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہو کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کر کے لاؤ میں کہاں جھپون  
 میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ میں آگ لگا دے یہاں سے نکل چلیے اب یہاں ٹھہرنا  
 مناسب وقت نہیں معلوم ہوتا ہو اب حال کھل جائیگا ملک نے کہا جیتا کہاں چلون میں یہ  
 افتادہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کو تو ال شہر آنا جاتا تو وہ اس  
 حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب نادانف ہیں یہی کہتے  
 ہیں کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیوں رہا کیا میں اب یہاں نہ رہ سکوں گا ملک نے کہا بھیانم  
 یہاں ٹھہرو میں سوار ہو کے محل میں جاتی ہوں مان سے دریافت کرتی ہوں کہ میرا تو

نام کوئی نہیں لیتا، اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کروں اور خود کہوں کہ صبا کو گرفتار کر کے بھیجوں گی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا میں دریافت کروں شاید میرے بلغ میں آیا ہو زوجہ سے انجی ذکر کر رہا ہو یہ کہہ کے حکم دیا کہ محافظہ لاؤ جیسے ہی محافظہ لاکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئیں مبہوت تیغ زن بھی محل میں آیا ہوا ہو زوجہ سے ذکر کر رہا ہو کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا میں نے اُسے بلوایا ہی باب اُسکا اُسکے ڈھونڈتے ہو کو گیا ہو کہ گیا ہو کہ اصل مطلب میں سمجھ گیا اُسکو گرفتار کر کے لاؤں تو حال کھلے اتنے میں ملکہ بھی آ کے پہنچیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ درد حیران و پریشان چاہتی ہیں اپنے کو نبھالوں مگر ترقی غم و الم سے دل نہیں نبھاتا باب کو سلام کر کے گلے میں ہاتھ ڈالتے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہو مبہوت نے دیکھ کر کہا ای نور نظر و ای پارہ جگر تمھارے عیار نے جا کر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہو ملکہ رونے لگیں کہا باباجان مجھ کو کیا ضرورت تھی کہ میں ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہو میں نے شب کو باغ میں یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا میں حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہو زندہ دیکھا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہر کارے بھیجے ہیں وہ لاشہ اٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سر خدمت خداوند میں بھیجوں قدرت فرماتے ہیں یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہیں انکا مشانا ہم نہیں جانتے ہیں تین بہاؤ ویران ہوئے نگہبان اُن بہاؤوں کے ویران ہوئے جان سے مارے گئے بی مقنا طلیس جاو جا کر بادشاہ کی ظاہر میں شریک ہو گئیں انھیں کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہیں سنا ہو کہ گوہ مقنا طلیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تہرہ لگانی ہوئی ملکہ نے باب کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم میں نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہیں مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا کے شک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کر کے روانہ کر دینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہیں میں وہاں میان محترم کو بھیجوں گی یہ کہہ کے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اس شیر بیشہ جرات کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اس وقت دل کو تسکین ہوگی لفظ

کچھ کام نہیں جیسا کہ حسب سے نہ نسبت سے تجھ سے ہی امان مانگتا ہوں تیرے غضب سے میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے انسان ہو یا ہر نہ تو مرضی رب سے ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے اس پر پالے جو مجھے جس کی شب سے دیوانہ ہوں اس رشک پر یزاد کا تب سے باہر نہواؤ سر و چین خدا دے سکے سائل ہو یہ درویش شہنشاہ عرب سے

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے ہو کون پچائے جو ترے قہر سے یارب جانا بازی نہ کی معرکہ عشق میں کس روز جزو شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر دم بھر نہ رہے جن سے افسوس ہو اور جحجھک و کھلا بیگانہ وصل کا بھی جذب محبت آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہیں تجھ کو مطلب نہیں کچھ اہل دل سے مجھے اور نہ

شاہ پورے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہو ملکہ روئے لگین کہا بھیا اگر انکی خیر و عافیت تم کو ملے تو ہم بھی انکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پانا تو ہمارے حال خیر کا ذکر کرنا اور ہم کو بھی خبر پہنچانا شاہ پورے کہا مجھ پر کیا موقوف ہو شاہزادے تمھارے لیے خود چین ہو گئے ملکہ اب گھر آئیں نہیں یہ غازی اور مجاہد ہیں ایسی افتادین اکثر بڑے پھر عظم و شان کے ساتھ آنگو پایا آپ دل کو سنبھالے زیادہ بے قرار نہ ہو جیسے میں انشاء اللہ شاہزاد کو لیکر آتا ہوں یہ کہہ کر شاہ پور ملکہ سے رخصت ہو کر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانچہ گذرا کہ گھوڑا بھلیکھ نکلا ہا ہوئے دلیران کی صداکان میں بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو اگر ایک دشت سبزہ زار میں پہنچا دو چار مٹھے گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گر کر مرکب اخیل بیٹھ گیا زبان زخون کو چاٹتا ہو جب شاہزادے کو بوٹس نہ آبا بے زبان تھا جرنے میں مصروف ہوا وہاں پر قریب ایک قریہ ہو بہزادہ زمیندار یہاں کا حاکم ہو صبح کو چہ گنوار ساتھ میں کھیتوں کو

دیکھتا ہوا چلا آتا، ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گسیان دیکھیے قراقون نے ایک جوان کو مار کر ڈالا، یہ ہزارو قریب آیا ایرج کو دیکھا زخموں میں جوڑ جوڑ مگر ہتھکار لگے تین سیاہ جواہرات موتیوں کے ملے باقوت احمد کے کنٹھے گلے میں پڑے ہوئے ہزارو نے کہا یارو اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچا یا فراق لوٹے نہیں پائے ساتھ والوں نے کہا گسیان آپ سچ کہتے ہیں دیکھیے گھوڑا بھی اسی جوان کا چر رہا ہو ہزارو نے گانوں سے چار پائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آدوٹہ نفس کی دیکھ کر خوش ہو گیا کہ میں اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چار پائی پر ڈالا تو گھوڑا شہید بھڑتا ہوا اس ارادے سے قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کروں ہزارو نے جھکار کر کہا اوی مرکب اخیل، ہم تیرے سوار کے خیر خواہ ہیں تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کڑہ بن اشقر پاس بہتو کے نسیم عیار لیگیا تھا ہزارو گانوں میں لایا اپنے مکان میں لے کے رکھا جراح سے بڑے کہا کہ اسکا علاج کرو بائج بیگھے زمین اپنی میر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا ہزارو کو مطمئن کیا کہ میر جوان خوب لڑا کوئی رگ بچھہ ایسا نہیں کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ میں صحت پائیگا یہ کہے مرہم بٹی کی ہزارو دورو مال ہاتھ میں لیکر سر چلے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش آئے تو دریافت حال کروں کہ کس مقام پر زخمی ہوئے یہ جوان کس خاندان سے ہو جب ایرج کو آرام پہنچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک پتہ نارو ضلع سرخانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہو ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھوں ہزارو نے منع کیا کہ مانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قراقون نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آجکا عملداری میں میری آپکو لے آیا مجھ کو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر میں اٹھا لایا اب مفصل مال بیان کیجیے ایرج نے کہا قراقون کی کیا محال ہو جو مجھ کو گھیر سکین مہبوت تیغ زن جو بادشاہ ہوا سنے ساتھ ہزارو فوج سے مجھ پر بلوہ کیا اسپر بکریش آیا پشت پر سے اگر زخمی کیا انتشار امتداسکو جا کر سزا دونگا اور تنے میری جان بخشی کی بختا را احسان ہوا ہزارو نے عرض کی نام نامی سے اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نو جوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور کچھ ذکر اپنے جد کا کیا

کہ وہ طلسم کشا بہن ہزار کو سنا ما آگیا جی میں کہتا ہوں کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ مجھ پر شکریہ کرے تو گاؤں بھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچ کر سر جھکا لیا ہزار نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا میں اسی کا خراج گزار ہوں اگر کہیں خبر وہ پا گیا تو سارے گاؤں کو بھونک دیگا ایرج اٹھنے لگے فرمایا کہ اے ہزار ہم رخصت ہونے میں جنگل میں جا کے بسر کریں گے ہمارے وجہ سے تمہارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہو تو صحت پائیں گے ورنہ جنگل میں تو پتھر پتھر کے مرجان کے زمیندار قدموں پر گر پڑا میں آپ کو رہ جانے دوں گا میرے گاؤں میں ہزار پاسی بستے ہیں بادشاہ سے لڑ بھڑو لگا لیکن آپ کو جانے دوں گا میں نے آپ کو اپنا فرزند کیا ہے یہ کہنے سے صرف خدشہ گزاری ہوا قضاے کا یہاں سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہے بلبلان مردم در قراق بالا کوہ رہتا ہے اسکو ہر کاروں نے خبر ہو چائی کہ ہزار زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اٹھا کر لے گیا کہ کئی لاکھ روپے کا جوہر اس کے زیب جسم ہے اسکا علاج کر لے یہ سن کر بلبلان مردم در یہ کہتا ہوا اٹھا کہ آج تک مجھے ہزار کو نہیں سنا تھا مگر یہ سونے کی جڑیا اس سے ضرور لینے کے لیے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار ہو کر سامنے آئے آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف قریے کے روانہ ہو گیا کہتا ہوا کہ یارو سکا خیال ہے کہ ایسا ہونا نام بادولت کا شکر وہ جوان بھاگ جائے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے اسکا خیال رکھو وہ میدان ہزار نے تمام مال اپنے قبضے میں کیا ہو گا کسی جیلہ سے اس جوان کو مار ڈالیں گے یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ راہ میں ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار کے آیا وہ وقت ہے کہ ہزار ایرج نو جوان سے ہم کلام ہو تمام حالات پوچھ رہا ہے اور ایرج اپنا حال بیان کر رہے ہیں کہ وہ گنوار آکر ہو چکا کان میں ہزار کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلبلان قراق آپ کی اور آپ کے گاؤں کی بربادی کو آتا ہے اور یہ اپنے ساتھیوں سے کہ چکا ہے کہ اگر اسے بہ سہولت اس جوان زخمی کو دیا جب تو خبر ہو ورنہ سر اس کے لیے خرابی ہے جس شخص کے گاؤں میں قتل کر دینا یہ خبر وحشت افزہ رنگ روے ہزار متغیر ہو گیا ایرج نے دریافت کیا کہ اے ہزار اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہو گئے مجھے مفصل بیان کر دو ہزار نے کہا اے شہریار میں کسی طرح یہ نہیں چاہتا کہ آپ کو ملال ہو پچھے بلبلان مردم در نے قراق سے



زیر دست ہو کہ مہموت تاجدار کی زمین دیالی سوال میں اکثر خرچ منگو بھیجتا ہو بادشاہ اس سے اسقدر دبتے ہیں کہ اٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہو بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہیں اس کے ہر کار کے آٹھ ہر صحرا میں پھرا کرتے ہیں آپ کی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے طلب کرتا ہو اور بارہ ہزار قراقون سے آتا ہو ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجو زمیندار نے کہا حضور وہ جلا ہو نہیں معلوم کیونکہ پیش آنے میں یہ نگو اور اگر ننگا ایرج خود آٹھ بیٹھے کہا ہمارا مرکب توتیار کو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود آٹھ کر مرکب پر زمین ڈالا آلات پیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہو کر فرمایا اے بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اس سے کہ میں نے آپ کے خوف سے اس جوان کو نکال دیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہیں ہو اسی طرف اب وہ آتا ہو اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہو آپ کی سواری کے قابل ہو بس یہ لکھ کر تم الگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کیا ہوتا ہو اگر تمام فوج کو حکم دے تو تمھارے مزاج میں آئے شریک ہونا نہ مزاج میں آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار کے کیا درجے کرتا ہوں بہزاد کہتا ہو اے شہزادہ آپ قصد کرتے ہیں میرا دل کا بنتا ہو بارہ برس سے وہ قراتی کرتا ہو جنگ دیدہ کار آرمودہ بارہ ہزار جو اس کے ساتھ ہیں ان بارہ ہزاروں سے ایک لاکھ فوج مقابلہ نہیں کر سکتی ایک لاکھ برس بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہیں انکو لوٹ لیتے ہیں آپ یکے و تنہا کیا کر سکتے ہیں میرے گاؤں میں جو ہزار پاسی بستے ہیں وہ ان قراقون کے مقابلے کے لائق نہیں ہیں وہ قراق ایسے حیرانہ از ہیں کہ شب تیرہ و تار میں چشم مور پر تیر مارین آواز پر تیرا گاتے ہیں صد ہا قافلے لوٹ لیے انکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے سے مل ڈالتا ہو اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہو ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے ہیں اور یا جو اہرات اسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اپنا مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض میں وہ اسب صبار فتار صرصر کردار آپکو دون کے جبکی رفتار سے ہو ابھی تھک تھک کر رہ جائے اسپر ستوار ہو بیجے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر مور با تھکا کہ یکا یک گاؤں میں ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آگے خبر ہو بنجائی کہ گاؤں میں قراق گھس آئے کئی مکانوں میں آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلقان

پکارتا ہوا آتا ہو کہ کہاں ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھ کر اٹھالایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زور نقد و جنس سے اس کے پاس ہو وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدیون پر ایرج کے یہ خبر وحشت افزہ سن کر گر پڑا کہا حضور دیکھئے قریہ میرا تباہ ہوا جاتا ہو لوگ قتل ہو رہے ہیں مگر میں آپ کی بہتری چاہتا ہوں مال دیدیکھے ایرج نے کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یوں نہ دینگے جب وہ ہم پر غالب آئیگا تب اس کو اختیار ہو خود ہمارے جسم سے اتار لیگا یہ کہہ کر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغ کھینچے ہوئے مکانوں میں اہل قریہ کے آگ لگتا ہوا چلا آتا ہو ایرج کو جو آتے ہوئے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر بڑی ہو اسپر موتیوں کا جال اور موتیوں کے مارے گلے میں پڑے ہوئے صورت زیبا مانند آفتاب عالم تاب پکار اٹھا کہ اوسافر جان کو ابنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہو تیغ بھی مابولت کو نہایت مرغوب ہو گھوڑا بھی بہت فوب ہو گھوڑے سے اتر اسباب ہموادے جب تو قیری جان بخشی کرتا ہوں ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے جواب دیا ای بلمان مروان عالم کیونکر قبول کریں کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے ترے والے کروین آمد دیدان ہو مقابلہ کر اگر ہم پر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سن کر فوب فقہہ مار کے ہنسا ساتھ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ نوصا جو ذرا سنو یہ مجھ سے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اٹھا کے مارون گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہہ نیزہ اٹھا یا بیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چا ہا سنان نیزہ پر اٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والوں کو پکار رہا ہو خبر وار تم میں سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی ہیں اسی پر اس کو گھمنڈ ہو میں سب وصلہ اسکے نکالے دیتا ہوں اس طرح نیزے پر اٹھا کے مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہو کہ اے بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہو بلمان کہتا ہو ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہو ورنہ اب تک مار لیتا زندہ دھچھوڑتا مگر یہ نہیں مانتا لڑے ہی جاتا ہو ایرج نو جوان جواب دیتے ہیں ای بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہو اور فنون سپاہ گری میں امتحان لینا یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کا نیزہ

گانشٹا تھیں امارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اچھل پڑا بلہان نے کہا او جوان اسپر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہو اس تیغہ بے دریغ کو اگر بہار پر ماروں تو تابہ بیج کا بون نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کیسے تیغہ بر قتاب کھینچا گویا اثر دہا غار سے نکلا خبردار خبردار کیسے بلہان نے دوستی تیغہ مارا ایرج نو جوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا وے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کیسے ہاتھ تلوار کا مارا بلہان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر برہنہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای جوان دھوکھا کھاتا ہو تلوار کی رد و قبح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑا گیا توڑ مڑ کر رکھ رونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اب تو گینڈے سے اترے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلہان نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب فراق جم کر کھڑے ہوئے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر کھٹھے لگائے ہوئے لیس ہین تمشا دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلہان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان کا وار کرتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیسے کیسے پہلوان مارے جب تو بادشاہ خاموش ہو جو طلب کرتا ہو وہ بھیج دیتا ہو ہزار فراتون کی خواہ بادشاہ کے ذمے ہو اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہو بلہان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں ایرج نو جوان نے کلائی مقام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے دائون ہونے لگے بلہان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہو جہاں پکڑ لاتا ہو ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور جب ایرج اسکو پکڑ لاتے ہیں تو بلہان بے مشکل نکلتا ہو جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ رہے ہیں یا رو اب ہمتے اس جوان کو پہچانا یہ غیرہ صاحبقران زمرہ شاہ باختری کا نو ہوا پڑے بڑے پہلوان زبردست اسے زیر کیسے ہیں میعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ اسکے سردار ہیں حکم تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ بلہان کو لیر کر لیگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال ہو گیا ہو رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہو کھڑا ہوا کانپ رہا ہو اور اس جوان کے چہرے پر بجالی ہو کس خوشی اور لبثا شہی سے کھڑا ہوا اڑ رہا ہو یا س کا چہرے پر نام نہیں جب بلہان

کوئی قبیح باندھتا ہو تو بارہ ہزار فراق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں اے پہلوان دوران وگر شاسب  
 جہان کیا بیج باندھا ہو کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بر آسانی نکل جاتے ہیں فراق خاموش  
 کھڑے ہیں صبح سے جنگ شروع ہوئی، اب جا رہے گھڑی دن باقی رہ گیا ہو بلمان نے کہا اے  
 شیر بیشہ جرات بہمت دن بھر ہمکو تکوڑتے ہوئے گذر اسب لوگ کھڑے ہوئے نماشا  
 دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ  
 تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھ نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے  
 بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم  
 ایرج ہٹ کر آئے بلمان نے ہلکے مارا ایرج نے لنگر انا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر  
 زور کیا کہ اگر بھاڑ بر کرنا تو اسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کو وہ وقار کے لنگر میں حرکت بھی نہ تھی  
 بلمان کا چہرہ سخی ہو گیا فریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا  
 اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے  
 اٹھتا ہو دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان  
 مردم در چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر رکون تو بائیں بازو کا ہلکے بڑتا ہو طبقہ زمین کا پاؤن کے  
 نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ بڑا وقت ہو کہ زمین پیردن کے نیچے سے سر کی جاتی ہو سترہ اٹھا رہا قدم  
 ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بزار ہو اٹھا رین قدم پرلا کے ہلکے مارا کہ دونوں گھٹنے  
 بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کر دن ایرج نے ہاتھوں کو ستون کیا لنگر  
 نہ جھنے پایا کمر میں ہاتھ ڈال کر لغزہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش  
 ہو گئی بلمان سے زمین جھڑائی دوسرے زور میں ناہ گھٹنے اور قیصرے زور میں سر سے بلند  
 کیا داہنے پاؤن آگے بڑھایا باپان قدم پیچھے ہٹا با ارادہ کیا جیخ دیکر زمین پر دے ماروں  
 اس زور و جرات پر اس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہو گیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے شہریار جبکو  
 سر سے بلند کرتے ہیں اسکو زمین مذلت پر نہیں ڈالتے میں دل سے اطاعت کرتا ہوں  
 ماشاء اللہ کیا زور و جرات ہو میری کیا حقیقت ہو میں سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان  
 آپ کے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اسکو اتار بلمان قدیم پر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ بتلایا بلہان مردم در کلمہ پڑھ کر بے صدق مسلمان ہوا فوج سے بیکار کر  
آواز دی یارو میں نے اس بشر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو  
میرا ساتھ دے ورنہ جھکو ترک کرے سب قزاقوں نے بکار کر آواز دی ہم دل و جان سے  
اطاعت قبول کرتے ہیں مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے  
کوئی جرأت میں غالب نہیں ہو سکتا جس کسی نے انتہا کی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے  
زیر ہوا بہزاد زمیندار قہر مون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے  
خون ہوے کیسا ہی تاجرادھر سے نکلا اگر فوجیں بھی اُسکے ساتھ ہوئیں تو اسنے لوٹ لیا  
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادھر سے نہیں بچا آپ نے آج مسافروں پر بڑا احسان کیا  
قریبے میں لا کے بلہان کو اُتارا بلہان بیان و دل مصروف خد مسنگزاری ہو مگر ایرج فرماتے  
ہیں کہ جلد بیان سے کوچ کرو اب یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہو بلہان نے کہا میں مستدوم  
میسنت لزوم میں حاضر رہوں گا چاہتا ہوں کہ ساتھ نہ چھوڑوں ہمیشہ حاضر خدمت رہوں بلہان  
مردم ورنے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج کو جوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق  
صفت جمائے ہوے کھڑے ہیں فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرد اڑی سب  
دیکھنے لگے بلہان نے دیکھا دل میں سمجھ گیا کہ پیمان فیل بھائی اسکا ساتھ ہزار فوج سے  
آتا ہو بلہان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اُسکو بھی لا کر قدموں پر  
گراتا ہوں یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے پیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب  
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو پیمان نے کہا تیری نامردی مستکر آیا ہوں تجھ ایسا  
قزاق زور و طاقت میں طاق شہرہ آفاق فن جنگ میں مشاق اور یکایک یوں حول  
بھجھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلہان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری میں پیر کیا  
تب میں نے اطاعت ایسے بشر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملے ہیں تیرا بھی اگر دل چاہے  
امتحان کر لے وہ برابر تجکو زیر کرین گے پیمان نے کہا میں جھکوڑا اسکی صورت تو دیکھو  
کہ کیسے ہاتھ پاؤں ہیں کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلہان نے کہا بھائی ظاہر میں تو  
چھوٹے ستے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے گدگ دریشیہ میں بھر ہو بلہان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت میں شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہے یہ بھی آپ کی اطاعت کرنا چاہتا ہے ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھ کر جل گیا دین کہتا ہے کہ یہ تو اس قابل ہے کہ صحبت میں ہم بیٹھیں ساقی بچوں میں اسکو شریک کر میں نہ کہ ہم اسکے مطیع ہوں مگر ظاہر میں کہا اسکو شہر بار کل میں آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اسی وقت لشکر اتارا بارگاہ استاد کرائی بلوان اور ایرج کو لیکر بارگاہ میں پہنچا ظاہر میں تو مصروف خدمت گزار ہی ہو باطن میں اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جایا ساقی بچوں کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا  
بادشاہ ہفت کشور ہو گرا کیونکر ہوا  
یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا  
خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا  
بست جو چھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا  
تھا بڑا کم ظرف یہ ذی وصلہ کیونکر ہوا  
ورنہ بسمل حاضر قبلہ نما کیونکر ہوا  
عقل حیران ہو یہ درد لادو کیونکر ہوا  
چھچھا اسو شوخ بھر رنگ خا کیونکر ہوا  
رنگار تھا مرد فلندہ پار کیونکر ہوا

بیمروت ہو فنا تو با وٹا کیونکر ہوا  
خواجہ قبر کے گھر کا جو کہ کلا یا نقیر  
کسے دی معجز نیا کی گئے دی بیغمبری  
واوی آفت میں آپ آوارہ بھرنا ہو بھری  
توبہ کرو برہمن سجدے یہ کرتا ہو کسے  
دعوتیں رز و ن کی اب کرنے لگا برہمن  
شاید اس نازک فلک نے تیرا راستہ  
مطلقاً اتارا آفت پہلے کچھ سدا تھے  
اگر نہیں خون شہیدان ہو گیا آئین شریک  
سننے میں جب سے خادم ہو وہ بتا سدا کا

عین گرمی صحبت میں ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسامے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہوں اسید وار ہوں نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے محبوب کو جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلوان کو دیا بلوان بھی پی گیا ساقی بچوں کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو بلائے لگے تھوڑے عرصے میں سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش میں اٹھے اٹھتے ہی گریے بلوان برابر تھا

وہ بھی گرا ان دونوں جوانوں کا گرنے کا ساتھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقوں کو گھیر کر  
 فوج والوں نے قزاقوں کو گھیر لیا ان پیاروں نے مجبور و ناجار ہو کر اطاعت کی ان دونوں کو  
 مسلسل کیا ارا بے پروا کیا اب یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا  
 حرکت کی یہ بیان نے جواب دیا تم ایسوں کے واسطے ہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداؤ  
 میں بچلو نگا اسی وقت یہ بیان نے کوچ کر دیا قصائے کار شاہ پور شیر دل جو تلاش میں اپنے  
 آقا کی نکلا تھا پھر آتا جو اس طرف گذرتا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اسنے کہ ایک  
 لشکر گران اُترا ہوا ہو اور شاہزادہ ایرج جو جوان اور ایک اور جوان دو خصال زنجیر میں  
 دونوں کو جکڑے ہوئے چند سیاہی لیے جاتے ہیں شاہ پور شیر دل بے قرار ہو گیا حیران تھا  
 یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر میں آیا احوال دریافت کیا مگر دل میں گستاخو آج ہی  
 رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت میں شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے  
 قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہیں کہ سامنے  
 سے گذرنا دشوار ہو کر دُسی قید خانے کے چھوڑ گیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بھٹک  
 نقب دیتا رات بھر اسی فکر میں گذر گئی دیکھا شاہ پور شیر دل نے قیدی زندان مغرب  
 قید شدہ سے رہائی پا کر بالائے آسمان آیا شاہ پور شیر دل بہت حیران ہوا یہ بیان جو اُٹھا تو  
 قید خانے کے آیا جانبا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہیں زمین بھر کی  
 کھنی نقب نہ لگی یہ بیان سمجھا کہ کوئی عبارت میرے لشکر میں آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب  
 نہ دے سکا پر نشان ہوا نگہبانوں کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو  
 کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہم نے نہیں آنے دیا ہوشیار رہے یہ بیان نے کہا کہ دس بارہ  
 منزلین طہر کرنا ہیں پہرے والے کہنا تاک جا گینگے آخر وہ عبارت اپنا کام کر جائیگا ساتھ والوں سے  
 صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لوں سب نے کہا بہت بہتر ہے  
 بیشک بقول آپکے عیار مسلمانوں کے بڑے غضب کے ہیں رہا کہ لجا گینگے سر کاٹ کر پھیلے  
 یہ بیان نے اُسی وقت میدان خوبی کی تہا کی جلا دخیجہر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگین  
 لگانے لگے ایرج و بلہان کو دیر تیغ لاکے بٹھایا جلا دے کو لے کا خط گردن پر ایرج کی



شاہ پور شیر دل ایک دوکان میں پڑا ہوا سوراہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کر گیا میں بھی اٹھایا جاؤنگھا مگر بلڑ سٹنکے اٹھا جمع میں آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہو حیران تھا کہ ایک شاہ پور اب کیا کروں یہاں پیمان نے جلاؤ کو حکم دیا شاہ پور نے گو بھن کے پتھر سے کئی جلاؤ مارے جا ہتا ہو جست کر کے فریب ہو بچوں فوجوں کے اس قدر جماؤ ہیں کہ بیک خیال کا گڑ دشوار ہو حیران و پریشان ہو گو بھن لیے کھڑا ہو دعائیں مانگا رہا ہو کہ ایک کار ساز بے نیاز میرے آقا کو اس جلاؤ کے ہاتھ سے بجائے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے لطم

کردہ برہر کہ اک حلق کرم چارہ ساز درد بیمار ان توی نوخبر گیسہ جہانی روز و شب ہرزبان در شرح اوصاف تو لال جلوہ گرد در بستکہ انوار نست اک کرم گستر بنام تاسیت	اوندارو در زمانہ رنج و غم در سقیم الحال در رنج و الم ہمدوم و دمساز عالم دم بدم قا صراحت سریر و صفت ہر قلم آشکارا صورت اندر حرم ختم شد بخشش سخاوت گشت تم
--	--

ایرج فوجوان بھی زندگی سے مایوس ہیں ہزار زیندار کے کیجے پر چھری جل رہی ہے کہ اسنے بخت جان اطاعت قبول کی ہو فوجوں میں گھرا کھڑا ہو سوچتا ہو کہ ذرا میں نے سرکشی کی تو مجھ پر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑیں گے دل سے دعائیں مانگا رہا ہو آخر پیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگاروں کا قتل کرنا بھی دشوار ہو آخر یہ پتھر کہاں سے آتے ہیں تو ایک سپاہی نے شاہ پور شیر دل کو دیکھ لیا بکار کر اسنے آواز دی کہ اے پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاہ پور کے دوڑے شاہ پور نے نیچہ کھینچا کسی کو خنجر کسی پر حباب مار دیا کبھی حقہ آتش بازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رخ کیے ہوئے بھاگا چلا جاتا ہو قضاے کلا صحر سے گرد اڑی دیکھا سب نے نور الد ہر بن بدیع الزمان اسب پر پوش بر سوار چلے آتے ہیں ہلڑ جو ستار اٹھا کے بے نگاہ غور دیکھا ایرج فوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو گئے وہیں لغرہ کیا باشید اکو کا فران بچا واکو نا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد

لغرہ نور الد ہر بن بدیع الزمان

ہمارے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی  
پناہ لشکر اسلام نورالد ہرگز ہمیش

کہ شام نش جانگیر و فلک گیتی تان خواندہ  
عدد در رزم گامش صد ہزار ان امان

نفرہ کر کے آواز دی اسی برادر نہ کعبہ انامین آہو چا شاہ پور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ  
شاہزادہ نورالد ہر کافرون برآ پڑے تلوار چلنے لگی شاہ پور نے قریب جا کے ایرج کی تھکڑی  
کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو مڑوڑ ڈالا بلہان کی فید کاٹی بہزاد نے بلوہ  
کو دیا نورالد ہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف پیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے  
بتیاب ہو کے آواز دی او کشتی گیر زادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ  
نہ اٹھانا نورالد ہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سو بچے کہ اگر گھر جاؤ گا تو  
اس بد زبان سے فساد ہو گا لہذا نکل جلو مشیرنگ عیار بھی ہمراہ ہی جب ایرج نوجوان  
نے دیکھا کہ نورالد ہر لڑتے بھڑتے ہوئے چیکے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے  
قریب بلہان کے بھائی پیمان فیل سوار کے پہونچے لٹکار کر آواز دی اونا سر  
انجام دیکھا مجھے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہم کو اپنی جرات دکھا بلہان مسل  
دیو کے جھوٹا ہوا قریب پیمان کے آیا لنگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھایا  
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن جو رہو رہو سے چاہتا ہوں کہ پیمان کی کشتی مجھے ہو ایرج  
نوجوان کو سمجھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں  
میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھین کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا اے بلہان دیکھ  
بشت پر کون آگیا بلہان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلہان کا زخمی ہوا چاہا کہ  
سر کاٹ لوں بلہان نے آواز دی اے آقا سے خدا مارو شہنشاہ والا تبار غلام شمار ہوتا ہو ایرج  
نے جو بلہان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم درہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے  
لٹکار کر آواز دی اونا مرد مگر کا بہت پابند ہو اس پیشرو لیر کو مگر سے زخمی کیا ہمارے سامنے  
تو آ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان برآ پڑا کسی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب  
دار خانی دے بیٹے کو اپنے چمکایا خبردار خبردار لکھے ہاتھ مار دیا تیغہ دودے سکندر ہی دست  
زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے جگہ بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی  
وزیر دست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاہ پور شیر دل رکاب ظفر انساب سے  
لیٹا ہوا پشت پانی کر رہا ہو جیٹ پر آیا اسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقہ آتش بازی داغا  
دس پانچ کے منہ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا نوج والے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے  
بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے جا درین ہلا دین آخر کار بلان نے سب کو لاکے حاضر خدمت  
کیا اور عرض کی کہ اگر شہر بار پسب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پسب نے لعنت کی اب  
ایمچ نوجوان نے سب کو کلمہ پڑھایا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہوئی کل پہلوانوں کو لیے ہو  
بارگاہ میں آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہیں دوسرے  
دن لشکر کو تیار کیا طرف مہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہو مہوت  
تیغ زن اپنے قلعے میں ملکہ کی الگ عجیب حالت ہو باغ میں ہمراہ صبا کے سبک رو کے  
یاد میں شاہزادے کی رویا کرتی ہیں جب انکا عیاں عرض کرتا ہو کہ اے ملکہ عالم صبر کیجئے ہنسا ہنسا  
شہر بار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بے قرار ہو کے فرماتی ہیں اے صبا  
سبک رو میں کیا صبر کروں کیونکہ جبر کر دن میری تو یہ کیفیت ہو نہ نظم

اسے نواہ کا یار انہیں کہاں فریاد  
مگر کریں گے کبھی ہر امتحان فریاد  
کریں گی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد  
نہ آہ و نالہ کروں میں نہ اب فغان فریاد  
کریں گے شکل مزا میرا استخوان فریاد  
جو پیر کرتے ہیں آہیں تو نو جوان فریاد  
قسم خدا کی جو آئی ہو تازبان مسر یاد  
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد  
سینگا کون اثر بار اب کہاں مسر یاد

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد  
یہ ہو یقین کہ جانیگی راہگان فریاد  
گئیں جو حسرت ویدارے کے دیباے  
فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا  
جھٹیکا بعد فنا بھی نہ شغل ہمارے کشی  
تمھارے واسطے نالان ہیں سارے خرد و بزرگ  
ترے فراق میں اوبت کراہنے کے سوا  
اثر ہو باد و باری کا آہ میں میری  
گئیں وہ عشق کے ہمراہ رنارتا شیریں

جب ملکہ بہت بے قرار ہو میں تو صبا کے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہو ملک نے کہا بھیاں کو تلاش کرو گے اب ہمارے اس کے عدم میں ملاقات ہوگی سردار مہبوت تیغ زن کہتا ہو کہ میں نے اُنکو مار ڈالا صبا کے سبک و نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہو یہ وہ شیر مین کہ لاکھوں میں اکیلے لڑتے ہیں مہبوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صد ہا پہلوان مسخون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہنے رات کو صبا کے سبک رو نکلا ادھر سے تو یہ جاتا ہو اور ادھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہر خید کہ صبا صورت بدلے ہوئے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی مینا جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرا بگرا سوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آ کے ہو بیٹا کہا کیوں ہنر صاحب خیر تو ہو نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی مدم پہچانا کہا اے صبا جل تجب شاہ نے بلایا ہو اگر صاف صاف بتا دیجگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانہ ہوئے ہیں میں ایک غریب مسافر ہوں تلاش معاش میں نکلا ہوں اس زمانے میں منگی تو اہل و عیال تو پد رہے ہیں کہیں سے تلاش کر کے لاؤں بال بچوں کو کھلاؤں نسیم نے کہا اے تو میرے سامنے باتیں بنانا ہو مجھے چھپاتا ہو اب یہاں سے فوجیں گئی ہیں اُس جوان گرفتار کر کے لائینگے سب حال کھل جائیگا تو کیوں چھپاتا ہو صاف صاف ظاہر کر دے صبا ہنکار کر رہا ہو آخر باب بیٹوں میں نیچے چلنے لگا مگر نسیم جان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نو جوان ایک جگہ پر نسیم نے کہا اے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا کے سبک رو نے یہ سن کر ٹٹھ بھر نسیم نے حلقہ ہائے کمند اسکی گردن میں مارے صبا کے سبک دوز میں پر گرا باب نے بیٹے کو حباب بار صبا بیہوش ہوا صحرا میں لائے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھ لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیوں اے بھیاں اب بھی صاف صاف بتا دے کہ تو گنگا رشاہ دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کر دیجگا تو تیرے جان بخشی کر دوں گا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤں گا صبا کے سبک رو پریشان ہوا کہ باب کو کیا جواب دیں اگر اصل امر کہتا ہوں تو راز کھلا جاتا ہو نہیں اُس حریق آتش اشتیاق و غریق تجھ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ اے بابا جان ۔۔۔ اسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کر کے رہا کر دیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہو مکار طرار فرار ہو قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اسو فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہیں یہ امر تیرے وصلہ نے کیونکر گوارا کیا یہ کسی جلیل کا کام ہو صاف صاف بیان کر صبا سے شک روتے کہا بابا جان آج کے سامنے میری کیا مجال ہو کہ میں خلافت عرض کروں نسیم نے ہوا کو بانڈھا ہو جب صبا سے شک نہ قبولاتو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا ہلک گیا کہا اسی باب اگر قتل ہی کرنا منظور ہو تو خنجر مار دے سر صبا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہو کہ صبا سے شک روتے رہا ہو اور نسیم کوڑے مار مار کر پوچھتا ہو کہ صحرے سے گرد آڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبا سے شک روتے دیکھا پشت پہ فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفت کو دار بر نقد روح فاکسم زیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں بلقان مردم در قراق پلو میں مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاہ پور شیر دل رکاب نطفہ زتاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صبا سے شک روتے جو ایرج کو دیکھا بغیر ہو کر آواز دی شاہ پور نے جو صبا کو پہچانا بھی کھینچ کر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ یہ جب تک پہنچے گا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا آواز دی او جلا د صاحب بیدا اگر ایک موئے جسم بھی صبا کا کم ہو تو بہتر دہ ہو کہ اندھیری شب میں چشم مور پر پرے نسیم شاہ پور شیر دل کو تو خیال میں نہ لایا مگر کڑکنے سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل میں کہ رہا ہو کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو بھاؤں بھر جب یہ عیار آہنگا تو دیکھا جاہنگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھ کر لیجاؤنگا ایرج نہ دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہو وہین سے ایسا ایک تیز ناک کے مارا کہ نلی کو توڑ کر شائد نسیم شاد کیا اب اتنے عرصے میں شاہ پور بھی قریب پہنچا اور لٹکارا بیچیا میرے سامنے دوہا اور جھپٹکر ایک نیچے جو مارا تو کند کٹ گئی اور صبا سے شک رہا ہوا شاہ پور شیر دل و نسیم سب رو سے نیچے چلنے لگا شاہ پور نے مکر تار ہاتھ پر نیچے مارا نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹ ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع مشک ظفر اثر کے آگے پہنچے صبا سے سب کمال دریافت کیا اُسے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہو جس روز سے آپ نکل گئے یہ سچیا میری تلاش میں تھا آج میں  
آپ کی تلاش میں نکلا اس سچیا نے مجھ کو بابا میں نے اس کے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر مالک کا  
نام نہیں لیا اب مجھے رخصت کیجیے میں اپنے کو خدمت میں ملکہ کی بیوی بنائوں ایرج نے کہا ہماری  
جانب سے کہنا کہ او جان جہان و او آرام دل مشتاقان ہم شکر کشی کر کے آئے ہیں باب سے  
تمہارے مقابلہ کر کے تم کو لین گے مگر اب تمہاری یاد میں ہماری کیفیت ہو نظم

یہ یوسف دیکھتے کب تک رہے محبوبوں ندران میں  
سخی کو اجر ہوتا ہو زیادہ خیر پہنان میں  
جلے قمری کا خون روغن کی جاسر و چراغان میں  
دو بار اجسے بخشا نو حشیم پیر کنگسان میں  
رہو کرتا ہوں لیکر تار و دھن کا ریبان میں  
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہو اسکے خوان لوان میں  
قفس میں قید ہو بیکل میں یوان ہوں ندران میں  
نہیں کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان میں  
سر پار روح کا عالم ہو تیرے جسم عریان میں  
بناؤں کیا سمجھ کر آشیاء اس گلستان میں  
بگولا جب کبھی اڑتا نظر آیا بیا بان میں  
نظر آتا ہو جواڑ کا بھرے ہو سنگ دلمان میں  
صدائے جہنم اقاتل شنی گنج شہیدان میں  
زمر کے اگر پتے ہوں پیاں شاخ مرجان میں  
سفینہ آل احمد کا نہیں آسینا طوفان میں  
رہا ہر ایک ہر ہی مرے مرنے کے سامان میں  
برون سے تیرے ہو طاقت بردار و پیکان میں  
مثال شیر خلعی ہو حرارت مرد میدان میں

قفس سے کم نہیں ہو روح کو تن بھر جانان میں  
گردے حسن کو لند اک بوسہ چھپا کر دو  
ہو اے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے  
وہی دکھائیگا مجھ کو بھی صورت میرے پون کی  
یہ ظاہر ہوون دیوانہ براتنا ہوش ہو مجھ کو  
گنا جانا ہوں میں بھی آسمان کے مہمانوں میں  
سناتی ہو صبا کو بہار آئی تو آنے دے  
تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے  
برہنہ دیکھ کر عاشق میں جان تازم آتی ہو  
کبھی خوف خزان ہو اور کبھی صبا کا کھٹکا  
میں سمجھا شہسوار آتا ہو میرا ترک تازی کو  
ہتیا کو بکواسان ہو اب میری وحشت کا  
گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتوں کے دین  
تو قادر ہو تری قدرت منائی سے عجب کیا ہو  
نہ ڈرا فعال بد سے تو جو مومن ہو تو ناجی ہو  
مجھے گوبے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر  
ستم کرتے ہیں اہل ظلم اوروں کی حمایت پر  
طبیعت سے نہ جانے رند جو ہو جو ہر ذاتی

صبا سے بیک روئے عرض کی اور شہر یا مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بقرار پایا اور یہی حال ملکہ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجئے ہر خد کہ شاہ پور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا کھلا ایک ضعیف عورت کی شکل بن کر تیار ہوا ایرج و شاہ پور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض کرتا ہوں کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہموت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنگا ر لشکر لیکر آیا ہو ساتھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہو بلہان مردم در ایسے پہلوان کوزیر کر کے لایا ہو عیار بھی سکا اُسکے ہمراہ ہو مہموت نے کہا قضا اُسکی دانگیز ہو یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہو کل میں قلعہ سے لشکر لیکر نکلوں گا مشکین بانہ کر لاؤں گا وار پر لٹکا کر اُسکو تیر باران کر ونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو خیر کے واسطے نکلا ایک کوچے میں کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہیں ایرج ہتھیار لگائے ہوئے آگے آگے بہت پر دو نون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہو کہ یہ ضعیفہ کو ساتھ ہو معلوم یہ ہوتا ہو کہ شہر میں جو کوئی اسکا مددگار ہو اُسکی ملاقات کو جاتے ہیں دل میں سوچ کر اسنے پیچھا کیا یہاں ملکہ ماہ پیکر انتظار میں اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ رکھے ہوئے زار زار مثل ابرو نہ ہمار کے رو رہی ہیں کینہیں سمجھا رہی ہیں کہ واری وہ عیار آجکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ بیٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہیں ایک ضعیفہ آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک میں شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہنچ گیا مجھے حضور نے نہیں پہچانا میں ہوں صبا سے بیک رو ملکہ عالم نام ایرج نوجوان کا مستکر بلوغ سے نکل آئیں دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او شہر یا یہ ایک حمید ہم پر کس مصیبت میں کٹا شہبازے مارا یک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر جان بڑی سخت ہو ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا او ملکہ عالم نہ گھبراؤ اگر مہموت قلعہ بند ہو گا تو سر سواری قلعہ لوں گا اور اگر مقابلے میں آیا مشکین بانہ ہمارے سامنے لاؤں گا سب حال تبہر کھل جائیگا غواصوں نے بھی آگے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ میں آئے نسیم نے دور سے یہ سب سحر کہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلو سے ایرج میں پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاہ پور کو دیکھ کر نسیم باغ کی دیوار سے



اُم ترا خیال میں آیا کہ جاگر بادشاہ سے خبر کروں قلعہ کا بھی بھاگ بھاگ بند کر لین گھیر کر اس جوان کے ٹکڑے کرین دونوں کے دونوں کیا کھٹے ملے ہوئے بیٹھے ہیں یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم سبک رو دروازے پر حاضر ہو محلدار نے جاگر بادشاہ کو جگا یا مہموت تیغ زن آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اسو نسیم کیا ہو کہا اسو شہر یار آب بڑے صاحب اقبال ہیں میں سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہوں جیسے سبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بن کر گنگا رشا ہی اور اُس کے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے آجکی صاحبزادی کے باغ میں آیا ہوا ہو ہر چند کہ میں نے ایک وقت میں اپنے لڑکے کو گرفتار کر کے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُن سے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اتو بھولے ہوئے پہلوئے گنگا ر میں دونوں بیٹھے ہیں آپس میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں فزحکات و شکایت کھٹے ہوئے ہیں اگر میدان میں حضور سے اور اس گنگا ر سے مقابلہ بڑا تو وہ غائب آتا بلکہ ان مردم در ایسے قراق کو وہ زیر کر کے لایا ہو خداوند مہفت پیکر نے تقدیر کے کھیل کے نیچے میں اُس کو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعہ کا بیٹھا بھی بند کر لیجیے کہ فوج والوں کو بھی اُس کے خبر نہ ہونے پائے یہ شکر مہموت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چل کر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اسو نسیم سبک رو حقیقت میں وہ جوان بہادر ہو میں نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو میں اُس پر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے میں ڈیرہ لاکھ فوج تیار ہو گئی مہموت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پیرے نہ رہیں وہ بھی تیار ہو کر آئیں سب ڈیرہ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم سبک رو کو یہ بڑی فکر ہو کہ میں شاپور شیردل کو کسی طرح ضرور قتل کروں اُس نے میرا ہاتھ قلم کیا ہو میں اُس کا جب تک تن سے سر نہ جدا کروں گا اُس وقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہاں ابرج نوجوان بصد شوکت و عظم و شان پہلوئے ملکہ میں بیٹھے ہوئے ہیں باتیں مزے مزے کی آپس میں ہو رہی ہیں دفعۃً بیٹھے بیٹھے صبا سے سبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہوا آقا سے نامدار آپ نے مجھ کیلئے میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہ کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیردن قلعہ ہو بلکہ ان مردم در کو خبر نہیں ہو اب

یہ دو پہر بہان ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھے تو میں آپ کے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سبک رو خبر کر دے اور وہ رات کے وقت ارادہ شجون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صباے سبک رو مہموت تیغ زن کو نہایت ہی دعوائے جرات ہو وہ شجون کا ہرگز ارادہ نہ کرے گا مجھ کو بہت کمزور سمجھے ہوئے ہو مگر تم بچتے ہوے جانا ایسا ہنوک نسیم نکو دیکھ لے باپ ہو کہ تمہارا دشمن ہو رہا ہے شاہ پور شیر دل نے کہا آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں صباے سبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کر کے شکل اصلی بلخ سے نکلا آدھ کو س راستہ طو کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر او نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہو لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے پیچھے ہٹا سو جا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مہموت تیغ زن کو خبر ہو گئی میں جا کے بلقان مردم در کو خبر کر دوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا ہنوک شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من بین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد ہو جائینگے یہ دل سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا بھاگ بر قلعے کے آگے دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صباے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخیں سوہن سے کاٹیں اس میں سے نکل کے بھاگا بیان بلقان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے ساتھیوں سے کہنا ہو بار غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا ہنوارہ میں روکے جائیں گے خدا نخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جمال عدیم المثال ہوں جس سے آقا نے مجھ کو یہ کیا میں ہی چاہتا ہوں کہ لمحہ بھر ان کے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اس شاہزادے کا دیکھا کر دن میرا دل اندر سے گھبرا رہا ہے ہر چند کہ آقا کے نامدار ایسے نہیں ہیں کہ ہزار دہ ہزار سے مٹھ پھیریں شیر کے مانند گلہ گو سپہ سالار میں آجیڑتے ہیں ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبین لڑتے ہیں افسروں کو گھیر کر مار لیتے ہیں میں نے ان کی لڑائی کا طریقہ سب پہلوؤں سے الگ دیکھا ہے ہنوک تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ والے کہ رہے ہیں کہ یہ بغیرہ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہیں اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب قیادت  
طرز جنگ میں وحید عصر بہ بائیں ابھی ہو ہی رہی تھیں کہ بلہان نے دیکھا صبا سبک رو  
بدھو اس دوڑا ہوا چلا آتا ہو پکار کر آواز دی اچھو سب سالار آقا کے نامدار بلخ میں ملکہ کے  
میں مہموت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آگے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی  
بھانگ قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہو گئے بلہان مردم دریسگر گھبرا گیا  
کہا اے صبا میں اپنی جان دوں گا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا میں نے بروقت جانے  
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کتنا اٹھنوں نے نہ مانا یہ کہہ کر گینٹے پر سوار ہوا  
بارہ ہزار فراق اسکے طلائے پر ساتھ موجود تھے انھیں کو ہمراہ لیکر چلا صبا سے شہک رو  
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجی وہاں فوج زیادہ ہو بلہان نے کہا عرصہ ہو گا یہ بارہ ہزار  
فراق جنگ آزمودہ ہیں قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر میں آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ میں  
گھر گئے کل فوج والوں کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہیں نام اپنے آقا کا سنا  
فورا آنکھیں اپنی اپنی ملتے ہوئے اٹھے سواروں نے گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈالیں پیدوں نے  
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ میں لے لی اور روانہ ہوئے یہاں قلعے کے بھانگ پر گولہ انداز تو یوں  
درست کر رہے ہیں بتیان برابر لگی ہوئی ہیں ایک جانب تیل کے کڑھاؤ انہیں شیل بھرا ہوا بیچے  
انکے آگ روشن ہو کہ دید بان نے دیکھا کہ آواز دی یارو بلہان مردم در فوج کو لیے ہوئے آتا ہو  
گولہ اندازوں نے یہ سنکر تو یوں کو جھجکا کہ کان میں ایک دوسرے کے نہیں معلوم کیا بڑھ بڑھ  
کہا کہ بس دفعہ تو ہیں کوئیں اور گر جیں اور آگ اگلنے لگیں بلہان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ  
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقوں کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اٹھنوں نے  
پیدوں کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو سبجا و جب ہم قلعے میں داخل ہو جاؤ تو تم آنا گھوڑوں کو گڑ  
مار کر داہنے بائیں سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو ہیں  
روکین کہ یہ لوہوں سے گرد اُٹھی دیکھا بلہان گر رہا تھا ہوا قزاقوں کے گھوڑے اڑتے ہوئے  
اس قدر جلد آئے پسو پئے کہ گولہ انداز فیئر نہ کر سکے بلہان مردم در برابر بھانگ کے پہونچا گینڈا اڑا  
خندق کے پار آیا قزاقوں نے گھوڑے خندق میں ڈال دیے گھوڑے اس پار آئے اور بھانگ

تو دکر اندر گھسے رقلعہ پر تلوار چلنے لگی بلہان مثل فیل مست کے جھوٹا ہوا جس طرف گیا پرے  
 کے پرے بال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلہان چلا باقی ماندہ سید  
 جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آپرے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی  
 کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہوت تیغ زن جاہنا ہوا اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹپک  
 اٹھے ملکہ بھی سوار ہوئیں چار سو کنیزیں پشت پر مہوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا  
 حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھول کر اگر ادو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ  
 کھلا دیکھا آفتاب عالیشان شہر یاری و کوکب شہت افروز جاہلاری باغ سے طالع ہوا لغز  
 کیا کہ او مہوت یہ کیا نام دی ہو کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کیلے پہلے تو بیلداروں کو قتل  
 کیا مہوت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہ یا رو وہ گنگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر اربوب فوج بڑھی  
 لگے شاہو ریشہ دل نے بڑھ کر حقہ آتش بازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ او یار وفادار  
 اسکی کیا ضرورت ہو میں جا کر مہوت مردود کو مارتا ہوں شاہو رجب مانا ہو ایک جہت چلاک  
 جنگ میں بیاک ہو چند حقہ آتش بازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے  
 گرے شاہو ریشہ بانی کر رہا ہو پشت پر آیا اسے شجرار کے گرد بایر ج نوجوان کی برق شمشیر  
 تڑپ رہی ہو افسروں کو تاک تاک کے مارا گردانے مرکب کے حد ہلا شہ پڑا ہو ہر لاشہ شل منع سبل  
 کے تڑپ رہا ہو مہوت نے بچار کر آواز دی اسے یارویر جوان اکیلا سارے لشکر کو تہا کر رہا ہو  
 سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے چڑھ کے خبر دی در باغ کی جانب ملاحہ فرمائے ملکہ عالم مع کنیز  
 باغ سے نکلی آئی ہیں تیر و کمان لیے لبس کھڑی ہیں پہلے انکو گرفتار کیجیے مہوت گینڈا بڑھا کہ  
 اس طرف چلا دس ہزار سوار چار اسکی پشت پر ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ بابا جان فواد حرا نے کاراوا  
 رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کیلے اپنے کا بڑھ سے بھی کمان اتاری چار سو  
 جو ایک مرتبہ چلے چار سو کا فرنگوڑوں سے گے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہوت نے گینڈا کے بڑھایا  
 دور بچار کر آواز دی او گیسو پریدہ آ کے سکو بال کر ونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان  
 ہوا تیرے حال پر روئیں اور جگو ترس آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا اونگ خانان  
 کچھ جگو میرا خوف نہیں ملکہ نے بچار کر آواز دی لبس دور ہی رہے قریب نہ آئے ورنہ میرے ہاتھ

قتل ہو جیسے گا مہموت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملک نے تیرا ک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جت کی دوسرا تیر ملک نے مارا کہ شاہ مہموت کا نشانہ ہوا اتو بہت جھلا یا کل فوج کو بکار کر آواز دی یارو پہلے اس کیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نو جوان کو گھیرا سب نے فکر ملک پر بلوہ کیا ملک نے دیکھا ڈیڑھ گھنٹہ فوج کا اسی طرف رخ ہو گھیرا گنایں دل کو خدا سے رجوع کیا بکار نے لیکن او معبود دوا کی موجود وقت مدد ہوان ظالموں کے ہاتھ سے بجائے طلسم

می طہ در سوز عشقت سینہ سوزان کن نظر یارب بحال بے سر سامان وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران اشرف المخلوق کردی شکل انسان ختی خاکیان را رتبہ بخشیدی نو برا فلاکیان جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی شستہ گرد گردگ آب دیدہ ما نیست حد حق دربار سی کردیم ما ہمنامی رقم	در غم سحر تو گردید دیدہ گریان ما گوش فرما بر صدے نالہ و افغان ما تو مدد گاری پس از جملہ مدد گاران ما در گردہ ہند گان خود فردی شان ما از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما بستہ نقد زرہ گوہر نور دامن ما نامہ اعمال ما و دست عصیان ما دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما
---	---

ایرج نو جوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مہموت تیغ زن نے کل فوج سے ملک کو گھیرا ہو بسبب تیر اندازی کے جو نامرد قریب نہیں پہنچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور بکار کر آواز دی او نامردو تم سے آگے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مہموت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اسے تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نو جوان تلوار سے تیروں کو قتل کر رہے ہیں وہ بھیجا جاتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان بیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخر کار سب نے مل کے اس قدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گر ا ایرج کو دگر م کب سے الگ ہوئے شمشیر زنی بیدل ہو کر نے لگے مہموت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم بک رو جو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہو کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہیں نسیم نے کہا اسوقت دوسری پاک بچے ساتھ ہیں مہموت نے آگے بڑھ کر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دوسری پاک بچوں سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹ جاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوئے ہیں نسیم شہک رو چاہتا ہو یہ نہیں تو میں کمندین مار کر پکڑ لوں ایرج نے جو کمند انازون کو دیکھا کہ پریشان ہوئے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہو کے بکاڑے اٹھے ای خداوندیل و تھار مجھ کو بچالے نظم

بے نوا بیان را بفضل فوٹش بخشی نوا  
گرمان راہ الفت را تو گردی سنبہا  
سفاس و در یوزہ گرا صاحب زراستی  
ساختی کم را ز بادہ بیش را کردی تو کم  
کس نزدای صاحب فرمان بفرمان تو دم  
جلہ را با خاک گور آخند برابر ساختی  
سبزہ سر سبز کردی تیر نوک خار را  
نالہ و فریاد کردی لفظ موسیقار را  
زود باغ بلبل نالان معط ساختی

بر خطا کاران براہ لطف فرمودی عطا  
در دمنہ ان را عطا کردی تو داروی شفا  
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی  
خلق میدار و حکمت گردن اخلاص خم  
کس نہ بیرون برد از تعمیل فرمانت قہم  
ساختی شاہ و گدای پیر و پیمبر ساختی  
زنگ نو کردی عطا اندر چین گلزار را  
ساختی بہار الفت ز کس بیمار را  
جلوہ گرد گلشن عالم گل تر ساختی

بیقرار ہو کر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار فراقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے صبا کے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد ہو نچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہو صبا نے اسکو تھمرا زنگی کا سر بچا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم در بھی گرد بھر بھر کر ٹر رہا ہو ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان کی پشت پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبار فتار مجھ کو قریب مہموت کے پہنچا مرکب طرے بھرتا ہوا جلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دو تہی مادی ایک سوار مرکز گردا ہوا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار پامال ہوئے بلقان مہروم در نے بارہ ہزار قزاقوں سے پرے کے  
 پرے درہم و برہم کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا  
 آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہاں تک کہ ایرج نوجوان قریب مہبوت تیغ زن کے  
 پہنچے بلقان نے عرض کی دو آقا سے نامدار ذرا تامل فرمائیے میں اس مغرور کی گردن بکڑ کے  
 لاتا ہوں یہ کہنے گینڈا بڑھایا سامنے مہبوت کے آیا مہبوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلقان  
 نے کلائی بکڑ لی تلوار چھین کر پھینکی دی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج  
 کے لایا مہبوت پکار اٹھا اسی شہر بار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اسنے عرض  
 کی غلام مسلمان ہوتا ہو کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مہبوت تیغ زن کلمہ پڑھ کر بعد ق مسلمان  
 ہوا فوج والوں کو آواز دی یارو میں نے شہر بار کی اطاعت کی تلواریں روک لو سب افسروں  
 اپنے اپنے ہاتھوں میں باندھ کر حاضر ہوئے ایرج نوجوان نے سب کو سر فرما دیا مہبوت  
 ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا بلقان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہوا آقا یہ ابھی  
 مسلمان ہوا ہوا آپ اسکے ساتھ بارگاہ میں جاتے ہیں ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال  
 ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہو شاہ پور شیر دل قریب تھا اسنے عرض کی اسی بلقان مقام قنار  
 نہین ہو یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہو تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوئی ہو  
 پیشانی اسکی منور ہو مہبوت نے وزیر سے صلح کر کے خرچ خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پر  
 ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوئے فرمایا کہ مہبوت نے بڑی محبت کی مگر اسی  
 مہبوت ہم سے شرمندہ ہوئے مہبوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور  
 ایسا فوٹیش مجھ کو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اسی مہبوت ہو کہو  
 جلد ہی ہو کہ اپنے کو تاہ طلسم ہفت پیکر ہو نچاؤن مہبوت نے عرض کی بائیں پر اسی قلعے کے  
 صحرائے ترکستان ہو اسی جنگل کو طر کر کے قریب کوہ رنگارنگ کے پہنچے گا وہاں سے  
 سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہو ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر  
 بلا تکلف یہاں کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل میں آئے  
 ملکہ سے رخصت ہوئے فرمایا اسی ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے



ملکہ بہت بے قرار ہوئیں کہا اے شہزادہ اپنی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اس قدر زمانہ فراق میں  
راتیں بچر کی کیونکر بسر کرائے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہوئے

آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا  
بارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا  
غنجے کو اسکے سامنے رقبہ ہو خار کا  
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا  
کیسی کو جیسے ہوتا ہو صدمہ خمار کا  
آنکھوں نے میری نگ زدیکھا خار کا  
تلوون میں یاد آئے کٹکٹنا جو خار کا  
گل کو بھی اس مقام پر تہہ ہو خار کا  
ای رند جب محل نہ رہا خستہ مار کا

بیدار ہو جس سے رخسار کسی شہسوار کا  
دنگھلا یا چشم یار نے روز سید مجھے  
کیونکر وہاں یار سے تشبیہ دوں ہے  
یہ جانتا ہوں میرے گنہ بشمار ہیں  
بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا  
بہست میکہ سے یہاں میں آ گیا  
دیوانے جاقین دشت کو زنجیر توڑ کر  
اللہ ری صفار رخ رنگین بار کی  
اب اس کے آستان سے چھڑاتے ہیں جھجکوار

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم بلیٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ  
کی ہوگی تم سے عقد کر لینے تب لشکر میں جائینگے ہمارے بے اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا  
غم و الم کا دلیر ہجوم دہو دشمنوں کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتاک ہو سکے اس آتش عشق  
خانہ خواب کو ظاہر نہ کرنا ہلکو بھی تمھاری جدائی شاق ہو مگر یہ مقدمہ ایسا درمیش ہو کہ ہلکو اتھنا کا  
بیس و میش ہو یہ کھلے باہر کھلے مہبوت کو بادشاہ قلعہ کیا جا یا کہ بلمان کو بعد کچھ سپہ سالاری مقرر  
کرین لیکن اسے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہو امیدوار ہو کہ ہمیشہ  
کمترین قدم بہت لزوم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان  
نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فرج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ  
کر کے طرف صحرا کے ترکستان کے آگے آتے شاہ پور شیر دل ساتھ ہو اسے  
عرض کی اگر خلافت ہو تو کچھ عرض کروں ایک ہفتہ اسی صحرا میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے  
یہاں سے کوچ فرما کیے گا ایرج نوجوان نے کہا اے شاہ پور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین  
ایرج نوجوان اسی صحرا کے ترکستان میں فروکش ہوتے ہیں وقت پر اب کا حال تحریر ہو گا

و کلمہ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان ہونچا قلعہ قرا طاق  
اور مقابلہ پلوانوں سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیادے شراب عشق انگیز چاہتا ہوں کہ نشہ میں میں ہوں جھوم کر آج ابر آ یا ہے دشمنوں کو بڑا ملال ہوا ہلے دور شراب ناب میں نقش پا ہو ترا سرا سرتاج حالت ابر ہو فرح افزا ابھی سینا نے میں ہو موبانی ساقی ماہوش بھی آئیگا ہو دے تخریر بر سر بیدان	رگ وریشے میں ہو شراب میر دیکھوں ابر سیر کی کیفیت میکشوں کو مزاد کھایا ہے جمع میخوار ہو گئے آکر اس قدر ہم نہ بیج و تاب ہیں ساقیا ہمیدہ تیرا احسان ہو لطف محفل ہو جبہ جان آج ہو میکدے میں لطف ناز بسکشی کا مزا اٹھا لیگا	لطف ابر سیاہ بھی دیکھوں ساقیا اسپن ہو بڑی صنعت آج ساقی سے بھی وصال ہوا ساقیا آج تو نہ ہو جگر حجے قہقہے اڑا بن آج رنگ محفل ہو کوے جانان ہو میرے کہنے کو مان لے ساقی جام کے واسطے ہو دل میناب ابو قمر داستان شیر زبان
--	--	---

چہرہ حاکمان محکمہ جرات و جلال ویکہ تازان میدان شوکت  
وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یوں تخریر و تفسیر فرماتے ہیں۔ شعر تصنیف مصنف  
را قمان سوانح ہیجا + می نویسد از بد مضیا + سابق میں تخریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ  
والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے  
ردانہ ہوئے شہرنگ بن عمرو ساتھ ہو ایک نخل کے سائے میں آ کے ٹھہرے مرکب کو دوا  
جرنے کے چھوڑ دیا آب شہرنگ سے پائین کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ کیوں اے شہرنگ  
ایمچ نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجک آوارہ دشت ادبار معیبت میں گرفتار صحرا  
خس و غار میں پھر رہے ہیں کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوئی شہرنگ کہتا ہوا شہر پار آپکو  
بھی اشارہ اندر لشکر لیک گیا گھر ایسے نہیں وقت پر موقوف ہو اسی مقام پر ٹھہرے رہیں  
جگہ بھی فضا کی ہو میدان سے قریب ایک قلعہ ہو اسکو قلعہ قرا طاق کہتے ہیں قرا طاق جا  
تخت پر بیٹھا ہو کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر کو دین ڈال کر اڑ گیا قرا طاق جا

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا پیرے قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہو اس کو اٹھا لے کر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدقہ حمزہ کو بھی ایسا پہنچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تاہل نہ ہو ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کر لگاؤ وہ فوراً چھوٹ جائیگے تیرے ہاتھ سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑی رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے ہلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا حملیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر کٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے زندہ گرفتار کر لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان ماہ رخسار کھڑا ہو میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذر کہ شاید مسلمان ہوا نکا ستانا اچھا نہیں اب حکم خداوند آ یا میں ابھی جا کے لانی ہوں یہ کیے حملیل اڑی آسمان پر کے پھرائی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کشفان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہی تڑپ کے گری نور الدہر کو اٹھا لیکسی شہرنگ بقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق کے سامنے لاکے نور الدہر کو حملیل جادو نے پہنچایا قراطاق نے سحر کیا کہ بانوں نور الدہر کے زمین نے تھام لیے حملیل جادو نے اپنا سحر اٹار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاؤں بلاؤ جلاؤ فوراً حاضر ہوے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاؤ خنجر کھینچ کر نور الدہر پر آیا کو لے کا خطا گردن بدلا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی دیکھا فوراً حکم قتل دیا سب مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہنے میں کیا جوان قتل ہوتا ہی کوئی خطا بھی اس نے نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس ناس افسوس کر رہا ہو جلاؤ شلنگین لگا رہے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہیں اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہی قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاؤ خنجرارے کہ اس جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لگد ابریمیابی پیدا ہوا سنے عرض کی ملکہ سیما اب آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و مشکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرو سمجھا دوں گا کہ خبر دو روز آیا کہ ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہاں پر چھا دیکھا کہ سیما سحر طراز

تخت پر سوار اگر اتریں قراطاق نے کچھ فوج دے کی سیما ب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار میں یہ کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نیرۂ میر حمزہ صاحب قرآن نور الدہرین بدیع الزمان مؤسسہ گنجاب کا قتل ہوا ہو سیما ب سحر طراز نے جواب دیا سامنے سے ہٹھاؤ ذرا ہمتو دیکھیں کون جو ان ہو اگر گنجاب کا لڑا اسے ہو تو گوہر ملک کا بیٹا ہی میں ایک زمانے میں برسے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے فرزند کا ذکر جرات کرتی تھیں کہ نہایت کسنی میں اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیما ب سحر طراز کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدہر پر پڑی نور الدہر نے یہ نگاہ پاس ملکہ سیما ب سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہیں جو اٹھائیں حیرت انگیز سیما ب پر بڑے سیما ب بے قرار ہو گئی کہا کیوں او قراطاق اس جوان نے میرے کسی عزیز کو قتل کیا یا ملک پر میرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اس میں کیا دخل ہو قدرت نے فرمان بھیجا ہو سیما ب سحر طراز نے کہا میں تو اس کو قتل ہونے دوں گی قدرت نے بہت خلاف فرمان لکھا ہو خطا وار کو قتل کرتے ہیں یا بیخیا کو قتل کرتے ہیں کون یہ مان اس کو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھتی سامنے سیما ب جادو کے اپنی جرات اور ہمت کی تعریفیں کرنے لگی سیما ب سحر طراز نے کہا کیوں یہودہ بکتی ہو میں اس کو قتل نہ ہونے دوں گی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیما ب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے مہلیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ ہلا دیا کہ جلاد کا سر آگیا بجا کر آواز دی کیوں او شیر بیشہ صاحب قرانی کا خیال ہو اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھٹکے کہا او سیما ب کیا جبری شامتیں آئی ہیں جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی ہو قدرت شکوہ سنگ سیاہ کر دینے سیما ب نے جواب دیا خاموش رہا یہاں ہو مجھ کو غصہ آ جا مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھکڑا بننا چاہتی سیکڑوں جادو گر بیان اسی خوش عشق میں ان جوانوں کے پیچھے تباہ اور برباد ہوئیں اب فی الحال میں اس کا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجوں گا قدرت نے تباہ کیا لکھا ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا میں انھیں کے حکم کی تعمیل میں سرگرم ہوں سیما ب  
 سحر طراز اپنے مقام سے اٹھی قراطاق جادو نے گولہ اٹھایا کہا اے سیما ب ماروں گولہ  
 کہ تیرا سر بھٹ جائے سیما ب سحر طراز نے ہاتھ بلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو  
 قراطاق جھٹلا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یا روتنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر مڑنا نہ ہو میرا  
 ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھوں ہاتھ پکڑو سیما ب سحر طراز نے کہا اے قراطاق  
 تیری کیا مجال ہو جو تو مجھے گرفتار کر سکے میں کئی سال برابر خدمت میں قدرت کی رہی انتظام  
 خدائی کوئی تھی مردوں کو باتیں کرانا درختوں سے آواز دینا طائرین سے ملجانا کہ اسکی  
 خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیما ب کو کون کشتہ  
 کر سکتا ہو چند ساحر دن نے ارادہ کیا کہ سیما ب سحر طراز پر ہاتھ ڈالیں لیکن سیما ب  
 سحر طراز جب ہنستی ہے گو ہر ذرا ان کو ظاہر کر کے برق جھپکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے  
 سراٹھ جاتے ہیں ساحر اس پر ملوہ کر رہے ہیں مگر یہ برق کے مانند ٹرپ رہی ہو کبھی لڑتی  
 ہوئی سامنے نور الدہر کے آتی ہو اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ میں نے یہ سب تیرے واسطے  
 مصیبتیں اٹھائی ہیں اپنوں سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھے اور قراطاق سے  
 ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو اب گرد نور الدہر کے سیما ب نے ایک لکیر  
 کھینچا رہی ہو گو یا حصار کیا ہو کہ کوئی اسکے اندر نہ آ سکے قراطاق غل مچا رہا ہو کہ ارے  
 یا رواس گنگناہ قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الدہر کے جانے کا ارادہ  
 رکھتا ہو لکیر کے قریب پہنچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پائون ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا  
 جنگ عظیم ہو رہی ہو مراد سیما ب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ  
 عیش کر کے مرے لوٹے یہ جوان طرح دارا اسکو معلوم ہو رہا ہو عشق میں اس حسین جوان  
 کے چور ہو ہر جہہ کہ ان پر ضد ہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے انہر قبضہ کیے  
 نہ ٹپلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیما ب نے لاشوں سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب  
 نور الدہر کے نزدیک کوئی نہیں جاسکتا جو جلا دگیا خود بخود مسر اسکاٹ کے گر پڑا غصہ میں  
 قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور لاکار کر آواز دی کہ او کیسو بریدہ دھڑکے کو اپنے دیکھ کر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا دوزخ و نیر سب قتل ہوئے اب میں تیرے جھوٹے بیکر کے  
ایسے مکان میں قید کرتا ہوں کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے گیا عجیب ہو جو عنایت سامری  
و جمشید و شریک ہو یہ سحر اٹھین کا بنایا ہوا ہو ہفت بیکر کی خدائی میں تاثیر نہ رہی اسکا زوال  
اب قریب ہو یہ کتا ہوا قریب سیما ب سحر طراز کے پہونچا سیما ب پر آگ بر سائی اُس نے  
ہنس ہنس کر ان سحر دن کو دفع کیا کہ رہی ہو کا و دووانے میرے ہاتھوں سے تیری کیون قفس  
آئی ہو دیکھ کہتی ہوں کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطق نے نہ مانا تیغ خون آود کا ہاتھ مار سینما  
لے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چاک کر گری قراطق کے دھمکے ہوئے مرنے سے  
اسکے اندھیرا ہو گیا سیما ب سحر طراز اپنے ہاتھوں کو چمکا کے روشنی کرتی ہو جب جھونکا ہوا کا  
جاتا ہو روشنی گل ہو جاتی ہو سیما ب نے کئی مرتبہ جاہا کہ نورالد ہر کو پنجے میں اٹھا لیا لیکن  
بسب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من قراطق  
جادو بود نام ساحر فریاد کرنے لگے کہ او ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہیں سیما ب نے سحر سے  
ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اب جو سیما ب سحر طراز نے سر اٹھا  
دیکھا تو شاہزادہ نورالد ہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیما ب سر بیٹھے لگی ساحرون پر غصہ کیا  
کہ جس نے اُس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم  
ہم تو جنگ میں مصروف تھے ہمیں نہیں معلوم کیا گزر سیما ب سحر طراز نے جواب دیا کیا میں  
کسی بات میں عاجز ہوں ابھی دریافت کرتی ہوں جہاں نورالد ہر بیٹھے تھے اُس مقام پر  
آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہیں اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیٹھا ہو  
کوئی ساحر آسمان سے آبا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہلے اُن دانوں کو زمین پر رکھا ایک دو ہنجر زمین  
پر مارا آواز دی ارے تو کسا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ بھونک دونگی وہ دانے چغھے  
مثل انسان کے آواز دی گو ہر جادو مالک قلعہ مروارید نگار اڑی ہوئی آسمان پر  
جاتی تھی اسنے جو نورالد ہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگئی یہ منکر سیما ب سحر طراز تڑپ گئی  
کہ ابھی جا کر میں گو ہر جادو کو قتل کرتی ہوں میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی  
بے آب کے تڑپ رہا ہو میرا قواب یہ عالم ہو کہ جنیا مجکو دشوار ہو یا دین دل بابا کی قلبی غم غم

دی جان محبت میں کسی شک جن کی  
سُن آئے خوش الحانیان کس غنچہ بہن کی  
خط نکلا پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا  
کا نور کی بو آئی اگر غطریکا پایا  
کیا جانے کیا کیا دل عاشق سے کر گئی  
اُس کا کل مشکین کا جو لمبا سے کوئی تار  
حسرت پیسے جاتے ہیں ہم اور مرگ غریبی  
وان غیر کے گھر جانے کو پیدل گئی پوشا  
اعجاز نما جو لب عیسے کی طرح سے  
خود الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند  
یاد آگئیں اگلی وہ غزلخو انیان اور

سو گھنٹے ملک آنکے بومیر کے کفن کی  
سیٹی ہو جو بھولی ہوئی مرغان جن کی  
خیرات پر بہن کو ملی چاہے کہن کی  
پوشاک ہو کی قطع نو یاد آئی کفن کی  
ہر بار کی شوخی ترے پیاختہ پن کی  
تحقیل سمجھنا تو خطا اور خستہ پن کی  
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی  
تدبیر ہو یاں اپنے لیے غسل و کفن کی  
کیا بات ہو کیا بات ہو اُس گل سے بہن کی  
زنجیر عیث پانوں میں ڈالی کسی سن کی  
صحبت کہیں دیکھی جو کبھی شعر و سن کی

سب سمجھانے لگے گو ہر جاو کا حال یہ گندرا کہ وہ جو برائے سیر و شکار نکلی کہیں اتفاق سے  
گندرا کا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی ماسکی دیکھ کر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک ہا  
ٹھہر کے روئی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوئے مسلمانوں نے طلسم ہفت پیکر کو  
بیچ پران کر دیا وہاں سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دناٹے سناٹے کی آواز کان میں آئی جھک کے گھبرا  
ایک بار گاہ میں ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان  
رخسانہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر جہاز جانب دیکھ رہا ہو گو ہر جاو  
جمال عدیم المثال دیکھ کر بیتاب ہو گئی سحر کر کے تڑپ کے گری کر میں بیچہ دیکر لے آری راہ میں  
جلال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو اسی کو ہر کیا معشوق خوش خوش فروش رو دستیا ہو  
اب اسکو قلعے میں لیکر اسکے ساتھ عیش و رنگی سچ ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہیں  
دل سے اسی طرح کی باتیں کرتی ہوئی قلعے میں آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوا بہنکر اپنے کو  
زور و زور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نورالد ہر کو ہوشیار کیا اب جو نورالد ہر کی آنکھ  
کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے میں پایا ایک ساحرہ دریا سے جوا ہر میں غوطہ مار کے ہو



اشارے کر رہی ہو نورالد ہرنے شرمناک سر جھکا لیا گو ہر جادو نے پکار کر آواز دی اور زینت  
 محفل عاشقان اور رشاک یوسف کینان شیر نام نامی کیا ہو تو ساحرون میں گھرا ہوا تھا میں  
 تیری جان بخشی کر کے اٹھالائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہوں خداوند  
 ہفت پیکر کو خراج دیتی ہوں نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دوں چند عزیز میرے سرکار  
 خداوندی میں ہر سر عمدہ ہلے بزرگ ہیں تجکو خداوند کی دیارت کر او نگی وہ تجکو نظر کر  
 کر نیلے عمدہ جیل سے سرفراز فرمائینگے نورالد ہرنے کہا ای گو ہر جادو نام میرا نورالد ہرنے  
 بدلیج الزمان ہو ہفت پیکر کی تباہی کی فکر میں نکلے ہیں اُس ملعون سے طاقت کر کے  
 ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہیں وہ بھی طلسم فتح کرنے ہوئے چلے آئے ہیں  
 میرا مجسمہ ایرج فوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہو داودا جان میرے امیر حمزہ صاحب  
 زمان لشکر گران لیے ہوئے ایک مقام پر فروکش ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہفت پیکر شکست  
 کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہیں انہر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے  
 انشاء اللہ ان پہاڑوں سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گو ہر جادو کانپنے لگی اور چہرہ زیبا پر  
 نظر کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر میں تمہارا ساتھ دو نگی اطاعت دین اسلام بدل قبول  
 کرتی ہوں یہ سنکر نورالد ہرنے گل شگفتہ ہوئے کہا ای گو ہر جادو نہ گھبرا میں جو مالک فتح  
 کرونگا ان سب کا تجکو مالک کرونگا گو ہرنے سحر اٹھا اور نورالد ہرنے کو پہلو میں اپنے جگہ دی کینزین  
 گرد آ کے بیٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گو ہر میرے معشوق کو بیکر پہلو میں بیٹھی ہو  
 میں نے اس کے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جودل و جان سے میری اطاعت  
 کرتا تھا گو ہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیما ب جادو غصے میں کہتی ہوئی آتی ہو نورالد ہرنے  
 نے لاکھارا کہ او فحہ کیا بیہودہ کہتی ہو مان ای گو ہر اسکو مار لے سیما ب نے دیکھ کر آواز دی  
 جیسا سحر لی گو ہر کرتی ہیں ویسا سحر میری لونڈیوں کو یاد ہو گو ہرنے اٹھ کر گولہ سیما ب  
 پر مارا سیما ب نے گولہ کا ٹاٹا پس میں سحر ہونے لگے کینزین کے سر کڑ کر گئے سیکڑوں  
 کینزین گو ہر کی قتل ہوئیں نورالد ہرنے جو تلوار لیکر اٹھے سیما ب نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا  
 ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اتر جائے میں دل و جان سے تجھے جان دیتی ہوں

نورالدہر کو حال پر سیما ب کے رحم آگیا فرمایا اسی سیما ب اطاعت دین اسلام قبول کر بس  
سیما ب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کتنی تھی اوی جان جہان و اوی آرام دل عاشقان میں  
ساہری و جمشید و ہفت پیکر برعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں  
نورالدہر نے سر سیما ب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیما ب کو بلوایا اب بیچ میں سند بکھٹ  
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیما ب آکر بیٹھیں کنیز بن سامنے  
دست بستہ حاضر میں گوہر جادو نے اشارہ کیا گھڑیان شراب کی کشتیاں کباب کی لاکڑیاں  
رکھیں جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نورالدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیما ب  
ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکڑی گر کر آیا  
برقین چمک کر زمین پر گر میں گوہر و سیما ب اپنے مقام سے اٹھیں اور بچار کر آدھے  
دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور اپنی  
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہہ کر سیما ب نے ابر پر گولہ مارا ابر بیٹھا دیکھا کہ  
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریاے جو ابر میں غوطہ مارے بیٹھا ہے  
گر و تخت کے کچھ جادوگر بنان ہیں اور کچھ جادوگر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر پھٹ گیا ہفت پیکر  
نے بچار کر آواز دی اوگوہر اسیما ب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے  
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اٹھا دوں نام و نشان تم دونوں کا اٹھا دوں سیما ب نے گولہ مارا گولہ  
اٹا بیٹھا شانے پر سیما ب کے پڑا شانہ سیما ب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے  
ابر و جوہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ سر  
قلعے کو بھی اُلٹ کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و نقارے کی آوازیں آنے لگیں  
نقا بدار زرین پوش بعد جوش و خروش تخت اُڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا  
ایک ابر لہرا رہا ہے اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہے سحر کروں اور نورالدہر سامنے  
سینہ سپر کیے کھڑے ہیں نقا بدار سے عیار نے عرض کی اوی پھر بار یہ ساحر اب نورالدہر  
کو مارا چاہتا ہے اتنا بڑا ساحر ہے کہ ایک اشارے میں دونوں جادوگر نیوں کو زخمی کیا  
نقا بدار نے دہین سے لفرہ کوہ شکاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر ہے

سایہ کرنے جلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا بلنا تھا کہ یکا یک ایک خنجر تڑپ کر بازو سفید  
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر بر نقادار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے  
کرتا تھا جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ اسی شہر یا رہی ہفت پیکر کو مین تو اسکے سامنے  
نہیں جاسکتا مگر نقادار نے مرکب پرند کو پڑھایا دیو زاد ایک جانب کھڑے ہو گئے  
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سی سر دیو زاد وں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے۔  
نقادار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامرد وں غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا  
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقادار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے  
باطل ہوئے چاہتا ہو کہ نقادار کو اپنے سحر میں بھنساؤں مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر  
سحر تاخیر نہیں کرتا نقادار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا۔  
نقادار نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھجاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا نتیجہ برق زابند ہو کر  
دست زبردست نقادار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سی سپرین آہنی لہرائے لیکن  
چند زلغ وزغن نے گلا بناد م شمشیر پر رکھ دیا نتیجہ جو پڑا زلغ وزغن کے سر قلم ہوئے  
سپرین کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے دیو بنی ہفت پیکر نے وزغن  
وزغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا  
اب دیو منٹھ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور بھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو  
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک فون پیدا ہوا بکار کے آواز  
دی او نقادار بھونک دوں گا جلا دوں گا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں  
کچھ بندے پیدا ہوئے ہیں کہ انکی مشکلیں آسان کرنا ہیں یہ کیلے تخت کو ہفت پیکر نے  
اڑایا ہر چند دیو زاد وں نے جا ہارو کین لیکن تخت نہ رکھا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا  
نور الدہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقادار مثل جد عالی تبار کے  
صاحب اسم اعظم ہیں کیسا ساحر زبردست جسے مجاہد ڈال کے قلعہ اُکھڑنے کا ارادہ کیا اسکو  
بجز بھاگنے کے کچھ دین پڑا زلغ وزغن نے سر کٹوائے مگر اسکو بچا یا یہ سب اسکے سیرتھے  
جھک کر نقادار کو سلام کیا نقادار زمین پر آیا کہا اسی شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً اچھ

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود و تملو گرفتار کر لیتا تا نورالدین ہر نے دیکھ کر کہا اے میرے محسن جان بخش  
 کیا آپ کا شکر یہ ادا کروں اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونوں میری مددگار  
 جادو گر نیاں اسکے ایک اشارے میں زخمی ہوئیں واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح  
 کا اختیار ہو نقابدار نورالدین ہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کو گیا کہ تمہارے  
 ہچشم ابرج نو جوان صحراے ترکستان میں فروکش ہیں نقابدار تو روانہ ہو گیا  
 نورالدین ہر اپنی مددگار زخمی جادو گر نیوں کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت بیکر  
 جو بیٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو قلعے راستے میں ملے وہاں کے حاکمون سے کہنا گیا کہ ابرج  
 و نورالدین ہر اس راستے سے آتے ہیں جو خیابان رہنما یہ کہتا ہوا کہ قلمون پر تصویر سگی میں  
 داخل ہوا وہاں نکلتا جدار بوقلمون جادو تصویر سگی کے سامنے آیا سجدہ کر کے بوجھا آج قدرت  
 کیون خاموش ہیں مراد مند جمع ہیں زیر کوہ سبکا جاؤ ہر دن منگل کا ہر آج جشن ہو گا قتل  
 سے آواز آئی اے بندہ خاص الخاص تیری راے پر انتظام ہو چلے تو چاہے انتظام کر ابرج  
 و نورالدین ہر لڑتے بھڑتے ہوئے فتح کرتے ہوئے تابہ قلعہ مروارید نگار آگئے نورالدین ہر کی  
 گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہوئے ہیں  
 نورالدین ہر گوہر جادو و سیما ب جادو کو پہلو میں لیے بیٹھا ہو صحبت عیش و نشاط گرم ہو  
 تنگم لازم ہو کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے بوقلمون نے بیٹھ کر آواز دی کہ  
 کوئی سرفروش حاضر ہو برسر قلعہ مروارید نگار جاے اور دشمنوں کو گرفتار کر لائے  
 گوہر جادو کی آبر دھالے سامنے ایک نخل چہار تنہا بنج اسکی شق ہوئی ایک ساحر عبوت  
 عجیب و شعل حمیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم حمیب جادو قلعہ مروارید نگار کو جا کر تباہ کروں  
 اور جو حکم ہو وہ آنکھوں سے بجالائون تصویر نے آواز دی اے حمیب جادو نورالدین ہر  
 و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھالائو یہ سکر وہ ساحر اڑا اسوقت آگے ہو چکا کہ نورالدین ہر کھڑے  
 ٹھل رہے ہیں گوہر جادو برابر کھڑی ہو کہ رہی ہو اے شہر یار اب اس قلعے کو چھوڑ دینے  
 ہفت بیکر خود دیکھ گیا ہو کوئی بلا آیا جاہتی ہو نورالدین ہر فرماتے ہیں کہ جو کوئی بلانار  
 ہوگی پروردگار عالم دفع نہر مایکا ہمارا تکیہ اسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ حمیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں نور الدہر کی دیا اور ایک لمبہ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا لغزہ کر کے لے اٹھا سیما ب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہو پر پرواز پیدا کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہو مگر گولہ اسکا حمیب جادو تک نہیں پہنچتا راستے ہی میں پھٹ کر گر پڑتا ہو حمیب جادو بلند ہو گیا سیما ب سخاک کے پلٹی مگر کنیزوں کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے جلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہو گئیں صحرا صحرا ڈھونڈھتی بڑی بھرتی ہیں مگر حمیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک بہاڑے پہنچا کہ ایک آواز کان میں آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گارہا ہو غزل

یہ جو رکھات میں تھا کبے مال لینے کو  
چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو  
وگر نہ کون ہے ساتی سنجال لینے کو  
خدا نے آنکھیں بند ہیں دیکھ بھال لینے کو  
عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو  
میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو  
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو  
جب آئیگی تجھے اک پیر زال لینے کو  
جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو  
نہ آئے گو رشتین مٹی کلال لینے کو  
بلا ہیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

نمود خط ہو احسن و جمال لینے کو  
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست  
ضرور چاہیے مستون میں کہ اکہ مشاہد  
حیر ہو تو کسے فرق دیست و دشمن میں  
کھلا یہ غمگدہ دہر میں پہنچ کر حال  
سفر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طر  
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے  
کھلیگی قیمت حسن و جمال ایوسف  
شب فراق کے صدموں سے یار مر کے  
بس از فنا نہ بھرون چاک کیطرح اسی چرخ  
متاع دل کوئی کیونکر سجا لے لے نہ رند

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان کو دیکھا کہ حیران تھا اور گائے کی آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا ہر سر کوہ ایک نخل کے سائے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا نیسج پارہا ہو بالوں کی لٹین زمین پر بڑی بین سامنے دھونی لگی ہے دھوان مسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہو حمیب جادو نے اس پہاڑ پر اتر کے ایک طرف نور الدہر کو گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پڑے ہیں حمیب ٹھلتا ہوا

سانے حسنت کے پہنچا جھک کے سلام کیا اسکا جواب حسنت نے یہ دیا کہ اوسچیا تو کون ہو  
جو بیان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری چشمہ ہو خداوند ہفت پیکر بھی گاہ  
گاہ ہے اس طرف چلے آتے ہیں پہاڑ سے اتر جاو رہ ایک سوئہ مار دو گاہ کہ تیرا سر پٹ جائیگا  
حسب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گاہے کا مشتاق ہوں حسنت نے پوچھا تو  
کون ہو کہاں سے آتا ہو اور کہاں جاتا ہو مفصل بیان کرو رہ بہت بچتا بیگا حسب نے کہا  
میں خرمنگزار خداوند ہفت پیکر ہوں برے گرفتاری نورالدہر گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا  
ایک نخل کے نیچے اسکو ڈال دیا ہو مثل مردے کے پڑا ہو میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں  
بھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ بوقلمون جشن کر رہے ہیں حسنت  
نے کہا دامن قدرت دراز ہو بیٹھ جاؤ تو میں تمہیں گاہا سناؤں حسب بیٹھا حسنت نے  
بھرنی کو نکالا چند اشعار پڑھا رگنا شروع کیے۔ نظم

دل تہہ بالا ہو اسکی ناز کی رفتار سے  
وہ بھی رات آنکلی خوش ہونگے وصال سے  
حشر کے سامان دکھاتے ہو صنم رفتار سے  
آج وہ بائیں کون میں اس بُت عیار سے  
دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے رکار سے  
سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی میخوار سے  
منفصل اپنی لگا ہن میں عتابِ بار سے  
حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے  
شبشہ و ساعر زجھوٹیکے لب میخوار سے  
سخت جانکا حلق گٹھنے کا نہیں تلوار سے  
شرم اٹھا دی کچھ رہا مطلب ننگ و عار سے

خونفشان آنکھیں میں لڑ کر چشم شوخ بار سے  
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے  
کیا قیامت ہو کہ تم ہنگامہ محشر سے قبل  
ڈالکر بائیں گلے میں میرے بیٹھے تو سہی  
دے بھی چاک بوسہ کوئی ظالم یہ پٹا بچھیں  
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اچھلے گا فوب  
بلے کیونکر وصل کی شب سمجھ گئے شکوے کرو  
اٹھ کے وہ پہلو سے پرے جسکے پی جانے لگے  
ہٹ بھی ہو ناصح نصیحت کچھ نہ ہو کی کارگر  
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر  
جیسے اک پردہ نشین سے لوگ کئی نگاہ خیال

حسب جادوئے جو اس بہار پر غزل کو حسنت کی زبانی سنا مسرت ہو کر جھوٹے لگا حسنت نے  
گاہے گاہے اپنی دھونی کو جو گریدادھوان اور زیادہ نکلا حسب کے رماغ میں خوشبو آئی ناک

بھٹاکر سو گھنٹے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانوں کا پنبہ لڑا کھڑا کے گرا اسکے  
گرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شہرنگ بن عمر و نیک کر چاہا خنجر اردن کا ایک  
پنجہ آسمان سے ترپ کر گرا حمیب کو اٹھالیا شہرنگ نے آکر نورالدہر کو جگا یا پہلے گو ہر  
ہٹھی پوچھا ارے تو کون ہو شہرنگ نے گوما میں اس شہریار کا عیار ہوں حمیب کو بہوش  
کیا تھا وہ بیچیا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اٹھا لیکیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو  
گو ہر جادو نے بیٹھکر سحر کیا نورالدہر کے منہ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش  
آیا شہرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا میری یاد وفادار عین وقت پر پہنچے  
نورالدہر نے فرمایا اسی گو ہر جادو تم پر پرواز پیدا کر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آئے ہیں  
اسپ پر یوش ہمارا صحرا میں چرا کر رہا ہو اسپر سوار ہو کے آئیے کیونکہ اسی شہرنگ تمہیں مرکب  
ہمارا کس حال میں چھوڑا شہرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اٹھا لیگی میں نے مرکب کو دشت  
میں یہ کیلے چھوڑا تھا کہ اسی مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں کسی کے قبضہ میں  
نہ جانا گو ہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کر کے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر  
شہرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوئے جانے جلتے قریب اُس صحرا کے جو پہنچے جہاں  
شہرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز آتی ہو غریو کر رہے  
ہیں نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیوں کے ہمارا مرکب گھرا ہوا ہے ہزار  
دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوئے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے  
کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ ارے رستیاں ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب جمیل آنکھیں نکالے ہوئے  
بیچ میں کھڑا ہو کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آئے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہ رہا ہو یا رو  
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا ہو کئی سی جوان  
مار چکا ہو جو کوئی اسکو گرفتار کر گیا اُسکو دولت دنیائے مالا مال کر دو نگا شہرنگ نے رنگ روغن  
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر بندھی ہوئی کوڑا ہاتھ میں  
لیے ہوئے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمن سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس  
حوالی کا بادشاہ ہو مرکب کی خبر منکر آیا ہو مرکب کو آکر گھیرا ہو رات بھر میں کئی سپہ چابکسوار



اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا وصلہ نہیں پڑتا جو گرفتار کر لے سب گھیرے ہوئے کھڑے  
 ہیں خبرنگ نے اگر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہم کو کیا ملیگا بادشاہ  
 نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیاں نکال کر سامنے لیکن کہا یہ تو تقدیر تیا ہوں اور اپنے  
 صلیب کا داروغہ کرونگا خبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں کنوٹیاں  
 بلند کیں مرکب نے زبان چینی میں کہا کہ اگر مرکب وفادار آقا بھی ہوا ایک مقام پر تو  
 تجھ کو لینے آیا ہوں یہ سن کر مرکب نے سر جھکا یا خبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈال کر  
 رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خبرنگ جھٹک کر کے سوار ہوا مرکب کو  
 بھیڑنے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہ یہ چاہے سوار نہایت کامل و اکمل ہو دیکھو کس طور سے  
 مرکب کو تسخیر کیا ہو اب خبرنگ مرکب کو کاوے دیئے لگا خبرنگ نے بکار کر آواز دی کہ  
 شہزاد آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نورالدین کے آیا آپ گھوڑے سے کودا  
 نورالدین ہر سوار ہوئے مرکب پر آئے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوئے مقیم  
 تاجدار نے آواز دی یاروینہ خبرہ حمزہ ہو اسی کے مقدمے میں قدرت فرما گئے تھے یہ  
 شکر سب کافروں نے بڑھ کیا مقیم بکار رہا یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ  
 نورالدین ہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہنچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین  
 نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہ ہاتھ تیغہ خارہ شکاف کا مارا مقیم کے دو کڑے  
 ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہو کہ بڑھ کے شاہزادہ  
 نورالدین ہر لڑنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھالیا قیام نے امان مانگی نورالدین ہر نے  
 سوال اسلام کیا قیام کلہ پڑھ کے جہدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدموں پر گرایا شاہزادہ  
 نورالدین ہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارہ شاہی میں آیا عرض کی  
 تخت پر قدم رچھ فرمائیے نورالدین ہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے نتائج تخت  
 کی ہم کو مانفت ہو یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ رنگل پر بیٹھے صحبت جی دوجو  
 شراب ہوا ایک ناز میں سامنے آ کے گالنے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت  
 شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب و جہاق ہاتھ میں لیے ہوئے انتظام کرتا پھر تاجدار

گر بیان سحر جاگ ہو چکا ہو کہ چند ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی ای شہر بار کا و  
 بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آہو نچا نور الدہر نے اسی وقت حکم دیا  
 لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر  
 ہین کہ گردین اڑ رہی ہین پلٹتین رسالے آتے جلتے ہین بعد ٹھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے  
 جو بپڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرد  
 گران کا ندھے پر اس دھج سے آکر اتر ابل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قدر دیکھتا ہوا  
 کہتا ہوا ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے تعلیم کرے بہ کیکے طبل جنگی بجا یا ہر کارون نے  
 نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی فوازش طبل کو حکم کیا یہاں بھی نفاذہ زرمی گڑا گڑا دوون  
 لشکرون مین تیار یاں ہونے لگیں جبکہ فراش ماہ تا یاں نے فرش جانہ فی لپیٹا اور شہنشاہ  
 زرین پوش تخت درجہ جری بر جلوہ فرما ہوا صفیں شکرون کی جمنے لگیں میمنہ میسرہ درست ہوئے  
 کاؤس نے فیل مست اپنا صفوں لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ شیرہ حمزہ کہان ہو میدان  
 مین آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسب خوشخام بڑھایا قیام نا جدار کی بقراری کہتا ہو کہ شہر بار  
 اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجے گا جس بیشہ مین یہ رہتا ہو صد ہا شیر سمین تھے جب سوار ہوئے کھٹکتا  
 دو جارسیرار کر پلٹتا تھا چندے مین سارا بیشہ صاف کرویا جس حم پر یہ گیا فتح کر کے آیا مین کیونکر  
 گوارا کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نور الدہر نے کہا ای قیام کاؤس کے قد و قامت پر بجاؤ  
 دیکھنا کیا ہوتا ہو یہ کیکے گھوڑا بڑھایا اسب پر پوش تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سالنے کر  
 کاؤس کے چو پچے آپس مین تگا ورن ہونے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا ٹکھا ور سے ہٹا  
 کاؤس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ کی نینرے کی سان پر لیا دوون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران  
 مین کہ نور الدہر سے نیزہ جیل رہا ہو ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اٹرایا کاؤس کے ہاتھ سے  
 نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک لغزہ کوہ شکاف کیا اور غواصی سے گرز گران سنگ اٹھایا بجا کر  
 آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانجہ ملک الموت کا ہو گرد سر کے ججج دیکر دو دوستی گرز کاؤس نے  
 مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑپتے کی آواز گنبد گردون تک پھیلیدہ ہوئی کاؤس نے  
 آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو پڑیاں سرد ہو گئی ہو گئی کہ شہر نگ بن عمر

گردین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ شل بید کا نب رہا ہو گھوڑے کی کمر ٹوٹی تختے فون کے منہ سے گرا رہا ہو دونوں گھٹنے نورالد ہر کے زمین سے آشنا ہیں شہرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نورالد ہر شیت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوئے اس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابرتیرہ وقار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نورالد ہر نے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھوں کو سونڈ میں لپیٹا نورالد ہر نے بہ قوت صاحبقرانی بھسوندٹا ہاتھی کا دونوں ہاتھوں میں تھام کر ایک ہلکے مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زخروے کھینچ لی ہاتھی نے جھج کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نورالد ہر کو پیدل دیکھ کر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا لے دوڑون نورالد ہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلکے مارا کہ سر کاؤس کا دین سے مل دیا اب کشتی ہونے لگی دونوں شکر نگران ہیں کہ جہان کاؤس نورالد ہر کو پکڑ لاتا ہو مثل برق و باد کر نکل جاتے ہیں اور جہان نورالد ہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہیں دو جاگھٹے ایسے دیتے ہیں کہ ہاتھ سے قہرات فون ٹپکنے لگتے ہیں ذرہ پارہ پارہ آئینہ لکھ کے لڑ رہا ہو لوگ جہان ہیں کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہو کہ اتنا بڑا جوان ہو کہ بشکل لڑ رہا ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو آخر آفتاب برنگ زرد لہر زان و ترسان مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ رنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثواب و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالد ہر کو رد کر کھڑا ہوا کہا اوجوان کیا کہنا خوب مجھے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام کر کل بھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالد ہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا ہمارا یہ دستور نہیں کہ بدون زیر و زبر کیے ہوئے میدان سے پلٹیں کاؤس نے کہا میں شب کو مقابلہ نہیں کرتا نورالد ہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہنے پلٹا کہ میں رات کو مقابلہ نہ کروں گا جب کاؤس پلٹ گیا نورالد ہر بھی واپس ہوئے قیام تاجدار نے آگے شاہزادے کی قدیم بوسی کی کہتا تھا او شہر یار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات پائی نورالد ہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے میں اسکو زیر کرتا مگر انشا اللہ کل دن بھر نہ گذرے گا شاہ پور نے عرض کی ای آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہو

ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ سے مقابلہ نہ کرے گا نورالدین ہر کہتے ہیں اُسکو اپنے قد و قبا کا بڑا گھمنڈ ہے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرم کے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا سیدھا اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جگہ کے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہیں کہ عیار اُسکا طاؤس سبک پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا کیلے بیٹھے ہیں کسی کے آنے کا حکم نہیں طاؤس نے آواز دی اور ہلو ان دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے بلایا کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو بھرے ہوئے سرنگوں بیٹھا ہوا طاؤس نے بوجھا اور آقا نامدار کیا لال ہو کیا خیال ہو کاؤس نے کہا اسی یار وفادار دایا عیار طرار مجھ پر عجب صدمہ عظیم کرا اس حقیر جو ان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھ کو شراب پلاتا مگر اسنے مجھ کو تنگ کر دیا کل فن میں مجھ پر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھ کو زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بچوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں چرا لاؤں قید کر کے قتل کیجئے اُسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہو کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ شکر کاؤس خوش ہو گیا کہا اسی یار وفادار اگر تو اسکو چراوئے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر میں بچو اوسے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ باہنہ عیار لگا کر طرٹ لشکر نورالدین ہر کے چلا یہاں نورالدین ہر بیٹھے تھے کشاکش و شہرتنگ نے اگر خبر دی کہ کاؤس نے طبل جنگی بچوایا نورالدین ہر نے پکار کر شہرتنگ سے کہا اسی یار وفادار ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بچے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحہ پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آتی ہو بفائدہ حیرانی ہو طبل جنگی بچو اگر نورالدین ہر اٹھے فاصہ نوش کر کے آرام فرمایا شہرتنگ طلے پر انتظام کرتا پھرتا ہو مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ نورالدین ہر پر پہنچا اگر اُس نے راجہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آستین ہوشیج ہاے موحی و کافوری روشن شاہزادہ چھپرٹ پر آرام کر رہا ہو طاؤس اندر بارگاہ آیا چادر ہر سے کھولا ایک سر پائون سے دبایا اور ایک سر پائون سے تھما چادے کو حرج دیا کہ شمع ہاے موحی و کافوری لہر لہر گل ہوئیں ایک شمع روشن رکھی چھپرٹ کے قریب پانگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شاہ ہٹا پانچے میں داروے بیہوشی رکھ کر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ میں جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سبھن کاٹ  
اُسی چادر میں شاہزادے کا پشٹارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشٹارہ  
لیے جاتا ہی مگر ہمت شہرنگ طلا یہ بھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا سا تھوون سے کہا یارو خدا  
خیر کرے کاؤس عاجز ہو کر گیا ہی طاؤس سہک رو سکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے  
اسوقت بیوقت دل دھڑکا میں اپنے آقا کی خبر لون شاگردوں کو طلاے بر چھوڑا آپ وہاں سے  
چلا قریب بارگاہ نور الدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہیں جب قریب آیا پردہ اٹھا  
اندھ گیا روشنی گل جھپکھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پتیرہ عیار کا معلوم ہوا شہرنگ سمجھا  
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھ کر گھبرا تا لا ش میں طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو اسے  
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شہرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشٹارہ لیے جاتا ہو  
بیقرار ہوا دوڑ کر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر میں اپنے داخل ہو گیا  
طاؤس جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شہرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی  
طاؤس بارگاہ میں کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار میں رہا ہر مرتبہ ہی کہتا  
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہو کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس  
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یارو باہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر رہنے میں  
میں نور الدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہنے پشٹارہ ڈال دیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو  
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت میں بے نظیر حسن و جمال میں رشک ماہ منیر ہو اٹھتے ہی  
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آبا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نور الدہر کے آراستہ  
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اٹھا باخانہ زنجیر میں غل ہوا سمجھ کسی نے  
قید کیا بل کر کے اٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے  
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا اونا مرد ہم تجھے بہلوان سمجھے تھے تو تو زن پر نزل سے  
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازار سی ہوئے تو تجھ طعن کرتے اب تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو کہ  
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پنچا دے تو ہم جانیں کاؤس نے ان باتوں کا جواب  
نہ دیا حکم دیا کہ جلاؤ اس زباند راز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاؤ حسب لادکا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاد باخبر برہنہ بیکار تھا کھلا اور پہلوان دوران میں اسکو قتل کروان اور  
 حملت کے تو آپ کو بھی قتل کروان کسی نے ہاتھ میں نہ سنا کاؤس نے بیکار کر کہا اور جلاد جلاد  
 اسکو قتل کر بڑا زبان دراز اور اپنی جرات پر سکونار ہو جلاد نے نورالدین ہر کا ہاتھ پکڑا کہا کہ  
 جان بیٹھ جانتھ کو بنا کردن اورون کو قتل کروان تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے  
 آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہو جلدی قتل کرو نورالدین ہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہیں  
 کبھی جیاب ہو کر بیکار تے ہیں اور خالق بے نیاز و اور رب کار ساز اس ظالم کے ہاتھ سے  
 بچانے عجب کر کیا ہو سوائے میرے کون معین و مددگار ہو تو چار ابرہہ در دگار ہو تیری صفی  
 کیا بیان ہو سکتی ہو نظم

جو آمد آن گل رنگین بگزار	بجشن شد خدا ہر بلبل زار	گئے از برگ شد ظاہر گر از یار
گئے از گل عیان گشت کہ از آقا	گئے از نور شد روشن کہ از ناز	نمایان شد کہ از مورد گدازار
ریک جانب مسلمان مرد ویندا	یکسو برہن پوشیدہ ز ناز	گئے ستانہ گشت و گاہ ہشمار
گئے در خواب غفلت گاہ بیدار	گئے برق دگئے ابر گہر بار	گئے ہر و گئے ماہ چہ ازوار

ز ہر صورت خدا صورت نماید | القاب از جہرہ انور کشاید

کاؤس نے بیکار کر آواز دی اور جلاد جلاد قتل کرو نورالدین ہر سے آکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کر  
 بیٹھے اب نورالدین ہر کے ہوش درست ہوئے سمجھ کہ عیار ہمارا آگیا شہر نگ نے خنجر مارا نورالدین ہر نے  
 ہاتھ اٹھا دیا ہنکڑی کٹی نورالدین ہر نے سمٹ کر بیڑی کو مڑوڑا کاؤس نے بیکار کر آواز دی اسے  
 پہلوان اس کے عیار نے مار کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدین ہر کے تلوار مارون  
 نورالدین ہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر مار دی کہ اس پہلوان کا سر پٹیا نورالدین ہر نے تلوار اٹھائی  
 شہر نگ نے حقہ ہائے آتش بازی مارے اندھیرا ہو گیا نورالدین ہر نے ستون بارگاہ کا تمام کے  
 بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہر کر گئی نورالدین ہر و شہر نگ باہر نکلے نورالدین ہر کے ہر وہی  
 جو اترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آ پڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے  
 قریب آکر نورالدین ہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین ہر کا سر سیقد زخمی ہوا نورالدین ہر نے زخمی  
 ہو کر خبردار خبردار کہہ ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہو کر بھاگا

افسر کا پاؤں اٹھا تو کل فوج کے پاؤں اٹھ گئے کاؤس گینٹے کو اڑا کر دور جانے ایک  
 شخص کے سائے میں کھڑا ہوا نورالدین نے بیمنہ و میسرہ کو بال کیا لڑتے ہوئے نورالدین ہر  
 جاتے ہیں کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوئے چلے آتے  
 ہیں ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہائے فوج سرنگوں اہل فوج کے کلیے خون سیکڑوں سر  
 کٹ کٹ کے گر رہے ہیں دریاے خون کی طغیانی کا فروں کی حیرانی ویریشانی نورالدین ہر  
 ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیردشت نبرد میں کافران کے سامنے پابوش کی گرد میں جدوجہد کیا  
 سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدین ہر بلکہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں مقابلہ نورالدین ہر  
 کافروں کے قلب بھرتے ہیں کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر ابدار کا ہوا  
 زب جو انکی فوج والے آئے اس پر پابوش بھی پہنچا یا تیغہ خارا شکاف سلیمانی ہاتھ آلا  
 جھک لڑ رہے ہیں غیرت سے کفار زمین میں گر رہے ہیں کاؤس بکار رہا ہے کہ اے خداوند  
 ہفت پیکر میں تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر حمیب جادو کو جو پنجہ اٹھا لیگا تھا بجا کر سنا  
 تصویر سنگی کے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی اے بندہ خاص انخاص کیا رنگ ہے حمیب نے  
 بکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خود منظر بنا رس کا گنڈا اسکی دھونی میں کیا تھا کہ  
 میں بیہوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اے بندہ من قدرت یہاں سے دیکھ رہے تھے  
 نوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھ کو اٹھا لایا تیری دستگیری کی حمیب جھلا کر اٹھا لیا یا خداوند  
 جہان وہ جوان ملیگا اس قدر گولے مارو گا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت  
 نورالدین ہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز میں لڑ رہا ہے کاؤس کو بچانا نورالدین ہر  
 کا سر کاٹ لینا حمیب نوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اسوقت پہنچا کہ کاؤس کی  
 فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہے کہ بھاگ کر اپنے بیٹے میں جاؤں یوں جان  
 بچاؤں نورالدین ہر سب کے آگے لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ باشا  
 بنیرہ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبراہ یوں شکست  
 کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا میں ہوں حمیب اہل سوار یہ کہے حمیب نے ایک گولہ  
 مارا یا تو نورالدین ہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا



دوسرا گولہ حمیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے بابہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہیں اٹھاتے بعض کے مرکب بد لگامیان کر رہے ہیں سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں پیدل منہ کے بجل زمین پر گر گئے ہیں اٹھ نہیں سکتے تلواریں قبضے سے نکل گئیں سپرین پشت سے مگرین حمیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سب کو مار لے بالکل بے کار ہیں مگر کاٹھا ایسا خالفت ہو کہ گینڈے کو نہیں بڑھاتا حمیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حرلیت کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بے کار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہیں کہ نہیں بڑھتے حمیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانوں کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو ہاتھ باؤن بیکار کر دیے زمین پر نشل مردوں کے بڑے ہیں تمھارے گھوڑے تمھارے قبضے میں ہیں انکے مرکب بابہ گل جب اسطرح حمیب نے کہا تب کافر گھوڑوں کو دھڑک کر بڑھے تلواریں چمکاتے ہوئے چلے جو راہ میں مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گر اسوار کو بھی مار لیا صد ہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوئے کہ ہم حربہ کرتے ہیں وہ حربہ نہیں کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار ہو رہے ہیں اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے اس بلا سے نجات دے فطیم

برج طاقت ہست سرکش این خلیفت  
چون بسر مرگ ہست استادہ حرلیت  
چون بیاید ناگہان فلفل خریفت  
حق بہ بخش تاب و طاقت با ضعیف  
زانکہ یہ مطبوع خاطر این ردیفت

برج نازان است انسان ضعیف  
نست امیدت در زندگے  
گل شود خست ز صحن بوستان  
نا توانان را حسد انجمن توان  
این غزل ہندی چہ خوش کردی قم

یہ تو سب دعا میں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادہ بدعت مگر حال سیلاب نخر میر کرنا ہو کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیلاب نے بیکار ہو کر بوجھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے حمیب کو بہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اٹھا لیکھا تھا عیار دوسرا دانتے ہوئے سیلاب تو عاشق چال ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی ہے

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہو یا دین شاہزاد سے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہو۔

خیر قاتل پر رکھ دوں گا گلہ خیم کے خم بیتار رہا ہوں سا قیا آن پہونچا دے رہ دیدار یون قضا آئی رضینا بالقضا عشق بازی میں کیا نقصان مل ہستی فانی بڑا دھوکا دیا کھول دے زنجیر مجھ دیوانے کی بے مروت خود غرض نا آشنا	جی چلا بیٹھو نگاہوں میں منجلا کشتگان عشق سب گڑوا دیے مڑوہ بادری عاشقان بادفا بار رلفت بھی اٹھا کر دیکھ لوں معنت کھو بیٹھے یہ عمل بے بہا چشم بد دور تک دیکھا آنکھ سے ای بری نچھ پر بھی شاید جن چوہا مل جلو تم ہر کس و ناکس سے رتد	ایک دو ساغر کر نیگے نشہ کیا ای جزاک اللہ قاتل مر جبا کشتہ فرقت کیا تقدیر نے رہ سجاد سے دل میں دل کا وصل مار ڈالا بے ثباتی نے تری شہرہ سنتے تھے جمال یار کا نام کیا کیا آپ نے رکھوائے ہیں کیجے جھوٹ ہو جو مقتضا
---	---	---

اسی حسرت میں کہ زبان سحر جاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا میں ٹھہر گئے ہونگے سیما ب نے  
کہا اے گوہر ہمارے دل کی نگو کیا خبر ہو جیسے ہی شاہزاد سے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار  
کر کے اسپر سوار کر لائی ہو میں اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تنے کیوں قبول کیا تمام دنیا  
م نکی دشمن سیکڑوں پہلوان ہزار ہا ساحرا اپنے زمانے کے سامری و جہشید میں خدا کی  
قدرت ہو کہ خود ایک حرف سحر کا نہیں جانتے اور ساحر کشی کرتے ہیں میں تلاش میں اس  
گوہر بے بہاے صاحب حقرافی کے کھلتی ہوں گوہر نے کہا اے ملکہ عالم ہمارا تمھارا جانا ہرگز صلاح  
نہیں ہفت پیکر اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا سیما ب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اس سے مقابلہ  
کرینگے بلا سے مارے جائیں اس کشاکش سے تو مہلت پائیں یہ کالی رات کس مصیبت میں  
گٹی ہو ہمیں امید نہ تھی کہ رو سے سحر فراق دیکھیں گے دیکھو سارے باغ پر کیسی ادا سی ہو  
محبول مرجھائے ہوئے غنچے دہن بستہ لبالبین سر پیٹ رہی ہیں میرے دل کو کیونکر آرام آئے  
ہفت پیکر اٹھا دشمن ہو رہا ہو تمہیں کو سنجہ اٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور بر پا کر گیا بڑا جھلا ساحر  
ہو اسکو اپنے سحر بڑا ناز ہو یہ کہکے سیما ب اٹھی گوہر نے کہا میں بھی ساتھ چلوں سیما ب نے  
کہا بوا تمکو اختیار ہو میرا دل تو آرام نہیں لینا میں جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیما ب نے  
بر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی جلی عقب میں گوہر جادو سحر آؤں کو دیکھتی ہوئی جطرف نہ دیکھا کہ

محرارے سبزہ زار ہو دامن ٹھہر جاتی ہو جب صورت زیبا نہیں نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہو  
 آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُترتی کہ کان میں آواز آتی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہو ہزار ہا  
 بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو بکار رہے ہیں کوئی کریم کہتا ہو کوئی رحیم کہنے لگا رہتا ہو کوئی  
 سمیع و علیم کو یاد کرتا ہو ایک طرف سے آواز آتی ہو یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے حصے  
 کیا سلاخوں کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہیں اب بالکل بیکار ہیں پہلے ہلکو قتل کرتے تھے  
 اب جمنے مارا اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہوا اسے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا سے نادمہ سے  
 دعائیں مانگتا ہو سیما بے آوازین شکر بے قرار ہو گئی اس صدا کی طرف جلی آسمان پر آگے دیکھا  
 کہ نورالدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہیں تلوار نیام انتقام میں شبنم بن عمر و رکاب  
 سے لٹپٹا ہوا قیون کو بے دیتا ہو کبھی عرض کرتا ہو ای آقا سے نامدار و دیو کا قد شناس  
 کا شکے غلام نامینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی میں دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہو  
 پیدا کرنے والے کا سر اسر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچائے  
 وہ بندہ نواز چارہ سادر حکم الحاکمین رب العالمین ہو اس کے نزدیک سب آسان ہو اور سارا  
 مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہو صد ہا کے سر کٹے پڑے ہیں بعض رو رہے ہیں بعض ہلاک  
 کر اپنے پیدا کرنے والے کو بکار رہے ہیں حمیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو  
 کئی مرتبہ حمیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھ کر نورالدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب  
 نہ دیا جب تو حمیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا بڑھ کر نورالدہر کی جانب پھینکا گولہ  
 مثل شعلہ جوالہ چلا سیما ب دیکھ کر سیما ب ہو گئی سب حال تو آنکھوں سے دیکھ چکی ہو گولہ جب  
 قریب نورالدہر پہنچا سیما ب نے بیتابی و بقراری کو اپنی ظاہر کر کے گولے پر تھکی مار دی اور  
 انفرہ کیا منم سیما ب جادو گولہ اٹا پٹا قریب حمیب کے پہنچا حمیب نے خون اپنا دیکھ کر گولے کو  
 دفع کیا سیما ب اور حمیب سے آپس میں سحر چلنے لگا سیما ب حمیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہوا  
 اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہو اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اٹھے مصروف جنگ  
 ہوئے نورالدہر جو مبہوت تھے سیما ب پر پھری چل رہی تھی اہل تو سیما ب سے زیادہ حیران تھے  
 کہ ایسے صفت شکن کی تلوار نیام میں کیوں ہو پس کچھ داندہ باش اپنے خون میں رنگین کر کے

سیما ب نے نور الد ہر پر پھینکے تب نور الد ہر کے جسم میں طاقت آئی اس پر خوشخام طر سے  
 بھرنے لگا نور الد ہر نے نوار کھینچی صفوں میں دشمن کی ہنگامہ ہو کہ یار وودہ نوار کھینچ گئی  
 مگر سیما ب ناچار ہو رہی ہو ہر مرتبہ حمیب وہ سحر کرتا ہو کہ سیما ب تھرا جاتی ہو ڈر ہو کہ اسی سیما ب  
 کشتہ نہوں بڑی یہ تندرستی جان بچانا کبیر کو کئی زخم حمیب نے سیما ب پر لگائے مگر سیما ب طرح  
 سینہ سپر کے کھڑی ہو سامنے سے ہلٹی نہیں جو سحر حمیب نے کیا سیما ب دفع کرتی ہو مگر کانپ کا  
 جاتی ہو دل سے کہہ رہی ہو کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو میں اسکو مار لیتی نور الد ہر کے سر پر  
 خود نادر دسر برہنہ شاہزادہ کھڑا رہا ہو جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صد ہا کو مار کر ڈال دیا  
 چاہتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہنچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیتے ہیں نور الد ہر کو بڑا  
 نہیں دیتے سیما ب اشارے کرتی ہو کہ ابھی آپ کے جسم میں طاقت نہیں ہو مگر نور الد ہر شاہزادہ  
 ہیں کہ جا کر کاؤس کو ماروں فتنائے کارگو ہر جادو جو سچے سے عقب میں سیما ب کے  
 جلی تھی اسوقت آکر پہنچی دیکھا کہ سیما ب کے سر سے خون بہ رہا ہو مگر مقابلہ سے حمیب کے  
 نہیں ہلٹی گوہر نے بکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کیا تندرستی کروں سیما ب نے کہا اے گوہر ایک  
 چشم ددن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھ کر کان سے گوہر کلان نکالا اس پر  
 اسم سحر بڑھا طرف حمیب کے پھینکا حمیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہو تنگ  
 دیکر اسے روکنے لگا ذرا جو حمیب کی نگاہ پلٹی سیما ب نے کار دھچھولی سے نکالی اس پر اپنا خون  
 ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کہ سینہ پر کینہہ پر کار دھچھینک ماری حمیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا  
 چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤں کار دھچھینک پر پڑی تو ڈکریشت کے پار گزری ایک تندرستی سیما  
 اٹھی سنگ باری و برت باری ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرانام من حمیب جادو بود غیر  
 سجاد ہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہو ایسا سحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے  
 مارا گیا ابو سیما ب و گوہر سحر کرتی ہوئیں طرف کفار کے چلین نور الد ہر نے گھوڑا بڑھا کر سیما ب  
 کا ہاتھ تھام لیا کہا اے سیما ب ہمارے قاعدے کے سر سر خلافت ہو کہ غیر سحر یر سحر کرے ہم سمجھ  
 لینے سیما ب نے ہٹھ پیٹ لیا کہا اے شہر پار کفار نے جو سر اسر خلافت کیا کہ سحر کو آپ کے سامنے کر دیا  
 صد ہا بندگان خدا ہلاک ہوئے آپ کے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کو سچ

بڑھانہ سکا حمیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بتیاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا  
 ورنہ وہ سحر میں مجھ سے زیادہ تھا مخفی ہو کر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بقیار تھا یہی مناسب جانا  
 گو ہر عین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے میں کاٹی آپ اب بھی روکتے ہیں  
 چاہتی ہوں کہ ایک سحر میں ان سب کو مٹا دوں وہ آگ برساؤں کہ ان ناریوں کو جلا کر خاک  
 کر دوں نورالد ہرنے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالد ہرنے دیکھی بیٹھتی  
 ہوئی سیما ب ہٹی نورالد ہر بلوہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہر اہی مین  
 نورالد ہر کی شریک ہوئے اپنے ساتھ وائون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب  
 کوئی صورت بچنے کی نہیں گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھاک کر سلام کیا کہا اے شیر بیشہ جرات میں  
 آپ سے نہیں لڑ سکتا چاہتا ہوں ہمراہ رہوں نورالد ہرنے فوراً کاؤس کو گلے سے لگالیا  
 اب کاؤس کلمہ بڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار بنام مین کرو خدمت میں آکر  
 حاضر ہو ایسے افسر کھولتے ہیں سب نے تلوار روکی اگر خدمت میں حاضر ہوئے طاؤس ہاتھ سے  
 شہر نگ کے مارا گیا بچتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد تھی لیکر نورالد  
 کو اسی بارگاہ میں آیا نورالد ہرنے کہا قلعہ مروارید نگار پر چلو فوج لیکر قلعے پر آ کے فروکش ہو  
 قصد ہو کہ طرف طلسم کے کوچ کریں سیما ب کہتی ہو اے شہر یار مین رہبری کر دنگی گو ہر کہتی ہو  
 اگر آپ کوچ کریں تو مین تابہ لوح آپ کو بھونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالد ہر سے صلوح کر رہی  
 ہیں کہ شہر نگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہاں سے قریب ایک ملک ہو کہ اس کا نام قلعہ  
 سیاہ پوشان کہتے ہیں وہاں کا حاکم بہمن شہر سوار ساٹھ ہزار فوج سے براے مقابلہ حضور  
 آتا ہو کاؤس نے کہا اے شہر یار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر رش کر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو  
 زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ میں چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہو تین خندقیں آگے قلعے کے کھدی ہوئی  
 ہیں سیما ب نے کہا اے شہر یار مینز کو ضرور ساتھ لیجئے نورالد ہرنے کہا تم اور گو ہر قلعے میں رہو  
 سیما ب رونے لگی کہا اے شہر یار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا ایکے دل کو سمجھاؤں دنگی

عجب کیفیت ہے نظم

نیرت برج قمر میرا بنا کا شانہ آج

ماہر و دلبر ہوا ہر آن کر ہمنخانہ آج

<p>ہر منور شمع روے بار سے کاشا آج اب نہیں روکے سے رکتا وہ کسی کے دیو پر آ رہی ہو قفل مینا سے حق کی صدا شمع رو دلدار سے کہنا ہر جھکے سوز دل کس کا یہ رجبہ ہو اس کی ساقی زبے میرے ریشک آیا عند لیسان جہن کو مجھ پر نہ</p>	<p>پر جلیں آئے اگر اس بزم میں برغانہ طوق و زنجیرین ٹٹاتا ہی ترا دیوانہ آج وہ بت کا فر ہوا ہو ساقی مینا آج تخلیہ ہو کدو باہر ہی رہے پروا آج آپ بھر کر بار نے مجھ کو دیا بجانہ آج باغ میں لٹیا جو میں اس گل سے گستاخانہ</p>
---	---

نور الدہر نے سیما ب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہیں تم قلعے میں رہو بشکل سیما ب  
و گوہر کو قلعے میں چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے گاؤس ہمیشہ نشین  
بعد سپہ سالاری ساتھ ہوئیں کو قلعے سے آگے بڑھ کر لشکر اتارا تیسرے دن صحر سے  
گرداوی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پاہیاے تخت سے لپٹے ہوئے پشت پر سوار  
کا لشکر علمہاے رنگاری کے بھر ہرے کھلے ہوئے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اترنے  
وقت اُسے ساتھ والوں سے کہا نور الدہر کون شخص ہو کہ جو یہاں بڑھ کر مقابلے کو آیا ہو میں  
سمجھا تھا قلعہ بند کر کے لڑے گا مگر گاؤس کے بھروسے پر آیا ہو گاؤس ہمیشہ سے حسن پرست  
ہو صورت زیبا دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو گا ایک زمانے میں گاؤس مجھ چڑھ کر آیا تھا میں پیار  
تھا زخمی ہوا قلعے میں جا کر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کروں کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر  
گاؤس چلا گیا اُسی کے گھنٹہ پر غیرہ حمزہ آیا ہو فنون سپاہ گری میں عاجز کر دوں گا گاؤس کی کیا  
حقیقت ہو اور غیرہ حمزہ کو شتا ہو کہ ایک معشوق وضع ہو چاہتا ہوں کہ جا کر بارگاہ نور الدہر  
کو دیکھوں ساتھ والوں نے کہا حضور بہ عہدہ سفارت جائیں اور غیرہ حمزہ سے استقبال لین  
نامے پر زرنار کر امین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میرمنشی سے حکم دیا نامہ تیار کر د  
مابدولت خود ابھی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اُسکی دیکھ لین گاؤس کو بہت حیران کر دنگا میرمنشی  
نامہ تیار کر کے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار و پیدل  
ہمراہ لیے کمال سچ و سچ سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر بیٹھے تھے کہ شہر ننگ  
نے خبر دی بہمن بہ رسم سفارت آتا ہو لشکر میں بدعت کر رہا ہو نور الدہر نے گاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کر کے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف میں کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر  
برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدین نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا کشتخو شطہ مزاج  
ہو اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر میں کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن  
نے کہا اے کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپ کے استقبال کو آیا ہوں  
بہمن سمجھا کہ نورالدین ہر جیسے واجب ہو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا اے کاؤس اس  
بیدل ہمارے ساتھ جلو کھڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا یہ بہمن آقا نے خوب سمجھا  
ہو ورنہ تمہاری یہ مجال تھی کہ بیدل چلنے کو کہتے مگر خیر میں بیدل ہی جلو نکا لیکن ایک عہد کر لو  
کہ جب میدان میں آنا بھی کو بانا اس سرکشی کا مزاد کھاؤنگا اس وقت حکم آقا سے نامدار ہو  
سوائے خاطر کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میدان میں حال کھیلے گا بہمن نے کہا اے کاؤس  
میں جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تم کو ہو گا وہ خیال خام ہو دل سے دور رکھو  
اُس زمانے میں میں بیمار تھا اسوجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہو میں خود  
چاہتا ہوں کہ سر میدان حال جرات کھیلے دب دب کے ہو کاؤس باتیں کرتا ہی بہمن کو اور غرور  
بڑھتا جاتا ہو کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدین آیا جمال جہان آرا سے نورالدین کو  
دیکھ کر بہمن دنگ ہو گیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو میں دنگل کاؤس  
بجھا تھا اسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگوں پر کرسیوں پر بیٹھے نورالدین ہر نئے اشارہ کیا  
ساتی بچن نے جام سلنے کیا نورالدین ہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین  
کامل ہو گیا کہ یہ جوان خوشامدی باتیں کرتا ہی مجھ کو تسخیر کر رہا ہو ضرور اطاعت کرے گا استقبال  
و غیرہ بھولا نامہ سر سے کھو لکھتا تھا میں نورالدین ہر کے دیا نورالدین ہر نے اُس کو بڑھا بعد تعریف  
ہفت پہلے کے لکھا تھا کہ اے شیر بیشہ صاحبِ قہرانی بہتر یہ ہو کہ میری اطاعت کرے ورنہ گرفتار  
کر کے لے جاؤنگا اس اقلیم میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ تو مجھ پر بخوبی ثابت  
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہو اسی وجہ سے اطاعت کی میں اپنے قلعے کا بادشاہ کو رنگا نورالدین  
نے نامہ پڑھ کر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہم کو سر میدان لیر کرنا تو سوال اطاعت کرتا  
کیا یہودہ لکھا ہو اب تم بہر رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہم کو مناسب نہیں



جا کر طبل جنگی بجا اور میدان میں آکر مقابلہ کرو بعد زبرد پر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہو غور کو دماغ میں جگہ نہ دو یہ کہنے کا نون کو اشارہ کیا ایک گائے شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کس طرح سے وصف خطا مشکو کو کرین کرین و طوثر اب سے سوزن جانا منصف وہ ہیں ہمارا اگر اختیار ہو معنوں اس کمر کے نکالے نئے نئے سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب اُس گل کی پوسے زلف سے تارہ داغ چپکے ہیں ایک شک سیسی کی باد میں ہر شاخ شل شمع لگی جلنے بے غین وہ دست ہوں جو میکے میں نہ جاؤں	گلی کوین کا بس سے تب گفتگو کوین ہم بادہ کش جو بخت بست سب کوین بلبل کا زخم دل رگ گل سے تو کوین عشقا کو باز دلا میں جو ہم جستجو کرین حیران مثال آئینہ آئینہ رو کرین خطر گل بہشت ہو تو ہم نہ ہو کرین مرے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ ہو کرین تھنم سر و قدم مری آتشک سب کوین
--	--

نور الدہ ہرنے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل میں کہتا ہو کہ یہ جوان مجھ سے دبا زبرد میں اسکو کر دنگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پھر دن رہے نور الدہ ہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہ ہر بار گاہ اسکو پہنچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا حرات اپنے لشکر کے چلا راہ میں پہلوانوں سے کہتا ہو یا روم مطالب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا میں نے بھی تو عدۂ سلطنت کیا اور حقیقت میں اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونت ہوگی زور و قوت تو خیر گدہ منچلا ہو ساتھ والے جواب دیتے ہیں حضور کا رعب و دیدہ ایسا ہو کہ اسکو دیکھ کر دنگ ہو گیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھ کر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہہ دیا کیونکہ خوش نہوا آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا بادشاہ بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ میں آیا سردار دن کو مرادہ دیا کہ سردار دن میں سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہیں ہو کل اسکو زیر کر دنگا دوسرے دن نور الدہ ہر کو زیر کر دنگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہر کارے جو بھڑکے جا سوسی لگے ہوئے تھے خبریں بیکر سامنے  
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ ہمیں حضور کی ملاقات سے بہت فوش گیا ہوا ہے مقام پر  
کہ رہا ہو کل کاؤس کو زیر کر دینا دوسرے دن نورالدہر کو اور ہمیں نے طبل جنگی بجوا دیا  
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی  
گڑ گڑایا لشکر میں تیار ہاں ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہیں جو وقت کہ  
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعہ مغرب کے چلا اور شہنشاہ ذرین پور  
بہ جوش و خروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجیں سیران میں  
آئیں صفین جہین کاؤس آگے بڑھا دو رکا بے مرکب پر جھوم رہا ہو جب فوجیں جم جہین  
نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا ہمیں سیاہ قبا نے گینڈا صفت سے نکالا  
میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا بکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان دایرہ دستان  
جسکو تمارگ کی ہو وہ نکلے منم ہمیں سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر  
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا  
بڑھایا نورالدہر کی تعریفیں کرتا ہوا کاؤس ہمیشہ نشین سامنے ہمیں کے آیا ہمیں نے  
کہا ای ہیلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اغاعت کی کاؤس نے کہا جھکو بہ فنون سپہ گری  
دیر کیا ہمیں نے کہا مجھے یقین نہیں آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر  
دیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کر کے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے  
ماہر ہیں ایسے ایسے اُنکے سردار ہیں کہ میری کیا حقیقت ہو مثل ہزبر ہمیشہ کلنگان صاحب  
سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عقویل دیو پرور زرہ بانجان و یحییٰ خان ایسے  
ایسے کئی سہی سردار ہیں سب صاحب قرآن کے ساتھ ہیں یہ یکہ و تنہا اس طرف آئے یہ شکر  
اب جمع کیا ہوا ہے ہمیں مجھے بھی یہی غور تھا کہ ہاتھ پاؤں توڑ کے رکھ دوں گا لیکن جب مقابلہ  
بڑا کچھ بھی نہ ہو سکا ہمیں باقون پر کاؤس کی ہنستا ہے ہمیں نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ  
ہو کاؤس نے کہا میں حربہ نہ کروں گا جب تیرے حربے سے خدا بچائیکا تب میں بھی حربہ  
کروں گا یہ سنکر ہمیں نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان بر لیا آپس میں

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکرنگران ہیں ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا ہنٹھا  
 پتھیرا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھٹایا قبضے پر یہ کیلے ہاتھ ڈالا کہ  
 کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہو مگر یہ تلوار وہ ہو کہ جکاوار کتا نہیں اگر ہباڑ پر ماروں  
 تا بہ بیچ کاٹوں کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کیلے  
 ہاتھ مارا کاؤس نے سیر کو چہرے کی بناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہنچا کاؤس  
 نے سیر کو گردش دی صاف بہ آ سیب پسر تلوار کو رکھا باڑھ بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن  
 نے گریبان کاؤس کا تھا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی بہمن نے کہا  
 کہ اوی کاؤس بیشہ نشین اب کیونکر بچ گیا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اوی بہمن میں کیا  
 تجھے پاپہ کی کار کھتا ہوں خود تیرے دماغ میں بہت ہو نہیں معلوم کیا سمجھا ہو کیا تو ہی سپاہی  
 ہو جتنے یہ فن خوب حاصل کیا ہو دونوں میں کشتی ہو رہی ہو لشکروائے تعریفین کر رہے ہیں  
 نورالد ہر اپنے مقام پر فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہو کسی مقام پر کمی  
 نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہو یقین ہو کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پر کشتی ہوئی  
 دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے  
 ہٹ کر کاؤس آیا وہاں پر آ کے کاؤس کو غصہ آیا سا توین قدم سے ہٹا کہا اوی بہمن اب  
 ہماری باری ہو بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور  
 کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھائے وہاں پر موشخانہ تھا دونوں پاؤں  
 کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے ہکا مارا کہ کاؤس کا کولہ اترے  
 اس حد سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لوں نورالد ہرنے  
 ہر چہ لاکاراکہ او قابو پرست کیا کرتا ہو مگر بہمن لگیا نورالد ہرنے شہرنگ کو حکم دیا  
 حکمو دسبدم کی خبر پہنچا نا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہو شہرنگ نے شاگردوں کو  
 مقرر کیا کہ دسبدم کی خبر پہنچانا نورالد ہرنے لگے نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہن آ کے  
 کاؤس کو مسلسل کیا بلوائوں سے کہا اسکا کولہ بٹھا وضع کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو  
 تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوئے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر نہ بچ کر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے میں کانپ رہا ہو جیسے ہی دربار میں بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ار کاؤس ابھی تک بلبلانہین گیا اگر میری اطاعت نہ کرو گے فوراً قتل کر دینگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہوں کاؤس نے کہا اونا مرد مکر سے گرفتار کیا اسپر ناز کرتا ہو بہمن کے ہاتھ میں جام شراب تھا پی گیا درد شراب کاؤس پر پھینکا قطرہ درد کا جو کاؤس پر پڑا شعلہ غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوا غصے میں آکر کہہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مڑوڑا بہمن نے کہا اسکو مارو ایک پہلوان سے اشارہ کیے اٹھک ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی مادی کہ پہلوان کا سر چٹا تلوار کی کاؤس نے اٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کر لو سو پہلوان جو اسکی صحبت میں بیٹھے تھے تلواریں لیکر اٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈال دیے بہمن غل مچا رہا ہو کہ ارے اسکو گرفتار کر لو کاؤس کہتا ہو تم آکے گرفتار کرو انہیں کوئی سر سے لائق نہین ہے شاگردان خبرنگ برے خبر حاضر تھے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہاں صبح کا وقت ہو نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے فرار ہے بین نہین معلوم ہمارے یار و خاوار پر کیا گذری کشاگوں خبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ بہمن میں لڑ رہا ہو ہزار ہا ملازمان بہمن بارگاہ میں جمع ہو گئے بین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین ڈال سکتا فرمایا ای خبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو لازم مرکب تیار کر کے لائے نور الدہر سوار ہو صرف خبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ہو دور سے دیکھا کہ بیچ میں ہزاروں جوانوں کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہو کب کا وصل نہین پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا اس کے دو ٹکڑے کیے گئے اس کے لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے بین بہمن گئیٹے پر سوار اپنے پہلوانوں کو مرغیب کر رہا ہو کہتا ہو یارو تم اتنے ہوا ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہیں ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہیں بعض دور سے لیتا لیتا کر رہے ہیں بخوف جان قریب نہین جلتے غل و شور کر رہے ہیں کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو لگا رہا ہو کہ سامنے آدیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہو نور الدہر نے بمعمر کو دیکھ کر اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ کر کے آواز دی ای برادر

نہ گھبرانامین آہو نچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا چمک چمک کر لٹنے لگا کئی پہلوان  
 بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اس ہنگامے میں بکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت  
 کا باعث ہو کہ یہ جرات حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سنانے نہیں آتا دوسرے  
 لینا لینا کر رہا ہو نورالدہر مصروف جنگ ہوئے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی تیر  
 نورالدہر نے لکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ میں نورالدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر  
 نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر مارا دروہ کے  
 جو تیغہ خارہ شکاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دو ابرو تیغ  
 پہونچا بہمن نے دستا نہ مارا تیغہ جھٹا کر نکلا چادر فون کی چہرے پر بڑی اور پہلوان بیچ میں آ گئے  
 بہمن فون پونچتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اسی مقام پر مارے لڑتے ہوئے  
 قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے کو لے کے اکھڑنے کا صدر مد بھی آنکھیں بند  
 کھڑا جھوم رہا تھا نورالدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا ای برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نورالدہر  
 آگئی بہمن نے ساتھ والوں سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ میں زخم کو صحت دیکر پھر  
 آؤ ٹکا ساتھ والوں نے بہمن کو ہوا دار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے  
 نورالدہر نے دو تین کو س تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب انھوں نے گھوڑے  
 بکشت بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہہ روکا  
 کہ اسی برادر اب اس کے تعاقب میں نہ جاؤ کل اس کے قلعہ پر شکر کشی کریں گے ای کاؤس مجھے اس  
 ملعون نے بڑا رنج دیا تم کو گرفتار کر کے لگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے  
 ہوئے پلٹے بارگاہیوں پر بہمن کی قبضہ کیا اسی مقام پر اتر پڑے یہ ہرکاروں نے خبر سیاب  
 کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ میں چلے نورالدہر نے فرمایا اب ہم  
 کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائیں گے سیاب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش میں  
 ڈالے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بچا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجے پھر یہ  
 عرض کی کہ نیز کو بڑا تردد دل کی یہ کیفیت رہتی ہو نظم

بو جھپتے کیا ہو صیبت کے گرفتار دلی

کٹ گئی عمر غم درنج میں بیچاروں کی

مرتے ہیں بنگائی ہو جان پر بیماروں کی  
شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر  
نقد جان ناک تو خرید و نکال تھے او کو  
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہیں  
نظر نہیں سر کاٹے دکھا دو ذرا عا جس  
ڈولہ ہی پیپ کلجیون میں غم فرقت سے  
یارب اعمال کی اپنے نہیں ہو جا سزا  
رند کھلتا نہیں کچھ حال تنہا کیا ہی

خوب لی تھے خبر اپنے گرفتاروں کی  
آنکھیں سید کا کیے ہم آنچ بہ انگاروں کی  
بجھڑ ہونے دے ذرا بجھڑ خرابا روئی  
تندرستی میں بھی خوشی تو ہے بیماروں کی  
قلعی کھل جائے ابھی آئندہ رخساروں کی  
غور کرتے ہو تو کریو مگر افکاروں کی  
حشر پر رکھو نہ لغزیر گنگاروں کی  
زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیماروں کی

تو رالہ ہرنے سیاب کو سمجھا باغیاں پاک او ملکہ عالم میں در بندون پر قبضہ کرنے کے عم نامدار ہمارے  
فکر لوح میں آتے ہوتے ان مقاموں پر نگور ہستے کہ بغیر و عافیت نامہ مقام لوح پہنچن چاہو  
یہاں فتح ہوت اور سفت پیکر بھاگ کر طلسم میں جائے ہم لشکر کشی کرن جلے اسکو طاسم میں  
پھیرن آخر سیاب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوئے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے  
کوچ کیا منزلیں طو کر کے چلا لیکن بہمن سیاہ قباجو قلعہ میں آ کے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا  
بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نذرالہ ہرنے اس قلعے کی طرف آتے ہیں یہ خبر وحشت آتی ہے ہی  
کچھ اگیا ساتھ و اون سے صفحہ کرنے لگا کہ کیوں یارو قلعہ بند کر کے بیٹھوں مساجون نے کہا  
اس قلعے کو سر سوار ہی وہ فتح کر لیگا ان لوگوں کا یہ بھی دستور ہو کہ جو ارادہ کیا اس کو پورا کیا  
اس برس تک قلعہ کو گیرے رہن جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹنگے جیسا کاوس نے  
کیا کہ تھے قلعہ بند کر لیا وہ ہٹ گیا یہ بلٹین گئے قلعے کو گیرے رہینگے مصاحب یہ باتیں  
کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز باجم سے اٹھا کہا او شہنشاہ آپ کیوں تردد کرتے ہیں  
غلام جاتا ہو گرفتار کر کے انکولا تا ہو قتل کرنے کا کہو اختیار ہو بہمن نے کہا او الماس اگر یہ کام  
تو کرے تو گویا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتہاء ہو اسکی جرات و شوکت آنکھوں کے نیچے پھرتی ہو سیلا  
شکر میں گھس آیا فوج بجا رہے آئی کاوس کا اسکی بڑا پاس تھا رفیق پرورد جوی ہماز تھا  
زور و طاقت انک ملک نیات گز میرا دل نہیں چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کروں اماں

اسی وقت باہر سے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر کو جو تھی منزل تھی ایک صحرا میں آ کے اترے ہین کاؤس نے بارگاہ استاد کرائی لشکر اترا نور الدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہرات گئے لشکر نور الدہر میں بیوچا لوگوں سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہاں ہو پشت بارگاہ نور الدہر پر آیا ایک گوشے میں بیٹھ کر نقب کھودنے لگا پہرات رہے تھرہ نقب کا بارگاہ نور الدہر میں توڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ بڑا سوراہا ہو دو شالہ چہرے پر پڑا ہو الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دو شالہ اٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سوراہا ہو کچھ میں داروے بیہوشی کو رکھ کر بھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کر بھاگ نقب کو طوکر کے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے میں آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہوگا اتنے میں الماس آکر بیوچا پشتارہ اسے ڈال دیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہو آہنگر کو بلا کر سلسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کر دیا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خاندہ بھر میں غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھیں کھول کر دربار کفر مار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ بکاری عیار کو بھیج کر گرفتار کرانگایا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر بہمن چاہتا ہو حکم قتل کا دون کہہ کر کارے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہو ایک خندق کے پاس بیوچا چکا ہو اب دون خندقوں کو فرمایا چاہتا ہو بہمن یہ خبر لشکر حیران ہو گیا رفیقوں سے کہا اب کیا کروں سب نے کہا اس جوان کو نشان کشان بالا سے قلعہ لیجائیے نہ پر تیغ بٹھا دیجیے اور کاؤس سے بکار کر کیجیے اگر تو قریب بھاگے آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نور الدہر کا گوارا نہ کر گیا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو بسمدائی نور الدہر کو بالا سے قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج خطر موج ایک خندق فرما چکا ہو دوسری کو فرانا چاہتا ہو بہمن نے بکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پر نور الدہر کے آجا جب قہ کاؤس متین کرنے لگا کہا میں پلٹا جاتا ہوں آقا کو دستاؤ نور الدہر نے بکار کر کہا بھی کہ ای کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ رو کو بھوکو قتل ہو جانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر بکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک



موسے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بیاہ فنا ڈراڈونگا ایک ذی حیات کو قلعے میں زندہ نہ چھوڑ دینگا تجھ کو اگر قتل کرونگا ناجار کاؤس پلٹا اب ہمیں نورالدہر کو یکہ قلعے میں آیا رہیوں سے کہا یہ بڑی مشکل ہو جب تک کاؤس کی تدبیر نہ ہو تب تک اس جوان کو قتل نہیں کر سکتا یہ کہنے حکم دیا نورالدہر کو قید کر دیا ایک مکان میں لیجا کے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور یہ کہ روز صبح کو گینڈا اڑا کر قریب قلعے کے آتا ہو جب ہمیں نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہو تب بلٹ پٹا جیران ہو کہ کیا کروں قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کر کے آیا قریب قلعے کے پہنچا ہمیں نے حکم دیا گنگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہاں نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہو گیا یہاں کاؤس خندہ تون کو طو کرتا ہوا برابر پہنچا کے پہنچا جاتا ہوا بھاٹک توڑے ہمیں نے کہا ایسا لباس تیرا کوئی تدبیر کو لباس نے کہا اور گنگار کو بیکھل نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر ہمیں نے یہی کیا اور ایک شخص کو بھڑا نورالدہر بنا یا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور بلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ میں تم سے کسی میری ہاتھ سے قضا ہو کہان جاؤ گے جسدن غافل ہوئے فوراً قلعے میں گھس آؤنگا پہلے تجھ کو قتل کرونگا ہمیں خاموش ہو رہا نورالدہر پر معرکہ یکدرا کہ جب قلعے میں ہار ہوا کہ نورالدہر کو لباس چیز پا گرفتار کر لایا ہمیں کی ایک بیٹی ہو کہ اسکا شیریں عذار نام ہو اُسنے کہا میں بھی جا کر دیکھوں مسلمان کس وضع کے ہوتے ہیں کوٹھے پر آئی اسوقت نورالدہر وہمیں سے کلام ہوا تھا اُسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پر پڑی بیتاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل میں آئی آخر دریافت کیا کہ فلاں مکان میں نورالدہر کو قید کیا ہو کتنی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں کنیزوں سے حال کہا کنیزیں سمجھانی تھیں شیریں عذار کہتی تھی کیونکہ دل کو سمجھاؤں کیونکہ خاموش رہوں دل کی تعجب کیفیت ہو اور یہ صورت ہو

<p>شاہ رگ پچڑ کے اگر عریان حری تلوار ہو تو ہی اسو ساقی تباہ دست کیہ شیار ہو کون ہو مشکل میں جو بندے کا اپنے یاد ہو دونوں یکساں ہیں یہیں شجہ ہو یا زنا رہو</p>	<p>خون گرفتہ کوئی جینے سے دیون نزار ہو چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفہ کس میں ہو تیرے سوا عاجز نوازی کی قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم زندان عشق</p>
---	---

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو خرو مصر میں چلے مقابل نگو پوٹ کے رہیں نینخ ابرو پر ترے کیونکر گلے کاٹے نہ	یاجتم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو گفتاؤ جیسے زینا سے سر بازار ہو کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناجار ہو
--	---

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھیں کہ کو کا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملاں میں پایا در یافت کیا کہ خیر تو ہو وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا تازہ ہو ایک مکان میں آیا کہ وہ خالی بڑا تھا دہان سے نقب لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہنچا یا نورالدہر بھی شیریں غدار کو دیکھ کر رائل ہو سفاک روز خبرین پہنچا تاہم کہ سردار آپ کا روز بلوہ کر کے قریب قلعے کے آتا ہو بہمن نے یہ مکر کیا ہو کہ ایک گھنگار کو کی شکل بنا رکھا ہو اسی کو دکھاتا ہو کاؤس پلیٹ جاتا ہو نورالدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہنچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہو مگر میں بادشاہ سے جا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں کاؤس کو بکڑ لاؤں اس چلے سے جاؤں اپنے تئیں پاس کاؤس کے پہنچاؤں نورالدہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے اور باغ سے میں نکل پڑوں لکھ رو نے لگین کہا اے شہزادہ آپ دیکھ لے ایسا ہو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں سب آپ کے دشمن ہو رہے ہیں نورالدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جا کر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہو کہ ایسا ہو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اسے نورالدہر کو جڑا یا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا سفاک تو خدمت میں بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو جڑا کے لایا تھا تلاش نورالدہر میں پھر رہا ہو جی میں کہتا ہو ایسا کون کستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لگیا کیونکر تلاش کروں بادشاہ کے سامنے جا کر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو میں کاؤس کو بکڑ لاؤں بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے نہال کر دوں گا بڑی خوابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قید خانے سے جڑا لیا اسکا چہ نہیں ملتا اے سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے میں کاؤس کو گرفتار کر لاؤں تو اسکو بھی تلاش کر دوں گا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی بھاٹک کی کھول دو سفاک باہر جا بیٹھا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو بچا نک کہو لید یا فوج وادون سے مجھ کو کیا فوٹ ہو دم بھر میں سب کو پامال کر ڈالوں گا  
سفاک خاؤں طرت چلا الماس پھر نا پھرا تا طرت باغ ملک کے آیا گالے کی جو آواز سنی کہ  
کوئی گائے یہ غزل گار ہی ہے۔ **طلسم**

میں وہ ایلادہ ست تھا راحت سے مجھ کو غم ہوا  
شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا  
جان لی یا دل شیرین نے میرے اکر صنم  
در دل زخم جگر کو ان سے ایذا کتنی ہو  
زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پر اہل بزم کے  
عمر کافی آرزو سے وصل جانان میں نشتم

الماس نے جو گالے کی آواز سنی کان سے لٹکے ہوئے پہلو سے باغ پر آیا کہ نہ مار کر دیوار پر  
چڑھا دیکھا نور الدہ ہر پہلو میں شیرین عذار کے بیٹھے ہیں اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے  
کہ اگر اسے جا کر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہوگی میں ضرور نکلونگا  
جڑی نامردی ہو کہ سردار تو ہمارا بچا نک تو ذکر آئے اور ہم نہ بھونچیں ملک رو رہی ہیں کتنی میں  
شہر یار میں آپ کو نہ جانے دوں گی ہر تنفس آپ کا دشمن ہو بہمن کو آپ سے بڑی کد ہو فوراً ہر  
کتنے میں میں ضرور جاؤں گا ملک دشمن کیڑے ہوئے فرما دی ہیں کہ اسی شہر یار مجھ کو ساتھ لے چلے  
میں بھی اپنی جان دنگی مجھے مہر نہو گا دل اپنے قابو میں نہیں ہو **طلسم**

سحر ہے افقوں کو یا انداز ہے  
چشم بد دور اب تو اور انداز ہے  
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے  
توڑتی پر حسرت پرواز ہے  
کہا مزاج دشمنان نا ساز ہے  
گر یہی شوق حسرت نام ساز ہے  
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

ناز ہو غمزدہ ہے یا عجزانہ ہو  
دہ ہو آئینہ ہے مشق ناز ہے  
کیا کروں اظہار سیر عشق کا  
ہیں پھر کتے نو گرفتار نفس  
حکم ہو چھیر میں نہ سازندے بھی ساز  
فتنہ برپا وہ کہیں گے صبح و شام  
میر بھی جاؤں تو نہ پوچھو چھوٹو سا

سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے سر و ساقدار اک بت طناز ہے	گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع ہم نے دیکھا رنار تیرے یار کو
<p>الماس نے یہ سب باتیں سنیں جی میں کتا ہوا اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر دشمن کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُتر کر جاکر بادشاہ کو خبر کر دن رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس درانداز کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلے فریاد کر رہا ہو دیکھے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر درشاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا نہیں سنے پوچھا و الماس کیا ہو کہا حضور بڑا غضب ہوا مارا تین گریں بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نورالدہر کو لیکر تین پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک لقب زن کی دہشت سے سارے فساد برپا ہوئے نورالدہر کو قید خانے سے جبراً کر لیا اب کاؤس کو خبر کرنے گیا ہورات ہی کو جاکر نورالدہر کو مار لیجئے یہ سن کر ہمیں بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں جاکر نورالدہر کو قتل کرونگا سب کنبز دن کو شاؤنگاؤس گیسو بریدہ کو سرباز لاکر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہو یہ کہے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساٹھ لاکھ چار ہرات باقی ہو نورالدہر سند پر بیٹھے ہیں پہلو میں شیریں غار کہ چند کنبزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کسی نے خبر ہو تپادی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہو کنبزین پیٹنے لگیں نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھر ہوا ہو نورالدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہے سب بچیا اندر گھس آئیں گے ہمیں کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ دہان بیٹھی ہو یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کریں گے کہ وہ بچیا اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکیں گے یہ کہے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اسپر سوار ہوئے بہمن دروازے پر کھڑا بکار رہا ہوا اسے دروازہ کھولو در نہ دروازہ کھلی فوٹ ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جبرأت صاحب شوکت و شان نورالدہر بن بادلیح الزمان تلوار کھینچے ہوئے باغ سے باہر نکلا بہمن نورالدہر کو دیکھ کر بھاگا فوج والوں کو آواز دی ہان یا روا اسکو مار لو تمام فوج نے نورالدہر پر پلوہ کیا نورالدہر نے</p>	<p>یہ سب باتیں سنیں جی میں کتا ہوا اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر دشمن کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُتر کر جاکر بادشاہ کو خبر کر دن رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس درانداز کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلے فریاد کر رہا ہو دیکھے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر درشاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا نہیں سنے پوچھا و الماس کیا ہو کہا حضور بڑا غضب ہوا مارا تین گریں بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نورالدہر کو لیکر تین پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک لقب زن کی دہشت سے سارے فساد برپا ہوئے نورالدہر کو قید خانے سے جبراً کر لیا اب کاؤس کو خبر کرنے گیا ہورات ہی کو جاکر نورالدہر کو مار لیجئے یہ سن کر ہمیں بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں جاکر نورالدہر کو قتل کرونگا سب کنبز دن کو شاؤنگاؤس گیسو بریدہ کو سرباز لاکر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہو یہ کہے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساٹھ لاکھ چار ہرات باقی ہو نورالدہر سند پر بیٹھے ہیں پہلو میں شیریں غار کہ چند کنبزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کسی نے خبر ہو تپادی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہو کنبزین پیٹنے لگیں نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھر ہوا ہو نورالدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہے سب بچیا اندر گھس آئیں گے ہمیں کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ دہان بیٹھی ہو یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کریں گے کہ وہ بچیا اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکیں گے یہ کہے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اسپر سوار ہوئے بہمن دروازے پر کھڑا بکار رہا ہوا اسے دروازہ کھولو در نہ دروازہ کھلی فوٹ ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جبرأت صاحب شوکت و شان نورالدہر بن بادلیح الزمان تلوار کھینچے ہوئے باغ سے باہر نکلا بہمن نورالدہر کو دیکھ کر بھاگا فوج والوں کو آواز دی ہان یا روا اسکو مار لو تمام فوج نے نورالدہر پر پلوہ کیا نورالدہر نے</p>

لغزہ کیا باشی را کا فران سجدا و ایو نا بکاران پردغا۔ لغزہ نورالدہر	
کہ شاہانش جهان گیر فلک بیتی ستان خواند عدو در رزم گاہش صد ہزاران لالہ مانع اند	ہم سے اوج رفت شاہیاز عرصہ مردگان ینادہ لشکر اسلام نورالدہر گز ہمیش
دیگر ز طفلی بہ جرات ہنزد اہستم + لقارابیک دست برداشتم + ظفر بریلان عرب بافتم + نوجوانان لقب بافتم + لغزہ کر کے شاہزادہ لڑنے لگا افسردن کوتاک تاک کر مارا ملک کوٹھے پر جرطہ آئین کنیزوں سے کہا تیرا روکنیزوں نے کماہنیں سنبھالیں تیرا نے لکین جس خطا شعار بر تیر پڑا سہم کر گرا کا فرحیران ہیں کہ آسمانی آفت کسان سے آتی ہو کئی سو سوار لگے الماس نے سراٹھاکے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیرا رسی ہیں بہمن نے کہا ادھر نورالدہر کو گھیر دین جا کر ملک کو پکڑو ن نصف فوج نے نورالدہر کو گھیر نصف فوج سے تو نورالدہر مصروف جنگ ہیں نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملک نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نورالدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نورالدہر ہر جہت جشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرازہ جنگ کر رہے ہیں مگر کہ وہ کاوش میں خود سر کر گیا سر بر ہند زلفین خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہیں جسے بوے مشک و غیر آتی ہو ملک بقیار ہو کر خدا سے دعا کرنے لکین پکارتی ہیں ایو کار ساز دیو بے نیاز اس آفت سے بچا لے لطم	
سر فرازی داد برجن و ملک غلمان و دور دم غنیمت دان ہر دم باش حاضر و حصور حضرت مولے بحالت لطف فرما بد ضرور کن ز اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور تا توانی ز روزین کبر تحبہ کن غبور حق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور زیر و بالا نور ذات کبر یا آید لطم	حق ترا تاج شرف بخشید بر جوش و طہور یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو گر تو باشی ہر زبان سرگرم در عجز و نیاز قاصر از خدمت مباحث و حساب صدق و صفا بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد ہست دنیا سے دلی دریا سے نابید کنار خود ز عرفان تصفیہ یا بدل ناصاف تو حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر
نورالدہر تیس ہزار جوانوں میں یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں بہمن بلوہ کیے ہوئے طرفت باغ کے آگے	

جب کنیزین تیرا قتی بین سود و سوس کو گرا دیتی ہیں بہمن نعرے کرتا ہوتا آتا ہو اور شوخ و ہریدہ  
 او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہوں ایک ایک نخل کا ٹونگا دیوارین باغ کی گرا دوں گنگا  
 کیسکو ان زدن گنگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑ دنگا آکے ایک ایک کو شاؤنگا لکڑی نے  
 خود تیر و لکان ہاتھ میں لیا اور بکار کر آوا ددی اور خطا شعار اپنے کو تیر سے بجاتا کہ تیر مارا گینڈے  
 کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جنت کی بہمن گینڈے سے گراؤ گون نے مسکواٹھایا لکڑی ہٹ گئی  
 اور گینڈے پر سوار کیا لکڑی سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو شکر نور الدہر میں  
 پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اُسے ترک کیا ہر رات دن مسلح رہتا ہو کر اُسے دور سے  
 دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو بکار کر آوازدی کون آتا ہو جواب دے ورنہ میں تیرا تارنا ہوں  
 سفاک نے آواز دی خبر خواہ دولت ہوں تمھارے پاس آنا چاہتا ہوں کاؤس پیشین  
 ترک گیا آگے بڑھ کر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے  
 بیان کیا کہ میں دختر بہمن کا عیار ہوں میں نور الدہر کو قید خانے سے چڑا کر لیگیا تھو وہ  
 تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے  
 اب میں نے بموجب صلاح شاہزادہ تم کو خبر کر دی کہ اب جو وہ لکڑی کرے نہ رکنا جلد سوار ہو  
 رات ہی کو بلوہ کرو اس وقت بالا سے قلعہ لوگ کم ہیں نہیں معلوم قلعے میں کیا ہنگام ہو شاہ  
 سے میں نے اطلاع کی کہ میں کاؤس کو خبر ملاؤں تب بادشاہ نے مجھ کو حکم دیا میں اس جیلے  
 سے آیا کاؤس نے شہر ننگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ اسی مہتر والا گوہر اس عیار کی باتیں سنو  
 کچھ عیاری نہ کرتا ہو شہر ننگ نے شکر کیا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہو  
 شاید کوئی دراندازی کرے اسی کاؤس جلد جلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آوازاں  
 دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیل یہ آواز شکر دہڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدہ  
 سے جلو قلعے سے تو پڑے گی اپنے کو بچا کر فریب خندق پہونچاؤ میں تو سینہ سپر  
 جانا ہوں کاؤس نے گینڈہ اڑھایا گنگا مار دی کہ گینڈہ اترا پ کر چلا اہل قلعہ نے جو  
 کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آوازدی کہ اسی کاؤس آج کیا ہو جو رات کو  
 بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوہ کر ڈیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا اس کا رواب میں تمہارے فریب کو کب مانتا ہوں میں تمہارے دم مکرمین گرفتار رہا  
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو میں اب نہیں منع کرتا اتنو قلعے والوں نے توپیں ماریں  
کاؤس کا وہ پرگینڈے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترائے  
پہونچے کاؤس خندق فرمایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینوں خندقین  
کاؤس فرمایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے شہہ مارا ساتھ والوں نے گھٹنے  
دختر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہو اہل قلعہ نے پھاٹک پر دو کاؤس  
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہو کئی سو جوان مار کر ڈال دیے اس گنہگار کا بھی ہاتھ  
پاؤں کے اٹھایا وہ عین عین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا  
بھی کہ اسے افسر علی بھی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے  
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے میں آیا دور سے دیکھا کہ آت  
گھڑت ہوئے ہیں تیس ہزار میں ایک لڑ رہے ہیں کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کر کے فوج  
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو فوراً ہر تنہا حربے روک رہے تھے  
جسکے ہاتھ مار دیئے دو ٹکڑے کیے کہ یکا یک بلوہ ہوا دیکھا فوراً ہرنے کاؤس پیشین  
دریائے خون میں تنہا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہو نور الد ہرنے آواز دی اسے بار و فادار  
کیا کہنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہنے بہمن کو لگا کہ آؤ بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ  
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ میں زیر کر لایا کاؤس جنگ میں شریک ہو فوراً لد ہر لڑتے  
بھڑتے تا بہمن پہونچے لگا کر مقابلہ میں جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے  
عرصے میں کاؤس نے فوج کو کہہ دیا کہ کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوئے آخر میں  
جو بہمن نے ہاتھ مارا فوراً لد ہرنے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی پٹائی  
دست حق پرست بلوہ کے کمر زنجیر میں ڈالا زور کیا خاؤ زین سے بہمن کو اٹھالیا اگر دوسرے  
جھج دیا جاتا زمین پر ماروں بہمن نے آواز دی لا مان نور الد ہرنے فرمایا مان بہتر  
دیمان بہمن کلمہ پڑھ کے بھدق دل سلیمان ہوا فوج کو لائی سے روکا سب نے اگر قدرتی  
نور الد ہر کی کی نور الد ہر کاؤس ہمراہ اسکی بارگاہ میں آئے بہمن نے کہا حضور



تخت پر بیٹھیں نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے نورالدہر دنگل پر آ کے بیٹھے بہمن نے وزیروں کو اشارہ کیا انھوں نے ترجیح خوشنویسی سے پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوئے فرمایا ای بہمن مجھے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہیں ہمیں تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور رہی ہمارے علم نلدا تلاش لوح میں بین ہچشم ہمارا صحراے ترکستان میں فروکش ہو سکا اسی سمت ارادہ ہو کہ سب طرف سے بلوہ کریں ہفت پیکر ان ہیاڑوں کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر میں جانے کوچ کا سامان تیار کرو آدھر سے پلٹ کر عقد کر نیے فی الحال فرصت نہیں ہو بہمن نے کہا علام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس ہمیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ شکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ سپاہ پوشان پر بعد شوکت جہمت فروکش ہیں وقت پر ذکر تحریر کرو چکا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ز لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پرفضا میں فروکش ہیں ارادہ ہو کہ اپنے کو تابہ کوہ نیرنگ پہنچاؤں۔ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ ہر ہر تو اس کے ساتھ ہاتھیں	کہ جام و سبو مجھ کو ہو گا عزیز	تری چال بھاتی ہر اے مر لقا
نو ہو سر و گلزار حسن و صفا	تری میکہ میں جو آمد ہوئی	نورندون کو جلسے کی بھی کہ ہوئی
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی	کہ ساقی کی آمد پہ رونق ہوئی	بچھے سا قبا جام جم کی قسم
بچھے اپنے جاہ و چشم کی قسم	دکھا دے جو چہ کا تو اپنے	کہ ہو قلب کو ایک شکر سرور
یہ ساقی نے تسکین دی بر ملا	جلے ہم کہ دور مصطفیٰ جلا	نورند میخوار اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہو میرے دل میں تنگ	وہ جلسہ جسے آج تو خواستہ	کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر رز نے آخر حجاب	کہ ڈالی ہو چہ پر اپنے نقاب	ہر اک بادہ کنش کو یہ خواہش ہوئی
کہ دیدار کی سب کو کاہش ہوئی	نہالان گلزار میں سبز پوش	کہ ہو نہر کو بحر گفت کا جوش
تو بیتی ہیں گل مچھلیاں نہر میں	ہر اک موج بھی ہو اسی لہر میں	قد میوس ہوں ساقی جم کے ساتھ

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہو ذرا بزم میں ہلکے صورت دکھا کہ ہو کشت امید بھر بارور کیا بیخون نے بھی آکے ہجوم کہ سامان عیش و فرح میں بہم ہوا جیسے اسلام رونق پذیر چھڑایا بدر کو بصد کروشہ چہرہ غازیان غزوات سرفرو	مگر دخت رزق بے باک ہو کیا آہ محروم دیدار سے نہاں تنہا میں آوے شہر یہ رندان نے دیکھا یا ہو میا جل ای تو سن کھاک جادو رقم کہ جن سے میں کفار سب ٹہرا سستی جب علت شاہ نے یہ خبر کہ حالات حیات میں کرنا عیان	قاہم اُسکے ہون اور رندان کے ہنر جھلکتا ہو کچھ رند منہ خوار سے کہ مشتاق میں تیرے سب باہر ترے دور میں ساقی ہر لطف یہ رہا تے میں منہ خوار غم کے ہوم ایسہ جہان گیر و الا تبار ہوے مکر سے کافروں کے ہیر انھیں کی رقم ہوتی ہو دہشتا
---	--	--

درستان جام مدہوشی اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف  
راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد ہلالی زند  
مگر غفلت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہو خواجہ سے صلح کر رہے ہیں کہ خواجہ اب یہ دریا  
کر و کرستم کس مقام پر ہیں تحفہ جات تو اشارہ اللہ اس صاحب اقبال نے با سے لوح ملنے میں  
کیا دیر ہو قضا سے کارا بر جو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران  
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب میں ایسا نہ کہ جا کر کسی عجائب و غرائب میں مبتلا ہو  
لندھور نے عرض کی نیاز مندوں کو شکار کھیلے گا شام کو بیٹ کر خدمت میں آئیگا لندھور  
نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر جمایا کر  
لندھور باہر آئے شہر نگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان  
یکضربی بھی ہمراہ ہو سکو ساتھ لیکر صحرا میں آئے طبل باز گشتی پر جو بڑی یکایک طائر  
جھاڑیوں سے نکلنے لگے بازو رہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پر شکار  
کیے کہ داراب بھر گئے قضا سے کارایک تہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ میں باز تھا  
اس تہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تہو کو گھرا طماپنے مارتا ہوا طرف زمین کے  
لے جلا لندھور نے مرکب مہین کیا ایک مقام پر باز نے تہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب  
مہین کر کے جو اس مقام پر پہونچے دیکھا تہو زمین پر پڑا ہو باز اُس کو فوج رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استاد ہو دروازے پر چند کنیزیں ماہ رخسار  
ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہو کہ خیمہ کا پردہ اٹھا کر اس سے ایک آفتاب طالع  
ہوا ایک نازنین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال  
بے مثال پر نگاہ پڑی حیر مرگان تو وہ دل پر پڑے یارے صبر نہ ہالے اختیار کیا اٹھے  
اوہ مرصعین داؤ نازنین ایک نگاہ بھر اٹھاوے وہ مرصعین بٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزیں  
کتنی ہیں اس شخص تو کون ہو کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہو یہاں سے اٹھ جا  
بیٹھنے کا ارادہ نہ کرنا لکھنا ہر صبح پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے  
سے اپنے قریب بلا لیا کہا اوہ پیکر داؤ سمن بر میں اپنے پوش میں نہیں ہوں شاید دل  
پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا ہو سچا دے۔ نظم

اگر بھڑکے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے اگتائے ہوئے بیٹھے ہو گھ کیوں نہیں جاتے جراح مرے زخم جگر بہتے ہیں دن رات تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس راہ گذر کی ہو یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہو عاشق بیدل کو خوشی رند اسی کی	اگر دند بودل میں ہو وہ کیوں نہیں جاتے اگر غیرت فور رشاک تم کیوں نہیں جاتے ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے دن رات بھے دیدہ تر کیوں نہیں جاتے ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے اس کو چہ میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے پھٹکار ہو اس جینے پر مر کیوں نہیں جاتے دشمن مرے فی النار سفر کیوں نہیں جاتے
--	--

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا۔  
خواص نے جواب دیا کہ میں جا کر عرض کرتی ہوں جیسا وہاں سے جواب ملے یہ کہکے خواص  
اندر گئی نہیں معلوم وہاں جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلے  
آپ کو یاد فرمایا ہو لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر  
خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہو مسند جو ابر نگار آراستہ  
گرد اسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں مندر

وہ سروناز بعد انداز جلوہ فرما ہو کینیزین دست بستہ حاضر کوئی بھولون کی بنکھیا لیے  
جھل رہی ہو اور کوئی اگال دان چاندی کا لیے کھڑی ہو کسی کے ہاتھ میں خا صدان گلو کی  
پیش کر رہی ہو اس جبین نے خا صدان سے لیکر ایک گلو ری کھائی پہلے غچہ دہن کیا  
اگال مٹھ کا جو اگال دان میں ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ با قوت کے ٹکڑے اگال دان میں  
ڈال دیے وہ گلو ری گلے میں دبا ئی ہونٹھ پہنے سیسائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ  
نازنین نہایت ادب سے برے تعظیم لندھور اٹھی بائیں جانب لندھور کو اشارہ کیا  
لندھور بائیں جانب آ کے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں وہ جمال بہت مال کہ لندھور  
کی نگاہ نہیں ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اٹھا دیتی ہو برق گوہر دندان کی چمک دل پر  
تا ثیر کرتی ہو لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہیں لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس  
جا کر سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہیں ہوئے مگر وہ  
رعب و دبدب حسن و جمال کا ہو کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہیں ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں مگر جاوش  
محسن آواز دیتا ہو ادب سے رہنا ایسا نہ کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت  
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر بہ کھڑی ہوئی بھولون کی بنکھیا ہلا رہی ہو بھول اپنی سائی  
بخت پر ہنس رہے ہیں کہ یہ سرو بانغ حسن و جمال ماہ باکمال ہمارے ہو امین بیٹھی ہو ہم کو بڑا مانا  
ہو ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہیں رنگ اینا دکھا رہے ہیں لندھور نے اس خواص سے  
اشارہ کیا اس خواص نے جھک کر سر کوشی کی کچھ کان میں کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا  
مضانقہ ہو مگر ان لوگوں میں دستور عقہہ ہو مہر ادا کریں تو ہم راضی ہیں لندھور نے کہا ہم  
تہرا داکر نے پر راضی ہیں اس خواص نے کہا ملکہ عالم فرماتی ہیں کہ صاحبقران سے آپ کو  
کیا تو سل ہو لندھور نے کہا میں آنکا جانشین ہوں سپہ سالار دست راست مشہور ہوں  
فرزدان حمزہ مجھ کو عم نامدار کہتے ہیں کون ایسا شیر دل ہو کہ جو مجھ کو بہ بزرگی نہیں مانتا فوہ  
نے کہا ملکہ عالم تہر میں سر صاحبقران مانگتی ہیں آپ کو منظور ہو لندھور نے تہرا مایں  
بدل و جان قبول کرتا ہوں پس اس میں جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا  
پینچہ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارا سے ہند

یہ جام بختگی نسبت ہو لندھور نے دولان ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب بری چہرہ کے  
ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں  
چہرہ گلنار ہاتھ پانوں میں دھنسیے لپیٹے ہاتھ بانہ کر جواب دیا عہد میں فرق نہوگا جو  
کہا ہو وہی کریگے اُس نازنین نے جواب دیا۔ جالیئے جہر لیکر آئیے عقد ہو جائے اب ہم اسی  
مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گانین جو سامنے تھیں اُنھوں نے  
فوراً طبلہ بجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گائے لیکن نظم

یاں سلیمان کے لیے مرتبہ سورنہیں  
دل غمگین ہیں بہت خاطر مسرورنہیں  
ہنس کے فرمانے لگے ابنا یہ ستورنہیں  
گوشہ امن کوئی اور کج بنو گورنہیں  
ہو نکس پاس اگر مہم کا فورنہیں  
جلوہ حسن جمال بیت مغرورنہیں  
کون سا دلع آہو سینے کا جو سوراہنہیں  
آپ اندھا ہو تو آنکھوں میں ترسے گورنہیں

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظر نہیں  
عہد میں اپنے خوشی رکھتی ہو غم کا ڈھب  
جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش نہیں  
طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا  
زخم دل کا میں بہر کیف اٹھاؤ ٹکا مڑا  
چشم بد دور سراپا ہو وہ اک عالم لود  
چشم عاشق کی طرح بہتا ہو ہر زخم جگر  
جلوہ دوست تو موجود ہو ہر شو میں غم

اس طور سے گائے نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اٹھے کہا ملکہ  
میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر تھر کی تدبیر کروں اُس مجھ میں نے کہا جلد جائیے اب سر  
صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اسپر سوار ہوئے چند خادم ساتھ  
تھے اُنھوں نے راہ میں پوچھا اگر دارا سے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہیں گئے  
لندھور نے کہا نسبت بختہ ہو گئی اب ادا سے تھر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور پہلے  
قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہیں ہر مرتبہ فتنے ہر ہاتھ  
ڈالتے ہیں اکڑتے ہوئے چلے آتے ہیں شکار گاہ میں جو بارگاہ استراحتی اُس بارگاہ  
میں آکر اترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فریاد خان یا خضر بی آیا لندھور نے کہا اے فرزند  
ہماری شادی ٹھہری ہے اُسے ستر میں سر صاحبقران مانگا ہو لندھور نے میری طرف سے خدمت

صاحب جہان میں جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ میں مدت سے خدمت میں رہا، کبھی کبھار آپ سے نہیں طلب کیا اب ایک مجسمین برعاشق ہوا ہوں اسنے مجھ کو تجوخی قبول کیا ہی مگر حرمین سرآپ کا انگا ہو لہذا حرم بانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمائیے ورنہ فساد پڑھے گا فرماؤ خان نے حیران ہو کر جواب دیا کیوں قبلہ و کعبہ مقدمہ میں صاحب جہان کے آپسے اقرار کر لیا اور میں اب بھی ہو کر جاؤں صاحب جہان کیا جواب دیئے کیا خوش ہو گئے کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر عمر میں قبول کر لیا نہ دھورنے کہا ادنا لائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہو ابھی میرا سر کاٹ لوں گا فرماؤ خان نے بھی قبضے پر ہاتھ رکھا کہا میں آپسے کیا بایکمی کار لھتا ہوں آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو کبھی میری نجات ہو اب موت نہ زندگی آپ کے ہاتھ ہوں نہ دھورنے تلوار کھینچی فرماؤ خان اپنے مقام سے اٹھا ہندی کچھ بیچ میں آئے ہان ہان کر کے فرماؤ خان کو باہر لے آئے فرماؤ وہ سری بارگاہ میں آکر اتر آئے دھورنے لے لیا پہلے اس جوانا مرگ کو مٹاؤنگا تب صاحب جہان سے سوال کروں گا یہ کہے جس جنگی بچوایا ہر کاروں نے فرماؤ کہ خبر کی فرماؤ نے بھی فوراً طبل جنگی بچوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحب جہان کے علاحدت امیر میں آکر پہنچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا اے داراب کیوں اس قدر بدحواس ہو کیا رنج ہو بچاؤ داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرماؤ سے مقابلہ ہو امیر نے فرمایا تو کیوں گھبراؤ ہو میں وقت پر آؤنگا دو لون میں مصالحہ کراؤنگا داراب نے عرض کی وہ حضور سے برسر فساد ہیں امیر نے فرمایا تو جا میں اپنے بارہ میں کلام نہ کرونگا بلکہ اگر اسکا اصل مشکل میرے سر پر موقوف ہو تو میں سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم خیر خواہ و صاحب حشمت و شوکت میں کیا اسکی بات سے انکار کرونگا جو اسکی خوشی وہ میری مرضی داراب نے کہا حضور وہ ہوش میں نہیں ہیں بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہیں جہنم سے وہاں سے جام پی کر آئے ہیں اسی کی یاد ہو ہم سب کی صورت سے بیزاری میں دھیر کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لہ دھور اپنے ہوش میں نہیں ہوئے غم و غم نے کہا آقا کے نامدار آپ تکلیف نہ کریں میں جاتا ہوں اس ملعونہ کو قتل کروں تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھایا کیلئے کہ میں ابھی جاتا ہوں اس ملعونہ کا سر لانا ہو  
 عمر و نے منع کیا کہ دو فرزند جلنے کا ارادہ نہ کر اسکو ہفت پیکر نے بھیجا کہ جا کر یہ فساد  
 برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو میں کل جا کر اسکا طرز دیکھ کون مجھ سے  
 داراب خبر کمرہ لٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار ہا مشغول سے ذکر کرتے ہیں کہ  
 یارو لنہ رھور کو کیا ہوا کہ اسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادہ جنگ ہو میں صبح کو  
 جا کر دیکھوں کہ کیا رنگ ہو نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف  
 لنہ رھور کے چلے خواجہ ہمراہ میں سردار من میں بہرام نے ساتھ دیا امیر کیسکا جانا قبول  
 نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجئے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا  
 یہ مجبوری بہرام ساتھ ہوئے یہاں جانیں میں طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جو شان  
 خروشان چو بدست گران سنگ کا ندھے پر رکھے ہوئے کینڈے پر سوار میدان میں آیا  
 اودھرنہ رھور میدان میں آئے فرہاد نے جونہ رھور کو آتے ہوئے دیکھا دور سے سلام  
 کیا لنہ رھور نے منہ پھیر لیا لنہ رھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان میں آکر آواز دی وہ  
 جو نام گ کہان ہو میرے مقابلے میں آوے جب لنہ رھور نے بہت لاف و گرافت کی  
 اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی فضا میرے ہاتھ سے ہو تب فرہاد نے کینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام  
 کیا لنہ رھور نے کہا تو میرے مقابلے میں آیا ہو فرہاد نے ہاتھ بانڈھ کر جواب دیا میری کیا مجال  
 کہ بندگان عالی سے مقابلہ کروں سر حاضر ہو کاٹ لیجئے اگر میرے سر سے مطلب آجکا لکھتے تو  
 مجھ کو عذر نہیں مگر آقا کا نام نہ لیجئے یہ غلام بہت شاق ہو لنہ رھور نے کہا ای فرہاد اگر مجھکو  
 انجی جرات پر ناز ہو تو میں کیا تجھے باہر ہوں ایسا گرد ماروں کہ مع کینڈے سے پیوند خاک گردوں  
 فرہاد نے کہا بسم اللہ گرد اٹھائیے میں سر سامنے گردوں بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپ کے دست  
 حق پرست سے مارا جاؤں میری نجات ہو اور اگر خدا نخواستہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوئی تو  
 دنیا اور عقبی دونوں بگڑی لنہ رھور نے کہا اگر اسکا جھکو خیال ہوتا تو مجھ سے کیوں بگڑتا  
 میرا حکم بجالا کے خدمت میں حمزہ کی بسم ایچی گری جاتا آئیں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں لنہ رھور  
 نے جانا تھا کہ نیزہ اٹھاؤں صحرا سے گروہی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر



ہو چکے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نہ کرے۔ چنانچہ  
 کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوئے۔ بین سلام بھی صاحبقران  
 کو نکلیا۔ بہرام گھوڑے کو اڑا کر بیچ میں آئے چونکہ بہرام پرانے سردار ہیں سب ان کا پاس  
 کرتے ہیں آتے ہی فریاد کو جھڑکن دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے میں ٹھہر  
 ہوا اور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فریاد نے سر جھٹک لیا اور یہ جواب دیا کہ اے علم نامدار  
 یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہیں سرزد ہوئی آپ جو غور کریں گے تو نیاز مند کو بڑا نہ کہیں گے بہرام  
 نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فریاد خان گیندے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور  
 کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا اے دارا سے ہند فراج کیسا ہو تم کو کچھ  
 ملکہ رسا پاتے ہیں ہم نے سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوے اور خہر میں سر صاحبقران قبول  
 کیا اے رستم زمان سرا قاسے نامدار زن بازاری کے خہر میں لندھور نے تلوار کھینچی کہا اے  
 بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لوں گا بہرام نے کہا اے لندھور ہوش میں آؤ  
 صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہیں جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہیں  
 ہوا اگر تم نے امیر سے بڑائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کریں گے ایک زن بازاری خاشخہ پر  
 یہ نازل لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا اے لندھور مجھ سے  
 بے ادبی نہ ہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہیں تو بے ادب و پاس سب کھو یا جیسے لیے بہت  
 بڑا ہو گا جو قوت انکے فرزند نہیں گے تو حیرے قتل پر کمر باندھیں گے اگر رستم کو خبر ہوئی  
 کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر خہر میں ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہو تو آفت برپا کریں گے  
 زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی اوچینی ابلی ہاتھ مارو نگاہ سڑا جائیگا بہرام  
 نے کہا اے لندھور ابلی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے میں بھی تیری رستمی دیکھ لوں لندھور  
 نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر جو پارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور  
 کہا کہ اے لندھور اب میں بھی اس واسطے ہاتھ لگاتا ہوں کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ  
 رفیقان صاحبقران تم سے کسی بات میں بند ہینگے یہ کہے بہرام نے ہاتھ مارا شاہ لندھور کاٹا  
 ہوا کچھ ہنری بیچ میں آ پڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بہت خوشام بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے غدر کیا کہ اسی دارا سے ہندو صاحبقران سامنے سے دیکھ رہا  
ہیں ایسا ہنوکہ تم پر آئیں لندھور نے جواب میں کہا کہ میں خود حمزہ کو سر سیدان ٹوکوں گا اگر  
مقابلہ نہ کرے گا تو سر کیونکر کا ڈنگا آخر ہندی بھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت میں امیر  
کی آیا کہ فرما دے اگر ملاقات کی کہا اسی آقا سے نامدار آپ لشرف شریف لیجا میں میں لندھور  
سے سمجھ لوں گا امیر نے فرما دیا کہ کو بھی ساتھ لیا فرما یا کہ اسی فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے  
کے منہ نہ چڑھو اب جو یہ شکر میں آئیگا دیکھیں کیا کرتا ہو صاحبقران بہرام و فرما دیا کہ  
ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آئے لندھور جب جیسے میں آیا زخم دوزی کرائی دارا اب سے  
کہا ہمارے لشکر والوں کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر  
لشکر کشی کریں گے دارا اب نے جا کر لشکر لندھور میں خبر کی سب سردار لندھور کو بڑا کہنے  
لگے کہتے تھے بار و معلوم ہوتا ہو وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہو جس دن امیر سے  
مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر میں ہو تو اسیر مالک اسم اعظم ہیں مگر پرا ہو  
تو بھلا ہو تو ہمارا آقا ہو ہمیں چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کر کے افسران کی  
کو خدمت میں صاحبقران کی بھیجا کہ اسی آقا سے نامدار ہم آپ کے دل و جان سے تابعدار ہیں مگر  
آسنے بلایا ہونا چاہتے ہیں بروقت جنگ ہم آپ کے شریک ہیں افسران نے آکر سردار  
رور و کر بیان کیا کہ غلاموں کو انتہا کا قلق ہو مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہیں جسے یہ ہنوکہ کبر و  
جنگ اپنے جانیوں اہل اسلام کو قتل کریں لندھور پر سب ملے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش  
ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو آسنے ہم کو اس واسطے بلایا ہو کہ آپ پر لشکر کشی کرے  
امیر نے سب کو گلے سے لگایا فرمایا جانیو مجھ کو تم سے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ آسنے بلایا ہو  
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہو نولاکھ ہندی کھاجی مسلح ہو کر پشت ہاسے مرکب پر سوار ہوئے یہاں  
لندھور آتلا ہوا تھا کہ خبر ہو سچی لشکر آیا لندھور نے سب کو اس صحرائ میں اتارا کہا کل لشکر تیار رہا  
میں حمزہ پر لشکر کشی کروں گا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ سست ہاتھی پر سوار ہو نولاکھ  
جان بازوں کا لشکر لیکر جلا صاحبقران کو ہر کاروں نے خبر دی کہ لندھور صبح لشکر آتا ہو  
امیر نے فرمایا آنے دو عمر و نے کہا اسی آقا سے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

جُرمی گذرے گی لندھور کو بستی جرات پر بڑا ناز ہو سب سردار کہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھو سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہو کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نہ کر لے میں بڑی خرابی ہو اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہو شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوا یا ہر کاروں نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھو کی زبانی سن چکے ہیں اُسی صحرا کی طرف چلے صحرائین جو آئے دیکھا صحرا ویران بڑا بے نخل جگہ ہوئے طائر آشیاؤں سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوئے نہرین خشک بڑی ہیں خواجہ اس صحرا سے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا باج سات عورتیں ٹھل رہی ہیں عمر و نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انہیں جلاواہ کہہ رہی ہیں کہ آج دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہے آج صحبت عیش آرہے ہوئی ایک نے اُمین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس جلو سب لے کہا بوا یہ بڑا غضب ہو ماناک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہو جلو چل کے دیکھیں فرما گئی تھیں کہ ہم قریب شام آگئے یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیز ہیں اس مقام پر آئیں کہ جہان خیمہ استاد تھا عمر و نے دیکھا خالی خیمہ استاد ہو روشنی بھی وہاں نہیں آخر اُن سب نے کہا باغ سنبھستان میں جلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طو کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا شل آغوش عاشق کھلا ہے اور چند کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھ کر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیوں چلی آئیں اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُمین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہو بہت دشواری لیکن بڑی سختی کر کے لندھور ہی ہاتھ سے سرداروں کے مارا جانے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہو کہ ایسا صدمہ دلال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نہ کر سکیں یہ مراد ملکہ عالم کی ہو کنیزوں نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر شک کر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہو گا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس جلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نہ کرے گی تو مشکل ہو کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لیں سب سردار آمادہ قتل لندھور ہو گئے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہوگی غرض کہ سب باغ میں آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع مغل سرسبز و شاداب بھول بھول لاجواب دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مجہدین بیٹھی ہو کر دگلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کہ ایک گائٹن نے یہ غول عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بخود جو کرے پھر نہ خودی ہم میں ہے رات بھر سینے سے آئی ہو صد شبن شوق ہو اُس کو بھری بزم میں ہنسنے کا اگر شب کی کچھن کا سنو ہم نفسو مجھے نہال رہے دل زلف میں کام آئیگا کیا آنکے جلال	یہ بھی معلوم ہو کون سے عالم میں رہے چند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے دل پر غم میں رہے دید کا پر غم میں رہے اُنسے بوجھ جو مری خاطر پر ہم میں رہے خوب سینے کو ابھارے جو دم محرم میں رہے
--	--

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوابے سری گائی ہو میں گائے دو چار شعر سنائیں مسند نشین نے کہا اور نگین ٹھہر دیکھیں کو گائے دو خواجہ نے بایان بجا یا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہیں کچھ مسافروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر برہنہ کشی کی ہو دیکھتے آپس میں کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور یہی کہ گندے کا مسند نشین نے کہا قتل ہونے میں صاحبقران کے ابھی دیر ہو جب تک وہ شریک ہو گا تب تک نہ بن پڑے گا دیکھو میں تدبیر کرتی ہوں پھر نازنین مسند نشین نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے جلا کر آواز دی اسی نیرنگ شعبہ باز ابھی نیرنگمان دکھا دے شعبہ کے کارنگ جمادے صبح کو مقابلہ ہو ہمیں تمھاری کارستانی دیکھنا ہو دیکھا ایک طائر مغل سے اڑا اور چکارے مارتا ہوا غائب ہو گیا یہاں سردار دارا سے ہند کہ رہا ہو کہ کل حمزہ کو لو کو نکا ایک ضرب گرز میں چونکہ خاک کرو نکا سردار نکا جو بولیگا اُس کو بھی مشاؤ نکا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤ نکا ملکہ باد کرتی ہو گئی کہ یکا یک آسمان پر سناٹا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُس نے گرد سر لندھور حیح مارا حیح مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زباده ہوا اکتا ہے ایلات و منات کل صبح کو دم عامیرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب احوال کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہو کہ کل دیکھتے کیا گندے لندھور کو انتشار ہو مگر صاحبقران بیقرار ہیں یہاں عمرو ملک سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہی

طاہر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا سند نشین نے پوچھا ایو نیرنگ کیا کیا طاہر مثل انسان  
گو یا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ  
کرے گا صبح کو حال معلوم ہوگا ہر کارے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کر کے طاہر اُلٹ گیا مگر  
وہ نازنین سند نشین جب بیٹھی ہو ہر مرتبہ کہتی ہو آج کیا باعث ہوگا تشریف نہیں لائے  
انکوائے آنا بھی مشتاق ہر دل صورت زیبا کا مشتاق ہو کینیز کنی میں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کینیز  
جائیں بلا کر اُنکو لائیں بیان کریں کہ ملکہ آپکے واسطے بریشان ہیں سند نشین نے کہا تم لوگ کہاں  
جاؤ گے تھوڑی دیر انتظار کر کے میں خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کینیزوں نے کہا حضور یہ مشکل ہو  
آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا نہ وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش میں چلے سند نشین نے  
کہا یہ کیا کر سکتا ہو مجھے بھی اُسکے نام سے فوت ہو مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ  
گھبرائے خاموش بیٹھے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے انتظار میں ہو  
اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہو کہ جیسر یہ ناز ہو کہ عیار مجھ تک نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھے متعرض  
نہیں ہوا یہ فکر تھا کہ آسمان پر لگے ابر نگنار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا تلواریں اتر  
گئی ہوئیں سند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر سجائی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پر وہاں  
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اٹھتا ہوا آیا تخت اُتار سند نشین نے آواز دیا  
کہ ای ظلمات کہاں دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکہ ظالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے  
طلبل جنگی بجا یا ہو کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے زماناں بائیگا لشکر حمزہ میں  
بڑا انتشار ہو یہ بھی میں نے ذکر کیا کہ عیار حمزہ تمھاری فکڑ میں نکلا ہو سند نشین نے کہا یہاں تک  
تو نہیں آتا جدار لے کہا عمر و ایسا طرار ہو کہ اُسکی فکر خالی نہیں جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا  
ہو اور میں تو کتاب ہفت پیکر میں دیکھ کر آیا ہوں کہ تمھاری صحبت میں عمر و بیٹھا ہو دیکھوں بھی  
یکڑے لیٹا ہوں یہ کیسے بکار کر آواز دی ای طاہر جیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طاہر پیدا ہوا چند  
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ ہٹے وہ طاہر  
اگر گرد عمر و کے جرج مارنے لگا عمر و کے چہرے کا رنگ دروغن اُلٹ گیا ہاتھ پاؤں میں عیشہ پڑ گیا  
عمر و نہ بول سکا ظلمات نے عمر و کو گرفتار کیا کہا کیوں ملکہ آپ نے دیکھا میں نے اسوقت

باغ میں اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو جلون طائر آشیا نون سے نکل کر چکارنے لگے  
 میں فوراً سمجھ گیا کوئی افتادہ ہی اب میں عمر و کو لیے جاتا ہوں آپ انتظام ہر بادی صاحبقران  
 کیسے کل صبح کو لنہوہر صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آجیگا جب تمھارے پاس سر لیکر  
 آئے تو وہ سر خدمت میں خداوند کی روا ذکر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کر دیا  
 اوسین شجعدہ باز غافل نہ رہنا اب تم نے ارادہ کیا ہو تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمر و کو لیکر  
 تخت بردالا لیکر ایک جانب جلا راہ میں خواجہ نے کہا اے ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے  
 نہیں گذرا ظلمات نے جواب دیا اور کہا مجھے بہ باتیں پسند نہیں عمر و نے کہا اے ظلمات اگر مجھے  
 ہر بانی کرے اور ہر کردے تو میں صاحبقران کو بکڑلاؤں جو حکم ہو وہ بجا لائوں ظلمات جواب نہیں  
 دینا گھٹتا ہو اوسا رہبان زادے مجھ سے باتیں نہ بنا قیامت نے جو کتاب تیرے کمر میں لکھی ہو اگر  
 ساحر کے پابند رہتے تو کسی پر تیری عجاری نہ جلتی یہ لکھے عمر و کو لایا کہ ایک مکان میں قید کیا  
 یہاں لنہوہر نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ میں مصروف ہیں صبح کو سب تیار  
 ہو کر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہو قاسم نے پوچھا کیوں اے مقبل خیر تو  
 ہو مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ چہرہ نقب کا ہو اور نہ سرا چہرہ  
 جاک ہو مگر صاحبقران فرش خواب پر نہیں ہیں خواجہ بھی لشکر میں نہیں ہیں کئی دن ہوئے لشکر  
 سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بے قرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران  
 کا ہنونا ہم لوگ اس تک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اس سے کوئی پائیہ کمی رکھتا ہو نہیں معلوم  
 وہ ہندی کیا سوچا ہو اہل ہند کو جنگ و جہل میں کیا دخل یہ کہ مالک سب لشکر کو ساتھ  
 لیکر میدان کا زار میں آئے کہ سامنے سے گرد آؤی دیکھا لنہوہر ہاتھی پر سوار پشت پر  
 نولا کہ ہندی سب آمادہ جنگ میدان میں آکر صفیں جمائیں جب صفیں جم چکیں نقیب نقابت  
 کر کے بیٹے لنہوہر نے ہاتھی اپنا میدان میں نکالا بکار کر آوازدی اے فرقہ خدا پرستان صاحبقران  
 کہان میں میرے مقابلے میں آدین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لنہوہر کے  
 آیا کہا کیوں اے ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہو صاحبقران کو چرامنگوایا  
 اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے میں نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہو گئی ورنہ ہاتھ سے



امیر کے مارا جاتا لندھوڑ نے کہا اور عرب سو سہار خوار تو میرے مقابلہ میں آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہو تو سودا کے خام جو تیرے دل میں سمایا ہو اسکو نکال دوں گا تجھکو متنبہ کروں گا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھوڑ نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا میں تیری جان کا مالک الموت ہوں ایک زن ساحرہ کے واسطے آقا سے نادر سے بے ادبی کرتا ہو لندھوڑ نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران میں اس کن سے نیزے کو روکا کہ لندھوڑ حیران ہو گیا دونوں میں نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی میں دنگ کر دیا آخر چار گھڑی میں مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھوڑ کے نکالا لندھوڑ نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار جس سے صاحبقران کا سر کاٹو لگا آج تیرے سر پر جلاؤں گا یہ کہنے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چرے کی پتلہ کیا مگر تلوار لندھوڑ کے ہاتھ کی چوڑب کر گئی سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے نادر وارد ہوئی مالک نے دستانہ مارا تیغ جھٹا کر نکلا مگر چادر خون کی چرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھوڑ کا شاخہ نشا ہوا عربوں نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھوڑ کی بھی فوج نے قصد کیا قاسم بھی اپنے خادریوں کو لیکر آپڑے ہندیوں نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلواریں روکیں بکار کر کہا بھائیو لندھوڑ کو سودا ہو ہمیں سودا نہیں ظاہر میں شکر ملے مگر تلوار نہیں چلتی ہو ہندیوں نے کیونکہ قتل نہیں کیا بعض نے تلواریں کھائیں خود زخمی ہوئے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائیں اپنے کو کنگار بنائیں لندھوڑ نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میں اکیلا لڑ رہا ہوں سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھوڑ کو گھیرے ہیں لندھوڑ پر تلوار پڑ رہی ہو کئی زخم لندھوڑ نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ میں مارا جاؤں گا میرے سردار مدد کو نہیں آتے ہر چند لندھوڑ ترغیب دیتا ہو مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہیں جب لندھوڑ کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بے طبل بر جوب بڑی لندھوڑ پلٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیوں یا رو تم وقت پر ہماری مدد کو نہ آئے سردار کچھ چلے والے کر دیتے ہیں لندھوڑ اگر داخل بارگاہ ہوا علاج ہو گیا ایک شب کو لندھوڑ بہت گھبرا یا داراب سے بلا کر کہا اے یار وفادار راج فراق میں معشوق



<p>میرا عجیب حال ہو قلب پر هجوم غم و ملال ہو دل کی یہ کیفیت ہے لفظ نسیم</p>	<p>حیران سے ہیں آئینے میں خسار کو تکتے و بھٹی ملازم کی ہو سرکار کو منظور کیا جھوم کے ابرائیاں قیلے کی طرف سے جس روز سے مسودہ دیے آپ کے روئے دنیا کا عجیب حال ہو اور ناز نہ پوچھو</p> <p>عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے کس سیٹھی نظر سے ہیں ناک خواہ کو تکتے مینخار میں سب خانہ خسار کو تکتے رنگیر گناہیوں سے ہیں دیوار کو تکتے احباب میں احباب کی دستار کو تکتے</p>
<p>داراب بے قرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمائیے وہ بے لایون کہا فرما معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہنچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہنچے تو دس بھیرے کرے لندھور نے ہفتہ اشتہا قیہ لکھ کر دیا کہا صحرائے گلگون میں جاؤ وہاں ایک خیمہ استادہ لے گا اندر چلے جانا اشتہا قیہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کینز حاضر ہو لندھور نے کہا بلا تو کینز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا ای داراے ہند ملکہ نے پوچھا ہو کہ سیر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سر داران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکہ عالم سے عرض کرو کہ مجھ کو صحبت میں بلائیے میں مشتاق جلال ہوں کینز نے کہا چلے کینز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اس کینز کے ساتھ چلے کینز نے کہا آب خالی چلتے ہیں ملکہ ضرور آزاد ہوئی لندھور نے کہا میں عہد کائل کروں گا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کروں گا فرزندوں میں آج فقط قاسم لشکر میں ہیں آخر لندھور ہمراہ کینز چلے صحراے سبزہ زار میں پہنچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہو مگر نخل سرکشی کر رہے ہیں وید میں جھوم رہے ہیں جا بجا درختوں پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے بکار رہا ہوا آواز آواز آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہو مقام عشرت نہیں ایک دن سب فنا ہیں ہمیشہ راہ بادشاہ جسے دنیا کو آہستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے ضحک کے مارا گیا کہنے اس دنیا میں آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر - لفظ نسیم</p>	<p>اسی مقیمان جہ سفت پہر غدار نابہ کو حسرت فرزند وزن و شہر و دیار</p>

اس مکان میں کبھی دربار رکھنا تھا قصر کو جانے دو باشن میں کووان کچھ ایہ فاختہ وایا اولی الالعبار چھو	جلوہ فرماتا تھا کوئی خسرو با عز و وقار نیکو گورو گوزن آج ہو ہر اک کا فرما ہو خرابے میں اگر قصر فرید و قے گزار
---	---

یہ اشعار جو لندھور نے دیانی طائر کے نیچے ہوش اگر گئے جی میں کہتے ہیں اور لندھور بڑے  
ناسف کا مقام ہو یہ طائر ناپائنداری و ناپائیداری کرتا ہو تو یہ کہ رہا ہو اخوس معشوق کی طاقات  
کو خالی لہجہ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا اور کینز مجھ کو کس جگہ بھلائی اُس نے کہا سر اٹھا کر دیکھے  
لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک نیمہ پنج صحرا میں ستاد ہو قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو  
جبہ کینز میں دروازے پر ٹل رہی ہیں اُنھوں نے بیکار کر آواز دی اور نسترن حیرے ساتھ  
کون ہو اُس خواص نے جواب دیا داراے ہن مشتاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کینز میں  
لندھور کینز میں ہٹوڑی دیر میں بلبٹ آئیں لندھور دربار گاد پر پہنچ گئے تھے خواصوں نے کہا طے  
آپ کو یاد فرماتی ہیں ملک بھاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا  
حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ کہنے سامنے پہنچے  
دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحب قرآن  
لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی جفتے میں  
سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے  
دل بیکار ہو عجب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ نظم

واہ کیا شکل ہو سرت کی شباہت کیسی دیکھتے بھی نہیں تم چشم غایت کیسی رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری نیچے ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا مجھے مانگے جو کبھی وہ شہ فوبی اور زند	آپ تو کیسا ہو صالح تری صفت کیسی یار کیسا ہو مری جان یہ اہلقت کیسی سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی درگزار بنیں کرنے تو مر و تر کیسی جان تک دیدوں اُسے دولت و خیمت کیسی
--	---

یہ اشعار لشکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے مسرت کہا اور داراے ہند یہ زمین پر  
بڑی سختی سے لکٹی ہیں کالی راتیں بھگو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں ایسی

حقیر چیز جتنے طلب کی وہ تسے نہیں ہو سکتی لہٰذا ہور نے غصے میں جواب دیا کہ اے ملکہ میں اپنا حال کیا کہوں کلجے پر چھریان چلتی ہیں نگو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہیں مگر مجبور ہوں حمزہ کے ہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جا کر سرداروں سے اُنکے کہو گنا کہ امیر کو حاضر کرو ورنہ تم سب کو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جان کہیں صاحبقران ہونگے فوراً چلے آئیں گے جب لہٰذا ہور نے ہنس کر کہا کہ وہ تخت نشین ہو گئی کما جھا جائیے پھر کئی کچھ بولی مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لہٰذا ہور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا میں صاحبقران کو چھوڑ دوں گا فوراً قتل کرونگا غوب عہد واثق لہٰذا ہور نے کیا وہ ناز میں جک کر تخت پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر طرف آسمان کے رواد ہو گئی لہٰذا ہور نے دیکھا خیمہ بھی نہیں میں میدان میں اکیلا کھڑا ہوں لہٰذا ہور نے کھوٹے سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد آڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا ساتھ والوں کو آواز دی کہ اس ہندری کو مار لو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانوں نے لہٰذا ہور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لہٰذا ہور پر حملے پڑ رہے ہیں طرف لشکر لہٰذا ہور کے بھاگا آ کے لشکر میں اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لہٰذا ہور کو گھبراہڑ تمام سرداران لہٰذا ہور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخموں میں لہٰذا ہور چل رہا ہو رہا ہی نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگوں نے آکر لہٰذا ہور کو گھبراہڑ چلتے ہیں لہٰذا ہور کو پکڑ لیں عیار نقابدار نے چاہا کہ حلقہ ہاتھ کندہ مار کے لہٰذا ہور کو کھوٹے سے اتار لیں کہ داراب جست کر کے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کر کے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لہٰذا ہور نے لہٰذا ہور کو کھوٹے سے اتار لیا ہونہار پڑھال کے پھاگے دوز تک نقابدار نے بھیجا کیا جب کئی کوس لے بھاگے تب بکار کر نقابدار نے آواز دی اے لہٰذا ہور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو لے سنا یا تو سر میدان آکر تجھ کو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبر دار اُس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ خواب جائیگا سر میدان تجھ کو ذلیل کرونگا زندہ بچھوڑ دوں گا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرما لے گیا اسپر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھ کو غیرت نہیں آتی بدت گذری خدمت صاحبقران میں اب یوں باغی ہو گیا دشمنی پر مکر باندھ ہی رہے کہ لہٰذا ہور نے پلٹ گیا لہٰذا ہور کو سردار لیکر لے بارگاہ میں لا کر اتاراجڑوں کو بلا کر ٹانگے دلوائے لہٰذا ہور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص براے خبر لندھو ر آئی لندھو ر نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے کہا اے وارے ہندو گھرو ملک اس نقابدار کو تلاش کر کے سزا سے معقول دینگی لندھو ر نے کہا مجھ کو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان وقت پر پہنچے مجھ کو پکارتے آئے اے خواص ملک سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار کرین تو مجھ کو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پاٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین نے کہا صاحبقران و عمر و میرے قبضے میں ہیں انکو قتل کرنے کی آج ظلمات سے کھلا بھیج دلی وہ امیر کو قتل کر دیا گیا سپاہ سالار ہو جو عمر و کو گرفتار کر کے بیگیا ہو حمزہ کو بھی وہی لایا ہو حمزہ کو بڑی سختی سے قید کیا ہو یہ کمر خود اٹھتی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار جو لندھو ر سے گیا ہلویک صحرائین جا کر اتر پڑ حسین نے جا کر جو دیکھا نقابدار ایک صحرائین اتر ہو بیٹھ کے آئی ایک خواص کو حکم دیا کہ جلد جافلان جنگل میں نقابدار اُتار ہو سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤں بکے بیکار ہوں نقابدار کو گرفتار کر لا خواص اسکی کیفوری جادو اسی وقت اسباب سحر بیکر وادہ ہوئی صحرا کا پتا تو اسنے ٹھیک دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہنچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بٹھا ہوا عیار طرار سر پر کس رالی کر رہا ہو رفقا جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہو کہ اے عیار طرار تنے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید ہیں خواجہ بھی قید ہوے اُنکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہو غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں درڑ برائے رہائی جانا رفقا نے کہا حضور نے لندھو ر کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے انھی پڑے گراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہو اگر صحت پائے اسنے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سر جنگ معقول دین کہ نام لڑائی کا بھول جلتے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر میں ہلڑ ہو نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کر لے کیسا ہلڑ ہو عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہو بوندیان پڑ رہی ہیں لشکر میں انتشار ہو سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھنا آتا ہو اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی عیار تو ایک جانب بھاگا بیٹھ کر نقابدار سے کہ گیا کہ حضور ابر ہو کا شور ہو اہل لشکر خیمے اکھڑوا رہے ہیں مگر حیران ہیں کہ ہر جانب کوئی وہ قریہ بھی قریب نہیں کہ وہاں انان بائیں یہی صحرا ہے ہول خیز و خشت انگیز ہو نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا درمیدم زیادہ ہو رہی ہو

پانی کی طغیانی ہو ہر کس ذنا کس بقدر ہر ایک کا یہ قول ہو یا رو کس طرف جا میں پانی سے پناہ پاتی  
 مشکل ہو خیمے تیرنے لگے کھڑکھڑ کے کرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی کرنے پر آمادہ ہے  
 ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اُس مقام پر بار ہووا  
 کی بالکل تاخیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہو اور لشکر پر محیط ہوتا جاتا ہو نقابدار جو جنگل کر  
 باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جتے سپر و شہر  
 کو ہاتھ سے ڈال دیا نقابدار کو آواز دی کہ یار میرا عجیب حال ہو جی چاہتا ہو اس پانی سے کہ کھجکھو  
 ہوا پاؤں نہیں جھنڈے دیتی ہی ہو کی خواہش ہو کہ مجھ کو اڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کیدان گرد  
 نقابدار کے آگے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہو کہتا ہو پاؤں نہیں جتے ساتھ والوں نے  
 نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمدم کہتا ہو طبقہ زمین کا  
 نہ اڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہو عیار نے جنگل میں جا کے خیال کیا کہ کس طرف سے  
 ہوا آتی ہو دیکھا ایک پہاڑ سے لگے ایسے سیاہ اٹھ رہے ہیں یہاں پر محیط ہو اُسی میں گر ملتے  
 ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اُسی جانب جلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک  
 ساحرہ سحر کرتی ہو کنارے آ بارنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہووا ایک  
 ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ اوساحرہ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلاش نقابدار  
 کو غارت کر دے اپنا جادو گر بھیجیا ہو یہ جنگو تر کب بربادی بنا دیگا اگر اس میں کچھ دیر کی تو جری  
 بربادی ہو زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے نہیں کو صرف کرنا لکھ کر ہاتھ میں لیا جنگل میں گر  
 ایک آہو سے وحشی کو گرفتار کیا اُس پر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا برسر کوہ آیا بکار کر آواز دی اوساحرہ  
 حیرت حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کا فذ کو بڑھلے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اُس ساحرہ نے سر  
 اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ہو سوتا ہو کو دوڑاتا ہوتا ہو ایک کا فذ ہاتھ میں سحر کرنے سے ساحرہ  
 جسکی کیفور جادو نے بکار کر آواز دی تو اسی فرستادہ خدا وند میں نے سحر روک دیا ساحرہ قریب کہ  
 آہو سے کو دا آہو کی توجان بھی کو دتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی ادا ہو  
 وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھ کو نجانا بیٹھ نہ رہنا تم مولیٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا  
 ساحرہ قریب آیا کہ اواندھی اس کا فذ کو بڑھ اُس ساحرہ نے کا فذ دیکھا منہ سے پڑھت پیکر پانی

مہر کو آنکھوں سے لگا یا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ نسا سحر قدرت نے دیا ہو میں بھی ہوں حسین  
 ہوں حسین نے حکم دیا ہو کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں مٹوٹے غرے میں  
 کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو ہمیں چھوڑ دنگی نقابدار کو لیجاؤنگی سا حوٹے لو بان پاس سے  
 نکالا کہا لے اسکو آگ پر ڈال دھوئیں گے ساتھ ایک پر یزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے جلد  
 آگاہ کر دے گی کیونکہ لو بان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بیج و تاب کرتا ہوا نکلا  
 عیار کہ رہا ہو اسی ملک دیکھو پر یزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانون پر یاقوت گئے ہیں ساحرہ بچھا  
 غور طر ف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان مسطرہ معبر ہو گیا دھوان  
 اس کے دماغ میں بہو بجا عیار نے تو ابھی ناک میں روئی دے لی ہو ساحرہ اسے کہہ کر گری عیار نے  
 لغو کیا ستم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہو گیا قصائے کار ہتر برق  
 تلاش میں عمر و کی نکلا تھا اسے جو منہ بستے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آہ دہوا اور عیار کو ایک  
 سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے  
 نام کا لغو کیا کہ ستم برق ثانی جب تو ہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تمام لون عیار  
 کو دیکھا گا برق نے بکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہو میں جراد دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا  
 یہاں نقابدار بے قرار کھڑا تھا ترقی آب دھوا کی دہم بزم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ ترقا ہوا اور ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو کر غائب ہوا طیفانی آب دھوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب  
 ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہو نقابدار نے بکار کر آواز دی اسی یا رونو دار بلا سے آسمانی دفع  
 ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قد رمون پر ڈال دیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت  
 مہل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہو نقابدار تعریفیں کر رہا ہو کہ برق ثانی  
 نے شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور نے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپ کے  
 اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت  
 کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہہ دے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہو نقابدار عیار کو ساتھ لیکر  
 اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہو کہ کیونکر دریافت کر لیں جب برق ثانی نے سر ساحرہ  
 کا ٹالا شبہ بے سر ہٹا پر پڑا تھا کہ ایک جھونک ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اٹا کر لیکھا حسین بھیٹھی

کہ لاشہ سلمے آکر گرا لاشہ کی فور دیکھ کر حسین بہت گھبرائی کہنتی تھی میری خواہش کو کسے مارا کیا  
بھٹکاو بھی دارا سے ہند سمجھا ہو جس کی کا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا میں کسی سے پایہ  
کمی کا رکھتی ہوں کہا نہ میرے کروں کیونکر نقا بدار گرفتار ہو کر آئے کہ ایک خواہش نے عرض کی کہ اسی صحرا  
کے قریب ایک قلعہ ہو اس قلعے کا نام فتح نصیب ہو وہاں کا حاکم بہلوان زبردست منہاج دیوبند  
ہو آپ اگر اسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کر کے نقا بدار کو روانہ کر دے گا فنون سپاہ گری میں طاق نو  
میں شہرہ آفاق ہو حسین نے خواہش کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ اے منہاج میرے صحرا کے  
قریب نقا بدار مرصع پوش ہو فوراً اسکو گرفتار کر کے روانہ کرنا منہاج کو پہونچا خوش ہو گیا ساق  
والوں سے کہا لشکر تیار کر اسی وقت بہلوانوں نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار  
ہوا لشکر کو لیکر برسر نقا بدار چلا یہاں نقا بدار فرہ کش ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک بہلوان  
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلے میں  
پہونچا نقا بدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے بہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہو لشکر خاموش ہو رہے  
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجا یا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر میں طبل جنگی  
بجایا نقا بدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے دو نون شکر وں میں طبل  
بجے رات بھر تیار بیان ہو میں جبکہ بوقت سحر نقا بدار زرین پوش کا شانہ مغرب سے برآمد ہوا میدان میں  
میں آکر کھڑا فوج ضیاء شعاع پشت پر تاشہ دیکھنے میں مصروف ہوا کہ نقا بدار سوار ہوا دوسری طرف  
سے منہاج دیوبند گینڈا اڑاتا ہوا میدان میں آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر  
کھڑا دیکھ رہا ہو کہ منہاج دیوبند نے گینڈا نکالا میدان میں آکر آواز دی نقا بدار مرصع پوش کو ان  
ہی قدرت سے اسکی طلبہ میری مقابلے میں آوے کہ میں گرفتار کر کے روانہ کروں نقا بدار نے  
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان میں آیا منہاج گردہ سپر کا ہاتھ میں لیکر برائے ٹکاو  
بڑھا ٹکاو میں مرکب نقا بدار تین قدم گینڈا منہاج کا پنج قدم ہٹا بعد گفتگو آپس میں نیزہ چلے گا  
نقا بدار اس طرح سے نیزہ بازی کر رہا ہو کہ منہاج بھی تنگ ہو الجھ الجھ کے لڑ رہا ہو یہی خیال ہو کر آیا  
نہو نقا بدار غالب آجائے پھر بھر کمال دو نون میں نیزہ چلا نقا بدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا  
کاٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقا بدار نے بھی



نیچہ بنام انتقام سے کھینچنا گنتی تھی کہ کھلی جھاڑ کر کلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے  
 گرد اسپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقادار پر مارا کہ  
 سر مرکب کا پھٹا نقادار زمین پر آیا بیٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں سر گیند سے آگے آئے  
 منہاج گیند سے کودا چاہا نقادار سے بہت بڑوں نقادار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا  
 بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے آتار کر حلقہ ہائے گیند یار دیے گردن  
 میں نقادار کی حلقے بڑے منہاج نے جھکا مارا کہ نقادار زمین پر گر برق فرنگی جو گنوار کی  
 بنا ہوا کھڑا مقابلے اختیار دوڑ پڑا لٹکا ڈال دیا قابو پرست کیا کرتا ہو منہاج نے جا ہا حلقہ ہا  
 گنت کھینچوں نقادار بے لطف ہو رہا ہو گئے میں حلقے بڑے ہوئے زمین پر گر آیا بڑا سے  
 برق فرنگی نے حلقے گند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا لغو کیا جست کر کے برق فرنگی  
 الٹا ہوا نقادار کی جو کمینہ کپٹن ٹرپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان میں ہاتھ  
 ڈال دیا کشتی ہوئے لگی دو دنوں شکر نگران ہیں کہ دو دنوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چار جانب  
 دیکھ رہا ہو کھڑا رہا ہو زمین جو اپنے سے نقادار کو زیادہ بابا بیکار کر آواز دی اسے یارو  
 دیکھ رہے ہو کہ نقادار مجھ پر زیادتی کرتا ہو چار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو  
 اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقادار کے بھی چلے نقادار چاہتا ہو کہ منہاج کو  
 نہ چھوڑوں اسکی مشکین باندھوں لیلین بلوہ جو ہو گیا اور چار جانب سے نقادار پر تیر چلے  
 لگے نقادار نے اول کے نو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہنچایا نقادار  
 مرکب پر سوار ہوا فرولی کر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا کہ مرکب کے کئے ہوئے تیروں کا انبار  
 ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقادار کے آگیا ایسے دو تین جتنے آتش بازی کے مارے  
 کہ تیر اندازوں کے منہ جلتے غل جھاتے ہوئے تیر انداز بھاگے نقادار لڑتا بھرتا تیرا منہاج  
 کے پہنچا لٹکا کہ او مکار اسی بھر سے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے  
 روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کو دے بھاگا  
 آکر اپنے قلعے میں چھپا نقادار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آپ ودانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے  
 کو چار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اسی ملکہ میں برسر نقادار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر جھکو گھیرا کر کسی ساحر کو میری مدد کو بھیجے کہ اگر نقابدار کو گرفتار کر لیا جائے ظلمات جادو جسکی قید میں خواجہ بہن سامنے گھڑا حسین سے کہ رہا ہو لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤں ملا کر قید کروں عمرو آج تک قید ہو کچھ میرے ساتھ مکہ نہ گیا کہ نامہ منہاج کا بہو نجا حسین نے بڑھ کر کہا لو کہ ظلمات جادو نقابدار کی مشکبیں باندھ کر لاؤ اسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہو ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہوں ایک ظلمات روانہ ہوا کہ رے پر لشکر نقابدار کے اڑا پوچھتا ہوا جلا کہ بارگاہ نقابدار کو کسی ہی برق نے ایک دکان پر بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے اگر ظلمات سے کہا چلے میں آپکو بارگاہ نقابدار بتا دوں ظلمات ساتھ ہی برق کے چلا برق نے باقون میں لگا کر خیر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا امر نے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ میں چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر پھل رہا کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان میں آئی دوڑا ہوا اس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہو دو کا نذر دین نے بیان کیا یہ آسمان سے اڑا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان میں بیٹھا تھا اسنے جا کر خیر سے مارا میں معلوم وہ قتل کرنے والا کہاں گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا بکار کر آواز دی ہم پر اس عیار کا احسان ہو میدان جنگ میں بھی اسنے کندہ بن کاٹیں یہ ساحر بھی ہماری فکریں میں آیا تھا اگر وہ ہم سے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمہارا نام کیا ہو کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آج کا نام لیسکر پوچھ رہا تھا میں نے اسکی گردن لی جو جا رہا تھا وہ ہوا میدان کا زرار میں آپکو عاجز پایا آگے کندہ بن کاٹیں جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا اپنے عیار کو بلا لیا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمہارے لشکر میں آگے برق ثانی نے تن کر کہا میں کیا کسی سے پایہ کمی کار کھتا ہوں یہ کہہ کر برق سے آنکھ لائی برق نے کہا میں شاگرد عمرو ہوں ایسے ایسے لوٹے میں نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہہ کر ٹٹکا آئیے میرے آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اٹھا نقابدار نے دونوں میں مصالحہ کر لیا ہر چند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا دریافت کروں نقابدار نے ہنست کہا اے مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرتا پردہ پڑا

میں ہمارا مطلب ہو جب صاحبِ حق ان سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت کی جست و خیز کرتا ہوا تلاش میں خواجہ کی جلا برق یہ نہیں سمجھا کہ جس ساحر کو میں نے مارا اُسی کی قید میں استناد تھے بھاگتا ہوا جاتا ہر کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنے ساحر سے پوچھا بابا کہاں جاتے ہو ساحر نے کہا میں ظلمات کو بلانے جاتا ہوں آج کئی دن سے قیدیوں کو آب و طعام نہیں پہنچا لہذا تلاش میں ظلمات کی جانا ہوں کہ وہ آویں اور حکم دین تو قیدیوں کو کھانا پہنچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہیں ساحر نے کہا وہ قیدی ہیں کہ جن سے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم قدرت درہم و برہم کر رہے ہیں ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لایا دونوں کو قید کیا امیر و عمر و عیار ہیں برق نے کہا سنئے جنگل میں جاؤ وہاں ظلمات سے ملاقات ہوگی وہاں وہ مثل رہے ہیں ساحر اُسی طرف چلا برق چھپٹ کر اُس صحرا میں پہنچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا جنگل میں ٹٹلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا بھاگ کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہے کہ تشریف لیجیے قیدیوں پر زب و دانہ بند ہو بدو ان آپکے حکم کے قید خانہ میں کھولا آپ جلیں تو آب و دانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا غور ارستہ طر کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا بھاگ کر پوچھا بھائی صاحب کہاں تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا میں جنگل میں براے سیر گیا وہاں سو گیا فواب میں خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ میں تجکو دو کمال دیتا ہوں یہ کہیکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھوں کو جھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کرے گا دوسرا کمال علم موسیقی میں ہے تجھ کو دیا کہ کوئی علم موسیقی میں نہ سنا سنا کرے گیگا بھائی ذرا بایان چھڑو علم موسیقی کا تو امتحان کر دوں یہ کہیکے بایان منگایا ٹھیکہ چھڑ کر یہ غزل گاتا شروع کی نظم

برہم اُنکے ہیں وہ ہمارے ہیں  
چھوٹے کنج کے سارے ہیں  
ابوہم تمسے قول ہمارے ہیں

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں  
اڑتے ہر آہ میں شرارے ہیں  
ہاتھوں سے چھوڑتے ہیں کب قیدم

چھبکے گھر کے جاؤ گے شفق	کیون جھڑے پاؤں سے اُتارے ہیں
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تھارے ہیں
رتھ بے ساختہ بین گیسو یار	نہ بنائے ہیں نہ سوارے ہیں

اس طور پر پہنچاں گائی کہ سب ساحر تعریفیں کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت میں تم قدرت کے نظر کردہ ہو گے کیا خوب آواز جو آواز میں کیا سوز و گماں ہو دلی کھینچتا ہو دل چاہتا ہو کہ تمہارے گرد پھیریں کوئی تو کام تم سے ایسا ہو کہ قدرت ہر بان ہوے اور عالم خواب میں آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خردار حمزہ کو قتل کرنا عمر و د امیر قدرت کے دشمن ہیں جسدن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہو کہ نام لات و منات مٹائے سیکڑوں ملک اسلام آباد ہو گئے آپ حمزہ کو لاؤ شراب بخوری کا جرجہ ہونٹے میں مسلمانوں پر تلواریں لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہو گے برق بیٹھا ہو کہ آفات گیارہ زنجیر تھامے ہوے قیدیوں کو لایا برق نے دیکھا عمر و د امیر زنجیر دن میں بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کا ضروری کو گئے آپ و داد نہ انکو نہیں ملا اگر تمہاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہنچاؤ دین کہ وقت قتل انکا قریب ہی ظلمات نقلی نے کہا اب نکاح وقت انتقال قریب ہی جہان تکہ سے کے تکلیف پہنچاؤ یہ کہنے کے عمر و کو برق نے لٹکارا کہ اوسا رہاں زادے تو ہی نے شمش و دامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہیں سوائے میرے انکو کوئی نہیں دیکھتا اشارے کر رہے ہیں کہ ان دشمنوں کو قتل کر دیاں بھائی شراب لاؤ آفات جا کر تھلا اٹھا لایا برق نے حسبِ لخواہ اس میں بہیوشی ملائی شراب کلا بیون میں بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے میں ان پر بدعت کرو خواجہ عمر و نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحب قمران سے کہا ہمارا بھور یا آگیا اب مار لیا اتنے میں صاحب قمران نے دیکھا برق نے کئی سی جام بھر کر رکھے کہا ہاں بھائیو نام ہفت بیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس میں پینا یہی قدرت نے فواب میں کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہی عمر میں مابنی بڑھاؤ دشمنوں کو قتل کرو آفات کو بڑھ کر میرے بھائی کو عجب شرف ملا سیتے جام اٹھالے ہاتھوں میں لے برق پھر گانے لگا۔ غلط

آنکھوں کو جانتے ہیں بیلا نر سب کا  
میرا خمیر بادہ انگور سے بنا  
آتش مزاج یا رہی عاشق ہو بادہ خوا  
طفلی سے تا بزرگ رہا دور جام کو  
ایک بھر حسن آج تو جیل موتی جھیل پر  
بی بی کے رنگ کھیلنے رندان بادہ خوا  
دل توڑ ڈالا ساقی تہوش لے کر تھر

مستون کو فرض عین ہو بیلا شراب کا  
کھٹی مین مبری بڑ گیا قطر شراب کا  
بتلا وہ آگ کا ہی مین پشلا شراب کا  
عاشق کا جسم بن گیا بتلا شراب کا  
ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا  
ہولی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا  
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیادہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی  
کہ خلق سے اترنے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے، راجہ لکے لڑکھڑاکے گرے بیہوش ہو گئے مگر  
برق اجتراسے دیکھ رہا ہو کہ ایک شخص منہ اپنا چھپائے ہوئے گوشے مین بیٹھا ہو اس نے  
شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر مین بیہوش ہوا برق خنجر بیکڑے جلاک آفات کو  
قتل کروں کہ آسمان سے لغزہ ہوا و برق کیا کرتا ہونم حسین شعبہ باز برق نے دیکھا کہ ایک  
عورت بہت خوبصورت آسمان سے لغزہ کرتی ہوئی آتی ہو اسے سحر کیا برق کے بانوں زمین نے  
خفا مینے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ  
برق کو قتل کروں اس وقت برق کا تڑپنا ہلک ہلک کے دعا بین کر رہا ہو کہ ای خالق بیل دھنا  
وای پروردگار اس آفت سے بچالے مین کیا مشقت کر کے پہنچا کہ پہلو سے لغزہ ہوا کہ او  
زن فاحشہ کیا کرتی ہو وہ تاز مین بلیٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے مین بیٹھا تھا اور بکے  
ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اسنے لغزہ کیا پس او ملعونہ کیا کرتی ہو میرے باپ کو قتل نہ کرنا  
منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے  
ایک دنا ہوا کہ سارا مکان اُلٹ گیا مرتے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ بانوں قابو مین  
آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق بکا رتا رہا کہ ای فرزند ماشار اللہ کیا کار نما یاں  
کیا ہو خوب وقت پر پہنچا صاحب قرآن و عمر و کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گریں حقیر  
کو ہوش آیا عمر و برق نے ملکر سب ساحرون کو قتل کیا اس مکان مین ایک جہنہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے بوجھا تھا را کیونکہ کڑا  
 ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقادار بر جا کر ظلمات کو مارا اب نقادار قلعہ  
 منہاج دیو بند کو گھرے اُترا ہوا ہی وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف  
 کی برق نے کہا اب چلیے ایسا ہولندہ طور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقادار نے  
 لہرے طور کا وہ حال کیا کہ دو مین بھٹے تاک لائق جنگ ہنگامہ نقادار عجب صاحب شوکت  
 ویاقت ہو اور یا صاحب قرآن آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال گھلا کہ وہ میرا فرزند  
 ہو آج جوش میں وقت پرگہ اٹھا کہ میرے باپ کو قتل نہ کرنا نہایت طرار فرار ہے صاحب قرآن  
 نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن کر دو کہ لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں  
 بکنا ہو تو خرید لاؤں یہ کہنے خواجہ چلے تھکے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو  
 لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اسکو پکارا وہ سائیس پھر خواجہ نے  
 کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرائ میں ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑوں کو  
 پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھو ادوہارا تھا ساتھ رہیگا  
 ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کریں گے جھٹ پٹ اس پر سوار ہوا  
 کہا میں اسکو پھر لاؤں یہ کہنے جو ایرٹکی مرکب بھاگا سائیس بیٹھا ہوا دوڑا خواجہ عمرو  
 کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحب قرآن کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا  
 میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحراے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا میر نے فرمایا  
 لشکر میں جلد قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہو مگر ایک قلعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا  
 کبھی کہنے کے خلاف کیا ہو عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمہارے  
 وہاں جمع ہیں تمہاری بات پر ہاں ہاں کریں گے میری بات کو حسب جھوٹا بتائیں گے امیر نے فرمایا  
 یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہنے زمیل  
 سے کاغذ محکم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت  
 اسکی عمرو سے قرض لیکر ادائیگی لشکر میں ملکر اگلے دن تو داہنے ہاتھ کا کھانا حرام آجیے  
 یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زمیل میں رکھا ساز و براق مرکب زمیل سے نکالا امیر



پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو و برق ساتھ میں کہ غریب کی آواز کان میں آئی میر نے فرمایا فوج بڑھ کر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور اب دانہ بنایا منہاج نے ساتھ والوں سے صلاح کی کہ یارو قلعہ میں بھوکے مرتے ہیں ملک لشکر نقابدار پر بخون مارن شاید غالب آئیں لاکھ آدمیوں کو ساتھ لیکر منہاج دیوبند قلعہ سے نکل پڑا ہزارہن قتل کیے ہر کاروں نے جا کر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہو کر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو غریب وی یارو نقابدار کو گھیر کر مار دیا ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران میں آیا کہا اے شہریار نقابدار پر دقت بہت تنگ ہو رہی ہے یہ کر رہے ہیں کہ نقابدار کو پکڑ لیں مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہو کئی مجال ہو کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہو مگر بلوہ کفار کا بہت ہر ساتھ والے نقابدار کے سست کھڑے ہیں یہاں نقابدار حیران ہو کر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر لا زبان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہیں نقابدار انکے روکے سے نہیں ٹکتا جب تو منہاج نے دو ہزار گندہ انداز اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار گندہ اندازوں کو لیکر چلا نقابدار گھبرا کہ دو ہزار حلقہ ہائے گندہ جو مجھ پر بیٹے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہو نگاہا بقیار ہو کر دعائیں مانگنے لگا اے کریم درجیم اس آفت سے بچالے اپنی کار سازی دکھا دے۔ لفظ

عاجز و مسکین اسیر در دو غم  
نفس و شیطان می کند بر من ستم  
نقد عمر خویش ضائع کردہ ام  
گردم در سجدہ اخلاص خم  
کن کرم ای صاحب لطف و کرم  
بر کمال فضل تو امید وار

بندہ ام پابند صدیخ و الم  
ایو شبہ فریاد رس فریاد رس  
و اے صد حسرت کہ در دنیا سے دن  
دار چن گردون دون اکو کردگار  
کن عطا ای مقدر جو عطا  
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

نقابدار دعائیں کر رہا تھا کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی



جست و خیر کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیچے پکڑ کے اس  
عیار پر جا پڑا عیار سے نیچے چلنے لگا عیار نقا بدار نے اس عیار کو سر جاکر کمر پر ہاتھ مارا  
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیچے کھینچ کر عیاروں پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقا بدار  
مثل برق جندہ لڑ رہا ہے جالیس عیاروں میں یوں گھرا ہوا گویا شیر رمہ گو سفندان میں  
کسی کو کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر تبا کے کمر پر ہاتھ مارا ان سب عیاروں کو متفرق  
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرا یا منظور یہ ہوا کہ فوج  
کو لیکر قلعے میں بھاگ جاؤں صاحبقران خندق پر آ کے جمے جسے قلعے میں جانے کا ارادہ  
کیا اسکو تلوار مار کے خندق میں گرایا خندق لاشوں سے پٹ گیا نقا بدار نے جو سنا  
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہیں طرف منہاج کے بلا منہاج نے دیکھا  
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہیں اور ایک طرف سے نقا بدار لٹکارتا ہوا اور  
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہوا گھبرا گیا مگر نقا بدار نے امیر سے بجا کر کہا اے شہر بار  
منہاج بر قصد نہجیے گا یہ میرا حریف ہے صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے  
ہوئے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر  
اس طرف پلٹا امیر نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے  
ہوئے نقا بدار نے جولا شہ منہاج دیکھا آنکھوں میں خون اتر آیا چونکہ نقا بدار کس ہوا  
تاب نہ آئی گھوڑا جبکا قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیونکہ شہر بار آپ نے  
میرے حریف کو کیوں مارا امیر نے کہا ادا کی گئی کیا ہوتا ہوا سنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے  
مجھے بجا یا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیوں غصہ ہے نقا بدار نے کہا میں آپ سے مقابلہ  
کرونگا امیر نے فرمایا اب میں شکر جاتا ہوں آپ دہان آئیے جلد جنگی ہجو اگر مقابلہ کر سکیے  
میں آپ سے باہر نہیں ہوں جس طرح امتحان لیجے گا میں آپ کو جواب دوں گا غصہ نہ کیجیے  
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقا بدار نے شرا کر سر جھکا لیا کہا  
حضور کے ہونے سے لندھو رشکر میں بدعت کر رہا ہوں جلد اپنے کو پہنچائیے  
میں بھی حاضر ہوں گا امیر نے فرمایا اگر راہ میں کسی نے نہ روکا تو میں ضرور آج ہی

لشکر میں پہنچ جاؤنگا جا بجا دشمن میں راہ میں رہزن ہیں شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے  
 تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھو روکھو فوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ  
 صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرنا بادشاہ بھی لشکر میں نہیں ہیں نقابدار نے کہا میرا تو  
 یہ تھا کہ لندھو روکھو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھوں جب حضور آویں تو انھیں چھوڑ دوں مگر ان کے  
 سردار آکے انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آجکا مجھ پر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ  
 کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ میں  
 حاضر ہوں گا نقابدار اس قلعے پر اتر اسب مردان قلعہ نے جصدق دل نقابدار کی اطاعت  
 کی صاحبقران فوج و برق کو ساتھ لیے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا میں آکر امیر کو  
 رات ہو گئی ایک نخل کے سائے میں زمین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور  
 آرام فرمائیں ہم جاگتے ہیں امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک  
 روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کہ ایک چوبدست کا ندھ سے پر کھے ہوئے اسی جانب تابت  
 عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اسی شہر بار غول صحرائی آتا ہے  
 صاحبقران اٹھے بشت مرکب عربی پر سوار ہوئے غول کو لگا را غول سامنے سے بھاگا صاحبقران  
 اس کے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہنچ سکے امیر گھوڑا ڈالے ہوئے چلتے ہیں غول آگے بھاگا  
 ہوا جاتا ہو عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک  
 پہاڑ کے نیچے غول پہنچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک جھنجھاری درہ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی  
 غول جمع ہو گئے اب سب لکڑا میر پر حملہ آور ہوئے امیر نے نیچے سہراب تل کھینچا وہ تیغہ دیو کش ہو  
 جیکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہو امیر  
 لپٹے ہوئے اسکے سامنے پہنچے اسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اسکا بھی  
 دو ٹکڑے ہوئے پھر غول باقی بگئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے میں امیر نے دیکھا کہ نخل  
 صاف ہو گیا قریب درہ کوہ کے آئے اندر سے درہ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درہ کوہ کے  
 آئے دیکھا کسی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئیں زمین پر پڑے ہیں دور ہے میں امیر نے پوچھا تم لوگ کون  
 ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اسنے کہا اسی شہر بار میں تاجر ہوں کاروان لیکر اس طرف آیا ان غولوں نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو باڑے کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہیں مارے بھوک کے روتے ہیں  
 امیر نے سکور ہا کیا اسی درہ کوہ میں مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سب کا افسر تھا اسنے مال پر  
 قبضہ کیا جب درہ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ میں اگر جمشید بیٹھا کہا تو شہر بار اپنے احسان عظیم کیا ہم کو  
 سب یوں ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کریں آپکے سبب سے دین حق کو  
 پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اسکو قلعہ ارکانیہ کہتے ہیں ارکان  
 فیل دروہ کا حاکم و ناظم ہو غلام کا اسی قلعے میں مکان ہو میروار ہوں کہ غریب خانہ پر قائم رہیو  
 فرمائیے وہاں دوکان بھی ہو سرچوک دوکان ہو وہاں بیٹھے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دوچار  
 روز کے حضور کو لشکر میں پہونچا دوں گا امیر نے کتنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا  
 امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعہ ارکانیہ میں آئے سر بازار دوکان تھی جمشید  
 نے کہا حضور دوکان پر بیٹھیں کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزار ہا آدمی جمال  
 دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیر لگ گئی ارکان فیل دروہ بادشاہ ہو اسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہو اسکی  
 دوا کسی کا ضروری کو بازار میں آئی تھی اسنے جو ایک دوکان پر بیٹھا دیکھا خود بھی اگر کھڑی ہوئی حال  
 صاحبقران دیکھ کر حیران ہو گئی خود زرین بالا سے سرسبز و شمشیر حامل کرسی بیٹھے ہیں مشتاق لوگ  
 بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہیں کوئی تعریف کرتا ہو کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہیں دایہ نے جمال کو  
 دیکھ کر بہت پسند کیا جب محل میں آئی تو زہرہ نے بوجھادائی امان آج بازار میں کیوں دیر لگی کیا  
 دوکان میں بند تھیں دایہ نے کہا بی بی کیا کمون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہو  
 دیکھا رعب و جذبہ سکوت صوت مثل جا کر ان کمترین ہمراہ ہزار ہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے  
 تماشا دیکھ رہے تھے میں بھی اس جلسے میں گئی دیر تک اسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو خیال دیکھا آپکے  
 والد بڑے بہادر ہیں مگر ایسا اشارہ شوکت پیشانی پر اس شخص کے درخشان ہو کہ صورت دیکھ کر  
 محویت ہوتی ہو جی چاہتا تھا کہ گل جینی گلشن جمال کی کیا کروں وہیں کھڑی رہوں آپکی خفگی کے خیال  
 سے جلی آئی تھی چاہتا تھا دھونی راکر وہاں بیٹھوں زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی  
 مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتیں کرتی ہو کہ او زہرہ دوائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے  
 ہو گئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھوں اسی وقت اٹھ کر بارہ درہ میں جلی گئی پردے چھوڑ لئے حیران تھی

کہ میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں داہرے نے فوٹوں سے پوچھا ارے بی بی کہاں ہیں فوٹوں نے  
 کہا بارہ درمی میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے وایہ نے تو دودھ پلا  
 ہو محبت کی آگ بھڑکی ٹھلٹی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش برآواز ہوئی تو بچکون کی آواز  
 آرہی ہو داہرے پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤں رکھائے ہوئے بیٹھی ہو دوپٹہ ڈھلکا ہوا  
 آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں آنکھیں سرخ اب یہ نوبت پہنچی ہو کہ بچی لگ گئی داہرے نے قریب آکر  
 بلوئیں لین کہا کیوں داری کبسا مزاج ہو لکے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمھاری آگ لگائی ہوئی  
 ہو اسی خیال نے یہ حال کیا ہو۔ لفظ نم

لیون کے رگ رگ میں داخل ہوئی  
 مراد دل اس بت کی حاصل ہوئی  
 جو سوچے ہوئے تھے وہ دل ہوئی  
 غرض ہر طرح مجھ کو مشکل ہوئی  
 عبارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی  
 تسلی تری اتوں قاتل ہوئی  
 ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی  
 پری جبکہ بلی شکاری ہوئی

محبت عناصر میں شامل ہوئی  
 جلیں دیر میں کیوں گئی کے چراغ  
 مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا  
 نہ جاتی ہو الفت نہ ملتا ہے یار  
 اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے  
 گلاٹ چکا میرا جھگڑا سٹا  
 دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ  
 میں دیوانہ مجنون رہا اسکا رند

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اس طرح پڑھے کہ داہرے نے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو  
 چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اس وقت حکم دیا محافظ تیار ہوا ملکہ داہرے کو ساتھ لیکر  
 سوار ہوئیں لشت پر کیزین ڈھلیوں میں ہر چہ۔ ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ جلیں سپر بھی  
 سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافظ کے چوہا رہ چار سوار ہمراہ بیان امیر دوکان پر  
 جمشید کی بیٹھی تھے جمشید نیشل جا کر ان کترین رومال لیے لشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے  
 سے پیدا ہوئے راہ گیروں کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دیکھ شاہ  
 کی سواری آتی ہو امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زین نمايان ہوا ملکہ تو دیکھنے  
 کی مشتاق ہیں داہرے نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہو اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہو نہیں معلوم یہ کون شخص ہو کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اس شخص کی  
 نگہ رانی کرتا ہو ملک نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹا یا صاحبقران کی نگاہ جال بے مثال زہرہ  
 بر پڑی برج محافظہ میں ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بقرار ہو گئے ملک سطوت و صولت دیکھ کر  
 دایہ سے کہنے لگیں ارے کہا روں سے کہو ذرا رگے ہوئے چلین ہوں کیا ہو باغ پہنچ جائینگے  
 فوراً کہا رہ کے کاغذ بھی اسی مقام پر بدلا آگے سے سوار بیٹے اٹھوں نے آواز دی ارے  
 کہا رو تم کیوں رگے ہو محافظہ بڑھاؤ کہا رگے ملک بیٹ بیٹ کے دیکھا کین جب نظروں  
 سے صاحبقران مخفی ہوئے جنت کا جوش بہوشی میں ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیوں  
 دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اتر پڑوں  
 سرفہ مون پر اس شہر بار کے رکھروں پروانہ دار گرد قمع جمال پھروں دایہ سمجھاتی ہوئی  
 باغ میں لائی گل و بلبل کو دیکھ کر اور جوش و خشت بڑھا فرماتی ہیں کیوں دائی امان بلبل کاوتا  
 سراسر بیکار ہو یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہو پہلو گل میں بھول بھول کے بیٹھتی ہو ہر وقت  
 چاؤں چاؤں کیا کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو فراق نصیب نہیں کوئی امر فراق کا قرب نہیں  
 حماقت ہو کہ روتی ہو یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قرب  
 ہوئی کیوں دائی امان کیا تدبیر کروں کہ وہ اس باغ میں آکر گل و بلبل کی سیر دیکھیں  
 میں جلسہ آراستہ کروں ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی بادشہ  
 زاہد فریب ہو میں بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تم نے پردہ اٹھا با تو وہ بھی اسی جانب  
 بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو انکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تم نے بالا ہو محبت  
 سے ایسی باتیں کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہیں بہ قول شاعر - فرد سنا یوسف کو حسینان  
 جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دارد دیکھنا سنا + آنکھیں رشک ویدہ غزال عارض  
 ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہ سے ہو پیدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہو دوسرے کے  
 جمال پر کیا نگاہ ڈالے گا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو ہتر در نہ میں عدہ کرتی ہوں  
 کہ جا کر بلاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی  
 چو ترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھیں گائیں سلنے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہاں صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا  
 معلوم ہوا کہ باغ میں گئی ہیں جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو  
 بیقرار ہو رہے تھے لباس شب رومی پہنا تلوار بغل میں دہائی کندین بازوؤں پر باندھیں  
 اُٹھ کر ٹیلے لگے آخر ضبط ہنسکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا اٹھا اُسی  
 نشان پر چلے آئے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزیں درباغ پر کھڑی ہیں  
 آپس میں باتیں کر رہی ہیں کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہیں  
 نہیں معلوم وہ کون شخص ہو اگر جمشید کا مہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہو گا بی بی ہماری  
 آپ سے باہر ہو رہی ہیں دایہ سے کچھ باتیں ہو رہی ہیں صاحبقران کنیزوں کو دیکھ کر  
 بہشت باغ پر آئے کندہ لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ بڑی کہا داری دیکھو کوئی شخص  
 دیوار پر چڑھا ہو یقین ہو کہ وہ ہی ہیں یہ کہنے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ میں بھی آؤں دایہ نے  
 کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اس قدر راستہ طر کر کے آئے ہیں تو جلسے میں بھی  
 اگر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اتر کر ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہیں گم حیران  
 ہیں کہ اب کیا کروں خود بخود صحبت میں کیونکر چلا جاؤں حجاب منع ہو اس سوچ میں کھڑے  
 تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوئے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہیں پرانے مکان  
 میں بیخوف چلے آئے امیر نے شرمناک کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوسے گل پسند آئی کندہ مار کر  
 چلے آئے اگر تمہارے خلاف ہو چلے جائیں دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر منہ پر بٹھا یا ملکہ سے  
 کہا کہ لوبی بی پر وہ ہی جمشید کے مہمان ہیں اب اسے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ  
 جمشید کے یہاں آپ کے آنے کا کیا باعث ہو آپ کی دوکان کس ملک میں ہو امیر نے فرمایا  
 کہ او شہنشاہ فوبی میں تاجر نہیں ہوں داماد فوشیروان صاحبقران زمان ہوں ایک غل  
 کے تعاقب میں آیا اُسکو مارا جمشید درہ کوہ میں قید تھا میں نے اُس سے رہا کیا اُس نے کہا  
 کہ میرے قلعہ میں چلے میں اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث  
 خوش نصیبی ہوا کہ شوہر ہر نگار میں جو شاہزادیاں ملکوں میں حسین و جمیل ہیں وہ  
 سب اس کے عقد میں ہیں اب ملکہ نے گائے کو اشارہ کیا گائے نے یہ غزل گائی۔ نظم

اب لڑا یا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ اسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ وعدہ دیدار فرما دیا، یہ قیامت بھر کر نہ	آئنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ کھول دنگا جل کے زیر سایہ دیوار آنکھ بجیا ہوا بوجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ ڈال دیتی ہو غضب میں لکھو بھی ہر بار آنکھ روز محشر تک لکھو لیں طالب دیدار آنکھ
--	--

گائے نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہوئے لگا سب  
کنیزین پوشیدہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں  
انشاء اللہ کل بھڑائی کے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دیا یہ بھی مع کنیزوں  
کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہی چیل نامے اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی  
ہو کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لا کر بیٹھایا نہ سبب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے  
خدا کی جلی آتی، سوالات و منات کو برا کہا خدا سے نا دیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان  
دونوں کو قتل کر اؤں جا کر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے  
روانہ ہوئے چیل کنیز بیچیں ہو رہی ہو کہ جا کر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف  
ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چیل شام سے روانہ  
ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چیل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا  
جب ارکان باہر آیا چیل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چیل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چیل نے  
جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر ہمان لایا  
بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں  
محافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھ کر انکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو اپنے  
پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی  
ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور شریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش  
ہونگے آپ تو خداوند کے خراج گزار ہیں کیا عجب ہو کہ وہاں سے آپ کے واسطے خطاب  
آئے یہ شکر ارکان غصے سے سرخ ہو گیا کہا کہ اونا لاش تو نے میرے سامنے یہ دہیات کیا



باقین بیان کر دیں جی چاہتا ہوں کہ جا کر اس گیسو پر پردہ کو ہاتھ تلوار کا ماروں کہ دو ٹکڑے ہوں یہ کیلے گستاخ کر گئے سوار سپہ سالار کو بلا یا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوئے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہاں امیر بہرات کے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کر کے لائین گائین تیار تھیں امیر کے بیٹھے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات ہر نگار بوجھ رہی ہیں نام ہر نگار سنگر امیر رونے لگے فرمایا کہ اے ملکہ حال ہر نگار کیا بیان کروں غمب حشر سے انتقال کیا غم میں قباد شہر یار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ میں نے قاتل کو مارا مگر وہ جام نہ ہر بی جلی تھیں اُنکے غم میں فقیر ہوئے جو جینے پھرے میں بند ہے قراہ زین قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوئے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کینہ ڈوی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چیل نکل گئی اُسے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فرج لیگر آپہنچے گینڈا بڑھائے ہوئے طرف دربار کے آتے ہیں امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگیں کہا کہ اے شہر یار آپ کیلے ہیں بیس ہزار بیجا آتے ہیں اُسے کیونکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ کیا میں چھپ کر بیٹھ رہوں ملکہ نے لاکھ روکا امیر اٹھ کر چلے اور غصے میں چاہا کہ بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہہ کر باہر نکلے ملکہ دعا پڑھ رہی ہیں اور صبر آمین آمین کہہ رہی ہیں امیر مرکب پر سوار ہوئے دربار سے نکلے بغیر اُنکیا ارکان کو دیکھ کر آواز دی کہ اے ارکان تو خود میرے مقابلے میں آارکان نے اپنی فوج والوں سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا میں اکیلے لڑے ہیں یہ بیس ہزار کب خیال میں آتے ہیں تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو غیب دی فوج چاہا بازی کرنے لگی ملکہ کو ٹھٹھے سے دیکھ رہی ہیں اور دعا پڑھتا مانگے ہی ہیں مگر صاحبقران اُس بلوے میں لڑ رہے ہیں کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ میں نہ آیا دوسرے ترغیب دے رہا کہ مارو تم اس قدر ہوا ایک شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سواروں نے امیر کو اب نرنے میں گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے قیر اندازی کر رہے ہیں امیر نے اس قدر نیزے کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہو ملک نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعا کرنے لگے لیکن یکایک صبحا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقا بدار مرصع پوش بعد جوش و خروش بارہ ہزار سوار بشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے غرہ کیا کہ باشی راہ کا فران بیحیا و ایوانا بکاران پر دغا میں آہو نجا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار نہ گھبرائیے گا آہکا خد متنگزار آہو نجا ان بیحیاؤں کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکر یوں ہلاک کریں یہ کہنے نقا بدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھینچ لگین امیر حسرت ہو کر مرکب پر بیٹھے نقا بدار جو آکر پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو داخل جنم کیا امیر نے جو اتنی حملت پائی ٹپتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقا بدار چاہتا ہو کہ ارکان پر میں جا پڑوں ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقا بدار آتا ہو امیر سے مقابلہ بڑھائی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر رو کے آخر کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار جھین کر پھینک دی کر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ ہوا اگر دلاشے بڑے ہیں نقا بدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس مسکار کو مجھے دینے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہوا امیر نقا بدار کے خواہے کریں پکار اٹھا کہ ای شہر یار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط امان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بعد قی سلطان ہوا امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقا بدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا چاہتا ہوں کہ تیار رو سے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہوا ماہ کس قی سلطان کے ہو نقا بدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہوا انشاء اللہ قی پر ثابت ہو گا یہ کہہ کر نقا بدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر ہو نجا کی کہ امیر باغ پر نہرہ کے گھر گئے ہیں فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلاموں کو بیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی امیر ارکان کو بیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا علام بقیار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ اے جمشید خدا نے اپنا فضل فریک  
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمانان ہوا اب باغ میں اسکو لیے  
جاتا ہوں جمشید خلیج نگہبانوں کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو بیکر باغ میں آئے  
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے مجھ کو دولت اسلام ملی  
مگر اب چاہتا ہوں کہ اے شہر یار آپ اسکو کنیزی میں قبول کریں ہر چند کہ امیر نے  
فرمایا کہ اے ارکان میں بر سر راہ ہوں چار پہاڑوں کو فتح کرنا ہو اگر یہ پہاڑ فتح  
ہو گئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا اسوقت عقدہ کرونگا فرزند میرا طلسم  
میں جائیگا میں در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقدہ حاصل کرونگا مگر ارکان  
نے نہ مانا ترنج خوشنوی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اسی  
باغ میں جگہ دعویٰ قرار دیا شہر میں امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمر و بھرتا بھرتا  
اس طرف ہو چکا جہاں سامان برات ہو رہا ہے سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ  
حمزہ کیا صاحب نصیب ہو جہاں جاتا ہو معشوق پر پیکرہ سے سامنا ہو امیر زعفرانی  
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہیں ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہے  
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ باقوت احمر کاگلے میں پڑا ہو گیا  
ارکان کو سلام کیا کہا کہ اے بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقہ لیکر بھاگ آیا ہے  
چاہتا ہوں کہ اُسے گرفتار کر کے لیجاؤں ارکان نے کہا کہ اس صحبت میں دیکھو اگر ہوئے  
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو بھاگ کر سلام کیا کہا کہ یہاں  
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرات پیدا کی امیر نے فرمایا کہ اے سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہے اچھی طرح  
پہچان عمر و نے کہا کہ میں خوب پہچانتا ہوں صندوقہ جاہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان  
نہایت ملول ہو کر یہ تو صاحب قرآن بنے تھے افسوس ہو کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ  
میں نے انہی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی میں جب تکرار ہوئی امیر تیغ کو ٹپک کر  
اٹھنے لگے عمر و نے کہا کہ مجھ پر کیا قصد کرتے ہو فوف خدا نہیں آسمان تب تو امیر نے عمر و  
کو پہچانا اٹھ کر گلے سے لگایا کہا کہ اے یار وفا دار کہاں تھے تم سے جدا ہو گئے یہ ریختا میں

مٹھائیں خواجہ کو ارکان سے لایا اب عمرو و برق بھی صحبت میں بیٹھے تیاری برات کی ہو رہی ہے برات گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا خواجہ مگس رانی کرتے ہوئے ساتھ میں ملکہ سے وہاں سب نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ شرماء ایک کمرے میں جا بیٹھیں حکم کیا خردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کینرین بکر کے دروازے پر کھڑی ہیں ملکہ کمرے کا دروازہ نہیں کھولتی ہیں دختر دایہ روح افزا کہ یہ بہت مجھ لگی ہو اسنے آکر دروازے پر آوازیں دین جب صدا آئی گھبرا کر کہا دروازہ توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کینرون میں رونے کا شور ہوا یکا یک قلعہ آتش بازی چھٹنے کی آواز آئی برات پیکر امیر ہوئے ہاتھی سے اترے بارگاہ میں آئے خواجہ سردار ہوا آیا امیر کے سامنے رو کر بیان کیا کہ غائب ہوئیں خواجہ نے کہا کہ ذرا میں اس مقام کو جا کر دیکھوں خواجہ جو محل میں آئے روح افزا کو دیکھ کر عاشق ہوئے کمرے میں آئے دیکھا حدرہ نقب نہیں ہو مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کسی ساحر کا کام ہے حضور میں تشریف رکھیں میں تلاش کر کے لاتا ہوں امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمر و نے کہا آجکا چلنا بہترین یہ کہ مکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے جو ننھے دن خیال میں گذرا کہ ابی خال دیکھیں وہ خال یہ ہو کہ ایک ہاتھ زمیں پر رکھا اور ایک ناک پر رکھ کر آوازیں کہ دادا آدم درویش از کل عالم پیش جھٹ پتہ ملکہ کالے اسطرف مجھے ہو جائے جدھر منہ اٹھا اسطرف چلے راہ میں ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہے عمر و نے پکار کر آوازیں کہ اے جانو بھوڑی دیر بٹھ جا بھی دو مسافروں کو لون لاک گئی انکے وارث اٹھا کر لیکے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہے وہاں سے پانچ کوس پر باغ ہے نسیم کیسودرازا کا انکو نامہ ہو بنجانے جاتا ہوں عمر و نے تعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو یہ ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھوٹی سے نکال لیا اسکو وٹا کر ڈال دیا اسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طر کر کے درباغ پر پہنچے دروازے پر دو عین جہنم کھڑی تھیں انھوں نے پکار کر آوازیں اے اعظم جادو

کیونکہ آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں مرنے کے پاس نامہ لایا ہوں  
جشنین خواجہ کو لیکر اندر گئیں خواجہ نے دیکھا کہ بیچ میں بلوغ کے ایک جو ترہ ہوا سیر  
فرش بچھا ہوا ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہو گانا پورہ ہو خواجہ نے جا کر نامہ ہاتھ میں  
دیا اس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہو خواجہ نے کہا کہ ایک یاد میں رہتی ہیں  
اس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ میں ضرور جاؤنگی ایسی شادی میں جیکر شریک نہوں  
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اس کے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو  
نے باتین میں پوچھا کہ حضور کی شادی ہو نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اور ننگ جادو کہین سے  
معشوقہ لائے ہیں وہ رضا مند نہیں ہوتی جاسے جمع کر کے اسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا  
دکھائیینگے کہ وہ انکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہو ملکہ زہرہ کو لایا ہوا اسی ہے  
واسطے یہ سامان ہو رہے ہیں عمرو نے کہا کہ اسی ملکہ عالم ایک چیز میں بھی ساؤن نسیم  
کہا کہ اسی اعظم تھیں تو گانے میں دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا  
قدرت تعلیم کر گئے یہ لکے عمرو نے سازندوں کو اشارہ کیا سازنے یہ غزل شروع کی۔ لفظ

دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہو جائے  
دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہو جائے  
چین آجائے مری روح کو راحت ہو جائے  
دیو بھی ہو تو اسے ضعف و نقاہت ہو جائے

صد نہ بھر سے چھوٹوں مجھے راحت ہو جائے  
تیری تصویر جو لیجا کے لگا دین اوبت  
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب  
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہوا کرند

نسیم نے بقرار ہو کر کہا کہ اسی اعظم تم نظر کردہ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے  
شہنشاہ اور ننگ کے گواہینگے عمرو نے کہا کہ حضور لا کھ میں کرو میں اگر حکم دیجے تو گاؤں  
شہنشاہ اور ننگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضا مند کروں نسیم نے کہا کہ اسی اعظم  
یہ خبر مشہور ہو کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواہہ نہیں پوش کیا ہر طرح سے معشوق کو  
سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اور ننگ نے یہ جلسہ قرار دیا  
ہو کہ سب شاہزادیاں جمع ہوں ان کے سامنے نانچ گانا ہو اسی جلسے میں شہنشاہ سحر کرینگے  
کہ معشوق تسخیر ہو جائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکہ عالم مجھکو

ضرور لے چلے میں نے سیکڑون ہو بیٹھوں کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ اے اعظم اگر تمہارے  
 پاؤں سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تکو بہت خوش کر دینگے یہ کہنے اسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو  
 بھی ساتھ لیا راہ میں خواجہ کہہ رہے ہیں کہ کیوں اے ملکہ شہنشاہ کہاں سے؟ میں معشوقہ کو لائے  
 نسیم جواب دیتی ہو کہ اس نازنین کی شادی ہو رہی تھی جلد عروسی سے اسکو نکال کر لائے  
 میں اب خواجہ کو قہقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ کیا یک بھولوں کی بوداغ میں آئی  
 دیکھا سامنے ایک باغ ہو سچ باغ میں ایک جو ترہ بلور کا ہو اس پر تخت بچھا ہوا ایک ساحر  
 سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہو گردنیں جلیبین بیٹھی ہیں کہ نسیم جاگ رہی تھی تاجدار  
 کو سلام کیا تا جبار نے کہا کہ اے نسیم آؤ بیٹھو کرسی جا ہر نگار جو کچھ بھی اس پر نسیم بیٹھی خواجہ  
 رومال لیے ہوئے گلس رانی کر رہے ہیں کیا ایک ابرائے بر سر باغ اگر لہرائے اور شوق  
 ہوئے شاہزادیاں تخت اُڑا تو ہوئی آئین کرسیاں ملین آکر اس صحبت میں بیٹھیں جب  
 جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے بکار کر آواز دی کہ میں نے تم سب صبا جون کو اسلئے تکلف  
 دی ہو کہ میں تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ میں ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا  
 اپنے ہوش میں نہ تھا آخر اسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے میں گئی میں بھی وہاں پہنچا  
 اسکو اٹھالایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہیں میں نے جو اس سے سوال کیا  
 کیا اسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجھ کو قتل کرواؤ قید رکھو لیکن  
 میں اس امر و اہیات کو نہ قبول کرونگی ایک مہفتے بعد جب میں نے دیکھا کہ جان جاتی رہی  
 تب کچھ کھایا راتوں کو نین نہیں آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہوں یاد میں اس محبوب  
 پر بے بھرہ کی مرتا ہوں تم میں سے جو ساحر اس فن میں کمال رکھتے ہوں اسکو رضامند  
 کریں تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھا کہ آواز دی کہ اے شہنشاہ ہماری بہن کا لازم اعظم  
 جادو نظر کردہ خداوند ہفت بیکر ہوا اس کام میں کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے سنا  
 کرائیے اور نگلے کہا کہ اے اعظم تمہارے بزرگوں سے ہمیں رسم رہا تمہارا کمال دیکھنا  
 چاہتے ہیں کہا کہ اے شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہو پہلے وہ ظاہر کروں اور نگلے  
 پوچھا وہ کیا کمال ہو عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھ کو حاکم کیا پہلے میرا گانا سنئے میں بہت

یہ آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگینان سامنے آتی ہیں تدریرین بتاتی ہیں سماعت فرما  
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ لکیر عمر و نے لڑائی اور یہ غزل شروع کی۔ غلط

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کدھر مر مر گئے عاشق ترے لکڑے کے سروں کو دلخواہ جنوں ٹھیک نہیں ہوتا گریبان پیری میں ہو سے زنا رعیت مائل طفلان	دقت ہو مسائی میں تو کیا نطف بیان کا عالم ہو مری روح میں بھی ایک روان کا تو نے نہ لہجی روزن دیوار سے جھانکا سو پار اُدھیر اُسے سو مرتبہ ٹانکا کیون آپ کو مٹھون کیا ہر ایک جوان کا
---	--

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تبرعین کرنے لگا کہا کہ ایو اعظم حقیقت میں  
تم قدرت کے نظر کردہ ہوئے سامنے کمرہ ہوم سپین نفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے  
اس آٹھ دن میں کیا کیا بدعتیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اُسٹھے  
کمرے میں جا کر دیکھا کہ زہرہ نفس میں بند سرنگون بیٹھی ہو عمر و نے سلام کیا کہا کہ لکڑے عالم  
علام کو آپ نے پہچانا زہرہ عمر و سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ایو شخص میں نہیں جانتی عمر و نے کہا  
کہ میں امیر کا عیار ہوں تمہارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہو چکوا وسط  
تمہاری تلاش کے بھیجا ہو میں یہاں تک پہنچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو  
مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجھ کو نا منظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار مجھے  
کہ ان ملک کا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طلاق شہرہ آفاق نائب خداوند  
جو یہ کہو گی میں ان سب کو مار لوں گا زہرہ نے بہ مجبور سی منظور کیا عمر و نے کہا کہ میں فوراً سانی کر  
کر کے اپنا کام کر لوں گا مگر اورنگ کو جوش محبت ہو جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد  
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ایو نسیم میں بھی جا کر سنون کہ اعظم کیا باتیں  
کر رہا ہو یہ کہے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمر و سکھا رہا ہو زہرہ کہتی ہو کہ بھیا  
میں یہی کہو گی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ ایو  
نسیم تم نے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دماغہ و شمشیر ہو ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے  
خواجہ لکڑے کو سمجھا کہ جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ایو اعظم قریب آؤ کہو کیا عمر و



ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ او شہر یار وہ تو خود آپ پر نائل ہو تیغ ابرو کی گھائل ہو اور رنگ  
 نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُٹ گیا زمین  
 نے پانوں بھام لیے کہا کہ کیوں او سار بان زادے تو نے ہماری جالا کی دیکھی کہ سمجھنے سب  
 تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جقدہ شاہزادیاں محفل میں موجود  
 تھیں سب کے ہوش اُٹ گئے کہا کہ او اور رنگ تنے بڑا کام کیا اور رنگ نے کہا جب  
 اسے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا حسد و اند  
 ہفت پیکر نے فوب بچایا اور نسیم اسکو لہجاؤ اپنے باغ میں جا کر قید کرو میں قدرت سے  
 عرض کرونگا کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کر دن معشوق کے واسطے  
 پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درمیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں  
 پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی  
 کئی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ  
 میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اور رنگ  
 میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم ہوئے ایک کنیز کو الگ لہجا کر بہوش  
 کیا اسی کی شکل بنکر ان سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہنچی کہا اسکو  
 لہجا کر قید کرو اس ظالم نے اور رنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا انھوں نے بڑی  
 تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو میں اسکو قتل کروں  
 اسکا قید کرنا بہترین نہیں ایسا نہ کہ اسکا کوئی شاگرد اس طرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجا لے حضور  
 مجھے بڑا خوف ہے یہ کہ کچھ خیر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے لالہ عذار میں تیرے مطلب  
 کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہو آفت برپا ہو جاوے گی قدرت کے پاس نہ گیا ہے  
 وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ  
 سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہکودہا کرے فوجھوٹو اور اس محفل کو بوٹو برق  
 حیران ہو کر رہ جائے نہ کس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھ کر آواز دی  
 کہ او نرگس تم اسکو لہجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو بھام لیا کسان کسان خواجہ کو

ایک مکان میں لائی اس مکان میں لاکر کہا کہ اوساربان زادے یہاں بیٹھ آب و دانہ تجھ پر  
بندر ہینگا عمر و نے کہا کہ جوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے  
کے بعد ہمارا فاتحہ کر دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہاں ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا ٹوٹو میں  
روپیہ نکالوں نرگس نے ہتھکڑیاں نکالیں عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیوں کی  
دی نرگس نے روپیے گنے کہا خواجہ اور میں سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کر لیا جو  
اس سے لے وہ لیا عمرو نے کئی پوٹلیاں روپیوں کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ  
اسمیں اشرفیاں ہیں کھیل کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھوئی بیہوشی آگئی نرگس بیہوش ہو کر  
گری خواجہ کے اسکی زبان میں سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زمیل میں رکھے کتے جاتے  
ہیں کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپیے لیکر اپنے دوپٹے میں باندھ لیے یہ سمجھی  
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اسکی زبان میں سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آب و اسکی  
صورت بنکر تیار ہوئے قید خانے میں قفل لگا با دوڑے ہوئے سامنے نسیم کے آئے کہا وہاں  
یہ تو بڑا مکار ہو میں نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اس کے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا جو قدرت اس کے  
کمر سے بچائیں نسیم نے کہا کہ او نرگس تم نے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت غیثت آ رہا ہے  
شراب کا چرچا ہو اس نشے میں اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ غدار نے کہا کہ میں بیجان  
سے شراب لاؤں نرگس نے جواب دیا کہ لالہ غدار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہو برق  
تڑپ کر میخانے میں پہونچا گلا بیان شراب کی درست کرنے لگا لا کر صحبت میں رکھیں عمرو نے  
کئی مرتبہ کہا کہ لالہ غدار تمکو بڑی خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جانے کو  
آرام آئے برق نے گلابان رکھیں خواجہ نے فرجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور  
ساتی گری کروں یہ کہکرام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کیزین پین نسیم جام کو پی گئی  
ابو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے میں سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے  
کے جوش میں کہا کہ لودھا وند ہفت ہیک آئے ہیں عمرو نے کہا کہ انکی ابھی ٹانگ لیجیے  
نسیم بلبل کر اٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب فاضلین اپنے اپنے  
مقام سے لینا لینا لکھڑا تھیں گر کر بیہوش ہو میں عمرو نے اپنے نام کا لغزہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کر کے اٹھا خواجہ بنے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے میں برق لوٹنے لگا کئی کنیزوں کے کڑے چھڑے اتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے جوڑے دیکھا تو نے میں خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزوں پر گرتا ہو کبھی جھلا اتار لیا کبھی انگوٹھی اتاری لاکھ خواجہ مارتے ہیں برق نہیں مانتا گھسا جاتا ہو عمرو نے کہا کہ اسو برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہو ان کنیزوں کو صحبت اور رنگ میں لیچو کنیزوں کو ہوشیار کیا کنیزوں نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہلکو بھی قتل کر ڈالیں لاشے دیکھ کر خائف ہوئیں خواجہ شکل نسیم بنے برق شکل لالہ عذار چند کنیزوں کو ساتھ لیا کہا کہ ہلکو صحبت اور رنگ میں لیچو یہاں اور رنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت میں بلاتا ہو عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہو مگر زہرہ کا وہ ہی کلام ہو کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر لاشہ نہ لگانا اگر لاشہ لگا بیگا تو بہتہ بچنا بیگا کہ دیکھا نسیم تخت اڑائے ہوئے آتی ہیں جیسے ہی نسیم پہنچی اور رنگ نے پوچھا کہ اسو نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہوں عمرو کو ایسی تکلیفیں پہنچائیں کہ شب کو قید خانے میں مر گیا میں نے ابھی لاشہ اُسکا نہیں پھینکا کہے تو لاشہ منگو اؤن اور رنگ نے کہا کہ میں لاشہ دیکھ کر کیا کرونگا تم نے تو اسے قتل نہیں کیا میں قدرت کو لکھ بھیجو نگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یسٹنکر اور رنگ نے کہا کہ اسو نسیم کیا خاک جشن کروں نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو میں آپ کے پہلو میں بیٹھوں میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہو کہ اسکو رشاک ہوا وراپکا وصل قبول کرے اور رنگ نے کہا کہ اسو نسیم بات تو خوب کہی یقین ہو کہ رشاک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ اسو لالہ عذار میخانے میں جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ میں پہنچا شراب میں بیہوشی ملائی گلابان درست کر کے لایا لاکر محفل میں رخصت خواجہ شکل نسیم بن گیا کہ اسے اور رنگ آج بڑی خوشی ہو گویا مسلمانوں کی مکر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاران کر گیا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا سنگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو میں اور رنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہو اور رنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو میں بیٹھیں ہوا بندھ گئی۔

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں ہلکے پہلو میں بچھائیں اور رنگ  
 کوٹھکا۔ دیکھا اسنے زہرہ تو اسی طرح سر جھٹکائے بیٹھی بسے اور لالہ غذا رہی نہتی ہو برق نے  
 جام بھر کر اور رنگ کو دیا اور رنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بکرا اڑ گئی جام ٹوٹا اور رنگ نے  
 کہا کہ ارے تو کون ہو برق نے نیچے مارا اور رنگ نے سحر کیا کہ خنجر اتھ سے برق کے گرا  
 رنگ دروغن بھی جہرے کا اڑ گیا دیکھا برق عیار ہو خواجہ بشکل نسیم میں خنجر لیکر اٹھ کتے  
 ہوئے کہ یہ ظالم یہاں کیونکر آیا ارے تھلا کہ میری کنیز کو کیا کیا اے بادشاہ میں اسے قتل کروں وہ  
 میری بڑائی کنیز جو اسکو اسنے کیا کیا یہ کہہ کر رونے لگے اسقدر رونے کہ بچکی لگ گئی اور رنگ  
 نے اشک نسیم کے پاک بکے کہا کہ اے نسیم میں لالہ غذا کو تلاش کر دو گنا حمال ہو اسکی کہ نہ بتائے  
 اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھ کو شک ہو امین نے سحر کر دیا عمر و نے کہا کہ مجھ کو غوث  
 آتا ہو یہ پتلے جو آپ کے گلے میں پڑے ہیں انکو اتار ڈالے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے  
 برائی کون یہ کہنے بازوؤں پر سے اور رنگ کے خواجہ نے پتلے کو ہلے وہ پتلے جسم سے دور  
 نہ ہوتے تھے جب اور رنگ نے کہا کہ اے پتلے ہاں سامری تم الگ بیٹھو جو غوث تھا وہ نکل گیا  
 اب عمر و نے جام لبریز کر کے اور رنگ کو دیا اور رنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لبوں سے  
 لگا کر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقرہ کروں کہ یہ اپنے  
 مقام سے اٹھے اور گر کر بیہوش ہوا نکھین تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اٹھنے کی دیر ہو سرنگ  
 آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر ہو نچا اور رنگ نے نشے میں کہا کہ اے سرنگ  
 کہاں تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ شکار میں تھا وہاں جو آپ کا خیال کیا دل  
 دھڑکا میں نے سحر کیا اس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہو اور رنگ  
 نے کہا کہ برق بشکل لالہ غذا آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں ہو عمر و  
 نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ بے صاحب تم بھی شراب  
 پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ لبون بازو پر اسکے پتلے فولادی بندھا تھا اسنے سر  
 ہلا یا سرنگ نے کہا کہ اے نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہہ کر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ  
 بتلا یہ کیا واقعہ ہو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمر و عیار ہو جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور نگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ کہتے تھے کہ اسی شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہیں معلوم نسیم بر کیا معرکہ گذرا کہ اس کی شکل پر یہ آیا اس کیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد عیاری کرنے کو موجود ہونے پر کستی شراب پلائے دیتا ہے سرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا برق بنایا ہوا قدرت کا حیب سے نکالا اُس میں نوشقہ پایا کہ شہنشاہ اور نگ پر کوئی اُفتاد پڑا چاہتی ہو میں بقرار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زاوہ بلا چکا تھا اب جاہتا تھا کہ اٹھیں تو بیہوش ہوں ملک نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو برق سامنے گرفتار ہوئے بقرار ہو کر رو رہی ہیں کہ اسی فلک مجھے اس بلا میں بھنسا یا ایسے جلیل سے جھوٹ کر ایسے کے قبضے میں پہنچا یا کہ جسکی صورت دیکھ کر خوف آتا ہے اسی کریم ورحیم اب جلد نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کر لے اور نگ نے سرنگ سے کہا کہ اب کہو کیا صلاح ہے سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلے میدان غوثی کی تیاری ہو ان استاد و شاگرد کو قتل کیجے سرنگ خدمت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح مسکو بہ نہائی سرنگ نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ کی یہی دستگیری کرتا ہے بلاے روزگار ہو ان اُن ساحر و ن کو اسے مارا کہ جکا شل و نظیر نہیں اب قدرت ہفت پیکر پر سر اسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ قاعدے میں جو کائنات لکھ گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی سیفا و گنڈر جکی بعض نے لکھا ہے کہ سال آخر طلسم ہے اب وہ سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اور نگ نے اسی وقت حکم دیا میرا بلغ میدان غوثی کی تیاری ہونے لگی دارین استاد ہوئیں جلا و موجود ہوئے اور نگ و سرنگ عمرو و برق کو لیکر نکلے جلا دون سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو وار پر پہنچ دو جلا دون نے پاؤں میں عمرو و برق کے زنجیرین باندھیں ملک نہایت بیتاب ہیں کہ عمرو و برق دارین لٹکائے گئے اور نگ نے تروکان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کما نین لیکر کھڑے ہوئے عمرو و برق نے اپنے فانی سے رجوع کی کہ اسی کریم ورحیم فضل اپنا شریک کر شانہ زادی

اہل اسلام قبضے میں کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بقیہ راہ  
 ہو کے دعا کی خیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا صحرا سے گرد آؤی دیکھا سب نے کہ علماہے  
 زرنگار کے پھر سرے کھلے ہوئے لشکر ساحران وغیرہ ساحران بڑے تجل سے آتا ہو خواجہ عمرو  
 نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرد ہفت جوش زیب جسم  
 تیغ ہفت جو ہر کر سے لگا ہوا حملال ایسا ساحر کا ب پر ہاتھ رکھے ہوئے رواروی  
 کرنے ہوئے آتے ہیں حملال کی نگاہ چڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہیں اور نگ تیر  
 کو بحر کمان سے رہا کیا جاتا ہے حملال نے زانو بنا بیٹ کر کہا کہ اسی شہر یا رگھوڑا جلد  
 بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا جاتے ہیں یہ کیلے تڑپا برق بجے آسمان پر پہونچا  
 وہاں سے تڑپ کے دار برگرا دار کو قتل کر کے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغ ہفت جو ہر  
 کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے پہلے حملہ میں گئی سو ساحرون کو مارا اب اور نگ سنبھلا اپنے  
 جو دیکھا کہ حملال نے ستھرا ڈکڑ دیا حملال کو لاکھا را کہ او حملال کیون قضا و سنگیر ہو گیا  
 جھکو تو نہیں جانتا زمین ہلا دو نگا سامنے سے ہٹ جا حملال نے گولہ مارا اور نگ نے  
 گولہ روک لیا وہ ہی گولہ بھینک مارا حملال نے ہر خید روکا مگر گولہ نہڑکا قریب آ کے  
 بھٹا اس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ حملال کا نشانہ ہوا حملال زخمی ہو کے  
 ہٹا رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوا  
 آخر سرنگ نے تلوار پھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اس کی تیغ ہفت جو ہر  
 پر رد کی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغ جو چمکا یا سرنگ کو آئینہ شمشیر میں جلوہ  
 عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرا یا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے  
 کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بحر کمان میں پیوست کر کے سینہ پر کینہ سرنگ کا تاکا  
 تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا  
 ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اور نگ گھبرا گیا مگر اپنے سحر پہ سکو بڑا ناز ہو ساتھ کے  
 ساحر غل مچاتے ہیں کہ حضور اس جوان پر سحر تاخیر نہیں کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب  
 سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جت کر کے نفس ملک زہرہ کا اٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی اور نگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اوی جان جہاں  
نظرون سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہوں گا۔ نظم

اُسے غیر آگے بھڑکاتے ہیں اپنا نام کرتے ہیں رسائی اُسکے کیسے رساتگ غیر ممکن ہو نہ کیسو چھونے دیتے ہیں رخ کا بوسہ دیتے ہیں نہیں دیکھا ہو تجھسا دوسرا وحشی مزاج اتنا بہنے پھرتے ہیں عاشق معرکوں میں مٹھ جاتے ہیں	کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں وہ سودائی ہیں جیسے خیال خام کرتے ہیں یونہی اک عمر گزری ہو کہ صبح شام کرتے ہیں جو تھک دوام میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں عبث اوی رنار نام عشق کو بدنام کرتے ہیں
---	--

اور نگ اس قدر بے قرار ہوا کہ پکار کر آواز دی اوی رستم مجھے جان دینا منظور ہو بلاؤ کہ معشوقہ کا  
قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا بڑا ماتھ تلوار کا مارا رستم پلٹنے لے تیغہ ہفت چوہر  
پر روکا اور نگ برس بڑا آگ بر سائی تلوارین گرائیں خنجر چمکائے مگر رستم پر تاخیر  
نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہلکھ ماتھ مارا کہ اور نگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی  
اور نگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک ہلڈا ہا اسکی لاش سے کچھ زاع و زغن  
پیدا ہوئے آوازیں دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے  
آوازیں آئی کہ کشتی مرانام من اور نگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رکھتے تھے  
اُنکو حملال نے گھیر لیا وہ سب بطبع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ  
کو لوٹ لیا جھت پر دے تاک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا  
کہا کہ اوی فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحراے محیط کا پتہ ملا ہے وہاں سے بیج کا پیلیگا  
آجکا آنا کس طور پر ہوا اگر قتاری کا کیا باعث ہوا عمر و نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ  
بارگاہ میں چلے والدہ ماجدہ کو نکالے میں بھی زیارت سے مشرف ہوں خواجہ نے کہا کہ  
عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بہت بے قرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہنچاؤں ایسا  
ہو کہ بے قراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہو کہ امیر کو گرفتار کر دین آج  
یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استادا کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو سند  
پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلا میں لین



دعا سے جان دراز دی خواجہ نے اب زہرہ کو ہمیشہ کیا پھیل میں رکھ لیا برقی کو ساتھ لیکر طرٹ لشکر امیر کے چلے رستم اسی وقت لشکر کو تیار کر کے تدارک میں صحرا سے محیط میں روانہ ہوئے عمر و نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی طاہرہ جس مقام پر اترتے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تدارک میں صحرا سے محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر پتھر بر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پاس امیر کے پہونچے ارکان فیل و رنے جو خبر شنئی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا بیتہ ملا عمر و نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوئے آتا تھا راہ میں قرض خواہ ملائے ملکہ ہر کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤں صاحبقران دارکان سے عمر و نے مبلغ خیر لیے تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جائین گے ہمیں جانا واجب و لازم ہو نہیں معلوم لندھور نے لے کیا آفت برپا کی ہو وہ اسی طرح بگڑا ہوا ہو اس سے کون مقابلہ کرے گا زور و طاقت میں اسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمر و طرف لشکر کے چلے یہاں لندھور نے بعد دو مہینے کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کتا ہو کیونکر آقا سے سامنا کرے کیسا صاحبقران سے حجاب ہو گا جب امیر پوچھیں گے کہ تھے ہمارا سر حرمین مقرر کیا میں تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہوں انکو کہا جواب دوں گا کہ یکا یک آسمان پر برقی جھلکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ اے دارا سے ہندسرا مع حسین شعبدہ گرام ہو میں ہوں حسین شعبدہ باز کی اُنھوں نے فرمایا تھا کہ اگر موت بھگوانہ چھوڑے تو بوا میں حسین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب بلانا یہ کہ کے میں حسین نے گلابی اُنھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیامہ حسین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر  
کہا کہ میں حسین بھاری بہن کے مقدر میں وصل تم سے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا  
مگر تم سے جو عہد کرتا ہوں اسکو فوراً پورا کرو نگاہ میں حسین تو رخصت ہو گئی چلتے چلتے عہد  
واثق لیا اور کہ گئی کہ اسی دارا کے ہند میں باغ میں اپنے نکو بلاؤنگی وہاں جلسہ  
آراستہ ہو گا مگر جو وعدہ کیا ہو اس میں جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے  
مہ حسین جام تو بلا ہی چکی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ حسین  
کے لندھور کی بقراری بڑھی دارا اب سے کہا کہ دریافت تو کر کہ امیر لشکر میں آئے نہیں  
آئے دارا اب بصورت مبدل اس وقت لشکر امیر میں پہنچا کہ مالک و بہرام وغیرہ  
تیاران استقبال امیر کی کر رہے ہیں تمام لشکر میں بھی جرجا ہو کہ کل آقا لشکر میں آجائینگے  
دارا اب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اسی دارا کے ہند برق خبر لگا آیا ہو کہ امیر آئے  
ہیں چند سردار براے استقبال امیر گئے ہیں لندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی  
بجے ہر کارے لشکر اسلام کے خبریں لیکر بارگاہ شاہی میں آئے قاسم تیاری چلے  
گئے کر رہے ہیں کہ ہر کاروں نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے  
لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہیں معلوم یہ ہندی بھر کبھی ملکر امی کا نام نہ لے لے اپنے  
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوار بن مارو نگاہ یہ ہندی بھر کبھی ملکر امی کا نام نہ لے لے اپنے  
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی بجا دو نون لشکر تیاران ہونے لگے  
چار پہرات گزر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر  
لٹکایا نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغہ ضیا حائل کر کے توسن افق پر جلوہ فرما  
ہوا لندھور بصد ہر و غضب سوار ہو کر میدان میں آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر  
میدان میں پہنچے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کڑا لکڑھٹے لندھور  
نے ہاتھی میدان میں نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہاں ہیں مقابلے میں میرے نہیں آتے  
اپنے کو چھپایا ہو یا تو کوئی میرے مقابلے میں آئے نہیں تو میں خود آتا ہوں قاسم نے  
قصہ کیا کہ مرکب نکالوں لندھور سلحشوری کر رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مگر بڑھا کر سامنے نہ دھور کے  
آیا کہا کہ کیوں اول نہ دھور تھے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں نکلے امیر کو پکار  
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ نہ دھور نے نیزہ ارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی  
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب بڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکھا  
ہن ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھوں میں قائم  
نے بڑھکے امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھکے ہر تہہ صاحب قرانی کھڑے ہوئے  
دیکھا نقابدار نے لڑنے لڑنے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آکھ بڑھ  
فیل نہ دھور کے بارہ یا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے جنج کھا یا نقابدار نے بڑھکے  
نیزہ نہ دھور کا قلم کیا نہ دھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہن نقابدار نے فوراً پشت پر  
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر نہ دھور زخمی ہوا نہ دھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار  
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ نہ دھور فوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر  
لندھور کے رکھ دی امیر بقیہ رہا ہو کر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار نے  
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا نہ دھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ نہ دھور کے سر سے فون جاری ہوا  
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا نہ دھور کے ملازموں نے آکر نہ دھور کو اٹھایا  
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخم دوزی ہو رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی نہ دھور زمین پر پڑے  
عجب رہے تھے ہر چند کہ زخم دار ہن مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہن کہ مہ جبین کا  
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای داراے ہند تمھارے زخمی ہونے کی محکو خبر ملی میں  
تمھاری عبادت کو نائی ہوں نہ دھور نے کہا کہ ای ملکہ عالم اب امیر آگئے ہن سر میدان  
آنکو ٹوکوں گا پہلے ہی مقابلے میں تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر پلٹ کر دوبار گاہ  
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے نہ دھور کو زخمی کر گیا ذرا جا  
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں نہ دھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار  
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ براے خبر بارگاہ نہ دھور  
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہن بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو بلایا اور کہا کہ میں رغبت ہوتی ہوں عمر و اسکے پیچھے چلے  
تخت بلندی پر جانا ہو خواجہ زرتخت جلتے ہیں صحرا میں ایک قصر تھا اس میں ہوتا تھا  
اتری عمر و نے گرد قصر حجب مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمر و نے اسے بیہوش کیا  
اسکو کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل پر اندر قصر کے آئے دیکھا جب حسین مسند پر بیٹھی  
ہو گرد کنیزین بیٹھی ہیں یہی ذکر کر رہی ہو کہ اب امیر آگے لندھور اسے لڑ گیا پہلے ہی  
مقابلے میں خاتمہ کر دیا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتیں سن رہے ہیں مگر حیران ہیں  
کہ جس کنیز کو میں نے بیہوش کیا اور اسکی صورت بنا ہوں نہیں معلوم اسکا نام کیا ہو کہ ایک  
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ ادھی غنچہ وہیں بات کا جواب نہیں دیتی خواجہ نے  
ہنس کر کہا کہ میں بی بی کی باتیں سن رہی ہوں خداوند ہفت پیکر انکے ارادے کو پورا  
کروں مگر مجھ میں کیا یہ حال ہو کہ دسدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہو اسے دیکھ کر کھڑی بیٹھاتی  
ہو کبھی ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہو عمر و نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں او ملکہ عالم کیا انتشار ہو  
یہ سنکر مجھ میں نے کہا کہ او غنچہ وہیں کیا بیان کروں خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب  
لاکھی ہو اس میں حال آئندہ و گزشتہ ترقیم کیا ہو اسی کا ورق میں نے نکال لیا ہو خیال  
کرتی ہوں تو معلوم ہوتا ہو کہ یہ ارادہ میرا پورا ہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے  
نہیں ہو میں اب سحر کر ونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہیں کہ سامنے حسین  
کے گاؤں اسکو اپنی جانب متوجہ کروں مگر کوئی محل نہیں پاتے حسین اپنی فکر میں ہو چلے  
آراستہ نہیں کرتی خواجہ حیران ہیں کہ کیا کروں کیونکر موقع پاؤں مگر حسین کے ساتھ ہر وقت  
موجود رہے ہیں لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوئے پھر طبل جلی بجوایا  
امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہو فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو  
بچیں کا میرا رفیق ہو نہیں معلوم کیا افتاد بڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہو لیکن امیر  
نے بھی طبل جلی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر  
میدان میں آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہو جا رہا ہو کہ میدان میں نکلون  
امیر کو پکاروں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من کینڈے

برسوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ فوج میدان میں آکر  
 پہنچا سلطنتی کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منہم اخطائے زرین رخس  
 فرستادہ خداوند ہفت بیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤ اور دوسرے  
 یہ کہ تو میرا حریف ہو میری سنگت ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے میں کو بج کر کے اپنے  
 ملک سے آیا قلعہ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ  
 اوارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے فوت  
 سے رستم و اسفندیار نے کفن میں منہ چھپا یا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے میں نہیں  
 آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب میں نے  
 اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو  
 کہ تو نے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا میں آگے فیصلہ کر دیتا لا شون سے میدان بھر دیتا یہ  
 کہ کے میدان میں آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیوقوفانہ  
 ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہو  
 اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعہ سلامت نگار وہ مقام خابرخستان ہو کہ بڑے  
 بڑے پہلوان وہاں رہتے تھے ان سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عہداری ہو امیر نے کہا  
 یہ دیوانہ ہو دماغ میں غور بھرا ہو جب مقابلہ بڑا کچھ حال کھل جائیگا یہ کہ کے امیر نے  
 اشقر نکالا اشقر اٹھا کر سامنے اخطا کے آئے اخطائے جو چال بیشال صاحبقران کو  
 دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھا کہ آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤں پر تمام دنیا میں ٹیکہ  
 ڈال دیا پہلوانان عالم اپنی صحبت میں تیرا ذکر کرتے ہیں کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہیں  
 ہو مگر ہم ایسوں سے مقابلہ نہ بڑا ہو گا کبھی کتا ہو کہ حربے تو کر لیجے امیر نے فرار کیا ہنسا  
 یہ دستور نہیں جب تیرے حربوں سے پروردگار بچا یہ گات میں بھی حربہ کرونگا اخطا چھوڑ  
 مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سان بر لیا آپس میں  
 نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکر مٹا شاد دیکھ رہے ہیں امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھا  
 اور گانٹھ کر تھوڑے مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے کھل گیا اخطا شل ابر کے گڑا گڑا یا قبضے پر

ڈالا خبردار خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا میر نے چوٹیں اُسکی خالی دین آخر میں خطا  
نے کرتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا خطا تو اپنے زور کے گھٹن میں  
ٹھا ہی لیٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُترے امیر گھوڑے سے کودے اٹھا گھینٹے سے  
اُترا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ خطا چھایا ہوا ہے امیر ہنوں سیر  
اسکے زور کو روک رہے ہیں جہاں پکڑ لاتے ہیں خطا کو عاجز کر دیتے ہیں وہ جار گھٹتے ہیں  
دیتے ہیں کہ خطا عاجز ہو جاتا ہے جہاں برا خطا امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر شل برق کے چمک کر  
کل جاتے ہیں دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ فلعہ  
مغرب میں جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ذوابت و سیارگان سریر نیلگون فلک پر  
بلوہ فرمایا ہوا خطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھے خوب ارے حقیقت میں جیسا  
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجئے کل بھر اگر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ  
ہستور نہیں روشنی کو حکم دو بدوں غالب یا مغلوب نہیں بلوٹو گا خطا نے کہا کہ میں رات کو  
نہیں لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدوں زبرد و اسیں انوٹا آج میں نے امتحان کر لیا وہی ہیں  
زیر کر لوٹا ہر چند امیر نے ہوکا مگر خطا گھینٹے پر سوار ہو کر طر اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا  
آخر امیر بھی ناچار ہو کر چلے آئے بارگاہ میں بیٹھے مگر خطا نے اگر پھر طبل جنگی بجوایا اور  
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ اولندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے  
یہ کہہ اٹھے کہ میں برائے ملاقات خطا جاتا ہوں یہ کہہ اپنے لشکر سے ٹکے لشکر خطا  
میں آئے خطا دربار گاہ پر کھڑا ٹل رہا ہوا لندھور سے بڑھ کر بغلیگر ہوا اور لیکر بارگاہ  
میں آیا اپنے پہلو میں جگہ دی کہا کہ اے داراے ہند میں نے سنا ہے کہ تم سر صاحبقران  
کے خواہاں ہو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب امیر کو گرفتار کر دوں گا تو تمہارے سپرد کروں گا  
یہ کہہ ایک بارگاہ علیحدہ استناد کرائی اس میں لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے  
آرام کیا تو اسے عیار سے کہا کہ اے ہنگ صبارو میں سب کے ظاہر میں یہی کہتا ہوں کہ  
حمزہ کو زیر کر لوں گا مگر قسم کھاتا ہوں کہ نصف ملک و مال تجھ کو دوں گا میں نے حمزہ کو کسی  
فن میں کم نہیں پایا تو جا کر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر میں حمزہ سے سمجھ لوں گا

اور اگر بن پڑا تو میں لیکر معشوقہ کو جلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہوں اور ملکہ کو لاتا ہوں باب بھی اسکا بیان ہو جلنے آنے میں جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہو ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ لکھا نہنگ نے بانٹا سے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا یہ رات سے زیادہ نہیں آنے پائی تھی کہ یہ قلعہ ارکانہ میں پہونچا جس دن سے میر گئے ہیں ملکہ زہرہ بقرار رہتی ہیں اور بیرون قلعہ ارکانہ اپنے بلع میں رہتی ہیں رات بھر بقرار بیان دن بھر اشکبار بیان کبھی بقرار ہو کر پکارا کہ اے فلک کج رفتار دای گردون غدار یہ کیا کج روی ہو جو تو نے کی۔ لفظ نہ

رخ سے پردہ اٹھا دیا کئے	ملکہ حق و کھادیا کئے	شعاع رخ دکھا دیا کئے
سر سے پہنک جلا دیا کئے	اشک کی طرح اٹھ نہیں سکتا	ہون لطر سے گرا دیا کئے
ماز و غمزہ سے تونہ تھا آگاہ	چار دن میں پڑھا دیا کئے	کسے صدقے میں مرجہ پایا
یہ شرف اوہما دیا کئے	اٹھ نہیں سکتا مثل نقش فریم	خاک میں ہون ملا دیا کئے
شب کو بی کر شراب سستی میں	پردہ شرم اٹھا دیا کئے	بھی کہ کہ کے رند و زنا ہون
آنکھیں بھونجکا دیا کئے	جب کینزون نے بہت سمجھا رکھی دن گذرے کہ سوئی تھیں	

پلنگ پر جو کپٹین کینزون نے پیر دبا لے پنکھیاں بچہ ہون کی جھلپیں ملکہ سو گئیں اور یہ نہ جانتی تھیں کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہو نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہو ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہو باتیں بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلاں کے مکان سے آئی ہوں محلدار نے کہا کہ باغ میں جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہیں جلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آباؤ اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھیں خواہیں بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھیں ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئیں نہنگ برابر چھپر کھٹکے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کو دیکھا تھوڑی دیر کے بعد کینزون کی آنکھ کھلی باغ میں ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ لازمون کو خبر پہونچی پڑا نا چو بدرا کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے



ساتھ والوں سے کہا کہ یہ فتور خطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی میرے لوگوں پر خطا ہونے کے ایک شتر سوار رات ہی کو روانہ ہوا یہاں خطا اشتغال میں عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ میں اپنی بیٹھ کر رات بسر کی کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا کہ ننگ آکر پہنچا پہلو میں بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار سے کہا کہ اس خیمے میں ملکہ کو اتارو ننگ نے اس خیمے میں لا کر ملکہ کو اتار عیار تو باہر چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصوں کا نام لیکر یکا کر کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر دیکھا کہ خیمہ گھٹن کر گیا معرکہ ہو گیا لڑکر چار جانب دیکھ رہی ہیں کبھی دل سے کہنی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کبھی آنکھیں ملتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ اے غنچہ دہن و اے شمشاد کہاں ہو کچھ آواز میرے کان میں نہیں آتی اتنے عرصے میں خطا نے لباس فاخرہ پہنا اور ایک فراہ یہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا داڑھی کو پھکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا کہ اب سے بیٹھا کہنا کہ اے ملکہ عالم میں آپ کا غلام ہوں آپ کے باپ نے مجھ کو فراموش کیا آپ مجھ کو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منہ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ اے خطا سامنے سے بیٹھا تو نامحرم ہو میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے خطا نے بہت مسرت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منہ ڈھانپ کے رونے لگیں امیر صبح کو اٹھ کر بارگاہ میں آئے فرما رہے ہیں کہ یارو میں نے خواب پریشان بمقدمہ زہرہ دیکھا ہو خدا خیر کر کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہو امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت کر دیکھا کہ ملک سے شتر سوار آیا ہو کیا خبر لایا ہو خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکاں باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رورو کر سب حال بیان کیا ارکاں واپس ہوا سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درمیش ہوا خطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ کو مجھ و اسکا یا امیر کا یہ حال منکر چہرہ شیخ ہو گیا فرمایا کہ خطا کچھ دیوانہ ہوا ہو کہ برتاؤ فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ اے شہر یار استناد کہ گئے تھے کہ خبر میں مفصل لانا خطا بارگاہ میں ہو لندہ ہو رہے بڑا خلا ملا ہو خطا نے اپنے عیار کو بھیج کر ملکہ کو جراسکا یا بہاؤے بارگاہ میں ایک خیمہ ہی اسی میں ملکہ کو اتارا ہے اور نشین فوشاد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہو یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اٹھے اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ ایک بار گاہ خطا میں خون کا دریا بہا دوں گا یہ ملعون کیا سمجھا ہو اور لست دھور بہاری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندھور سے نا امیدی ہوئی آج اُسے بھی سمجھ لوں گا دیکھو تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر خطا کے چلے یہاں خطا بارگاہ میں بیٹھا ہو چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برقی حشر کرتا ہوا پہلے بارگاہ خطا میں پہنچاؤ اُن کنیزوں میں ملکہ خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا جیکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آئے ہیں جب امیر سوار ہو کر چلے فرما دیا خان فوراً گینڈے پر سوار ہو کر عقب میں امیر کے جلا اتبوجھلے سردار سوار ہو کر چلے ہر کاروں نے جھپٹ کر یہ خبر خطا کو پہنچائی خطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک نہ آئے پائین تین لاکھ فوج صفیں جا کر کھڑی ہوئی کہ لغزہ امیر کی آواز آئی با شہیداکو کافران سجھاؤ اور نا بکاران پڑوغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ روں گا تاہم بارگاہ خطا جاؤں گا دو پہلو انون نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھ کر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے چلے دوسری صف پر پہنچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر براہر کا فردن کو قتل رہے ہیں صف اول پر فرما دیا خان پہنچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشیں گرادیے جس مقام پر پہنچے تہلکہ ڈال دیا علم ہائے فوج قلم کیے علما رہجائے پھرتے ہیں امیر سیر کا صف پر پہنچے وہاں بھی دو افسر پہلو انون کو مارا مار کر صف پر آئے فرما دیا خان وغیرہ دوسری صف پر پہنچے نہنگا نہ لڑ رہے ہیں فوج خطا میں صدارے فرما دیا الغیاش بلند ہو نقیب لقا بہت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یا رو امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھبر لو لیکن فوج خطا کی جان پر بنی ہو سب بھگتے پھرتے ہیں گھوڑوں سے مٹھ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں ترکش بڑے ہیں تیر جو انہیں سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہو کہ دریا سے خون میں مچھلنا شنواری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہو تو معلوم ہوتا ہو کہ کچھو سے نے دریا سے مٹھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بندہ و بہت قاسم و بہرام و جمہور بھی شیر انداز رہے ہیں۔ دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں سمجھتی کہ کافروں کو قتل کرتے ہیں امیر اڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفیں نکھین انتظام سمجھو نکا قوڑا ہر صف پر پہونچے کنہی سے خون ٹپاک رہا ہو تختے فون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن فرما دیا خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہو صد ہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گئے ہائے زخم غل جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ فوف نہیں امیر اڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چار سو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب قوی تن و قوی من سپرین شمشیر بن سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ اوی پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوطیان اسکی کاٹ کر پھینک دین امیر دربار گاہ پر آئے کھوڑے سے کودے سوائے فرما دیا خان کے کوئی برابر نہیں پہونچا فرما دیا خان بھی کینڑے سے اتر آیا امیر اندر چلے گئے کہ درگہ سالار نے بڑھ کر لٹکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کاٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھ کر اٹھیں کہا کہ اوی شہر یار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آفاقی آواز شکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ اوی اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہو تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں قرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہو کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہہ کر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور بغیرہ کیا کہ اونا مرد تو لے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہو اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ اوی پہلوانو حمزہ کو مار لو چار طرف سے پہلوان امیر پر لوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھوور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہر چند

کہ امیر نے کئی بہلوان بارگاہ میں بھی مارے مگر نیزے اور قیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم  
غریب ہو گیا فوارے فون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جوت سے امیر بارگاہ خطا میں  
آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ مجین میں رنگا جا یا جب گلنے کا رنگ جم گیا تو سنہ  
مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند فواب میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما  
پاؤن سے ناچون ہاتھ سے ہٹاؤن منہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ  
کوئی قطرہ گرے ہی قدرت فرما گئے ہیں مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ اسے کلید میخانے  
کی غنجہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے میں پہنچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر  
گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلا یا مہ جبین بی گئی اور تعریفیں ہیں  
کہ اوی غنجہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہیں دیکھ سنا ہر کہ عمر و  
عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہو خواجہ جھاک جھاک کہ سلام کر رہے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں  
کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھنٹ  
پیسے مہ جبین بڑی تعریفیں کر رہی ہو کہتی ہو کہ بڑے فخر کا مقام ہو کہ میری کینز لطف کردہ  
خداوند ہفت پیکر ہوئی دور یہ کمالات تعلیم کیے یہ دن کس کو اس طلسم میں نصیب ہوا  
یہ فخر میرے واسطے ہو کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنجہ دہن  
کی دیکھو کہ دل بڑا تاثیر کر رہی ہو ہر تان میں دل پامال ہوتا ہو کیا کیا گھٹکیاں لے رہی ہو  
عمر و نے سب کو شراب پلائی کہتے جلتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اگر نظر کرڈ  
کیا مہ جبین کہتی ہو کہ اوی غنجہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لہو ہور امیر کو  
قتل کرے اور امیر ایسے مہبوت رہیں کہ اسم اعظم نہ پڑھیں اسی رنگ کا میں نے  
سحر روانہ کیا ہو جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل میں آکر بیٹھے مہ جبین نے  
فرمایش کی کہ اوی غنجہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمر و نے  
بیچ میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی لفظ نم

مارا ہوا ہوں اک بت حشی مثال کا	تربت پہ ہو چراغ کو چشم غزال کا
خط نکلے پر صفائح پر نور کی کہان	شہرہ ہو عارفی ترے فحش و جلال کا

کس کس پری کی شکل سے دل نقش ہو  
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار  
چشمک زنی کوین نہ کہین ز نادر سب جوان  
رکھتا ہوں میں بغل میں مرتع خیال کا  
سوسن کا پھول بگیا دیدہ غزال کا  
پیری میں عشق فوب نہیں خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر سے اٹھی کہا کہ او عجیب دہن قدرت آئے ہیں اور کہا یا خدا  
لندھو کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دارم یہ میں نے بچایا ہو کہ لندھو راتھ پھر یہی یاد  
میں رہتا ہو صدات فراق سہتا ہو اب آج حمزہ کو قتل کر گا دل میں چونکہ مزاحیرا ہو  
گت ناجتی ہوئی اٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب گنیزین  
اپنے مقام سے اٹھیں اور گریں گے کہ بیہوش ہو میں اتو عمر و نے اپنے نام کا نعرہ کر کے پہلے  
مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمر و نے مہ جبین کو قتل کیا وہاں لندھو راتھ بارگاہ میں بیٹھا تھا  
زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا کیا یک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ اٹھ کر  
امیر پر سینہ سپر ہوں آفا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ  
امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبر دار خبر دار کہ کے ہاتھ مارا امیر  
کے تا دو ابرو تیغ پہونچا امیر نے دستا مارا لیکن مکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے  
تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمر و جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر میں اُس وقت آیا کہ امیر  
در بار میں اخطا کے لڑ رہے ہیں عمر و سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو  
جرا منگوایا اُس غصے میں امیر بارگاہ اخطا میں گئے ہیں عمر و جست و خیز کرتا ہوا جلوہ لکھا  
کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہو تمام سردار لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمر و جست  
کر کے بارگاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہو پشت پر ملکہ  
زہرہ سوار ہیں خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اتار لون اشقر نے رو کر زبان جٹی میں کہا کہ جا کر آقا  
کی خبر لو بارگاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمر و اُس وقت پہونچا کہ امیر چیخ کھا کر  
گرے بین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے  
رکھا اُس وقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت جہرے سے ظاہر تھی لندھو  
کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہیں اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی میں کہتا ہوں کہ اگر لندھور ایسا سم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوں اور عاشق بیٹھے بیٹھے  
 دیکھے اسی محبت میں لندھور اٹھا اٹھا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہے لندھور  
 نے قریب خطا کے پہونچکر ایک لٹا خطا کو ماری کہ خطا منٹھ کے بھل زمین پر گرے اور  
 لغرہ کیا کہ باشب۔ اے کا فزان سجھا دے نا بکاران پیر و غاسم عاشق جہاں صاحبقران  
 لغرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہنہ رستان + اگر نام نیندانی منہ لندھور  
 بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا خطا نے آواز دی کہ یار و لندھور  
 کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہے ہتھیار لگا کر  
 مار کر گرا دوا سنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی میں تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرنا تھا  
 خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا سمنے تو اس کے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار  
 کو تکلیف دی اور یہ پھرا اپنے آقا کا دوست ہوا چار طرت سے اس قدر تلوارین بڑین  
 اور خطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرت سے  
 لندھور پر کا فروں کا بلوہ ہو صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ لندھور مجھ پر جان نثاری  
 کر رہا ہے اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کہ اے آقا کے نام مارو اے مولا سے قدر شناس آپ کے  
 بعد زندگی بیکار ہو قدموں پر آپ کے میرا دم کھلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم  
 عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت بڑین آنکھوں کے نیچے اندھیرا لہ قلب  
 پھرایا جبرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے  
 سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمر و بہونجا خطا چلا کہ لندھور اور امیر کا  
 سر کاٹ لیا عمر و اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پر سے بین تلوار اٹھ سے  
 جھوٹ گئی ہے اور لندھور کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار و منہ ہاتھ صاحبقران کے  
 سینے پر عمر و سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہے عمر و نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر  
 کاٹوں کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمر و یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم بچو زندہ  
 نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تم نے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہو کر  
 وہ بھی گرا ہے عمر و نے خطا پر پھر مارا خطا نے پھر روکا اپنے کو بچایا عمر و نے پکار کر

آواز دی کہ اوس سرداران ہمتن دی جوانان مفت شکن جلد دوڑو آقا بہوش پڑے ہین  
دشمن قتل کیا جاستے ہین جلد آکر بچاؤ جلو خانہ بارگاہ میں فرما دخان لڑتا تھا عمر و  
کی آواز شکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھوڑ پڑا اور تلوار ہاتھ میں بڑھا  
کہ باپ کا سر کاٹ لون عمر و نے آواز دی کہ اوس فرما دخان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہو  
لندھوڑ نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تب فرما دخان  
گردن لندھوڑ امیر کے پھرنے لگا کئی ہیلوان فرما دخان نے مارے پہلو پر آکر اخطا لے  
گر زمارا کہ سر فرما دخان کا بھٹ گیا جھج کھا کر گرا سو قت مالک و جھوڑ و فر آخر ز غیبہ  
چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمر و تیون زخمیوں کے گرد پھر  
رہا ہو اور شیرازہ جنگ کر رہا ہو سرداروں نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان  
فیل میمونہ کو لیکر آئے سرداروں نے ہمدی امیر و لندھوڑ و فرما دخان کو گود میں  
اٹھایا ہو دے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمر و نے ہاتھی کو ارشیون پر بڑا دے سپرد کیا کہ  
یہ لندھوڑ کا چھوٹا بیٹا ہو ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان  
لڑتا ہوا ہاتھی کو بیچا قاسم و بدیع بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو  
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان  
لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لے جاتے ہین بارگاہ جو گری  
کئی سو کا فرد بے اخطا کو دکر باہر آیا کینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل سلام  
کو مارو اس وقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چاک رہی تھی  
مگر عمر و کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہو دیکھ رہا ہو کہ سرداران ہندوستان  
انتہا کے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بجا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے  
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاٹون کے نیچے تل ڈالا عمر و اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر  
کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہو زہرہ نے بکار کر  
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہاں تک لایا اب نکال کر بچا بیگا مگر عمر و  
سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے



دیکھوں کون وقت ہو کہ بھر جلال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہو عمر و نے جواب دیا کہ اوی ملک عالم خدا تمہارے راج و شہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو عمر و نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے گہا کہ بار و جس طرح ہو سکے اشقر کو تائب لشکر ہو بچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو کسی بشت پر سوار کر کے اُس کے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب و فادار ایسے ہونے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا مگر ناموس امیر کو بچا یا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہو اور اب بھی لڑ رہا ہو بشت تک کسی کا حربہ نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے جھٹھے ہلے آتش بازی نکالے دانستے ہوئے اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو بدیع لڑتے ہوئے قریب خطا کے پہونچے دیکھا کہ خطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان لڑکار کر خطا پر جا پڑے خطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا۔

۴ بجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی ٹپ کر کر خطا کے دو ٹکڑے ہوئے خطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج خطا بھاگی بدیع الزمان نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش خطا کی اُٹھائی لیکن بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے سرداران امیر بہ فتح و فیروز ی پٹے بارگاہین خیمے کافروں کے ٹوٹے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اہل امیر کو فرزند ان امیر نے اُناراجب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخمدوزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دلیا فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخمدوزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لاف ہوں کہ مجکو قتل کیجئے مجھ سے بڑی منگھرا می ہوئی عمر و نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر نے کہا کہ اوی لندھور تم سحر میں مبتلا تھے تمہاری خطا نہ تھی فواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم خطا کو لات نہ مار دیتے تو اُس نے میرا خاتمہ کر دیا تھا خنجر گلے پر بھیرا چاہتا تھا تم نے وہ جاننا دہی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب دفع ہوا زخمدوزی

کراؤں امیر زخم دوزی کرا کے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور چور پشت پر لکھ زہرہ شیعہ بھر  
 رہا ہو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا میر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے  
 پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکرۃ امیر کو کیا صاحبقران  
 نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کیں لکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہو میں گنتی تھیں  
 خدا سے دشمن کے ہاتھ سے بچا یا دشمن خدا نے عیار بھیج کر جڑا سنگا یا فواہان وصل تھا  
 میں نے ہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہو مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائیں  
 دے رہی ہیں بد میں نے رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا  
 کہ اب میں خوف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلا کر حکم دیا  
 خوف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر یک صاحبقران طرف کوہ بوقلمون کے چلے  
 کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کھمروستان شوکت بیان رستم پلین کہ طرف صحراے محیط کے تلاش لوح  
 چلے میں پہونجنا تا صحراے محیط باقی حالات متعاقب کوستان ہذا ساتی نامہ

<p>وہ ہوستان جلات شمار          کہ قلب جگر میں جگہ پائے عشق          وہ جنجال و عشق زلف تہان          اُسے فرط رنج دالم ہو گیا          یہ ہر خوش برائے کار نامہ رو          لکھوں چند رنگ عشق جدمین          ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا          وہاں قیس بتیاب ہو چکے ہیں          کبھی ذکر فرما دکر تاہم وہ          ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور غلام</p>	<p>کہ لکھنا ہوں رستم کی اب دہشت          پلا ساقیا جام صہباے عشق          کہ عاشق ہمیشہ بریشان ہیں          جسے عشق روئے غنم ہو گیا          صلاحین ہوں ہر ایک میخوامین          اگر تھے میں نخل چین و حدین          گین آپ خود آٹکے پھولوں کے          بہان کبک طاؤس میں چھوٹا          مری آنکھ سے ہو گئی، زندان          کیا نل نے عشق دمن آشکار</p>	<p>پلا ساقیا جام آتش نشان          کہ ہوں خوش رہبان والا تہا          عجب عشق و لغت کے سامان ہیں          کہ اس بال میں ہیں ہزاروں زندان          چل اب ساقیا آج گلزار میں          کہ بن چاندنی یا کہ نکی ہو دھوپ          ہمہ نئی بلبلوں کو بوجھن میں کیا          کہ ذخائر رنگ نغمہ ہوا          ابھی کہ ہر اک کیلے کسان          ہمیشہ ذکر شیرین ہے ہر تار و دہ</p>
---	---	---

کہو قیس لیلے کا جو یا ہوا	کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا	ہو اقیس کو عشق میں یہ کمال
کہ ہر وقت لیلے تجس و جمال	قرین قیس کے آرہی تھی نظر	اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
ان ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا	وہ باطن کی الفت سے ماہر	کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
وہ لیلی کا مزد دینا جاتے تھے	کبھی غیر صحر سے صحبت ہی	غزالان صحر سے الفت ہی

قمر داستان مرصع نگار لکھنؤ جلد آئی ہو فصل بہار

چہرہ دشت نوروان وادی بیباکی و طرکندگان مراحل جیتی و جالا کی اس داستان تنوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر و تطہیر فرماتے ہیں۔

شہر سخن سنخ خواص دریاے ہوش جنین رنجت گو ہر بہ دامن گوش + رسم پلین خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرائے محیط کے روانہ ہوئے محیط پیمان شکن اپنے قصر میں رونق افروز ہو افسین جلیبین جمع ہیں کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آ کے محیط کے بیٹھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت بیکر کے مرقوم تھا کہ او محیط طلسم کشا نے تیرے صحرائے جانب رخ کیا جلد رونے کی تدبیر کرورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن میں چلے جائیگے تم لوگ تباہ و برباد ہو گے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ و فیغہ ہفت جو ہر و زرہ ہفت جو شن طلسم کشا کو ل چلے سحر اسپر تاخیر نہیں کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو بڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند نہ گہرا بیٹے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آجگا جب بھی مجھ تک نہ تنگیگا بلکہ میری ہی نامہ گلے میں اسی طائر کے اڈالے یا طائر نامہ لیکر اڈ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اثر و سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہو جا کر راہ میں گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہو گا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے پیشے میں بیٹھا تھا بیکتا کی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آ کر نامہ دیا نامہ کو بڑھ کر استحقاق ایسا چنچا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہو آنے کہا کہ رسم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو ماہ دولت بچ

اگر نیگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرا کے محیط میں ایسے ایسے پہلوان رہتے ہیں شاید خوف  
کھا کر پلٹ جائے یہ جو اپنے کہا ایک ہنگامہ جنگل میں پڑ گیا فوجین آنے لگیں تھوڑے عرصے  
میں تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے مل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا  
جنگلی فوج لیکر جلادھر شاہزادے کو تیسری منزل ہو صحرائین اترے ہوئے ہیں صحرا کے  
دل شاد اس صحرا کا نام ہو صبح کا وقت ہو ارادہ ہو کہ سوار ہوں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا  
آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج ذوبت نفار کے بچتے  
ہوئے سلسلے سے نمایاں ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری ہیں تاکہ  
تھی بس اب اس صحرا کے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہو یہ کہہ کر گینڈے سے اتر بارگاہ میں داخل  
ہوا ہمارے یوں سے کہتا ہو کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہی لیکن  
اگر بھاگ جائے تو بہتر ہو ملک نے لکھا تھا کہ اپنے خفہ جات حاصل کیے تحفوات ایسے کہاں رکھے  
تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہو یہ غرور دماغ میں سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا  
اگر تم سب کی صلاح ہو تو میں کہلا بھیجوں کہ جو گذرا وہ گذر اب اس ارادے سے بادا کو یہ بیان  
پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمتی ہو جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہیں ورنہ اس کے لشکر کا تباہ کر دینا  
کتنی بڑی بات ہو اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نامہ  
لکھیے میں جا کے اُسکو پھر دوں گا استحقاق نے نامہ لکھا کہ اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے  
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے جلا جب لشکرین آیا جا بجا خیموں میں ساحروں کو اترے ہوئے  
دیکھ کر دنگ ہو گیا دل میں کہتا ہو یہ ساحر اسے کیونکر دستباب ہوئے ہیں حملال کش  
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں سازج رہا ہو بانی برس  
رہا ہو یکن کچھ کا نام نہیں حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر میں جا کر بدعت کر دینا یا  
سر جھکائے ہوئے ان مقاموں سے نکلا دربار گاہ رستم پر ہو نچا در کہ سالار سے کہا  
ہماری خبر کہ دو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہو در کہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے کہا اے  
ایلچی کو کیوں روکا در کہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا حملال و آفتاب  
اس کے استقبال کو دربار گاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر میں بین اس وقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے  
 میں آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھ کہ بارگاہ نقاد پر افسران سے معمور دستہ  
 مقام صدر پر بیٹھے ہیں جیسے ہی اشفاق سامنے آ بارستہم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ  
 طلسم کشا مجھے و باد نگل پر آ کر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور  
 زیادہ سہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب جنگ لکھا  
 اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے قہر پڑا رقم کیا جو تم کو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ  
 دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہو کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحراے دلشاد  
 تا بہ بلقیشہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہو اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا  
 اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہیں مقابلہ طرک کا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل میں ہو رہا  
 اسی راہ سے جائیگے اشفاق نے جھلکے جواب دیا ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کیا میخدی لگی  
 ہو ہمت نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تم کو بھی یہ طینگے  
 رستم نے کہا ہم تو نہ جائیگے اشفاق نے ہاتھ پڑھایا کہ گردن بکڑیوں رستم نے ایک قبلی ماری  
 اشفاق بہت جھٹلایا تلوار کھینچ کر اٹھا کہا سر کاٹ لو نگا اب بجا نہ دو نگا یہ کتے تلوار کا ہاتھ  
 مارا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بھل جھٹکا  
 کھسیا ہو کر بیٹ پڑا رستم نے اکیڑ ماری کہ زمین پر گر آ پھر اپنے دنگل پر آ بیٹھے لا حول  
 پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہو آنکھیں کھولتا ہو رستم کو دیکھ کر بند کر لیتا ہو رستم نے  
 کہا اے اشفاق جا میں اپنے فعل پر خود نفیرن کر رہا ہوں اب کچھ نہ کہو نگا جھار پوچھ کر  
 اشفاق اشطارت در بارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرہ  
 اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ خبر ہو نجی اشفاق آتا ہو مگر گھبرا یا ہوا  
 استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہو میں آبی پریشانی شکر نہایت ملکہ  
 ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اپنے  
 بوجھا بھائی صاحب آپ کچھ کہہ معلوم ہوتے ہیں اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی  
 بجو ایسے طلسم کشا کو سزا دے معقول دیکھے میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرا کے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لیٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا  
سر میدان طلسم کشا سے سمجھو نگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ شکر بہت ناگوار ہوا  
کہا ابھی طبل جنگی پر جو بڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جا کر بڑا فساد اٹھایا  
طبل جنگی بجوا یا ہو رستم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کات  
قسمت نے صفحہ پیشانی پر لکھا ہو وہی پیش آنی جو نافع کی پریشانی ہو اسی وقت بیان بھی طبل جنگی  
پر جو بڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلوع ہونے پر  
جانے کی تیاریاں کر رہا ہو رستم نے پوچھا کیا سبب ہو جو طلوع ہونے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی  
حضور کے طلوع دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کا رزار ہو سوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہو رستم  
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہے ہم کیوں تامل کریں ہر جہہ آفتاب و حملال نے عرض کی کہ  
نہ جائیں غلام تو موجود ہیں رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار ہو سال بھر بعد ایک دن  
یہ بڑتا ہو کہ اپنے رفیقوں کی خدمت کرتے ہیں لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہو کہ خود طلوع  
دیتے ہیں کیونکر ہو سکتا ہو کہ ہم اس سعادت سے محروم رہیں ضرور خدمت کریں گے سرداران باوقیہ  
و عاتین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جرمی بہادر  
جنگ اپنے ذمے لیتے ہیں سرداروں کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہو کہ ایسے آقا کی بدل و جان  
اطاعت نہ کریں رستم سوار ہوئے طلوع پر آئے بازار بزازان میں سوار دیبل چھوڑے آپ بڑھ کر  
کے آگے کھڑے ہوئے کہ لشکر دشمن شاید قصداً شیخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہیں کہیں پھر لشکر  
برآتے ہیں قضا کے کارم سطرف طلاہ پر اشفاق تھا اپنے جو خبر سنی کہ رستم خود طلوع پر ہون اور  
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عبا ساتھ ہی دس ہزار سوار اس کے ساتھ ہیں سواروں سے کہا یا رو ہو سکتا ہو  
کہ رستم اکیلے کھڑے ہیں بلوہ کر کے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمیں کیا عذر ہو اگر جاہن دہل دیوں  
سے گرفتار کر لیں نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھ کر بھاگن وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینے اشفاق نے  
دس ہزار سواروں کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے  
سواروں کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہو کھوٹے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم سلین  
ارشد اولاد امیر عرب کیست علشاہ جو رستم لقب بد دیگر علشاہ رومی شہ فیل زوڈ



کہ تخت مرزوق افگندہ شور بہ لغزہ کر کے مرکب بڑھایا اور جا پرٹے تلوار کھینچی دس ہزار  
 کی کیا یہ حقیقت سمجھنے میں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر ابدار ہوا بھی  
 جوان مار کر گرد بے عیار ایسا کہ جو بشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر کے گرا یا کئی جوان ہزار  
 بشت پر مارے اب کوئی بشت پر نہیں اتار ستم لڑتے ہوئے ہوا برا شفاق کے پیونچے لنگا  
 کر آواز دی ادا مرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہو خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر ہر تجھ گندی  
 اسکا عکس بیان کیا اب یہاں احوال کھل جائیگا شفاق نے بڑھ کر فوج کے بھر سے  
 پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے پر  
 بلوہ ہوا شفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کی سواروں کو مار کر فریب پہونچے شفاق  
 ہاتھ مارا کہ شفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و بیل بھاگے رستم  
 اہل طلایہ کو شکست دیکر بے فتح و فیروزی بلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بابا  
 سے سلج ہو کر نکلا دیکھا کئی سولائشے جا بجا پڑے ہیں شفاق کا لاشہ دیکھ کر بہت جھٹایا جھپٹا  
 یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ ہو گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے  
 کہا ارے تم دس ہزار ساتھ تھے لیکے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہو کئی افسر  
 اسنے مارے شفاق کو لنگار ہر چند شفاق نے کہہ دو کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلایا اب ہاتھ میں  
 رستم نے دو پر کالے کپے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا غرض اس سے  
 لو لگا اسی کو ٹوکوں گا یہ کہتا ہوا لشکر کو بیکر میدان کارزار میں آیا اُدھر سے لشکر رستم پہونچا  
 شاہزادے نے ساحروں کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہنگو علم  
 دیتے تو ہم انکو مار لیتے وہی گولوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آقا بے فلاک سے  
 و حملال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں  
 افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

نہ سکند رہ تو نہ آئینہ حیرت افسر  
 کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا  
 گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی باہگ ہوا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا  
 نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے  
 میگزون قافلے راہی اسی منزل میں ہوے



جسکو گل کرنے گئی جنبش و امان قضا  
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے صبا  
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا  
جسکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا  
ایو سقیان عدم حال کو کیا گذرا  
کیونکر تار یک گھر میں تنہا گذری  
کس سے پوچھیں کہ تپہ کیا کیا گذری

رباعی

کسی اس بزم میں روشن ہوئی شمع قبال  
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا  
اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ہاتم  
پے پھرتی ہو صبا دوش پر آج اُنکا غبار  
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں  
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری  
ایو کنج لمحہ کے رہنے والو افسوس

اس طرح کے اشعار لقبیوں نے پڑھے کہ بہادر جھوٹے لگے یہی قصہ ہو کہ دشمن برجا پڑیں  
لڑتے ہیں بھڑتے ہیں نام پیداکرین استحقاق نے کینڈا اپنا بڑھایا میدان میں آکر خوب غل مجایا  
اور پکڑ کر آواز دی ایو رستم اب نکل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو طلا سے پر مارا فوج نے  
دلہہ ہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جاسکتے رستم نے قصہ کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤں کہ صحر سے گڑاؤں  
دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر ہو نچا ہیلوان دیو حصال کو  
جو میدان میں دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ میں استحقاق کے آیا  
پکار کر آواز دی رستم کو کیا بکارتا ہو پہلے ہم سے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہیں  
نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بارٹھ بر تلوار کی فوراً نام مرد  
عالم کا کھل جاتا ہو بس اب حو بہ کہ استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو  
نیزے کی سنان بر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بندہ رہوین طعن میں نقابدار نے  
نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ میں آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر  
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا اور  
سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو اپنے سردار کو  
کشتہ پایا نقابدار پر دو ٹکڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو  
تلوار کے نیچے رکھ لیا چسپ ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان بشیرانہ لڑ رہے  
ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں میدان کا رزار سے کل فوج کے پاؤں اٹھا دیے لاشوں

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دو  
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہو تا ب نامی گھوڑے کو اڑا کر جاری رکھ  
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہنچے فرمایا اے بہادر! شاہراہ نقابدار نے سلام کیا  
رستم نے دعاے جان دلائی وہی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھ کر حوصلہ دو چند ہو گا کہ  
بارہ ہزار سے تین لاکھ برآڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کو یہ پیکر سپہ سالار  
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو لگا کر یہ چلے تھے کہ نقابدار نے  
آواز دی آپ کیون تک ایف فرماتے ہیں چھوڑوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے  
یہ کہیے مرکب بڑھایا لالان پر جا بڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دیکھی  
اور ایک ہاتھ تلوار کا نام لالان کے دو گھڑے ہوئے نقابدار نے عرض کی کیون جھڑ  
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کر نقابدار پر بہت  
ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تم کو اپنی جرأت پر بڑا ناگوار کیا نقابدار نے کہا مردان عالم کسی  
مقام پر رہ جاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی  
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا  
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قح کے ہوئے تھے  
کہ شاہزادے نے باڑھ بچا کے کھائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈال دیا نقابدار بھی لیٹ بڑا دونوں بھا  
گھوڑوں سے کودے نقابدار و رستم میں کشمی ہوئے نگلی یہاں تک کہ شاہزادے نے  
زیادتیان کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہی سمجھ سمجھ کے لڑ رہا ہی دونوں فوجیں کھڑی  
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ گین  
رہتا ہی صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہر یار رستم! نقابدار مرصع پوش  
سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے  
ہیں نقابدار زرین پوش نے یہ خبر حشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر  
آیا جان یہ دونوں شیر دیر لڑ رہے تھے قریب آ کے لغزہ کوہ شکاف کیا کہ دونوں  
جھپک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ میں آیا داهنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بابائیں سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آہیں میں لڑتے ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر میں تہر و باؤ ڈالتے آخر آہیں میں تکرار کا ہے کی ہے شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلا نے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش نے کہا او مرصع پوش تھے ایک بہلوان مارا انکا لقب رستم ہو ایسے ایسے ہزاروں بہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہو کہ تمہارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا میں صاحبقران سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مباحصہ مر جاب یہ دل میں گھنڈ ہو جب صاحبقران سے وعدہ کر چکے تو اتنے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے میں موجود ہوں مجھے مقابلہ کیجئے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو باہنہ صاحبقرانی بھی لے لوں گا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیائے نادرہ موجود ہیں اگر مجھ پر یہ کیجئے یہ اشیائے نادرہ لے لیجئے اور اگر شاید میں زیر کروں تو میری اطاعت کیجئے غرض کہ نقابدار مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحت کر لیا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوا اپنے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوئے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری میں مصروف ہو جیے میں بھی وقت برباد ہو گیا مراد اس تحریر سے یہ ہو کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور صحرائین جا کر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ میں آئے حملال وغیرہ اسے ذکر کیا کہ یارو ہمارا قبلہ و کعبہ کے مقابلے میں بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شکوت اس زرین پوش کو ممکن ہو کسی نے یہ اسباب نہیں پایا دیکھیے کیا گذرتی ہو ہر چند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ مؤیدین اللہ میں مگر یہ نقابدار بلا سے روزگار ہو خیر اب آج شب کو تو اسی صحرائین رہو کل کوچ کرینے لیکن ملایان استحقاق جولا شہ اسکا لکھ بھاگے تو ایک صحرائین جا کر پہنچے وہاں ایک قلعہ ہو جس میں ایک بہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گزار ہفت بیکر اسے جو بلانے قلعہ سے دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرائین آکر اترتا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق لشکر بہت جھلا یا کہا گو میرے نام حکم خداوند نہیں آیا مگر میں جا کر رستم کو پھر دوں گا لا شہ استحقاق کا

جلوایا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادہ جنگ  
 رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم سناتے ہیں کہ شفاق کو  
 ملائے بہار نقا بدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہی جواب  
 دیتا ہو کہ میں تدبیر سے مقابلہ کروں گا عیار میرا محکوم تیرے روبرو بلا سے روزگار ہو اس سے  
 بکڑواؤں گا یہ کہتا ہوا صحرائیں آکر آواز کہ سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اترتا ہوا عیار کو  
 حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کس کا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقا بدار صبح یوشن کا لشکر  
 عیار نے خبر دی کہ اسی نقا بدار کا لشکر جو جسے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقا بدار  
 کو جرم لا عیار چلا لشکر میں نقا بدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقا بدار کی کونسی ہے  
 عیار نقا بدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقا بدار دریافت  
 کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہو بسنے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آتا ہو آگے بڑھ کر آواز دی اور بڑا  
 ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقا بدار فریب آیا بوجھا کیون بھائی بارگاہ نقا بدار کو واسطے پوچھنے  
 عیار نے کوئی بات دلیمن نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقا بدار لشکر مشتاق ملازمت ہوا کہ  
 جسے استحقاق ایسے جوان کو ارجیاء نقا بدار نے کہا جلو میں سامنا کرادو نکا میں اس شہر بار کا  
 عیار ہوں یہ کیلئے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ میں آیا کہا آگے جلو جیسے ہی عیار نے قدم  
 بڑھایا عیار نقا بدار نے ملکہ ہاسے کندہ اسے محکوم نے سبک ہو کر جت کی مخلوق سے  
 نکلا عیار نقا بدار تبو نیچہ کھینچی محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار نقا بدار نے جھکا  
 دیکر نیچہ مارا کہ سرکٹ کے محکوم کا اگر بڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لاش کا بیرون لشکر  
 پھینک دو یہاں جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرا یا محکوم کا بھائی زنا ر صبار رفتار اسکو بلا کر  
 کہا کہ تیرا بھائی برائے گرفتاری نقا بدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہیں ملتا ذرا بڑھ کر خیر تو لے زنا ر  
 جلا جنگل میں آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب  
 ہمارے گئے عیار نقا بدار بلا سے روزگار ہو میں سمجھ گیا کہ اسے بچا نکرا اسکو مارا اب میں جا کر  
 نقا بدار کو لانا ہوں یہ کہہ کر زنا ر جلا لشکر نقا بدار میں آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقا بدار  
 دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ بکڑ کے نقب کھودتا ہوا

چلا حمرہ نقب کا بارگاہ نقابدارین توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو  
شہسازے سومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہواںدھیرے میں باغ  
کسی طرف پر پڑ جائے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کر کے برابر بلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار  
بڑا سوراہا ہو خیال میں آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہو جسے استحقاق ایسے پہلوان کو  
مارا کفچے سے بیوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹا معلوم ہوا  
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کر کے بیوشی برابر دماغ کے لگادی نقابدار بیوشی  
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اسی طرح نقب سے یکر نکلا جنگل کا راستہ لیا ایک صحرائین  
اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھ کر اپنے لشکر میں چلن ایسا ہو سامنے سے کچھ فوری ہو  
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہاں عیار نقابدار بازار میں پڑا سوراہا تھا خواب پریشان دیکھا  
اٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی افتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہاؤں  
سے دریافت کیا خبر و عافیت ہی پر وہ اٹھا کے اندر آیا بلنگ خالی پایا گہرا گہا جی میں کہتا  
ہو بڑا غضب ہو انقب میں کو د انقب کو طکر کے باہر آیا نشان قائم دیکھتا ہوا جلاگر د ناز  
پشتارہ لیے ہوے جنگل میں دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہو ایک جھیل پر پہونچا خیال میں آیا اب  
اس طرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا سپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے  
سے سر کاٹی حیران ہو کہ یہ جو ان کون ہو کاجینی گلشن جال کی کر رہا ہو حیران ہو کہ نام کیونکر دریافت  
کردن کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اڑائے ہوے چلا آتا ہے  
باہر برائے شکار چھوڑا ہو باز نے جا کر طاؤس کو دبا یا اسی مقام پر آ کے طاؤس گرا کہ جہان  
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثل شال  
نقابدار مرصع پوش بر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہو اس جانکے ٹکڑے  
کو کیون باندھا ہو عیار نے کہا میں عیار ہوں میلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر  
لایا ہوں اب خدمت میں اپنے آقا کی لیے جاتا ہوں نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت بنا  
عیار یہ شکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کہا ان کیانی دوش سے لی میر جسد کمان میں پیوست  
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے حیران کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا ز ناز جا کر ایک نخل کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقاد بدار نے ہند نقا  
چہرے بر مصرع پوش کے آکر سہ کیا چند ہمارا میان بادلہ پوش آگئے اُسے کہا اس جوان  
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مصرع پوش کو بادلہ پوش لیکر جلو ز ناز پیچھے ہو لیا اُس  
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس میں داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مصرع پوش  
کو لیے ہوئے اُسی باغ میں آیا ز ناز نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہو ز ناز پلٹا  
یہاں نرگسی چشم مصرع پوش کو لیے ہوئے اپنے باغ میں آئی بارہ درسی میں لا کر ہوشیار کیا  
نقاد بدار کی جو نگاہ جلال پر اس میں بین کے پڑی بہت پسند کیا بائیں ہونے لگیں اب  
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ ملک عیار میرے باپ کا بیٹا تھا میں اُس سے چھبیں لائی انکا  
عیار بھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہنچا سو جا کہ شاید یہاں سے کچھ بتا آقا کا ملے بشت بر  
آ کے کندھاری بلغم میں اُڑا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہیں بھلو میں ایک معشوق غور و  
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں اس ملک عالم تم بھی آقا کے ہمراہ  
شکر میں جلو نرگسی چشم نے کہا مجھ کو یہ خوف ہو کہ اگر باپ کو خبر ہو تو مجھے شکر لیکر آجیگا  
پاس شکر بہت ہو یہ کہ کنیزوں سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے  
وہ نہ ہمیں رہے اور تو سب بھاگ گئیں میں کنیزوں کو جنگو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لیکن  
گھوڑا بیان یار ہو میں نقاد بدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے  
شکر کے چلے یہاں ز ناز نے اگر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے شکر کو تیار کیا  
ہو کے باغ کو گھیرا جب ز ناز اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزوں کو بکڑا اُنھوں نے بیان کیا  
کہ ساتھ نقاد بدار کے گئی ہیں عیار میلان کو ساتھ کھلا سامنے جنگل میں دیکھا کہ نقاد بدار  
ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا ہو ملک سے کہ رہا ہو جلد نکل جلو ز ناز نے بڑھ کر میلان کو  
خبر کی کہ سامنے جنگل میں سب کھڑے ہیں میلان فوج لیکر آ پڑا نقاد بدار نے تلوار بھینچی  
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملک کے قصد کرتا ہو تب نقاد بدار گھر آجاتا ہو ملک  
بھی مع کنیزوں کے حیران دازی کر رہی ہیں کئی سوار ویدلی تیروں سے گرائے  
میلان جاہتا ہو بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقاد بدار بڑھ کے سینہ سپر کرتا ہو نقاد بدار نے



کئی زخم بھی کھائے جب نقا بدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بید گاہ محبت الدعوات بلند کر کے بکار اٹھیں اور مالک بے نیاز اور رب کار ساز میرے وارث کو بجائے ملکہ کا بلک کر دعا کرنا کہ صبح اسے گرد آؤسی دیکھا شاہزادے سے مع شکر آ کے ہو پئے دیکھا ایک مقام پر تلوار چیل رہی ہو سمک نے خبر دی کہ نقا بدار مر صبح پوش فوج میں گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوا ہو رستم نے تیغہ ہفت جو ہر کھینچا غرہ کر کے لشکر کفار پر جا کرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب نقا بدار کے ہو پئے فرمایا اور بدار یہ کیا سانچہ ہوا نقا بدار نے محل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لیتے متحار عورت کا ساتھ ہو انکو بیکر نکل جاؤ نقا بدار نے بہت شکر یہ رستم کا ادا کیا شاہزاد نے کئی پلٹنیں در سائے نقا بدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں نقا بدار کو بیچ میں لیے ہوئے لڑائی بھڑتی نکل گئیں نقا بدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بار گاہ میں رکھا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیں یہاں زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہیں نقا بدار تو آب کی بیٹی کو بیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ میں اتر کر جنگ رستم دیکھ کر حیران ہو چکا ہو جب پلٹ کر بار گاہ میں آیا تو زنار کو بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہو میں طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو پہلوان نامی و نام آور اس کے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو تجرا اعیار نے کہ اس جوان کا چڑا لانا کچھ بات نہیں ہو لیکن انتظام نقا بدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہو میں اسے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو پایا تو نقا بدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو فرو لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ یوں بدی بدی بھاگ چلا جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپ کی اسی میں نام آوری ہو کہ میں گرفتار کر کے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقا بدار کے چلا ایک مقام پر اس کے دیکھا زنا نانی ڈبوڑھی کے دروازے پر مہلدار بیٹھی ہو کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہو کنیزین اندر سے آتی ہیں



اور پھر چلی جاتی ہیں زنار نے ابک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے  
 کچھ کہنا ہو کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر  
 بیٹھی ہیں گرد کنیزین زنار نے آکر شکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا  
 اٹھیں تو عرض کروں ملکہ اٹھیں تخلیہ کے خیمہ میں لایا وہاں لاکر ملکہ سے باتیں کرنے لگا باتیں  
 کرتے کرتے خاصان کھولا گھائی سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے  
 وہ گلوری کھائی کھاتی ہی بیہوش ہوئیں زنار نے چتارہ باندھا باندھ کر چیران ہو کہ کس طرف  
 سے نکلون آخر ایک گوشہ میں بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد میں اڑا ہوا  
 نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہاں نقابدار بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرا عیار سے کہا دل گھبرا  
 ہو ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہو کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہو عیار دوڑ کر بارگاہ  
 ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ابک دخت کے سائے میں بیہوش پایا اسکو ہوشیار کیا اسنے حال  
 بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اسنے نہیں معلوم کیا کردیا کہ میں سو گئی وہاں سے عیار کنیز کو  
 ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جا کے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے میں نقب لگی ہے  
 اس نقب میں بچا نہ پڑا آخر میں نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو  
 ڈھونڈھتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیوں یار وفادار کیا ہو عیار  
 نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چڑا لیکھا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا کے  
 میلان کے اور کون دشمن ہو معلوم ہوتا ہو اسکا عیار چڑا لیکھا بڑا غضب ہوا عیار نے  
 دست بستہ عرض کی حضور فکر ذکرین میں جا کر ملکہ کو لاتا ہوں نقابدار نے کہا ایسا نہو تمہارے  
 کوئی زوال آئے تم جلو میں بھی آتا ہوں عیار تر پتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار چتارہ ملکہ کا لیے  
 ہوئے بارگاہ میلان میں آیا چتارہ ڈال دیا میلان نے کہا او نا لائق تو سرور بار شتاج  
 لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے کلہیں اب انکار دہ گیا  
 میلان نے اشارہ کیا ہو شیار کرد زنار نے بڑھ کر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی ہے  
 کو سامنے میلان کے پایا خرا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے بیکار کر  
 آواز دی او گیسو بریدہ میں کیا تیرا بچھا چھوڑ تا دیکھ کس طرح تجھکو بلوایا بہتر یہ ہو کہ محبت سے

نقا بدار کی تو بہ کر کہ تیری خطا معاف کروں اور محل میں جگہ دوں ملکہ نے کہا اے بابا چاہے  
 قتل کرو یا جان بخشی کرو میں تو نقا بدار کا نام لینا نہ چھوڑوں گی میلان اپنے مقام سے  
 بہ کھلے اٹھا تھا کہ دربار گاہ سے آواز آئی منم عیار نقا بدار اے بیجا دیکھ یوں لیجاتے  
 ہیں یہ کہہ کر عیار نے حقہ آتش بازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرائے لگے اس  
 اندھیرے میں عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور  
 لے بھاگا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون  
 بارگاہ پہنچا ہے میلان نے آواز دی بارو یہ عیار جانے نہ پائے چاروں طرف سے سپاہی  
 نیزے و تلواریں لیکر دوڑے عیار نے نیچے کھینچ کر بالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہے اس کے  
 اسکو پکڑ لو کیا ستم ہو کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیزے کھار رہا ہے مگر کھڑا  
 کھڑا رہا ہے حملت پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار وہ پیل بڑھ کر گھیرتے ہیں عیار تڑپ تڑپ کر اڑتا ہے  
 آنسو زخموں میں چہرہ ہوا کھٹنے ٹیک دے دعا پٹن کر رہا ہے کہ اے محبوبہ ناموس آقا کا پشت پر  
 ہے اگر میں مارا گیا تو کیسی رسوائی ہو یہ لوگ کہیں گے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرات  
 کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رہم اپنا شریک کر عیار دعا پٹن مانگ رہا ہے  
 گھبراہٹ زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے ہیں عیار بلک رہا ہے مگر اس طرح نیچے مار رہا ہے کہ کوئی قریب  
 نہیں آتا دوسرے نیزے مار رہے ہیں میلان آواز دیتا ہے بارو گھوڑے اڑا کے ادھر سے  
 اُدھر نکل جاؤ یا مال ہو جا بیگا چار سوسواری چلے نیزے ہاتھ میں لیے قصد کیا کہ گھوڑوں کو  
 اڑا دیں اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائیں گھوڑوں کو جھا کر کھڑے ہوئے نیزے بلند  
 کیے کہ سامنے سے گرد اڑی نقا بدار مر صبح پوش بہ صد جوش و خروش گھوڑا اڑا لے ہو  
 آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش کھٹنے ٹیکے ہوئے کھڑا رہا ہے  
 نقا بدار لغو کر کے انھیں سواروں پر جا بڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی بارو اس  
 نقا بدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے میں نقا بدار نے ان سواروں کو مار کر عیار کو بچا یا  
 قریب عیار کے پہنچا شانہ تمام کر اٹھا یا کہا اے بارو فاطمہ زہرا بی جان ہی دی ہوتی اے برادر  
 خدا نے تمکو بچا یا اس عرصہ میں لشکر نقا بدار بھی آپہنچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چہرہ سوا

نقا بدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملکہ کو لشکر میں پہنچاؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے پہنچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا لہجہ اسے سے ہاتھ نکال کر تلوار ناری کے میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے ہاتھوں اٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی ہیکہ بھاگے نقا بدار نے بارگاہ میں لوٹ لین اور بفتح و فیروز ی بلٹا اپنے مقام پر آ کے اتر اکر رستم کو صحرا کے محیط کے چلے جاتے ہیں صحرا کے دل شاد سے گذر کر صحرا کے نشاط میں پہنچے ہیں نشاط جادو اس صحرا کا حاکم ہے ہر کارون نے اسکو خبر ہو چائی کہ طلسم کشا آپ کے صحرا سے جاتے ہیں لشکر اگر اترتا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے لئے صلاح کی کہ یار و بقدرہ طلسم کشا کیا کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا ہے کلاہ ہفت گوشتہ و قتیقہ ہفت جو کھر و زرد ہفت جو شن کبھی کسی کو یہ سمجھے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پالاب فک میں لوج کی تاب صحرا کے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوج میں مصروف ہو گا لہذا یہ فکر واجب و لازم ہے کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جائے کہ یہ صحرا کے محیط سے باز رہے بسا جادو نشاط جادو کا بھائی یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھا کہ میں جا کر اس جوان کو پھر دو نگا مگر ای برادر اس کے ساتھ آفتاب و حملال بھی موجود ہیں میں پہلے انہیں کی تدبیر کرونگا ای برادر ایسی فکر کروں کہ طلسم کشا کو بالکل خبر نہ ہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گایہ کہہ کر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو ایک بھاڑ پر ٹھہرات کو پہاڑ سے اتر کر لشکر میں طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھر کیا صبح کو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ملازمان آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب ہو گیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُس نے دست بستہ عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا اب غلام اسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش میں نکلا جا بجا پھر اگر کچھ نشان نہ ملا دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ حملال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرقی خواجہ نامدار ہو پتہ نہیں لگاتے کہ یکام کسے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا بیگا ایک ہفتہ عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوئے رستم کو برا فلق ہوا اب دربار میں آئے عیار نے اگر سلام کیا شاہزادے نے منہ پھیر لیا فرمایا کہ سمک تمکو معلوم ہوا کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے اب اگر کچھ نہ لگتا تو ہمارے سامنے نہ آتا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہوں غلام فکر میں نکلتا ہوں یہ کہہ کر باہر آیا شاگردوں کو تو حکم دیا کہ  
 فکر میں رہنا جتنا تک ہو سکے بغیر شخص لشکر میں نہ آنے پائے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر  
 سے نکلا پانچ کوس راہ طح کر کے نکل گیا ایک بہار پرآ کے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہے سمک  
 ایک مسافر کی صورت بن کر قلعہ میں آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہیں اور رعایا بھی شعبہ باز  
 سے ماہر ہیں مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہوں لوگوں نے پتہ بتایا کہ میان مسافر خان  
 محلہ میں سرا ہے عرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے  
 عہدوں پر بیٹھے ہیں قریب زنجیر لگی ہو درگہ سالار دروازے پر آئندہ روز دربار گاہ کو روک  
 رہا ہے اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا نام ہے ساحر نے کہا نشاط جادو ہے اپنی  
 بارگاہ میں جلوہ فرما ہے سمک ایک گوشے میں آ یا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا  
 دربار گاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت  
 آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہ رہی ہے بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی  
 ہے درگہ سالار نے صورت زیا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جا کر نشاط جادو سے  
 عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہے نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو  
 تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہیں بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ  
 عادل تجھ ایسے کی عملداری میں کہ شیر لکیری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں کنیز کو لوٹ لیا فریاد  
 کرنے آئی ہوں بادشاہ نے کہا کسے ٹوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز جو وہ  
 آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوئے پہونچے مجھ کو اور میری مان بہنوں کو  
 سواروں نے بکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ  
 بند کر کے چلے گئے دو دن کے بعد مجھلی والوں نے آ کے دروازہ کھولا تب ہم کو کھانا پانی ملا  
 بادشاہ نے کہا سب کی ان رسالہ دار دربار میں حاضر ہیں انکو دیکھو پہچانو سب سردار  
 کاتب گئے سمک نے نگاہ اٹھائی اُن سرداروں میں کسی کا کہنا مناسب نہ جاتا عرض کی  
 ان لوگوں میں تو کوئی نہیں ہے مگر کنیز رسالوں میں جا کر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنگا کو تم  
 ہم کو دکھا دو ہم فوراً اُسکو سزا دیں گے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کرے گی سمک بادشاہ

سے باتیں کر رہا ہو نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی بساط جاوے  
 آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے بوجھا کیوں دو برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ  
 دن میں غلام نے لشکر طلسم کشا ساحروں سے خالی کر دیا قید خانے میں دریافت کیجئے بارگاہ  
 زن و مرد قید میں اب میں فکر میں طلسم کشا کی روز جاتا ہوں مگر پنجہ قابض نہیں ہوتا ایک فکر  
 لگائی ہو وہ یہ ہو کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر میں نکلا ہو پہلے عیار کو گرفتار کر لوں تو طلسم کشا پرست  
 ہوں جس دن اسکو گرفتار کر لوں گا اسی دن ایک سحر میں کل لشکر کا خاتمہ کر دوں گا جیسے بارگاہ میں  
 لوٹ لوں گا اسی ہفتہ عشرے میں یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ  
 سنایا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے بوجھا یہ  
 ناز میں کون ہو بادشاہ نے فرمایا فریاد ہو کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے بڑے  
 بوجھا کس محلے میں رہتی ہو ناز میں نے تھلا کر جواب دیا کہ جہان پیری کے درخت بہت ہیں  
 یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب میں دریافت کر کے عرض کروں گی بساط پیچھے  
 دوڑا جلو خانے میں آکر ہاتھ بکڑ لیا کہا اے ناز میں جسقدر تیرا نقصان ہوو ہو ہم دینے کو  
 موجود ہیں ناز میں نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گننے کے نام کو ایک تانبے کا چھلان  
 رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر جلوہ بان نکو زیور دینے کے ناز میں بساط کے ساتھ ہوئی بساط  
 ناز میں کو لیے ہوئے مکان پر آیا ناز میں کو کمرے میں بٹھایا اب ناز میں نے بوجھا کہ آپ آج کل کس  
 میں رہتے ہیں بساط نے کہا سحرے نشاط آباد میں آکر طلسم کشا اترے میں میں جلد سزا  
 ساحران کو گرفتار کر لایا پہلوے قصر شاہی میں جو مکان ہو اس میں سب کو قید کیا ہو اب  
 امروز فردا میں طلسم کشا کو پیر لاؤں گا بساط نے ناز میں سے سب احوال بیان کیا جاہتا ہو  
 بساط کہ کسی جیلہ سے باتیں تو ہوں ناز میں ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہو گلابی کھینچ کر کہتا  
 ایک جام میں بیون بساط نے کہا بیون ناز میں نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس  
 رنگ میں سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا ناز میں نے کہا ایک جام تم بھی پوکر  
 وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جو اہرات کا سامنے اس ناز میں کے رکھ دیا ناز میں کہتی ہم  
 جام بیون اپنے گھر جاؤں جو مطلب ہو وہ طاہر کرو بساط نے بخت کہا کہ میں صل کا طالب ہوں

مازمین نے انگوٹھا دکھا دیا بساط کا منہ جڑھا دیا بساط سمجھا کہ راضی ہو شرابی کے مطلب حاصل کرونگا تا زمین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی بساط نے جام اٹھا یا دل اسکا دھڑکا بازو بڑھاتے رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اس پتلے نے سر ہلا کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جو جام پر گر کر شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے کہا اگر تو کون اسنے چاہا اٹھ کر خیر ماروں کہ زمین نے بائون تھا میرے بساط نے سحر کیا رنگ روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دہلا پتلہ عیار ہو اتنا بساط نے پہچانا اور کہا اور عیار میرے سحر نے مجھ کو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر میں نکلا ہو میں تیری تدبیر میں تھا اب اسکی شکلیں باندھی گئیں کشان کشان بساط اسکو لیچلا شہر رنگ جادو اپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے میں لے جا جہاں اور سردار قید ہیں شہر رنگ سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ میں اسنے دریافت کیا کہ اب میں زندہ بھی بچونگا یا نہیں شہر رنگ نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بن کر تمھارے آقا کو جبر الایگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو پوسیدہ طور سے لیلو اسمین ہمارا بیچہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگوں میں دستور ہو یہ کہلے کچھ روپی تو بڑے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا بھائی اسکو نہ کھوئے ہمیں میری جان ہو شہر رنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے داغ میں بیہوشی ہوئی ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط گھبرا یا خدشہ کاروں سے کہا یا روعضب ہو شہر رنگ مارا گیا جا کر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار میں آکر لاشہ اسکا پایا بساط تلاش میں سمک کی نکلا مگر یہ شہر رنگ کو مار کر رہائی سرداران کی تلاش میں چلا اب یہی فکر ہو کہ سرداروں کو تلاش کروں سرخ رو سامنے آقا کے جاؤں اس مکان پر آیا جہاں سردار قید ہیں دیکھا سمک نے گلدستہ جادو بھائی شہر رنگ جادو کا مثل نگہا لان کے بیٹھا ہی کچھ جادو کر رہا تھا ہن یہ کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا با ایک تھاال برنجی ہاتھ میں لیا مالن کی شکل بن کر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھا فی میں رکھ لیا اسی طرف سے نکلا کہ گلدستہ جادو



جس طرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر بڑی بقیار ہو گیا ساتھ والوں سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والوں نے آواز دی لی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمیں پوجہ پاٹ کو پھول چاہیے میں مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیلکتے ہو گلنگ نے کہا ہمیں روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذرا سا برشا دہیں بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ میں درد ہو شام میں جاتی ہوں وہاں جڑھا کے پلٹوں گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھالیے مالن نے سٹھالی رکھ دی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہو سب نے موہن بھوک چھین کر کھایا کھا کر بے ہوش ہوئے مالن نے قید خانے میں گھسکر حملال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقیں چمکاتے ہوئے گولے مارتے ہوئے شہر میں غدر ڈالنے کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو بساط کیا کرتا ہو شہر میں کیسا ہنگامہ بساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے حویلی پر رہے ہیں دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قید یوں کور ہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوئے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے بساط نے کہا آپ نہ گھبراہیں میں پھر سب کو کپڑاؤ لگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہوں میں سوتے ہیں طلسم کشا کی بھی تدبیر میں ہوں صبح و شام میں ملتا ہوں یہ کہنے پھر چلا لشکر اسلام میں آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت میں پہنچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپ کا عیار کمال کرتا ہو دن کو ہکورا ہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت میں ہم گرفتار ہوئے سامنا پڑے تو حال معلوم ہوا دھر بساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہنچا سمک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا بساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہیں عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا تمہارا کیا نام ہو اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کر دیتے تنخواہ ہماری نہیں دیتے کلمات سخت کہتے ہیں بساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیڑہ کو کہا وہ خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کر اسے تو وہ مرتبہ تیرا کروں کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجھ کو سالہ داری و لو او نگا خدمتگار پہننے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے رہ سنبھالنے میرا یہ کام ہو کہ میں عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کر اسے دیتا ہوں میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ میں بیٹھے بیٹھے



بسر کروں کوئی عمدہ مجھے نہیں چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی کار  
سے اس قدر مال ملیگا کہ مال مال ہو جائیگا عیار باقین کرتا ہوا بساط کو لپیلا کہا اس وقت طلسم کشا  
کے پاس تحفہ جات نہیں ہیں سحر کر کے اٹھا لو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار  
نے جا ہا بڑھ کر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار کا سواک بساط کو لیے ہو  
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ایو خد متکار کلاہ  
ہفت گوشہ تو سر پر ہو اس وقت سحر تاثیر نہ کر گیا خد متکار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہیں ہے فقط  
اسی طرح کی دوسری بنوائی ہو اتو یہ بہت فوش ہوا کہا ایو خد متکار تیری وجہ سے یہ راز معلوم  
ہوے اب میں انکو اٹھا لیے جاتا ہوں خد متکار نے کہا بھرا ب دیر نہ کرو بساط جھلاتا ہوا  
قریب طلسم کشا کے آیا جا ہا کر میں پنجہ دون رستم نے کھائی مقام کر ایک طمانچہ مارا کہ بساط  
کا اڑ گیا سماک نے لاشہ بساط کا بیرون شکر بھینکا یا ہر کاروں نے یہ خبر نشاط کو ہو بونجائی کو  
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب میں خود جاؤنگا بھائی کے غم میں محل میں آیا زوہر  
اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر میں بلا سے روزگار میں مان بیٹیوں نے بڑھ کر  
بوجھا کیوں آج پنجہ چہرے پر کیوں نمودار ہو نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری  
طلسم کشا گئے تھے اس کے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو میں نے بھکوا دیا اب خود میں فکر میں جاؤنگا  
ماہی سحر نے کہا ہمیں سحر کسوا سٹے سکھا یا ہو مجھے حکم ہوا بھی جا کر طلسم کشا کو لاؤں ہر چند اسکو  
منع کیا مگر نہ رٹکی اسباب سحر ذات پر آ رستم کر کے طرف لشکر اسلام کے جلی ایک پہاڑ پر آ کے  
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہو بارگاہ سے شاہزادے نکلا پشت کرب پروا  
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراہل ممکن کو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراول  
میر شکار وغیرہ ممکن کیے رستم واسطے شکار کے چلا ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بیٹا رستم دیکھ کر  
عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار ہوئی کیسویں دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی  
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر بلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ میں آئی کیزون نے جو ملکہ کو پریشان  
دیکھا بوجھا داری خیر تو ماہی سحر نے کہا تم سے کیا بیان کروں فلک کج رفتار گردون غدار نے عجب  
سامان دکھا یا مجھ کو پریشان کیا خادہ دل کو ویران کیا فواصین حیران ہیں ہر چند دریافت کرتی ہیں

کچھ جواب نہیں پاتیں ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبک دیا دینا ہی میں بیٹھ کر رونے لگی دل  
 کنتی ہی اور دل تنجھو کیا کیلے سمجھاؤں اپنے کو اس مغرور تک کیونکر ہو سچاؤں شام کو اس سوچ  
 میں اٹھی کہ جا کر دیکھ تو آؤں رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر شکر کے خیمہ استاد کر یا اٹھیں اس بیٹھے  
 نشاط فکیر میں تو تھا ہی اسے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے میں آئے اور عیار کا رضروری میں مصروف ہے  
 کلا بیان لا کر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے باغون زمین نے تمام لیے نشاط  
 نے کلا بیان ہاتھ سے عیار کے لیے لین فوراً سحر سے صورت بدلی عیار کی صورت بنا کلا بیان لیکر  
 اندر آیا کہا اے آقاے اندا را ایک جام نو نوش فرمائیے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہو کچھ تو اسنے ہنسیجا  
 ہوگا جب تو شراب پلاتا ہو فوراً جام پی گئے جام بیتے ہی لڑ کھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے  
 جلا بیان سماک راہ میں کھڑا ہی زمین بانوں نہیں چھوڑتی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا  
 سماک راہ میں کھڑا ہو رنگ رو متغیر پسینے پسینے کا نب رہا ہی آفتاب نے بڑھ کر بوجھا کیون اور  
 سماک خیر تو ہی سماک نے کہا اور آفتاب میرے بانوں زمین بکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو  
 آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اٹا را آب طر بارگاہ  
 کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط رستم کو بیکر نکلتا تھا اسنے دیکھ کر للکارا ارے تو کون ہو جو آفتاب کو  
 لیے جاتا ہو نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلوں آفتاب نشت پر سے للکارتا ہو کہ  
 او سکا رٹھ جا آفتاب کی آواز سنکر حملال اپنی بارگاہ سے نکلا خد شکاروں سے بوجھا کہ یہ کیسا  
 ہنگامہ ہو خد شکار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کر کے لیجلا تھا آفتاب نے جا کر رو کا  
 دونوں میں مقابلہ ہو رہا ہو مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا حملال نے جو یہ معرکہ شا  
 مثل شعلہ جوالہ تڑپ کر ہو نجا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہو مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہو  
 حملال نے کارو سحر نکالی نشت پر آ کے اسم سحر بڑھ کے پھینک ماری نشت پر جا کے  
 نشاط کے بڑی سینے کو توڑ کر بارگاہ کی اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ جلی بھڑکے آواز آئی کشتی درا تا  
 من نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک ذراغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے آنسو  
 جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی فوب رویا پھر پنجہ سے لاش بکڑے اٹھا لیگیا محیط اپنے تخت پر  
 بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک ذراغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کر کے خوب رویا محیط نے نشاط کی ارٹھی بوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ میں فراق طلسم کشا میں بھی رور ہی تھی کہ کنیزوں نے اسکو خبر دی ماہی سحر شکر چپ ہو رہی ایک غم ایسا اسکے دل پر جو کہ کوئی غم و فتنہ نہیں کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ نشاط کو حملال نے مار ڈالا طلسم کشا کو جیرانے کے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سردار دن کو بساط سے گرفتار کر لیا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے انکے دن دھاڑے عیاری کی اب میں کیا کروں بہ کہہ خاموش ہو رہی کہ آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُس نے کہا چلیے آیکو محیط نے بلایا ہی ہر جہہ ماہی سحر نے عذر کیا کہ مراج میرا درست نہیں ہی میں غلیل ہوں مگر اُس ساحر نے دانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کر ٹنگی لایا ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُس وقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہو اور کہ رہی ہو کہ اسے صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہو احکام سامری میں دخل نہیں دے سکتی جو مناسب جانا وہ کیا مگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس خدوہ سے تدبیر میں کین آخر اپنی جان دی ماہی سحر آ کے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چنچیں مار کر روئی محیط نے گلے سے لگا یا کہا اے نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکہ نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو پہونچایا ہاتھ سے حملال کے مارا گیا میں نے تمکو اس واسطے بلایا کہ تمہارے ہاتھ سے انتظام شہر کا نہ ہو سکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہو اُسکو تمہارا ملک بخشے دیتی ہوں وہ جا کر خوب انتظام کر لیکا لشکر اسلام میں تہلکہ ڈال دیکا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوا کرنا ماہی سحر نے کہا آیکو اختیار ہو میں انتظام کر ڈنگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہو علاوہ افسرین کے وہ خود بہادر صفت شاہنشاہی تحفیات اُسکو مل چکے ہیں سحر کیکا اُس پر تاخیر نہیں کرتا کوئی کیونکر گرفتار کر لیکا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار کرنے لگے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کر لیکا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و محیل ہو فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کیکا کے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کر کے پوچھا آج غلام کو کیوں بایا کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرا کے نشاط آباد خالی پڑا ہو تم جا کر اپنا دخل کرو یہاں بھی سحر اسکی بیٹی ہو اس سے  
 محبت کرنا مراد یہ ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کر د جا لینیوس نے جو بیٹک کہ جمال ماہی سحر کو دیا  
 بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم جان لگا دو لگا کر ملکہ کچھ ہر بانی رکھین محیط  
 کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً مجھ سے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا نظام  
 مقدسہ گرفتاری طلسم کشا ہو۔ جا لینیوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکہ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت  
 اُڑتا ہوا جلا قلعہ میں آکر کارگر در جا بجایا مقرر کیے ماہی سحر کھڑی دیر قلعہ میں کھڑی رہا اسکے کہا کہ میں اپنے  
 باغ میں جاتی ہوں اب جا لینیوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لوں تب ماہی سحر پر قبضہ کر  
 شب کو بصورت تبدل لشکر اسلام میں پہنچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تختہ جات کس وقت جہا  
 کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرنے ہیں خفے آتا کر رہ گئے ہیں یہ دریافت کر کے  
 بلغ ملک میں دایس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کہا یا نہ بیا چلے غمرہ سب موقوف رنج و غم میں  
 مصروف جا لینیوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر  
 گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر کچھ گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہو جا لینیوس  
 نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تختہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اٹھاؤنگا ملکہ اب  
 مجھ کو اپنا غلام جانے بخیر ستگناری سرفراز فرمائے اس سحر کو ایسا آباد کر دن سحر محیط سے بڑھا دوں مگر صبر  
 میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہوں کج مفصل کیسے کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آجکا بڑھاؤں کہ محیط  
 آجکوا بنا محسن جانین خراوند مرتبہ مصاحبت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جا لینیوس کی نہایت  
 ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جا لینیوس سمجھا کہ جب رہنا صوبت قبول کرنے کی  
 ہو اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہو ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جا لینیوس  
 اٹھ کر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آ رہے ہو اطرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایک  
 مقام پر آکر دونوں باتوں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آ کے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں  
 طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تختہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے  
 اسنے اسکی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہو کر ہر سے پر لقب کے نکلا پر پروانہ پیدا کر کے قلعہ  
 میں آیا طلسم کشا کو سلسلہ مطوق کیا حکم دیا جلا دوں کو بلاؤ جلاؤ آئے دارین استقامت میں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اور رب کا رستہ  
 اس ظالم کے ہاتھ سے بجائے رستم تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آما دہ قتل بیٹھا ہو کہ ملکہ جو بیٹھے  
 بیٹھے گھبراہٹ میں کنیزوں سے کہا کہ سنا جالینوس ہمیر عاشق ہوا ہو دیکھو تو کیا کر رہا ہو صاف جواب دیروں  
 کہ یہ خیال محال ہو ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آ کر قتل طلمسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبر کے تخت  
 سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھا کہ کھڑا کھڑا ہوا تعظیم کر کے ملکہ کو پاس بٹھایا یہاں  
 صبح کو جب عیار جگمگائے تو طلمسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پا کر گھبرا ہوا حملال کے پاس آیا اور سب  
 کیفیت بیان کی فہمکار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلمسم کشا تحفہ  
 کب جہا کرے تین سماک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہو واقعی اسم با سسی ہو اسطوفطرت لقمان حکمت ہو  
 خدا کے مکر سے بجائے حملال نے کہا میں جاتا ہوں سماک نے کہا وہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ تو میر بھی  
 افتاد پڑے میں جا کے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرو نگاہم تو گ تحفہ جات سے ہو یا  
 رہو سماک باہم سے عیاری سے آ رہتے ہو کہ خبر کو جلا وہ وقت ہو کہ جالینوس ماہی سحر سے کہ رہا ہو کہ ملکہ آج  
 بڑی خوشی کا دن ہو تمہارے باپ کے فون کا معاوضہ لیا جاتا ہو ان ایک خطاب ہوئی ہو کہ طلمسم کشا کو تو  
 لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل اتکا بہترین عزیزانے جا بجا پھیلے ہوئے ہیں  
 اور والد انکے اس قصد میں ہیں کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہوں ہر چیز وہ طلمسم کشا نہیں میں نے کھانا  
 اسم غنیم میں اگر وہ قصد کریں گے تو تھو جان بجانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہو کہ انکو فیر کرو خداوند کو عرضی لکھو  
 کیونکہ باپ انکے قریب طلمسم موجود ہیں بیٹے کے قتل کی خبر سنا کر آپڑینگے سحر اچھر تا فیر نہیں کرتا جالینوس  
 کہا ہم انکو قتل کر کے تھو ساتھ لیکر صحرائے محیط میں جانینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہو کہ ہرنگل کو کمیل جادو  
 آسمان سے آتی ہو کچھ خبر سنا کر جلی جاتی ہو راز دان لوگ کہتے ہیں کہ اُسی کے پاس لوح ہو ضرور اُسے  
 ایسے مقام پر رکھی ہوگی جان طائر و ہم و خیال بھی نہ پہنچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تاکہ لیکر  
 مقام کمیل پر جانینگے وہاں کوئی نہ آسکیگا عزیز داران طلمسم کشا ہزار کوشش کریں جب بھی نہ پہنچیں  
 ملکہ نے کہا آخر کمیل کہاں رہتی ہو جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہو کئی ہزار گز میں سے ملکہ  
 اُسے ایک مکان بنایا ہو اُسی میں رہتی ہو وہاں کوئی جان نہیں سکتا ہو ماہی سحر نے کہا یہ سب نظام ہیں  
 مگر طلمسم کشا کو قتل نہ کرو انکے عزیز خاک اُڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اور دستہ

بتاتے ہیں مقام تک پہنچتے ہیں ایسا نہ کہ کیل کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں ٹھونڈی  
محیط کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کرے تو کیسی شکل ہو جائیگی میں نے بجز رنگ جادو کو  
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اس کا قاتل ہو اچھی طرح قید کرنا میں تو آج  
خوش ہوں کہ ملکہ نے مجھے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجز رنگ رستم کو لیکر جلا  
سمک کہ بصورت تبدیل یہ باتیں کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے جلا بجز رنگ رستم کو لیے ہوئے  
قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں ہو آیا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا چارسی جادوگر گرد مقرر کیے اور  
کہہ باکہ ہوشیار رہنا غفات انو مقدسہ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں ہر وقت  
دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جائیگی میں نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اس قدر خیال نہ نہایا کہ  
دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اس کا قتل کر  
سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کر دن بھر سوچا کہ حکم جلال و آفتاب کیوں  
دیکھوں کیا کہتے ہیں یہاں جائیگی میں نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی سفین  
یہ تھا کہ اسی ملکہ عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے  
بجایا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہو جیسا حکم ہو وہ بجالاتین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اس طرف جلا  
سمک قید رستم دیکھ کر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جاؤں  
آقا کے زینب جسم کروں بجز رنگ کو مار کر وہ کل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہو کہ میں جا کر عیاری کروں  
اور تباہ قصر ہو بخون مگر چارسی ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیا آفتاب  
نے کہا تم تماشہ دیکھو میں کیونکر پہنچتا ہوں سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہوں وہ شاہزاد کو  
پنھا دوں گا یہ کیک تحفے لیے جھولی میں رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت  
تبدیل قلعہ میں آیا دیکھ رہا ہو کہ آقا قید خانے میں بیٹھے ہیں زنجیریں ہلا رہے ہیں کہ دیکھنا آفتاب نے  
سر نکالا سر رکھتے ہی بجز رنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زندہ پنھانی تیغ جیسے ہی  
ہاتھ میں رستم کے آیا مارا ان سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوئے تھے چھوٹ گئے رستم نے  
بجز رنگ کو ٹوکا تو یہ اندر جلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مار دو آگے رستم پیچھے  
آفتاب ساحروں نے قصد کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کر لیں یہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا



اُس کے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مادیے کبھی ہاتھ ہلا دیا برقی  
چمکی کسی کا سر اُٹ گیا کس کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ جہاں سنا سا حروک سے کہا  
ارے دریا نہ تو کر دیکھا ہنگامی ہر کاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑا دیا اب  
اڑ رہے ہیں ساحر و ک رہے ہیں پھر انہی تاثیر نہیں کرتا جالینوس سینکڑے گھبرا گیا کہ کیا روک نہ کرے مجھے  
آفتاب میں بچنا یا یہ روز سید دکھایا بھرنے سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے کہ عظم و آفتاب کو جانے  
دے وہ میرے روکے سے نہ کیلئے شمشیر لڑائی انکی ذرات ہر موقوف ہو حقیقت میں جو قریب سے  
لکھا ہو اسی کا غور ہونا ہی چاہیے دیکھا ہو کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو  
جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بھرنے لگا رہا تھا کہ بھرنے لگا کہ خبر دی بلٹ آؤ بھرنے لگا نے جاہا میں  
بلٹ جاؤں کہ آفتاب نے لڈکا رہا بھرنے لگا کہ مارا کہ برقی چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا  
اسنے بکار کر آؤ زدی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سر اس زخمی ہوا رستم جھٹ کر کے برابر بھرنے لگا  
ہو بچے سماک نے آکر حلقہ آتشازی مارا بھرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تھوہ ہفت جو ہر پردہ  
جیسے ہی تیغ جھکا بھرنے لگا کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بھرنے لگا کہ سر کٹ کے گرا  
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سماک لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا  
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بغیر  
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آئے دیکھ کر آوار دی ہو شہر یا اس باغ کے شجر ایک مشتاق ہیں  
بھول آنکھیں کھولے ہفتا میں ہیں غنچہ ہا سے دہن بستہ مشتاق جمال ہیں اب خدا نے اپنا فضل کیا  
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہاں بھی آئے رستم نے ہو دیکھا کہ ایک ناز میں نہایت حسین  
بلارہی ہو آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماہی سحر  
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیٹھ میں لائی بارہ درمی میں لاکر بیٹھا یا شرب و کباب پیش کیا  
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جسوقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر رستم  
کی مذہب طہ سے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کر کے کہ ہم اس آفتاب سے نجات پائیں آج کی خدمت میں  
آئیں شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائے کو اشارہ کیا گائے نے یہ غول عاشقا غول کی طرف  
شگفتہ روح ہو ہو سکی مجھے ثواب ملے

دلاؤن فاختہ بلبل کا جو گلاب ملے



نہ کھاؤں داغ اگر لذت کیا بے لے	ہیون نہ نہر جو کیفیت شراب لے
ازل سے اُس نے دیا ہر وہی جو زیبا تھا	گلگون کو رنگ تو بلی کو بیج و تاب لے
دور رونے والا جان سے اٹھا ہو نہیں اتر	جواب جسکا نہ تاحشر جزو صحاب لے

رستم دما ہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سبک نے جو ماہی سحر کو مسند پر بٹھا بیلوں میں نہراؤ کی  
 لکڑی ہننگ بھری بیٹھی تھی اُس پر گاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو گانا سینے ٹکے لے گا تو کب تک  
 سبک نے ایسے اشد عاشقانہ ٹکے لے کر ہننگ بھری بیٹاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس  
 باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے حال کو دیکھتے ہیں سبک ہننگ بھری سے بائیں کر رہا ہو  
 کنیزین اپنے اپنے کام پر مامور ہیں شراب و کباب لا کر رکھ رہی ہیں کہ یکا یک ہر کاروں نے  
 یہ خبر جالینوس کو ہو چالی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ شکر جالینوس جل گیا غصہ میں  
 اگر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ لکے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے لڑ  
 ہوا باش او گیسو پریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جاگہ دی بیلوں میں لے  
 بیٹھی ہو یہ کہتا ہوا کہ میں برآگولہ مارا گولہ قریب رستم کے پیشکر زمین پر گر رستم تیرہ ہفت  
 لیکر اٹھے جالینوس نے کئی سحر کے رستم پر خیر ہوئی بہت گھبراہٹ ہوئی سحر و ہننگ بھرت  
 دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس تڑپ کر گرا دو دن کو پہنچے میں دبا کے یہ لکے لے اڑا کہ اب ماہی سحر سے  
 اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیا کہ اسکو بند کر دیا کہ تڑپ کر رہا ہے میں تو خود  
 اس پر عاشق ہوں یہ نہ سمجھی کہ میں اب ہر مرتبہ اب حال عشق و عاشقی کا کھایا کہ رستم نے کہا کہ کیا  
 دوش سے لی بھر کہاں میں خیر دوست کیا خیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسے سحر کیا کہ خیر  
 جھک کر انہی خیر رستم نے مارے مگر جالینوس کھل گیا رستم سبک کو بلے ہو سے رنجیدہ باغ سے  
 کچھ شکر میں آئے حملال و آفتاب نے جو چھا حضور کو زیادہ مکرہ پاتے ہیں لا زبان چاہتا  
 گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کوئی کہ کس بلا میں جا کر پھنسے ہیں یہ عجیب معرکہ گذرا کہ جسکو کہ  
 نہیں سکے سردار دن نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا کہ رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا  
 سرداروں نے دیکھا سبک بھی بہت بیقرار ہو گیا ہو نہیں معلوم ہننگ بھری پر کیا گندہ  
 یہ لکے اٹھا کما حضور نائل فرما میں غلام بتہ لگاتا ہو لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیاں میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہنچ جاؤں بھر سو جا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو میں وصل سے محروم رہوں گا ایسے مقام پر قید کروں کہ میری قبضہ میں رہے یہ سوچا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ میں ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہو سچے جنگ رہے ہیں بھول کھلے ہوئے ہیں نخل سرسبز و شاداب جو انان چین اگر رہے ہیں سرو سان چین کو پہلو سے معشوق نصیب صیاد و کھچن بے نصیب بیل فوشنوا مصروف و عزمہ سرائی اس باغ کو دیکھ کر جالینوس شگفتہ ہو گیا سوچا کہ اسی باغ میں رہوں ملکہ کو ایک نفس میں بند کیا باغ میں اتر اچھوترہ جو وسط میں تھا اسی سحر سے فرش بچھا ہوا تھا کیا چند کنیز بن حاضر ہوئیں سند پر آئے بیٹھا کنیزوں سے کہا نفس سلنے لاؤ دو توں نفس سلنے رکھ کر نیت سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جان وای آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کر دوں سے شاد ہوں تمھاری بھی جان بچے اب یہاں پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئیں گے یہ مقام پر میں آ کے اتر پڑا ہوں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جب جالینوس ستم کو کلام سخت کہتا ہے تب ملکہ بقرار ہو جاتی ہو جواب دیتی ہو ای ملہون انھوں نے تیر کیا لیا جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر جو تیرے دلیں آرزو ہو دل ہی میں رہ سکی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہو گا جالینوس نے دو توں نفس سامنے درخت میں لٹکوا دیے نوہ شرا بخواری میں مصروف ہوا پھر رات گزری تھی کہ ایک اس باغ کی گل پیر میں پوشکار کھیل کر بیٹھی دیکھا باغ میں روشنی ہو رہی ہو ایک ساحر یہ نام سند پر بیٹھا شرا بخواری کر رہا ہو دو نفس درخت میں ٹپک رہے ہیں جالینوس کو دیکھ کر جل گئی دلیں کہتی ہو یہ سچا تو یوں بیٹھا ہو جیسے کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہو کیا دل میں سمجھا جو میرے باغ پر قبضہ کیا زمین پر اترتی پکار کر آؤ اذدی او سچا تو کون ہو کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہاں سے نکلیا تو بہتر ہو جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم اس میں اگر بیٹھ گئے اتھا را کیا نقصان ہو گیا گل پیر میں نے کہا نکلیا تو یہاں سے ورنہ بہت بریشان ہو گے یہ کہنے اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیر میں پرگری کہ سر گل پیر میں کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا کہ سلکو گرفتار کر کے وصل حاصل کروں مابھی سحر جلیلی نہر مانے گی تب میرے قابو میں آئیگی آخر گل پیر میں جالینوس کے فوف سے بھاگی جنگل میں اگر زخم باندھا حیران کھڑی ہو کہ کیا نہ سیر کروں باغ ہاتھ سے جاتا ہو افسوس کچھ نہو کا

وہ تو ساحر زبردست ہو سحر میں مجھ پر غالب آیا کہ سحر اسے گرد آڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار منظور  
لگائے ہوئے جت و خیز کرتا ہوا آتا ہو عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہا ہو  
زیر نخل خاموش کھڑی ہو عیار قریب آیا بوجھا ہوا کیا نام ہو ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے  
باغ پر بیرے قبضہ کیا میں نے چاہا اُسکو نکال دوں اُس نے سحر کر کے مجھے زخمی کیا عیار نے بوجھا  
وہ ساحر کون ہو ساحرہ نے کہا میں نام نہیں جانتی لیکن دو قفس معشوقان پر سچہ کہ لٹک رہے  
ہیں انکو محبت دیکھ رہا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو اُس پر عاشق ہو جاہتا ہو انکو قبضے میں کر دینا  
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تھوڑے عرصہ میں باغ تمہارا خالی کر دیتا ہوں ساحرہ یہ سنکر  
خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہو کس فکر میں نکلا ہو کہاں جاتا ہو در کہاں  
آتا ہو عیار نے کہا میں طلسم کشا کا عیار ہوں فکر ماہی سحر میں نکلا ہوں دیکھو تمہاری شکل نیکو جاتا ہو  
یہ کہہ کر تارے آوازنگ دروغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیر بہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا  
حیران ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری ماں بھی جھکو نہیں پہچان سکتی کسی خال و خط میں فرق نہیں عیار  
نے کہا دیکھ میں کیا کرتا ہوں گل پیر بہن کی شکل بنا ہوا باغ میں آیا جالینوس نے جو گل پیر بہن کو  
دیکھا آواز دی کیونکر ناز میں اب شر سے باز آئی اسکے سحر میں دو ٹکڑے کر دینا عیار نے جواب دیا کہ  
ساحر میں تیری مطیع ہوں جو کہ وہ بجالاؤں تیرے حکم سے باہر نہ لوں گی تیری اطاعت میں رہوں گی اگر  
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہیں تو بھی اسی باغ میں رہ مجھ کو بھی جگہ دے میں ہمیشہ  
اس باغ کی رہنے والی ہوں اب آخر کہاں جاؤں خیر مجھ کو ایک وارث ہی ہم ہوا ایسا نہو باغ  
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلاتیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گائیوا لیا  
گار ہی ہیں انکو سڑ میں تو بالکل دخل نہیں ہو اگر کہو تو میں گانا سناؤں یہ کہہ کر باہر اٹھا یا سیدھا  
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بقرار ہو گیا کہا اے گل پیر بہن  
تم تو کمال رکھتی ہو میں نے کبھی ایسا گانا نہیں سنا تھا تھنے تو دل بیتا بکرو باجی جاہتا ہو کہ تم اب  
خاموش نہو آگاہ ہو کہ میں بھیجا ہوا خداوند ہفت بیکہ کا ہوں حکم ہو خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار  
کر کے لاؤ میں گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس میں بند ہو اس طرح آ کے مجھ کو سمجھا یا کہ میں اسکے قریب  
میں آ گیا طلسم کشا نے رہائی پائی اس نے جوش محبت میں اپنے باغ میں بلایا ہر کار دن نے مجھ کو خبر دی

مین غصے میں جا پڑا طاسم کشا پر پھر نہیں تاثر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونوں کو لے بھاگا کشا  
 کے پہلو میں بیٹھتی تھی اسکو اٹھا لایا یہاں آکر بیوی بچہ باغ بسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہو آرام مانگا  
 تھے اس کے شایانہ غصہ آیا اب وہ کہتا ہوں کہ تنگو اپنی معشوقہ بناؤ مگنا باغ کو آباد کر دو گنا ہزار روپے  
 نوٹ دیان یہاں موجود رہیں گی اسے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہیں مجھے کیونکر منظور فرمائے گا  
 جالینوس نے کہا اول تو خود بصورت ہو دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہو کہ میں اس ظالم کو جلاؤں میرے  
 ساتھ مزے اڑاؤں عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور ہو کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے  
 کہا اگر یہ قبول بھی کر لی تو بھی حیرانہ تب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دوں گا جسد  
 لازم ہیں سب حیرت میں رہیں گے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے گلے  
 میں جو یہ چلے فلا دی بڑے ہیں مجھے اتنے ڈر معلوم ہوتا ہو جو مجھے صحبت منظور ہو تو انکو اپنے  
 جسم سے الگ کر دو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہیں عیار نے کہا اگر مجھے خوف  
 جان ہو تو صحبت میں اپنی جگہ نہ دو میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ میں بد نصیب ہوں جیسے کہ میرا شوہر  
 ایک جشن کو لیکر بیٹھ رہا جسے تنہا ترہیتی ہوں تم بھی نہیں معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ  
 تمکو مجھے جان کا خوف ہو یہ کہلے رونا شروع کیا اسقدر رو دیا کہ جبکی لاک گئی اب تو جالینوس بیتاب  
 ہو گیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا او گل پیر ہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہو گیا اب تیرے  
 ان سب چیزوں کو جسم سے جدا کرتا ہوں تو آکر پہلو میں بیٹھ سب چلے کھو لکر جالینوس نے الگ سے  
 اتبو سماک نے بڑی خوشی کی اور جام لہریز کر کے اس کے لبوں سے لگا دیا جالینوس بی بی گیا اب  
 وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بقیار ہو گیا چاہا گو دین لون عیار دور چاہا پٹھا وہاں سے اشارہ کر رہا تو  
 کہ مجکو گو دین لجاؤ جالینوس بلبلے اٹھا بیوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گرا جھٹکے سماک سے  
 خنجر مارا جالینوس کا شک چاک قصہ پاک سماک نے دونوں قفس درخت سے اُتارے لکھ کو  
 قفس سے نکالا زبان کے سوزن نکالی قضاے کار محیط جادو اپنے دربار میں بیٹھی تھی گلہ سے  
 جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا اسے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک  
 بلاے روزگار تھا اسکو سنے مارا اب اوراق جمشیدی نکال کر پڑھے منہ بیٹ لیا کہا باغ  
 گل پیر ہن میں جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز بہو کہ اپنے کو باغ گل پیر ہن میں بہت جلد پہنچا

قابل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز بہرہ لکھ کر اٹھا کہ غلام  
 ابھی لاتا ہو یہ کہنے پہلا اسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ سحری کو قفس سے  
 نکالا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز بہرہ او سحیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جا بیگی ماہی سحر  
 نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کھانا صدمہ ہا طائر گبے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک نازمین  
 چھپا رہا ہی سحر کو ان طائروں نے گھیر لیا کوئی منقار بارتا ہو کوئی پردن سے بھاگ کر تا ہو چنید  
 ماہی سحر نے اپنے کو بچا یا لکر طائروں نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ سحری نے وہ اپنے مالک کو طائر دن میں  
 چھوٹا یا اترا پکے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اسکے زمین  
 پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوئے اُن طائروں نے دونوں کو گھیر لیا منقاروں سے بدن کو  
 فوج ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونوں کی زبان میں سوزن دی اور  
 گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونوں نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کر دیا سمک نے  
 جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونوں کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایہ عقاب جلا دیکھتا ہوا جاتا ہو  
 کہ جہاں یہ اترے میں بھی پہونچوں جان اپنی لگا دوں مگر معشوق کو راکروں عقاب اڑا ہوا جاتا تھا  
 کہ گانے کی آواز اسکے کان میں آئی دیکھا کہ ایک نازمین ایک قصر میں بیٹھی ہو گردنیزین صحبت  
 رقص و سرور آراستہ گاتا ہو رہا ہو عقاب اس نازمین کے دیکھتے ہی بے قرار ہوا آسمان سے اُترا  
 سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر میں اُترا اُس نازمین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیام  
 بد انجام دو عورتوں کو بچے میں دبائے ہوئے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہو پریشان ہو گئی بچار کر  
 آواز دی ارے تو کون ہو جو اس طرح میرے مکان میں جلا آیا عقاب نے کہا میں مصباح  
 ملک محیط جادو ہوں نازمین نے جواب دیا کہ محیط نے تم کو کیا حکم دید یا ہو جہاں جا ہو چلے جاؤ  
 کیا بی محیط سب کی حاکم ہیں خدا و بد ہفت پیکر کو سب کا خیال ہو انکے بندے ہیں بی محیط کون ہیں  
 عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرنے کے پھر چلے جائینگے اسوقت اُس نازمین نے جواب دیا کہ صاحب  
 کیا زبردستی رہی ہم اپنی صحبت میں غیر کا آنا پسند نہیں کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت  
 آزر دہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہو نازمین نے جواب دیا کہ موسیٰ  
 جادو اور میرا جلتہ رنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا کہ بیٹھ گیا اُس نازمین نے

بوجھایہ دونوں عورتیں کون ہیں کہا انکا حال میں نہیں جانتا محیط نے کہا اگر فساد کرنا وہاں  
جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلتے رنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہو  
بڑا بد مزاج ہو آتش قہر و غضب میں تلوے بھونک دینگا اور مجھے غصہ کرے گا کہ اپنے مکان میں غیر کو کیوں  
جلہ دی تو میں کیا جواب دوں گی عقاب نے کہا اس سرحد میں رہتا ہو تو محیط کا خرچ گزار دوں گا  
ضرور حکومتانیکا جلتے رنگ نے کہا تو جان تیرا کام جانے سمجھنا دیا کیا پاک وہ آندھی ہو تو قوت ملی  
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بن کر پہنچا ہو سینہ اُبھارے کھڑا ہو کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحراڑی  
پر سوار مارا سیاہ بابون میں لیٹے ہوئے نہایت کر یہ نظر اڑا دے کو دا کوڑا مارا تشہین کا ہاتھ  
میں تھا پھلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیوں ری بہ تیرا کون ہو اور یہاں آنے کا کیا سبب ایک  
کنیز نے بڑھکے ہاتھ تھا کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب  
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا اور سیاہ تو ہمارے گھر میں کیوں آیا زوجہ نے ہماری منع  
بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا  
میں محیط کا معصوب ہوں اسے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ محیط کون ہو تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہو  
تو یہاں سے نکل جا اگر تامل کرے گا تو مارے کوڑوں کے کھال گر دوں گا عقاب نے کہا مجھ کو تو سمجھا  
کیا ہو ابھی آگ لگا دوں گا زوجہ تیری محکوم بندائی ہو سپر قضا کروں گا یہ سکر موسیقار نے جھلا کے  
کوڑا مارا کہ عقاب بھاگ گیا اب تو اسے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب راہ  
کرتا ہوا ٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہوا آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون جلو میں  
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکوں کہ موسیقار نے گنگنا کے دیسک کی تان لگا دی شعلہ ٹٹھ سے نکلا  
عقاب پر گرے عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچا یا سمک نے خود دیکھا کہ دونوں جگہ بن مصروف  
ہیں ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بھری بھی زبان سے  
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائیں شاید سمک پر کوئی افتادہ پڑے تو میں ملک کو  
موجود رہوں ملکہ تو نکل گئیں نہنگ بھری آسمان پر لہرا رہی ہو ایک مقام پر جو موسیقار نے دیسک  
جان ماری بقول حقیر فرد تو نے وقت رقص دیسک کی لگائی جبکہ تان + بھاک گئے عشاق سارے  
شعلہ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہو کہ شعلہ اسکی ٹٹھ سے نکلا اور حریت چلنے لگا عقاب نے



لاکھ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب تیر ہوا نہ بود محیط  
 بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہو کسی نے عقاب کو  
 مارا بھائی اسکا جلیاب جادو بقرار ہو کر اٹھا کہا حضور کہاں جا کر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار  
 میں یہ مگر گدرا جلیاب بقرہ غضب تمام جلا یہاں وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار  
 نے حکم دیا لاشہ اس بھیجا کا باہر پھینک دو لاشہ عقاب کا باہر پھینک دیا گیا اب روجہ کو بدلہ میں  
 لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہیں سمک بھی بشکل کنیزہ بار میں حاضر ہو ہر مرتبہ جھک جھک  
 سامنے موسیقار کے آتا ہوا زور کر شے دکھانا ہو کہ دیکھا آسمان بر برق جلی آواز آئی کہ نسیم  
 جلیاب جادو کسے میرے بھائی کو مارا بھی بدلہ لوں گا موسیقار نے کہا جلیاب خدا ہوش میں  
 کس سے بدلہ لیا میں نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر میں گھس آیا میری روجہ برا شمار عاشقانہ  
 بڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلیاب نے چاہا اسکی کمر میں نیچہ دیکر لے اُڑدن کہ موسیقار نے بھر  
 گنگنا کے تان ماری شعلہ منٹھ سے نکلا جلیاب شعلہ کو دیکھ کر بھاگا موسیقار ہر جذبہ لگا لگا کر  
 جلیاب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے بہت بچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب  
 تان لگا تا ہو منٹھ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حرفت کو جلا دیتا ہو میں شعلہ کو دیکھ کر بھاگا محیط نے  
 کہا میں ابھی موسیقار کو بگڑاتی ہوں یہ کیلے آواز دی اری شعلہ شعبہ ہ باز کہاں ہو کہ ایک  
 ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ او شعلہ شعبہ ہ باز جلا جا اور موسیقار کو لایہ شکر شعلہ بھڑک کر  
 جلی موسیقار جلتہ رنگ سے کور رہا ہو اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب جھٹائی یہ کیلے اپنے مقام سے  
 اٹھا کہا نو شعلہ شعبہ ہ باز آتی ہو وہ مجھ کو لیمائی بلیک محیط آفت بر پا کر لگی جلد بارگاہ محفوظ کا  
 جلتہ رنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ  
 استاد گرد کنیزوں نے بارگاہ استاد کی اس بارگاہ میں موسیقار آ بیٹھا کنیزین صف باندھ کر  
 کھڑی ہوئیں شعلہ شعبہ ہ باز جوا کر بیونچی قواسفے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہیں اول  
 بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہو پکار کر آواز دی او شعلہ آؤ اس بارگاہ میں تو قدم رکھو شعلہ  
 نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جا کے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ  
 میں بیٹھا ہو دہان میں باقی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا کھنڈ ہو او شعلہ نوج لیکر



جاؤ اور اُس بیچیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آرمستہ یہ سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا اب شعلہ فوج لیکر آتی ہو مگو میں پہا محیط کے زجاؤ نکا کہ دور سے دیکھا علمہا سے رنگاری کے بھر ہرے کھلے ہوئے شعلہ سعیدہ باؤ ایک تخت پر سوار اندر شور سے آئے پہونچی بارگاہ استاد کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زوجہ کو حکم دیا اپنی کل فوج جمع کروائے اسی وقت بلغ میں آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجیں نکلتا شروع ہوئی تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار ساحران خدا رکھ و ساحری سے تیار ہوئے سامنے حاضر ہوئے موسیقار نے حکم دیا صفین باز ہو شعلہ نے طبل جکی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہاں آئے بھی طبل جکی بجوایا دونوں لشکروں میں تیار یاں ہو رہی ہیں سبک ماہی سحر و تنگ بھری کو لیکر اپنے لشکروں میں پہونچا فلک رستم کو لیکر اپنے قلعہ میں آئی شاہزادے نے ملک کو تخت پر بٹھایا بائیں پر ایک قصر بھارنگ سبز فلک نے کبھی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولے اس میں چند چلیان ہیں اُن سے احکام ہو چھوے شاہزادے نے کبھی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہوا سپر سات چلیان سبز کھڑی ہیں شاہزادے کو چلیوں نے سلام کیا کہا اے طلسم کشاے ہفت پیکر تشریف لائے آؤ کو مناسب ہو کہ عیار کو لیکر بلغ موسیقار پر جائے اُس سے اور شعلہ شعبہ باز سے مقابلہ ہے اُن دونوں کی قضا آپکے ہاتھ سے ہو جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائے آپکے خدا نے یہ انقلاب کیا کہ آپس میں مقابلہ پڑا اسی وجہ میں آپکی رسائی نا محیط ہوگی ہم جو عرض کوین اسپر آپ باندہ ہوں تو لوح کا بہہ ملیگا جب تک لوح نہ پائے گا پریشان رہیے گا جسدن لوح علی ہفت پیکر بھاگ کر طلسم ہفت پیکر میں جائیگا اُسی کے تعاقب میں آپکا داخلہ ہوگا سرحد تک طلسم ہفت پیکر وہ مقام وسیع ہو کہ سالہا سال میں مرحلہ جات طو ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقیانوس ہیں کہ سب مرحلہ جات طو کر لینے رستم یہ احکام شکر بیرون قصر آئے ملک سے سب بیان کیا ملک نے اُس وقت حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا اڑا کر چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبہ باز تخت سحر پر سوار میدان میں آئی موسیقار کو بکار رہی ہو اسکا ارادہ ہو کہ جا کر شعلہ سے مقابلہ کروں کہ صحر سے گرد آڑی تمام میدان تاریک ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہو ننگ بھری سہک کی پشت پر کتہی ہوئی  
او جہتر دلا گھر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اس شکر کے مقام چھپنے کے  
ہو چٹا اگر وہاں پہنچ گئے اور کیل جاو کو آتے ہوئے دیکھا اس سے ایسا رستم بیدار کرو  
کہ وہ اپنے مکان پر ایسے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کتا ہوا چلا آتا ہو کہ جو تم کتہی ہو یہی ہو گا یہاں  
شعلہ ساحر دہری کر رہی ہو کہ شاہزادے گھوڑا اڑا رہے ہو اس کے سامنے آئے شعلہ نے آواز  
دی تو کون ہو جو میرے مقابلے میں آیا ہو میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے  
کہا قابض ارواح کا فران برباد کن ساحر ان مغرور و متکبر فرخ طلسم ہفت بیکہ شعلہ چہرہ  
یہ سنکر کاف گئی مگر سحر کر کے اسے اپنی برساتا تلوارین شاہزادے پر گر گئیں بڑی کوشش کی  
مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تھک ہفت جو ہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھ کر شعلہ  
گھبرائی ساحر دن سے کہا بلوہ کر دو اسکو گرفتار کر لو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آپڑے یہ  
ساحر دن پر جا کرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر اٹھ پٹنے لگے ساحر دن کے سینوں پر  
پڑنے لگے کئی سو ساحر مرکز کر کے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مارو  
ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی ننگ دریا کے جرات ہو کب انکی سپکاہی  
میں لاتا جو جسے میرے کو اٹھا یا سان نیزہ کو اڑا دیا برابر آ کے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب  
ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شجہہ باز صحرائے محیط کی طرٹ بھاگی -  
ماہی سحر نے رستم کو روکا ننگ بھری نے سہک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن  
عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہوا ننگ بھری بھی ہمراہ ہو  
تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہنچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں  
محیط کی جلی کنیز نے بڑھکر عرض کی تو ٹڈی بھی ساتھ چلیگی ناک کے جمال کو دیکھیں شاید  
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی  
دیکھا ایک ساحر بیٹھی ہو اسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اس ساحر نے اسکا ہاتھ  
مٹھا کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے شعلہ  
کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے انکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہاں سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزوں سے پوچھیں  
 انھیں کے سامنے مقابلہ پڑا میں نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اسنے سرسید ان شکست  
 جھکو دی آخر میں زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز چپک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی  
 حضور اُسکا اقبال بلند ہو جری ایسا کہ بیسٹ ہزار ساحر وہاں سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی  
 اب وہ موسیقار پر وادڈا لیکا اس طرح اس کنیز نے باتیں کیں کہ محیط نے کہا کہ شعلہ  
 یہ کنیز جبری نہایت سلیفہ دار معلوم ہوتی ہے ہمارے پاس ہے تو بہتر ہو شعلہ نے کہا حضور یہ  
 دو لون کنیزیں نہایت معقول ہیں خدمت حضور میں رہیں تو بہتر ہو محیط نے دو دنوں کو ساتھ لیا  
 کہا کہ شعلہ پھڑپھڑو ہم اور تم میرے کچے شعلہ باہر جا کر پھری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا  
 کنیزوں سے پوچھا کہ کچھ گانے میں بھی دھل ہو ایک کنیز نے عرض کی واری میں نے لاکھوں  
 روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا ہے کیلک سامنے آ کر بیٹھی سا ندون نے سادہ دست کیے اپنے  
 گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے  
 اسے عرض کی جگہ گلگو نہ کہتے ہیں آپ کی سرکار میں مدت سے ہوں مگر حضور کا کبھی سامنا نہیں  
 ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئے اب میں جا رہی ہوں کہ آٹھ پہر خدمت  
 میں رہوں طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تہہ سیر بتاؤں گی اگر میں دربار طلسم کشا میں جاؤں  
 تو گا کر انکو راضی کروں بی شعلہ نے ناعن شکست کھائی محیط نے کہا کہ گلگو نہ اگر طلسم کشا کو  
 گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کروں کہ سب کنیزیں رشاک کروں کنیز نے عرض کی واری بی کیل  
 نہیں آئیں کہ اُسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہاں طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے  
 کہا منگل کو بی کیل آئیگی اور جہاں لوح ہو وہاں طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی نکلا  
 نہ جاسکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اس کے مقام تک پہنچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب  
 تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگو نہ کو سامنے بٹھایا  
 بہرات گذری تھی کہ آسمان پر برق چلی دیکھا ایک ساحرہ سر جھکا دھتھہ بہاؤ تخت اُڑاتی  
 ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کیل تے سنا کہ طلسم میں کیا ہنگام  
 ہو اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار جسے بگڑے بیٹھے ہیں ہمارے بلانے سے

نہیں آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے میں اترے ہیں مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کیا کیا  
کیا ہو روح کی توحافت ہو یہ تو مجال نہیں کہ طلسم کشا وہاں تک جاے اور روح پرست نہ  
ہو کمیل نے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کریں کہ لوح لیلون تو وہ بھی وہاں تک  
د جا سکیں اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل میں ہو محیط خاموش  
ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سا زندون کو حکم ہوا سا زد رست ہوے گلگونہ نے  
اشعار عاشقانہ محیط کے رو برو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفیں  
کیں کہا اے محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ  
اسکو اپنے مقام پر لجاؤں محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اٹھی گلگونہ کو  
تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے جلی دوسری کنیز یہ کہہ کر ساتھ ہوئی کہ میں گلگونہ سے  
لمحہ بھر جدا نہیں ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھالیا گلگونہ یعنی سماک دوسری کنیز  
یعنی نہنگ بھری دونوں ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہوئیں تخت اسقدر بلند ہوا کہ  
انسان کی آواز نہیں آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہوا سمیں کمیل آکر داخل ہوئی  
انہیں جلیبیں دوڑی ہوئی آئیں تخت سے کمیل جادو کو اتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا  
کہ جلسہ آہستہ ہو وہ گانا آج ہو گا جو کبھی نہ سنا ہو گا کنیزوں نے جلسہ آہستہ کیا کمیل  
مسند پر آکے بیٹھی کہا ہاں اے گلگونہ تمھاری آواز دل میں سوراخ کرتی ہو کچھ گانا شروع  
کر و گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔

خبط جسے نہ ہوا آہستہ کار آج کی رات  
گو رتار یک سے ہو تیرہ و تار آج کی رات  
دیکھیے کشتی ہو کیونکر دل زار آج کی رات  
نیمہ میں تھک چکا رکھی بار آج کی رات  
گن ہمارے تو گر بیان کے تار آج کی رات  
ساتھ ہرنالے کے اڑتے ہیں شر آج کی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے بار آج کی رات  
ہول آتا ہو سیاہی سے شب فرقت کی  
شب آئندہ یہ موقوف رہا وعدہ وصل  
قواب غفلت میں بھی اویار رہا تیر خیال  
اے جنون مشغلہ عالم تنہائی ہے  
دل جگر آتش فرقت نے جلاے اور تار

کمیل بہت خوش ہوئی کہا اے گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی جو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت میں رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو میں جو قصہ ہو اس میں کیون فصل  
 لگا ہو کیل نے کہا اے گلگونہ حقیقت میں تم اس رنگ میں گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو  
 گلگونہ نے کہا واری اس قصہ کا حال بتائیے کیل نے کہا اے گلگونہ یہ بات کہنے کی نہیں ہو اس  
 مکان میں لوح طلسم ہفت پیکر ہو اس میں ایک تختہ سنگ رکھا ہو اس پر سو گلدستہ ایک ہر رنگ  
 رکھے ہیں جب طلسم کشا کے قریب آئیگا تو جس گلدستہ میں لوح ہو وہ ٹکفٹہ ہو جائیگا غنی  
 اشارے کر کے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالے گا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ  
 پڑے گا جس گلدستہ میں لوح طلسم ہفت پیکر ہو اسی لیے میں نے سکونت اپنی دنیا سے کنار  
 کر لی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہوں میرے بزرگوں کے وقت سے یہ  
 خدمت لوح سپرد ہوئی آج نئے آدمیوں میں تم بیان آئیں گلگونہ نے کہا واری حقیقت میں  
 یہاں کون آسکتا ہو کسی مجال ہو ابلی مرچہ جو میں آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤں گی وہ  
 کیا خوب ساز بجاتے ہیں بسبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہو وہ سا بجاؤں اور میں گاؤں  
 کیا عجب ہو کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاید فو عروس شریک صحبت ہو اور مجھے فرمائش  
 کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤں وہ گانا تاثیر دار ہو میں آج تک کبھی اپنے بھائی کو صحبت میں  
 بی محیط کی بھی نہیں لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہیں مگر حال لوح شکر شقائق ہوں ذرا امیدوار  
 ہوں کہ مجھے دکھا دیجے کیل نے کہا اے گلگونہ آج کل طلسم میں انقلاب ہو میں آٹھویں روز  
 زمین پر جاتی ہوں اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہوں آج تکہ تجاظر محیط لائی بھائی کا تمہارے آنا  
 بہتر نہیں ہم تم کو اللہ ہر جہینہ میں بلا کرینگے گلگونہ نے کہا واری میں بھائی کو لے کے درہ کوہ  
 دُخان پر چڑھوں گی آپ دو فون کو مٹھا لائیے گا اسی قصر میں بہو بجائیے گا ایسے لطف سے  
 آریکی خدمت گزار دی کروں کہ آپ بہت راضی ہوں کیل نے کہا اے گلگونہ میں محیط کے خلاف کوئی  
 کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی اب گانا نہیں سنا ہو گا کیل نے کہا اب رخصت ہوئی  
 کوہ دُخان پر چڑھنا میں محیط سے صلح کرونگی اگر انکی راے ہوگی تو اٹھاؤنگی ورنہ تمکو بھی  
 اب نہ لاؤنگی یہ جب کہ کنیز اور بیٹی میری شہرت مرصع پوس اس مکان میں رہتی ہو برسوں زمین  
 کی طرف نہیں جاتی اسی قصر میں رہتی ہو اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکا ہو گلگونہ نے کہا مجھ کو قریب

کوہ دخان کے پہونچا دیجے میں اپنے بھائی سے جا کر ملوں اور اس سے یہاں کا حال کہوں  
 بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا دیا کیا جائیگا کمیل اس وقت ان  
 دو خون کنیزوں کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہاں ان دونوں کو اٹا راوہین کا گلگولہ نے  
 وعدہ کیا کہ جب ہمارے تلاش کردگی یہیں پاؤگی سنک و ہنگ بھری رستم کی طرف چلے اور کمیل  
 محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اس کنیز نے تو ایسا گانا سنایا کہ کلجہ  
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر اس ملک عالم جب تک گلگولہ نہ صحبت میں رہی دل کا نپا کیا محیط نے کہا یہی  
 میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے  
 گلگولہ سے اپنے کو بچانا اور کمیل اب ایک کام کرو اور شید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہاں  
 جا کر پوجا پاٹ کر شیرینی وغیرہ یہاں سے لیجاؤ دو چار روپی بھی پاس رکھ لو طرف سے حراوند  
 ہفت ہیکر کی کوا اور شید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہو سب حال معلوم  
 ہو جائیگا یہ سنکر کمیل اُٹتی ہوئی کوہ فرماؤ کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہو ایک قصر کے وسط میں  
 تھا قفل آجین دیا تھا اسے پکار کر آؤ اودی اور شید روشن چراغ کنجی عطا فرمائے کیا ایک  
 آستان پر گڑا گڑا ہٹ پیدا ہوئی دیر اعظم سے ایک ذخیر لٹکی اس ذخیر میں ایک کنجی ہندھی تھی دھنکی  
 کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آ کے دیکھا سارے مکان میں سناٹا پڑا ہو ایک گوشے میں چراغ  
 روشن ضرور اسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہو کمیل جا کر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آؤ اودی اور  
 نور شید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو میں تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آوازانی آجیل  
 پسال آخر طلسمی و طلسم کشاؤید میں اللہ ہی ہر چند کہ بنیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ تم  
 نگہبان ہو آج تک صورت لوح کی نہیں دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح لیلیٰ اور وہ گلگولہ جو کان تھی یہ عیاں  
 طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا ہی لوگ طلسم کشا کو بلا سے قصر معلق ہو بنچا بیٹے حبش طلسم کشا لوح  
 پانچا اُسدن بڑا ہنگام ہو گا کل ایل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی  
 انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کردار و یہاں تھیں کئے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے بتہ دیا کہ کوہ فرماؤ  
 پر جاؤ اب جاؤ کمیل نے اور کچھ بوجھوں کہ ایک دوتا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اور  
 کمیل مکان سے نکلا ایسا نہ تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے



آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اڑ رہے ہیں بکار رہے ہیں اور کمیل بیان کیوں آئی کو کچھ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طلسم کی ناشادی ہو ایک طائر نے بکار کر آواز دی اور کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سن لو۔

مسجد و ن میں کرتے ہیں گرد و آسمان قص  
سیکھتا ہوا سیلے وہ سرو گل اندام قص  
حشر کرتا ہوا ہا تیرا بت خود کام قص  
جیج بہ رہ رہ کیا کی شام سے تا شام قص  
وے جنون کا دیکھ کس کس کو اب انہی قص  
ہاتھ بر ساقی کے تھکے اور دکھاوے عام قص

سیکھ دن میں کرتے ہیں گرد و آسمان قص  
یہ کچھ پامال نا آسودگان خاک کو  
مردے جی اٹھتے ہیں زندے ہیں گل کو کچھ  
صبح سے لے صبح تک قصان ہوا وہ ہا بہ  
سیکھ دن بھار ٹنگے کیڑے گریہی ہو قص بار  
کیف محبت رتا طالب ہوں اگر میں غم

کمیل بکسرت دیکھ رہی ہو کہ وہ طائر تلخ تلخ کر یہ اشعار گا یا کیا جب گا جگا تو منہ سے شعلہ آتش  
چھوڑے کہ سب طائر جل کر خاک ہو سے ان طائروں کی خاک قصر بگری اور وہ طائر بھی تڑپا  
گرا ایک جیج ماری کہ اور کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر بیان آئیگی تو  
جل کر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلہ نکلنے لگا کمیل بھرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور  
باکر دیکھا کہ وہ مکان جل کر خاک ہوا کمیل دہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی  
سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اور کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم میں  
اندھیرا ہو گیا میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو  
دیکھ گیا اب تم جاؤ یہاں آنا موقوف کر دلوچ کے انتظام میں مصروف ہو کمیل نے قصر میں تہی  
اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے  
عشق و محبت کے بالکل نابلد آٹھ پہر ہی کتنی بے کوشش و محبت کیا چیز ہو اتفاقاً ایک روز یہ  
بیٹھے بیٹھے گھبرا ئی کمیل سے کہا اور مادر ہربان آج کو یہ خیال ہو کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور ہو گا  
قصر چراغ میں سن آئیں سب حال روشن ہوا اب مجھ کو حکم ہو میں بیان سے نکلون جا کر  
حال طلسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان میں لا بیٹھا  
کیونکہ وہ لوح طلسمی با بیٹھا یہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤں کمیل نے کہا اور نور نظر



گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہیں ہو لیکن جان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہو گرفتار کرینو والا بلا میں  
بھنستا ہو شہرت نے کہا ایو مادر میں بغیر آبکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جلد حالات آپ سے  
کہونگی بغیر آبکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ایو نور نظر دیکھو  
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کر کے طاؤس زرین بال پروار ہوئی  
اول باس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ایو شہرت جمال بیتال طلسم کشا دل کو  
ہلا دیتا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہو کر بھی جا ہتی ہیں کہ روح طلسم کشا کو لے تم اسے دیکھنا  
میں کمیل کو کیا ٹھہ دکھاؤنگی وہ بوجھگی میری بیٹی کو کس بلا میں بھنسا یا شہرت نے کہا آیکو ناصق یہ  
خیال ہو اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیکا پہلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا  
مجھے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہہ کر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ایو نور  
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو اب حال لشکر اسلام کا عرض کروں کہ جب سک و  
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت میں پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سک نے  
وعدہ بھی کیا ہو کہ میں اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیجیے رستم نے کہا میں یہ کہہ نہیں سکتا  
اس صحرا سے کوچ کرو صحرا سے محیط میں قیام کریں وہیں سے بہتہ لگا میں سب سرداروں نے  
بھی یہی صلاح دی کہ حضور بیان سے کوچ کریں بیشک اسی صحرا میں انتظام بن پڑیگا آفتاب نے  
اٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہیں ایو شہر بار یہی مناسب ہو طلسم کشا نے اسی وقت حکم دیا لشکر  
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہو اسنے اسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے  
بھی مجبور ہو کر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہو کہ حضور سے آمادہ  
جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجو کر بیٹھا ہے +  
جلترنگ پہلو میں ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ درجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے ایو  
جان جان دیکھا تھے کہ بوجہ محیط مجھے آزدہ ہو میں اب یہ رنج یوں مٹے کہ طلسم کشا کا سر  
کاٹ کر خدمت میں محیط جا دو کی بہو بنجاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ  
شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی نہوگی میں نے خواب میں حیرانہ  
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے نہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چلی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار سنہتی ہوئی آئی جلہ رنگ مٹھی شوہر سے کہا تم بھی اٹھو استقبال کرو و خدا کی بیٹی آتی ہو موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اڑاتی ہوئی چلی آتی ہو عجب محبوب مرغوب ہو بقول شاعر لطیف

کیا کمون طرز دیکھنے کی آہ قالب آرزو میں ڈھالا ہو اسکی کا کل سے حرف سر نہ کرو کالے کوسوں کی رات کا کیا ہو اس جین سے ہو دل کی کج باؤب یہ کمانین کسی نے کھینچی ہیں صبح رخسار آنہ سے صاف جیسا کھڑا گلاب کا سا بھول برگ گل سے زبان ہو ناز کر وہ زبان کا خس میرے منہ میں ہو کنج لب آرزو سے جان دل قند و مصری کو کیوں نام رکھے رہے گردن میں میری آنکے ہاتھ یتغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہوں ہاے اس سے خدا جدا نہ کرے چپ کی جاگہ ہو کیونکہ کیے صاف گئی نظروں سے وہ کمر باریک پھر قیامت تلک لطافت ہو ناخن پا خنائی ہیں ایسے آگے جھڑت ہزار آئی	دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب کا کل صبح بر غنہ نہ کرو اسکی زلفوں میں دل گئے نہ پھر صبح صادق کا دعویٰ ہو کا ذب بھری بلکون کی اور سب کی نگاہ جو نہ پھرے نگاہ رکھے معاف ہو دہن تنگی سے سخن کوتاہ بھول جھڑتے ہیں بات بات پر دمدم سوے گوش اشارہ صبح آگے جلنا نگاہ کو مشکل ہو تبسم سے لعل کا دل فون یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ شانہ و دست و ساعد و بازو دور اس سے رہوں خدا نکر اسکے پھر آگے غنچہ گل ہے ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہان بیک وہ قدم کاش فرق سر پہ ہوں برگ گل ہاے سر ہوں جیسے طرز رفتار جیسے افسون ہوں	کیا کمون کیسا فستہ بالا ہو بیکر نازک اسکا سب محبوب کچھ بھی نسبت ہو تجھ کو سودا ہو رہے سنبل کیچے ہاتھ دھرے وہ بھنویں بھی کسی نے دیکھی ہیں چشم بر میرے تیرے چشم سیاہ کیا جھکتا ہو ہاے رنگ قبول کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ کیا کمون کم بن ایسے شیریں گو گو ہر گوش با ستارہ صبح ان لبوں سے جو کوئی کام رکھے ہنستے دیکھیں تو سوچیں مجنون بس چلے تو گئے لگاے رہوں دل کشی میں تمام یک پہلو صدر سے لیکے تا بجلقہ ناف یا سخن بابت نال ہے تک اگر لچکے تو قیامت ہو ساق سین مری کمر پہ ہوں گل و بلبل ہیں سب ناشائے رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو
--	---	--

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھ کر سینے پسینے ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا  
 پکار پکار کر آواز دیتا ہوا آئیے میری آنکھوں پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کوچہ رستم  
 محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑ گئے کہا اے موسیقار ہوش میں آیا باتیں کیا نکالیں  
 ذرا سنبھلو ایسا نہو تمہارے کچھ خلاف گذرے جلت رنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا  
 صاحب سنبھل کے بات کرو و حذر طلسم کی بیٹی ہو بدین معلوم کسوچہ سے آنا ہوا موسیقار  
 نے روج سے کہا میں کیا کہوں صاحب میرا دل غنیمت ماننا اب زن و شوہر دونوں غنیمتیں  
 کرنے لگے کتنے ہیں بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا میں اس صحبت میں دبھٹوں گی اپنا حال دیکھو  
 کہ ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونوں ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤں شہرت  
 نے ایک طمانچہ مارا کہا اوبے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے میں ڈالتا ہو دونوں لشکر  
 میں طلائے پھر رہے ہیں رستم خود طلائیہ پر ہیں شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا  
 موسیقار نے بگڑ کر کہا کیوں جان جان یہ کیا بے ادبی ہے میں نے طمانچہ کھایا خاموش  
 رہتا ہوں مگر اب سمجھا کے کہتا ہوں کہ میرا دل بہت بیقرار ہو یقین ہو دل پہلو سے نکل جا  
 آنکھوں پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے میں مثل چاکران کنیزین خد متکذاری کروں  
 شراب پلاؤں اپنے ہاتھ سے کہا اب کھلاؤں شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا یہ کیکے  
 چاہا نکل جاؤں یہاں نہ بیٹھوں میں تو تدبیر میں طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور  
 فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری مٹھ سے شعلہ  
 نکلا شہرت کی طرف جلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار یکار مٹھا  
 ارے صاحبو میری جان جاتی ہو اسکو بکڑ لو میں بکبر و صل حاصل کروں کہ دل کو آرام  
 ہو تمام کنیزین دوڑ پڑیں چاہا شہرت کو بکڑ میں شہرت ہنسنے لگی گلزارِ نازے کنیز بچا اس  
 کنیزوں کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گو ہر دندان کھلے گلزارِ بکار مٹھی لٹم  
 تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون پنا کرتے  
 رہ پرفوف لغت میں قدم ای رند دھرتے ہیں  
 محیط عشق سے ساحل تلک اندر ہو بخار دے  
 بمجوری گلے کو کاسنتے ہیں تپہ مرے ہیں  
 تمنا رنگی کی ہر دم جانے سے ڈرتے ہیں  
 بٹھائے دیتی ہو چوک قضا جون جون بھرتے ہیں

جلو تم بھی شہیدانِ محبت کے مزاروں پر سمجھ اللہ محبت دونوں جانب سے برابر ہو طبیعت ہو گی براہم مجھے نافع آپ سمجھیں گے	زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں وہ ہمیر جان دیتے ہیں اگر ہم اُنہ مرے ہیں خبر لیجے ہوا سے ہاں زلفوں کے بکھرے ہیں
---	---

مشریک بزمِ بین یہ دوستوں کی پاس خاطر تھی نہ سمجھوا نکورِ ندون میں کسی پر رند مرتے ہیں	
--	--

گلزار کے ساتھ پچاس کینزین مل کر گانے لگیں گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضورؐ  
دختر بلند اختر لو خدا رطلسم ہیں ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کریں جو حکم ہو بجا آئیں  
شہرت نے ہنس کر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کینزین ساری فوج پر  
جا پڑیں سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا  
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے  
تیر پھینکے اسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے  
یکایک دیکھا لشکر دشمن میں ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکھ ہائے ابر سحر کر کے  
لگے برق شمشیر چمکی کبیر کمان کڑ کی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا در بانق  
کرد لشکر دشمن میں یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردانِ حقیر وہاں موجود ہیں  
خبر لیکر آتے ہوں گے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چاروں مخبر خبر لیے ہوئے مثل  
اربع عناصر افتان و خیمہ ان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا کے شاعر  
بجالاتے۔ لفظ

کہ تاسبزہ روئیدہ باشد بہ باغ نگین سعادت بنام تو باد	کل شمع تابد جو روشن چراغ ہمسہ کار عالم بہ کام تو باد
--	---

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہیں معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار میں آئی  
وہ اسپر عاشق ہوا جاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہو چکیں تیس ہزار لشکر  
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہو ہر حید کہ ساحرہ زبردست ہو لیکن انتہائی زخمی ہو گئی ہے  
کیا عجب ہو جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت سنکر رستم کے دل پر تاخیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دید اُخبرد در آید جلوہ حسن از رہ گوش ز دیدن هیچ اثرے در میانہ	لبا کین دولت از گفتار خیزد ز جان آرام بر باید ز دل ہوش کنر عاشق کسان را غائبانہ
--	---

رستم نے فرمایا کیون سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہ تو ہر ایساں سمیقار  
اس با کبار کو گرفتار کر لین اور بظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر بھرتا ہوا سامنے آیا  
عرض کی اکی شہر یا حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہو اگر حکم ہو تو ان ناہنجاروں کو  
جا کر سزا دوں رستم نے کہا بہترین بھی جلتا ہوں آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی پل سحر  
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر میناب ہوے بانی بانی کیلے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے  
سائے میں بشت بیخ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو منبھالے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکھ دوں  
لنگر کرنے لگے ساحر بیاس بیاس کہتے پھرتے ہیں کوئی منہ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا ناچیل  
پہونچا اپنے کو بانی میں گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجب زنجیر بعض کو زمین  
میں گرے یوں آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت چیراں کہ اس قدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ  
بڑھ گئی کہ سب ساحر بدو اس سبکو شکایت پیاس کی ہو کہ ایک خعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر  
سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ میں جرات بات بات میں اسباب سحر جنم پر آراستہ بڑے لطف سے  
سمجھ کر رہا ہو جب گولہ پھینکا سودہ سو ساحروں کے سر اڑ گئے عجب شہرت کے پاس سے مار کر ساحر  
کو جھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اس وقت میں تو نے  
ساتھ دیا دشمنوں کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا  
کاہن ایسا جھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور نہ اس دیر کا شرم کا  
آفتاب میرا نام ہو اور اے ملکہ عالم تمھاری خبر مفصل سن کر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھ کو بھیجا کہ جا کر شہرت  
مرصع پوش کو کیا خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ پہلو سے لغزہ شیر کی آواز آئی زمین پھرائی رستم کے لغزہ کی  
آواز آئی۔ لغزہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیت علم شاہ جو رحم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ  
فیل دور + کہ برخت مرزوق انگندہ شور + منم شیر دل صفت شکن پہلوان پنم نور علیہ صا جعفران  
تبخہ ہفت جو ہر ہاتھ میں کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم لڑتے پھرتے چلے آتے ہیں

عجب جمال باکمال ہو کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ فوج ہو گئی بقرار ہو کر دھڑی چایا قد مبوس کر وں  
آفتاب نے گولہ مارا سر اڑا گیا صد ہا کنیزین قتل ہو گئیں شور موقوف نہیں ہوتا شہرت نے جو جمال  
بیشال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آئے نہیں تھی مگر جمال رستم  
دیکھ کر مثل آئینہ حیرن و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہو کہ رستم بھی بہ نگاہ  
اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھیں لڑ رہی ہیں شہرت کی یہ نوبت ہو بقدر شاخ غنم

تھی نظر پاک جی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جانا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے تھ	دلہہ کر لے لگی تب غم ناز	رنگ بھرے سے کر جلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	جاک کے پھیلے پاؤں دامن تک	طبع نے اک جنون کیا سپردا
اشک نے رنگ فون کیا پیدا	سوزش غم نے دل میں جا کر	داغ نے آجگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑ کھڑا کر کرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر  
لڑنے سے معذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ میں پہنچاؤں جلتہ رنگ زویہ موسیقار  
نے جو دیسے دیکھا کہ رستم سے باتیں ہونے لگیں جلتہ رنگ بجا کر آواز دی آدھو دہہ ہمارے  
خبر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتیں کر رہی ہو قیری مان کو اطلاع کر دہی یہ جو جلتہ رنگ نے کہا  
شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار نیچے کھینچ کر جلتہ رنگ پر  
جا پڑی جلتہ رنگ نے وار اٹھا رکھا رکھا جلتہ رنگ تھی سحر کر وں کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے  
گرا کر سرتن سے جلتہ رنگ کا اڑ گیا مرن جلتہ رنگ کا کہ موسیقار نے گریبان جاک جاک کیا زوج کے  
غم میں خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ  
اے فراق نصیب دونوں میں فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدا سے صہبائی  
کہ زمین تھرائی آواز آئی کہ شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہو گیا آوازیں لینا لینا کی آواز نے لگیں جب  
اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک بچہ چمک کر آسمان سے گرا و بچہ سرتن  
شہرت کی بڑا لیکر ہوا آسمان ہوا توجہ ہوا سے آنکھیں شہرت کی بند ہو گئیں بعد عرصہ دراز  
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قہر معلق میں پایا دو رنگین سامنے کیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہیں کہ ہر مین  
کیونکہ ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھیں شہرت نے اپنے کو ضبط کر کے کہا اے مادر مہربان اے

کہ میں برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا لازم جانکر اُڑ پڑی  
اُس نے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین میں نے اُسے طمانچہ مارا مجھے ضبط نہ ہو سکا کٹا  
سخت کئے قصہ کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤں اُسکو ابھی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے  
لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے مجھ کو اکیلا دیکھ کر وہ بھی آپرے موسیقار  
نے آج وہ حرکتیں کیں کہ حضور دریافت کرینگے تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائیں تو آپ پر حال اچھا  
کیل نے بنگاہ قہر غضب طرٹ اُن زنگنوں کے دیکھ کر کہا اُس دشمن کو دلائین جو ہمیشہ ہمسے  
بعض وحد رکھتا ہو جلد جا کر لاؤ وہ دونوں زنگنیں شہرت کا ماتہ چھوڑ کر تڑپ کر بلند ہوئیں اسوقت  
بہو بخین کہ بیان جو رشتی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی میں یہ اشعار پڑھنے لگے لفظ

گنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی  
بس ہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی  
عاشقی حصے میں اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی  
جسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی  
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی  
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی  
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی  
تب وہ بیار ہوئے نین سے جبات نہ تھی  
اسم اعظم تھا مریجان تری بات نہ تھی  
میش ازین خاک کے تیلے کی کوئی ذات نہ تھی

ترک کرنی تھے اور شوخ ملاقات نہ تھی  
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی  
کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو مجھ میں نہیں  
تب سے وارفتہ ہوں اور تڑپے جلو کا  
زندگی ہو گئی آنے سے تمھارے ورثہ  
بوسے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم  
فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر نسر باد  
وصل کی شب بھی ہی وصل کی حسرت یاد  
ایک کلمے میں کیا تو نے دو عالم کو مطلع  
چار دن زسیت کے جو چاہے سو کہو ار

رستم کو جو موسیقار نے مہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سو چاک اسوقت طلسم کشا ہوش میں نہیں ہو  
شہرت کی یاد میں بقرار ہو ایسے عالم میں گرفتار کروں جیسے ہی قریب ہو پنا رستم نے تیغ ہفت چہر  
جبکایا موسیقار دیک کی تانیں لگا رہا ہو شعلے بھڑک کر آتے ہیں سامنے سے رستم کے بلٹ چاہتا  
رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ سر موسیقار کا اڑ جائے  
کہ دونوں زنگنیں تڑپ کر گرین موسیقار کی کمر میں پنچ دیا اور لے اُڑیں اس زور سے کہ دیا



کہ موسیقار بیہوش ہو گیا بلندی پر جب کہ وہ ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اس نے دیکھا کہ دو زنگینیں جھکویں  
جاتی ہیں دیک کی تانیں بارین شعلہ منٹھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف  
پنچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اس کی آگ نے اس کو بھی جلایا کیسل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اسے  
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنوں کو اس نے مارا کینڑان قدیم تھیں انکا جلنا مجھ پر شاق ہوا وہ  
غفلت میں تھیں در نہ اس کی کیا مجال تھی کہ میری کینڑون کو جلا تا دقت پہلوے تھر سے ایک سحر سیاہ  
بدخوشکار طیان بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے آیا کہا کیا حکم ہو کیسل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کینڑون کو جلا  
ہو جا کر اسے لاخبر دار نہ چھوڑنا وہ سحر بخیرین ہلاتا ہوا جلا اس وقت پہونچا کہ ایک کینڑ جل رہی ہو اور ایک  
اُسپر منجھ برسا رہی ہو مگر بانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہیں معلوم ہوتا ہو آگ پر روغن ڈالا موسیقار  
کھڑا ہنس رہا ہو کہتا ہو میرا سحر ایسا ہو کہ یہ زنگینیں بیچ جائیں بی کیسل کی شامت آئی ہو یہاں سے  
تا بہ صحرا سے محیط جلاؤنگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دم بلا میرے ہاتھ سے کیونکہ  
بچ گیا میں اسی واسطے ہمیشہ بخیرین پہنے رہتا ہوں جل جھکو لکے بلایا ہو موسیقار نے چاہا انگنا  
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اس نے آسمان سے اتر کر منٹھ پر ہاتھ رکھ کر بخیر گئے میں  
ڈالی کمر میں پنچہ دیا مثل اپنے اسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونوں کینڑیں ایک پہلے جل کر خاک ہوئی دوسری  
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا میں  
کچھ نہ کر سکی بانی برسا یا بانی نے رنگ روغن کا دکھا یا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی میں بہت گھڑتی تھی  
میں بھی جان دوں گی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب میں جلاؤں گی کیسل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار  
کو گرفتار کیے ہوئے لاکر پہونچا کیسل نے پوچھا کیوں موسیقار ہماری دختر سے دعویٰ عشق کرتا تھا  
موسیقار نے منٹھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلہ کو روکا سر پر موسیقار  
کے ہاتھ رکھ کر باسر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار کینڑو دونوں جلنے لگے جب یہ دونوں جل کر خاک ہو  
کیسل نے ملکہ شہرت کو دیکھ کر کہا بولی بی تمھاری کینڑ نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کو تمھارا کیا  
حال کروں شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہو کیسل نے ایک قفس منگا یا کہا اے نور نظر ظاہر میں تمھاری  
کوئی خطا نہیں مگر مجھ کو شک گذرتا ہو جب طلسم کشا صحرا سے محیط سے گذر جائیگا اور لوح بچگی تبت تکو  
رہا کر دوں گی شہرت نے کہا اے مادر حیران اختیار ہو جس حال میں چاہیے رکھے کیسل نے شہرت کو بچا

نفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلہ سے لوح کے تجھے ہی مقامِ نفس ملے گا لنگشا  
شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر بکارتی تھی کہ ای طلمسم کشا ہمارے جرمِ عشق میں مثلِ جادو  
کے گرفتار ہوئی افسوس یوں بیکار ہوئی۔ **طلمسم**

<p>بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں تھمارے گال یہ بیوجہ لال لال نہیں نہیں کھائی دی مدت سے وہ تجلی طور وہ کون لوگ ہیں ہر دوستوں کے چرخِ جنین میں بھر بار میں مر جانے پر بھی راضی ہوں ہوں اپنی جان سے بیزار اسکی ذلت میں سوال جلوہ دیدار اُس سے کر بیٹھوں جنون ہمارا ہو مسکنِ دشتِ وحشت خیز وہ بے نظیر ہو اسکا کوئی نظیر نہیں یہ وجہ کیا ہو جو ٹانگا ہو حسن نے اٹھا نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قول کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہنچے گا زمین سے عرش تک جاے عرش کا فرش نگاہِ بد سے ہو محفوظ عارضِ یار چھڑاؤ الفت گیسو سے آپ کو ای رند</p>	<p>یہ کیا ہو آب و ہوا میں جو اختلال نہیں جما ہوا طر کے شہیدوں کا خون گلا نہیں یہ کیا ہوا ہوائی کہ اب جلال نہیں ہوئے تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں فراقِ روحِ بدن ہو اگر دو سال نہیں کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں کسی کا وصلہ ہو گا مری مجال نہیں کہ جبین منزلوں گردِ رم غزال نہیں وہ ہمیشہ ہو اسکا کوئی مثال نہیں اگر وہ نہ لفت گنگار بال بال نہیں یہ حال ہو کسی محفل میں حالِ قال نہیں مثالِ جادو جو اس رہ میں پائال نہیں بجز بشریہ فرشتے کی بھی مجال نہیں یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں بڑی بلا میں پھنسے ہو تھیں خیال نہیں</p>
--	---

ملکہ شہرت کا تو فراقِ رستم میں یہ حال ہو کہ بقرارِ شعار عاشقانہ پڑھتی ہو اور نفس میں تڑپ رہی  
ہو لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کر کے پلٹے بارگاہ میں آئے اب خیالِ شہرت بندھا تڑپ رہے ہیں  
سمک آبا عرض کی ای شہر بار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنگد رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے تنگ  
بھری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کتنے جاے قصرِ کبیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا ای تنگ بھری  
اگر خبر اُس محبوبِ مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا تنگ بھری نے عرض کی اگر لاکھ بانیں ہوں

نو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے اوی نہنگ بحری ایک کام کرنا اول تو اپنے کو بجانا سمجھ کے سامنے کیل کے جانا کیل بڑی زبردست ساحرہ ہو وہیں سے بیٹھے بیٹھے اسنے انتظام کر لیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے اس کے ساتھ کیا کہ نہنگ بحری نے عرض کی کینز اس صورت پر جانی ہو سکا نے ایک ٹامہ طرف سے محیط کے لکھ دیا اور سمجھا یا کہ یہ نامہ بلا تکلف کیل کو دینا دیکھنا پڑھ کر کیا حکم دیتی ہو وہ نامہ نہنگ بحری نے جھولی میں رکھا پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی کیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کینزوں سے کہہ ہی ہو میری بیٹی بیچھا ہو موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن لفظوں نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کینزوں نے عرض کی حضور آ یا کو یہ مناسب نہ تھا کہ بے شہوت خطا سطح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کھد رہی قرار ہو کہ نفس میں تڑپ رہی ہو مثل طائر نو گرفتار نفس کی مصیبت نہی تھی آفت اک کینز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجئے مگر نہ نکلنے دیجئے دوسری کینز نے بڑھ کر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحراے محیط کے آئی ہو کیل نے حکم دیا بلا نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا کہ ملکہ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لالچ میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤں نہنگ نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہو کہا یہ سامنے جو قصر ہو اس میں نفس لٹک رہا ہو تو جی چاہے جا کے دیکھا مگر سمجھانا کہ خبر دار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہو نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بجانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جا بیگی خداوند تقدیر غارت کر دینگے یا جانور بنادین یا جنگلوں میں آوارہ کر دین نہیں معلوم کیا آفت کرین نہنگ اسی وقت اس قصر کو کھوکھلا کر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبردی رکھا ہوا تناہ وہ وسیع تختہ ہو کہ جیسر اسی گلدستے رکھے ہیں ایک رنگ ایک ٹوہنگ بھولوں کے مگر سرنگوں غنچے دہن سستہ تھے مرجھائے ہوئے شاخیں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قصر میں نفس شہرت لٹک رہا ہو نہنگ نے قریب آ کر کہا ہو ملکہ عالم جھکو پچانا میں ہوں نہنگ بحری دریر زادی ماہی سمحر کی منظور نظر عیا طلسم کشا آپ کے واسطے طلسم کشا کا عجیب حال ہو قلب برجوم غم و ملال ہو آخر جھکو اس فقرے سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار نہنگ جاؤ اکی مان نے جھکو بھیجا ہو کہ جا کر ملکہ کو سمجھا و خبردار جمال بر طلسم کشا کے نگہ ڈوانا شہرت روئے لگی

کہا اور نہنگ بھری تہنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہنچیں طلسم کشا کو سمجھا نا کہ حضور  
یہ مصیبت بھی ٹھکرا بیگی انشا اللہ آپ سے لینے کچھ غنچہ آرزو کھیلنے محبت آپ کی ہماری جان کے قہر  
ہو دل ہمارا آپ کے حلقہ زلف میں بھنسا اب اس کی رہائی نا ممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے  
انشا اللہ ہم قید سے جھوٹ کر آپ کی ملاقات کو آئیں گے وہاں آکر سمجھائیں گے اس طرح کی باتیں شہرت نے  
کین کہ نہنگ بھری خود چوٹ کھائے ہوئے ہر بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے  
دل ہمارا نہ دکھائیے آپ کو اگر طلسم کشا رہ کر بیٹے اور لوح بھی لینے طلسم کشا وہ صفت شاکس اور نغز  
ہیں کہ کسی ساحر سے نہیں ڈرتے آج تک تو اس شیر نے خوف نہیں کیا کیسے کیسے پہلوا لڑن کو مارا کہ  
جنگا مثل دہخا میں اُنکو یہاں تک پہنچاؤنگی لو خدا حافظ اُس وقت شہرت سے خفت ہونا نہنگ  
اور شہرت کا ہلک ہلک کر دونا گر کیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو کتھی ہو دیکھو صاحبو ایک غیر کینز نے تو جا کر  
شہرت کو سمجھا یا وہ رو رہی ہو اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہو کہ جو اس کے دل میں خیال  
طرف سے طلسم کشا کے ہو نکل جائے کہ ایک کینز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہو دروازہ  
پر سر ٹکرا رہا ہو کیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کا ندھے پر کیل کے بیٹھ گیا منقار کھڑکھڑکچھ  
کہتا ہو کینز میں نہیں سمجھتیں کیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر تو آوازیں  
جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بھری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر  
نکلی کیل نے کہا اری میرے پاس تو آتیرا کیا نام ہو محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہو اب نہنگ  
بھری گھرائی کو اتنی دیر میں کہا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے  
نہنگ بھری جب ہوئی کیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ملا ہوا ظاہر ہوا  
ہاتھ نہنگ بھری کا ہتھام لیا اور کہا کیوں مکارہ شہرت سے باتیں کرتے آئی تھی طرف سے  
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کیل سے کہا کہ اوی ملکہ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا ہی سحر  
کی وزیر زادی ہو عیار پر عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بھری کو گرفتار کر لیا  
کیل اٹھی کہ نہنگ بھری کو طمانچہ ماروں نہنگ بھری نے کہا اوی کیل میری آبرو کا خیال رکھنا  
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق ہمت سبک یلداقی وہی حرکت میرے ساتھ کریگا  
یہ نئے کیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بھری کو نفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین نہی کہ

تھوڑی دیر میں دیکھا نہنگ بھری قفس میں دشمنوں کے پس میں لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بھری کا لٹکا دیا کیل نے کہا کہ کیوں شہرت جس بات کو ہم سے منع کیا وہی حرکت تو نے کی معلوم ہوتا ہے اس جیلہ میں تیری قضا ہو میں نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اس کے یہاں کنیزان سامری موجود ہیں انھوں نے یاد کر کیا ہو گا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے اگر سب حال مجھ سے کہہ دیا تو تعریف خداوند ہفت بیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ بھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی باتیں کہ شہرت پر غصہ کیا اس کا بند کر کے جلی گئی شہرت و نہنگ بھری آپس میں باتیں درد آئیز کرتی ہیں نہنگ بھری کہتی ہے ملک عالم افسوس یہ ہے کہ سماں کو خبر کون پہنچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہاں کسی ترکیب سے پہنچاتا ہلکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہے اسی نہنگ ہم فراق نصیب ہیں راحت سے دور رخ و غم سے قریب ہیں دیکھیں فلک کیا دکھائے کب ہمارا شجرہ عامر لائے نظم

زمین کا گل بھٹی ہوتی میں سہا جاتا  
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھسا جاتا  
مرا نوشتہ کسی سے نہیں پڑھا جاتا  
بچا کے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا  
ہوا سے آگے رہ مشوق میں اڑا جاتا  
ترے مریض سے اب تو نہیں ہلا جاتا  
میں کسے پاس لیے درد لا دو اجاتا  
نکالنے میں کہ ہر دل کا جو صلا جاتا  
میں زندہ خاک لیت میں ہوں گڑا جاتا  
میں ابھی آگ میں ہوں آپ ہی جلا جاتا  
بیان کرتا اگر حال دل کس جاتا  
غم فراق کا کیا مرانہ کھا جاتا  
جلو عدم کو ہو یا رون کا قافلہ جاتا

فلک کا جو رستم اب سہا نہیں جاتا  
شب فراق کا صدمہ نہیں سہا جاتا  
دکھاؤں میں کسے تقدیر کا لکھا جا کر  
نہیں لکھی جو سعادت مرے مقدین  
ترے مقام کا اور دست گر نشان ملتا  
وہ کہ ٹوٹن کا بدلنا تھا تاب طاقت  
نکرتی موت اگر تجھ میں سیجائی  
جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا  
نہیں ہو کوئی پس از مرگ کاڑی والا  
نکر تو گر میان اے برق مثل غل جبار  
نہیں ہو طاقت اظہار قہ جان کاہ  
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یا نصیب  
ایکے منزل ہستی میں کیا کر دے زند

یہ تو دونوں اس حال پر طلال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سمک کا نام لیکر نہنگ بھڑکی روتی  
 ہو اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہو یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کسی دن گھبرا  
 رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدہ ظاہری بندہ ہوئے دیدہ باطنی دانتھے دیکھا شہرت  
 مرصع پوش قفس میں بند رہی ہو رستم نے پوچھا ملکہ تعین قفس میں کسے بند کیا شہرت نے  
 رو کر جواب دیا کہ اے شہر یار نہنگ بھڑکی ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسے آجکا کہا جب باہر  
 کیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس میں بند ہو آٹھ بہر دروازہ سے اُس کوئی رہائی  
 کی ہماری تدبیر نکالے رستم سوتے ہیں اُسٹھے کہ قفس اُتاروں کہ میر فرش کی کھٹو کی گئی انھ کے  
 بھل گئے آنکھ کھل گئی ایک صبح ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم دروازے میں  
 پوچھا کیوں آقا خیر تو ہو رستم نے کہا نہنگ بھڑکی گئی اُسے شہرت کو قید میں بابا نہنگ بھڑکی حال  
 کھٹا نہنگ بھڑکی بھی قید ہو گئی اے سمک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بھڑکی کو دیکھا  
 م سکی کچھ تدبیر کو سمک نے کہا اے شہر یار تاجہ قصر معلق رسائی دشوار ہو اگر زبان سے انکی سوزن  
 نکلی جائے تڑپ کے نکل آئیں مگر زبان تک پہونچنا مشکل ہو غلام آجکا فکر میں جاتا ہو سمک ہاتھ سے  
 عماری لگا کر ایک فقیر کا ل بنا ایک صحرا میں جا کر ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا مگر شہرت کی دہائی  
 یا سمن خوشرو نے اپنی بھائی کو جو اس حال میں دیکھا جاہل کمیل سے کون مگر نہ کہ سکی منافقت ہوئی کہ  
 ایسا نہو مجھ پر غصہ کریں قصر معلق سے نکلی یا سمن جنگل میں پھر رہی ہو کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہی  
 یا سمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھ کر رونے لگی درویش باصفائے پوچھا کیوں نیاک بخت کیا  
 درد ہو کہ اس قدر بے قرار ہو حال مفصل بیان کیا سمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کیل نے  
 جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یا سمن نے نام  
 بنایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہو سمک نام منکر بیتاب ہو گیا کہا کہ اے یا سمن اگر تو مجھ کو اس مقام  
 تک لیجے تو فوراً رہائی ہو یا سمن نے کہا میں آج کو لیجوں گی پہلے کمیل سے پوچھوں سمک نے کہا جو  
 میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہیں اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہاں  
 عمل بند کر دیں چار جانب موکل بٹھائیں کہ غیر اس مکان میں نہ آسکے جب وہ اسپر رخصی ہو تو مجھ کو  
 لیجوں میں رہائی شہرت کی تدبیر کو نگاہان بیٹھ کر عمل پڑھوں جلسے میں کیل کے حاضر رہوں شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یا سمن نے کہا میں آج شب کو ذکر و نیکی کل آپ مجھ کو اسی مقام پر لے گا  
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملو گا یا سمن خوش و شاہ صاحب رخصت  
ہوئی قصر معلق میں آئی اگر کیل سے ذکر کیا کہا حضور جبریل سے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اسکان  
میں آئیگا اور لوح سبحانیگا آٹھ پر رو یا کرتی ہوں بی شہرت نے پر حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت  
ہو گئی آپ کی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہو خداوند ہفت پیکر اور آپ کے دشمنوں پر زوال آئے  
آپ کی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں اس کے  
ہیں نہیں معلوم اب وہاں کیونکر پہنچتا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل ایسا مقرر  
کون غیر شخص کو موکل دے دینے کیل نے خوش ہو کر یا سمن کو گلے سے لگایا کہا میں تجھ کو بیٹی  
سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو ان شاہ صاحب کو لاعل پڑھیں موکل مقرر کون کہنا اگر یہ دو جینے  
گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فلاحی طلسم کا کر لگا لوح پھر نہ پاسیگا یہ دو جینے ہم  
ساحرون پر بڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے کچ جاؤں تو گویا حیات تازہ پائیں ای  
یا سمن یہ فکر واجب و لازم ہو یا سمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤ غلی مگر کیل نے کہا ذرا بخوبی  
سمجھ لیتا ایسا نہ کوئی عیار مکار ہو یا سمن نے کہا نفیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے  
شیران صحرا و غولان دشت برائے قریب ہی آنکی آتے ہیں میں نے بھی دیکھا بجز اُسے ملی تب  
آنھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ نفع ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان  
بھر جائینگے ہم کو یہ ناگوار ہے کہ بھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لگا کیل بہت خوش ہوئی دوسرے  
یا سمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا  
کیون بابا کیا گزری یا سمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا جلو یا سمن نے سخت سحر  
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یا سمن تخت اُڑاتی ہوئی جلی کیل کا دربار جمع ہو کہ دیکھا  
یا سمن آتی ہو شاہ صاحب ہمراہ ہیں داخل ہی تا بہ نات پیشانی پر چھریان پڑی ہوئیں کہ انکو طور مکار  
کہنا چاہیے تبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کیل کھڑی ہو گئی جھک کر سلام کیا  
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانوں کے بچے سامری جمشید کی  
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چاہا ہو بندے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست



آباد رہیں اس مزرے سے شاہ صاحب نے دعائیں دین کہ کسب خوش ہو گئی پہلو میں اپنے جگہ شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دوں گا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ سند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلا شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں کبھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحراگرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی گاتے تھے کہ جیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد دین یہ کہے بابا ان کھنچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھڑنے لگے اور گنگنا کے یہ جن۔ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں اس صفات کا مضمون آبدار کیے یک قلم قسم تبسح تیرے نام کی درد زبان رہے	حقاشر یک کوئی نہیں جبری ذات کا بھر بھر دیا ہو موتیوں سے منہ دوات کا ثابت ہو جتنا ملک کہ یہ رشتہ حیات کا
--	---

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی ہو درویش صحرا نور کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا کی کمیل ایسا نہ کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جاے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ باس شہرت کے جائیے ایسا اس کو جا کر سمجھائیے کہ جو دل میں اُسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں پھنسی ہو ایک فقرے میں دل پھیر دوں گا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کجنت کو سمجھائیے سمک جو قصر میں آیا نہنگ بھری کو نفس میں دیکھ کر کلیجہ اٹ گیا دوڑ کر نفس سے لپٹ گیا کتنا تھا کیوں او جان جہان و او آرام دل مشتاقان تھے ہمارے واسطے بڑی جفا اٹھائی میں بھی جا بنازی کر کے آہو نچارنگ اپنا کمیل پر جہاد یا اب کل تھوڑے رہا کر کے لے نکلوں گا یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے نشین کنیزوں سے اشارہ کیا بی یا سمن کو تو پکڑو یا سمن کو کنیزوں نے پکڑ لیا سمک یلداقی جب باتیں کر کے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او غیار کا تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھ کو پچا نا خیر کھینچ کر باہر لے کر خیر ماروں اسکا شک چاک ہو کمیل قلعہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ گیا زمین سے پاؤں تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منہ میٹ کر کہا

اسے تار بن چکا کیوں اوی یا سمن تو اسکو پہچان کر لائی یا سمن نے قسم کھا کر کہا کہ لو بڑی نے نہیں جانا کہ یہ عیار مکار ہو فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہو یا سمن کو توکیل نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر بچانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہانی کر دین خود پاس محیط کے جاؤ مکی نہنگ بھری وسمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی قفس میں بند کر کے دبان لٹکا یا نہنگ بھری کے جی جھوٹ گئے کہا اوی سمک تمہارا قید چکانا شاہزادے پر بہت شاق گذر گیا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر ہو بچا نیگا کہ عیار بھی آپ کا جا کر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا بہ تینوں دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت شہرت پر عاشق ہو بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالو نگا اگر شہرت میرا وصل قبول کرے گی تو قید سے رہائی کی تدبیر سوچوں اور کسی جیل سے اُسکو لے نکلوں قید لیکر بھاگ جاؤں روز آب و دامن ہو بچاتا ہو مگر غوت سے کچھ کہ نہیں سکتا مگر بقرار ہو ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی ہو بچا کر قید میں بر شہرت کے گر پڑا کہا اوی ملکہ عالم مدت سے آپ کے درم زلف میں گرفتار ہوں شہرت نے بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس بلٹا سمک نے کہا اوی ملکہ عالم اب جو سرخیل نے اُس سے بہ محبت باتیں کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکالے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا میں جا کر اسکو مار کر پھر ہم دونوں کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اوی سمک مجھے یہ باتیں و اہیات نہیں کہی جائیں گی سمک نے ہمت و خوشامد شہرت کو رضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے محبت کہا اوی سرخیل تمکو ہماری گرفتاری کا غم و الم ہو اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہاں سے نکال دے سرخیل فقرہ سنکر نکل گل شگفتہ ہوا کہا اوی شاہزادی والا قدر آسمان فوبی کی بدر جان قدموں پر نشان کروں جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ نے کہا اوی سرخیل یہ دونوں غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوئے ہمارے ہمارے کرنے آئے تھے مگر گھیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہو وہ اُسکو بتا دیا ہو جو کام کرتا ہو وہ جلد کر دیا ہاں کہ محیط اُسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنوں سے مل گیا نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہ تو ہم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا اور کہا کہ تینوں کو رہا کرتا ہوں یہ کیسے تینوں قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بھری کا قفس کھولا دبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو پنچے میں دبا لے نہنگ نے سمک کو پنچے میں دبا یا شہرت وہاں سے اڑی نہنگ بھری  
ساتھ ساتھ سمک کو لیے ہوئے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہو ملک عالم ذرا کھڑ جائے میں تو قریب آتا  
سمک نے نہنگ بھری سے کہا اب زمین پر اترو میں سرخیل کی خدمت کرو نہنگا شہرت لے کہا  
ہمارے گھر کا غلام ہو اُسکو دیوانہ کر کے بھجوں کہ کیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک یہ ہاتھ  
آکے اتریں سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جان وادی آرام دل مشتاقان وادی مہم رحم  
خون چکان وادی فوج معشوق کی نشان درازگے سے لگاؤں سالہا سال جھکو گزرے کہ اشتیاق میں  
متھارے مڑتا ہوں مہینوں گزرے کہ یاد میں تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہوں ذرا  
میں ہاتھ ڈال دوں ایک برسے کا طالب ہوں ذرا تو دل کو نسکین ہو ملک نے جواب دیا و ملک مہم رحم  
نہیں آتی ہمارے گھر کا نک کھایا ہمیشہ بہ عمدہ غلامی رہا اسی واسیات بات زبان سے نکالتا کہ  
کچھ پیدا کر نیو لے گا بھی خوف ہو میرے پاس سے الگ رہنا ضرر استم کو سلامت رکھے یہ گلا و جسم کی ملکیت  
کا ہو دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہو کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہو چکر خدمت میں ستم کی مشق  
بہ اسلام ہو کہ سرداروں میں حیران بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملے گا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملک عالم  
تجے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہنے طرف نہنگ بھری و سمک کے چلا نہنگ بھری نے گولہ  
مارا سرخیل نے گولہ کا ٹٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا ہو سرخیل نہنگ بھری کو پکڑ لے مسکرا کر لٹکاری او  
نکھر ام اسنے جبری کیا خطا کی اُسپر کیوں جاتا ہو سیری طرف آمراء تو تیری میں ہوں سرخیل نے چاہا بلبلوں  
ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اتاری اُتل کر پھینکا ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو پایا  
شہرت نے ہنس کر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آجو تیری مراد ہو میں پوری کروں سرخیل ہنسا ہوا آگے بڑھا  
شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل  
ہوش میں آ سرخیل ہنسا ہوا بکار اٹھا اے شہنشاہ فہمی وادی سرو بلخ محبوبی میرا قویہ حال ہو نظم

محبت ہو زنجیر سے کیوں نہ ہو  
ستاروں کے بڑا کونٹے کے شمسے  
رہے یادگار جہاں تاقیامت  
ہوے بہرہ در فیض ابر کرم سے

ترا شوق لایا ہو بان مجھ کو دم سے  
گلے میں تمھارے بہت زیب دینگے  
تحق عفو کے ہوں گنہگار ہمسے  
ترو تازہ کی کشت امیر ابھی

نہ آتا تھا ہستی میں ملک عدم سے  
ازل سے ہو وابستہ اپنے قدم سے  
جو دریاے رحمت ترا موج زن ہو  
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

<p>دہی ایک ہی نور شاہ جلا یا یہ بت سب تراشے ہیں نگ حرم سے</p>	<p>جبراع صنم خانہ شمع حرم سے خدا تانا بدر کئے آتش کو اور تندر</p>	<p>سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد کہ ہو رونق شاعری اسکے دم سے</p>
<p>سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ شہرت نے کہا کہ سرخیل تم نے سنا کہ کیل ہماری دشمن ہو ہو سکتا ہو کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہو تو میری بھی رہزن ہو میں اس دلت سے اسکو قتل کر دوں گا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہوا بھی سرلاتا ہوا سرسبز کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آنا ہم تمھاری ملازمت کرانینگے رستم تکو سر فراز کریں گے تلو بڑا فخر حاصل ہو گا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلو اور کھینچی جھوٹا ہوا اشعار پڑھتا ہوا جلا یہاں کیل ابھی صحبت میں بیٹھی ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنگاروں کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کیل گھبر گئی اٹھ کر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کیل سر جھکائے ہوئے بیٹھ کر جلسے میں بیٹھی سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی شال آپ کو بڑا بھلا کہتا ہوا آتا ہوا راہ میں چند ملازموں نے روکا انہر جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربار گاہ پہنچ چکا کہ اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کیل نے کہا جطرح آتا ہے اچھی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جلا آتا ہے - منظم</p>		
<p>چھوڑ کر ہلکے جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے بعد مردن دوست جب ہلکے بعد میں دھر چلے دوڑ کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب ساغرا مید خالی رہ گیا تو رہ گیا مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے سے بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب رہ گیا کیا دیکھ کر حسرت سے اویسیا دین</p>		<p>یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کو چہ دلبر چلے آفتاب ای میکشوا آیا تو بس اختر چلے ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود دب بھر چلے اٹھ کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کو ٹھہر چلے اڑ کے گلشن کو مرے کترے ہوئے جب پر چلے</p>

جذبہ شوق شہادت سے مرے گھر کی طرف  
 ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو مگر کے لئے  
 کر دیا اس واسے بڑی تیغ ہلال عید نے  
 میکشی کے باب میں ناسخ جناب دروسے  
 خود بخود شمشیر قاتل صورتِ افروز چلے  
 خود بخود محفل میں مہدی خاک کا سانچہ چلے  
 آج شہدِ یزید شبِ فرقت بھلا کیونکر چلے  
 مشن لے مصع جب تک اس چل کے سانچہ چلے  
 سامنے کیل کے آیا کیل پر جو نگاہ پڑی بکار کر آدوی او کیل حکم ہو ملک شہرت کا جلا چل کر حاضر ہو  
 تجھ کو یاد فرمایا ہو اگر تامل کیا تو میں بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچو نگا کیل نے بہولت جواب یا کہا اری  
 سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا فوجا  
 ہو بیٹھ جا میں تجھ کو سمجھا دوں گی میں تیرے ساتھ چلوں گی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر ملک گہری ہوئی  
 مجھے راہ میں دیر ہوئی کانٹوں کا جنگل طوکر کے آیا راہ میں بڑی مصیبت گزری مگر میں نے سب گوارا  
 کی اپنے کو یہاں تک پہنچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کیلے طرف کیل کے چلا جا ہاتھ تلوار کا  
 مارون کیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آدوی او گر گرفتار جا دو سرخیل کو لینا وہی  
 ساحر زنجیر ہاتا ہوا مسلسل و مطلق گوشہ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو اگر زنجیر میں گرفتار کیا  
 سرخیل زنجیر میں سے سرگراتا تھا اور آواز دیتا تھا اور حرامزادی تو لے گیا کیا کہ میں سحر بھول گیا  
 کیا میں تجھ سے باز آؤں گا جب قید سے چھوٹوں گا تیرا سر لیکر خدمت محبوب میں جاؤں گا اب کیا تجھے  
 زندہ چھوڑ دوں گا تیرے قتل سے منہ موڑوں گا کیل نے کہا اسکو قفس میں بند کرو ساحر جلیل ہے  
 ہمارا کفیل ہے ہم اُسکا سحر اُٹھائیں گے یہ ہوش میں نہیں ہو گرفتار نے سرخیل کو قفس میں بند کر  
 بھت میں لٹکا دیا کیل بعد تھوڑی دیر کے قفس کے آلی دیکھا سرخیل سرگراتا رہا او کیل کو  
 ہزاروں گالیاں دیتا ہو کیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیر توڑ میں زنجیر توڑ میں  
 سرخیل چھٹ کر طرف کیل کے چلا کتا ہوا او بچیا اب تو میں قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھ کو یاد آیا اب  
 میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کیلے متنا ہوا طرف کیل کے چلا کیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا  
 سرخیل زمین پر مٹھ کے بھل کر کیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی شگایا اُس پر غنی پڑھی  
 ہر چند کہ سرخیل چٹا مگر کیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا سا مٹھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل  
 بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہو کہ شہرت کھل گئی میرے قلب پر  
یہ صدمہ ہوا اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصہ کا حال اس پر ظاہر ہو لوح کے مقام سے ماہر ہو اگر تلو قتل  
کرتی تو مجھ کو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر انا را اب تلو مناسب یہ جو کہ اس قصہ کی حفاظت کرو آٹھ ہر  
گرہ پھر و گرہ قرار جادو کہ میرا پیر کامل اس وقت پکارو گے فوراً آجود ہو گا جو کام کہو گے وہ کرے گا  
سرخیل بارہ ہزار جادو گر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی یہاں ہو بھی نہ آئے  
یہاں رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہر کاروں نے خبر ہو چائی کہ ملکہ شہرت و ننگ بکری  
و سمک بلداقتی سب آتے ہیں رستم فوشی سے کھڑے ہو گئے کہا جو ہمارے سر کو عز بزرگنا ہو  
انکو استقبال کر کے لائے ہمیں انکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و حملال وغیرہ برائے  
استقبال کچھ ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے محبت ملین ننگ بکری  
ہمراہ ہو سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم میں آیا رستم نے مقام صدمہ پر شہرت کو جگہ دی  
بلکہ پسراروں نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ شکر بیچے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدمہ پر تخت بچایا  
اس تخت پر شہرت بیٹھیں ننگ بکری و ماہی سحر بھی شریک صحبت میں رستم نے شہرت سے پوچھا  
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہر بار میں نے سرخیل کو سحر کر کے رواد کیا  
تھا کہ کیل کا سراؤ سرخیل کی حقیقت نہیں ہو کہ کیل کو قتل کر کے کیل نے اسکو تسخیر کیا ہو گا اے  
آفتاب فلک سیرتم کا ہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کا ہن نے سرخچکا یا دوازدہ برج ہفتیاہ  
کو خیال میں لایا ابورقھڑی دیر کے سر اٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہو گیا سرخیل جادو  
بارہ ہزار ساحروں سے گرد قصر لوح پھر رہا ہو سرخیل کو خیال جان بازی ہو چاہتا ہو کہ ہوا کا جھونکا بھی  
اد پر نہ آئے میری نگہبانی میں فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہاں سے کوچ کوین جو کچھ ہو گا  
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا حملال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ  
کیا صحرا سے نشاط آباد سے گذر کر صحرا سے فیل گوشان میں پہنچے فیل گوش فیل سوار ایک  
ہیلوان یہاں رہتا ہی اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سنی کیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میرا  
سرحد میں آگیا جو حکم ہو وہ بجالاؤں نامہ پاس کیل کے ہو چکا نامہ پڑھ کر اس پر حکم لکھا اے فیل گوش فیل سوار  
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا میں ہو چکا جب یہ جواب

فیلگوش کو بہو نچا دیوانہ وار ایک چنچ ماری ستراسی ہزار فوج بھلوانان زبردست ہاتھیوں پر سوار  
 شیرے ہلاتے ہوئے سامنے آئے فرمایا اور افسر کیا حکم ہو فیلگوش نے جواب دیا بارہ مقابلہ سخت  
 بھیجیں گے لشکر طلسم کشاکش ایک دریا سے قہار ہو اس سے مقابلہ کو حکم دیا ہو یہ کیلے آپ بھی ایک  
 فیل مست پر سوار ہوا جالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیریں بھسوندن میں لمبی بعض کی ہتھوڑ  
 میں پٹی آہنی بعض کی سونڈ میں گرز گران آگے آگے اُنکے فیلان شیرے ہلاتے ہوئے  
 اس دھوم سے فیلگوش فیسوار طرف طلسم کشاکش کے چلا بہان لشکر طلسم کشاکش صحرائیں اُتر چکا  
 کہ شہرت نے عرض کی اے شہر یار یہ صحرائے فیلگوشان مشہور ہو جالیس ہزار فیل مست جسے ہمراہ  
 رہتے ہیں اگر آسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا اے شہر اسد اگر وہ  
 جیسا آئیگا تو سزا بایکا خدا جاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و حملال نے عرض کی  
 حضور ہم دونوں کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر کے رستم نے کہا اے  
 آفتاب و حملال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہیں کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجیں بلکہ تم لوگ پیچھے رہو  
 اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے کرے تو تم لوگ داخل نہ دینا دونوں سردار سر جھکا کر رہ گئے  
 دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیروں کے جھٹاٹ کی آواز کان میں آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے  
 دیکھا آمد سے فیلوں کی تمام صحرا سیاہ ہو گیا فیلگوش فیسوار است ہاتھی کو آگے بڑھائے  
 ہوئے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشاکش کو بارگاہ غور دیکھا عیار بھلوانان سیاہ روئے جہانگر  
 اسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیوں اے سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دین کہ لشکر طلسم کشاکش بارہو  
 سیاہ رو نے کہا اے شہر یار جرات طلسم کشاکش پر بہو نچی ہو کسی جنگ سے طلسم کشاکش عاجز نہیں  
 ہو تمام فیل اس شیر کے سامنے سے بھاگیں گے لشکر کو اُتاریے جلدی نہ کیجیے ایسا نہ کہ بھاگ  
 کسی جنگل میں جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استاد کرائی  
 فیسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہوں میں داخل ہوئے ہاتھی بھانڈوں پر بارہو  
 جبکہ فیسوار شیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج  
 ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اس سے پوچھا  
 کہ کیوں اے کلید عقل من کیا صلاح ہو سیاہ رو نے کہا ظاہر میں دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجاؤ کیجیے



اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شیخون مارے باقی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا میں یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنوں نے طبل جلی بجوایا ہر رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد پتھوڑے عرصے کے لال کا نگہ نگاہ سے طلسم کشا کی گذر جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و حملال نے بہت عرض کی کہ آج طلایہ غلاموں کے سپرد ہوا ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو ایسا نہ ہو مگر کچھ فوراً رستم نے دمانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایہ پر آئے بازار دن میں سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہیں سمک نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منٹھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شیخون مارنا منظور ہو جاتے ہی مسلمانوں کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم میں آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شیخون آیا چاہتا ہو تیاری ہو یہ ہو یہ لشکر رستم نے آستینیں چڑھائیں اور بغیر غصہ جیغہ ہفت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کون رستم مانع ہوئے فرمایا ای سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو رو کو نگا سا حرون کو خبر نو تو بہتر ہو قضاے کار ملک شہرت لے لے گھبراہٹ کینزون سے کہا دریافت نو کرو طلسم کشا اطلاعے پر کیا کر رہے ہیں کینزین آئیں اور اگر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسو سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ کر رہے ہیں کینزون نے سمک سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شیخون آنے کو وہ لوگ تیار ہیں کر رہے ہیں کینزین بھاگین ملک شہرت سے آکر ذکر کیا ملک یہ خبر لشکر گھبرا گئیں تلج پہنے ہوئے باہر نکلیں سب سردارن ساحر اپنے اپنے خیون سے نکل آئے حملال و آفتاب نے بڑھ کر عرض کی اس وقت حضور خلافت وقت کیوں بارگاہ سے نکلیں جو حکم ہو غلامان جاننا بجا بلا میں ملک نے گھبرا کر جواب دیا کہ آفتاب ہم کیسے بادشاہ میں تم کیسے رفیق لشکر دشمن میں تیاری شیخون کی ہو رہی ہو اس طرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہو اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہو گا کہ آندھی سیاہ مٹھی ہو یا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہیں سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کے فوج دشمن کو روکنگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیوں کو پٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو سکا روں کا عجیب حال ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہاں آکر ملکہ شہرت پہون رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیوں تکلیف کی شہرت نے کہا ہم نے خبر پائی کہ لشکر دشمن آبادہ شبخون ہو ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت میں حاضر ہوئے سرداران خیر خواہ ایسی خبر وحشت اثر شکر ب تامل کرتے ہیں جسوقت جسے خبر سنی وہ حاضر ہوا میں نے کسی کو بلا یا نہیں رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور ہو کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہیں رکھتے میں یہ ننگ نہ گوارا کروں گا آپ لوگ پلٹ جائیں ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہوں خواہ آپ آزر دہ ہوں رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے دیکھنا کیسا شکر رکھتے ہیں فیلگوش کو خبر ہو سچی کہ لشکر تیار ہو حضور آوین تو سب چلین فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ڈرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہونگے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ میں لیے کھڑے ہیں اور ساحروں کا نانتا لگا ہوا ہو جسے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجیں سب تیار ہو گئیں ہر غول میں یہ ہی جہر چاہو کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچاروں کو بھگائے رستم نے لیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبہم فوجیں جمع ہوتی جاتی ہیں رستم منع کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے کیوں تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہیں اپنے آقا کو کچھ جواب نہیں دیتے سیاہ رو یہ عرض دیکھ کر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آبادہ بہ جنگ ہو کیا کہیں کہ کیسی تیاری ہو آپ لوگ جا کر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹیں گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر باس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خباں میں لائینگے یہ سن کر فیلگوش فیاسوار نے یہ حکم دیا یا رو کر کھولہ ڈالو اپنے اپنے مقام پر جا کر آؤ کل میدان میں مقابلہ کر کے پس پسروا دیکھا حاتھی گایہ کیکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز پڑھنے کے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان میں آکر ٹھہرے سوار ہو کر چلے آدھ سے فیلگوش مع فوج نہ کوہ بڑے کروفر سے میدان میں آیا صفیں جمائیں نقیب نقابت کھلے ہٹے کو کیتوں نے بڑھ کر اشعار پڑھے۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل کسی اس بزم میں روشن ہوئی شمع خیال وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم یہ پھرتی ہو صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں	نہ سکندر ہر نہ آئینہ حیرت افزا کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا گرد اُڑتے کبھی دیکھی دھنی بانگ درا جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا ٹھنڈی سانسین پھرے جسکے لیے جہا کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا جسکی رفتار سے ہر گام نئے نئے بر پا اسی مہمیان عدم حال کہو کب گذرا
--	---

یہ اشعار پڑھ کر حکایت ہٹے فیلگوش نے طرف امین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا  
بڑھایا بڑھا کر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا دی برادر مینوش رستم کو لکارنا مینوش  
میدان میں آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آوازی طلسم کشا کمان میں منم مینوش فیلسوار  
انکی جرات دیکھا جابھتا ہوں رستم نے مرکب صفت سے نکالا سردار سب قدموں سے لپٹ گئے  
کہا دی شہر بار آپ اس دیو خصال کے مقابلے میں جاتے ہیں غلاموں کو حکم ہوا آفتاب فلک  
قدیموں پر گرتا ہو رستم نے کہا دی برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون اور جو  
نام لیکر چاہے وہ جائے شہرت کی بقیہ ساری سرداروں سے کہتی ہیں صاحبو انکو روکو اس دیو خصال  
کے مقابلے میں جاتے ہیں خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت کے آئے  
فرمایا ای ملکہ عالم تھے رخصت ہوتے ہیں وہ بیچیا ہمارا نام لیکر پکارتا ہو شہرت کا دل بھرا ہوا  
تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار روئے لیکن رستم نے کہا ملکہ گھوڑا  
میں اس بیچیا کے داغ سے غور نہ کالے دیتا ہوں قد و قامت کا خیال نہ کرو خیر کے بچے ہاتھی  
کو مار لیتے ہیں اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہو ملکہ نے ناجار ہو کر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو  
بزرگان دین ہیں انکی حفاظت میں آیکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظفر و منصور کرے  
رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استرالا کبود فرنگی آج کل بیار ہو اور مرکب عربی پر سوار ہیں گھوڑا  
طرارے بھر کے چلا کلا کمان مارتا ہوا دم سے جوڑ کر تا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھ کر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشا تم نے اور کیسے بھیا  
 تم خود ہی میرے مقابلے میں آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تم کو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا  
 او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اس قدر نہ بھول مینوش نے نیزہ  
 مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ  
 ہو رہا ہو ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھیلہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے کھل گیا  
 مینوش نے خاصی سے گرز اٹھا کر کہا اے طلسم کشا اگر اس گرز کو بھاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں  
 انسان کی کیا حقیقت ہو ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ میں مینوش کے دیکھا بتا ہوا ہو گئیں کنیزوں سے کہ  
 صاحبو دعا مانگو یہ شہر یا را اگر مقابلے میں اس نامرد کے نہ ہوتا تو میں سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا  
 اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکیں گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم آپ  
 نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانوں کو رستم نے مارا ہوا شاہ اشرفون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق و  
 انکے رگ دریشے میں شیر صحرائی مثل رو باد انکے پیشے میں دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کا نب رہا ہو  
 مینوش نے دوستی گرز مارا رستم نے گرز اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو اگر گرز رستم پر  
 پڑا تڑا ہے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بے قرار ہو گئیں کچھ بکڑ لیا یہاں جو سمک پیدا ہوا  
 نے دیکھا کہ تنق گرد میں رستم چھپے چھاگل میں بانی لیکر بیچ میں کھس پڑا بانی کے چھینٹے مارے  
 سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہیں اور مینوش غریو کر رہا ہو کہ اب ہڈی تک رستم کی  
 نہ لیلی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں ابھی ہوئی معلوم ہوتی  
 ہیں مگر گھوڑے کی کڑیاں ٹوٹ گئی دو دن گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منہ پر بانی کا چھینٹا مارا  
 شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہو رستم نے چاہا گھوڑے  
 بڑھاؤں سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا  
 گھوڑے نے ٹوکر کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی جھوٹ گئے ہاتھی  
 کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہو کر فرمایا اے  
 آفتاب اب میرے دل کو تاب نہیں میں سحر کرتی ہوں کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی  
 انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سوڈ میں بیٹھ رستم نے سوڈ کو دونوں ہاتھوں سے  
 سٹاما دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے لغزہ تکبیر لکے کہہ مارا مع زرخرے گردن ہاتھی کی  
 گھسیٹ لی ہاتھی نے جرج کھا یا مینوش کے ہوش اڑ گئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کودا -  
 رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لیٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں مینوش  
 نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہو جان بجاؤں مگر خیال ہو کہ جان  
 نہیں بچگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اور طاسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں  
 کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کر او دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے پر ہوا  
 ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آیا فیلگوش نے پوچھا اور طاسم کشا کو زور میں کیسا پایا مینوش  
 کا بچنے لگا کہا اور برادر سارا نشہ جرات اُتر گیا رگ وریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا ہو کسی فن میں  
 کسی نہیں میں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا مگر کشتی میں کبھی پہنچ نہ فانی ہوا آخر میں انبی  
 جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے  
 بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلا لیا کہا اور سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی جھپٹ گئے کہتے چھڑے  
 میں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہنچاؤ  
 اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے پکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ عیسا  
 طاسم کشا کا فردند عمر ہو مگر میرے سامنے کیا مجال ہو کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤں گا  
 یہ کہنے سیاہ رو نے ہانپے عیاری جسم پر آراستہ کپے طرٹ لشکر طاسم کشا کے جلا صحرا کو طو  
 کر کے لشکر طاسم کشا میں پہنچا بھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے جرج مارا ایک مقام پر ٹھہرا  
 پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آڈ پکڑ کے نقب لگانے لگا سماک طلا یہ  
 بھر رہا تھا طلا یہ پھرتے پھرتے گھبرا یا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار میں قریب انبار آ کے  
 جو دیکھا تو مہرہ نقب کا ہو اب سماک سو چاکہ اگر میں نقب میں گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا میں  
 اسی مقام پر ٹھہر دوں بشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کروں گا سماک تو حلقہ ہائے گند  
 لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مہرہ نقب کا بارگاہ میں آکر توڑا یہ قاعدہ مقرر رستم کو  
 بیہوش کیا بشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کودا نصف نقب میں آکر سوچا کہ اور

سیاہ رو شاید اتنے عرصے میں کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے ہلٹا اور طرف آکر کھڑا ہوا  
کیا ایک نخل کے نیچے مہرہ نقب کا آکر توڑا ہلٹ کے دیکھا کہ مہرہ اول پر ایک عیار حلقہ ہاڑے  
کنڈیے بیٹھا ہے بہت خوش ہوا جی میں کہتا ہے یہ عنایت خداوند لات و منات ہو یا زولفت یہ  
ہفت پیکر کہ بیچ میں نقب کے دل دھڑکا میں خوب اس طرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا ہے شک گرفتار  
ہوتا جان بچا نادشوار ہوتا یہ سوچ کر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے جلاسمک کو جب یہاں عرصہ گزرا تو  
سوچا کہ اسی سمک عرصہ ہوا اُدھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچ کر نقب میں کودا نیچے چپکا تا ہوا  
بارگاہ میں جو آیا یلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب میں بھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا  
دوسری جانب اسنے نقب لگائی جی میں کہتا ہے اسی سمک حقیقت میں بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے  
کہد یا اسی نقب میں جلا مہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طو کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار  
پشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے سمک جھپٹا جب تک سمک پہنچے جب تک سیاہ  
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز دنگ کی جوشنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار  
پشتارہ بدوش آتا ہے آواز دی کہ اسی یار وفادار شیر یار و باد عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر ہنٹنے  
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہے اس سے جان بچے تو بڑی بات ہو یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب پہنچے تھا  
کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل ہلاے ناگمانی پہونچا اور بیٹھ کر نیچے مارا کہ  
دونوں پانوں سیاہ رو عیار کے اڑ گئے سیاہ رو گرا اس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور وہ  
پر لگا مارا کہ فیلگوش نے جلا کر آواز دی ارے یار اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہے اور  
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہے چار سمت سے ملازم دوڑے جہتر سمک کو تلوار میں مارنے لگے سمک  
نے ایک جست کی ایک دخت کے نیچے ٹھہرا پشتارہ دوش سے اتارا ایک نختہ سنگ پر رکھ کر حباب  
دافع واروے بیہوشی رستم بہار دیا اور گرد بھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخون میں  
چور چور لڑ رہا ہے اپنے کو کندہ من میں بندھا ہوا پایا رستم نے کندہ من توڑیں فخرہ کر کے اٹھے فخرہ رستم  
ارشد اولاد میر عرب + کیست علمشاہ چہ رستم نقب + دیگر علم شاہ رومی شہنشاہ ندر کہ برخت مردون  
انگندہ شور + سمک نے نیچے ہاتھ میں رستم کے دیا ٹھکر لڑنے لگے سیاہیوں کو مار کر مٹایا ہلڑ جو ہو امنوش  
اپنی بارگاہ میں بڑا سور مٹا تھا ہلڑ ٹھکر چھوٹا ہوا نکلا دیکھا رستم دربار گاہ برادر سے بین تلوار لیکر دوڑا قریب

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آفتابچیمے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہو  
 رستم نے قصد کیا ہلٹون مگر تیغ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوئے لیکن زخم کھاتو رہا بل گئے مینوش  
 پر جا پڑے اُسنے تلوار جب کائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ بڑا رستم نے پہلے ہی بیچ پر مارا کٹھ  
 کا لپٹ کر اسمک تو گرد پھرنے لگا رستم کو دیکھ جاتی پر مینوش کی سوار ہوئے فرمایا اونا مردمان عالم کی  
 پاپوش کی گرد شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اُسنے جواب سخت دیا رستم نے جھاتی سے مینوش کی  
 اٹھ کر ایک پائون دو نون پائون سے دبا یا اور ایک پائون دو نون ہاتھوں سے پکڑ کر ایک بکرہ مارا مینوش  
 کو سامنے فیلگوش کے نکل کر پاس کہنے چیر کر پھینک دیا آنکھوں کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا لگیا لگا کر  
 آواز دی او رستم غضب کیا میری آنکھوں کے سامنے میرے بھائی کو چیرا میں دخل نہ دیتا مگر اب  
 نہ جانے دو نگارندہ نہ چھوڑو نگار یہ کیسے تیغ برق زانیاں سے کھینچا کو یا اثر دہا غار سے بل کر کے نکلا  
 جوڑا تیغ جو ان طاقت دار تیغ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہو کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش  
 قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال میں کہ سر زخمی قطرات خون روئے زیبا پر بہ رہے ہیں  
 کلائی پر ہاتھ ڈال دیا رکھ کر چھٹکا مارا کہ فیلگوش مٹھ کے بھل زمین پر آیا چار طرف سے نامردوں نے  
 جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہو کہتا ہو کہ یارو  
 بڑی غیرت کی بات ہو کہ ایک عیار نے اکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھوں کے سامنے مارا لگیا  
 جیٹ ہو کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سن کر بلٹین رسالے آتے جاتے ہیں بعض  
 نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھ کر جا ہا رستم کو سوڈمین لپیٹون رستم نے  
 دو نون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ اونا مرد تیرا وصلہ خالی نہ جائے جو تونے ارادہ کیا وہ پورا  
 ہو اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سوڈمین ہاتھ لپیٹے رستم نے سوڈنہ تمام کر کہہ مارا مع زخمی  
 گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کینچی کئی فیل سوار رستم نے  
 جو بمر دی مارے کافرون کے جسم میں تھر تھری بڑگئی مگر چالیس ہزار نامرد ہیں لینا لینا کر رہے ہیں  
 بیچ میں رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائیں پر کبھی بوہو کبھی پشت پر سیکڑون  
 لائے پڑے لوٹ رہے ہیں کہ ایک طرف سے دناٹے کی آواز آئی دیکھا ملک شہرت نیچ ہاتھ میں  
 جھولی بائیں ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہیں ایک طرف آفتاب فلک سیرا در ایک طرف



حملال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان ای ملک عالم سر نہ کرنا  
 حملال اور آفتاب توڑ گئے مگر ملکہ نہ رکنین فیلگوش دھجھا گا ہوا جاتا تھا ملک نے جسکی گردن کی لٹکار کر  
 کہا کہ اونا مرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ جھکا کو خیال جرات نہیں ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا  
 آڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و حملال رشتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی ای  
 شہر بار گھوڑے پر سوار ہو جیسے جو وقت ہم لوگوں نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریوں مکاری کرتے  
 ہیں مگر حضور سمک نے کیا جرات کی ہو رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمر وہین کہ ہمیشہ خواجہ عمر و نے قبلہ  
 کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافروں کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے  
 ہیں جب چاہ الماس میں صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمر وہی ساتھ تھے جہن سر لہر جاو  
 دختر دامہ کو مارا ہو تو چاہ الماس کی زمین کا نبی تھی اور در بد میں دامہ کے ہی ذکر تھا کہ آج عمر و  
 نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دامہ کا مارتا عمر وہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھ کر اسکو داخل  
 زبیل کیا صاحبقران اس جنگ میں غائب ہو گئے تھے خواجہ عمر و اشقر بہ صاحبقران مورے  
 سوار ہوئے اور جنگ مغلویہ کو سنبھا لاکہ جبین بائیں لاکہ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سکو خواجہ حیر کر  
 لائے اور صاحبقران کی تلاش میں مصروف ہوئے یہ ان کافروں کو زندہ لہند ہو کسی جرات میں کب بند  
 ہو اب مال و اسباب کافروں کا لوٹ لیا برقع و فیروزی پہنے اکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن  
 فتح ترتیب دیا اس روز تخت پر بلکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے نام لشکر میں نشانی  
 جا بجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر پہنچ ہو رہا ہے سب نے سمک سے کہا کہ ای ہمت والا اگر آج  
 اس جلسے میں تم کچھ گاؤ سمک نے اول اٹھا کر کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ میں  
 آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شکر ہو خنجر قاتل کا قتل خانا اُترا  
 آخر کار لہر سے مری دریا اُترا  
 جل کے جن تجھے نامی آتش سودا اُترا  
 درد سر ہوتا ہو جب نشہ مصیبت اُترا  
 خون تری آنکھوں میں ای بلبیل شیدا اُترا

تن سے بار سر آدہ سودا اُترا  
 اس قدر اپنے نیم اشک نے کی موج زنی  
 درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دوا  
 وصل کے بعد کہ کھنچ سے ہو پنج فرق  
 شاخ گل کو بھی نہ آتش نہ چھو تھا آہ

اس محفل میں عجب ہنگامہ ہو سب سردار سمک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چکی دیکھا کیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمایاں ہوئی آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کیل نے رور و کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کیل کے افسوس کر رہی ہو کہ ایک طرف سے رونے بیٹھنے کی آواز آئی محیط و کیل نے دیکھا کہ ہزار بارہا تھی پشتیں ان کی سواروں سے خالی سوڈ سے خاک اُڑاتے ہوئے اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوئے جلتے جلتے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ کیا دریا دریا تو کر دیکھا شکر شکست خوردہ ہو لاش کسلی لیے جلتے ہیں کنیزیں گئیں اور سکو لیکر کے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپ کے پاس فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہم کو بھاگتے گزرے ہیں محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کسے مارا کنیزوں نے کہا بی کیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فیلگوش کا اٹک گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیج کر طلسم کشا کو بیکر دے عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بند نہ پہلو افون سے اُسے آکر سامنے فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصہ کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اور کیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا جو کوچ کہے ہوئے آتا ہے ساحر اُسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی ہنگ بھری وغیرہ دیکھ گئیں وہ طلسم کشا کو لے آئیں گی بلا سے قصر لوح پہونچائیں گی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم حقیقی نہ ہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جبری ہمارے صف شاخ تیغ زن نگرا کیل ایک ساحر ہیں آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہو اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر شکر طلسم کشا کو براگندہ کرے کہ ایک سے ایک جڑا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی باد یہ گردی نصیب ہو گیا عجب ہو کہ اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سب کو بچائیں گی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا ان حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرا سے فیلگوش کا

قبضہ نہیں کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہلے آواز دی کہ اسی بلند پرواز ذرا ہمارے پاس  
 آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ حبیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے کمر  
 سے نیچے لٹکتے ہوئے دو زنگین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ بھوٹے بھوٹے گال لال  
 کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تنہا  
 موقوف ہوا اب میں دنیا کی ہوا کھاؤں محیط نے کہا اسی بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت  
 آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہے کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران نقب بہ رستم پیل تن کشندہ قول  
 و دوئل طلسم کشا کی کتاب آتا ہے در بندوں پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیا سوار مارا گیا رستم اب  
 کل کوچ کرینگے اب کی مرتبہ لشکر اگر صحرا کے کمیل میں اترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالائے قمر و ج  
 بہو بنائینگے کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کوکب آٹھ ہر ہر ہتے ہیں وہ سات  
 نیک دیکھ کر لیجا نیگا اگر کوچ طلسم کشا نے پائی تو بھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا اسی بلند پرواز ہو سکتا ہے  
 جا کہ طلسم کشا کو آوارہ کر دے واری یہ تو میرا کام ہے دوستوں کو دشمن کرادوں طلسم کشا ایسے لشکر  
 سے جدا ہوں کہ بھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحرا کے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں مجھے کوئی سامان  
 بھی نہیں چاہیے یہ دونوں زنگین کہ ہزاروں مردوں پر بھاری ہیں صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہو محیط  
 سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز جلی یہاں طلسم کشا نے شب و جشن کیا صبح کو اٹھ کر بیرون بارگاہ  
 کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لگے ہارے ابرائے کچھ بوندیاں بھی پڑنے لگیں رستم نے کہا ہم براے  
 شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا میں جا کر شکار کھیلین کل اگر کوچ کرین سمک نے ہیلے قراول  
 جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی اسی شہر یا سامان شکار تیاں ہو مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہو کل  
 صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجئے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی میں دل چاہتا ہے سمک  
 مجبور ہو کر خاموش ہوا دو پہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوئے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم  
 تو صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہیں مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہیں  
 خراج جو ملکوں سے آیا ہو ملکہ خراج داخل خزانہ کر رہی ہیں کہ ایک کینز نے بڑھکر عرض کی درواز  
 پر سمک آیا ہے حضور کو بلاتا ہو ملکہ اٹھ کر باہر آئیں سمک نے کہا اسی ملکہ عالم آب کو طلسم کشا نے مار  
 کیا ہے اور ننگ بھری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہلے سمک جلا گیا شہرت

کو خوشی ہو کہ بارگاہ توشا ہزارے کے ساتھ ہو جنگل میں خوب منگل ہو گانہنگ بھری کو بھی غریب  
 دے رہی ہیں کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پاس کنیزوں کو اور نہنگ بھری کو ساتھ لیا  
 طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئیں ماہی سحر کو بڑا افسوس ہو کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلا یا  
 نہ یاد کیا کنیزوں نے عرض کی دروازے پر ایک چوہدار آیا ہو ملکہ ماہی سحر جو باہر آئیں دیکھا  
 یہ چوہدار رستم کے ساتھ کا ہو کہ رہا ہو کہ اگر ماہی سحر طلسم کشا نے تمہیں بھی بلا یا ہو ساتھ والیوں  
 سے ہنس کر کہا طلسم کشا کی غنایت و محبت کے میں تصدیق ہو جاؤں کہ مجھ کو بھی صحرا میں یاد کیا ہو  
 لی شہرت کو بڑا ناہو کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا میں کیا اُن سے مرتبے میں کم ہوں یہ گنگے کنیزوں  
 کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزوں نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر  
 نے سو کنیزیں ساتھ لیں یہ بھی خدمت میں طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک میر گجرا رہا ہو  
 کہ شاہزادہ صحرا میں اکیلا ہو ہر جہد کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئیں بخوبی نگہبانی کر نیکی مگر افسوس  
 ہو کہ ہم ساتھ دہوے کہ خادموں نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک فخر سوار نامہ لیکو طلسم کشا  
 کا آیا ہو آفتاب باہر نکل آیا فخر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ میں آفتاب کے دیا آفتاب نے  
 بڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کاو آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے  
 مقابلے کو بھیجے ہیں آفتاب اُسی وقت دوسو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم میں  
 چلا حملال سرکش کو بڑا انتشار ہو کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئیں اُنکے بعد آفتاب بھی  
 گیا ہو کو آقائے کیون نہیں طلب فرمایا اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ عرض ہوگی اگر حملال دروازے  
 پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہو آپکو طلب فرمایا ہو حملال ہٹا ہو گیا اور حکم کیا کہ جب قدر ساحر و غیر ساحر  
 ہماری بارگاہ میں موجود ہیں سب تیار ہوں سب تیار ہو کر حملال کے ساتھ ہوے یہ بھی  
 ایک سمت روانہ ہوے حملال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہو کر ہمارے  
 پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہیں اور آقائے تم سبکو طلب کیا ہو سب تیار ہو کر چلے مگر اول رستم  
 جو صحرا میں آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر کھوکھل شکار طائران ہوا کا  
 کر کے فرمایا اس سمک کوئی آہو دستیاب نہوا سمک نے دست بدمعہ عرض کی کہ میں نے کہ ہر کار  
 بھیجے ہیں یہ ذکر تھا کہ دو کنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ بیان سے تین کو س پر شکار

متعدد ہو رستم نے اس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا اس نے چند آہو جو رہے ہیں رستم نے ایک آہو گھوڑا ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہو دن بر گھوڑے ڈال کر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے پہر بھر کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جا کر آہو جو کہ می بھولا رستم نے حیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ گرا حیران ہو کر اسی مقام پر آ کر سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از سر نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب کھل گیا رستم نخل کے سائے میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ کر بڑھو کے دور ہا ہو نظم

حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے  
نہیں ہوتی ہو مکافات عمل انسان کے  
الفبت اللہ کو کس مرتبہ ہو انسان سے  
کبھی سنبل سے اُجھتا ہوں کبھی بیکان سے  
بانوں اُٹھتا نہیں اس اترے دوران سے

کام آخر ہوا اپنا صفت مٹرکان سے  
وصل کے بعد کھلا ہوا غم بھران سے  
حیف ہو خاک کا پتلا نگرے یاد اُسکو  
باغ میں زلف و خط یار ہو یاد آ جاتا  
گردش سخت ہو یا گردش پر کار آتش

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی چر بھکر و رہا ہو کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اٹھے طرف آوار کے چلے چند نخل چڑیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جس میں برگ و شاخ کا بچہ نہیں اُسکے نیچے ایک جوان خوش و خوشتر تاج ڈھلکا ہوا اگر سیاں پھٹا ہوا منہ پر خاک دامن و گر سیاں جاک چاک و در و در اشعار نہ کو رہا ہو رستم حال زار اس جوان کا دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اتر کر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا کہ شہر یار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا حق نے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سب کا علاج بھی تعلیم فرمایا ہو تو بیدل نہ ہو بیدل و جان کو کشش کرینگے جوان نے پوچھا بیکان نام نامی اسم گرامی کیا ہو رستم نے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں قنق قنق طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا کہا کیا عجب ہو کہ آپ سے مشکل میری حل ہوا ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے اُنھوں نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ قنق قنق طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدد ملے دلی حاصل ہو گا یہ لکیر عرض کی اسی شہر یار باب پیرا سالم نیزہ باز ہو غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک سرب رہا ہوں حتیٰ کہ گھر بار چھوڑا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے یہاں ہے کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہاں ایک قزاق رہتا جو کہ اُسے راستہ بند کر دیا ہو جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہو اور بالاکوہ  
 چلا جاتا ہو شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہو اکثر بادشاہوں کی ارسالین لوٹیں بادشاہوں نے اگر  
 گھبرا کر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہو بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نہ کر سکے آخر  
 ناچار ہو کر چلے گئے مین فکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خورہ ہیرے سامنے آیا مین نے اُسے تھکا کر کیا  
 عقب مین اُس آہوے کے ایک نقابدار بادل پوش آیا مجھے تھکا کر کرنے لگا کہ میرا تھکا کر یوں تو نے مارا مین نے  
 جواب سخت دیا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کھائی مقام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی  
 لگا اُسکو اٹھا لیا بند نقاب جو اُس کے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکھنؤ اور ہٹا اور چاند نکل آیا  
 اُس معشوق خوبرو کو دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں مین ریشہ آغاش کھاکے گرد و نادرین بھی مجھ پر نکل ہوئی  
 سر میرا اٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھ کو ہوش مین لائی مین اٹھ بیٹھا نام بوجھا اُسے نام اپنا قتال  
 سخن مین ہو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہی قزاق یکا یک تھکا کھینچا  
 آیا میٹھی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کر کے ملازموں کے حوالے کر دیا مجھے کہا کہ تو تاجدار ہو اگر خواہاں وصل کا  
 میری دختر سے ہو تو لشکر لیکر آ کر مجھ کو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دوں مجھ کو بھی اپنی سپاہ گری پڑان  
 سنا اپنے ملک مین آیا بیار بڑ گیا باب کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کر کے باپ نے فوراً لشکر تیار کر لیا مین  
 جا کر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُتر آہیں مین طبل جی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا  
 مفتون خود میدان مین آیا ہیرے اُس کے مقابلہ ہوا اُس نے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اسکا کھانا  
 کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا مین روتا پھلتا اپنے قلعے مین آیا مہینوں بیمار پڑا ہوا ایک شب کو خواب مین دیکھا  
 کہ فلان صحرا مین جا کر مسکن کر فرزند صاحبقران وہاں تشریف لائینگے میرے کفیل ہونگے شکر ہو کہ  
 آج قدموں تک پہونچا میری دست گیری فرمائیے معشوق سے مجھ کو ملائیے وہ قید ہو مین آوارہ شد  
 ادب رستم نے سر سینے سے لگا پا دیا کہ اسی سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھ کو میرے معشوق تک  
 پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتیں کر رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی لکھا  
 کہ ایک بادشاہ پیرز مین گیر تخت پر سوار نشست پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہ مین خیمے لگے  
 ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھا گلے سے لگالیا کہا اسی فرزند آج تجھ کو خوش پاتا ہوں  
 سلیم نے کہا اسی آپ آج باعث خوشی کا یہ ہو کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خدا نے پہونچا یا معشوق نے کا



افرار فرماتے ہیں یہ قوی ہو کہ انشاء اللہ معشوق نے میں تو دین اسلام میں آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ میں آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہو کر طرف کو بے ستون کے چلے مفتون قراق کاروان لوٹ کر آیا جو زیر کوہ اُترا ہوا ہر مال جو لوٹ کر لایا بالاسے کوہ بھیج رہا ہو کہ ہر کارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہے مفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہے ہر کارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہے مفتون نے کہا میں تو وہاں تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے میں اسے گرفتار کر کے خدمت خداوند میں بھیجوں یہ کہہ کر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار ثبت بر لشکر آکر اُن کے مفتون بہت خوش ہو قراق اُسکے کہ رہے ہیں اگر حکم دیجیے تو لشکر میں گھس پڑیں مال لوٹ لیں طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیں شام کو مفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والوں سے کہ رہا ہو یا رو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا پہلوانوں سے سرحد طلسم خالی ہو گئی طلسم کشا نہایت بہادر ہو اب صبح کو میدان میں دیکھا جا بیٹھا جب رستم نے خبر سنی کہ مفتون قراق نے طبل جنگی بجوایا یہاں بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تاریا ہوئے لگین جا بہرات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیا نیغہ ضیا کو حائل کر کے تو سن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے مفتون میدان میں غرور کرتا ہوا نکلا بکار آواز دی اسی طلسم کشا میں تمھارا مشتاق ہوں یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے میں آئے طلسم کشا نے مرکب بارہ فتار چمکایا قضاے کار بالاسے کوہ جو قلعہ ہو بیٹھی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُس نے کنیزوں سے کہا ذرا چھوٹا کر دو کہ میں دیکھوں آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہے کنیزوں نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھا یا رستم گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہیں کہ نگاہ قتال عبرین موکی جمال بے مثال رستم پر چڑی دیکھا کہ شمشیر نور جل سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہے مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا رعب و دبدبہ دیکھ کر حیران جمال محو دیدار ہوا گینڈے سے اپنے اُترا جھاک کر سلام کیا کہا اسی شہر یاہ میں مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میں تباہ ہوں دھر میری آبکی کنیز ہو جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہہ کر قدموں کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم



کو اتار لکھا اپنا مذہب تعلیم کیجے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھ کر جیدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کے بارگاہ میں لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو و قتال نے دیکھا بقرار ہو گئی یہ اشعار پڑھنے لگی۔

یوسف تھا اگر تو خریدا زمین تھے  
تقصیر کیسی ہو کنہگار زمین تھے  
سایہ کی طرح سے بس دیوار ہیں تھے  
اک خاک میں ملتے دم رفتار ہیں تھے  
الطاف و عنایت کے سزاوار ہیں تھے

خوابان ترے ہر رنگ میں ای بار ہیں تھے  
میداد کے محفل میں سزاوار ہیں تھے  
وعدہ تھا ہمیں سے لبہام آنے کا ہوا  
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر کام کسی کا  
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا

یہ اپنی آنکھوں سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ میں باپ کی آیا کینیزوں کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کینیزین خبر کے واسطے دوڑیں سلیم جو بارگاہ میں لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترجیح خوشبویٰ سینے پر سلیم کے لگا با جائے رستم نے حکم دیا ترجیح خوشبویٰ آیا سینے پر سلیم کے لگا یا سلیم شل گل کے شگفتہ ہو گیا صد سہا کیا بلند ہوئی رستم نے کہا اس مفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استاد کرائیں تم اپنے بہاڑ پر رہو یوں شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ میں تشریف رکھئے غلام جانتا ہو کچھ بچہ آتش ذرہ سمیقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہما کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ میں بھیر دین اڑ رہی ہو مفتون مصروف خدمت ہو کہ ایک فراق دور ہوا آیا اور مفتون کے کان میں کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہو گئی رستم نے پوچھا کیوں ہو مفتون اس وقت کہا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہو عرض کی او شہر یار میں نے بادشاہ کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اس طرف سے راستہ بالکل بند کر دیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہو اسکی ارسال ادھر سے نکلی میں نے خزانہ لوٹ لیا اُسے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اُترارہا مگر میرا کچھ نکر سکا میں بلا سے کوہ قلعے میں تھا اُسے جو خبر پائی کہ زیر کوہ میں تے جشن کیا ہو تین لاکھ فوج سے آگیا اب بہاڑ کے راستے روک رہا ہو کہ بہاڑ پر نہ چڑھ جاؤں تو اس شہر یار سب راستے توڑک گئے پھر اُسے بٹھا دیے ایک گھائی روکنے کو باقی ہو کہ ایک سوار

مع مرکب جاسکتا ہو پس حضور بالا سے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا اے مفتون ہم اس وقت تیرا ساتھ نہ چھوڑینگے اُس سے مقابلہ کیلئے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صفت شکن و تیغ زن ہیں مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہو اُسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہیں ایک ایک بے مثال بے نظیر فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق کیونکہ عرض کروں کہ حضور اُس سے مقابلہ کریں رستم نے کہا میدان میں دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو خبردار جسطح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی نظام میں فرق نہ آنے پائے مفتون کا بک کر خاموش ہو رہا ساتھ والوں سے اشارے کرتا ہوا روٹھارے خیال میں آتا ہوا کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کریں گے تلوار اسقدر بھاری ہائے ہو اُسکے وار کو کون سنبھال سکے گا مگر خاموش فوت رستم سے کچھ کہ نہیں سکتا کئی زون نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین موکو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر متیاب ہو گئیں کئی تھیں میں خود جاؤنگی جان ابھی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کر دینگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دوں گی لیکن کیوں تاجدار نظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ اے مفتون اب کہاں جاؤ گے میں نے خبر تمہارے جشن کی ملازموں سے پائی خود تکلیف کی سنا ہو کہ طلسم کشا کو تھنے گھر میں اپنے جگہ دی خداوند نے جواب میں آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لے آ کر دے اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر بہاڑ پر چلا جاتا ہو اب دیکھو نہ بہاڑ پر کیونکر جلتے ہو میں نے سب راستے روک دیے اب بالا سے کوہ نہ جاسکو گے میں نے سب جگہ پر بٹھادیے ہیں یہاں مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھا یا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ اے برادر تم کو تو اسنے گھیرا ہے اور ہم بالا سے کوہ چلے جائیں اپنی خان بچائیں یہاں کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑجگا تو نوازش طبل کو حکم دیا نثار دے رمی کر گڑا یا سرکاروں نے مفتون کو خبر ہو بچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہو اُس طرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھیرا دینا مگر سے کام لینا ہمارا کام ہو رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بکے مفتون نے کہا اے شہریار میں مقابلے میں کیوس کے جاؤنگا مگر رات کو کھل بلی ڈال دوں گا رستم نے کہا اے بہادر یہ تو جرات خلات ہو ہم یہ حکم نہ دینگے جسطح طبل جنگی بجا ہو اُسی طرح مقابلہ بھی ہو گا مفتون نے کہا اے شہریار انصاف شرط ہو فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لا جواب چار سو پہلوان افسر و بھانگنا نہیں جانتے

فوج کو کیا لڑائی کے میدان کا زار سے قدم نہ اٹھائیے کیسا معرکہ بڑھ گیا ہر ایک افسر سپاہیانہ نامی اور نام آور خود فوج سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق جھوٹ تار پکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی بھڑائیگا صرف بارہ ہزار فوج تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہیں لہذا شب کو بطور شجوں کرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیوں پر تلواریں چلی اگر بہاڑے بنے پکڑ لیا تو بھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو گھاٹیوں پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب جاری ہو رستم نے کہا یہ سب تدبیریں بیکار ہیں صبح ہونے دو دیکھو میدان کا زار میں کیا گزرتی ہو مشکل رستم نے مفتوں کو سمجھا یا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تم کو اختیار ہو اگر کیوس کو اپنی جرات و شوکت پر بڑا دعویٰ ہو تو ہم اسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اس کے کیا گذرتی ہو مفتوں کی بقراری اور یہ خبر جو اندر پہنچی تو ملک قتال کی اشکبار می فرماتی ہیں صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادہ حرب و پیکار ہو اور یہ جانتے ہیں کہ کیوس بلا سے روزگار ہو کہ اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس اقلیم میں تو کوئی ایسا نہیں کہ اس کو جواب دے یہ انسان ہیں وہ دیو ہو اس کے مقابلہ کو رستم فرماتے ہیں صرت انکا تقاضا ہے جرات ہو جب ان کے دشمنوں پر سختی بڑی خدا نخواستہ اس دشمن کے ہاتھ سے انکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم ہمسے پہونچا ہو بادی کوہ کا ارادہ کر گیا اور باعث خرابی یہ ہو کہ میرے حسن کا اس اقلیم میں شہرہ ہو اب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہیں کیا وہ ضرور محل میں آنے کا ارادہ کر گیا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہو اس کے آنے سے پہلے اپنی جان دونکی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہو کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہو نہیں معلوم باب بیٹوں کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھے دیکھا جائیگا کہ عاشق صادق قل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوا  
قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہو مجھے  
یار بڑا ہو آخر بخت سپاہ کا  
ایک خضر ناگوار ہو پانی کا بھی سلوک  
آتش غم حسین میں روئیں ہا ہو کیا

مکن نہیں کہ سر و گلستان سے دور ہوں  
میرے لمبے داغ نہ دامان سے دور ہوں  
اس چاندنی میں ہم مرتابان سے دور ہوں  
ہمتو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہوں  
سفرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہوں

کینزین عرض کر رہی ہیں حضور نہ گھبرائیں وہ اپنے زمانے کے رستم ہیں صد ہا ملک فتح کیے ہیں  
 طاسم میں ہنگامہ برپا ہو بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہیں کچھ  
 سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہے جب کینزون نے بہت سمجھایا ملک نے سجادہ بچھایا دعائیں مانگے لیکن  
 کہ امواج خلق بے نیاز و ارب کار ساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا میں سلیم و سالم کو بھی طیر دعائیت  
 سے دیکھوں کسی برزوال آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بجائے تیرے نزدیک سب آسان ہو  
 اندر باہر مردوں میں عورتوں میں ہر خردو کلان کو فرد ہو کہ دیکھیں کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی  
 ہنگامہ میں بسر ہوئی جبکہ جلا و زرین پوش خنجر ضیا و شعل ہاتھ میں لیکر بالائے جحجھ لبر جہی آیا  
 تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم مفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوئے سامنے دریائے فوج کیوس  
 موج مارتا ہو تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست  
 ایک ایک بادہ کبر و نخوت سے مست ہی ارادہ ہو کہ ان سب پر جا پڑیں قراتون کو گھیر کر ماریں سب  
 سردار اُبلے ہوئے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہے اُس فراق نالائق نے بڑے  
 بڑے رنج و ملال دیے اس کروفر سے کیوس میدان میں آکر پہونچا جا نہیں سے صفین آراستہ  
 ہوئیں ادھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار فراق مفتون کا اُس وقت بھی ہی قصداً  
 کہ میں فوج پر کیوس کی جا پڑوں لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ پہونچاؤں نہایت چست و جالاک ہو  
 مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہے کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہیں معلوم ہوتا رستم دہم  
 فرما نے ہیں اسی مفتون گھبراؤ نہیں دیکھو کیا ہوتا ہے کوئی میدان میں آوے تو میں نکل کر جوادیں  
 تم انتشار نکر و بول میں قصد ہے اُسکو نکال دیا لو جب فوج میں جم چکیں تو کیوس نے قصد کیا کہ  
 میں کلون دیوٹ مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو میں کھڑا تھا اُسے گینڈا اچھا بھائی سے  
 اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوٹ میں حیران ہوں رات بھر اسی فکر میں جاگا کہ مفتون کس  
 بھر سے برٹھ رہے ہیں جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھے صلح کر لگا خزانہ جو میرا لٹ لیا ہے اگر وہ بھوک  
 تو میں اُسکے خون سے درگزر نہ کروں یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوٹ  
 نے کہا میں سمجھاؤنگا دیوٹ گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی اسی مفتون تو  
 دیکھتا ہے کہ ابر فوج کے گھر سے ہیں اگر شاہ کا ٹوٹا ہوا مال بھیر دے تو تیری جان بخشی ہو قتال

دیکھ رہی ہو کنیزوں سے کہنے لگی جا کر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھر دین جان تو بچے اپنے گھر میں سہانا یا ہوا ہو۔ سالم بھی موجود ہیں دیوٹ دیو ہو دیکھو تو کیسا غریب ہو میرا تو درہم کہ دل گھبراتا ہو مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای پری ہن ترسیدار کے خواہاں کتنے جو رصیاد سے کاشن ہوے ویراں کتنے کس طرح آؤں مجھے کامیاب آنے دینے رابطہ میں کا فردیدار سے یکساں تجھ کو کوچہ یار میں او رنہ قبول غافل	رہنے ہیں آٹھ ہر کو بچے میں نالان کتنے آستان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے نئے نوکر ہوے ہن آیکے وربان کتنے کتنے ہندو مجھے کتنے ہن مسلمان کتنے تشنہ خون ہن مرے گبر و مسلمان کتنے
---	--

کنیزین کہتی ہیں وادی دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہو جیسے دیوٹ نے بیکار کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمہاری جان بخشی کرتے ہیں مگر خزانہ چلوٹ لیا ہو پھر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہر یار فیصلہ کر لوں خزانہ وہ اب تک رکھا ہو رستم نے کہا ای بڑا بہتر خزانہ دینا ظلات ہو دیوٹ نے بیکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہیں پھرتے تو کیا قبیلے کو بھیجے جیسے دیوٹ نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سلم نے سلیم تاجدار کے آئے فرمایا ای شہر یار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدموں سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونوں رونے لگے کہتے تھے ای شہر یار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہو اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوٹ ہوا دھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خانی نہ بلتا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھیں کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہو تا حار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو مغفرت و منظور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صفت سے نکالا مرکب باد سہا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار میں آیا دیوٹ نے جو رستم کو آتے دیکھا گردہ سیر کا لیکر براسے ٹکا درٹھا کوٹھے سے ملکہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہیں کہ آپس کی ٹکا ور میں نیا مضمون ہوا سات قدم گینڈا دیوٹ کا ورتین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزوں سے کہا ظاہر تو خیر معلوم ہوتا ہو گینڈا اسکا دریا وہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہیں خدا انکو غالب کرے دیوٹ

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان بر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانہ  
 زہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھرتا ہو سیکڑوں زخم یوں زہ سے جسم پر دیو  
 کے لگائے لوگ بھبتیاں کہہ رہے ہیں تختہ آہن پر شجر کے نعلے دیے ہیں دیوٹ عاجز ہو چکا  
 ہو ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوٹ کے نکل گیا شکر سے  
 احست و آفرین کی حمد بلند ہوئی دیوٹ نے دیکھ کر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے  
 مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اس کے بھی دو ٹکڑے  
 کروں اب اپنے کو بچاؤ سچے ہٹھاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھرتے ہیں تلوار  
 کھینچ اسکا بھی وار سینکے تجھے اسکا ہم بھی دار کرینگے دیوٹ نے خبردار خبردار کیلے تلوار کا ہاتھ  
 مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کیلے ہاتھ  
 تلوار کا مارا دیوٹ نے بھراستام کھائی پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا رستم نے گریبان بکڑ لیا  
 آپس میں ہکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کودے دیوٹ کھٹا ہوا رستم زور میں  
 کیا کر گئے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دینگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہ جائیگا دیوٹ کھٹا ہوا رستم  
 کیوں نساوڑھاؤ مفتون سے کہہ کر خزانہ دلو اور رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جن من صرف ہوا  
 اب تو لٹا دشوار ہو جو تجھ سے ہو کے تصور نہ کر دیوٹ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی بیچ پر ایک ہک مارا کہ  
 سر دیوٹ کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوٹ بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا  
 دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے مقام کر سینگے میں سر اڑا یا ریل کر لے دوڑے  
 دیوٹ چاہتا ہے اپنے کو روکوں مگر وہ بڑا دقت ہو کہ زمین بانوں کے نیچے سے نکلی جاتی ہو سر ہٹاؤ  
 قدم ریل کر دیوٹ کو لائے کیوس ابھی مقام پر کہہ رہا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ بیٹھے  
 چلے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہک مارا کہ دونوں کھٹنے دیوٹ کے آستانہ زمین ہو گئے  
 رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور میں تاہ کھٹنے دوسرے زور میں تاہ سینہ اور پیسے  
 زور میں سر سے بلند کیا دامن قدم آگے بایں قدم پیچھے جرج دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے  
 جرج کھانے لگا رستم نے دیوٹ کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت کر اوستم کو دگر  
 بھائی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کھٹا ہو اگر ابھی جان بری کو تو



چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوٹ لے ملول ہو کر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا  
 دیکھ رہا ہی میں مسلمان بنو نکا رستم نے سینے سے اٹھ کر ایک پائون دو لون پائون سے دایا  
 اور ایک پائون دو لون ہفتون سے بکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے میں سرین سے تارہ بان دو سر  
 جھٹکے میں مثل کر پاس کنتہ دیوٹ کو جبر کر طرف کیوس کے بھینکا آواز دی اور مغرور عقل و  
 فراست سے دور اب تو مقابلے میں آتو تیرا بھی یہی حال کروں مفتون کے فراقون نے مہرے  
 احسنت و آفرین بلند کی کفار کہے خرم نہ ہوے مگر کیوس کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا  
 گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پائون رکاب میں  
 ایک خاؤ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تادو  
 پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو بھٹا مارا اور آواز دی کہ او مکار اس قدر قدامت پر یہ مکاری  
 اور تیغہ ہفت جو ہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی بناد کیا مگر تیغہ ہفت جو ہر جھکا  
 چکر اسپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا مارا دو اور تیغہ کیوس کے بھی پہونچا تھے  
 داستانہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا نہ واپا  
 ہو گیا فوج والوں نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فر جا رہی سہلوان رستم پر آ پڑے رستم  
 تیغہ جھکا کر تین لاکھ کا فروں پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا فراقون کو لیکر اگر اسلیم و سالم بھی  
 فوج کو لیکر آ پڑے دو لون شکر تول کے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر لاکھ  
 کوہ پہونچوں پھر جھکا کوئی نہ پائے سجا ہوا لڑا ہی کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والوں نے اسکو  
 ہوا دار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ میں مگر یہ باعث زخم سر سے استفادہ  
 خون جاری ہوا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام میں کیا فرمایا ای مرکب صیل جھکا  
 لے کل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے جلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی فوت سے قریب  
 نہیں آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو کھل گیا مفتون فراق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے  
 لڑتے بھڑتے بلاے کوہ پہونچے وہاں جا کر مفتون نے بہاڑے سے تھرڈ چلکائے جو بلوہ  
 کر کے جاتا ہی وہ تھروان کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو  
 ہوش آیا کہا یارو میں جاتا ہوں جو تقدیر میں لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو میں نے



ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نہ کر دیا پہاڑ پر نہ جاسکو گے فراق تجھ پر سارے ہیں  
 مٹنے نکلنے کیوں دیا سب نے کہا حضور فراق توں کی لڑائی جی ٹھہر دیتے ہیں اس زور و شور سے  
 بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس  
 نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر لیے ہوئے چلا آیا  
 صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے رشتہ دار  
 سوزن قبل سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھ کر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانگے دیے زخم کو باندھا  
 خیال میں گذر کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون  
 کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے گئے کہ آدیون کے بولنے کی آواز کان میں  
 آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہو اُس کے باہر صد ہا چیمے استاد ہیں کچھ جوان رنگین پوش  
 باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ  
 یہ کیسا جلسہ ہو لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہو جان خدائی خداوند ہفت بیکر  
 کی ہو اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صفت شکن یہاں کا حاکم ہو اور یہ باغ عشرت آباد  
 ہو شاہ دشہر یار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہو دختر فاروق کی شادی ہو فاروق خود آیا  
 اسی کا مجمع ہو مگر فاروق کوہ تن حمان نواز انتہا کا ہو آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب  
 اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہو طائفے ناچ رہے ہیں جہان رستم ٹھہرتے ہیں حمال انکا  
 دیکھ کر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہر کاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو کیونکر آنے کا اتفاق  
 ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اس طرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک  
 جمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے جمن گرد تاجدار بہلوانان  
 صفت شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے  
 بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہر کاروں نے جا کر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی  
 کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو  
 یہ عنایت خداوند ہفت بیکر کی ہو میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں مگر کوہ  
 باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا اگر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام  
آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہو بارہ دری میں تشریف لیجیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت  
سے پیش آیا رستم کو بہت خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اٹھے  
سیح میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اسکے قریب دنگل زرین اُسپر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہو  
ہنگامہ ل و نشا طاکرم ہو بعد بختری دیر کے فاروق کوہ تن آیا بست بستہ عرض کی دختر حذر وند  
ملکہ مغرور شہرین کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا شکر بیان تشریف لاتی ہیں وقت پر  
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر سراسر احسان ہو گا رستم نے کہا کیا مضائقہ ہے  
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے جو بداریان انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کینران ماہر و ایک  
تخت پر ایک معشوق فخر نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشاک ہلال آنکھیں بھید ویدہ  
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیر زادی ستارہ پہلوے ماہ میں اس کو فرسے سواری نمایان  
ہوئی رستم بھی اٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدس  
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سانسے دیکھے  
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن  
بلند بالا تنو مندر درشت چنگال جرات و شوکت میں بیتال رعب و داب و سطوت و صولت مثل  
جاکران ہمراہ ہیں آسمان غولی کے ماہ میں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر میزگان دونوں طرف سے نوہ  
دل پر لب معشوق ہوئے ادھر رستم تھرائے ادھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا  
وزیر زادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدم نگاہ  
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آ کے بیٹھی رستم دنگل زرین برائے بیٹھے نگاہ  
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک  
سے کتا ہو میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوند زادی تشریف  
لائیں آج وہ جلسہ ہو کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو  
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے بھٹکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہر گئے  
کمرے جو بنے ہوئے تھے شبشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

بھیجا یہاں رستم نے جو جلسہ کو ملکہ سے ظالی پایا دل گھرایا فرمایا کہ تو فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو ہم وہاں جا کر آرام کریں کئی دن سے جنگل میں حیران و پریشان تھے تمہارے باغ میں اگر آرام پایا فاروق نے ایک کمرے میں لا کر رستم کو پہنچایا ملکہ جو یہاں کمرے میں آئین تنہائی میں گھبراہٹ میں وزیر زادی سے کہا اے وزیر زادی کیا حال بیان کروں دل کی عجب کیفیت ہو وزیر زادی نے کہا کچھ بیان کیجئے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیر زادی نے عرض کی حضور کے کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہو اُس میں وہ بھی تشریف لائے ہیں میں جا کے بلائے لاتی ہوں حضور کی میتابی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی یہ کہکے وزیر زادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہیں سرنگین تنہا بیٹھے ہیں وزیر زادی نے آکر عرض کی اے شہر پار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہو رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے وزیر زادی کے ساتھ اُس کمرے میں آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرتے لیکن رستم نے آکر ہاتھ مقام لیا وزیر زادی گوشے میں جا بیٹھی یہ دونوں شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوئے لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوئے دونوں چھپر کھٹ پر آئے اور لپٹتے ہی سو گئے فتنہ خواہیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے ممبرور تیغزن سے کہا جا کر دیکھ تو ملکہ عالم اگر بیدار ہوں تو میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ اے ملکہ عالم حضور نے نیاز من کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی ہو کہ دختر خداوند نے قدم رنج کیا اگر خاصہ نوش کیجئے تو میں نہایت سرفراز ہوں سرفخارا و پر عرش عالی کے پہنچاؤں ممبرور تیغزن بالائے بام آیا کینہ زان ملکہ کو دیکھا کہ پھر سے ہیں ممبرور سے پوچھا تم سب یہاں کیوں پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اٹھی کہ سنا ہے اس کمرے میں ملکہ تشریف رکھتی ہیں جا کے دیکھو نیا گل بھولا ہو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے دوسری نے کہا بوا تمہیں صاف صاف کہنے سے کیا نفع ہوا ان باتوں کو مسکرمبرور طرف اُس کمرے کے چلا دراروں میں سے دیکھا کہ چراغ گل ہو کچھ معلوم نہیں ہوتا ممبرور پہلوان زبردست ہو دروازے پر ایک لالہ ماری دروازہ ٹوٹا اندر آیا دیکھا ملکہ رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہیں ممبرور بیتاب ہو گیا پڑھ کر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گزین آنکھیں کھول کر یہ آفت دیکھی کہ ممبرور جھکا چھپر کھٹ کے نیچے گر اچکا ممبرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کینہ زان لپٹ گئیں ملکہ بیٹھی ہیں کہ اوسے کیا کرتا ہو ممبرور نے ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اسکی خالی گئی بیٹی پر پڑی کہ بیٹی پلنگ کی کئی رستم کی آنکھ کھلی ممبرور کو تیغ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کر سی پرانکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر  
تیغہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چو پارہ ہو گیا یہ تلوار رکھا کر رستم نے قصہ کیا کہ میں مبرور  
کو لپٹ جاؤں مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا سفدر  
تلوارین بارین کہ رستم جو چور ہو کر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہیں کہ اوطالم کیا کرتا ہو اگر وہ تلوار  
تاک ہیونہیجے اور انکے ہاتھ میں بھی تیغہ ہوتا تو جھکو معلوم ہوتا اور جلا دکنہ گار تو میں ہوں مجھکو قتل  
مبرور کہتا ہوا گیسو بربدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھ کر شہر فاروقیہ میں لیجا لو نگار ہاں تو  
دار بر کھینچی جا بیگی تنجو تیر باران کرینگے رستم کو تو میں نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے  
دریا خون کا جسم سے جاری مبرور نے اسی فرش میں رستم کو لپیٹا اور پستار سے کو اٹھا یا سامنے ملکہ  
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا میں نے فرد نہ چھڑے کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کر کے  
ایک محافے میں بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یار اس بیگیا  
نے شادی میں آکر یہ کیا فوڑ کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے میں ڈال کر چوبند کسو کے آپ گینڈے پر چڑھا  
ہوا محافہ کو نیکر جلا فاروق سے کہا آپ پہلے جلیں شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بربدہ  
نے سبکو بدنام کیا محل میں جاکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا گے  
بڑھ گیا شہر میں آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہو شہر میں آکر دربار میں آیا کئی سہ  
ہلو ان بیٹھے نئے کہتا ہوا کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہو مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جب کجرات  
میں مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لینے جا یا اب محل میں جا کر اُس گیسو بربدہ کو قتل  
کر دینگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اتر دیا ملکہ گلغدار مان مغرور کی یہ حال سکر دوڑیں ڈیوڑھی  
میں آکر ملکہ کو عجب حال میں پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکر بیٹتی ہو کتنی ہوئی کہ اوماد ہر ہا  
اس جلا دے اُس شیریشہ جرات کو ایسا مجبور و ناچار کر کے مارا اگر ہتھیار انکے ہاتھ میں ہوتے تو  
اس بیدار گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہو کہ بھاگتا بھرتا ہاے کس بیگسی سے اُنگو مارا مان  
منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمہارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کتنی  
میں اوماد ہر ہاں تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین میں اُنکی کینز  
معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کو ٹھہری

میں سر ٹکڑا رہی ہیں کبیر ہونچی فاروق کوہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوئے آتا ہو جیسے ہی فاروق  
اندر آیا ملکہ نے کہا اے فلاحہ وق کیا ارادہ ہو فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دے لیا  
گلغزار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو نقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اس میں مناسب  
ہوگا تو قتل نہ کر میں نے بھی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانے لگا وہ کرینگے میں لاکھ چھپاؤنگی تو کیا  
ہوگا اگر موت آئی ہو تو کون روک سکتا ہو تو اپنے دستے کیوں خون لیتا ہو فاروق کو گلغزار نے ایسا  
سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے میں بیٹھی رو یا کہتی ہیں کبھی کہتی ہیں اے کریم و رحیم میں نے  
حیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہو اس شہر یار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلا و صاحب بیدار دولت و رسولی  
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہو کہ بی بی ظاموش رہو ابھی تمھاری  
دوبکاری قدرت سے ہوگی دیکھیں وہ کیا فرمائیں کام تو یہ انھیں کا ہو کہ رستم کو جسے صد ہا ہلاک  
مارے کسی سے بن نہیں ہوا اُسکو میر و رایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا نہ بیر قتل کی نکالی قدرت  
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہیں آٹھ ہیر ایسی ہی تدبیر بن کرنے میں وہ مصروف ہیں ملکہ  
نے کہا اُس نگورے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی نقدیر کر دی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے ساتھ لگا  
ہیان تو یہ کیفیت ہو لیکن حال رستم تحریر کرتا ہوں کہ میرور نے تو اپنے نزدیک مارڈالا اگر مالک  
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہو رستمے جان باقی ہو مگر زخم دار ہی سے بیہوش و بد ہوش  
قضاے کار اُس سرحد میں سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برے نگہانی  
زراعت نکلا ہو ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رن لے میں کچھ مال ڈال گئے  
میں گٹھا پڑا ہو اگر کیسے تو اٹھو الائن سعدان ملتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی میں لیٹا ہوا بڑا گٹھا  
پڑا ہو مزدور و ن سے اشارہ کیا اٹھا لے دو رکھنا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھے کا جو مکان تھا  
اس میں گٹھا رکھوا یا مزدور و ن کو مزدوری دیکر کھلا آپ خود کسی کچا کر بیٹھا بستا وہ کھولا فون کے دھتے  
ہونے لگے حیران تھا کہ مال میں فون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان بی نور  
محبوبی حسین و جمیل زخموں سے جو زور بچکیاں لے رہا ہو اُسے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو محبت  
تو جو مانگے گا وہی دو گنا جراح نے فوراً زخموں کو دھوٹا مانگے لگائے پٹیاں جڑھائیں کہا بخنی مرغ کی تیار  
رکھیں جو وقت آنکھیں کھولے فوراً بلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان مکن کر لیا ہوشیار ہونے لگا

منتظر رہا زخون من ٹانگے جو لگے اور آرام جو لا رستم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا  
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہو اور کھٹے پر مین بڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع روال ہاتھ میں کسائی  
گر رہا ہو جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلو اسہلانے لگا رستم نے  
ارادہ کیا کہ اٹھوں زمیندار نے منع کیا بخنی لیکر منٹھ سے لگادی رستم نے شکر خدا کر کے بخنی بی اب رو  
جرح آتا ہو زخون کو دیکھ کر حلا جانا ہو تیسرے دن زمیندار نے بوجھا کہ آب کا نام نامی کیا ہو رستم نے  
کہا حسین تیغ زن میل نام ہو قرا تون نے راہ میں گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا اٹھوں نے مردہ جانکر اسطر  
بھینک دیا خدا نے نکو حمران کر دیا کہ منے علاج کیا مین ہنھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے  
موتیوں کا مال دیا کہا کہ اسکو بیچ کر طرے علاج میں صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا  
جانتا ہو کہ بیان کون خریدے گا بیان کے ہما جن بھی وہی گنوار مین موتیوں کا مال لیکر رکھ چھوڑا رستم  
اٹھنے لگے بیرق مکان آکر بیٹھے مین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے مین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے  
صبح کا وقت ہو زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہو کیا یک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیروں کی آواز آئی  
رستم نے سر اٹھائے دیکھا ایک دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا آتا ہو آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہنچا  
عورتوں کی آواز کے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے لٹکارا اودیوانے مجھول سخت پریشانہ  
نا معقول کیا کرتا ہو زمیندار کی عورتوں مین جانے کا ارادہ کرتا ہو خبردار آگے نہ بڑھتا اس دیوانے نے کچھ  
نہ سنا چاہتا ہو دروازہ کھولن رستم چھبٹ کر قریب پہنچے دیوانے نے جو بدست کو گردش دی اور کار کر  
کہا اے آقا سے سچ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک جو بدست مین پیوند زمین کرونگا خبردار خبردار ایک  
جو بدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے جو بدست خالی دی جو بدست زمین پر پڑی زمین کانب کی جھم  
پر جو بدست پڑی تھی دیان پانی نکل آیا دیوانے نے ابرا منٹھ بیٹ لیا بکار کر آواز دی ہاے آقا سے  
شعخ نے میرا کہنا مانا خاک مین لگیا بے قضا اما گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی اودیوانے مجھول  
حرکت تیرا مین موجود ہوں دیوانے نے بیٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود مین یہ دیکھ کر جو بدست  
بھینک دی دوڑ کر جنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی ذرہ لونج کر بھینک دی رستم نے ضبط کر کے  
کلائی اسکی تھامی ایک طنابچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہوئے لگی مگر دیوانہ غیب کشتیں کرنا نہ کہی کا کھاتا  
ہو کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک کھونٹہ مارا کہ دیوانہ منٹھ کھول کر رہ گیا ہلڑا ہوا زمیندار بھی باتام

کاؤن کے لوگ جمع بن رستم کی تعریفیں کر رہے ہیں سعدان نے پائیدین سے کہا ارے کم سنجو سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا اٹھا کر صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہیں مار سکتا ہو جسکے گھر میں چاہتا ہو گھس جاتا ہو مال لوٹ لیجا تا ہو رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھیں تو کہ کیا گذرتی ہو رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اٹھائیے رات کو ایک آقا سے سرخ غلاب میں آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہیں میں پہچان تو ہوں کہ آپ ہی ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہو آپ چھوٹے آقا سے سرخ میں رستم نے خود ہٹایا زلفین خلیلی دیکھ کر قد ہون پگرا بھر دلمین سوچا ہو کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ جو میں زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے بھر دے مارا چار بائج مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچوں مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض کرتا ہوا قاتل میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہیں چار سو نوکر میرے ساتھ ہیں وہ بھی ایسے ہی دیوانے ہیں اگر تجھے لڑینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا میں دھل نہ دوں گا رستم اس کے ساتھ چلے سعدان زمیندار روٹا ہوا پیچھے پیچھے کھتا ہوا جلاوی شہر یا رسیا بنو وہاں جا کر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہونی کا بدترین سمجھا رستم کہتے ہیں اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے آکر جمع ہوئے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا میں تو اس آقا کا نابعد ہوں تمہارا جی چاہے اس سے لڑو اپنا امتحان کرو چار سو دیوانے جو بدترین سنبھال کر رستم پر آگے رستم نے کیسکو طمانچہ مارا کیسکو گھونسلہ لڑا آخر سب ناجار ہوئے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسی طرح ہم بھی تیرے نابعد رہوے مگر وہ سب کا افسر شہر پر مرم درہام دوڑا ہوا اپنے مکان میں پہونچا شہر کی جو وجہ ہو وہ حاملہ تھی دردزدہ سے بیکرا ہو رہی تھی دیوانہ اس کے سر پر جو بدست پکڑے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑ کا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہو کہ آقا سے سُخ آیا ہو وہ ہاتھ جوڑتی ہو کہ سلمنے سے ہٹ جا کیا ایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود میں لیکر بھاگا عورتیں غل مچاتی ہوئیں پشت پر کہ اسے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہو لگنے سے مر جا بیگا دیوانہ کہتا ہے آقا کو د کھا لاؤں تم سب جا کر بیٹھو ابھی بھر کر لے آؤں گا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نرزک کے پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے جھپٹنے کے اُن عورتوں کو دیا کہ دیوانے یہ کیا حرکت ہو کہ آج بڑی خوشی کروں گا میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا آقا سے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والوں سے کہا جنگل میں فرش بچھاؤ



حائے لاؤ آقا کے سامنے تاج ہو اسی جنگل میں بچھو نا بچھو با چھو کو طہران بد تھین ان کو ٹھرون کو کھلا مین  
کسیاں میں تھین مع سارو سارندے روفی برین تھین کتہیں تھین او شہر بارہ کو پکڑ کے بنکیر ہو کھا تھین  
رستم نے کہا او دہولے یہ کیا حرکت ہو دہولے نے کہا یہ لوگ ہارنے سے تھین نے ایک حرکت ہو گیا انکو بنا  
اکر کو کو بھر ہوٹل ہوگی تو ان سے لاؤ لگا رستم نے ان سکاٹکین دی سکاٹکین کھانیا جھست جی رستم کو  
لاکر جی میں بٹھایا کسیاں ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہوا سکا دیوانہ گو دین اچھا لیت ہو جب وہ نکل جاتی ہو  
رستم بٹھرا گئے ہیں دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طہانہ مار دیتے ہیں دیوانہ کھل سہلا کر رہتا ہو کہنا ہو آقا  
سمجھو لگا کبھی رستم پر جو بدست مار مینٹا ہو رستم جو بدست چھین کر دے مارتے ہیں دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہو آقا  
اب الہی ہو کہہ کر دنگا طہانہ میں ٹیپ ٹنڈل ہو دہولے نے رحمت نہ بٹھنے دی رات بھر ہی ہنگامہ ماصح کو  
جب رستم سپیدن کو رخصت کرنے لگے دیوانہ یہ بدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ خبر آئی نیکی گاؤں میں جا کر جب  
میتوں میں انکو نہ جانے دو لگا رستم نے اسے (فرار کیا کہ جب دیوانہ ہارنے تھیا نا تھون نے انکو کیا رستم  
بیشکل انکو رخصت کیا کو یا امین ہان اگنی اپنے اپنے مکان ان پر گئیں دیوانہ دوڑا ہوا ان باب کے پاس  
ہو گیا آئینہ کہ تھیں جانے دو میں آقا کے ساتھ رہو لگا باب نے کہا بیٹا جنگل ویران ہو جا نیگا ہمایہ  
طہانہ کھان ہو چکا نیگا دیوانے نے ایک جو بدست مار دی بڑھے کا سر پھٹ گیا ناگ بکڑ کھینچتا ہوا  
سامنے رستم کے لڑا کہنا او شہر بارہ میں نے آجکی محبت دین اپنے باب کہ ارٹا رستم بدست خفا ہوئے  
اسکا دشمن کیا فرمایا فاروقیہ بیان سے کتنی دور ہو زمین مارنے لگا او شہر بارہ فاروقیہ سے آگے کیا کام ہو  
رستم نے کہا میری تاریخ لان سے بدلوں پر ہمارا حق و جان تو سنبھالو سنبھالو سنبھالو سنبھالو  
نے سمجھا اگ او شہر بارہ ان کے لوگ برہمنے زبردست تھین رستم کے کہا ہمارا کب وقیعہ بہشت جو ہر تھین  
میر دران ایشا کو لیکنا معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا بچھن جانا ضرور ہو دیوانہ چار سو دیوانے لیکر  
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گاؤں تنکو معافی میں دینگے زمیندار کو بھی سلطان کیا اب زمیندار  
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحب قرآن ہیں دو تنک ہو چائے آیا رہتہ سیدھا تارایا جیہ شیم کسی شہرین طرح  
کر کے قریب فاروقیہ ہو چکے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں باقی کے دو چار دن کے  
بعد آئیگے دیوانہ جنگل میں اتر رستم اکیلے شہر چرنے لگے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال محمدیلا  
ہو گیا رستم ایک ایک سے ملکر پوچھتے ہیں دو کا تدار دو کا لون سے آکر کہتے ہیں ہمارے مکان پر چلے رستم

انکار کرتے ہیں فہاتے ہیں مسافر کا مقام سزا کو بازار میں کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہیں گواہ اور بیوگا  
 جو ہم یہ قضا کے سلسلے میں قریب بلوان درپردہ دست فاروق کا جو صحبت و رہا سے بٹھا ہو مگر  
 اپنے مکان کے پناہ پر ہیں جس کو دیکھ کر دیکھ کر یہ کیا مجمع ہو کوٹ کے ایک ایک مسافر اور پھر ہاتھ  
 دنگ گیس کے کھڑے ہیں سلسلے کے دست پر سے کوہ پڑا تھا ہوا قریب رستم کے زبا جمال دیکھ کر حیران  
 ہو گیا بادب سلام کیا کہا ای شہر بار غلام کو سر نرانی کے میرے مکان پر تشریف رکھنے میں خدمت  
 کرو گا اس بھرتے سلسلے سے کہہ کر رستم راہی ہو گئے رستم کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری  
 تھک رہا ہوا تھا رستم کو اپنے پارہ درویش میں لایا سب سے بچا جانی رستم کو سند پر چک دی آپ ہاتھ باہر  
 کھڑا ہوا کہا امیدوار ہیں کہ ہم نامی دہسم گرامی سے تو گاہ ہوں رستم نے کہا تو سلسلے میں فرد زور  
 ہوں یاغ شہر شہر میرے لئے بھوکو بکارتی کر کے بھینک دیا تھا میرے پروردگار نے بھوکو سخت عطا  
 کی اب آیا ہوں کہ اس سے بدلہ لوں اپنا مطلب ادا ہے مجھے چھ دن ۱۰۷۵۰ ان سب کاموں کے  
 ایک کا ضروری ہے جو رستم سے ہوا فی مضر و شیرین کلام دفتر ہفت پیکر و فاروق سے اس کو طلب  
 کرنے کی جھڑپ دیکھا اس سے لینے کے سلسلے کے یہ حال شک ہو جس آگے سامان دعوت مہیا کیا گزرا  
 عرض کرتا ہوں شہر بارہ فاروق بلوان درپردہ دست ہی میں اس کے معاصیوں میں سب سے حقیر ہوں  
 کا سیکو ان باتوں کو شے کا سرکار کو آزار ہو چکا تھا رستم نے کہا جب تلوار کھنچی تو ایک اور لاکھ سب  
 برا بر میں کیا مجال ہو کہ بے ادبی کر کے سلسلے اس جرات پر حیران ہو گیا کہتا ہوا شہر بارہ آپ ایسے ہی  
 حری و ہمارے ہیں مگر فاروق کے ساتھ وہ صحبت ہو کہ گاؤں میں بارہین اٹھا سکتی ہو چھ کافی ہو کہ فاروق  
 وہ شخص ہو کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اس کے سپرد کیا ہی آپ اس ایسے سے ہزار آئیں اس  
 ارادے میں آپ کی زبان کا ضرور رستم کہنے ہیں اس سلسلے اگر اسے بھی گئے تو خون کے دریا  
 پہاڑی گئے فاروق قید میں ذکر رہیگا کہ فرزند خدا جعفران نے آکر کیمہ و تہا دربار میں فاروق کے تشریف کی  
 سلسلے رات بھر باکا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پہ کیا کر رہا تھا ہنسی ہی لیتے ہیں ہنسی لیتے ہیں  
 ضرور دربار فاروق میں جاؤ گا اور سوال معروض کروں گا جب صبح ہوئی تو سلسلے نے عرض کی آج کاہن اور  
 شب میرے مکان میں رہیں گے کل آپ کا خفا کو بڑھنے کے کہا بہتر چلتے کہا جاتے ہیں قبول کیا سلسلے  
 سوار ہو گیا دربار فاروق میں آیا چکا ونگل پر بیٹھا اور بارہین سب بلوان مجمع میں ہاں ہاں

جانبے مسلسل کے رسم نے اپنا مرکب تیار کیا ملا دان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہیں جو رسم  
نے کہا ہم کیا مسلسل کے ذکر میں یہ لکھ کر فوراً گھوڑا بچے ہاتھوں سے کسا پشت پر سوار ہوئے سڑ  
بارگاہ فاروق کے چلے یہاں مسلسل بیٹھا ہو کہ مبرور پہلوان آیا اسکا دستور یہ کہ دن بھر میں دو جا  
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اپنے کہا ای بادشاہ میں نے رسم کے ہاتھ سے تلوار  
چھین لی اسی کا ہاتھ میں نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہو لاش کو  
زارغ وزغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اٹھا جھوٹے کی ایسی قسمی فاروق نے کہا ای  
مسلسل تھیں کیا معلوم کہ وہاں کیا گزری مسلسل نے کہا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کوئی نہیں جانتا  
فاروق نے پوچھا تھیں کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رسم میرا حمان ہو میں نے مشکل روکا کہ  
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا میں نے بہ فوشادہ و مبت آج روکا کہ فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا  
ہو کہ مضحکہ کرتا ہو کہا حضور وہ سوتا تھا انھوں نے تلواریں مارنا شروع کیں اگر اُس کے ہاتھ میں تلوار نہ ہو  
آجاتا تو وہ ہمارے ٹکڑے اڑا دیتا انکو وہاں سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو میں نے مشکل روکا کہ  
کل نہ رگے کا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کرو اس جوان کو سمجھا کر ہمارے ٹاک خست  
کردو اگر جسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باب کی فوج لیکر آئے مقابلے میں ہمارے اترے  
جانبین سے طبل جنگی بجیں ساتھ طریقے کے مقابلے ہوں تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے  
دربار میں آیا اور رہنے اسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت میں فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیا  
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار میں وہ نہ آئے تو بہتر ہو مسلسل نے کہا مجھے یقین نہیں کہ وہ چند  
میرے کہنے سے مانے حضور میں نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر میں نے یہ  
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہاں اور حمان رہیے کل آپ کو اختیار ہو آج دوسرے پہلو سے  
سمجھاؤنگا جہاں تک ہو سکیگا یہ ہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مبرور کا  
نامزدی کھل گئی تھی اس معاملے کو گذرے اور رد یہی ذکر کرتے ہیں غفلت میں ایک بہادر کو زخمی  
کیا اسیر یہاں فاروق نے کہا ای مسلسل فوج کتنا ہی مبرور نے خرمنہ ہو کر کہا ای شہزادہ اب میں  
رسم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا محال ہو کہ جو اُس کے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منہ سے  
بھی بولو اگر بولو گے تو سزا پاؤ گے وہ جوان نہایت بہت چھٹ ہو مبرور نے کہا ہونے تو میں

اُس کے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہوسکیگا جواب دوں گا اور پوچھونگا کہ تلوار میں نے تمہارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہیں وہ منصف ہو تو صاف صاف کہہ دے گا یہاں یہ تکرار ہو رہی تھی کہ جو بدارتے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور کج نیتی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بن رہا ہو اور کیسے اپنے قریب نہیں آنے دیتا تاہم مگر زمین میں گڑھے ڈال دیے ہیں کتنے سائیس ہلاک کیے جا چکے ہیں سو اب بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کب کو باس نہیں آنے دینا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوش خلق معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتیں کیں اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب جیل ہم تیری جبرائی میں بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہیں گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بنگاہ یا اس طرف اس کے دیکھتا تو اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا شتاق تھا اپنے آقا کو دیکھ کر نہال ہو گیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتیں کر کے دربار گاہ شاہی پر آیا جو بدارتے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا لیجیے وہ جوان آہو بچا میان مبرور صاحب اب باتیں بنائیے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پر وہ اٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھ کر رونے لگا کہ اے دیو شہر یار آپ نے میرا کنہا مانا مگر براے خدا یہ تو ضرور ماننے لگا کہ بادشاہ سے سوال معشوق کیجیے گا مرکب دہشتیار کیجیے یہ خیر خوبی چلے جائیے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی ہانا ہمارا کہاں ہفت بیکر کو مار کر ہمارا جانا ہو گا کتنی سال سے اس طلسم میں مارے مارے پھرتے ہیں بے قتل اس ملعون کے طلسم سے ہم نہ نکالینگے مسلسل سمجھتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لاؤ رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آوازی سلام من درین مجلس و درین مادی بر کسے باد کہ بماند و بشناسد کہ خدا ہے ایک است و دین پیغمبر خدا بر حق است کافر کیڑے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھ پر شاق ہو گا سبکو سمجھا کر بکار اٹھاؤ رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ میں بچھا تھا اُس پر غاشیہ پڑا ہو رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو میں بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطر بن کر نے لگا کہا ساتی بچے کو بلاؤ اور اب نشاط بھی آئیں فاروق کے کہتے ہی نازنین یہ حسین بہ چینان ہر تین حاضر ہوئیں سامان حدیث و نشاط مہیا ہو لطف صحبت اٹھنے لگا فاروق چاہتا ہو کہ رستم کو سمجھا بچھا کر رخصت کر دین رستم نے عین کرمی صحبت میں کہا اے پہلوان دور لے دو گے شاپ جہان

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہنر اس کا دوستی ہی فاروق نے حکم دیا نتیجہ ہفت ہیکہ  
 لا دو دو کمان کہانی گھوڑا آجکا جلتی دہان بندھا ہو کسی کو پاس نہیں لے دینا سب انٹھا سہر سوار ہو  
 شریعت لیا جیسے اگر حکم ہو کچھ سوار پھر ان کے دین کہ آپ کو سب ہمارا سہہ ہمارا بن رہے تھے گما ایک  
 کلام اور کہنا ہو معشوقہ ہماری ملکہ مشرورہ شیریں کلام کہ اس کو بھلائے ہو جلد واسے کو یہ ہی بہتر تو  
 ورنہ محافذ کو نہ کر سچ نہیں رکھ دے باہم لیا نہیں یا تم پورا جو کہ خدا سے دو پاسے فاروق پہننے لگا کہا اگر  
 رستم ذرا سمجھ کر حکم کر دے کون ایسا ہو گا کہ ابھی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا جسے مقابل کرنا  
 اگر ہجو زبرد کرنا معشوق بہادہ ہمارے کام کی نہیں ہو تم اہل فاروق کے یہاں یہ سوتوں کی جو عورت  
 کسی سے آنکھ لگائے یا کھل جائے یا دوسرے کے پاس بخوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں  
 نہیں رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہو نہ ہون حکم خداوندی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو  
 بلوایئے خداوند آکرے روئیں ہم جواب سے بیٹھے جیسا کہچہ ہو گا سمجھ لیتے مگر وہ کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے  
 جو نکلا وہی ہو گا اس بات کا جو بار بار ہوا نہ خبر چلے نہ ہو سچی ملکہ گھوڑا ریشمی کے دیوانے ہوئے سے تھا  
 پریشان ہو کہ وہ آٹھ ہر کا کرتی ہو دیوار دار حشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہی  
 کلام و حیا نہ مان نے قریب آکر کہا اس کو اور نظر تھے سنا رستم جلیقن صحیح و سالم آئے ہیں اور فاروق سے  
 متحین انک رہے ہیں بخبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیرن کہ فہون سہا گری میں طاق شہو کا  
 ہوا اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہر کوئی نے خبر پوچھائی اور شہر بار سہہ آئے ہیں مبرور تو جھپ رہا رہا  
 سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای مبرور نکو دیکھ کر رستم کو برا خدا کیگا ایسا ہو جسے اور اس سے مرہم  
 شکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہو نہیں معلوم کیا کیفیت ہو وہ حنو مبرور تو جا کر الگ قصر میں چھپا جو رستم  
 کے سامنے نہیں آتا آپ کے دنگل پر آکر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہیں ہر جہہ آپ کے دل  
 نے سمجھا یا مگر رستم نہیں آتے یہ سنا عیوق اپنے مقام سے یہ کہ اٹھا کہ میں جا کر رستم کو سراؤنگا کچھ  
 سمجھا دنگا بل کر آتا ہوا جلا بیخون کے پھل اڑتا ہوا اس وقت ہو چکا کہ بہان دیا رہا میں فاروق و رستم  
 سے تکرار ہو رہی جو رستم ہر مرتبہ ہفت ہیکہ کے اٹھنے میں فراتے ہیں اور فاروق اٹھو ہوا چہ  
 متھارے تلوار چلے یا اب کسی کو حکم وہ وہ اٹھے بیان مبرور کمان میں سنا جو کہ انھوں نے مشہور کیا  
 کہ میں نے رستم کو مار ڈالا اس نامرد نے مار ڈالنے میں کوئی رقیقہ نہیں اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہلکے بچا یا کہ ہم بیان تک پہنچنے دیوانہ شہر مردم در کوہ رفیق کیا وہ دیوانوں کو ساتھ  
 ہوئے بیرون شہر آئے، یہی چھوٹا اکینہ ہی آئے سفور حق نامہ دیوانہ شہر مردم در کا سنگہ لوگوں کے ہوش  
 اڑ گئے کہا حضور اس پسے شخص کو کیوں گھر میں کیا اس شہر میں نام اس کے مشہور ہو سب پہنچ جاتے  
 ہیں جس صحرا میں وہ رہتا تو ادھر کاراستہ بند ہو رستم سننے کہ وہ ہمارے ساتھ بہت دور رفتا تھا  
 باپ کو اپنے اسے مار ڈالا تو اسے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جانا ایک پڑا ہواست ماروی باپ اس کا بڑا  
 ہو گیا اگر اس کو ساتھ لانا تو زمین ہل جائی اتنی ہی دیر میں مہینوں معلوم کیا سرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہو جا  
 کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہر فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نہ جوان بہ جاہل مزاج دیکھے انکے انکے کیا  
 گذرتی ہو کہ عیوق بل کرتا جو اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھا کہ کیا اور رستم تنے غضب کیا کہ لہذا  
 کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اب تو اٹھ پھر مارا قبضہ ہو اگر ٹھنڈا دنگل ہو تو ہم کو اٹھا دو سب  
 زیادہ باعث فساد یہ ہو کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مار گزرتے ہیں اور بے یلے نہ جانے کہ تم رو کو ان  
 ہاتھوں کو شکر عیوق دنگ ہو گیا غصے میں کانپنے لگا کہا اچھا اور رستم ایک کام کرو ہو کو بڑا خیال یہ ہو کہ  
 اگر تمکو جیسے کوئی چشم زخم ہو بچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہو ہمارے ملک کا نام مشہور ہو کہ سب  
 بہادر رہتے ہیں پس لوگ کہیں گے کیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم ہو بچا تو بھی باعث بدنامی  
 کا ہو کہ اکیلے نے جا کر ملک میں اپنے نام کا حق ڈال گا لہذا یہ کہہ کر بیان سے چلے جاؤ رستم نے  
 کہا یہ تو ہو گا اگر اب تم نے کلام کیا اور یہ سننے نہ لو کہ بیٹھی بارگاہ کو فون سے لال کر دینگے اور مر جانا  
 سچا ہی کے واسطے عین خمر ہو جان دیشہ آئے ہیں عیوق نے کہا مجھے مقابلہ کیجیے اگر مجھے دیر کیجیے  
 تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر میں غالب آؤں تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کروں ایسے بہادر  
 کسے ملے ہیں رستم نے کہا بسم اللہ اٹھئے اسی بارگاہ میں ہمارے آپ کے فیصلہ ہو عیوق نے خوشام  
 کہا کہ اور رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زیندار کے رہے کیا آرام پایا ہو گا چھ جیسے کی میں تمکو حملت  
 دیتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو اور فون سیاہ گری کو زور دو تب مجھے مقابلہ کرو رستم نے کہا اور ہمارے  
 حملت قلب کو گوارا نہیں جو داد آتی ہو وہ ہر وقت جسم میں موجود ہو عیوق نے کہا آج کی رات کسی حملت  
 دیکھیے کہ میں اکھاڑا نیا کر آؤں اور مردمان شہر کو خبر کروں کہ صبح کو اگر سب تماشہ دیکھیں رستم نے کہا  
 طبل کشی بجوائیے صبح کو سامنے طاقت کے ہمارے آپ کے مقابلہ ہو پس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ

وشفاف شیشہ آلات سے آرہے رستم کو رہنے کو دیا کہا اس میں تشریف رکھیں جن خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان میں آئے گا رستم اس مکان میں آکر بیٹھے خادم غارت گاہت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردہ شب حائل ہوا رستم بیٹھے کھڑے سوئے کہ رستم ایسی سخت و صعب طوکر کے اس ملک میں پہونچے مگر افسوس ہو کہ اس حرق آتش اشتیاق و غریق لجز فراق کیا حال ہوگا چلو چلو کہ اس معشوق سے ملاقات کریں اسکو تو دیکھ آئیں کہ کس حال میں ہو فاروقی طبل کشتی بجا کر جو محل میں آگیا گلزار سے سب حال بیان کیا گلزار نے کہا او فاروق یہ تو ظاہر ہو وہ یکہ و تنہا ہو شاطر بھی ساتھ نہیں تمہارا ملک و مال فوج و لشکر سردار بیلوان سب سامان چور ہو لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہیں کہ قماشہ دکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہو فاروق نے حکم دیا باہر آکر گلزاروں سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آرہے کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شہر و بیہنگہ طرف محل کے چلے مبرور تیغزن طلالتے پر پھانسنے دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہوا انہی جرات بدتو اسکو بڑا ناز ہو گینڈا موڑا پکار کر آواز دی او درد منکار کہاں جاتا ہو جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جائون مگر غریبے دامن پکڑا تلوار ماری کہا میں نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم کر گرن جھکا کر آئے مبرور کو مع گینڈے اٹھا لیا سچ دیکھا مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوئے نصف جسم اسکا گینڈے میں اور نصف بیرون کر گرن یکایک دور سے پیادوں نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مارا لینا کر تے اٹھے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر فون کی جھینپین جسم پر بڑی ہوئیں گندہ چھینکی جست کر کے بالائے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ میں مغرور شیریں کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں

صبا سے یہ دیتا ہو عاشق پیام خیالات ملنے کے جاتے نہیں شب و روز رہتا ہو ان فطراب کوئی طور ملنے کا ایجاد کر نہ زار سحران کیونکر بیچے	کہ او باد کمیو یہ بعد از سلام قرار و سکون دل تک آتے نہیں کیا شوق نے کام کو کیا خراب نہ جو رستم کر نہ بیداد کر جگر میں نہو فون تو کیا ہے
---	---



عجب بیقاری میں بیٹھی ہو کبھی اٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوخیز نام رستم در دربان چران و پریشان کبھی  
خندان کبھی گریان کبھی بکارتی ہو اور رستم ہماری آواز تم تک نہیں پہنچتی صبا کو میغام دیا مگر  
اسنے آپ تک نہ پہنچایا سختاری جرات و شوکت تو طاسر ہوئی کہ صد پاؤں کا راستہ طو کرے آئے مگر  
بہم ایسے بد نصیب کو شہ نشین کہ ہمارے شہر میں اترے ہو اور رستم تم تک نہیں آسکے رستم نے جوہ  
یابین سنیں بیقار ہو گئے کنیزین سو گئی تھلین بکار کر آواز دی امی ملکہ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے  
ہیں یہ عاشق صادق راہ طو کر کے پہنچا تھا راجال بے مثال دیکھ رہا ہوں اب دامن جبر دست  
استقلال سے چھوٹا پا ہوتا ہی شیشہ دل سنگ بخت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہو آواز رستم جو ملکہ نے سنی  
بیقرار ہو کر اٹھیں کہا اور شہر یار سو وقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ  
پہنچایا یہ کیلے گلے میں ہاتھ ڈال دیے ہلاک کے روئیں رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خون جسم رستم  
پر روکھ کر ملکہ نے پوچھا کیوں صاحب یہ خون کیسا ہو رستم نے کہا ذن اسی نامہ کا ہو جسے بلکو مگر سے  
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہلکے بچا یا رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا  
صاحب تم نے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہو کیسا کھا کھا کے بھولا ہو اب میں آپ کے  
قبضے میں ہوں جہاں کہیہ وہاں جلیوں مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک میں کوئی اس کا شل  
نہیں ہو رستم نے کہا اور ملکہ عالم یہ چورون کا کام تو ہم سے ہنوگا اشار اشار کل عیوق کو سر میدان  
زیر کر لینگے اور تمکو بجا موت لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن تیشیع کرینگے  
اور لشکر میں رہنا ہلکو مشکل ہوگا ہمارے یہاں ان باتوں کی بدنامی ہو گی ایسا نہ کریں گے ملکہ روئے  
رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و نامہ اگر زندہ رہے تو پھر لینگے اور اگر کل ہمارا  
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نہ کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آتا تھا رستم فائدہ پڑھنے سے روح کو رحمت  
ہو گی ملکہ رہنے لگیں کہا اور شہر یار کیا بیان کروں کیا حال دل کیوں عاشق و معشوق کی رخصت  
ایک بیقار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہیں کہ اور شہر یار  
عیوق بلا سے روزگار ہو گا زیر کرنا نہایت دشوار ہو گئی سی پہلو انوں کو روز لڑتا ہوا اسکا نام شکر  
دل گھرا تا ہو رستم کہتے ہیں اب تو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہو گا وہ دیکھا جائیگا اس سرحد فاروقیہ میں  
ذکر رہیگا کہ فرزند صاحب قرآن اکیلے آئے اور اگر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو بے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہوں جیسا جزا کا دعویٰ بروہ مجمع عام میں کھل جائیگا بمشکل دعا  
و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کندہ سے اترے ملکہ نے سجادہ کچھایا بدرگاہ محبیب الدعوات دعا  
مانگنے لگیں پکار رہی ہیں کہ اسی خالق بے نیاز و رب کار ساز میرے وارث کو دشمنوں کے ہاتھ  
سے بچانا غربت میں اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہیں آٹھ بہر  
ہنگامے برپا ہیں اس قدر سجدے ملکہ نے کیے ہیں کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل  
طرف خدا کے رجوع بخضوع و خضوع دعائیں مانگ رہی ہیں مان جو صبح کو اٹھیں بیٹی کو آج  
عجب رنگ میں دیکھا کہ کبھی سر سجدے میں جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار پھین  
ای رحم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہو چکا تھا کاپس و پیشہ ومان نے  
پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پروردگار کے والے سے ہر نیک و بد میں التجا چاہیے  
آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اُسے اختیار ہو۔ نظم

قائل یتائیش ہر خاص و عام	مستفق بروہ تیش خلقت تمام
سرنگوں دار دیکے در بندگی	مثل سرد استادہ دیگر در قیام
ابتدارا ابتداء از ذات اوست	ہست بروے اقدام اختتام
ہر مسلمان استر استد میکان	وز صفاے قلب ہندہ ورام رام
نیت بردنیائے فانی اعتبار	ختم کن این ذکر ہندی و اسلام

مان نے کہا اسی نور نظریہ طریقہ تجلوت کے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر میں جب ارادہ کیا  
میلے میں بیوی بچے جو جا ہوا وہ کھایا اب جلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اٹھیں کوٹھے پر  
آئیں دیکھا پردہ ہائے زنبوری کھینچے میں کنیزین انتظام کر رہی ہیں کریاں کھینچیں میں زیر قصر شاہ  
اکھاڑا اکھاڑے بر تخت فاروق کھایا ہوا افسران فوج درمیان شہر جمع ہیں اور غول کے  
غول چلے آتے ہیں کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق حیران مسلح وکل کئی سی  
پیلوان ساتھ ڈھول بجاتا ہوا آکے پہونچا باب کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹھے کو براحت  
بٹھالیا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئیں مان سے کہتی ہیں اسی مادر مہربان خدا اُنکو  
مظفر منصور کرے یہ دیو اس لائق ہو کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے ہیں زمین بھرتی ہو

کہ دوسری طرف سے لغرے کی آواز آئی دیکھا رستم میں تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جو ہر قبضے میں سپر  
لبشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہنچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک  
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ مبرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ  
ہو پئے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیا دون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب  
محلات شاہی پہنچا تھا ہم نے دور سے یہ دیکھا کہ یہ کینڈا ٹھکرا کر قریب پہنچے ہاتھ تلوار کا مارا  
اس سیاہ پوش نے مع کینڈے اُنکو اٹھالیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف  
گینڈے میں غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اُٹھ کر فاروق سے  
کہا حضور الکریم اذّا وعدہ کا جس شہنشاہ میں سب لوگ جمع ہوئے ہیں اُس میں تامل نہو فاروق  
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق باناگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اُتر اُدھر پہلنے لگا اُٹھا  
جو بیکر باروؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قدم و قامت کا جو ان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے  
کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دے گا رستم بھی اکھاڑے میں کودے سب شائقوں کا جواؤ ہو  
سیکو ہی خیال ہو کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھ گیا تو استخوان  
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جتن و توش اُسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ اِدل کی  
نہ کرنا پیر و دگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی اے  
رستم اب آؤ ماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق  
اُچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا اے عیوق اُچھلنے کو دے سے کیا نفع تھے کشتی لڑنے سے  
ہیں یہ میٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھوں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن  
پر ہاتھ رکھ کے ایک ہلکا مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق  
نے مشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہوں اے عیوق خداوند ہفت بیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھریا کہ  
کشتی لڑنے لگا جب عیوق بکدلاتا ہو رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑے لاتے ہیں تو  
عیوق کو دودھ کھڑی رکھتے ہیں عیوق مشکل مشکل ہو سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان  
غولہ کا بتلا ہو عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہو تین پہر کالی ایک طور سے کشتی ہوئی  
پہر دن رہے عیوق نے دیکھا کہ آواز دی اے رستم تین پہر گز رہے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہوں رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونوں موڑے رستم کے تھامے  
 سینے میں سرنگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے جاہا بلٹون عیوق نے کہا اور رستم  
 اب رکنا نہایت دشوار کر رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کیلئے رستم بلے عیوق نے جاہا  
 نہ بلٹنے دون رستم نے دونوں پاؤں آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑوں جیسے  
 ہی دونوں پاؤں آگے بڑھائے وہاں پر خوشخیا نہ تھا دونوں پاؤں عیوق کے گھٹنوں تک  
 زمین میں اتر کے رستم نے ہاتھ مارا کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑا کے کی آواز آئی عیوق تھرتھرا کر پناہ پیش  
 ہونے لگا سرکانہ سے پر رستم کے رکھ دیا رستم نے دونوں ہاتھوں پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ  
 عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صید زبون ہوا سبر ماتھ ڈالنا ہمارا ری  
 مروت سے بعید ہوا سکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردوں نے عیوق کو گود میں لیا ہوا دار آیا  
 عیوق کو ہوا دار پر ڈال کے لیگے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق میں بچل بچھا تھا  
 پھر آگے بیٹھے فاروق سے فرما ہے میں ای فاروق معاملہ رشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا تو پھر  
 مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ میں کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے یہ قول آپ کے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ  
 بیان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہیں جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کر گیا رستم  
 نے قبول کیا چند خدشہ گرا ہوا یہ کہ اسی کمرے میں آپ کو لیجا کر اتار دے رستم کو اس کمرے میں  
 اتار دے رستم اس انتظار میں ٹھہرے ہیں کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کریں گے جس روز عیوق صحت  
 پائیگا اس دن اسکو زیر کر کے لٹکے کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے لبر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج  
 ثوابت و سیارگان تخت نیاگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار میں ہیں کہ خادم خدمتگار سوئیں تو  
 میں جاؤں اس انتظار میں بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر  
 سوئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہیں فاروق نے پوچھا  
 ارے کیا ہوا کہا حضور جہرہ نقب کا رگا ہو کوئی رستم کو چڑا لیگا فاروق نے آکر ہر کاروں کو  
 حکم دیا کہ شہر میں تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا۔  
 ہمارے حکام کو چڑا کر لیگا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا  
 بادشاہان اس مقدمہ میں زیادہ کوشش کیجیے آپ کے واسطے بدنامی ہو ایسا ننوہن لوگ کہیں کہ گھر میں

رکھ کر چروا دیا فاروق نے کہا ای فرزند میں نے ہر کارے مقرر کیے ہیں کو تو اس سے تاکید کی ہو یہاں  
 تو فاروق ندمت پر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہوں فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اسکو  
 قلعہ ہر وہا کہتے ہیں ماہتاب خارا شکن ہیلوان زبردست اس قلعے کا حاکم ہو اسکو ہر کاروں نے  
 خبر دی کہ طلسم کشا قلعہ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہیں عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولہ اتر گیا اب  
 رستم مہمان ہیں اپنے عیار کو بلا یا غراب بن ابہر من بڑے قد و قامت کا عیار بہیم ہیلوان بہیم عیار  
 بادشاہ نے حکم دیا کہ غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعہ فاروقیہ میں  
 آیا خدنگاران رستم سے ملا رات کو نقب دیکر بے بھار گارہ کو طر کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار سمٹاتی  
 کہ شکار گاہ میں آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو کسے شا کہ آقا فلان قریہ میں صحت پا کر طرف  
 قلعہ فاروقیہ کے گئے ہیں یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہو  
 کہ آواز رنگ کی کان میں آئی دیکھا ایک عیار بشتارہ بدوش آتا ہو سمک نے یہ تعجیل رنگے روغن  
 عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بن کر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا ایک کر آواز دی میان جا بویو  
 کچھ فقیروں سے واحد شاہد ہو گئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش  
 جہان گرد دعائیں دے رہا ہو غراب جہان دیدہ کار آزمودہ ہو تیو فقیر کے دیکھ کر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا  
 شاہ صاحب میں اسوقت نہیں ٹھہر سکتا یہ کہ جا بویو ہوں گوشہ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک  
 کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقا سے نامدار کو یہ جاتا ہو تو تاب نہ باقی رہی نیچہ کھینچ کر لگا کر آو انا عیار میر  
 آقا کو یہ جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد میں اپنے قلعے کی ہو بچون دہان کے  
 دیہاتی میری شرکت کریں گے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤں کے پہونچا گنوار کھیتوں پر خست  
 زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو میں ہوں غراب بن ابہر من عیار بادشاہ کا  
 حکم شہنشاہ اس جوان کو حیرا کر لایا ہوں یہ عیار مکار بل بچیا نہیں چھوڑنا گنوار طرف سمک  
 کے دوڑے سمک نے کئی گنواروں کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے  
 دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوار دن سے رٹنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے میں چھپا  
 جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے جلا غراب بشتارہ یہ ہوئے سامنے بادشاہ  
 کے آیا کہا ای شہر یار میں طلسم کشا کو لایا مگر عیار اسکا بلا سے روزگار ہوئے سنئے بشتارہ لیلیا ہوتا

مگر میں نے گنواروں میں بھنسا یا وہ بیرون قلعہ رہا میں قلعے میں لے آیا یقین ہو وہ عیار قلعے میں آیا ہوا اپنے آفاقی رہائی کی کوشش کر گیا ماہتاب خارا شکن نے کہا عیار آنگا تو کیا کرے گا میں کل اسکو قتل کروں گا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کہند ہمارے ریشمی میں بڑھا ہو اٹھتے ہی اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیجیے بادشاہ نے آہنگروں کو بلا یا سلسل و مطوق کر کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلاہ رافع واروے بیوشی دیارستم کی آنکھ کھلی اپنے کو سلسل پایا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا مچکا کر گیا ماہتاب خارا شکن نے آواز دی اور رستم کل قلعہ جات پر ہتھارے قتل کے فرمان پہنچ گئے میں بھی ایک ادنیٰ خراج گزار خداوند کا ہوں خداوند حقیقی تمھارا تیسے بیزار و تم گرفتار ہو کے ایسے مقام پر آئے کہ یہاں سے بچنا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہو ہمیں کون قتل کر سکتا ہو جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر خید باتیں کر کے حکم دیا شہر میں ڈھنڈو راپٹے کل صبح کو رستم قتل ہونگے سب لوگ اگر جمع ہوں آہٹما چسپان کیے جائیں حکم کیا لیا کہ رستم کو قید کر و غراب خود بطور نگہبان کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہنچا ڈھنڈو ہوئے کی آواز سنکر بہت گھبرا یا حیران ہو کہ کیا تدبیر کر دن بھرتا پھرتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب جا سو شاگرد لیے بیٹھا ہو کیا محال کہ کوئی اُدھر سے رہتہ جل سکے سمک نے کہہ دکاوش کی لیکن عیاروں کو ہوشیار پایا رات بھر گرفتار بھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہاں سے بیٹھ کے نقب دے اسی فرد میں صبح ہو گئی سمک بہت گھبرا یا یکایک نفارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایاں ہوا بادشاہ کے عقب میں فوج اس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دارین استاد میں جلا دہست و خیز کر رہے ہیں کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ غراب وہاں سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیاں کٹی پڑی ہیں حمزہ نقب کا لگا ہوا اور رستم ندارد تو غراب بدھواس ہو کر نقب میں کودا دوسرا حمزہ ایک دوکان میں پایا وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اتبوا ہلڑ ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیا سمک یاد کر سکر حیران ہوا کہ یہاں کسے ایسی حرکت کی دوست کہاں سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا کلی کل لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ سکا عیار بڑا تیز و طرار ہوئے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہیں بیان بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر کھانا داروں سے کہا تمھارا داروں نے مہترانہاں سے بلا کر آکر ان سے

لے کہ نیا آدمی جس مکان میں ٹکے گا تم لوگ گنگار ہو گے جلد ہی لگاؤ غراب کتنا ہو مجھے ایک مقدمہ میں بڑی حیرت ہو کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک یلداقی بھرتا بھرتا قریب ایک دریغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گارہا ہے۔ نظم

صنعت صنایع قدرت کا تماشا دکھایا  
اس جہن میں نہ کبھی بھولتے لالا دکھایا  
کسی بیل کو اگر دھرم نہ سپرد کیا

جشم حق میں سے جو اُس بت کا سراپا بچایا  
دلغہ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی  
آگینیں یاد غزل خوانان اپنی اویز

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہو گیا پشت بلخ پر آیا کند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین  
مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سیاحاب چاہ غب غب جبین صد یوسف دل غز  
کہ جنکا نکلتا دشوار پہلو میں رستم کے بیٹھی ہے اختلاط طاهر ہری ہو رہا ہو ایک گائے نہایت خوش رنگ  
مجل مجل کے گارہی ہو سمک خوش ہو گیا جی میں کتنا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ  
ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اتر ادر پہلو میں اُس نازنین کے شل ستارہ  
پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہو تال سم کہ  
تقریفین کر رہی ہو اتفاقاً گائے بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے جہن میں آئی سمک نے  
اُسے بیہوش کیا رنگ دروغ عیاری کا لٹکا کے گائے کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے  
بیٹھ کر گانے لگانا مینے سے معلوم ہوا کہ علامہ عسبرین مونا م رستم کے پہلو میں بیٹھی ہو اور صنوبر بھی قدر  
وزیر زادی پر بیان سمک مالک ہوے اُسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا  
کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی  
ہو یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتاتے میں ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہوں قدیم ہو  
چاہتی ہوں امید وار ہوں کہ قدیم ہو کروں صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہو گیا  
کیسی باتیں کرتی ہو سمک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آجکا غلام سمک یلداقی اتو  
رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر بھی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہو تم پر دلدادہ و دل فریب ہو  
اسکی خاطر کر دے فرزند خواجہ عمرو ہو صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہیں اتو صنوبر آگاہ ہوئی سمک  
نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا اے میری گائے کو کیا کیا سمک گائے کو صحبت میں لایا اب



بصورت اصلی پہلو سے صنوبر میں بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے فوش ہوتے یقین ہو کہ مجھ کو طرہ پیغمبر ملتا باغ میں تو ہنگامہ غیش و نشاط گرم ہو گا ن بھی گار ہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کر کے دو چار اشعار سمک سے گواہی ہو کہ غراب بھرتا ہوا عقب باغ جو گندہ لگانے کی آواز کان میں آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہاں کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سمک گار ہاتھ آواز شکر زیادہ پریشان ہوا خیال میں گندہ کہ یہ کسکی آواز ہو آواز میں بڑا سوز و گداز ہو کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلو سے علامہ میں اور سمک کو پہلو سے صنوبر میں دیکھ کر جل گیا ولیمین کہتا ہوا اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہیں کہ واری ہمنے دوکان خالی سے نقب لگائی کئی حبشیہیں کہتی ہیں کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید میں درہنہ دیا دیوار سے اتراد دولت پر بادشاہ کی آیا محلدار سے کہا شاہ کو جا کر جگادے کہنا غلام آج رستم کا پتہ لگلا بلا جلد آئیے ایسا ہوا کہ دیان کچھ انقلاب ہو جائے بادشاہ کو یہ شکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر آئے آب خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا جلا کچھ کنیزین کو ٹھٹھے پر جو گئیں انھوں نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کا منتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئیں رستم تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہزادہ اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اسکی جنگ آزمادہ سی بھڑی ہوئی آپ بلکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گزرے ہیں اس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہوا ایک ما دیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھ کر اسی پر زین ڈالا کہ اسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوئے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئیں مانتا مانگنے لگیں کہ اے خالق بے نیاز و اوی رب کار ساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے مانتا ب خارا شکن گینڈے پر سوار چن افسر ساٹھ کہتا ہو میں جاتے ہی رستم کا کاٹ لوں گا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دوں گا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو میں بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہو گا سر باز اس کو قتل کرونگا  
 رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے شخص آتا ہو ماہتاب نے گینڈے کو ہمیں کیا کہا اور رستم  
 آدمین مختاری رستمی دیکھوں رستم کھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال محمودیار  
 ہوا اول سے کہتا ہوں اس شخص پر کیا حملہ کروں ایک اوجھڑ سیر کی کافی ہو رستم نیزہ پکڑ کے سامنے  
 آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر روکا آپس میں نیزہ چلنے لگا  
 اب تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہو بشکل سفہالتا ہو دو گھڑی کا مل نیزہ جلا خیز  
 رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے میں تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہلے ہاتھ مارا رستم نے  
 سپر کو گردش دی باڑھ پچا کے کٹائی پر ہاتھ ڈال دیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونوں میں کشتی ہو گئی  
 اہل فوج دیکھ رہے ہیں کہ رستم ریل کر لے دوڑے ہیں ماہتاب کھڑا رہا ہو سپر پھر اٹھ اٹھ کے اڑا  
 ایک مقام پر رستم ریل کر لے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لا کر یکدم مارا دونوں ٹھٹھنے پھٹنے  
 کے آستانہ زمین ہوئے یقین ہوا کہ چینیان نکل جائیں گی رستم نے مکر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا سر سے  
 بلند کیا جا ہار میں پر ماروں کہ ماہتاب نے آواز دی او شہر یاہ الامان رستم نے کہا امان بشرط امان  
 ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا  
 ماہتاب نے عرض کی بارگاہ میں چلے سمک نے عرض بھی کی کہ کیا مسلمان ہو یا سنا کو کچھ فساد برپا  
 کرے رستم نکلا نکلا حافظ ہو ماہتاب بخوشامد منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ میں آیا مقام صدر پر  
 رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا چار سے تلج وار کو سلامت رکھے ہم  
 تحت یر نہیں بیٹھے مقام صدر پر دو نکل زرین تھا اس پر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھ کر  
 کیا عرض کی حضور اس کو نوش کریں کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہاں کا یہ دستور ہو کہ رستم نے بے اندیشہ  
 انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا بی جگے اب میری ساری  
 ضرورت ہو غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا استاد آپ کے نوش کرنے سے جھکو تسکین ہو گی سمک نے  
 بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ دین نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے  
 سمک سے کہا کہ یہ سمک سرگردش کرتا ہو سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو سمجھ گیا تھا  
 مگر حضور کے خیال میں نہ آیا اس کا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اٹھون بیوشی تاخیر کر چکی تھی رٹا کھڑے کرے سمک نے جاہا میں نکل جاؤں غراب نے سمک کو  
 گرفتار کیا نٹے میں دونوں کو ہتھکڑیاں پہنائیں اب رہشیا کیا اسی وقت حکم کیا کہ میدان غازی کی  
 تیاری کرو اسی وقت دارین استاد بولیں خبر کنیزوں سے ملکہ کو پہنچائی بلکہ یہ خبر شکر کھڑیاں کنیزوں  
 نے کہا واری نکل چٹے ملکہ نے سجادہ بچھا یا باگ باگ کے دعائیں مانگنے لگیں کنیزیں آئیں  
 کہہ رہی ہیں رنگ بلخ دگر گون گاؤں کا کھجیم خون شمشاد کی کمر میں خم ہر نخل بیدم بیلیں باہم  
 فوج کو لائی کر رہی ہیں قمر بان ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہیں بیان ماہتاب نے آواز دی یار جلدی  
 کرو ایسا نہ کوئی افتاد بڑ جائے ایک رات قید خانے میں نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے جڑ ونگوٹا  
 لٹکا خاتمہ کروں تو بلخ بر جاؤں اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤں اسی مقام پر اسکو بھی قتل کروں  
 تب دل خوش ہو گا کہ اس کیسے بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ  
 بے نصیب ہو جلد دے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤں میں زنجیر باندھی رستم وسمک دار پر  
 لٹک گئے ماہتاب حیر و کمان لیکر کھڑا ہوا جاہتا ہو حیر ماروں کہ سحر سے گرد اڑی فردا در اس  
 دشت کوہ اورنگ ہر دے ہر خاست طوطیا رنگ + سب نے دیکھا نقادار مرصع پوش مع باہ ہزار  
 جوانوں کے گھوڑا اڑاتا ہوا سحر سے بید ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سجادوں کو مارو پھلاو اب ہر اہل  
 نقادار نے نیزوں سے کہا دوبارہ تلواریں پھینچیں کنیزوں نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہنچائی ملکہ قصر پر آئیں  
 دور سے دیکھا نقادار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہوا بیان رستم نے جو دیکھا کہ نقادار مجھے رہا کرنے  
 آتا ہو غیرت سے پیٹے پیٹے ہو گئے زنجیر بگاڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیریں ٹوٹیں زمین پر لے زمین پر آئے ہی  
 ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے  
 حقہ ہائے آتش بازی داغے تمام میدان کو دھواں دھار کر دیا اس حیرت میں رستم لڑتے بڑے قریب  
 ماہتاب پہنچے نقادار نے جاہتا ماہتاب کو میں ماروں مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہنچے کے ماہتاب  
 نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤں رستم آ کے سہ راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو  
 تلوار پر روکا خبردار خبردار کیے ہاتھ مارا برقی شمشیر جو چک کر گری سہرے دو ٹکڑے کیے سہرے کو کاٹ کر جگہ کی  
 تلخ کو کاٹا تلخ کو کاٹ کر جب گاہ تک تلوار پہنچی نقادار بڑی کوشش کر کے قریب علما رکھیں ہاتھ  
 کوئے ظلم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الا ان لا امان کی حد میں آئے لیکن سب افسر

رواں سے ہاتھ باندھ کر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اس شہر بزرگ کا یہ مکان اسی لائق تھا کہ وہ صحن میں  
 ہوا ہم لوگ اس کے کتے تھے کہ یہ قریب پیکر موت ہو سکی دیکھ کر تھی جیسا کہ دیکھا گیا ہم تا بعد ازاں  
 سیکو رستم نے کلمہ پڑھا یا کلمہ پڑھ کر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ  
 مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا اے سیک اس نفاذ پار کو بڑا دعویٰ ہو جب آتا ہو بانگ بن  
 دکھاتا ہو ایک دن اسکو پھر روٹو لگا سیک نے عرض کی دعویٰ محبت رکھتا ہو آپ لوگوں کی ملاقات  
 کو آتا ہو کیا ضرور ہو کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگوں سے دعویٰ کر گیا سوال و  
 جواب کا آپکو اختیار جو رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اے وزیر عظمہ تیج  
 خوشبختی نسبت علامہ شہرین موکا اگر مناسب ہو تو چارے سینے پر لگا دو وزیروں نے تعمیل  
 تیج خوشبختی لا کر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ شہرین موکو حضور کے ساتھ منسوب کیا  
 رستم دربار میں انتظام کر کے باغ میں آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو مجھے بختہ کر دیا انشا اللہ  
 بعد فتح طلمسہ ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہلکو جلدی جو قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہنچائیں ملکہ  
 نے کہا اے شہر بزرگ فراق حضور میں کینہ کی کیونکر بسر ہوگی رات میں جگر کی کیونکر کینہیں رستم نے کہا اس طلمسہ  
 ہفت پیکر کی کہ وہ کاوش کرتے ہوئے عرصہ ہوا انشا اللہ بہت جلد اب تیج کی نہ پیر ہوگی شب بھر  
 رستم نے ملکہ کو سمجھایا اب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خوشخوار جنگ  
 کو قلعہ سیر کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرقت فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر  
 اپنے بیٹھا اور حقوق دربار میں آنے لگا کولے کے درد سے اسنے مہلت پائی کہ اب دربار میں روز  
 آتا ہو باب سے کہرا ہو کہ کیا عرض کروں کہ لڑنا مجھ ایسا شاق ہوا جبار بہر کشتی اور ہوتی تو  
 رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہوا اے فرزند میں نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن میں رستم کو لم  
 نہ پایا بلکہ اگر جبار بہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہو کہ وہ مجھ غالب آتا حقوق کہتا ہوا اب  
 ہر جہد کہ رستم بہلوان بمثل ہو لیکن زور میں ہی غالب آتا اب بیٹے بائیں کر رہے ہیں کہ ہر کار  
 دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جاکر قلعہ حمر ماہ کو فتح کیا ہاتھ اب ایسا  
 بہلوان اُنکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہیں آپ سے مقابلے کا قصد ہر فاروق  
 نے کہا اے نور نظر سنا تھے ہاتھ اب ایسا بہلوان ہاتھ سے اس شہر بزرگ کے مارا گیا اور میرور کے

مقررہ میں بھی اعتقاد قوی کرتا ہوں کہ وہ سیاہ پوش ہی شیر تھا عجب رنگ سے مبرور بارگاہ گیتہ  
 و سکواٹھالیا گینڈے کو جیج دیکر زمین پر بارگاہ حال اسکا ہوا عیوق نے کہا ای باب جبری خرم کی  
 بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھ کو ہنسین گے میں آگے بڑھ کر وکون قلعہ تک رستم کا اتنا  
 بہتر نہیں فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جہدہ جا ہے لیلوا فسران فوج سب تمہارے ساتھ ہیں  
 بلکہ تمہارے زیر کردہ خوشی تمہارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اٹھا چار سو پہلوانان ہی  
 اور نام آور فوج کے فسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جو امان جنگی چھانٹ کر بیٹھے کے ساتھ کی تین لاکھ  
 فوج اور چار سو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال میں گذر کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاؤنگا  
 حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استناد ہو فوج اسی مقام پر مقرر رہی بارگاہ استاد ہوئی بازارین درست  
 ہو گئیں کنوڑہ کھینکے لگا کر م بازار شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کسی پر بیٹھا ہولان و گزرت  
 کر رہا ہو کہتا ہوا اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ بیچ بازہوں جنگا توڑا استادان فن نے مقرر نہیں کیا  
 سوار میرے اور کوئی اٹھا توڑ نہیں جانتا چارہرات اس معاملے میں گذری صبح ہوتے باہر نکلا  
 شعل رہا ہو کہ صبح سے گرد آری دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلداقی ہمراہ پشت پر چھین  
 سوار نو بست و نقارہ بجاتا ہوا اس کروفر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اڑ گئے  
 پہلوانوں سے کہنے لگا اگر میں نے اسکو زیر کیا اور اسے میری رفاقت کی تو میں کوچ کرنا کووارا کرونگا  
 اس کے سبب سے مالک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم  
 اتر پڑا انکی بھی بارگاہ استاد ہوئی میخوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کر کے لائے ہیں وہ افسر  
 ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ میں آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ میں گھبرا یا ساتھیوں سے کہا  
 اگر تم سب کی خوشی ہو تو میں جا کر رستم سے ملاقات کروں جرأت کے خلاف ہو آپس میں کہہ دگا  
 سنا یہیے بروقت جنگ جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال انکا بوجھن کہ آپ کو کون لیکیا  
 کیونکہ قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو ہوئی کہ رستم آئے ہیں ملکہ گھبرا گئیں کنیزوں سے  
 کہا صاحبو تم نے سنا تو شکر بھی ساتھ ہو مگر شکر کس قدر ہو کنیزوں نے کہا حضور سنئے ہیں کہ  
 پچیس ہزار جوان ساتھ ہیں مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہو جو خبر ملکہ نے بیتابی میں  
 شکوہ نہ تائے کنیز کے قدموں پر سر رکھ رہا سننے کہا مجھے گھنکار نہ بھیجے آپ ہماری مالک ہیں

جو ارشاد فرمایے بجالاتوں آپ مجھ اُجڑی کے قدموں پر کیوں گرتی ہیں جمنے سرکار کے نمک سے  
 پرورش پائی آپ کے واسطے قید ہوئے مار کھائی مگر یہ منہ سے نہیں نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات  
 سے انکار کرینگے کہا بس ہم کو وہاں کی خبر ملے شکوہ نے کہا کوئی خبر ایسی ہی ہوگی کہ آپ کو نہ ملے یہ کیلے  
 شکوہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلے اسوقت پہونچی کہ عیوق سرداروں سے صلاح  
 کر کے برائے ملاقات رستم چلا، یہ شکوہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر میں رستم کے آیا پلٹنوں اور  
 رسالوں کی رونق دیکھتا ہوا جب دربار کا پرہیز ہو گیا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے زمین عیوق  
 نے سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہو مجھے اس قدر تم سے محبت ہو کہ جی چاہتا ہوں  
 دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہوں میرا دل نہیں چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ  
 پکڑ لیا لا کر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا  
 اُس پر جگہ دی ساقی بچوں کو اشارہ کیا جام و ارغوانی گردش میں آیا صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند  
 ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ابکی مرتبہ مقابلے میں ہمارے تمہارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا میں کیا عرض  
 کروں میں آپ کو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب سمجھے افسوس ہو کہ ایسا  
 نہ ہو میرے ہاتھ سے آپ کو کوئی آزار ہو پچھے ہر چند کہ بروقت مقابلہ خیال رکھو نگا مگر کشتی میں کیا اختیار ہو  
 اگر کوئی بیچ کرٹا بندھ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدمہ ہو پچا تو مجھ کو قلق ہوگا رستم نے کہا  
 آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اکٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپ کے مزاج میں بڑی جہالت ہو  
 اگر آپ میری رفاقت اختیار کریں تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں رستم نے کہا یہ آپ کی مہربانی ہو مگر بعد غالب  
 اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر میں نے آپ کی رفاقت اختیار کر لی تو ہمیشہ مجھ کو خیال  
 رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسرِ نبتا ماتحت کا ہیسا ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپ کے دل میں  
 رہیگا نہ میرے دل میں مقابلہ ہونا ضرور ہو عیوق نے کہا میں خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپ کے  
 باتوں میں فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہو دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام  
 سے یہی مراد تھی کہ مجھے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر میں کہا اے برادر چارہ ہر ہمارے تمہارے کشتی  
 ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والوں نے دیکھا اپنے مقام پر کہیں گے کہ رستم دب گئے  
 جا جا جا چرے کرینگے بس اب جا کر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان میں مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اٹھا

اپنی بارگاہ میں آیا پہلوانوں سے کہتا تھا رسم کیا ضروری ہو مقابلہ نہ کرنے پر رضی نہیں ہوتا میں مجبور  
ہوں طبل جنگی بجے سرسیدان مقابلہ ہو گا اس وقت لشکر میں عیوق کے طبل جنگی بجنا سبک نہ خیر رستم  
کو ہو بخائی رستم نے حکم دیا کہ سبک ہمارے لشکر میں بھی برفضل از دی طبل جنگی بجے دونوں لشکر  
میں طبل جنگی بجھکی تیار پاں ہونے لگین مگر عیوق رات کو نسل رہا ہو کہتا ہو یا رہا اگرچہ چار پہر مقابلہ  
ہوا میں اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھ پر غالب ہے مگر کیا کروں کہ وہ ظالم نہیں مانتا اگر وہ میری  
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اس کے بھڑکنا شکوہ کینے سے یہ سب خبر  
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاں اُنکی جہالت میرے مقتدرے میں جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک  
کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کینے نے عرض کی عیوق اس وقت بھی اپنے دربار میں یہی ذکر کر رہا ہے  
کہ رستم کل فنون میں خالق سپاہ گری میں شہرہ آفاق ہو دیکھئے سرسیدان کیا ہو عیوق کو بڑا درد ہو  
مگر وہ نہیں جاہتا رستم زبردستی اس سے اُنکے ہن دیکنے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو درد  
مقا طلاسے پر خود آیا ادھر اتفاق سے رستم بھی طلاسے پر آئے دو پہر رات گئے اس شب تیرہ و تار  
میں انکا انکا سامنا ہوا عیوق نے بکا کر آواز دی میرے طلاسے کون ہو رستم نے جواب دیا تمھارے  
سر کو بعیوق ہنس پڑا کہا اے رستم تم حقیقت میں سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے بھڑکے حال  
کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتیں کیا کیا آخر پیچیدہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہا بار صبح کو کل  
ملک الموت سے سامنا ہو آجاک جو میں نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو نہ در دیا سب بیکار  
معلوم ہوتا ہو رستم جو پلٹ کر بارگاہ میں آئے عاکر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور شہب فلک  
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اٹھ کر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ اے بندہ  
حریت پر غالب کرنا کسی فن میں عیوق سے کم نہ رہوں کہ سماک حاضر ہوا صندوق سلاح کو کھول  
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی ذرہ ہفت گوشہ زیب جسم تیرہ ہفت گوشہ  
لگا یا نیزہ ہاتھ میں لیا باہر نکلے سب فوج جھکرائی طرف میدان کا زار کے چلے کہ ادھر سے بھی گڑ  
اڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے چار سو پہلوان نسل سالار  
وکیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج میں کیا کوئی بات اٹھا رکھو نگا اول تو نیزہ مادی  
میں ایسا داؤڈا لونگا کہ رستم بھی ناچار ہوں شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دوں



ادر کشتی میں جھنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ بیچ بازہ ہوں کہ رستم بھی یاد کریں یہ کہتا ہوا میدان میں آیا  
صفین آراستہ ہوئیں نقیبوں نے لقا بشت کی کو کیت کر کا لکھ کر بیٹے عیوق نے گینڈا انا نکالا  
میدان میں آکر آواز دی کہ او رستم بیل تن میرے مقابلے میں آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے میں  
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا او رستم یا خر کا  
کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا او عیوق اب تو میدان میں آگئے اب  
نہ مقابلہ کر اجرات کے سرسرفلات ہو تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے  
نیزے کو نیزے کی شان پر لیا رستم نے ساتوین طعن میں نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے میں آکر  
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا ہا تلوار جھین لون عیوق  
نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا او رستم کہیں مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکالتی ہو رستم نے کہا او  
عیوق غور نہ کرو غور پروردگار کو زمیندارہ و سرور اور وہی مالک و مختار اب کشتی کا مقابلہ ہو  
عیوق گھٹڑے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ  
رستم ہر مقام پر زاری کرتے ہیں عیوق سمجھ کر ٹال جاتا ہو کہتا ہو او رستم تم اپنا بانک بن مجھے دکھاتے  
ہو یہ بیچ جو تم نے باندھا کیا میں اسکا توڑ دے کہ سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکرے دوڑ  
دس بارہ قدم پر آکر پہلے مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آستانہ زمین ہوئے رستم پکڑ کر عیوق کو  
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاصدے سے بیٹھے جا ہا ایک گھنٹہ دونوں کہنیں لاکھ سوا  
و پیل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہو او رستم گھٹنہ دیا چاہتے ہیں لینا لینا کہکے دور پر  
ہمارا بیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیل ہمارے آقا پر آتے ہیں سب نے جا ہا جا پڑیں  
کہ صحرا سے گرد اٹھی جھنائے کی زنجیروں کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شریر مردم در  
چار سو دیوانوں کو ساتھ لیے ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلوائے عام دیکھا زمین سے چوب دشتیں  
سنجھالیں اور آواز دی کہ اونا لا نکو آقا کا اگر ایک سوے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو ہا مال  
کر دنگا یہ کہکے چار سو دیوانے جو بدستیں پکڑ کر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے  
نکلا گینڈے پر سوار ہوا لغزہ کر کے دیوانوں پر جا پڑا دیوانہ شریر مردم در نے جسکو وہ چوست  
ماری فون کا تھا لا ہو کر رگیا فریب عیوق کے بہو بچا ہلکا کر آواز دی کہ اونا مرد آقا تجکو زیر

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھ کو ب زندہ چھوڑتا ہوں قریب عیوق کے پہونچا جو بدست  
 ججج دیکر بار دی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا جو بدست گینڈے پر بڑی گینڈا پاش پاش ہوا  
 عیوق نے چاہا لیٹ پڑوں شریر مردم در نے جو عیوق کو آمادہ دیکھا جو بدست بھینک کر ایک  
 جنگل مارا کہ زہ نوح لیگیا مٹھ بھلا کر جو جلا عیوق ججج مارا کہ بھاگا آواز دی کہ یارو مجھ کو بچاؤ دیو آنا  
 مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اسی وقت اسی مقام پر مارا کسی کو بچ لیا  
 کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں جباتا ہوا لڑ رہا جو آخر عیوق نے اسی مین جا بڑی دیکھی کہ طبل امان  
 بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بکے طبل باز گشت پر چوب پڑی طبل باز گشت کی آواز  
 شکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان ملنگے مین دیو رستم  
 جو بدست بکڑ کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہو دشمن تو نثارے بجائیں اور رستم  
 دلا دین یہ کیلے ایک جو بدست رستم کو اردی رستم نے گلہ جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا دیوانے نے جو بدست  
 جھوڑ دی جا پا ایک جنگل مار دن رستم نے لیٹ کر دے مارا چھاتی بر جڑھکر تلوار چلتی ہوئی گلے  
 پر دیوانے کے رکھ دی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو  
 جھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک ججج ماری کہ بھائیو  
 بس کرو دشمن نثارے تم سے لڑنے کو نہیں بجاتے مین آقا کی زبان معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے  
 مین دشمنوں کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رنگ گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے  
 عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اڑ گئے ساتھ والوں سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب  
 دیوانے کو رفیق کرے جسطرح انکو جو بدست ماردی اور انھوں نے جو بدست روک لی اٹھا کر دے مارا  
 یہ سمجے کب ہو سکتا ہو اس سے بہتر آقا نہ لیگیا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین  
 ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہر لہ یہ تو فرمایے اس دیوانے سے کیونکر جان بچتی ہے  
 رستم نے کہا آٹھ پہر ہی ہنگامہ رہتا ہو کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہو کبھی راہ مین فساد پڑا  
 کرتا ہو اسکی سزا یہ ہو کہ جو بدست اسکی چھین لی تلوار چلتی ہوئی جان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہو ہاتھ باندھ  
 لگتا ہو عیوق نے کہا حضور آب ہی کا کام ہو کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہو آٹھ پہر ایک حریف  
 پہلو مین ہو فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرا سے افریقہ مین جھوڑا لے تھے کہ پرانے ملک مین :

فساد برپا کر لیا کوئی اسکا فساد مٹھانہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اترے غلام کی دعوت کر کے کل شہر میں لیجیو لگا باب کو بھی مسلمان کرو لگا اور معشوقہ بھی آپ کی دیوانہ لگا اور آپ نے اصلح کرادو لگا اگر انکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جانیگا یہ کہنے عیوق نے بارگاہ استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ میں آئے دیوانہ وہی حرکتیں کرتا ہوا دھوپ میں جوتا یا ابنی برجھائیں دیکھ کر مسہرچو بدستین مارتا ہو جو حرکت دیوانہ کرتا ہو وہی حرکت برجھائیں سے پیدا ہوتی ہو تو اپنے کو خیراتا ہو ہر مرتبہ بجاتا ہو رستم نے جو دیکھا کہا اود دیوانے یہ کیا کرتا ہو کہا آقا اس حریف سے بہت تنگ ہوں یہ روز بچھاؤ ملتا ہو لگا ایسا سحت جان ہو کہ مار نہیں کھاتا اتنی جو بدستین میں نے لگا میں لگتا غیر نوثی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر مائے میں لے کر فرمایا اے برادر یہ وہ حریف کہاں ہو دیوانہ بہت ہنساکہ آقا اس حریف کو کیا فرمایا ارچان اب رستم اسکو دھوپ میں نہیں جانے دیجئے دیوانہ جب بیٹھا ہو کچھ شہ سے نہیں ہوتا کہ نانی دیہات کا سامنے آیا اُس نے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ میں دیا دیدیوانے نے جو آئینے میں اپنی تصویر دیکھی چیخیں مار کر روئے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کہ آئینہ کیا ہو ایک چو بدست نانی کو اردی کہا اے میرے بھائی کو قید کیے لایا ہو اور چیخیں مار مار کر روئے لگا یہ رستم نے ہنسا کر آئینے کے ہاتھ چھینا اگٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قیدہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی بقرا تیرے سے جھوٹ گیا تمہارا بھائی تمہارے گھر گیا و سب ہم دیوانہ خوشی کرتا ہو کی کہ جاتا ہو کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جا کے باپ سے ملو ہر گاہ کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہیں عیوق کے اسے جانے کو دیکھ کر ہوش اُٹھے جاتے ہیں ساتھ والوں سے کہتا ہو ایسے دیوانے کو اس طرح کون سمجھا لگا اب عیوق نے جہانہ آ رہا کہ کیا گائیں آئیں زلفان جو عمدہ کپڑے پہن کر آئیں دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ بڑھاتا ہو کہتا ہو اے آقا ایسے کپڑے میں بھی پہنوں لگا رستم نے ایک دھماپے مارے دیوانہ روئے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہو ہر بات پر مارتا ہو بدلہ تو لگا رستم کھڑے ہو گئے کوئی پردہ ہونے کی ہاتھ رکھا کہا آقا اب بدلہ لو کروں یہ ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا بڑی ٹوٹ جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھا لیا زبانی مجھ پر کہنے کہ کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اٹھ کر ناپچنے لگا زبانی کو کہ وہ میں اٹھا پا کر نہ رہے پروا کرنا دوڑا دوڑا بھرتا ہو مار بھیل زبانی کے نوچکر اپنے سر پہ باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا، عیوق نے کہا اگر آقا کے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکے گا سامنے باغ ہو وہاں اٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ دیوانہ بھی آئیگا جہان میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسہ کا باغ میں بھیجا رستم کو اٹھا کر لیچلا دیوانہ سدا راہ ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کر کہا آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا نزدیک جھٹھ ناجیتی ہو میں اگر ناچا تو کیا برا ہوا اور زیادہ بولو گے تو سرزد نہنگا یہ کہنے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو دے مارا جھاتی پر جڑھ بیٹھ تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے جھوٹا دیا لباس تمام رستم کا بارہ بارہ زہر ٹکرے ٹکرے کر ڈالی عیوق کہتا ہوا آقا اپنے کو اس سے بچائیے رو برد کہتا ہو میں سمجھ لوں گا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں ہوتا جو قوت قصہ کر گیا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گندی صبح کو دو دو جاگا واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اٹھا کہا آقا اب باب کے سمجھانے کو جاتا ہوں اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا بھی کہ امی برادر اب تم مسلمان ہو رہا ہوں باب تنہا راجھ نساو بر پاکرست کہا حضور میری تلوار کو سب ماسے ہوئے ہیں کوئی میرے منہ نہ چڑھے گا یا تو بہ اصلاح جلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہنے اکیلا چلا رستم نے جا لیا کچھ رفیقوں کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور داخل نہ دین غلام کو تنہا جانے دین اگر باب نے مانا تو بہتر ہو یہ کہنے تنہا گینڈے سے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہاں باب نے بیٹے کی سب خبریں سنی ہیں بارگاہ میں بیٹھا کہ رہا ہو کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہر کاروں نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہو فاروق نے کہا دیکھو اسے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سرداروں کو واسطے استقبال کیے سمجھا کہ میرے فرزند کو بہتقبال کر کے لاؤ سرداروں نے راہ میں آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے محبت ملا جب بارگاہ میں آیا شل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دھگل پر بیٹھ گیا اور باب کی طرف متوجہ ہوا کہا امی باب تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا امی فرزند میں سمجھ گیا کہ تو رستم کو دم دیکر آیا ہو اب کیا مہال ہو کہ تجھ کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لوں گا عیوق نے کہا امی باب

قول مردان جان دار و سخن مردان اعتبار جوین نے رستم سے کہا وہ کہا میں اسکا تابعدار ہوں  
 آیا ہوں کہ آپ کو سمجھا کہ خدمت رستم لیلیوں رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا اے یحییٰ تو  
 نے نیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں اپنے کو خدمت رستم میں بہو بچاؤں دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو  
 مانگتے ہیں میں اسے قتل کر ڈالوں گا مگر وہ گناہ عیوق سے کہا اے یحییٰ سمجھا کر کھانچے میں آپ کو گردن  
 بکڑیکے لجاؤں گا اور معشوق کو سوار کر اؤں گا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی تو بھڑا بکڑا کیا غدر سے  
 فاروق نے پہلو انون سے دیکھ کر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ  
 پہلو ان لینا لینا کیلے اٹھے عیوق نے اٹھ کر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا  
 پہلو ان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چار طرف سے عیوق کو تلوار میں  
 مار رہے ہیں عیوق دم بدم ہلٹ کر کہتا ہی باب اگر مجھے قتل کر گیا میرا آقا وہ جری و بہادر ہو کہ ضرور  
 میرے خون کا بدلہ لے گا ملک پر گریھے گا اہل بھڑا دیکھا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہو اور ایک  
 شیریر مہروم در دیوانہ اسکا رفیق ہو کیا محال کہ جو کوئی پہر دو پہر اسکو صحبت میں جگہ دے سکے آقا  
 آٹھ پہر اسکو سمجھاتے ہیں مگر بلڑ میں کون سنتا ہو وہ کھڑی کاہل عیوق لڑا آخر زخموں میں جو رہا  
 ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفا خانے میں رکھو جیت  
 پا بیگا تو اس سے سوال ہفت بیکر پرستی کروں گا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہو سچا یا کا موت  
 بلا کر ہفت بیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفا خانے میں لینگے مہتمم کا بیان بیڑیاں پہناؤں علاج  
 ہونے لگا مگر سماں نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سن کر رستم اپنے  
 مقام سے اٹھ کر فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سودو سے کم ہوتا ہزار دن راہ  
 ٹوٹ پڑے ہونے دیوانہ اپنے مقام سے جو بدست بلاتا ہوا اٹھا کہا آقا آپ بیٹھیں میں جا کے  
 فاروق کو سزا دیتا ہوں رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دوں گا  
 آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ جسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہو گا کہ عیوق  
 کو رہا کر کے بھیجے ورنہ تیرے دربار میں آؤں گا دریا سے خون بہاؤں گا یہ نامہ اس مشمنوں کو نہ  
 کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اسنے دعویٰ کیا کہ میں نامہ دیکر جاؤں گا مردانہ کلام  
 کروں گا سحاب فیل زور نے بانچہ اسوار ساتھ لیے بہم ایلیچی گری چلا لشکر میں فاروق کے

آیا بدعتین کرتا ہوا چلا جہاں جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہنے لگا گردا گرد ایک ہم کا فر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جانے لگے اگر خمیراؤ میں طاسکی طنائیں کٹا دین صد ہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلعے کے فاروق سے جو خبر ملی کہا جطور سے آتا ہو آنے دو شاہوں میں مشہور ہو کہ پلچھی کو زوال نہیں ہوتا صاحب ابھی سے سمجھ لینے مگر لوگ واسطے استقبال کے جاہلین صحاب دربار گاہ تک پہنچا تھا کہ سردار پرستہ استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام صحاب کو لا کر سامنے فاروق کے پہنچا یا صحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہچان کر کے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف نہ کرنا ہو ہمارا کچھ ہر صحاب کو دل نکل بیٹھے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا صحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال ہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہو اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھ پر غصہ کیجیے پرچہ کا غدر پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے اپنے کلمات ناشائستہ میرے سامنے کہے کہ مجھ کو غصہ آیا تب اس کے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے یہ ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا میں رستم سے مقابلہ کر دیتا جو اس نامہ کا جہان نگا یہ کہنے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھ کر جواب جنگ لکھا صحاب کے منہ سے نکلا کہ اے فاروق جو بیٹا ہمتا را کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق ہے جرأت رستم دیکھ کر حیران ہو گیا ایک رفیق انکا مشریر مہروم و ہر اگر پھر بھر آپ کے پاس رہے تو آپ یہ سنبھال لیجئے اسی کے حرکات دیکھ کر آپ کے صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب سلیح و منقاد ہوئے اے فاروق تم نے اچھا نہ کیا میرا دل ذلیل ہو گئے صاحبزادے نے ہمتارے اپنے کو بہ مکت بجا یا رفیق رستم کے بیٹے رستم وہ بہادر ہو کہ جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا اے صحاب تو دیوانہ ہو اے فرزند کی میرے کیا حقیقت ہو اب بھی اسکو دو پکڑیں لڑا سکتا ہوں صحاب نے کہا وہ نو جوان ہیں آیکساں زیادہ ہو مقابلہ میں آپکو مشکل پڑے گی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کہہ دو کو شش کرو گا آئینہ جو خداوند ہفت پہلو کو منظور ہو یہ کہنے چھ سات لاکھ فوج تیار کی ہر دن قلعہ فوج لب کر نکلا مقابلے میں رستم کے فرزند ہوا شکوہ کہ کینز نے یہ سب خبریں لکھ کر پہنچائیں ملک نے جوشنا کہ عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم میں گیا کینزون سے کہا ہو سکتا ہے کہ عیوق کو مار دو میرے باغ میں اسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہو گا وہ سمجھا جائیگا کینزون نے عرض کی ہم اسی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں اپنے کو پہنچا لینگے بارہ کنیزیں ہیں کام بہت کم ہیں جن جہنوں کنیزوں نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے کہ نقب زنی شروع کی سوک بھی اسی ملک میں آیا ہو رستم نے حکم دیا ہو کہ جیوٹ بنے عیوق کو ہار کے راز سہاک آیا ہو قید خانے کے سب پھر رہا ہو دیکھ رہا ہو کہ عیوق قید خانے میں قید ہوا دیوار و دروازے کا سنگ شعلہ زنی بچا ہو عیاروں کو لیے در زندان خانے پر بٹھا اور دروازہ مکان کا کھنکھار کھا ہو دیکھ رہا ہو کہ قیدی بیٹھا ہو وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہنچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا ہنسناک نے بیکار کر آواز دی ارے تو کون ہو کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلنا ہو ہنسناک دیکھ رہا ہو جیسے ہی کنیز کو لکھتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسے دیکھا کہ عیار آتے ہیں ایک جشن جست و چالاک جست کر کے نکلی جھپٹ کر نیچے عیوق پر مارا کھا اور جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے ہاتھ زرد میں اگر قیدی کو توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ہنسناک نے بڑھ کر چاہا کہ عورت کو نیچے مار دیں عیوق نے ہاتھ بڑھا دیا ہتھکڑی پر نیچے روکا بلٹ کے وہی ہتھکڑی مار دی ہنسناک کا سر پٹا ہنسناک تو حنج کھا کر گرا دوسرے عیار نے بڑھ کر حلقہ ہاسے کند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاسے کند توڑے کٹی عیار نیچے کھینچ کر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیاروں نے عیوق پر تلوا کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہو جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کولات مار دی کسی کا نیچہ جھین لیا اسی نیچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گر سنا نہ رکھا جس عیار غھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈال دیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں جہاں عیار بھاگے کہ جا کر فاروق کو خبر کریں سہاک نے بھی یہ جنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا ہو جو راہ میں لاء اسکو مارتا ہوا جاتا ہو عیاروں نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ اسی شہر یاہ بڑی خرابی ہوئی کہ عیوق قید سے جھوٹ گیا عیار آ پکا ہنسناک شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہنچا تھا کہ علم ہاسے سرخ و سفید نمايان ہوئے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار جوانوں سے آکر پہنچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا



اڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہار آب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دسہم افسروں کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھر اہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہو عرض کرتا ہو اے معبود بے نیاز و ارب کار سار اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

منوہ حضرت وجہت در دوی مسود جان نہادہ بنجاک در شل جبین سجود جو بہت بندگی و عجز موجب بہود رہر مکاشفہ کشوف گشت اسرارش محبوس تابع فرمان و بندہ عیائی مطیع حکم قاندر عرب مسلمان اند خداست آنکہ نماید بطور شغلہ زار بشکل موم شود نرم آہن از عباد نکرد عذر بجائمان سپرد جان عوین نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی	بچار سو سے جہان باب استاد کشود کنسے بشفل قیام و کسے بجال قنود چرانہ بندہ کند حاصل از عبادت سود زہر مشاہدہ مشہود راز ہائے شہود غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود ترا کند عبادت بملک ہندہ ہنود خداست آنکہ کند سرد آتش لہود بحکم حضرت دادار در کعبہ داؤد رسید بر سر انسان جو وعدہ موعود نہ آن خواندہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود کہ وار دست بہمد حال ذات حق خوشنود
---	---

ایو کیم کار ساز اگر موت میری قریب ہو تو حال بیتال آقا کار یکہ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم میں آیا باؤن پکڑ کے جگا یا رستم کی خواہنکھ لکھی پوچھا کیوں یار و فادار خیر تو ہو عرض کی ایو مغربار ہنہین معلوم کون عورتین تھنین کہ تھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کنار کے بلوے پن رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوئے سمک نے جا کر میخوار جنگ آرمہ کو جگا یا کہ یہ کل فوج کا افسر ہو کہا ایو میخوار جلد آٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے مین مین تو اب جاتا ہوں یہ کہکے سماک چلا بیان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب بڑی  
فاروق گینڈے پر سوار کلی فوج بشت پر چار سو افسر گہرے ہوئے رستم لغزہ کر کے اگر سے  
آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرا مین آہو بجا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغ ہفت جو ہر چمکتے ہوئے  
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے افسروں کو مارتے ہوئے آئے ہیں ہر چند کہ عیوق زخمی بھی  
تھا مگر رستم کو دیکھ کر دل میں طاقت آگئی سہرا بگرد پر جا پڑا سہرا بگرد نے جو دیکھا کہ عیوق  
میرے نزدیک آیا نیزہ داروں کو آواز دی اسے اس دلیر کو روکوا یہاں ہو کہ فتور برپا ہو اسکا  
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمو حکم دیا ہے کہ لڑے بھڑکے مارو  
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنا بن سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ داروں سے لڑنے لگا سہرا  
نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف  
سے نیزے پڑے ہیں مگر عیوق نیزوں کو قلم کرتا ہوا قریب سہرا بگرد کے پہونچا سہرا بگرد کی کلائی  
پکڑ کے بغیر غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی مگر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تو لاطر  
آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوئے  
بکار کر آواز دی ای عیوق مر جا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر برودگار کرتا ہوں کہ  
اسوقت جمال بمثال کو دیکھ لیا اب مجھ کو اپنے بارے جاننے کا افسوس نہیں یہی دعا کرتا تھا کہ  
حضور کے جمال کو دیکھ لوں شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی  
اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہیں فاروق نے فوج کو اشارہ کیا  
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہیں کہ چھ لاکھ فوج  
کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں رستم نے دور سے  
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہو عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرائے اڑ رہے ہیں  
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزوں کی چار جانب سے جو چار رستم نے گھبرا کر لپٹ  
کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہو کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھا ہو تو حقہ تشبازی مار دیتا کہ  
بشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہو کوئی بشت پر آئے کا ارادہ کرتا ہو خنجر مار کے گرا دیتا ہو کسی کو قریب  
نہیں آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہو کہا ای سماک شکر مین خبر کر دو ہماری شمع جمال کا پڑو

یعنی شریہ مردم در دیوانے کو خبر کرو سیک نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی  
ہیں کہ کلکان دشوار ہو اسوجہ سے غلام مجبور دناچار ہو رستم نے کہا میں اپنے کو قریب بیوقوف  
بہوش بنا تا ہوں یہ کہنے پا مال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر متقا بند میں آئے مگر دست رستم سے وصل  
جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہوا اپنی جرات پر بھی ناز رکھتا ہو  
گینڈا اٹھ کر اکر طرف رستم کے چلا اور بچا کر آواز دی اسی رستم میں تیسے مقابلے کا بہت شناق ہوں  
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیر مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے  
گیہان برس پڑا کسی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے ہوتے تھے حربے پر بار بھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی مگر بخیر میں ہاتھ ڈالا لفرہ تبلیہ کر کے زور کیا قاش دین سے  
گیہان کو اٹھا یا قصد کیا کہ زمین پر ارون گیہان بکار اٹھا اسی شہر بارہ الامان رستم نے جواب دیا  
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کر دنگار رستم نے گیہان  
کو پھر گینڈے پر بیٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ ابھی فوج کو قتل کرنے لگا جا رہا  
ہو فاروق پر ہلکار کے جا پڑوں کسی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان میں غلام  
جدید رستم میرے آپ کے تو ہتھان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار خبردار لکے ہاتھ  
پڑا گینڈا گیہان کا ہلکا گامی کرنے لگا تلوار فاروق کی بڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب  
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہ میں سے ہلکار اکہ اسی فاروق سے  
ہاتھ مارا اسکا در ہنشا نشانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار خبردار لکے ہاتھ مارا لقمان  
کا بھی سر زخمی ہوا وہ سر ہاتھ مارا کہ لقمان کا سراو گیا فوج کو ترغیب دی جو نہ کھامی کر گیا اسکا یہ  
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے گردا گردی  
دیکھا سب نے کہ خبر برہرم در چار سو دیوانے ہمراہ جو بدستین ہلاتے ہوئے آئے فوج پر  
فاروق کی گیسے پا مال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہیں چھتا  
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے جو بدست ماری مع گینڈے تھالا فون کا بنادیا جا رہا دیوانے  
غل مچاتے پھرتے ہیں جس صف پر جا پڑے اس صف کو پا مال کیا صفین توڑیں رستم نے  
جو دیکھا کہ دیوانہ آ گیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھا یا دیوانوں

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانوں نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے ہیں گیہان پریشان حال زخمون میں چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جگہ گیہان کا یہ حال دیکھا کہ گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو دیکھا کہ دیوانوں نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا رفقہا سے صلاح کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجا دوں بلٹ جلتا سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانوں کے ہاتھ سے فوج نہ بچیکے دیوانوں کی عجب رنگ کی لڑائی ہو سب نے یہی صلاح دی کہ طبل باز گشت بچو اپنے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی رستم نے دیوانوں کو روکا رستم فوج لیکر پیچے گیہان بلند رکاب بھی سلاخہ پر رستم آکر اپنے مقابلہ پہونچے فاروق بلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا شیروں کو جمع کیے اسے صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجاوے فاروق نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہر کاروں نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجاوے بجا کر انجان کو تھپانے میں بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوری ہوئی یہ خبرین فاروق نے سنیں نہنگ شعلہ زن کا بھائی کنگ شعلہ زن عیار کو چایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ عیوق کو چڑا لوے مجھ کو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت میں رستم کی وہ ست ہو رہا ہو ایسا نوحہ کہہ کر میں میرے مقابلے میں آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھ کو بڑا قلق ہو گا کنگ نے کہا غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چڑا سے لاتا ہو یکے کنگ بانہاے عیار ہی سے آراستہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر رستم میں آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف نیلا سے شب کم سے گذر می پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا لقب کھودنے لگا جاکے حمرہ بارگاہ عیوق میں توڑا گیا عیوق کے جسم پر پٹیاں مزم کی چڑھی ہیں بڑا سورہا ہو چار خادم جی پرہن کنگ نے پردہ بیہوشی کے پھینکے قمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چاروں خدمتگار بیہوش ہوے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ کمنڈ سے ہاتھ پاؤں باندھے پشتارہ دوش پر لگا یا صبح دسالم پشتارہ بیکر لقب سے نکلا اب کنگ نے میدان پکڑا سسک یلداقی بازار میں غلا یہ دے رہا تھا شاگردوں سے کہا

کہ جا کر خبروں ایسا ہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہو اپنے شاگردوں کو طلا سے پرچھوڑا آپ جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہنچا اندر بارگاہ کے جوایا دیکھا بارگاہ عیوق میں اندھیرا بڑا ہو پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانوں سے کہا یارو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا میں فکر رہائی عیوق میں جاتا ہوں یہ کیلے نہچے لیے ہوئے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے فرہنگ سے ملکارا اونا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منہ ہتر سماک یلداقی کنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا یانوں میں زنجیریں پڑ گئیں سماک قریب پہنچا جا یا نہچے یاروں کنگ نے زنجیر بجائی چالیس شاگرد اس کے کہ جنگل میں چھپے ہوئے تھے حلقہ ہاے کندہ لیے ہوئے نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کندہ مارے سماک جست کر کے حلقہ ہاے کندہ سے نکلا مگر چالیس پیک بچے سمجھے مار رہے ہیں ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہو مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سر ہنگ تیز یا خلیفہ کنگ پشت سماک پر آیا عیار دن سے اشارہ کیا کہ اپنی چاہ سماک کو متوجہ کرو عیاروں نے سمجھے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سر ہنگ نے پشت پر سے حلقہ کندہ کے مارے سماک تڑپ کر کر عیار ٹوٹ پڑے عیاروں نے اذوے بلوے گئے سماک کو گرفتار کیا کنگ بہت فوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رستمی کو رونق ہو اب اس کو جھٹ بٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کیلے عیوق و سماک کو بچلا بندر عیار ساتھ میں طرف فاروق کے جاتا ہو ٹھوڑا راستہ طو کیا تھا کہ کنگ نے دیکھا ضرر سے آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار ہانہاے عیاری سے آراستہ پشت پر کس پیک کے دور سے جو کنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہو لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ پیک بچے مار کر ڈال دیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہیں اب وہ جو عیار آگے تھا لینا لینا کیلے بڑھا بندرہ کو پچیس نے گھیر لیا کنگ جانتا ہو میں نکلاؤں ایک عیار سر ہنگ نامے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اُس پر یہ افسر جا پڑے اور فرہنگ کیا۔ فرہنگ چالاک۔ عیاری کا من آئم جست و چالاک + چشم دشمن اندازم کف خاک + ندیابد باد گرد نیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم + انکو صاحبقران نے برے خبر رستم بھیجا تھا اسوقت پر آگے پہنچنے چالاک

سرہنگ پر جا بڑا اور آواز دی کہ اوجھیا اس میرے بھائی کو کیونکر بکڑا اگر اپنی جاسبری چاہتا  
ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیچے مارا چالاک نے نیچے کو نیچے پر روکا سر کو  
جا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر بڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سماک کو چالاک نے  
رہا کیا حباب و افغ داروے بیوشی مار دیا سماک ہو شیار ہوا اٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا  
پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برائے خبر رستم نامہ ہوں اس وقت آکے  
ہو سنا شکر ہو کہ مذکور رہا کیا سماک بھی نیچے کھینچ کر پڑنے لگا اب چالاک طرن کننگ کے چلا کننگ  
نے نیچے کھینچا چالاک سے اور کننگ سے نیچے چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی پک پک بچون کو مارا  
شاگردان چالاک نے شاگردان کننگ کو مار لیا کننگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا ارے  
بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈال دے جگر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے پستے  
کننگ نے پشتارہ زمین پر ڈال دیا چالاک سے چاک چاک کر پڑنے لگا چالاک بھی کننگ  
سے لڑ رہا ہو اور غباروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم فریب نہ آؤ ہر چند شاگردوں نے  
کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک  
اور کننگ میں نیچے چل رہا ہو کبھی آپس میں خنجر کھینچے کبھی نیچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پر  
حلقہ ہارے کندہ مارے کننگ نے جست کی حلقہ ہارے کندہ سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر  
حلقہ مارے چالاک نے حلقہ ہارے کندہ کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کننگ سمجھا  
کہ میری پشت پر کوئی آگیا کننگ پلٹا پلٹتے ہی کننگ کے چالاک نے نیچے مار دیا کننگ زخمی  
ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہر چند لٹکارا کہ او بھگورے کہاں جانا ہو زخمی ہوا تو بھاگا  
کننگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کننگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا  
عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان پلٹے  
جاہتے ہیں کہ اپنے کو لشکر رستم میں ہو سچائیں کہ دوسری طرف سے گرداؤسی علم ہارے سرخ و  
سفید نمایان ہوئے نوبت نفارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار لیشیت پر بارہ ہزار جوان  
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے  
عیوق نے جو اس جوان کو آنے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہو جاروق کندہ گیر

جباروق نے جو دور سے بھٹتے کو دیکھا پکار کر آواز دی اور فرزند اس صحرا میں بے ساز و سامان  
چند عیار ساتھ کیوں پھر رہا ہے آج کل خداوند ہفت چکر نے حکم دیا ہے کہ جہاں مسلمان ملیں اُنکو  
رو کو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوئے آئے ہیں ہمیں کہیں مسلمان نہیں ملے عیوق کو بہت ناگوار  
ہوا جواب دیا کہ اے غم نامدار مسلمان کہیں جھپٹتے ہیں مسلمان کے ہاتھ سے شاہانِ طلمس بھاگے پھرتے  
ہیں ملک خالی کر لیے ہیں آئیے اگر کچھ دعویٰ ہو ایک ادا کرنے میں اہل اسلام کا غلام ہوں بھلا  
جن شیر دن نے سیکڑوں بادشاہوں کو شاد و یادہ شیر کہیں مٹھ چھپاتے ہیں فاروق ایسا بادشاہ  
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہے جباروق نے جو یہ باتیں عیوق سے سنیں مثل مار سر دم کو فتنہ قلب  
میں بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی اور فرزند اب میں کیا تجھ کو جانے دو گنا تیرے باپ پاس تجھ کو  
لیچلو گنا عیوق نے دیکھا آواز دی کہ باپ میرا جنگ ستم دیکھ کر بدھو اس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو  
آتا ہے آخر ناچار ہو کر ان مانگتا ہے عیاروں کے جھرو سے پر بھولا ہے یہ سامنے دیکھ تو کنگ کا لاشہ  
پڑا ہے مجھ کو گرفتار کر کے لیچلا بھلا گنا خاتم کار ساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کر آیا اب ہتھ  
میں اپنے آقا کی جاتا ہوں تجھ کو اگر کچھ کھنڈ ہو یہ گوئی یہ میدان میں باہر نہیں ہوں باپ سے  
مقابلہ پڑا اُنکی بھی حرمت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہو کہ مجھے سونے میں عیار بچا لایا تھا سلاح پاس  
نہیں ہیں سواری کو گھوڑا گینڈا نہیں جباروق ایسا بھلا لایا کہ اے عیوق میں تجھ کو گینڈا دوں اور  
ہتھیار بھی دوں اور تجھ سے مقابلہ کروں میرے منہ سے نکل گیا کہ تجھ کو تیرے باپ کے پاس  
لیچلو گنا یہ کچھ طرف ابھی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے  
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حائل کی سبر نشیت بڑا لی نیزے کو چپکا تا ہوا سامنے  
جباروق کے آیا جباروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا یہاں رستم جو  
سو کے اُٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی جرا لیکیا سمک تعاقب میں گیا ہے شاہزادہ رجبہ بٹھا ہے  
کہ سمک گھرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو جالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ  
جباروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سواروں سے آتا تھا عیوق سے اس کے کچھ کلام ہوئے عیوق  
و جباروق سے مقابلہ ہو رہا ہے رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہوں  
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی اور



آقا سے نامدار جباروق پہلوان زبردست ہو کہستم فوراً سوار ہوئے دیوانہ نے کہا میں بھی ساتھ  
چلوں گا ایسا ہنوعیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شریر مردم در کو مع جباروق  
دیوانوں کے ساتھ میا تاشہ دیکھنے کو طرف جباروق و عیوق کے چلے اسوقت پہونچے کہ  
عیوق نے نیزہ جباروق کا توڑ انفرغین ہو رہی ہیں جباروق کہتا ہوا ای فرزند اب میں تلوار  
کھینچتا ہوں عیوق کہتا ہوا بسم اللہ کوئی حربہ اٹھ نہ رہے کہ سانس سے گرد آڑی چھیننے کی دیوانوں  
کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جباروق آقا میرا آتا ہو دیوانے شریر مردم در کو اپنا رفیق کیا کہ  
کہ دیکھا گردش ہوئی دیوانہ شریر مردم در آگے آگے جست کرتا ہوا بجارتا ہوا کہ ای عیوق  
تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو میں سمجھا دوں گا ایک چوبدست کے وار میں اسکا ٹھکانہ نہ لے لگا  
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانا ہو جست کر کے بیچ میں آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست  
کو بیچ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جباروق کے ہاتھ پیرون میں رخشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے  
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھ کو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھ کر آواز دی کہ  
ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہو آقا دن بھر میں مجھ کو دس مرتبہ زیر کرتے ہیں جو حرکت  
ناشاستہ اُنکے ساتھ کرتا ہوں اگر اور کے ساتھ کروں تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہاں  
آبس میں ہو رہی یقین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد آڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار  
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے پھر ہرون بر تعریف ہفت بجار  
مردم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگارنگ کے دیکھ کر پارتا ہو کہ یا حرا وانا  
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہاں جباروق نے  
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگے تو رستم سے کہا میں آپ سے مقابلہ کر دنگا رستم نے پوچھا  
کل فنون سپاہ گری میں امتحان منظور ہو جباروق نے کہا میں آپ سے کشتی کا مشتاق ہوں  
اگر آپ مجھ غالب ہوں میں دل و جان سے اطاعت کروں کہستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے  
کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا میں نہ ہٹوں گا یہ کہنے ایک چوبدست ماری رستم نے کلمہ چوبدست  
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جباروق دیکھ رہا ہو کہ رستم نے  
دیوانے کو اٹھا کر دے مارا بھائی پر چڑھ ٹٹھ خیر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھ سے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرو نگارستم نے جھوڑ دیا سر جھبکا کے کنارے کھڑا ہوا  
 سر اٹھا کے رستم کو نہیں دیکھتا جا روق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اڑ گئے گینڈے سے  
 کودا کہا اکی شہر یار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہیں میں نے حلقہ غلامی  
 حضور کان میں ڈالا میں ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہوں یہ کیلے طرف فاروق کے چلا  
 فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادہ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیوں آتا ہے  
 رفیقوں نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کر چکا فاروق نے کہا اسکے تیور بد بین خداوند ہی  
 بچائیں کہ جا روق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اکی شہر یار میں نے اپنے کو امتحان کیا رستم  
 سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھ کر میرے ہوش گم ہوتے ہیں میں نے تو اس شہر یار کی اطاعت  
 کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت میں رستم کی جلو اس شہر یار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کر لے گا  
 فاروق نے کہا اکی جا روق میں رستم کی اطاعت نہ کرونگا جس طرح مجھ سے چاہے مقابلہ کر لے  
 تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ میں نہیں سماتا جا روق نے کہا اکی برادر میں تو اسکو  
 حاضر ہوا ہوں کہ تمکو خدمت رستم میں لے لوں یہ کھلے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار پھینچی  
 دونوں میں دودھ ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے باڑھ بچا کے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا جا روق  
 نے گریبان بکڑا دو وزن گینڈوں سے کودے بھائیوں میں کشتی ہونے لگی پہر بھر میں فاروق  
 نے جا روق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اسے رستم سے کہا اکی شہر یار جا روق کو فاروق  
 نے زیر کر لیا مشکین باندھ کر لشکر میں بھیجا اب میدان میں کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم ہو  
 جا کر مقابلہ کروں رستم نے کہا اکی عیوق جاؤ سمجھا کہ فاروق کو جا روق کو رہا کر لاؤ یہ شکر عیوق  
 گینڈا اٹھ کر اسے فاروق کے آیا کہا اکی باب تنے جا روق پر ظلم کیا وہ تمہاری اطاعت  
 نہیں کرتا کیوں زبردستی کرتے ہو جا روق نے کہا کیا میں کسی سے بند ہوں میں کیا تیری طرح  
 اطاعت کرونگا باب بیٹوں میں یہاں تک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا  
 جب دونوں میں نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے جا ہا کہ عیوق کو جہا کروں کہا فاروق باب بیٹے  
 کا میں مقابلہ اچھا نہیں جانتا میدان کا دراز میں ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمیر غالب آؤ تو ہم تمہاری  
 اطاعت کریں اور اگر ہم غالب آئیں تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میں ان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کروں گا رستم نے کہا تم عیاروں کے  
 بھروسے پر کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہو سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے  
 وعدہ کیا جا روق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اگر فاروق اگر جا روق اطاعت  
 نکھاری نہ کرے تو اسپر بدعت نہ کرنا ورنہ میں تمھاری بارگاہ میں ہونگا دریاے خون بہاؤں گا  
 فاروق نے کہا میں اس سے اطاعت کو کہوں گا اگر اسے مانا تو فہما ورنہ قید رکھوں گا جب آپ سے  
 فیصلہ ہو لیکا تب سمجھ لوں گا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا فرزند ایک مطیع ہوا میں نے کوشش  
 بھی کی وہ نہیں ماننا اب بھائی ایک مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں بھی اس سے  
 فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اترے فاروق  
 فون سے رستم کے دربار بھی جا روق کا نہ سمجھا جا روق کو قید خانے میں بھیجا یہ خبر کنیزوں  
 نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درمیش ہوا جا روق نے رستم کی اطاعت  
 کی تھی فاروق جا روق کو یکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بفرار بین کنیزوں سے کہا  
 تم سے ہو سکتا ہو کہ جا روق کو رہا کر لاؤ کنیزوں نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہر  
 آئندہ پروردگار کو اختیار ہو ملکہ نے بوجھیا قید خانے پر جا روق کے کون مقرر ہوا ہو شکوفہ  
 نے اگر خبر سنائی کہ سرلیع گرد قید خانے پر نگہبان ہو ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کرے گا نقب سے  
 رہائی نہوگی میں آج رات کو شیخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں پلو  
 عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کہوں کہ جو گذرتی ہو - نظم

اور اب تو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک  
 دشوار اڑ کے جانا ہو اب آشیان تلک  
 وہ مدعا ہوں میں جو نہ پہونچا بیان تلک  
 سگ ہاے کو سے پار مرے استخوان تلک  
 بکبل کی زندگی ہوئی کید نہر خزان تلک  
 بڑ بڑ گئے ہیں آبلے دل سے زبان تلک  
 جلے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک

نالے شر نشان رہے تاب و توان تلک  
 پر داز ابنی آگے تو تھی لامکان تلک  
 قسمت گئی نہ لیکے کسی قدر دان تلک  
 وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ پایا وینے بعد مرگ  
 اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں فریبگ  
 ہمس مشعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم  
 روشن چراغ داغ بھی ہیں سوز غم سے کیا

اُس - نمان خراب کا پایاد کچھ سرائ  
ہو گا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا  
اعضا تمام شک ہو چشموں سے ہر گے  
گرچی سے بھی زیادہ زمستان میں لون چلی  
اک دن نہ پائی اُٹھیں ہوا کو سے یار کی  
قمری ترے گلے میں پڑے عقوق دوسرا  
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے برف گئے  
اُخسوس زند نام سے وہ آشنا نہیں

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک  
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک  
اُس بھر حسن کے بے رویا میں یان تلک  
اک نالہ سو زدل سے جو آیا زبان تلک  
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک  
اڑ کر جو ہو بچے تو مرے سرور وان تلک  
ہم گرد سان ہو بچ نہ سکے کاروان تلک  
اُلفت میں جسکی شکیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہو کین عرض کی نواہ ہم لوگوں  
کی جانبیں جا میں نواہ زمین مگر حضور کے ساتھ ہیں چارسی کنیزیں جب اس طرح سے آمادہ  
ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسی کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے  
نکلیں سر بیچ گرد چارسی وادوں سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار  
چارسی نقابداروں سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سر بیچ گرد ہو اٹھا کینڈہ کا  
پرسوار ہوا اتوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سر بیچ گرد کو  
آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کرے گا کمان کیانی کا ندھے  
سے اتاری تین بھال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا تاک کر کینڈے کی آنکھ پر مار دیا کینڈے  
نے جست کی سر بیچ گرد کینڈے سے گر ا اوپر آ کے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سر بیچ کا زخمی ہوا  
ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہو نقابدار برس رہا ہو اتنے پیچھا رہے کہ  
سروشانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کینیزوں  
سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کر کینیزوں نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا  
دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا کہ  
دل میں حیران ہو کہ یہ نقابدار کون ہو جو اسے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہنچا  
اور ملک مرکب سے کو دین جاروق مدت سے شکوفہ ناسے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آن ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو سیکر باغ میں کیا  
نقابدار نے نقاب چہرے سے اتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا  
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا ای جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے میں رہو  
ہم سے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تم کو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہنچی کہ ایک نقابدار آیا۔  
سریع گرد کو زخمی کر کے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اس نے دریافت کیا اس کو معلوم ہوا کہ  
مغفور شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کر کے لیگیا اور باغ میں ملکہ کے  
جاروق موجود ہی سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سدا رہ ہوگی اگر میں نے کوئی  
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تھک رہ کر ہیں تو مجھ کو  
کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ ملکہ سامان جادو ہانکی حاکم و ناظم ہو اس کو دیکھا  
کہ ای سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشائے آکر مجھ کو گھیر کر سامان بیٹے سادو سامان سے  
برائے مدد فاروق جلی دربار میں فاروق کے آکر پہنچی فاروق نے سب حال رو کر بیان  
کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان میں نکلے دو تختہ را مقابلہ کر گیا بھاگ اچھا  
اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کہ  
سمک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آئے جاروق  
کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام نقابدار بنے  
آئین دور جاروق کو رہا کر کے لیگیا اور شیرین معلوم کیا مصالحت فاروق نے سوچا نہانتا ہوا  
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہوا اسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا بھی کل حضور اس مکار سے سمجھا کہ نقابدار کرنا  
رستم نے کہا سمجھا جا گیا طبل جنگی دونوں لشکر دن میں بیچ چکے تیار بیان ہو رہی ہیں صبح کو دونوں  
لشکر میدان کارزار میں آئے صفین جہن سامان جادو ایک طاہر بنکر میدان میں ایک نخل تھا  
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا بکار کر آوازی ای رستم دیوانے پر نکل پڑا گھنٹہ ہوا ٹپکو  
میرے مقابلے میں بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنگر بقرار ہو گیا کہا آقا تو  
میرا نام لیکر بجاتا ہوا تو مجھ کو جانا ضرور ہو یہ کہنے جو بدست ہلانا ہوا چلا جیسے ہی سامنے  
فاروق کے پہنچا جا ہوا جو بدست ماروں سامان نے سحر کیا فاروق نے جو بدست تھامی

ہر خبر دیوانہ زور کرتا ہو مگر کچھ دور نہیں چلتا آخر فاروق نے چوبدست چھین لی کر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اٹھایا مشکین باندھیں طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہری رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکالوں کہ عیوق نے گینڈا صفت سے نکالا اور کہا ایو آقا سے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے میں جائیگا رستم نے ہر خبر روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باپ کے مقابلے میں آیا ساسرہ سحر کر رہی ہو عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم تارو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکوں ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا ٹک گیا عیوق حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھایا رستم حیران بین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونوں گرفتار ہو گئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ایو فاروق رستم بر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جو ہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہوں تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ایو رستم جرات کے سراسر خلاف ہو میں دو پہلو انوں سے مقابلہ کر چکا اب تم سے مقابلہ کرونگا اگر تم نے شک ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کریں گے ہم عذر کو حریف کے سن لیتے ہیں حقیقت میں تم نے دو پہلو انوں سے مقابلہ کیا ہو اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا میں ہمیں نکالیں گے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جبار گام میں آیا سامان جادو نے کہا ایو فاروق تو کیوں پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلو ان میدان میں آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ایو سامان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی مین کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جو ہر اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا نام تحفہ جات شکر سامان خاموش ہو گئی کہا کہ ایو فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہوں تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن میں آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دوں تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہیں بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہر کارون نے خبر پہنچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہو وہ آئی ہو وہ حضور کے ساتھ مگر کربلی حضور پوشیار رہیں اُسی کے سحر سے دونوں پہلوان گرفتار ہو گئے رستم نے کہا مجھے اپنے سرداروں کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے میں گھبراتا ہوگا اُسکا زہیر ہونا مجبّر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ لینگا میں نے ایسا ہی کہا کہ وہ میرا مطیع ہوا اُس نے راکتے بند کر دیے تھے اس سوچ میں رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ میں فکر میں سامان جادو کی جاؤں سامان کو سامان قتل کروں کہ ہر کار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ اوی شہر یا رملکہ شہرت مرصع پوش دختر و حصار جادو و دلاک ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئیں ایسے صحرا و اہیات ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئیں اب اُنھوں نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر بائی زرخل تھیں آتی ہیں لیکن قدم نہیں اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونوں نجف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحرا ہائے گرم میں گزر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہو گئے ہیں ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہو دو قدم چلین اور گرین رستم نے جا کر دونوں کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے میں آئیں دونوں میں جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا اوی شہر یا رملہ خلافت وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی جیلین صحرا سے ویران میں پھری راہیں ہجرتی اُن جنگلوں میں کاٹیں کہ جہاں آب و دانہ ملے نہادین اس بیخ و تاب میں گزرتا تھا کہ زبان میں طاقت نہیں کہ اُسکا ذکر کریں آپکو دیکھ کر بدن میں طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہو لظنم

جیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ  
مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ  
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ  
پشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ  
ہم زرد ہوں تم بھول سے خسار دکھاؤ

یار آیا ہوا احوال دل زاہد دکھاؤ  
آجاؤ بس اب راہ نہ اوی بار دکھاؤ  
فردا سے قیامت کا نہ اقرار کرو جان  
عاشق ہیں بہت ایک تو چکر کوئی مجھسا  
عالم نظر آجائے بہار او خندان کا



تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو ہر دم متقاضی ہو یہی حسرت دیدار فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھ سے نہ راز میں قبر سے بھی زندہ رہی کتنا اٹھو نگا	تل ڈھاگ لہو اور ابرو سے خمد رکھاؤ بھرا ایک نظر جلوہ دیدار دکھاؤ ایجان زیادہ نہیں دو جبار دکھاؤ مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ
--	---

اس طرح ہلک ہلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رسم بیتاب ہو گئے فرمایا اللہ شاکر  
کو آئے تھے اتنے فور پڑے کہ آجکات مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہو سامان جادو براے بد  
فاروق آئی ہو بیٹا اسکا میرا رفیق ہو لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دور فبقون کو کر  
کر کے لیگا مجھے اس قدر فلق ہو کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھا یا وہ مجھ کا مقابلے میں تڑا ہو  
اس فکر میں ہو کہ تحفہ جات جدا کر کے رسم سے مقابلہ کروں اب تم آگین تیر ہو جائیگی  
شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہو کان پکڑ کے اُسکو بلاؤنگی رسم  
اُن دونوں کو ساتھ لہر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و حملال سر  
گھڑ رتن پر سوار مگر چہرے اترے ہوے دو دو سو جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو  
سامنے دیکھا ادھر شہرت باتوں میں شرمائی ہوئی و مہدم کہتی ہو حضور بارگاہ میں چلے یہاں  
کنارے کھڑے نہ مناسب نہیں کہ حملال و آفتاب بھی اگر قہمیوں ہو سے اپنی اپنی مصیبتیں  
بیان کیں کہ حضور کبھی صحرائے ویران میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل  
غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر راجہ  
کھینچا اُس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آفا سے ملاقات ہو ہم دونوں شکر کرتے  
ہیں کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو  
بخیر و عافیت با بارسم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوے بارگاہ میں آئے  
شہرت نے دعویٰ کیا کہ وہ طبل جنگی بجا رہا جب میدان میں آنگا تو بی سامان کا سحر  
نہ چیتے دونگی میں اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہر کاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت  
و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہن و حملال سرکش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر  
آئے رسم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعویٰ کیا ہو سامان نام شہرت شکر تھرا لکی کہا

شہرت و خیر و صدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی و اقف کارون نے بیان کیا کہ  
 طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کر کے محیط وکیل نے  
 صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیوں میں پھنسے چارون سردار آوارہ ہوئے تھے  
 بڑی جفا میں اٹھائیں اب اگر رستم سے ملے سامان نے کہا اور فاروق یہ ساحرہ چہ طلسم  
 ہفت پیکر میں رستم کو سب سامان ممکن ہو چکا اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کو  
 بیکار ہے اب ہماری خبر انکو پہونچ گئی اب وہ تدبیر کر لینگے اگر شہرت نے اگر میدان میں سحر کیا تو میر  
 سحر نہ جلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میر دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرادو نگلی درندہ اور فاروق تیری محبت میں  
 اپنی جان پر کھیلو نگلی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہاں یہ چارون سردار جب بارگاہ  
 رستم میں آئے بیوش و جوہں دست ہوئے رستم نے ان چاروں کو کھانا کھلوا یا شراب و کباب  
 پیش کیے بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہر کارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے  
 بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فیصل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریاں دوڑاؤ لشکروں میں  
 ہونے لگیں رستم نے اگر آرام فرمایا سمک یلداقی طلالتے پر ہو لشکر کا انتظام کر رہا ہو سامان جادو  
 رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر میں رستم کے آئی ایک نخل پر آ کے بیٹھی مگر شکل عقاب بیٹھی ہوئی  
 نخل کے قریب سمک بھی موجود تھا اسے دیکھا کہ رات کو عقاب کہاں سے آیا بیٹھنے سے عقاب  
 کے شاخ نخل جھکی سمک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہو کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پر نخل آیا  
 سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سمک بیہوش ہو کے گر اسامان نے نخل سے  
 اتر کر برق جھپکائی کہ رنگ و روغن جہرے کا اڑ گیا اب اسے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہو سحر کر کے  
 سمک کو کنارے ڈال دیا آپ سمک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی گیا انہوں نے جو  
 سمک کو آتے دیکھا پوچھا ہر صاحب اس وقت کہاں آئے سامان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے  
 کہ سامان فکر میں آقا کے آئی ہو میں قریب پلنگ کے جا کر بہر ادوں یہ کھلے اندر آئی دیکھا کہ سی پر  
 کلاہ ہفت گوشہ و تیغ ہفت جوہر رکھا ہو زہ ہفت جوش جسم میں سامان نے کلاہ و تیغ  
 اٹھالیا منظور ہوا کہ جلیوں شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ میں بڑی سوری تھی خواب  
 پریشان دیکھ کر پریشان ہوئی اٹھ کر طرف بارگاہ رستم کے اس وقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ عجیب

شہرت نے لکارا کہ دو سامان میں نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت  
 شکر بھاگی شہرت نے سچا کیا ہاڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے بکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ  
 و تیغہ ہفت جو ہر کوئی لیکھا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو گیا  
 ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں سامان کو گرفتار کر کے لاتی ہوں رستم  
 نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چل سامان بھاگی ہوئی جاتی ہو شہرت اس کے تعاقب میں ہر فاروق  
 کنارے پر لشکر کے موجود تھا اس نے جو سامان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں خبر تو ہو کہا حضور  
 میں کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب میں آتی ہر فاروق  
 نے کہا لا وہ دونوں نچے مجھ کو دے جا ہمتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر فاروق  
 کو دے کہ شہرت اگر ہو چکی سامان پر برق بنے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق  
 تو گھبرا کر بیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مار کر کلاہ و تیغہ اٹھا لیا فاروق نے ہمارا بیان  
 سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مار لو چار طرف سے جا دو گریون نے شہرت پر بلوہ کیا  
 شہرت نے سحر کیا کئی سو جا دو گریون کے سر اڑ گئے کوئی منہ کے بھل گری برق چمک رہی  
 ہو خنجر تلواریں گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین پھرائی لغزہ رستم کی صدا آئی رستم اگر گرے  
 شہرت نے بڑھ کر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ  
 ہاتھ میں لیا نعرہ کر کے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونوں لڑکر لڑنے لگیں مگر رستم  
 دونوں کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہو شہرت  
 نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کریں جا روق کہ باغ میں ملکہ کے موجود ہو کنیزوں نے آکر  
 خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جا روق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہہ کر نکلا کہ آفت  
 مصروف جنگ میں غلام کو پہنچنا ضرور چاہیے یہ کہہ کے گھوڑے پر سوار ہوا اس وقت آ کے پہنچا  
 کہ آفتاب و ہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کا پ رہی ہو آگ آسمان سے برس رہی ہے  
 فاروق بہو اس جنگ میں مصروف مگر گھبرا ہوا ایک ایک سے کہتا ہو سامان نے سامان  
 جنگ کر دیا شب تیرہ و تار میں مغلوبہ ہو گئی دیکھے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کر رہے  
 ہین کہ مسلمانوں کو تو آسان ہو دیکھو ساحروں نے مشعلہاے سحر روشن کر لین فاروق اس

حیرانی میں ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانہ عیوق کے پہونچا نگہبانوں کو مارا۔ عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم میں آیا فاروق نہایت حیران ہو کتا ہو اگر بجائے کہ تو جرات میں فرق آتا ہو اور لڑتا ہو تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہیں آخر فاروق پیچھے ہٹتا ہوا جلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اسکے سائے میں پہونچا بیقرار ہو کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد دیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوئے ہو اور جباروق میرے خون کا بیاسا رستم کو مجھ سے کہہ کر یا خداوند ان تین اترد ہوں سے بجائے اگر میں نے عیوق و جباروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کرے گا کس قیامت کا سحر کرنا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہو کر کہا اسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندہ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آچرے اپنے بندے کو بجائیے ہفت پیکر نے آواز دی یہاں سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہاں گنیر جادو وہن رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار کر دیکو وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آگے مثل انسان کے آواز دی اسی فاروق کو بیتاب ہوتا ہو اس درہ کوہ میں جا جہاں گنیر جادو کا نام لیکر بچار وہ ان سب کو گرفتار کر دیکو فاروق یہ صدا سنکر قریب درہ کوہ کے پہونچا بچار کر آواز دی اسی جہاں گنیر جادو جلد میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو چھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا۔ اتر دے کا سر منٹھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیاں سر پہ گندھی ہوئیں آواز دی اسی فاروق کیا ہو کیون اسقدر بیتاب ہو اسنے بچار کر کہا اسی جہاں گنیر آفتاب فلک سیر و حملال سرکش اور شہرت مرصع پوش و ماہی سحر و غیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہیں لشکر کو میرے شاہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ میں سحر کرتی ہوں یہ کہیکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے آفتاب نے دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ بچار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کر کے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لوں کہ پہلو سے آواز آئی

کہ اوبے ادب کیا کرتا ہو منم جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی میرے پہلو میں کھڑی ہو منع کر رہی ہو کہ فاروق بڑا تھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا جبکہ فاروق کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا اس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کرک کر گری آفتاب غروب ہوا یعنی غائب ہو گیا حملال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گزری کہ جو آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اسی طرح تلوار ہلا رہا ہو جو قریب آیا اسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہو حملال نے بڑھ کر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا اسمین سے ایک برق حملال پر گری حملال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ حملال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوئے جبکہ قریب آئی اس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا بجا کر آواز دی ایو دختر کمیل تجھ کو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہو درہ کوہ میں تجھ کو تیری ساتھ دالیان بلاتی ہیں شہرت ان فقروں کو کب مانتی ہو کرک کے اس ساحرہ پر گری کہ اس کے دو ٹکڑے کروں جب گری زمین پر آئے دیکھا میں نے ایک اڑدہ کے دو ٹکڑے کیے اڑدہ پڑا ہوا جل رہا ہو درہ کوہ سے آواز آرہی ہو ایو شہرت کمال سحر حاصل کرو منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اٹھا کے دیکھا ایک تختہ سنگ کلان پڑا ہو اسمین سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے لٹکا رہی ہو شہرت درہ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر دے کے آئی کچھ سوچتا نہیں انتہا کا اندھیرا ہو اس ساحرہ نے اُف اُف جکی شعلہ ہارے آتش جلے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منجھ سے شعلہ ہارے آتش جو چھوڑ رہی ہو اُسی کی درہ کوہ میں روشنی ہو جھپٹ کر اس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لون تلوار جو جب کالی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گر کر شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہنچی دیکھا اُسی تختہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہو کئی ہزار ساحرہ وغیرہ سحر کر کے فاروق کو آواز دی ایو فاروق دشمنوں کو مار لے مگر ساحرہ کو ماہی سحر دیکھ کر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاخیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو ہنہر زمین پر

مارا چند شعلہ ہائے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختہ سنگ کے چلا وہ  
 ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر برگری اُسکی اُپ سے دریا کے سحر میں ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو  
 دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی اور فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے  
 جو عیوق کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اچکا یا عیوق جو قریب فاروق کے پہنچا عیوق نے چاہا  
 ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہو گیا ایک آواز آئی اور  
 فاروق نہ گھبراتا بیٹا تمہارا بہ آرام قید ہو بعد فتح جنگ تمکو لینگا جاروق نے جو عیوق کو غائب  
 ہوتے دیکھا کئی خیر فاروق پر مارے جبر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب  
 فاروق نہ پہنچا تھا کہ پہلو سے ایک کیسین نے آواز دی اور جاروق کہاں جاتا ہو مجھے مقابلہ  
 کر سیکھ جا روق برہم تھا مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا باڑھ بجا کر کلائی پر کیسین  
 کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالا کہ اٹھاؤں ایک برق چمکی سب کی آنکھیں  
 خیر ہو گئیں اور جاروق اُس برق کے چمکنے ہی غائب ہوا سبک نے یہ خبر رستم کو پہنچائی کہ  
 اول جارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوئے بعد اُسکے عیوق و جاروق  
 بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوئے اب اُس مقام پر سناٹا ہو یہ سنے رستم کو بہت ناگوار  
 ہوا کھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہوا اور جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا  
 رستم نے لٹکارا کہ و نامردان غربانے تیرا کیا نقصان کیا مفت میں انکو قتل کرتا ہو فاروق کو  
 اور ہی گھنٹہ کی لٹکار کر آواز دی کہ آپ آئے آپ کے رفیق تو قید ہوئے اب آپ باقی ہیں رستم  
 کے جسم میں تحفہ جات طلسم نصب ہیں تیغ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے قریب فاروق کے پہنچے  
 فاروق تلوار میں مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہیں کبھی چاہتے ہیں کلائی پر  
 فاروق کی ہاتھ ڈال دے مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہو کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہیں پڑتا کہ درہ کوہ سے  
 ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اس طرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو تڑپت  
 برہا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا کھوڑا بد لگامی کرنے لگا رستم شہری جھاتے ہیں آسن کھڑے  
 جاتے ہیں ہر مرتبہ یقین ہوتا ہو کہ میں پشت مرکب سے گریو نگار رستم نے جھٹاکر کھڑا پشت مڑ  
 برہا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوئے شیر نے آخر دونوں پہنچا مارے اس گمان

کہ زرہ وغیرہ نوج لون رستم نے دونوں کھانیاں شیر کی پکڑ کے ایک گھونٹہ مارا کہ سر شیر کا بھٹ گیا  
کئی شیر درہ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیروں کو مار کر رستم گھوڑے سے کودے  
تیغہ ہفت جو ہر جگہ کاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ حبیب شکل  
عجیب و غریب سر نہکانے ہوئے کبھی سر کے بال نوچ کر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر  
ہنستی تو برقیں رستم پر گرتی ہیں مگر سحر تا شیر نہیں کرنا رستم درہ کوہ میں گھس گئے ہاتھ سر ساحرہ  
کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختہ سنگ کو کاٹا  
ویر تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اس دروازے میں قفل کلان لگا ہوا اندر سے  
رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہو نظم

حلاوت زہر کی ملنی تھی مجھ کو شیر باد میں  
کھلیں آنکھیں تو میری آنکھ صیاد کے گھر میں  
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر میں  
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر میں  
چلی آئی امانت جطیح آل سمیر میں  
وہ سحر سامری ہو یار کی چشم فونگر میں  
یہ قدرت کیا نہیں دے عظم قسیم عوض کوثر میں  
برسی استادہ آتی ہو نظر مجھ کو ہر اک و در میں  
نہیں حاجت گواہوں کی ہمارے فون محضر میں  
کسی نے چھوڑ دی ہو لال مجھ کی عوض کوثر میں  
زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خنجر میں  
جہان کو رزق پہونچاتا ہو گو رہتا ہو جگر میں  
شراب تندہ سر کہ ہو گئی گرتے ہی ساغر میں  
اگر ہو جائے دخل ایسا تو ابھی طبع دلبر میں

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر میں  
مین کیا جانوں جین کتے میں کس کو نشان کیا  
بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے  
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا  
جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ تنک  
بری دیوانی ہو جاتی ہو تنکے چنے لگتی ہو  
بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو  
خیال اس ور کے گھر کا جو اپنے گھر میں تھا ہو  
شہادت کے لیے کافی ہو فون دامن قاتل  
دلان یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا  
کلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہو  
نہیں ہرگز دردش حرج آسایاں فیض سے خالی  
مین وہ شوریدہ طالع ہوں جب آباد ہو مجھ تک  
بھٹکنے بھی نہ پائیں غیر صحبت میں کبھی ہو نہ

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہو رستم نے قفل دروازہ کاٹا ہو



اندر آ کے دیکھا عیوق و جارق تو اٹھ لٹکے ہوئے ہیں تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گئے ہیں اور آفتاب و حملال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہیں شہرت بابک بابک کے رو رہی ہو ماراں سیاہ جسم میں چارون کے لیے ہیں حدیث عظیم ہو چاٹے ہیں رستم نے قریب آ کے ان چارون کی زبانوں سے سوزنیں نکالیں ان چارون ساحروں نے زبان قابو میں آتے ہی اہم سحر بڑھا کر ماراں سیاہ کر کر کے رستم رہا کر کے میں عیوقی و جارق کے مصرت ہوئے کہ ہلو سے اُس قصر کے ایک اڑو لم پیدا ہوا اُسے پایا کہ ان چارون کو مٹھ میں لیلون رستم نے قریب آ کے اُس اڑو لم کے گھٹے میں ہاتھ ڈالا شکر پائس کہنے کے چکر بچ گیا یا عیوق اور جارق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونوں قد مون سے رستم کے پیٹ گئے ہمارے شہر یار خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک میں بیہوش تھے کہ غلاموں کو رہا کیا اور نہ تڑپ تڑپ کے مر جاتے رستم ان جھٹوں کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم کو جو بیدل آئے دیکھا جھپٹ کر جاڑا تلوار کے سائے میں لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس اندھیرے میں کلانی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گیندے سے کوہ رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جارق تیغ لیے گرد کھڑے ہیں آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اسکے اندر کسی کو نہیں آنے دیتا رستم فاروق سے لڑ رہے ہیں جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھا ہو یہ ریل کر کے دوڑتے ہیں فاروق جان لڑا نظر ہا ہو سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دو ذون لشکر والے جمے ہوئے تماشاہ دیکھ رہے ہیں قصائے کار شہریر مردم در زنجیر بن بلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو بدست بلاتا ہوا بیچ میں بھاند پڑا کہا آقا آپ چھوڑ دین میں اس سکار سے سمجھ لو نگار رستم ہر چند کہنے ہیں اے برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہیں ماننا چاہتا ہو آقا ہٹ جائیں تو میں اس سے سمجھ لوں جب رستم نے مانا تو ناچار ہوا مٹھ پھر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جس کو تم گرفتار کر کے لیکے تھے اس سے مقابلہ کرو گے فاروق نے کہا میں نے اسکی جو بدست چھین لی تھی اور کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا تھا میں اب بھی لڑنے کو اس سے موجود ہوں رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہڈے کہا اے برادر تم کیوں رو رہے ہو یہ جڑ پھین

تھارا موجود ہوا تو بشریر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چو بدست کو  
 گردش دیتا ہوا پہنچا فاروق چو بدست کی گردش کو دیکھ کر گھبرا گیا بشریر مردم در نے لبیک کہ  
 چو بدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام وں دونوں کلائیوں فاروق کی  
 ٹانگیں دوسری چو بدست اس بشریر نے ماری کہ چو بدست سر پر فاروق کے بڑی کہ سر گرد  
 مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا فون کا بنکر بگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اسکی  
 فوج پر جا پڑا وہ چوبیس تین مارین کہ فوج سے فریاد و انگیث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے  
 اسی طلسم کشا فریاد ہو وقت ادا دہو ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہیں رستم کے قریب درہ کو وہ  
 سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسوناٹا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے  
 دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونوں ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونوں ہاتھوں سے سونڈ کو  
 تھاما ایک ہلکہ مارا کہ مع نر خرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی تراش  
 گرا ایک دھوان بہاڑ سے نکلا اس دھوئیں سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیا اے رستم مجھ کو  
 کیا پا سکتا ہو مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہوں معلوم ہوا کہ تجھ پر سحر تاثیر نہیں کرنا یہ ہاتھی  
 وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو با مال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنوں نے ملکہ تجھ کو زور دیا پہلے  
 اسنے سمجھ لیا تو بھڑکھڑکے سمجھو لگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اڑ رہی ہے پر  
 سوار اڑی ہوئی جاتی ہو رستم نے لشکر لپٹا یا عیوق کو ساتھ لے ہوئے قلعے مین آئے ملکہ  
 مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائیں مانگ رہی ہیں کنیزوں سے کہتی ہیں آجکی جنگ بڑی  
 سخت ہو خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیا کو بھیجا ہو دیکھیے وہ ملہو نہ کیا  
 آفت برپا کرے کہ کنیزوں نے خبر دی کہ ملکہ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہیں عیوق ساتھ ہو ملکہ  
 برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئیں رستم کو جواتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم  
 ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لیکر باغ مین آئیں جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا  
 جرجہ ہوا رستم نے کہا اے ملکہ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاؤ نگار بارے شکار آیا تھا ان جھگڑاؤں  
 مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرنے ہیں عیوق و  
 جاروق انتظام لشکر کریں گے ہم انشا اللہ بلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کر نیکے ملکہ رونے لگیں کہا اے شہر یار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گزرے گا راتین بھر کی کیسا ستاؤنگی غنیمت  
 کا ہے کو آئیگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر میں کئی سال مجھ کو  
 گزر چکے ہیں اب اس صحرائین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہو مگر تم سے ملاقات ہونا قضاء و قدر کو  
 منظور تھا اس طرف نکل آئے فاروق کی قضا در منگیر تھی بلکہ مارا جانا فاروق کا بہت ناگوار  
 ہوا اُس نے کسب طرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازے پر بارش کے بلڑ ہوا محلدار  
 دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہر یار دیوانے نے یہ جو سنا ہو کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہوں  
 آتا ہو کہ میں بھی نزرک کو لگا کئی کنیز زن کو لوح ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر رو کے رستم نے کہا وہ  
 کسی کے رو کے نہ کرے گا یہ ذکر کیا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہوا ایک کنیز کو بغل میں دبائے ہو  
 اور ایک کو کا نہ ہے بر سواریا ہوا کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہیں اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے  
 جب قریب رستم کے پہونچا تو بکار کرا واز دی کہوں آقا سے سرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہو اور ہم اکیلے  
 اپنے مقام پر رہیں رستم نے دوڑ کر ملحقہ تھا ما دیوانے نے جنگل باز کہ زرہ نو چکر بھینک دی رستم دیوانے  
 سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جگر سے  
 نکالا جھکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ منتہین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے  
 کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوٹنے لگیں کتنی ہیں حضور  
 اس کو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہاں ہو ایسا نہ ہو کبھی غافل با جائے تو دشمنوں کو مار ڈالے  
 ایسا بخوف لڑتا ہو کہ بالکل پاس نہیں کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رہتا ہو  
 ایک ہفتہ رستم اس قلعہ پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جبار وق منتظم ہوے ملکہ شہر  
 نے عرض کی اب حضور طرف صحرائے محیط کے جاہلیں بہ غایت پر درد گار صبح کی تدبیر کرینگے اب  
 حامل بہتر نہیں سرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحرائے محیط کے جاہلیں اور لوح کو  
 حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے  
 لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب ساہا سال آوارہ رہینگے لشکر میں آنا دشوار ہو ہفت پیکر غری کرے  
 ہو کہتا ہوا اے بلند پرواز کیا کہنا کسی خوبصورتی سے تم نے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا  
 لشکر میں نہ پہونچے گا محیط بھی یہ خبر سن کر آئی عرض کی کہ میں نے سنا ہو لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے بھرتے ہوئے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہو کتا ہو میرے پاس ایسے ایسے  
 ساحر ہیں وہ کام کریں کہ کسی کو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلمس کشا کو تباہ کیا سب سردار فردا فردا  
 گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر لغزہ ہوا منم جہا نکیر جہاں چھا جہا نکیر آ کے پہنچی  
 ہفت پیکر نے پوچھا ای جہا نکیر کیا ہوا جہا نکیر نے کہا میں نے جا کر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ  
 کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلمس کشا کہ جسے سحر تاثیر نہیں کرتا اس سے میں ناجار ہوں اس نے کہا  
 اپنے سرداروں کو بلایا میں نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلمس کشا کسی  
 سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھٹھرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلمس کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب  
 طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہو کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے  
 کہا کیوں جہا نکیر نور جبکہ خالص قدرت جو فاروقیہ میں رہتی میں انہر کیا گذری جہا نکیر نے  
 کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھے اُنکی ذات سے طلمس کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہین نہایت  
 تاب صحراے محیط پہنچا آئیگی ہفت پیکر نے کہا ای جہا نکیر ہو سکتا ہو کہ مغرور شیرین کلام کو  
 یہاں لے آ جہا نکیر نے کہا یہ کچھ بات نہیں لیکن جہاں مغرور کو رکھے گا یا غیار یا سردار ضرور  
 پہنچیں گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہا نکیر ایسی ڈری ہو کہ اب لشکر رستم میں جانے کا ارادہ بھی  
 نہیں کرتی کہا کیوں بلند پرواز تھے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کسی حدیث  
 سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس میں مل گئے بھر سحر کو رنگی کہ طلمس کشا گھر گیا  
 طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آوازی ارے سرخیل جادو کو بلا د بلند پرواز  
 نے آوازی بوا سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہیں یہ آواز دیتے ہی زمین ٹھٹھر کر کانی  
 ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہارے آتش نکلنے لگے ایک ساحر نے زمین سے سر  
 نکالا زمین سے نکلے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بدم عرض کی آج قدرت نے کیوں یاد  
 فرمایا ہفت پیکر نے دیکھ کر آوازی ای سرخیل نور جبکہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ  
 میں تھی وہ خربک طلمس کشا ہوئی ای سرخیل اس سے خوف ہو کمیل جادو اُسکو بہت  
 مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تابہ لوح پہنچا دے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو  
 اٹھا لا باغ دلکش میں قید رکھنا وہاں کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکش کا قصد کرے گا گرفتار معیبت

ہوگا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہو لی مغرور کو اٹھائے لاتی ہو قدرت نے جو جھکوتور کیا  
 فخر کا مقام ہو کہ قدرت کسی کا ضروری کو لٹاڑی سے کہیں اور میں تامل کروں یہ کہہ کر سرخیل  
 نے پر پر واز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے جلی یہاں وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران بیکر قلعے  
 سے باہر نکلے ہیں مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ میں سرفراز فرمائیے دعوت کو  
 قبول کیجئے کل حضور کو اختیار ہو رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ میں  
 روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے میں جمع ہیں نننگ بحری نے  
 ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گواہیے ملکہ مغرور نے کہا اسی سماک کچھ گاؤ سب تمہارے  
 مشتاق ہیں سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

قاصد مرانہ ایک بھی دلدار تک گیا  
 کم ظن مثل جام لبالب جھلک گیا  
 پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا  
 دو چار دن سے داغ جگر بھر چک گیا  
 مارے خوشی کے پیر ہن گل مسک گیا  
 گجرا جو پہنا بھولون کا پہونچا لبک گیا  
 باران رحمت آن کے بانی جھڑک گیا  
 انگارے کی طرح سے ہر اک گل دھک گیا  
 شیریں لبون کے چرون سے آخر تک گیا  
 پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا  
 بیل ہزار رنگ میں آکر جھک گیا  
 مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مراد مل گیا  
 اتو غبار دل سے ترے ای فلک گیا  
 جولی نکل نکلی شائے مسک گیا  
 رویا میں غنچہ باغ میں جدم چٹک گیا

موت آئی راستے میں اُسے یہ بھٹک گیا  
 دل ایک ساغر مے اُفت سے چھک گیا  
 اور تند شوق جامہ درمی پھر چک گیا  
 بھر دل میں گھر کیا ہو کسی رشک ماہ نے  
 پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ میں  
 اُس گل کی شل گل سے بھی نازک کلائی ہو  
 شہرائی دی نسیم نے میرے مزار پر  
 گلشن میں آکے آگ لگا دی بہار نے  
 کہیں عاشقوں سے اتنی ترش رویاں بدل  
 سونپا زمین کو جھکومرے پردہ پوش نے  
 یارب بہار گلشن بہتی سدا رہے  
 صبا دیرے دم سے آسان چھوٹنا  
 برباد کر کے خاک میں جھکوا ملا چکا  
 انگڑیاں جولین مرے اُس تنگ نیش نے  
 سوچا جو تند دل میں مال شگفتگی

یہاں یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر میں طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہو  
 سرخیل جادو جو آئی لشکر میں عجب کھٹا کھٹی دیکھی کہ جا بجا لہجہ ہو رہا ہو عیوق لباس فاخرہ پہنے  
 ہوئے انتظام کرتا پھر تا ہو اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بن کر کنیزان ملکہ مضرور سے تیار ہوئی  
 اور عیوق کو آواز دی اے شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھیں یاد فرماتی ہیں عیوق نے اپنے  
 ساتھ والوں کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ جلا ایک نخل کی آڑ میں لا کر عیوق پر سحر کیا  
 کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بن کر باغ میں آئی سمک گاکے اٹھا ہو کہ اب تو سرخیل  
 نے سمک کو پہچانا اور کنیزوں کی زبانی سنا کہ یہ عمار طلسم کشا ہو محفل سے گا کر آیا ہو سرخیل  
 یہ شکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے بڑھکر سلام کیا کہا اے شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے  
 دیکھیں تیسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا اے سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا  
 تم کو براے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہیں سرخیل باتیں کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن میں لائی ہوئی  
 کر کے اُسکو ڈال دیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضاے کار شہرت انتظام کرتی بھرتی تھی  
 ہمارا بیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہاں ہیں سب نے کہا ایک کنیز ملکہ  
 کی آئی تھی بلا کر لیگی پوچھا کہ ہر سے لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگی شہرت  
 جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہو شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھیں  
 کون یہاں ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے  
 ڈال گئی شہرت وہاں سے جھپٹی اُسوقت باغ میں آئی کہ سرخیل یہ شکل عیوق بنی تھی سمک  
 کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے لگا راود سکارہ تو کون ہو اے سمک اپنے کو بجانا یہ شکل عیوق  
 کوئی ساحرہ ہو عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت  
 نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک مادی برق سرخیل پر گری مثل بید کا پٹنے لگی  
 سحر جبرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کا پ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو  
 کون ہو کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہو قدرت نے براے  
 گرفتاری مغرور بھیجا ہو عیوق کو بیہوش کر کے یہاں تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو  
 گرفتار کروں شہرت نے کہا اے سرخیل جا کر کوہ رنگارنگ پر تملکہ ڈال دے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ لکھ ایک بیلے کا ہار گلے سے اُٹار سر خیل کے گلے میں ڈال دیا تو سر خیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو سمک نے اگر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہے اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے میں ہے کہ رہی ہے جو کیسے وہ بجالاؤں رستم مغرور اٹھ کھڑے دیکھا سر خیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر میں ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرانے میں سر خیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہوں وہاں جا کر ہنگامہ برپا کر لیگی مغرور نے کہا اسی شہرت تم نے بڑا کام کیا بڑے وقت پر پہنچیں نہیں اب یہ سمک کو گرفتار کر کے بہ صورت سمک محفل میں آتی کسی حیلہ سے بلا کے گوشے میں لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اسی سر خیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہے سر خیل ہاتھ باندھے کہتی ہے جو آپ ارشاد کریں وہ بجالاؤں شہرت نے پشت پر سر خیل کی ہاتھ رکھا کہا اسی سر خیل اگر ہو سکے تو یہاں سے کوہ رنگا رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کر کے لاؤ سر خیل بہت فوب لکھ بلیٹی غصے میں طرف کوہ رنگا رنگ کے چلی قضاے کا راہ میں اسکا بلغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزوں میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہے آج کیا باعث ہے کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہے کہ سر خیل آکر پہنچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ نیچہ کھنچا ہوا ہاتھ میں ہفت پیکر کو گالیان دے رہی ہے میلاد نے کہا کیوں صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہیں جو کوئی مراد مانگتا ہے وہ اُسکی مراد پوری کرتے ہیں تم نے قدرت کو کیوں برا جانا معلوم ہوتا ہے اچھی طرح نہیں پہچانا سر خیل نے کہا وہ جھوٹا دعویٰ خدائی کا کر کے بیٹھا ہے خلقت کو برگشت کر رہا ہے ملکہ شہرت نے حکم دیا ہے کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ میں سر لینے جاتی ہوں اگر تمہیں دعویٰ ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیا جادو بھائی میلاد کا آکر پہنچا اُسے جو سر خیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا میں اسکو گرفتار کیے لیتا ہوں ورنہ کوہ رنگا رنگ پر جا کر یہ قیامتیں برپا کر لیگی قدرت کو تا بنگی کسی کے روکے نہ کیگی آخر کو شراب میں بیہوشی ملائی کیا دنے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سر خیل نے جام ہاتھ میں لیا گلے میں جو موتیوں کا مالا پہنے ہو اسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی



سرخیل نے کہا اوسکار اس شراب میں کیا تھا شوہر ہاں ہاں کر کے اٹھا سرخیل نے متون کا مال لگنے سے اُتارا ایک سڑکا مارا موتی جو اس پر پڑے معلوم ہوا گو لہ آہن مارا سرخیل دکا پھٹ گیا کیا بد باطن کہ اسم باسم ہو نین کر نے لگا بھائی کا لاشہ دیکھ کر ہوش اُٹ گئے ڈرا کہ میں نے بیوقوفی ملائی شراب شعلہ بن کر اُٹ گئی نہیں معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہو اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہو ایسا نہ ہو میں اس پر سحر کروں اُتارے گلے پرے تو مشکل کی بات ہو فساد کر کے سرخیل کو بٹھا یا کنیزوں سے اشارہ کیا تمہارے مالک کو اس ظالم نے مارا میں سحر کرتا ہوں کنہین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئیں اور مجھ کو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیوقوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا بھرم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کس قدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبہ ہوا کہ شراب جام سے اُٹ گئی کیا دے باتون میں لگا یا جیکے جیکے سحر کرنے لگا کنیزوں نے چار طرف سے حلقہ ہائے کنہ مارے کہ سرخیل جاوے بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزوں کو مارا مگر کیا دے فوراً زبان میں سوزن دیدی اور وہ ہلے گلے سے اُتار لیا قفس میں بند کر کے لیچا خیال ہو کہ خدمت میں قدرت کی لیچلون پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان میں قید کروں پہلے قدرت سے جا کر عرض کر دوں گا پھر جیسا حکم ہوگا وہ بجا لاؤں گا قفس میں بند کر لیا زبان میں سوزن دیدی اور وہ ہلے اپنی جھولی میں لگا ایک باغ ویران میں لیکر آیا کیا دکا سپہ سالار بیدار سرکش ہو کو قفس دیا کہ کسی نخل میں لٹکا دے سامنے ایک درخت بول کا تھا اُسنے قفس کو اُٹھین لٹکا دیا رات کو کیا دے بیدار سے کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیدار دیکھنا لیکر آیا بیدار دے کہا اُس سرخیل اگر تو مجھ کو قبول کرے تو میں تجھ کو قید سے رہا کروں سرخیل نے کہا اسی بیدار دے مجھ کو معلوم ہو کہ وہ ہلے کیا دے کہاں رکھا ہو اسی پر ہرجیت ہو بیدار دے کہا اُسکی جھولی میں ہو اگر کیے تو میں نکال لاؤں سرخیل نے کہا ہلے نکال لاؤ بیدار سرکش رات کو جوش محبت میں سرخیل کی سرہانے کیا دے آیا جھولی سے ہلے نکالا لیکر باس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہلے میں اُسکے پہنایا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہلے میں سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اے میرا دو سا منے سے دور ہو کیون شامت آئی ہے بیدار دوسرے کش منٹ کرنے لگا  
 جا با گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی بار بار کہہ سر بیدار کا بھٹ گیا مرنے کی اس کے صدمہ  
 بلند ہوئی کیا دگی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آمدھی چل رہی ہو اور آواز آ رہی ہو کشنی مرانام من  
 بیدار دوسرے کش ہو دیکھا وجہیٹ کر چین میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہو لاشہ بیدار  
 سرکش کا سامنے پڑا ہو پکار کر آواز دی او سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا خنقی  
 نے ہار گلے سے اُتار کیا دو سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ اویسیا بھڑ جا  
 کہان بھاگا جاتا ہو تو نے مکر کے مجھ کو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ گیا  
 بھاگا ہوا جاتا ہو سرخیل جوش میں آنکھیں اُچی ہوئی پیچھے کیا دے جاتی ہو کیا دے ذہن میں  
 آیا خدمت میں قدرت کی جلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہو آحشر کی رات کو وہ  
 رنگارنگ پر تصویر سنگی سے نکھر ہفت پیکر بالائے کوہ بیٹھا ہو گرد کنیزین میر صحر کر رہا ہو کہ  
 دیکھا ہونے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہو ہفت پیکر کو دیکھ کر فریاد کرنے لگا کہ یا خدا وندا اپنے بند  
 کو ہاتھ سے سرخیل کے بیانیئے ہفت پیکر حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو گوشہ کوہ پر آکر کیا دُتر جاتا ہو  
 دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوسے خوش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر  
 کی جھوٹے لیکن کتنی تھیں آج قدرت نے دروازہ ہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ  
 میں نیچہ کھینچا ہوا اور ایک ہاتھ میں بار بار کوہ حبش دیتی ہوئی برابر کیا دے ہو بھی کیا دے چلا  
 بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیا دے پاؤں زمین نے  
 تمام بے سرخیل نے برابر آ کے ایک سڑکا مارا کہ سر کیا د کا بھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز  
 دی او ہفت پیکر مکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزین  
 ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روک لیں جو کنیزین قریب ہو بھی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کہ  
 سرخیل کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ جو رہا ہو کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگ لیں  
 اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لینا لینا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی  
 ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی او اثر در کوہ نشین اس ظالم کو لینا  
 بڑی بدعت پر مکر باندھی ہو میرے سامنے آ کر کیا د کو مارا کچھ مابدولت کا خیال نہ کیا ارے

سچیا بننے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت میں بھنسی ہفت پیکر تو یہ بات  
 کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہ رہی ہو کہتی ہو اور مکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہوا ہے  
 انقلاب ہو تین ہاڑ ویران ہو سے اب جو یہ چار کوہ باقی ہیں ابیر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے  
 بھل گئے راستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہیں کہ راستے تیار ہے ہیں لوح کو  
 دلو اینکے تم بھاگ کر طلسم میں جاؤ گے سارا خدائی کرنا بھولو گے یہ کہتی ہوئی قریب آئی جا یا  
 ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالو کہ زمین شق ہوئی ایک اڑ دیا آگ ٹھہ سے چھوڑنا ہوا زمین سے نکلا  
 اس اڑ دے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیوں کا ہار مارا اڑ دیا بھرا گیا کانپ کر  
 دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوڑنا ہار الگ گرا سرخیل کو اڑ دے نے  
 ٹٹھ میں لے لیا ہڈیاں تک جبا جبا کے کھا گیا بھر اسی طرح زمین میں غائب ہو ہفت پیکر  
 نے کہا کیوں صاحبو تم نے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہیں  
 و آسمان سب آپ کے حکم میں ہیں جسکو جان سے حکم دیا وہیں سے پیدا ہو گیا اڑ دے نے ٹٹھ  
 اس بے ادب کو کھالیا ہفت پیکر نے وہ ہار اٹھا یا پوچھا تو کسا سحر ہو سرخیل کو کسے دیو  
 کیا بھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ ٹخن غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی خیل  
 برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی بھرتی تھین تدبیر میں تھین کہ دختر قدرت  
 کو لے اڑیں شہرت مرصع پوش دختر مکمل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ لکھ  
 کہ قدرت کا سرا لاؤ پھر راہ میں افتادین پڑیں کیا دے نہ کرے سرخیل کو قید کیا تھا میرا دے  
 عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اسکے بیدا و سرکش کو موت آئی  
 یہاں آکر کیا دے کو مارا غنچہ یہ کہہ رہے تھے کہ بھول ہنسی شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے وکل فوراً سب  
 جل کر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال جا کر اپنے کو بھلا  
 کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیاں جانتی ہیں جن  
 سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر میں باندھ لوں گا ایسے مقام پر قید کروں کہ جہاں  
 ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہو  
 جسکو چاہیں گرفتار کریں اور جسکو چاہیں رہا کریں ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہو آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہو اپنے مقام سے اٹھا  
 اسی تصویر سنگی میں داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈولیاں بجاتے  
 ہوئے آئے کوئی نخل کے سائے میں ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کبیل تان رہا ہو کوئی خیمہ  
 استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چھ لکھے بنائے مٹھائی بنے لگی بہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آرہا  
 ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیاں دیہات کی جمع ہو کر آئیں زیر کوہ آکر سازندہ دن کو اشارہ کیا  
 انھوں نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

عبث بلبل نے طرح آشیان کی  
 کمر بر رہتی ہے کا کل سیان کی  
 یہ طیر بھی وضع تیسری بانگی بانگی  
 کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی  
 پہونچ جلے یہ مٹی ہو جہان کی  
 نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی  
 عبث تقلید کی زلف بتان کی  
 جھٹی ہو سیر مجھ سے لامکان کی  
 لگا کر تیر کو خاطر نشان کی  
 شکایت تاسخ ہو آسمان کی  
 اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی  
 ہنڈولے میں ہو گردش آسمان کی  
 جو وا وہ کا کل عنبر نشان کی  
 کروں کس مٹھ سے حرفت اس زبان کی  
 تو خدمت کیجیے بیر معان کی

جہن میں آمد ہو خندان کی  
 خوش آئی ہو مٹھیں اب وضع بانگی  
 کرے گی دیکھئے کس کس سیدھا  
 بڑی منحوس ساعت میں پھنسے تھے  
 تن خاکی سے نکلے بھی کبیں روح  
 عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا  
 پھنسا کس تیج میں او عشق پیچے  
 الہی جلد لے چل اس مکان سے  
 اُسے دھوکا تھا بازی میں میری  
 شب فرقت میں نیند آتی ہو کو  
 نہ آئینگے جہن میں سیر کو بھی  
 اگر وہ ماہ بیکرم سمن جھولے  
 دماغ جان کیا تارہ صبا نے  
 ہر اک بو سے نے جان تازہ بخشی  
 جو کیفیت اٹھا یا چاہا ہو اور نہ

نصویر سنگی سے آواز آئی اے ہمسر زہرہ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا و جطیح ہو کے  
 سرداران طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرہ فلک کا مرتبہ لیگا آج

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدموں کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چہرہ نازنین حسین بالا کوہ آئین خاک پائے تصویر لیکر زبان پر کھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولہوں میں سوار ہو کر کے سازندوں کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے جلیں سرخیل کے جانے سے شہر نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقیناً سرخیل جو جائیگی فتور برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کر گیا شکر تو اسی مقام پر آتا ہوا تو یہ طوائفین لشکرین ترین پردہ اٹھا دیے حجرے شروع ہو گئے غزل ہائے عاشقانہ گارہی میں شکر کے کیدان رسالہ رقص میں شکر جو آئے بلا تکلف انکے خمیوں میں چلے گئے جو خیمے میں آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کاوت ہی بیان تو بھیر وین گارہی میں حملال رکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا میں جاتا ہی کہ گانے کی آواز کان میں آئی پلیٹ پڑا خدمتگاروں سے پوچھا یہ آج کون گارہا ہو خدمتگاروں نے عرض کی کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہی گارہی میں حملال سامنے آیا وہ جو نازنین گارہی تھی اُسے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگوں کے اشتیاق میں دور سے آئے ہیں حملال بلا تکلف خیمے میں چلا گیا خیمے میں جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلیٹ آئے طلسم کشا دربار میں بیٹھے ہیں سر اٹھا کر دیکھا حملال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کسبیاں رسالہ رقص کے دنگل بھی خالی پڑے ہیں فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ حملال دربار میں نہیں آئے اسی آفتاب درجا کر درخت کر کہ اُسکا حرج کیسا ہی جو نہیں آیا اور یہ چند کسبیاؤں اور رسالہ رقص پر کیا گذری کہ دربار میں نہیں آئے آفتاب فلک سیر طرب بارگاہ حملال کے جلا ماہ میں گانے کی آواز جو کان میں آئی بھر کر خادموں سے پوچھا خادموں نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر درخیمہ پر آیا جو کہ نازنین گارہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپ کے مشتاق ہو کر دور سے آئے ہیں آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ آفتاب بیقرار ہو گیا بلا تکلف خیمے میں آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلیٹ کرنے آیا تو شہرت سے کہا اسی ملکہ عالم دیکھا تھے آفتاب حملال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلیٹ کرنے آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد محمود سے عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ اسی شہر بار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و حملال فسر

نامی اور چند کیدان در سالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہر ہفت پیکر نے کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پر دے میں آئے ہیں نہنگ بھری یہ کہہ کر اٹھی حضور کنیز جا کر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُس طرف آئی جہاں وہ مجرا کر رہی ہیں آواز شکر نہنگ بھری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون کا گار یا ہی دوکانداروں نے بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپ کے لشکر کے اکثر سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بھری خیال میں ہو کہ جا کر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچ کر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے ہیں ایک مہجین بنایت حسین دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ درہن تانین لگا رہی ہو نہنگ بھری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صدائے ولفرب کھینچ رہی ہو اُس تانین نے اشارہ کر کے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپ کے ہمان ہیں آپ جو دم بھر بیٹھیں گی ہم سر فرار ہو گئے نہنگ بھری خیمے میں آئی جو سب برگندہ تھا وہ اس پر بھی گذر اُصبح کو دربار میں جب طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جلال و آفتاب و نہنگ بھری و چند کیدان در سالدار یہی نہیں آئے فرمایا اسی شہرت دیکھو نہنگ بھری کہہ گئی تھی وہ بھی واپس آئی شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہو خدا شکاران آفتاب و جلال سے پوچھا کہا کہ حضور چند کسبیاں کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کیدان در سالدار اُن کے خیمے میں جاتا ہو پھر واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہو ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اسی خنشاہ حضور تامل کوں میں بخوبی دریافت کر کے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہہ کر بیردن بارگاہ آئی کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور تہ بیر سے جاؤنگی یہ کہہ دوئوں پائوں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے جلی قریب مرس بارگاہ کے پہنچ گئے کی آواز کان میں آئی بقرار ہو گئی جا ہاڑپ کے زمین سے نکلیں سحر کر کے اپنے کو دوکاندار رہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زرخیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے اُس کے دروازے پر ایک اثر دیا بیٹھا ہو ماہی سحر قریب اُس اثر ہے کے آئی اثر دیا مثل انسان کے گویا ہو کہ اسی ماہی سحر یہ قید خانہ زہرہ فلک ہو یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اثر ہے کی



سنگر گھرائی جواب دیا اس قید خانے میں کون قید ہوا وہ نے کہا ہم قید یوں کیا نام نہ بتا سکے  
اور نام سے آگاہ بھی نہیں ہیں ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جا کے دیکھ لیں گے  
اس طرح جلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مچا کر رہی تھی اُس کے کان میں آواز آئی سازندہ قید  
کہا وہ غضب ہوا ماہی سحر برابر قید خانہ کے پہنچ گئی اڈر سمجھا رہا ہو وہ نہیں مانتی میں جا کر  
سمجھا دوں ماہی سحر چاہتی ہے کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہنچ جائے کہ چھما کے کی  
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہے پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ پہنچا  
جانے کا کام نہیں میرے پاس آؤ یہ کہلے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو  
اُٹھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آب اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا  
بوا جو کہو وہ بجالائیں اُس نازنین نے بڑھ کر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا حملال و  
آفتاب وغیرہ پنجیس سردار سلسل بطوق بیٹھے ہیں اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی  
انکے پاس جا کے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اڈر چشم سے کہا بہت شہ  
ر ہونا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہلے جت کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی  
یہاں رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب میں تیر  
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کی کرتی نہیں معلوم امیر کیا معرکہ گزرا اور کیا  
سامعہ ہوا آج میں شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہلے اپنی بارگاہ میں آ کے  
ہو مخیا نہ درست کیا ایک چکی پر بیٹھی بیٹھا سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو  
ظاہر کرویلو سے ایک ساحر حبیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو  
دریافت تو کرو کہ ان لوگوں پر کیا معرکہ گزرا آفتاب و حملال وغیرہ کہاں ہیں یہ شے غائب  
نے دونوں باؤن زمین میں مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہے پھر پکار کر آواز  
دی ای غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا دیکھ کر عرض کی حضور کوئی فلک کو ہفت پیکر  
نے بھیجا ہوا سنے آکر سحر کیا ہے آفتاب و حملال وغیرہ قید ہو گئے زیر زمین ایک قہر ہوا زمین  
سب قید ہیں اب دو چار روز میں وہ کوچ کر لی قید یوں کو لیجا بیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا  
ہوں ورنہ برے قید ہوئے ہیں سحر کامل میں مبتلا ہیں شہرت یہ سنگر اپنے مقام سے اٹھی اعلیٰ



طلسم کشتن آئی عرض کی او شہر یار لونی فلک یاز ہرہ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحرین طاق شہرہ آفاق اُس نے آکر سب کو سحر میں بھنسا یا زہر زمین کوئی قصر ہو؟ سین قیدیٰ میں یہ جانتی ہوں کہ سحر میں وہ مجھ سے زیادہ ہو مگر جاتی ہوں جو اقبال آپ کا یا اور ہوا اور طالع آپ کے مددگار ہوئے اور میں نے زہرہ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں کو دیا گیا اور جو کینز و ایس نہ آئی تو دوسرا سکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں سمجھ کے نکلتا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہو یہ سردار جو قید ہو گئے سحر سے انکا حال چھپر کھلا بڑی ہلاکی جادوگری آئی ہو آفتاب فلک میرا لہیا سا جو ہلال ایسا ہو شیار یہ لوگ کیونکر بچنے سماں کو بخوبی سمجھا کہ شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار میں پہنچی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہلی بازار سے پوچھا یہ کون گارہا ہو اہل بازار نے بیان کیا کہ سفتہ گذر چند طائفے ہمارے لشکر میں آئے ہیں وہ آٹھ پیر کا یا کرتے ہیں شہرت کو یہ سکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آ کے دیکھا ایک غیمہ زربفتی استاد ہو اور ایک نازنین نہایت حسین گارہی ہو شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اٹھی شہرت سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکہ عالم تشریف لائے صبح کا وقت ہو ایک چیز سینے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہیں وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا ہم تم سے ہنسنا یا کرتے ہیں اُس نے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندہ دن کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھوں نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی لفظ

بنے گی نہ شفق ہمارے تمہارے  
نئے اب ہیں انداز سارے تمہارے  
جو کرتا رہا ہو نظارے تمہارے  
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے  
مری زندگی ہے سہارے تمہارے  
خدا درمیان ہی ہمارے تمہارے  
سمجھے لگا ہوں اشارے تمہارے

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمہارے  
نہیں طور اگلے سے پیارے تمہارے  
وہ دیکھے کن آنکھوں سے ویر پری کو  
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے  
نکلنا بیگام جو پہلو سے سر کے  
جو قول سے اپنے پھرتے ہونا حق  
ہلے تیغ ابرو تو کاٹن گلے کو +

<p>بس اب عذر سجاہن سارے تمھارے جوہن شغل دریا کنارے تمھارے انتر کچھ ہوا دل میں بارے تمھارے نہ ہو لو نگاہ میں بے پکارے تمھارے چھپا بک چھپا کئے سے پیارے تمھارے تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے سب انداز ہیں پیارے پیارے تمھارے نہیں مانگتے پانی مارے تمھارے لٹے رنارے سب ہمارے تمھارے</p>	<p>نہ مانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز میں سب شے چکا ہوں نہ دو جھکو چھینٹے مرا جذب الفت تمھیں کھینچ لایا قسم سرگین چشم کی کھا چکا ہوں ہوا اب تو بے پردہ راز محبت ہوے عشق مشہور شہر دن میں جانی ادا ناز عشوہ تبسم شکستہ وہ انعی ہو تم کا کل وزلف دو لون محسن کی کیا ہو میں وہ ترنگین</p>
---	---

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں  
کہا اور نازنین حقیقت میں تو ایسا گائی ہو کہ دل کو سچین کر دیا جو کو تمھارا حکم بجالائیں اس نازنین  
نے کہا اور شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہو آفتاب فلک سیرنگو یا ذکر ہا ہے ذرا  
اُسکی ملاقات کر آؤ یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہنا ہوا میں خود ان سب کے دیکھنے  
کی شتاق ہوں کسی دن سے وہ لوگ دربار طلمس کشا میں نہیں آئے وہ نازنین بھی اپنے  
مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تمام لیا دوسرا خیمہ اُتھلے کا تھا اُس میں شہرت کو لیکھی کہا ہوا  
یہاں بیٹھو میں ان سب کو بلواتی ہوں یہ لکھو وہ نازنین باہر گئی بھر تھوڑی دیر کے آئی تو  
آفتاب و حملال وغیرہ سب اس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا  
کہا اور شہرت تم سے ہی امید تھی جو تم نے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر  
جھکائے ہوئے ان سب کے بیچ میں وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا  
دیکھا ایک دروازہ لگا ہوا اس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے میں چلے  
شہرت جیسے ہی اندر اس مکان کے پہنچی آفتاب نے کہا اور شہرت تمھاری زبان میں  
سوزن دینگے شہرت نے منہ کھولا یا آفتاب نے زبان میں سوزن دی حملال وغیرہ نے  
ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آئی ہی دوپٹے سے شہرت کے اُٹار لیا [

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت جب دن اور رات گذر رہے تھے کہ اسی سماں شہرت بھی بلیٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو سماں یلدا رقی نکلا بیان زہرہ فلک نے اُن سب سرداروں کو مسلسل کیا برو شکر رستم چند ارا بے آئے اُن ارا بوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولہوں میں سوار ہو گئے لکھن فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو سازندے گھرے ہوئے ہیں ارا بے گر گرڈاتے ہوئے جاتے ہیں سماں جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن جن میں وہ گانے والیاں جمع تھیں رات کو اُٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سماں پریشان ہوا بیرون لشکر چھو آیا تو خبر سنی کہ ارا بوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سازندے ساتھ ہیں سماں بلیٹ کو خدمت رستم میں آیا کہا اسی شہر یا سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین لکھی ابھی کوس دو کوس پر پہنچی ہوگی حضور خود تعاقب کو ہیں رستم نے کلاہ ہفت گوشتہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغ ہفت جو ہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن خیر خواہوں نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو ہمیز کیا دور سے دیکھا ارا بے جاتے ہیں آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو ہمیز کر دے کہ پہلو سے صحرا سے گرد آڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہیں سے لغزہ کیا اسی رستم اب آگے نہ بڑھنا سنم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکالنا کون کہ کبود نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آڑے ملا دیا رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو جھوڑ کر فوج والوں کو بچاؤں جنگ غلو بہن جا کر شریک ہوں کبود رستم کو ہٹنے نہیں دیتا ہی سماں یلدا رقی نے دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارا بے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ جھوڑ کر نکلا دیکھا وہ ارا بے جاتے ہیں مگر سازندے ساز کو سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں ایک سازندے کو سماں نے پکارا تو بڑے سے مجھے نکال دے میں بے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جا کر اُسکو حباب مار کھینچ کر کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنا جمیٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کوہ کو طوکر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزیں درباغ پر کھڑی تھیں بجا کر آواز دی اور شاہد نوعروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرہ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی اُن کنیزوں سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو بچلو کنیزوں نے قیدیوں کو ارا بے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سر زنجیر کو قیدیوں کی بھٹے ہوئے باغ میں آکر بیٹھیں سماک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لا جواب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شبنام دریا کر رہے ہیں موبے بلند معلوم ہوتا ہو تلواریں جل رہی ہیں ایک جانب چمنہائے طولانی کل بھولوں کے درخت بہ کھلے آراستہ ہزار ہا طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُس نازنین کو دیکھ کر وہ طائر درختوں سے اُترے غلط کین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوئے وسط باغ میں لائے جو ترے بر فرش بچھا ہو وہ نازنین آکر نہ پر بیٹھی سماک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی اور زہرہ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہیں اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے۔

لفظ

بھنس گئے گنج نفس میں جو چھٹے دم سے ہم  
صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم  
غم گردوں کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم  
مثل غنا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم  
روز و مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم  
روکین ہاتھوں سے فرشتے جو گرین بام سے ہم  
تھکاو دیکھا نہیں آگاہ ہیں پر نام سے ہم

بانین راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم  
فکر مضمون رخ و زلف میں ہیں سرگردان  
رند سرست بلا نوش ہیں میں مٹانے کے  
وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے  
چین سے دامن دایہ میں بھی سوئے نہ کبھی  
بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمین +  
عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے اکو

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے پر  
اس ہنڈولے پہ ہراک اہل جہان کی دینا  
ساحر بادۂ اُلفت جو پلایا تھا ہمیں

آکے سینا نے مین محروم چلے جام سے ہم  
کیون نہ جگر مین رہیں گردش ایام سے ہم  
آج تک مست ہیں اور تندرستی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس ناز مین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیز مین اور وہ ساحر جو ٹیکل طائر تھے  
انسان بن کر بیٹھے ہیں تعریف مین کر رہے ہیں کہتے ہیں اور شاہد نوع و س تیرا مثل نہیں قدرت  
تجھ کو سمجھ کر مرتبہ دیا سماک نے اسطرح ساز بجا بادہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ دہرہ فلک نے  
کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہو اور کنیز مین کی طرف دیکھ کر کہا اس شخص کو  
دیکھ کر میرا دل دھڑکتا ہو ذرا اس کو میرے قریب لاؤ سماک یہ سن کر گھبرا گیا سماک اپنے مقام سے اٹھا  
قریب اُس ناز مین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہیں پہچانتیں غلام قدیم نے  
اِس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہیں زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سماک کا تھا ما  
برق چمکی رنگ دروغن چہرے کا اُڑ گیا اتو محفل مین ہلڑ ہوا کر عیار طلسم کشا ہو دیکھے کسٹور سے  
ساتھ آیا اُس ناز مین نے کہا جب اسے راہ مین سازندے کو بہوش کیا میرے سحر نے مجھ کو خبر  
دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جگر گرفتار  
کر لیں گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیدہ فام نے  
سازندے کو لیے ہوئے آیا اسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ  
آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درند کھا جائیں وہ سازندہ کہتا ہو حضور اس مکر سے مجھ کو بہوش  
کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہیں پڑتا عیار مین کی کیا بات ہو عیاری انکی مثل کرامات ہو  
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جھونکا ہوا کا جلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کا ندھ یہ زہرہ  
کے بیٹھا کان مین مٹھ لگا دیا بعد نقوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحبو حکم خداوند آگیا کہ  
ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان فونی کی تیاری کیجئے قدرت کو عیار کے  
اگر فتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہو کہ یہ نر زہرہ عمر و ہوا زہرہ ہم تجھ کو خود خردینے کو تھے  
زہرہ سند پر بیٹھی رہی کنیز مین دارین استاد کر ہی ہیں جلا حاضر ہوتے جاتے ہیں کنج باغ سے  
کھل کر جلا بھی آ رہے ہیں مگر رستم کہو و اثر در چشم سے لڑ رہے ہیں جب دیکھا کہ شکر بابا ہوتا ہو

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اثر در چشم کا کھلا کبود نے قفسے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہے یہ لکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جو ہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بھیا نے اس قدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار لکے چمکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اثر در چشم نے پھر آشادی تیغہ ہفت جو ہر دست نہایت رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر گری نہا ہر گاہ پہنچی کبود کو مار کر فرج پر جا پڑا بلوہ فوج کا بے حساب ہو اگر دس کو مارا تو دس سو جمع ہو گئے بلوہ بڑھتا جاتا ہو ساتھ والے جو فتن ہو رہے ہیں رستم بقرار ہو کر دماغین مانگ رہے ہیں کہ اگر کیم درجیم ارا بے نکل گئے نہیں معلوم سردار ہمارے کہاں ہو بچے تیرے نزدیک آنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

بناک عجز سرانگسار دار دست  
بشد مجرود و پوند ما سوا بشکست  
خلاص گشت ز بند غم از مصیبت است  
ہر آنکہ رشتہ بسر رشتہ رحمت است  
ہر د جان سلامت ہر آنکہ ہر د جان  
مدہ قوانین ہمہ سرمایہ رایگان از دست  
نوشته فائز قدرت ہر آنچہ در دست  
کہ نیست بہر سافر درین مقام نشست  
وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست  
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست  
کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی است

ہر آنکہ لائق اعزاز و سر بلندی است  
ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست  
نمود ترک تعلق ہر آنکہ درد نیسا  
گرہ کشاد بجا لم ز کار سر بسته  
ہر د ہر کہ بزندان حسد دنیا ماند  
جو نقد عمر عزیز است درد دل از ہمہ چیز  
بلوح دہر ہمان نقش میشود بخیر  
کمر برائے سفر بند زین سدا بر خیز  
نمود ذات و صفات از ظہور ذات خدا  
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد  
بنوش جام محبت بدور خود ہنرمی

رستم نے جو بقرار ہو کر دماغی فوج کبود کا بلوہ ہو نقیب بکار رہے ہیں کہ اگر افسران فوج تمہارے افسر علی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لا کھوں ہوا دروہ ہزاروں ہیں رستم گھر سے ہوئے ہیں ہر طرف سے افسر پلٹتے ہیں اور رسالے لیکر آ رہے ہیں رستم شیرازہ جنگ کر رہے ہیں سما کا بڑا خیال ہے ہر مرتبہ کہتے ہیں ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہے کیسے جانا ہوا

ہر د جان

دوسرے فروش کس حال میں پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا کیا بیچ بڑا کر گزارا ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلمس کہلاتا ہے سگ کا پلٹ کے نہ آنا باعثِ خرابی ہو دیکھو بیتابی ہو سرداروں کو قفل کر رہے ہیں اور اپنے کو بچانے ہیں ہر غول میں جھبٹ کے جاتے ہیں مگر زخمی ہو رہے ہیں کئی زخم ایسے کھائے ہیں جس سے خون ہو ایسا نہ کھوڑے پر سے گر پڑوں اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہیں بیتابی میں طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑا ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جولان سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے اتاری ساتھ والوں نے کمانیں ہاتھ میں لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے جبرار بارہ ہزار شیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافروں پر چلے پھر کھالے سنبھالے جھبٹ کر ایک وار میزوں کا کیا بارہ ہزار جوان میزوں سے گرے جو بیس ہزار جوان جو مارے گئے ان نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جو بیس ہزار کھوڑے جبے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزار ہا سوار پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جولان کو کھوڑوں سے گرایا نقابدار لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہوئے لڑ رہے ہیں مگر آنکھیں بند دل درد من نقابدار جھگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ بیکر کر رستم کا ہلایا کہا اے شہریار ہو شیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم دیر بھی کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی میں میں لڑتے لڑتے کھوڑے سے گر پڑتا اب رستم نے کھوڑا اڑایا تیغ ہفت جو ہر چمکانے ہوئے قریب فیصل علمدار فوج پہونچے کھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونوں ٹانہ میں مستک پر رکھ دین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو گھڑے ہوئے علم فوج سرنگوں ہوا کفار کے پانوں اٹھنے لاشنا اپنے افسر کا تلاش کر کے اٹھا یا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہیں بھاگے ہو کا سیچا نہیں کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استاد کرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی بڑی تعریفیں کیں اور شکر یہ ادا کیا نقابدار کہتا ہوا اے شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہوں حقیر کو



خبر دریافت ہوئی شکر ہو کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ اے شہریار یہ اسی ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردار دین کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہاں سے تین کوس پر ہے وہاں جا کے اتری ہو میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیار میمان غوفی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہونچائے کیا عجب ہو کہ وقت پر پہونچے اور اگر عرصہ کیجے گا تو انکو زندہ نہ پائے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم بے قرار ہوئے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اسی وقت رستم سوار ہوئے طرف باغ گل فشان کے چلے یہاں زہرہ نے رات بھر تیار کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہیں عمر و عیار کا بیٹا اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت میں قدرت کی پہونچا بہت خوش ہو گئے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہیں ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حاصل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اٹھی پہلے صبح کو بھیر دین گائی سب کو خوش کیا پھر ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیوں کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب غم کو لیکر آئیں زیر دار بٹھا بازہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اس نا عیار کو لاؤ جو ہماری فکر میں آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے بانڈھے ہیں یہ اس نا عیار کو معلوم نہ تھا کہ موت کا سامنا ہو سمجھے تھے ساندون میں لکر خراب پلاؤنگا مجھکو دمدم کی خبر میرا سحر دیتا ہو جب اسے راہ میں طبلے کو بیہوش کیا لاڈلے نامے میرا نا طبلہ وہ اسکے دم میں آگیا اسکو اپنے بیہوش کیا آپ اسکی شکل بیکر آیا کنیزین پہلے سمک کو لا ئیں زہرہ نے کہا کیوں ادنا عیار بچھو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائیں سے سامنا ہو دمدم کی خبر ہو ملتی ہے سمک نے کہا ہم لوگ تو مرنا نہیں جانتے تمھاری موت قریب ہو ہم گرفتار ہوئے اور دشمن کو مارا زہرہ خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیاروں کے کلیم ہیں دار کے قریب پہونچ چکا ہو اور کیا باغین بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کنیزوں سے اشارہ کیا تیرا کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق کھولا اس میں سے کئی سو کمانیں نکالیں ایک کمان اور ترکش ہاتھ میں لیا اور ایک ایک کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوئے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحر سے

گرداوی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہوا کہ اے سولی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا جو صحرا سے ویران سے کئی ہزار کوس دور ہر دی کر کے آیا ہوں اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیرا رفتار جلد یاد اور راز دنیا کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ کھڑکی آفتاب اور شہرت دیکھتی ہیں اس ساحر کو دیکھ کر خوش نہ ہوئیں کہتی ہیں کہ اس طرح کی عبارات تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کر لگا وہ بے نیاز و کار ساز بنے بندہ نواز ہو اگر اسکی نظر رحمت ہو جائے تو کیا بڑی بات ہو **طلسم**

جز حسد اہمرازد ہمد ہم نفس  
راست و چپ زیر و بالا پیش پس  
جز حسد اباقی منانہ پیش پس  
یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس  
بگذر و چون وقت ناید باز پس  
از عتاب حاکم و بیم غس  
یا آلہ العالین فریاد رس

بہر ہر یکس بجا لم نیست کس  
حاضر و ناظر بود ذات حسدا  
ہر جہ ہست اندر جہان گرد و فنا  
در جہان از یاد حق غافل مباش  
تیر چون جست از کمان ناید بہشت  
تارک دنیا سے دون یابد خلاص  
در بلا سے نفس ہندی مبتلاست

سب واسطے سمک کے دعائیں مانگ رہے ہیں سمک دار پر لٹکا ہوا ہو تو پیر ہا ہوا وہ سار جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا سرنامے پر ہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے چہر کو آنکھوں سے لگایا جا ہا کہ نامہ کھو لون ساحر نے کہا لکہ عالم اس کا غد کو علیحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتیں میں زہرہ طرٹ خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے خیمے میں آ کے لفافہ بچھاڑا کا غد نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا زہرہ نے بڑا کار نمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا راز دار ہو بچتا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لیں نامہ بڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگلیٹھی سنگواؤ زہرہ نے انگلیٹھی سنگواؤ کہا اس کو لے روشن کر و جب کو لے روشن ہوے تو ساحر نے لوہان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ زہرہ اس لوہان کو آگ پڑاؤ اور یہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزا دیدار ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہہ گئی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہر ہر نے لوہاں لیکر جو آگ پر ڈالا بخور  
دیکھنے لگی دھواں نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خنجر کھینچی  
اور غرہ کیا منہ ہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور جاہا خنجر ماروں پھر خیال میں آیا  
کہ امی برق ایسا نہ ہوا اسکے مرنے کی علامت برپا ہوا اور ساحر آگاہ ہوا مین داغ براس کے پٹی  
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ دروغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے  
باہر آیا کنیزوں نے پوچھا حضور وہ ساحر کہاں گیا زہرہ نے ہنس کر کہا اس راز خداوندی کی بات کو  
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہو تمکو سوچھا نہیں یہ کیلے قریب شہرت کے آیا کہا کیوں کیسے پڑ  
تو نے کیوں طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہو کہ تجھ کو قتل کروں شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے  
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تاروز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قعد کرتا ہو کہ سوزن اسکی زبان سے نکالوں  
کبھی چاہتا ہو آفتاب کو رہ کر دن کبھی چاہتا ہو جلال کو چھڑاؤں حیران ہو رہا ہو کچھ بن  
نہیں پڑتا جھپٹ کے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش  
او سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے میں چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا وہاں  
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرچ مارتا آیا غابر میں ستارہ معلوم ہو گیا  
مگر سنہرہ بچہ تھا اس پہنچے نے بیٹی بیہوشی کی داغ سے اٹاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا کہ زہرہ  
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ بچہ بالائے سر ابرار ہا ہر پہلو میں ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہو اور حکمہ عالم  
جلد اٹھے آپ کی صورت عیار بڑھ گیا ہو سب کو رہ گیا چاہتا ہو یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو  
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہو ہی کہتا ہو کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں کنیزین کہتی ہیں  
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلا دے جو وہیں کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی اونا عیار او  
مکار و خدا اب کہاں جا گیا عیار نقابدار نے جاہا کہت کر کے نکل جاؤں زہرہ نے  
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑ کھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ دروغن  
چہرے کا اڑ گیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق قرنگی عالم طفولیت میں معلوم ہوتا ہے  
مگر وہی تیزی سحر میں جو پھنسا رنگ روستغیر جی میں کہتا ہو او برق ثانی کام تو بخوبی کیا  
مگر بیوقوفی نے دامن تھا اگر ان ساحروں کی زبانوں سے سوزن نکال دیتے بعض لڑکھڑکے

نکلباتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہوں کہ میں نے سہک کر  
 رہا کیا مقام افسوس جو اتنا بڑا عیار گوشے میں جا کر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کر گیا کبھی کہتا ہوں  
 آقا سے ناچار انتظار کرتے ہوئے کون اُن تک خبر ہو چکا ہے کہ آپ کا غلام گرفتار ہو گیا  
 زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اسکا شاگرد ہو کینزوں نے کہا یہ بڑا عیار ہوا از جو مشربانا نورافشاں  
 عیار بان کرتا ہوا یہاں تک پہنچا برق فرنگی اسکا نام ہو برق ثانی نے پکار کر جواب دیا  
 کہ وہ عیار صاحبقران ہیں اور میں بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہوں اگر حیات باقی  
 ہو اور قتل ہونے سے بچاؤ باوا جان کی زیارت سے مشرف ہو شکایہ کیلئے عیار خاموش ہوا  
 زہرہ نے کینزوں سے اشارہ کیا اس ناخیار کو درمیں لٹکا دو سہک کے عوض میں پہلے  
 اسی کو قتل کر دین میں سہک کو گرفتار کر لاؤنگی اسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کر دینگی کینزوں  
 نے ہم شبیہ برق کو دار میں لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دوسری جادو گر تیر و کمان  
 لیکر آمادہ ہوئے کہ تیرا دین برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہوا کی معبود حقیقی وادی رب حقیقی ہے  
 غر مندگی میری تقدیر میں لکھی تھی سب سردار ہلک رہے ہیں دعائیں پروردگار سے مانگ  
 رہے ہیں کہ صبح اسے گرد آؤی سب نے دیکھا رستم پہلے تن تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ میں اپنے  
 سرداروں کو جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا با سب سردار کا فرمان سمجھا دیا پکاراں بردغا رستم رستم  
 پہلے تن تیغہ رستم - ارشاد اولاد امیر خسرو - نیست علشاہ جو رستم لقب + دیگر علشاہ دوجی  
 شہر فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منہم دیکشم نامور پہلوان + نہال گھمٹان  
 صاحبقران + رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد آؤی سب نے دیکھا کہ نقابدار  
 مرصع پوش یہ جدوجوش و خروش مرکب کو اڑائے ہوئے آتا ہوا اپنے عیار کو لٹکے ہوئے دار پر  
 دیکھا وہیں سے گھوڑا اڑا کر لشکر کفار پر آجرا کر تلوار بازی کے نہ بچر کئی عیار تڑپ کے الگ ہوا  
 کہ رستم لڑتے ہوئے قریب شہرت کے جو بچے شہرت رستم کو دیکھ کر نہال ہو گئی زہرہ رستم  
 پر سحر کر رہی ہو سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار مرصع پوش جا ہتا تھا کہ اپنے عیار کو ر ہا کر کے  
 نکلباؤں کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا باہر نکل ہوا رستم نے اول سوزن  
 زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و مہلال

کو رہا کیا آفتاب طرہ زہرہ کے جلا زہرہ نے کیزون سے اشارہ کیا کہ نفتا بارہ  
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا یا بگل ہو اُسے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے  
رہا ہوتے ہی چند حقے آتش بازی کے مارے کئی جا دو گر جل کر گرے سمک نیچے پڑ کر قریب  
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی ساہ  
چلی تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے  
اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی  
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہجین و مہجینان مہرکین  
دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن و رشک جن جوڑے بھاری پہنے ہوئے پشت پر  
سبکی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں بھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی فطیم

آج گلشن میں کون آتا ہے سیری بگڑی کو کیا بناتا ہے عمل خیر کر لے کچھ غافل تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے شوق نظارہ جمال مجھے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید	گل جو بھولا نہیں سماتا ہے دل دیا اتوا یک کا فر کوہ وقت فرصت و گرنہ جاتا ہے بھولا بھٹکا سا آپ بھرتا ہے کو بکو در بدر بھیجتا ہے نہ ملیگا زیادہ قسمت سے یہ مرض گور ہی جھٹکتا ہے قافلہ روزیاں سے جاتا ہے	دیکھوں طالع کی اب راسنی کو دیکھئے کیا حسد ا دکھاتا ہے روکے کرتا ہوں عرض حال اگر خضر رستا کسے مہتا ہے شاہ راہ عدم کا حال پیچھے بیخ بیودہ کیوں اٹھاتا ہے تم بھی سوے عدم جلوای رند
---	---	---

اُن نازنینان مہجین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملک شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر پھر کانپنے لگیں  
قریب تھا کہ ہاتھ باندھ کر سامنے زہرہ کے جائیں کہ آفتاب نے بڑھکے آواز دی اسی شہرت ہو شیار  
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُس نے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اوڑھ  
سرخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکے نازنینان مہجین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھیں اور  
غزلین گارہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں اُس پر کسی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاخیر نہیں  
کرتا جب آفتاب گولہ بھیگتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ بھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

حملال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز میں سوز و گداز ہو کہ قلب اُلٹے جاتے ہیں بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاثیر کی ہو وہ قصد کرتے ہیں کہ ہاتھ باندھکر اُن کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بمقام ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائیں رستم نے تیغ ہفت پیکر کو کھینچکر لغزہ شیرازہ کیا کہ زمین کا نبی اُن نازنینوں پر جا پڑے جس پر ہاتھ مارا اُسکا سر ٹکڑا کر اگر اُمیرِ معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہو سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں اُن گلو ہائے بریدہ سے اُسی طرح گار ہی ہیں آفتاب فلک سیرِ رزم تہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالنا ہو ساعت دیکھتا ہو ساعت دیکھکر سحر کرتا ہو لیکن اُن سردن سے آواز نہیں موقوف ہوتی ہو سرداران رستم بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینانِ رحیمین کو آپ قتل نہ فرمائیے لیکن حملال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازیں موقوف ہوئیں زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیوں سے کہہ رہی ہے کیا میں ان قیدیوں کو بلا کو جانے دوں گی میں پھر گرفتار کروں گی دستک دے رہی ہو اس سحر بڑھتی جاتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھ کو تہ زہرہ فلک کا دیا تم نے میرے سحر کو مٹایا اسوقت قدرت نے مجھ کو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے ان تحفہ جات سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دانا ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیوں گھبراتی ہو میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا نہ سحر تاخیر نہیں کرتا اب تو اپنے کو بچا پکڑو اس نازنین نے جس کا لقب زہرہ پر پرواز پیدا کیے جا چکا کہ تیرا آپ کرکھیاؤں آفتاب نے غل جھائی اور شہر یار بانی ان آفتون کی نکلا جاتے ہو ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ کھجیا تیرا کھڑنا بہتر نہیں کیے حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہیں یہ اگر نکل گئی تو بھرم سب پر آفت لائیں گی رستم نے فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری تین بچال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل تارہ سحر چمکتی ہوئی جاتی ہو رستم نے تاک کر تیر مارا بیشافی اسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جبار کر

بیشانی پر بڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گر کر وہ نازنین ٹھگنی کنیز جو ساتھ تھیں  
 انکو گھیر کر حملال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ جلی اور آواز آئی کشتی مرانام سن  
 کنیز زہرہ فلک بود نقا بدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہو گیا  
 با بگل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقا بدار پہنچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا  
 علس ڈالائے مرکب نقا بدار کے پاؤں زمین سے جھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب  
 ٹھگنی رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر پلٹ گئی سولاشہ زمین پر بڑا تڑپ رہا جو رستم ان  
 لاشوں کو دیکھتے ہوئے سرداروں کو ساتھ لے ہوئے طرٹ اپنے لشکر کے چلے آفتاب  
 عرض کر رہا کہ اے شہر پار زہرہ مگر کر کے کھل گئی اُسے ایسا فز کیا کہ حیر حضور کا اُس تک  
 نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے مگر ہفت پیکر کوہ رنگارنگ  
 پر ہو زہرہ زخمدار کر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدموں سے پلٹ گئی روتی جاتی ہے اور  
 عرض کرتی ہو کہ خداوند میں آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحرنا شیر نہیں کرتا تصویر  
 سے آواز آئی کہ اے زہرہ فلک اب رستم پر تو سحر تا شیر نہ کر گیا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردار  
 اُسکو ممکن ہوئے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحرائے محیط میں پہونچائیں یہ تو انگوٹھا بت ہو چکا کہ  
 لوح قصر معلق میں ہو وہاں کوئی جانیں سکتا کیل جادو لوح کی منتظم ہو سکی دختر ملک  
 شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلو رنگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح  
 دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کر گیا جو تم سے مقدمہ تھا ہی طلسم کشا ہو کے وہ کرو قدرت اب  
 ان بہاڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہاں جا کر خدائی  
 کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحرین تیراجی جاہے تو بھی وہاں جینا زہرہ نے  
 عرض کی مجھے رہا ہونے کا سرداروں کے برافلق ہے میں تو لائی تھی کہ بلغ گل نشان کے  
 دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو ہار کے  
 لیکر زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا  
 طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنین مہربین کو میں نے بلایا انکے سحر کار رنگ  
 رستم نے نہ جھنے دیا آخر طلسم کشا نے ان سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدائے سوز و گداز ہے



آتی تھی کہ سردار دیوانے ہوئے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گو شہ کا جو عکس ڈالا تھو  
موقوف ہوئی مگر گنیز جاتی جو جا کر سردار ان رستم کو آوارہ کرتی، یہ کیلئے زہرہ رخصت ہوئی  
ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیا بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خدمت کرے اسی وقت  
ایک آمدھی سپاہ جلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس  
میں صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم آکر قلعہ فاروقیہ پر اترے مین عیون  
بن فاروقی ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلہ بادشاہ اسلام  
زلزلہ سحر ساز سے دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

### ساقی نامہ تصنیف مصنف

<p>بلا ساقیا ساغر زرفشان یہ منظور ہی ہووے جلسہ میں ہوے جمع زندان میکش پہا یہی دل کا مطلب ہی مدعا اٹھا ابرو زور سے شور سے مرے آج آنے کا ہو انتظار ترپتے ہیں میخوار تیرے پلے دکھا آج میکش جلسے میں خوش چلے کوئی دم ساغر کو دلربا تری آمد آمد کی حیرت میں ہوں سپاہی کو ظلمات سے دویشان کل نستر سے مشابہ کر لیں اگر کلاک قدرت سے یہ بچنا</p>	<p>کہ منظور ہے طبع کا امتحان بلا اپنے ہاتھوں سے بھوشنا مرے ساقی بادہ کش مہرا کہ جلسے میں تو اور میخوار ہوں تری مہر سے آج جلسے ہوے نہالان گلزار کو جو بدبو اسی شوق میں ہم نے جلسے کیے کہ پیرمغان کو یہ خواہش ہوئی یہی آرزو ہے یہی مدعا یہ گیسو ہن یا سنبھل بیچ دم گنگار ناظم کا ہے بال بال کہوں قد کہ میں سرو باغ مراد تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال</p>	<p>مرا دور ہے ساقی ماہر کہ ہو رفع بھر دل کا پیچ و تاب چلے آج دور شراب و لا نہ یہ ابرو گلزار بیگار ہوں یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار کہ لیلی کا ناتہ ہے اور بچہ ہو مرے ساقی مہر و نش بادہ نوش تری آمد آمد کی کاہش ہوئی سراپا کی تیرے صفت کی کر وں کہ ہے دو آہ دل انگار مخ خوب کو ماہ تابان لکھوں کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد دہن کو کہوں غنچہ آرزو</p>
--	---	---

سیما بن اب اور صراحی گلو یہ دندان بین باگو ہر آبدار کہ ہوجان عاشق کی جنبہ شہار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہر دان منازل جرات و شوکت و شوکت گان راہ جہر ہول صحرائے مشقت اس داستان شہر  
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شہر مصنف - مرصع نگار فصاحت مقال - جنبہ می نگار و زکاک  
خیال - لشکر جمہاد قلعہ مقناطیس پر فروکش ہو یہی خیال ہو کہ مین بادشاہ لشکر ہوں بنوکت  
نام جا کہ صاحب قرآن سے ملوں قضاے کار قلعہ مقناطیس سے بندہ کو س پر ایک قلعہ ہو کہ  
جسکو قلعہ حملیل کہتے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہی ہر کاروں نے اسکو خردی کہ مقناطیس  
جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فروکش ہیں ایک عرضی اسنے ہفت یکہ  
کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہو گئی جو حکم مودہ بجالاؤں وہاں سے جواب آیا کہ امیر زلزلہ  
جا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ  
یہ جواب پا کر طرف قلعہ مقناطیس کے جلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا سحر  
کرنے لگی بہ جوش و خروش سحر کر رہی ہو بادشاہ اسلام سریر جہان بینی پر جلوہ فرما ہیں ایک  
جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار یہی صلاحین ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت یکہ  
کہاں ہو مقناطیس نے کہا آج کل کوہ رنگارنگ پر ہو اور میلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ ہی  
کہ رہی ہو کہ حضور اگر جلیں گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی شاہ  
نے پوچھا کہاں جلیں کہا امیر شہر یاہ آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب خست ہوتے ہیں  
بادشاہ نے قصہ کیا کہ اسکو جواب سخت دوں مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو  
نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیں دیکھیے آنکھیں ابل آئین چہرہ سرخ ہو زبان مین لکنت ہو  
اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہو بادشاہ نے فرمایا امیر مقناطیس جاؤ ہم نے تمہیں  
آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی دہن پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار  
اگلے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے جلی مشکبار الگ  
سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران  
و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہو اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر بلند ہوئی آسمان پر سے آ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی  
 ہو مقنا طلیس جا کر سامنے بیٹھی ہو غنیمت کر رہی ہو کہ مجھ کو خداوند ہفت پیکر کے پاس لعل میں  
 دھام مار سلیمان میں پھنس گئی تھی آج چھوٹی بھون اُس ساحرہ نے کہا فرامٹھ کھو تو مقنا طلیس  
 نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان میں سوزن دی اور جسم میں مار آتشیں لپٹا لپٹا کر  
 ایک حجرہ بنا ہوا تھا اس میں مقنا طلیس کو بند کیا آپ بھر بٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے ہنری  
 سے یہ سب معرکہ دیکھا اہلوے کوہ برائتری منظور ہو کر لپٹت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ  
 ماروں کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا دہان کی کھائی طمٹھ  
 پائون میں رعشہ آ بادل کھرا بادل سے باتیں کرتی ہو کہ میں اسی ساحرہ کے ساتھ بخدست  
 ہفت پیکر جاؤں خطا معاف کر دیکھا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچ کر سامنے زلزلہ  
 کے آئی زلزلہ نے بکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تم کو دیکھا ہمارے پاس آؤ  
 تم کو قدرت نے بلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرادیں گے ورنہ خراب رہو گی یہ سن کر مشکبار سلام  
 کرتی ہوئی قریب اُسے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساد میں جا رہی ہوں کہ مجھ کو خدمت خداوند میں  
 لیجلا زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہیں زبان کھولو تو میں دیکھوں کہ کیا فقور ہے  
 مشکبار نے منٹھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان میں بھی سوزن دی اور اُسی حجرے میں اسکو بھی  
 قی کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونوں جادوگر زبان کھین واپس ہو کے نہ آئیں فیروزہ سے  
 فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونوں جا کر قبلا سے بلا ہو  
 کہ پھر واپس نہ آئیں مقنا طلیس کیسی گیلر کے اپنے مقام سے اٹھی مجھے اسنے کہا کہ اب میں آپ سے  
 رخصت ہوتی ہوں اگر میں کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے  
 سمجھا یا اُسی کے عقب میں گئی اور وہ بھی واپس د آئی خدا اُسکی خبر فیروزہ بن عمر و اسی فکر  
 میں بارگاہ سے نکلا لشکر میں آ کے دیکھا کہ افشارن فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہیں اور طرہ  
 پہاڑ کے جلتے ہیں پھر واپس نہیں آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کمال کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ  
 کا کمال کر رہا ہو یہ لوگ میرے روکے سے د رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے  
 کہ رہے ہیں کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی حوزہ نہیں چل کر قدرت سے صفائی کریں فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اٹا ہوا ہے ایسا سنو یہ سب لکریا بادشاہ پر بلوہ کرین کہ ایک  
 سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر ہوا  
 جا کر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ  
 کیونکر جاؤں ایسا نہ ہو ہجان لے تو باعث خرابی ہو اس فرد میں بھر کر آخر سامنے کوہ کے  
 ایک نخل ہو اسکے سامنے میں بیٹھا ہے مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں پہاڑ پر  
 جا کے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر چڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ میں گلابی  
 دوسرے ہاتھ میں سامان گڑک لیے چلا آتا ہے سماک نے بڑھکر اس ساحر سے پوچھا بھائی  
 تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمہارے ہاتھ میں کیسی ہے اس ساحر نے جواب دیا  
 کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کر کے آئی ہیں کہ میں جا کر تین دن میں  
 لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کر دوں گی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھ کو حکم دیا  
 تھا کہ شراب و کباب ہلکو ہو بچانا فیروزہ نے یہ باتیں کر کے اس ساحر کو اور اور باتوں میں  
 لگا با حباب مار کر بیہوش کیا سو چاکہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جائے اس کو تو  
 ایک گوشے میں ڈال دیا آپ سنگ و روغن خیاری کا لگا کر اسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا  
 شراب و کباب ہاتھ میں لیکر طرف اس ساحرہ کے چلا گئے تھان طر کر کے بالائے کوہ پہونچا  
 دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھ کر کہا کیوں آہنگ جادو آج تو اتنے بڑی دیر لگائی  
 ہم تمہارے انتظار میں تھے کیا باعث ہوا کہ تم نے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا وہ ملکہ عالم  
 راہ میں دیر ہو گئی اب میں جلد آیا کرونگا زلزلہ کھرائی ہوئی تھی جہاں بھی لے رہی تھی لوگ  
 فیروزہ کے ہاتھ سے شراب و کباب لیا جام لبریز کر کے قہر کیا کہ بیون دل جو دھڑکاڑ گئی  
 دل میں کہتی ہے راہ میں کوئی فور نہ ہوا ہے فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل میں ہیں فیروزہ  
 نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ رنگا رنگ پر جلوس فرماتے ہیں مراد مند لوگ جمع ہوتے ہیں لڑنے  
 کئی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع پوش  
 و خضر کیل جا کر شریک ہو گئیں مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلم فاروقیہ پر  
 فرکشی ہیں ایک طرف سے صاحبقران کا قہد ہو کہ بالائے کوہ آئیں قدرت تدبیر

کر رہے ہیں دو جادوگر نیاں کامل و اکمل کہ ان کا نام مجھ کو نہیں معلوم قدرت نے برائے  
 مگر فتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہیں دو چار روز میں طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے  
 فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل میں جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً  
 گلابی سے شراب اونڈیل کر لی گئی کباب کھانے لگی شراب میں فیروزہ نے بیوشی ملائی تھی  
 ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا او آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیئے ہی اس قدر نشہ ہوا کہ سر  
 گردش کر رہا ہو یہ کھلے اپنے مقام سے اٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کر لیں  
 اب یقین ہوا کہ شراب میں کچھ فتور ہو قلب خود بخود نا صبور ہو اٹھنے ہی لڑکھرائی لڑکھڑکی  
 گری گرتے ہی بیوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرنے ہی  
 زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگر نیاں کنیزین زلزلہ کی جنگو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلو سے گود  
 سے ٹکلیں لینا لیتا کہ مگر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے نیچے کھینچ کر  
 طرف فیروزہ کے چلیں فیروزہ بقرار ہوا دل میں کہتا ہو میں یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگر کیا  
 بھی گوشے میں چھپی ہیں دیکھیے اسے کیونکر مان بچتی ہو ہلاک کر دعائیں مانگنے لگا کہ او عبود  
 ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھ کر سب کنیزین روری ہیں اور کہتی ہیں او  
 آہنگ تو نے ملکہ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہیں دیتا  
 اپنے پیدا کرنے والے سے دعائیں کر رہا ہو نظم

نزد قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس  
 یہ بند حرص دہوا ماند صبت افسوس  
 نگشت حق عبادت از واد افسوس  
 نہ بد از رم غفلت با نہتا افسوس  
 قدم نہاد کج از راہ دعا افسوس  
 بر آستان خداوند کبریا افسوس  
 جو رفت رفت ز دور زمانہ یا افسوس  
 چو سگ بجا صل یک رقمہ این گدا افسوس

نکر د بندگی این بندہ خدا افسوس  
 رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی  
 براے بندگی آمد درین جهان لیکن  
 نکر و قابل تحسین با بندہ کارے  
 بماند دور تر از منزل مقاصد خوش  
 نکر و گردن تسلیم مثل گردون جسم  
 برینج و درد و الم ماند در جهان تا ماند  
 رسد بکو چہ و بازار و در بدر گرد و

بجستجو سے زروہم روز و شب گرو  
 بکن براہ حنا خراج مال و زر تہ تی  
 بکودہ و دشت و بیابان برہنہ بارفوس  
 بدل و گر نہ بماند ازین تمام افسوس

کنیزوں کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہو گیا اب کنیزوں نے چاہا کہ اسکو قتل کریں مگر  
 ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال میں مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہو کوئی  
 منہ پھیلا کر جلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدر دان کو مارا ہم کیا تجھے  
 زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہو مگر جس حجرے میں سب  
 سردار بندھے مرنے سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سرداروں نے دیکھا کہ ماران سیاہ و  
 ہمارے جسم میں پلٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزوں کے  
 بیچ میں ہو کنیزین قتل کیا جا رہی ہیں ایک کھیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی  
 کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرئیوں پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زہور اتار کر  
 پھینک مارا کھیکا سر بٹھا کئی سی کنیزین تھیں لیکن چالیس پچاس مرکر گرین چند کنیزوں کے  
 بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اُٹھا بالیکر بہاڑ سے کوہین طرف صحرا کے بھاگئیں لاشہ زلزلہ  
 کا لیے ہوئے روتی بیٹھی باقی بہن بیان مقناطیس نے مشکبار و غیرہ کو رہا کر اسب سرداروں  
 کو ساتھ لیا بہاڑ سے اُتری طرف شکر کے چلی بہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے  
 کہ ہرکاروں نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوئے آتا ہو بادشاہ خوش ہو کر باہر  
 نکل آئے اپنے سرداروں کو جاتے ہوئے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگا باسب سرداروں  
 کو لیکر بارگاہ میں آئے سبھوں نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کئی ہو حضور نے بڑی  
 جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی  
 کریں لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا میں خود جا کر بہاڑ پہنچا مشکبار نے بھی کہا کہ تو اس  
 ستار کے نقاب میں گئی تھی میرے قول کا تھ پائوں میں رخصتہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا  
 سارا ہمارا مجمع ہوا سحر سے مٹو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہکا بیلہ  
 یہ ہوا کہ خود اس کے سامنے جا بیٹھی کھیدان کے ساتھ بھی اپنا حال بیان کر رہے ہیں کہ حضور  
 خود بخود دل میں ہوا سے الفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا

پہونچے اُسے قید کر لیا بیان تو یہ ذکر ہیں مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلیں وہی بیٹھی خاک  
 اُڑاتی جاتی ہیں رات بھر راستہ چلیں صبح کو دھڑے میں ایک قلعے کے پہونچیں قلعہ صحرا اُسکو کہتے  
 ہیں وہاں کا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری مگر زلزلہ سحر ساز شد  
 خداوند میں گئی ہیں دیکھئے کیا سامان ہو قدرت کہیں اسکو بھیجیں گے کہ چند ساحر دور سے  
 ہوئے آئے عرض کی اوشہنشاہ مجھے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگر نیاں ایک لاشہ لیکر آئی ہیں  
 وہ منہ قلعے میں ایک نخل کے سائے میں پٹھری ہیں اور رو رہی ہیں کہ اغلال تخت سے کہتا ہوں  
 اُٹھا کہ خداوند خیر کریں میرا خود بخود دل بھرا آتا ہے یہ کہے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے  
 نیچے رکھا ہو کنیزین رو رہی ہیں قریب لاش کے آکر بکارتی ہیں اوی ملک عالم اُٹھے آپکے شوہر کا  
 قلعہ سامنے ہو وہ مردہ پٹری ہو جواب کون دے اغلال کنیزوں کو بچان کر دوڑا بکار کر ڈھوا دی  
 اوشترن وغیرہ یہ کسا لاشہ ہو تم تو بہت سقراط ہو ان کنیزوں نے جو اغلال کو دیکھا بیٹھے ملکین  
 کہتی ہیں اوشہنشاہ آپ کی زوجہ کو قہر نے بہشت میں بھیج دیا یہ سکر اغلال نے اپنے کو  
 گرا دیا ہاے صاحب کیمے رونے لگا کبھی کتنا ہو کیوں صاحب ایسی جلدی جلی گئیں کہ مجھ سے  
 بھی رخصت نہ ہوئیں میں بھی مختار کے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس  
 نہ آیا ہاے کیا کروں کنیزوں نے عرض کی اب حضور صبر کریں ہم رات بھر لاشہ کو بیکر آئے ہیں  
 کوہ ویران پر جا کے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے اگر قید ہوے عیا  
 بادشاہ کا آکر پہونچا نہیں معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہ ہاے کوہ میں تھے آواز سکر  
 جو کھلے لاشہ خاک و فون میں غلطان دیکھا چاہا عیاہ کو قتل کریں مقنا طلیس ایسی ساحرہ  
 اُسے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہوں اگر بادشاہ کو قتل کیا  
 تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشہ زوجہ کو جلا کر لیٹا اپنے دربار میں  
 آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار میں بیٹھا تھا کہا اوی اجلال سنا تو نے کہ میں برباد ہو گیا  
 اگر ہو کے تو بادشاہ کو گرفتار کر لاؤں دار پر کھینچ دوں کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا  
 حضور میں گیا اور آیا یہ کہے انہاے عیاری آ رہے کہ طرف لشکر بادشاہ اسلام جلا  
 شب کو آکر لشکر میں پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر بھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر لگا



میں آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں گرد سردار و عیار سب جمع ہیں جب بادشاہ نے دربار  
برخواست کیا آپ ایک گوشے میں چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ  
نوش کر کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدنگار چپی بر آئے عیار نے پردانے بیہوشی کے پھینکے  
وہوان جو بلند ہوا خدنگار بیہوش ہوئے اجلال جھپٹ کر قرب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو  
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر سراچہ جاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے میں سو رہا تھا خواب پریشان  
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرا ہوا دربار گاہ بر آیا اندر چا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا  
بیترو عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانوں کو جگا یا کہ یا غضب  
ہوا انہیں معلوم عیار کہاں سے آیا آقا کو گرفتار کر کے لیگیا متناطیس یہ خبر سن کر آئی کہا کہ  
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا ہو کہ قید انکی سامنے ہفت پیکر کے پہنچ جائے  
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہو فیروزہ بانہا سے عیاری جسم بر آراستہ کر کے تلاش میں  
بادشاہ کی نکلا یہاں اغلال جادو انتظار میں اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر  
پہنچا کہا حضور میں بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل وغیر قتل کا آپ کو اختیار ہو اغلال نے  
حکم دیا آہنگروں کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوف کرو آہنگروں نے اگر بادشاہ کو ہتھکڑیاں بھر دیا  
پہنائیں عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار گرفتار  
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلا دون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی کہ شہر یار اتنا بڑا  
شخص یون قتل ہو جائے اشتہار حسیان ہوں سارا شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل  
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر ہو پئے کہ اغلال نے معاوضہ زوہ میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل  
کیا آپ کو طرہ پیغمبری عطا کریں آپ کا سارے طلم میں نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ  
اغلال پر قتل ہوئے یہ بات اغلال کو بند آئی حکم دیا کہ شہر میں ڈھنڈا دھوا پئے کل صبح کو  
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوئے سب اگر تماشہ دیکھیں اسی وقت تمام شہر میں ڈھنڈا دھوا پٹا  
اشتہار حسیان ہو گئے ہر شخص کو خبر ہو گئی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہوئے ایک  
یہی ذکر کر رہا ہو کہ زوجہ اغلال قتل ہوئی انکے بدلے میں بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو گئے  
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہو گا کہ لوگ عبرت کریں ہر چند کہ مسلمانوں کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی وہ بون  
اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور شکاریا کو اپنے سحر میں پھنسا یا وہ غیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی  
اغلال کو بڑا قلع ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈھوڑا پٹوا کر اپنے باغ میں  
آلا کینزون سے کہا یہ میں لا کر بادشاہ کو رکھو ہم سات بھر جا گین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگا  
ہے وسط باغ میں ایک چبوترہ ہو سنگ مرمر سفید کا امیر فرش سجھا ہے ایک طرف بادشاہ  
کہ مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کینزون سے کہا گاٹنوں کو لاؤ  
گاٹنیں حاضر ہوئیں اشارہ کیا ایک گاٹن سبزہ رنگ چست و جالاک نہایت بیباک اپنے  
مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آ گیا  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا  
شیرین کو درد تلخی سزا د آ گیا  
قابو میں اپنے گروہ پر بڑا د آ گیا  
اب آسمان کو شیوہ بیدا د آ گیا  
ذکر بتان خلج و نوشا د آ گیا  
کیا کرتے وہم خجالت حسلا د آ گیا  
دم میں ہمارے وہ ستم ا بجا د آ گیا  
مومن میں کیا کمون مجھے کیا یاد آ گیا

محشر میں پاس کیوں دم فرما د آ گیا  
انجھا ہو پاؤں یار کا زلف دراز میں  
نا کامیوں میں تنے جو تشبیہ مجھے دی  
ہم چارہ گر کو یوں ہی پھانسیکے بیڑیاں  
دل کو قلع ہو ترک محبت کے بعد بھی  
وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے  
تھے بیگناہ جرات با بوس تھی ضرور  
جب بوجھا یقین کہ نہیں طاقت وصل  
ذکر شراب و نور کلام خدا میں دیکھ

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو اغلال مہبوت بیٹھا ہے جب زوہ کا ذکر آتا ہو تو درد شراب بادشاہ  
پر پھیلکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں  
کبھی فرماتے ہیں کیوں او مجبور کیا طلسم ہفت یک کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہو کیا ساغر  
عمر میرا بربز ہوا او مجبور اس آفت سے بچھو بچالے صاحب قرآن سے ملنے کی ہوس ہو نظم

گاہ در دیدہ نور کثرت تست  
ہر کہ اور ہر و طریق تست

گاہ در دل خیال و حیرت تست  
برہ حق قدم نہ ثابت

<p>ہر کہ اور آفت حقیقت تست ہر کہ پابند بر شریعت تست ہر کہ وابستہ محبت تست ہر کہ مصروف در عبادت تست ہر کہ خورشید نور قدرت تست ہر کہ پیش دیدہ ظهور صورت تست ہر کہ گنجینہ دار دولت تست ہر کہ جان خوف سر مینہ دارد</p>	<p>گاہ از حق زبان نے بند ہست فارغ زندیب و ملت بادگر کس نے کند لغت کو تعلق مباسود دارد جلوہ اگر حبار سو بدیدہ خلق طالب دید راز ہر صورت ہر مین و زمان ندارد کار عاشق از خود جب نہی دارد</p>
<p>بادشاہ لشکر اسلام ہلاک ہلاک کرد عاقلین مانگ رہے ہیں زلف لیلا سے شب کمر سے گزر چکی ہو اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہو کہ اباک لکھ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول برستے ہوے ہوا ٹھنڈی جھلنے لگی ابر کو دیکھا کر نخل باغ جھومے چین سرسبز شاداب ہوئے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یا تو غم میں زوج کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھا کر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ تو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نکل آئیں گاؤں کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آب اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آوازی اے ملکہ عالم وادی شہنشاہ غوی وادی ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم مشرق یہ زیارت نہونگے چند ساعت ٹھہر چلے ابر باغ پر آ کے بھٹا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایکس نازنین گلپوش دریا میں پھیون کے غوطہ مارے جوڑا گلزار زیب جسم ابروے خمدار کھنچے ہوئے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں ریشک دید کہ غزال دو ٹون ابر در رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ بہن نازنین سیم ریشک چمن سرور قدور شیر خوار چند کنیزین گرد گھیرے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوئے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتر ی پکار کر کہا اے اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہو ملکہ زلزلہ سحر ساز کہاں گئیں تھے ہم کو کیوں بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہو اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملکہ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُنکو بلایا</p>	<p>بادشاہ لشکر اسلام ہلاک ہلاک کرد عاقلین مانگ رہے ہیں زلف لیلا سے شب کمر سے گزر چکی ہو اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہو کہ اباک لکھ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول برستے ہوے ہوا ٹھنڈی جھلنے لگی ابر کو دیکھا کر نخل باغ جھومے چین سرسبز شاداب ہوئے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یا تو غم میں زوج کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھا کر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ تو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نکل آئیں گاؤں کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آب اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آوازی اے ملکہ عالم وادی شہنشاہ غوی وادی ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم مشرق یہ زیارت نہونگے چند ساعت ٹھہر چلے ابر باغ پر آ کے بھٹا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایکس نازنین گلپوش دریا میں پھیون کے غوطہ مارے جوڑا گلزار زیب جسم ابروے خمدار کھنچے ہوئے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں ریشک دید کہ غزال دو ٹون ابر در رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ بہن نازنین سیم ریشک چمن سرور قدور شیر خوار چند کنیزین گرد گھیرے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوئے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتر ی پکار کر کہا اے اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہو ملکہ زلزلہ سحر ساز کہاں گئیں تھے ہم کو کیوں بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہو اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملکہ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُنکو بلایا</p>

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا، اُنکے خون کا بدلہ لوٹکا، نکو خانہ دل میں جبکہ دو لنگا نو بہار نے پلٹ کے  
 دیکھا ایک جوان رعنا غصص گردن بلند بالا تنو مندرشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ  
 چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر لمول و حزن کرنا، شنجو ابلی کا ریب جسم ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے  
 مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہو کہ زیور آہن زیب جسم ہو بہ قول شاعر - فرد - اس لنگاچی پوشا  
 یہ مسکی ہوئی چولی + یہ یگڑی اوالاکھ بناوٹ کے برابر نو بہار جل ہنیاں دیکھ کر نہایت بے قرار ہوئی  
 کہا کہ کیوں سیان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو لیا  
 مار سکتے کھائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہو گا بیگناہ کو کیوں خطا وار نہایا اغلال نے  
 کہا اے ملکہ عالم اس جوان کو یہ نگاہ حقارت نہ دیکھے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے  
 گئے یہ بادشاہ شکر اسلام ہو نو بہار نے مسکرا کر طرٹ بادشاہ کے دیکھا کہا کیوں شہر بار آپ  
 ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہیں بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق فہرہ میرے عیار نے  
 اُسکو قتل کیا عیار دن کا یہی کام ہو آہیں میں نگاہیں ملین دو باتیں بھی ہوئیں اشتیاق جاہلین  
 کے بڑے اغلال نے نو بہار کو لاکر سند پر بٹھایا اب نو بہار خاموش بیٹھی ہو دل سے باتیں  
 کر رہی ہو کہ او نو بہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہو  
 کیا اندیشہ کر کے اُسکو بچاؤں کیونکر قید سے چھڑاؤں گرفتار دام مصیبت آشفۃ نوادی مودت  
 مجھ کو بہ محبت دیکھ رہا ہو اغلال جاو کہ مدت سے اُس پر عاشق ہو مگر فون سے اپنی زوجہ کے  
 اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلیں کتا ہو کہ مدتیں گذرین اس ظالم پر جان جاتی ہو اتو اُسکو قبضے  
 میں کر دن کہ وہ مشک کرنے والی مر گئی اسی سے گھر آباد کروں کسی طرح دل کو شاہ کروں بڑے  
 لطف سے خاطر کر رہا ہو کبھی گائیں کو اشارہ کرتا ہو وہ غزلین ٹھہریان عاشقانہ گاتی ہو کبھی خود  
 اُٹھ کر جام شراب لبریز کرتا ہو ہاتھوں پر رکھ کر سامنے آتا ہو کتا ہو ایک جام تو میرے ہاتھ سے  
 نوش فرائیے نو بہار منہ پھیر لیتی ہو کہتی ہو اسوقت میرا دل نہیں جانتا ہو جب اغلال بہت  
 منت کرتا ہو اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہو تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہیں کہتی ہو ذرا ہوش میں آؤ  
 اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بہودہ بکتے ہو زلزلہ تمہارے لافقی تھی قدرت  
 نے سمجھ کر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر نیشہ پر پھینک دیتی ہو اغلال

پھر اپنے مقام سے اٹھا دوسرا جام بھر کر لایا نینیں کرنے لگا کہتا ہوں کہ ملکہ عالم ابکی مرتبہ تو نوش فرما  
مین بہت بقرار ہوں دل کو سمجھاتا ہوں دل نہیں سمجھتا یہ قول قلم طلمسم

کیا کمون آپ سے کیسی بیماری ل	درو سے بھی نہیں ہو سکتی، تو بخوار ل
تیر مژگان نے انھیں تھکے مارا اسکو	بیلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہیں روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی ہمد عزا داری دل
او قہر شیر ذیان سے بھی خوف آئے مجھے	اسد افسردہ سر گر بہ مدد گاری دل

نوبہار نے کہا ای غلال تم فراق میں اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی  
ذکر و خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ میں اٹھ جاؤنگی مجھ کو ناگوار ہوتا ہوں اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی  
اغلال نینیں کرتا ہوں کہ ای ملکہ عالم میں اب آپ کو نہ جانے دوں گا آپ کے تشریف لانے  
سے کیسی آبادی ہوئی دیکھئے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہوں دل نوبہار کا طرف شاہ کے  
رجوع ہو زردیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہیں کبھی اشارہ کرتے ہیں تو نوبہار  
بھی مسکرا دیتی ہو سفیدی و براتی دانتوں کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمن ہوش و حواس جلادیتی  
ہو بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہیں نوبہار جانتی ہو کیونکر اس شہر بار کو شگفتہ کر دینا پس  
ایسا شہر بار طوق و زنجیر میں مسلسل و مطوق ہو کا شک یہ ہتھکڑیاں بیڑیاں میرے ہاتھ پاؤں میں  
ہو مین کیونکر اس شہر بار کو رہا کروں جب اغلال کو بہت بہوت پایا کہا ای غلال اب میں نے  
اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک اٹھوں  
نے فتح کیے مقنا طلیس جادو انھیں کے قبضے میں ہو اغلال نے کہا ای ملکہ عالم اب آپ نے  
بخوبی پہچانا مقنا طلیس و مشکبار اسبر عاشق میں اسی وجہ سے میں جاہتا ہوں کہ صبح کو قتل  
کر دین نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یوں قتل کرنا مناسب نہیں ایک دن اور ایک شب تامل  
کرنا اسکو قتل کر کے بہت پچھاؤ گے کیونکر جان بچاؤ گے طلمسم کشا اسکا چچا جو وہ خبر سنتے ہی  
اتھارے قلعے پر آئیے کسی ذبیحات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو  
میں ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہوں اگر تمہیں مسلمان باوہ کرین تو قدرت مدہ مجھ میں ایک طرف سے  
صاحب قہران باوہ کرینگے اور طلمسم کشا حاکم تحفہ جات اُبیر سحر تا شیر نہیں کرتا کون آنکھ روکیگا ہم

اسکا انتظام کرینگے مختاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکہ کہا اغلال سمجھا میرا وصل تو بہار کو قبول ہوا  
 نہال ہو گیا بحال ہوا کہا اے ملکہ عالم اگر مختار حکم ہو ایک دن ایک رات کیسا جنگ کہے قیہ  
 رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے  
 صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی تو بہار نے کہا  
 میں قلعے سے جہد کو س آگے بڑھ کر انتظام کر دوں گی کہ کوئی آئے نہ سکے دیوار میں سحر کی بناؤں کہ اگر  
 قریب دیوار کے آئیں تو دب جائیں مہلت نہ پائیں اغلال بہت غرض ہو گیا حکم کیا کہ شاہ کو لجا کر  
 قید کر دو ملکہ تو بہار نے قریب آ کر اشارے سے کہا اے شہر یار اب نگہ راستے گا میں نے آج کی رات  
 کی تدبیر تو کر لی ہو ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آج کا پروردگار تدبیر نکال دے گا اب بادشاہ  
 کو یقین کامل ہوا کہ مجھ پر عاشق ہو غیب باتیں راز و نیاز کی کہیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال  
 نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہو حکم دیا کہ میمون بادشاہ شکر اسلام کو لجا کر قید کر لیکن  
 بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہیں میمون جادو چار سوا جادو گر ساتھ لیکر ایک مکان میں  
 آیا اُس مکان میں لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سوا حرکت کر دیکر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے  
 خود بیٹھا اسی حکم ہو کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور  
 سے انتظام کر رہا ہو اغلال نے ملکہ تو بہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے  
 آگے بڑھ کر انتظام کر دیکھے تو بہار مٹاتے مٹاتے شام کو یہ کہہ کر اٹھی کہ اب میں رنگ سحر جانے  
 جاتی ہوں وہ سحر بناؤں کہ اگر ہزار طلسم کتنا قصہ کریں تو آئے سکین تحفہ جات بھی بیکار رہیں  
 ادھر سے ملکہ تو بہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں سنے  
 خبر پائی کہ فلان قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہو عیار اسکا شہر یار کو وہاں لے گیا ہر جہت  
 ڈھنڈھو را وغیرہ پٹا تھا اٹھنا بھی حیا نہ ہوئے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات  
 مہلت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہو کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہیں  
 میں نقشے سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے بیکار کر آواز دی اے برادر جیجی در دولت  
 شاہی پہ جاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بہ مشقت پہنچے کاٹا اب رات کو  
 حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگیں گے فیروزہ یہ سن کر چلا در دولت شاہی پر آیا

۱۰۰

ایک کنارے ٹھہرا جیون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہو اٹھالال نے حکم دیا کہ میخانے سے لیلو جیون نے آکر میخانے سے پتلا لیا بکارتا ہوا باہر نکلا اسے کوئی مزدوری کر گیا فیروزہ ایک شہرے کی شکل بیکر سامنے جیون کے آیا مگر کہتا ہوا کہ حضور ہم فورنگ بازین جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہو جان تک بدیتے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو واؤن رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہو اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناتھ نہیں جاتے جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں کیا حکم ہوتا ہو جو کام چاہیے بھیجے مگر مزدوری کے بار غنڈے لینے صبح کو اسی سے داؤن بندھے اگر اڑ گئے تو ہمارے جوے کو ویران کر دینگے جسے کیا کوئی کھیل سکتا ہو جیون نے کہا یہ پتلا اٹھا تو شہرے نے پتلا اٹھایا آپ ہی آپ کہتا ہوا جیون کے ساتھ ہوا رہا مین ایک مقام پر بھٹو کر پیٹلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فقیہ تھا رہ بھی گل ہوا جیون سے کہا حضور اسے روشن کر لائیے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جوے والے میرے بدن کی صفت کرتے تھے جیون نے کہا میان شہرے صاحب تھیں ان باتوں سے ملت نہیں شہرے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہو اسی مین ہماری سیر ہوتی ہو جوے پر رہتے ہیں جواریوں سے فوج کے داؤن بد اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپی ہو جاتے ہیں بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہیں لیا جاگ پڑتے ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان نہالین گے ابھی نقد پر رسائی نہیں کرنی اس حال سے رہتے ہیں جیون فقیہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلا کھولا آسمین بیوشی ملائی اتنے عرصے مین جیون رہنشی لیکر آیا پتلا اٹھا کر شہرے نے کانڈھے پر لگایا جیون کے ساتھ فید خانے پر آیا شہرے نے پتلا رکھ دیا سیاہیوں کی چلبین بھرنے لگا ان سب نے شہرے کو عزیز کیا کسی کی جلم بھرتا ہو کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہو جیون نے کہا میان شہرے صاحب بیٹھو تھیں بھی شراب ملیگی شہرے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہو گن تو بیٹ مین بھرے ہیں فقط منٹھ سے بونا چاہیے مجھ کو تو ندی بھی آتی ہو آپ لوگوں کی خدمت مین رہونگارات بہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جائیگے جو کچھ آپ لوگوں سے



پایا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان بھٹ پڑے  
 تو ناچار ہیں سب شہدے کی باتوں سے ہنس رہے ہیں کہتے ہیں اس شہدے کی ذات سے  
 بڑی آبادی ہو اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہو کہا حضور ہماری ہی دنیا ہی عقیقی ہی اسی  
 شوق میں شہدے ہوئے اور جوے پر پڑے رہتے ہیں میمون نے سب کو شراب بلوائی آپ بھی  
 دو جام پیے ہنس کر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہو شہدے نے کہا جو رکھو بگاتا ہوں  
 اسی نان لگاؤں کہ ساون کی طرح منہ پر سننے لگے یہ لکھے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اسے اونڈھا  
 کر کے رکھا اُسی کو بچانے لگا اور پر غزل شروع کی۔ نظم

یہ نادم مرے دود کشتن سے ہو  
 عبت دوستی نکو دشمن سے ہو  
 شبک مرا سینہ چٹون سے ہو  
 کہ بیزار وہ سیر گاشن سے ہو  
 گلہ نالہ آتش انگن سے ہو  
 ہمیں خجالت اُس شوخ بطن سے ہو  
 کہ بیتاب دو بار گردن سے ہو  
 خجل ساری چشم پر فن سے ہو  
 کہ ورت عبت فکر دفن سے ہو  
 یہی کھیل ہما لڑکین سے ہو  
 عیان صلح پھر کس کی چٹون سے ہو  
 لگا وٹ یہ طفل برہمن سے ہو

اجل جان لب جبرے شیون سے ہو  
 وہ بند خواہ مجسا تو سبہ انہیں  
 یہ پر وہ نہ ہونیش نہ نور کا  
 مرے داغ یاد آئے گل دیکھ کر  
 جلاسنے سے بھی تیرے شاگرد ہیں  
 شب غم موے شمع کو دیکھ کر  
 مرا خون کیا بار گردن ہوا چ  
 کھلائے نہ کیوں سر نہ گوسالہ کو  
 جہان خاک اڑائی وہیں دب سے  
 نئی کچھ نہیں اپنی جانب ازبان  
 بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہوں میں  
 دل مومن آنشکہ کیوں بنے

شہدے صاحب گارہے ہیں بیوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سیا ہی شہدے سے ہنس رہے ہیں  
 باتیں کر رہے ہیں جیون میمون سے کہتا ہو بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے  
 کی باتیں کرتے آئے انھیں باتوں سے یہ خوب فوش ہوتے ہیں میمون نے کہا بھائی دیکھو میان  
 شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہیں شہدے نے جھک کر کہا آپ

قد رت کو بلائیے میمون ناجنا ہوا چنا۔ قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیون بھی اپنے مقام سے اٹھا  
 اور سپاہی بھی لینا لینا کیلئے اٹھے ہوئے تھا وہ گرا غھوڑے سے من سب بہوش ہوئے فیروزہ  
 خنجر بیکر اٹھا کہ انکو قتل کروں پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہیں قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور  
 کوتوال وغیرہ طلائے پر پھر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ آجائیں پہلے دروازہ کھولوں شہر بار کو رہا کروں  
 تب ان سب کو قتل کروں فیروزہ جست کر کے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو جا ہا  
 قفل کھولوں یا خنجر سے کاٹوں نہ قفل کھلتا ہو اور نہ کاٹے سے کھلتا ہو اتنو فیروزہ حیران  
 ہوا کہ میں کیا تدبیر کروں ہر چند چاہتا ہو کہ کاٹوں قفل نہیں کھلتا کئی سو گنجیان اپنے پاس سے کالین  
 مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہو کہ میں کیا کروں جی میں کہتا ہو کہ ای فیروزہ معلوم  
 ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہی یہ قفل نہیں کھلتا اس سوچ میں تھا کہ بھولوں کی خوشبو دماغ میں آئی فیروزہ  
 دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار چوڑا سرخ پہنے ہوئے آسمان سے آتی ہو فیروزہ  
 کو جو خنجر بکف اس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو دن سب کو کہنے بہوش  
 کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دوں نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہو راہبر بارہن  
 ہو دل کو بچ کر کے بکار اٹھا منہم فیروزہ بن عمر و عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہیں اس  
 مشب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھراؤ نے سب کو بہوش تو کیا  
 مگر قید خانے میں نہ جاسکیگا قید خانہ سحر بند ہے میں آ کے دروازہ کھولے دیتی ہوں یہ کہہ  
 نو بہار طاؤس سے اتریں آکر سحر کیا ایک بھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا  
 بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوئے بیٹھے تین فرماتے ہیں افسوس ہمارے بار وفادار نے بھی  
 خیر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بہوش کیا یہ کہہ ہتھکڑیاں کاٹیں  
 نو بہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہیں کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو  
 طلا یہ دیتا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر بیان کے نگہبانوں کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ  
 نے قید توڑی نو بہار نے دیکھا کہ بغلوں سے بادشاہ کی فون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی بڑھکر  
 عرض کی حضور نے کیوں اس قدر جلدی کی عیار بیڑیاں کاٹ دیتا ملک دوپٹے سے فون پونچھنے  
 لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُس نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار حنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوے جیچون کو قتل کیا جا رہا تھا ہر پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو کہ جیچون کو قتل کرتا ہو یہ کیلکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نو بہار کو گھیر لیا عیار نے میسون اور جیچون کو ہوشیار کیا کہا اٹھو تمہارا قیدی رہا ہو گیا میسون اور جیچون نے اٹھ کر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہو کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہیں کرتا جو سحر کیا وہ اٹا پٹا اُسی کا کام کیا خواہ سینے پر پڑا تو پڑ کر پشت کو پار گزرا خواہ سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار سے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہیں جبکہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نو بہار نے بودیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہر طرف نو بہار کے کوئی نہیں تا تب تو نو بہار نے گلے سے ہار اتار کچھ اسم سحر پڑھ کر جیچون کی جانب پھینکا جیچون پر کچھ پھول گرے جوش میں آ کر لہرایا بے اختیار پکارا اٹھا اے شہنشاہ اقلیم غوبی وادی نو بہار باغ محبوبی میں بھی ترے باغ حسن و جمال کا گلچین ہوں گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہوں میری عجب صورت ہو اصل میں دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہم سے بخت سید کو اور سودا ہو گیا  
یہ ہمارا بھی تو ہر جا تا شا ہو گیا  
جو کبوتر لے گیا وان نامہ غف ہو گیا  
کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا  
بید مجنون شرم سے وہ سرور عیا ہو گیا  
پانی پانی بسکہ اعجاز میا ہو گیا  
کیا ہمارا نامہ اعمال کچھ وا ہو گیا  
ہم مزاحی کے سبب سے غیر بنا ہو گیا  
مفت اس بلوے میں شجون تنہا ہو گیا  
شب یہاں رہنے کا تیرے سب میں چرچا ہو گیا  
کیا کمون قسمت کو کہنا دشمنوں کا ہو گیا

ہم سے اس زلف سے اب یہ بھی اسبا ہو گیا  
گو جناب سے پردہ کے وہ خود آ رہا ہو گیا  
کس طرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے  
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی  
ظلم کا شرہ یہی تھا دیکھ کر گل ہاے داغ  
چشمہ حیدر بنا اُسکے لبوں کی شرم سے  
روز محشر کیا ہوا پھر کیوں شب و بچہ ہو  
ہو فانی ہو سرشت اُسکی سو وہ ہم میں کہاں  
جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی  
ہٹ گیا ہو گا دہ بیٹہ منہ سے سوتے ہیں  
لگ گئی چپ مجھا تو بھی بات وہ کرتا نہیں

شریت مرگ آب حسرت شور بختی ز برشم	تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا آئینے جو میری لاغری کو دیکھ کر	قطرہ اشک ندامت ہمو دریا ہو گیا
ہو مشک بسکہ روئے روئے چشم ای ماہر	شب و اشک آبا سواک عقد خریا ہو گیا
حق تو یہ ہو کیا غزل اک اور نمونے پرچی	آج باطل سارے استاد نکاد خوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نو بہار کے آیا کہا اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہو ملکہ نے کہا  
او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہو کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہو ہمارے قتل کے لیے آیا ہے  
تو اسکا جلد سر لا جو تو کیگا وہ میں قبول کرونگی اسی کا فوف ہو کہ اگر میں تمہارے گھڑ بیٹھ جاؤں  
یا تم سے محبت بڑھاؤں تو یہ مجھ کو قتل کر گیا کیزون سے کہہ کر زہر دوا دیگا یہ شکر جیون خوش میں  
آیا کہا ابھی اس بھیا کا سر لاتا ہوں یہ کہہ کر بیٹھا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا  
بچار کر آوا دوی او نا مبارک بند رہا رہی ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہو یہ کھکے پیترہ بدل کے  
ہاتھ مارا میمون ہو شیار جا دو گر ہو آئینے وار خالی دیا لٹکا رہا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا  
دیکھ بشت پر تیری کئی جا دو گر آگئے ایسا ہو تجھ کو قتل کر رہی جیون آواز دینا ہوا بیٹھا میمون  
نے ہاتھ مارا سر جیون کا زخمی ہوا جیون نے خون سر کا جلد میں لیا شکر پر میمون کے بھینکا  
کئی سو ساحر جل کر خاک ہوئے قضاے کار ملکہ مقنا طیس جا دو کہ جبکہ جدائی میں شاہ کی  
کب آرام تھا آؤتی بھرتی ہو شاہ کو ڈھونڈ رہی ہو کہ لغزہ شاہ کی آواز کان میں آئی آواز  
شکر بیکر ہو گئی جی میں کہتی ہے شہر یار کہہ بن اڑ رہے ہیں وہ یکہ تار میدان جلالت ستم شکست  
اسفند یار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہیں بلند ہو کر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ  
حسین چار طرف بادشاہ کے بھرتی ہو کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ میں ساحروں کے بادشاہ  
اڑ رہے ہیں تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہو فیروزہ نے  
کہا میں نہیں جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری غیر خواہ ہو بادشاہ کو نہ بگاڑت  
دیکھ رہی ہو یہ فرزند قباد شہر یار بن دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور  
صلب قباد شہر یار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ شکر اسلام انکی جرات کا کیا چھپنا  
معلوم ہوتا ہو یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقنا طیس نے کہا میں ان سب کا ابھی خاتمہ ہے

کرتی ہوں سچے ہنگام ایک گولہ اسم سحر پڑھ کر مارا کہ کئی سو ساحرون کے سر پھٹے و اصل جہنم ہوے  
فیروزہ نے بڑھ کر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ حقیقہ مانگا سپر آ پڑا دو چار وار آئیں میں واقع  
ہوے تھے کہ فیروزہ نے ہنگام بچہ مارا کہ دونوں بانوں اجلال کے اڑ گئے بڑھ کر عکس ہو بہار  
نے میون کو مارا ساحر بھگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر باس اجلال کے پہونچے کہ سحران  
قباد کو ملک نو بہار نے جا کر ہا کیا اجلال فوراً کھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کہ پڑ  
ساحر تیار ہو کر آئے انکو بیکر جلا بیان مقناطیس نے دو تین چلے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر  
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ انکار کرتے ہیں کہ  
مقناطیس نے تحت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھا یا نو بہار کی طرف نگاہ کر کے  
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نو بہار بیٹھی مقناطیس نے اپنے  
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑاتی ہوئی نے نکلی اجلال جادو فوج بیکر سوخت ہو گیا کہ اسنے آکر  
دیکھا لا شہر میون اور محوٹ خاک و فون میں غلطان پڑا جو قید خانہ ٹا پڑا ہستی کے قید خانے  
کے لادزار کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر میں نو بہار کے تبتل سر بٹھا رہے ہیں غل چار ہے  
ہیں اجلال نے آکر انبر سے سحر اُٹا راجب انکو افاقہ ہوا تو اسنے حال پوچھا ان سب نے  
حال بیان کیا اجلال جادو غصے میں کا پنے لگا کہا یارو اس کیسو بریدہ نو بہار نے مجھے  
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال بیگنی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت  
پر پا کر دی نو بہار بھی اٹھین کے ساتھ تین اجلال نے کہا میں ابھی اُسکے بھائی گلزار جاؤ  
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس کیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کرے گا میری صحبت  
میں آکر اُسے بادشاہ کو دیکھا تھکے بیٹھی باتیں کر کے یہ دھوکا دیا میں نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ  
قتل سے کیوں روکتی ہو مراد اُسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس  
نے بھی آتی تو ان ساحرون میں بریافت نہ تھی کہ اُسکو روک سکتے اور مقناطیس کو بلا  
روزگار ہو یہ کیسے بلش اگر وہ خلق ہو کہ کسی سمبات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھا مراد  
یہ تھی کہ او گلزار جادو و تھادی بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ شکر اسلام کو قتل کرتا تھا  
اُسے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر مارا بیگنی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر جلا مقناطیس نے راہ میں نو بہار سے جو فصل حال سنا سنا آگیا جی میں کہتی ہو  
 دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام میں آکر پہنچی نو بہار نے کہا اگر حکم ہو تو میں  
 بلا سے قلعہ چمنستان جاؤں بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہیں انکو جا کے مسلمان کروں خدمت میں  
 حضور کی نیکر آؤں بھر کوہ رنگارنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھا یا کہ تمہارا جانا بہتر نہیں  
 نو بہار نے دانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرقت قلعہ چمنستان کے جلی اس قلعے میں اسکی  
 سلطنت ہو قلعے میں آکر پہنچی تخت پر آ کے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوئے نو بہار نے سب سے کہا  
 صاحبو تم لوگوں کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہو چار طرقت سے اہل اسلام نے گھبراہے  
 تمام در بند فتح کر لیے ہیں پہاڑ قبضے میں مسلمانوں کے آئے اب جاہ پہاڑ قبضے میں خداوند کے ہیں  
 طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہو ملک مغرور مشیرین کلام نور جلیدہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق  
 ہو میں لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اسے لوح کا  
 ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہو کتابیں بہاری جتنی تصنیف کردہ خداوند  
 ہیں سب میں صاف صاف تحریر ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہو یہ  
 طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہو تم سب کو میں سمجھاتی ہوں  
 کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزار ہا ساحر قتل ہوا ملکوں پر  
 کیسی تباہی ہو وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہیں کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی آپ کے  
 بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہیں نو بہار تخت سے یہ کہہ اٹھی کہ بھائی صاحب شریف  
 لاتے ہیں میں اُسے چن ساعت باتیں کر کے انکو رخصت کر دوں گی تم سب صاحبوں کو خدمت  
 اہل اسلام میں چلنا ہو گا یہ کہہ کر اسے استقبال گلزار جادو جلی بیرون بارگاہ آئی گلزار  
 نے جو بہن کو دیکھا جلیسا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہنچ چکا ہو حال سے ملکہ نو بہار  
 کے آگاہ ہو مگر خاموش ہو رہا نو بہار نے پوچھا بھائی صاحب خلافت وقت آنے کا کیا اثر  
 ہوا گلزار نے کہا تمہیں دیکھنے کو دل چاہتا تھا بقرار ہو کر آیا نو بہار نے گلزار کا استقبال کیا  
 بارگاہ میں لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نو بہار سامان خاطر داری میں مصروف ہوئی نو بہار  
 جو سامنے سے ہٹی ملازموں نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمیشہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو بہن ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ اب کی آمد شکر پر اسے استقبال گئیں اب آپ کے نزدیک جو مناسب ہو وہ بھیجے گلزار خاموش ہو رہا جب نو بہار نے ساقی بچوں کو بلایا شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچا کر بیہوشی طائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو نو بہار اس انقلاب سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر شکر آیا ہو اہل دربار نے آتش افروزی کی حاکم بی گئیں بی کر کسی بیٹھیں تھوڑے عرصے میں آثار بیہوشی کے ظاہر ہوئے نو بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی مگر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان میں سوزن دی مسلسل کر کے ہوشیار کیا کہا کیوں او گیسو بیٹھ تو نے قلعہ اغلال میں جا کر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزار ہا ساحر مارا گیا اغلال کے شکایت لکھی ہے اب بچھکو خدمت خداوند میں بیو بچاؤ نکا وہاں سزا ملیگی کہ ساحر دن کو قتل کیا بادشاہ کو اس کی قید سے بچھڑایا وہ مجبور و ناجار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہوئے سب حال مجھ کو لکھا یہاں اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہیں کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ خدمت بادشاہ اسلام میں چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھ کر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نو بہار کو ارا بے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف کوہ رنگارنگ کے چلا بیان بادشاہ اسلام لشکر میں جن جب کئی دن گزریے اور نو بہار وہاں آئیں انکی صورت زیبائی دیارت نہ ہوئی فرمایا کہ اگر فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ نو بہار پر کیا گزری فیروزہ اسی وقت قنطورا سے ذربفتی سے آ رہا ہے ہو کر براے خبر نو بہار نکلا خیال میں یہ تھا کہ قلعہ چمنستان پر چلوں جو ملک کی حکومت کا قلعہ ہے رہ رہی کرتا ہوا آتا ہو اسی فکر میں کہ کسی طرح ملک کا حال دریافت کروں راہ میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا کہ صحرا سے گرد آڑی ایک ارا بے پر ملک نو بہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عمدہ سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوئے جاتا ہو فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اترتا اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نو بہار کو لیے ہوئے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہو فیروزہ بہ دریافت کر کے پلٹا خدمت شاہ میں آیا مفتاح طیس وغیرہ دربار میں حاضر ہیں کہ فیروزہ آکر بیو بچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیوں ایسا ہوا اور کیا خبر پائی باد میں اس ناز میں و معشوق مخرج پوش کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہی نظم



نہ بھی ہمسے دوستی ہی تو ہو	نہ رہا پوش بھڑوی ہی تو ہو
نہ لکھد کیا نو تو ہوئی	بن چڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہو
ہم بھی آنکھیں گے گلی ہی تو ہو	وجہ آزدگی ستاؤن کیا
نا شکستہ رہا یہ غنچہ دل	نہ کھلی ای صبا کلی ہی تو ہو
کون دے ساتھ بیسی ہی تو ہو	دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ضبطہ آخر نہ ہو سکا اے رنہ	ہنس پڑا یا رگہ گدہ ہی تو ہو

اسطرح بیقرار ہو کر یہ اشعار سعد شہر یار نے سامنے فیروزہ کے بڑھے فیروزہ نے بیقرار ہو کر عرض کی اور شہر یار تو بہار نے بڑی خیر خواہی پر مکر باندھی تھی مگر اُس کے بھائی نے اُسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ لکھار ابے بر سوار گلزار ہمدانے ہوئے طرن کوہ رنگارنگ کے جہاز کو چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دیں کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دی تھیں کہ جلد بادشاہ اسلام کے شریک ہو ورنہ سامان سے گلزار گیا ہی ثبوت خطاے ملکہ تو بہار میں کوئی جملہ اُسے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیا کہ تو بہار کو قتل کر دو بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لو لٹکا ورنہ اپنے کو بہ کوہ رنگارنگ پہنچاؤنگا و بان جا کر ملکہ تو بہار کو چھڑاؤنگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہوئے مقنا طیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اور شہر یار مقام کوہ رنگارنگ عجائب و غرائب سے معمور ہوا ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کو لگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو ہر کار کو نکال دینا جان دو لٹکا اٹھے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا میں خبر سنوں کہ اُسکی قید جاتی ہو اور نہ جاؤن تو خلاف حروت ہو سردار یہ کیلے اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناخن یا بے حضور پر ہماری جان نثار ہو بادشاہ مرکب بر سوار ہوئے مقنا طیس اور شہر یار نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی تو بہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہوئے تو بہار کی دامنہ کوہ رنگارنگ میں پہنچا کر کوہ دو کا نین

آرامتہ میل جمع ہو بلا سے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو مراد مند جمع ہیں گلزار  
 جو اس مجمع میں چوٹی دو کا ندر اٹھ اٹھ کے اپنی دو کانوں سے پاس گلزار کے آنے میں جو  
 ہیں ای گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا جلا آتا ہو رنگارنگ جادو  
 حاکم بیان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مند دن کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خوش  
 کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پار ہے ہیں درختوں پر جانور بیٹھے ہوئے تعریف  
 ہفت پیکر کر رہے ہیں ہزار ہا زراغ و زغن درختوں پر جمع ہیں نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے  
 ہیں ہر ایک زراغ و زغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہیں سامری اور  
 جمشید انھیں کے بندے تھے ان سب نے بڑی حماقت کی کہ دعویٰ خدائی کر بیٹھے آخر کیا کیا  
 سب غائب ہوئے انکی خدائی دشمن ہو ہر طرف سے یہی آوازیں آرہی ہیں کہ رنگارنگ جادو  
 نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نو بہار کو گرفتار کر کے لایا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر  
 سے آواز آئی ہم اس کے حال سے بخوبی آگاہ ہیں بلا سے کوہ اس گنہگار کو دلاؤ زیر کوہ سامان  
 قتل کرو رنگارنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہیں بلا سے کوہ اس گنہگار کو  
 دلاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والوں کو حکم دیا کہ میدان فونی  
 کی تیاری کرو اہل فوج دارین استوار کرنے لگے جب نو بہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر  
 دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و ای مالک کار ساز رحم اپنا شریک کر میں نے مذہب  
 حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہوں تو رحم اپنا شریک کر۔ لفظ

تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج  
 زمانہ برد و نطفہ تو ہر زمان محتاج  
 کند جو برود دربار تو فغان محتاج  
 غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج  
 فرشتہ بندہ در گاہ و انس جان محتاج

تو بادشاہ جهانی و دو جہان محتاج  
 جہان باب عطا سے تو روز و شب محتاج  
 بگوش قدرت تو دگوش میکند یارب  
 رسد بکام دل خویش از عنایت تو  
 مطیع حکم تو دام و دود و دوش و طیور

گلزار سامان قتل نو بہار کر رہا ہو دارین استادین جادو با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہیں  
 سنگین لگا رہے ہیں گلزار چاہتا ہو حکم دون کو نو بہار کا سر کاٹ لو کہ صحرائے گرد

اُری اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر فوج در فوج دو طرف سے دو ایر سیاہ اُسٹھے ہیں کہ اُن ابروؤں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی دو فون وہ ابرو روا روی آتے ہیں باد شاہ نے جو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا بادشاہ کا فرار بجھا واریا بکاران پڑوغا ہر کہ داند داند دہر کہ داند بشناسد لغزہ بادشاہ اسلام

منہم شاہ شاہان فریدون ششم ہمار گلستان کا دُوس وجم ہزیر ثریان شاہ اسلامیان

نہال گلستان صاحبقران جو ہر اہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ

اُڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ متقنا طلیس بارہ ہزار کینڑوں

کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحرون کے آکر گرے دونوں

نے جو سحر کے ہزار ہا ساحر قتل ہوئے دو کا نام فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل

فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی بجاتا ہی یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلانا زل ہوئی ہم تو مراد

مانگتے آئے تھے کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھ کر چاہا کہ تو بہار کو رہا کروں کہ گلزار

سحر کرنا ہوا بڑھا بکار کر آواز دی اوی بادشاہ قریب گنگار کے نہ جانے دو نگا یہ کیلے گلزار نے

گولہ مارا شعلہ آتش بھڑکے تلواریں برسے لگین لگر کوئی شہر بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الگ

گر رہی ہیں شعلہ با سے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے

شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر بباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ تاخیر

نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُپر کرتی تو سر اڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی

گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ بانی برسے لگا برت کی سلین کرنے لگین دم بھر میں کوہ سفید کے

انبار ہو گئے سب کا فرسردی سے مثل بید کا نپ رہے ہیں لگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری

گر و مرکب انبار ہو جسم مرکب بادشاہ کا برت دیانی سے محفوظ ہو جس طرف کھوڑا بڑھتے ہیں

برت پانی ہو کر بہ جاتی ہو یہ تاخیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو

اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا تھپتھپے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کیلے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ

نے تلوار کو تلوار پر رکھا اُبھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر بھولوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ گیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا توقیہ سپر بہ تلوار چکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے  
بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملک  
نوبہار کے پہنچے نوبہار بادشاہ کو دیکھ کر تنگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھ کر زبان سے نوبہار  
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنکر گری نوبہار تڑپ کر اٹھ اٹھ  
شکر گلزار پر گر گئی کئی سو کے سہڑا دیے کچھ بھوون کا زیور جو جسم پر آ رہا تھا اتار کے  
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہو گئے کوئی سر ٹکراتا، کسی کا گریبان جاک کوئی  
منہ پر خاک مل رہا، ہونکرین گلزار کے ہنگامہ بڑ گیا ایک طرف سے مقنا طیس سحر کرتی ہو  
آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہو رنگارنگ جادو نے بالائے کوہ سے دیکھا  
کہ میلہ تباہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادو گریبان جم کے سحر  
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہنچ رہے ہیں رنگارنگ کا پتہ ہوا سامنے تصویر کے آیا  
عرض کی یا خداوند مقنا طیس و مشکبار و نوبہار نے سارے پہلے کو لوٹ لیا ہو دوکان  
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تقدیر بھیجے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں  
آواز آئی ایو رنگارنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جا کر تاشہ  
دیکھو رنگارنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ایو آسمان سپر جلد  
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان سچیدہ ہو کر بالائے آسمان پہنچا  
آواز آئی منم آسمان سپر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ایو بندی خاص الخاص مقنا  
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جہا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحر دھوئیں سے  
نکل کر پہاڑ پر آئی یا کون پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ایو آسمان سپر جادو  
قدرت نے نظر کر دیا آسمان سپر نے آکر رنگارنگ جادو کو سلام کیا کہا ایو رنگارنگ  
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگارنگ  
نے کہا ایو آسمان سپر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوئے اگر تم نے دیر کی تو  
سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال  
کو کے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور بھولو نکا جو جسم پر آ رہا تھا تقاسب اُس نے

نوجو کہ پھینک دیا دیکھ سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سرنگراتے پھرتے ہیں بعض  
اہر دڑبونے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سیر نے کہا پوسب بلائیں دفع ہو جائیں گی  
شکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسے کہ نکل نہ سکے پھر قہر رست کو اختیار ہو رنگارنگ کو  
آسمان سیر سمجھا کر ہاڑ سے بلند ہوئی تو بہار نے دیکھا میرے چار جانب چار بہار ہیں اور  
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر یا نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگارنگ  
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے نو بہار کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے میں بیٹھی  
ہو رنگارنگ نے سرم اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار ہاڑ ہیں اور ایک جھوٹا میدان اس میدان میں  
ایک نخل ہے اس کے سائے میں سر جھکا لے بیٹھی ہے افسوس افسوس کہ یہی ہو رنگارنگ  
نے بجا کر آواز دی ای آسمان سیر کیا کہنا سحر اس کا نام ہی جو تو نے کیا آواز آئی ہو رنگارنگ  
دیکھ بادشاہ بر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہو رنگارنگ نے اپنی فوج کو اشارہ  
کیا قلعة رنگارنگ سے ستر ہزار جاو و گرا سیاب سحر لکھا شکر اسلام سے جنگ ہوئے  
لگی شکر اسلام ہٹ کر خاستان میں پہنچا فوج رنگارنگ ہٹ آئی کل اہل شکر اسلام  
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھینچی ہے اس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحرون  
نے گرد اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاخیر ہوئی مقنا طیس ایک جانب لڑ رہی ہے  
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں روئے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ در کشیدہ شکار  
بڑھ فرہ کے رو رہا ہے۔ فطس

گر میں کبخت وہ نجیل ہوا	مجھ کو چھڑا آسمان ذلیل ہوا	گر یہی بخود ہی ہے صہبا میں
کون اشتاق سہیل ہوا	آسمان راہ پر نہیں آتا	دعویٰ خضر بے دلیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خود کا می	غیر ہر کام میں ذلیل ہوا	اب تعاشل ہے وان مگر گریہ
میرے آزار کا قہیل ہوا	کس قدر تیز رو، سوئے قسم	نامہ بر سید اجبر نہیں ہوا
آخر حسن و عشق تھا بے مثل	میں ترا تو مرا عبد بل ہوا	آپ کی کون سی ریحی عورت
میں اگر نرم میں ذلیل ہوا	آتش آہ بے اثر سے مری	آسمان گلشن غلیل ہوا
کو تہی کے جواب میں جون ہوا	اور بھی خط مرا طویل ہوا	ہائے مومن شہادت بنے

بہر واصل جنم قتل ہوا | مقنا طلمس یہ منہ سے در دناک سُکر بقرار ہو گئی پلٹ کے کھنچا  
 کہ ایک مقام پر چارہ کوہ بین ایک نخل کے سائے میں تو بہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہو اور شہار  
 مذکور زبان پر جہدی بین مقنا طلمس بقرار ہو کر ان پہاڑوں کے بیچ میں پہنچی جا کے تو بہار  
 سے ملاقات کی تو بہار نے ہاتھ بٹکے اپنے پاس بٹھایا مقنا طلمس بھی پاس تو بہار کے  
 بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہو کہ پلٹ کے اسے دیکھا مقنا طلمس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت  
 کے سائے میں تو بہار سے باتیں کر رہی ہو مشکبار ترپ کے پاس مقنا طلمس جادو کے  
 پہنچی یہ تینوں ایک مقام پر بیٹھی ہیں لشکر کل دیوار دن میں گرفتار ہو بادشاہ نے پلٹ کے  
 دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہیں حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا  
 حصار دیوار میں بھنسا مقنا طلمس اور مشکبار دو تو بہار پہاڑوں کے بیچ میں بیٹھی ہیں  
 سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہر پار پہنچتا رہتا ہے تین اور جہنم واصل ہوتے ہیں  
 یکایک گھوڑا بنگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے آوگا مگر نہ رکا طرارہ بھگے پہاڑوں کے  
 بیچ میں پہنچا فیروزہ ہمراہ رکاب جو ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ بشت مرکب سے اُتر پڑے  
 پہاڑ چاروں طرف گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہیں ایک نخل کے سائے میں  
 جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہو ہر مرتبہ بادشاہ کو بکارتا ہوا شہر پار  
 بہان سے نکلے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہیں چلتے ہیں میں مرکب کو قبضے میں کر دن بشت پر سکی  
 سوار ہوں مرکب بھاگا بھاگا بھرتا ہو کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہو لیکن راستہ نکلنے کا نہیں پایا  
 یہی حال بادشاہ کا ہو تینوں جادو گر نیاں نخل کے سائے میں سے نین اٹھتیں آپس میں  
 ہم کلام ہو رہی ہیں رنگارنگ جادو دیکھ رہا ہو آسمان سیر آسمان سے اُتری آگے رنگارنگ  
 سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہو اُنپر سحر تاخیر نہیں کرتا ہو مگر پہاڑوں  
 کے بیچ میں بیٹھے ہیں نخل نہ کیٹے ہی مقام پر ترپ ترپ کر رہے رنگارنگ کو سمجھا کہ آسمان پر  
 فریب تصور پسنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے میں نے سب کو قید کر دیا میں بادشاہ  
 کا انتقام کرونگی ایک ہفتے میں تمام ہو جائیگے یہ کہنے نقویر سے رخصت ہوئی آسمان پر  
 پہنچی انتظام کرنے لگی یہاں بادشاہ کو دن بھر گدرا رہے آب و داد نہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ تم نے دیکھا کہ اس قید خانے میں آب و دانہ بھی بندہ کی فیروزہ اپنے مقام سے اٹھا چار طن بھر اگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر باس نو بہار کے آیا کہا کیوں اے نو بہار کچھ سحر وغیرہ ٹکاو باؤ نہیں نو بہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہو گیا کوئی سحر سحر باؤ نہیں اب دیکھیں اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر اے فیروزہ بن عمر و جب تک آسمان سیر نہ قفل ہوگی یہاں سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سنے پھر نے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئیں دبا کر بہ مجبوری اتر ادرے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ میں ایک باغ ہو اندر سے اُس باغ کے گلے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کندہ مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گردن گاتا ہو رہی ہیں ایک گائیں بیٹھی ہوئی تائیں لگا رہی ہو آسمان سیر کہ رہی ہو میں نے سب مسلمانوں کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہاں آب و دانہ کا نام نہیں بادشاہ و سلام کو بڑا گھنٹہ ہو کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا ہنڈھا ہے کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہیں کر سکتا مگر میں نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہاں سے نکل نہ سکیں گے آب و دانہ بھی میں نے بند کر دیا یہ باتیں دیوار سے فیروزہ نے سنیں دبے پاؤں دیوار پر سے اتر ادرے میں چھپ کر بیٹھا گائیں گاتے گاتے اپنے مقام سے اٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائیں کو حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اُسی کی صورت بن کر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھ کر کعب کعب کے یہ اشعار گائے۔ نظم

جلوں کے بدلے جھکو زمین پر گر ادا برق آہ کو جو میں نے کہا سگر ادا فرماتے ہیں وصال ہے انجام کا عشق تاخیر سوز دل کرہ نار ہے مگر اشک فغان کی ہلے رقیب آفرینان مٹی بزدی مزار تلک آ کے اسپہ بھی اُسکی شرارتوں سے جگر داغ داغ ہو	اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اٹھا دیا دل گرمیوں نے اُسکی کلیجہ حلا دیا کیا ناصح شفیق نے مزہ سنا دیا اُس شعلہ رو کو سیٹھ سے میرے لگا دیا محشر نے خفتگان دمان کو جگا دیا کتے ہیں لوگ خاک میں اُسنے ملا دیا گلی کھانے کو رقیب کا جھٹکا دیا
---	--



ایسی غزل کہی ہو جھکتا ہو سب کسیر  
 مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا  
 آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی  
 فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہو وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی  
 وہ گرفتار ہوئے جی جاہتا ہو آج شراب و کباب کا جرجر ہو خوب خوشی کریں آسمان سیر  
 نے کہا اے شعلہ رخسار یہ سحر مجھے ایسا بن پڑا کہ قدرت فروش ہو گئے فرماتے تھے جن نے  
 صد ہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہو کہ بازو پر اُنکے نقش  
 بندہا ہو کوئی ساحر پاس نہ جاسکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے  
 بی مقنا طلسم کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ تھا اب سب منتر جتر فراموش ہوئے بی مشکبار  
 کہ ہمیشہ اس گمنام میں رہتی ہیں کہ ہم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعلہ میں  
 کیسی پھینکے اب اس نخل کے نیچے سے اُٹھ نہیں سکتیں میں اُسجگہ قدم نہ رکھوں گی اگر  
 بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں فوراً ہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہاں جانا  
 بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لیا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں  
 پھنسے ہیں فریاد فرما کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری  
 میں نثار ہو جاؤں کلید نیچا نہ جھکاؤ مرحمت ہو آج وہ ساتی گری کروں کہ کوئی باقی نہ رہے  
 آسمان سیر نے کہا یہ کبھی موجود ہو تم سب کے فوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہو  
 کبھی دیکر کہا اے شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہو بیوشی نہ ہر سنگھیا کوئی مجھ کو کھلا  
 نہیں سکتا یہ میرے بازو پہ پہلے بنا رہے ہیں فوراً منع کرینگے اب تو فیروزہ کے ہوش اُٹھے جن  
 کتا ہوا فیروزہ بڑا یہی دعویٰ ہو کہ شراب میں بیوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الہم  
 سے قتل کر دیگی دل میں کتا ہوا فیروزہ کیا تاہر کروں مینانے سے جا کر شراب لایا سب کو  
 بلائی مگر بیوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد میں گذری دل سے کتا ہوا فیروزہ بادشاہ کو  
 دوشباناہ روز بے آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو صدے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ  
 سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہو ہمارے رہنے کا مقام اور ہو ان قیدیوں کے  
 اختتام تک رہو نگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں ہی جاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لجاؤں

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر دین  
 شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہنے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا میں لشکر نقاد بدار صبح ہو  
 اتر ہوا ہو لشکر میں کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازاریان ہو رہی ہیں من جلی ہے کہ یہ نقاد بدار بھی  
 مسلمانوں کا مددگار ہو جا جائے کار نمایاں کیے ایک بہادر پر آئے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر  
 ایک ابر سیاہ اٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقاد بدار بارگاہ میں بیٹھا ہوا فخران فوج  
 گرد جمع ہیں عیار طرار بلاے روزگار رشت پر کھڑا کس رانی کر رہا ہو کہ لشکر میں ہنگامہ برپا ہوا  
 نقاد بدار نے کہا اویار و فادار ذرا باہر نکل گئے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ خدا سے  
 فریاد بلند ہوئی یہ کہنے صحن میں آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہو برف برس رہی  
 ہو عیار نے آسمان کو دیکھا کہ کیا یہ ابر اصلی نہیں ہو کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہو حذر  
 کو یہ کہنے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آ کے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہو اور دور دور  
 چاندنی نکلی ہوئی ہو اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہو دیکھا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا  
 دیکھا سامنے کوہ ہو اُسپر سے لگے ابر اٹھتے ہیں ابر سیاہ میں جا کر ملتے ہیں ابر کو زور  
 دے رہے ہیں جب یہ لگے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے لمبائے ہیں تو برف کی توفی  
 ہوئی ہو عیار اسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک  
 ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو جی میں کہتا ہوا کہ برقی ثانی جو سو بے نغے وہی بات ٹھہری اسوقت  
 قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سو چکر ایک جادوگر کی  
 شکل بنا ایک نامہ بار کر کے اپنے من لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا بھر سوچا کہ اگر بہادر پر  
 کو دے تو اس جادوگر کی کے پاس پہونچے اگر پہونچے گئے تو استخوان جو رچ رہا ہوے شیر  
 جان بازی کا ہماری ذکر ہو گا یہ تو کہنے والے کہنے لگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ  
 نہ تھی یہ کہنے کو دا اور وہیں سے نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ہفت پیکر بہادر پر آ کے  
 پاؤں قائم ہوے آسمان سے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا  
 گھبرا گئی ہاتھ میں کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ وار ہے قدرت نے بھیجا ہو گا میں کئی دن سے  
 خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوئی شاید یہ نقاد بدار قدرت ہو مجھے خطا ہوئی یہ چکر

اپنے مقام سے اٹھی پکار کر آواز دی اور ساحر کہاں سے آتا ہو میں ہوں آسمان سیر ساحر  
جھپٹ کر قریب آیا کہا اور شوخ دیدہ اپنے مرتے پر چھوٹ گئی دیکھ اس نامے میں کیا لکھا ہے  
قدرت تجھ سے بہت تھا میں آسمان سیر نے نام لیا دیکھا نہ بہت لپٹا ہوا ہونامے کو کھولنے  
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اڑی اسے کھل لڑائی عیار آبادہ کھڑا تھا خنجر کھینچ کر پہلو پر مارا  
کہ شکم جاگ قلعہ پاک آسمان سیر لہر کر گری فیروزہ بن عمرو یہ قوباغ میں آسمان سیر کے حضور  
شعلہ رخسار گائے موجود ہو کینزون میں بیٹھا مسخہ پن کر رہا جو کہ یکایک دناٹا ہوا ابر سیاہ آسمان  
پر آیا چین چلنے لگے صد ہا درخت گرے طائر جل کر خاک ہوئے کینزین سر بیٹھے لیکن کتنی تھیں  
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اس کے سحر کی علامتیں مٹ رہی ہیں خاص اُن کے قتل کی  
نشانی ہو کیوں شعلہ رخسار اب ہم کیا کون کہاں حائین عمر بھر تو اُن کے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار  
نے کہا ہم تم سب مل کر چلین اُن کے خون کا بدلہ لین کسے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہو  
کہ آسمان سیر کو کسے مارا دوڑ کر میمانے سے چلہ شراب کا لایا اُس میں بیہوشی ملا کے کینزون کو  
شراب پلائی بلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے جلا ہوا بادشاہ رسد مع مقنا طلیس نو بہا  
و مشکبار حصار کوہ میں قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا ابر ہاڑ کرے مقنا طلیس کو سحر یاد آیا  
نو بہا رہی تو پ کے اٹھی مشکبار سجدہ شکر یہ پروردگار کرنے لگی مگر کب باہر نکلا چھا گا پھر  
نھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُس پر سواری ہوئے تینوں جادوگر نیاں  
ہمراہ دور سے دیکھا شکر بھی آتا ہو کہ فیروزہ آکر ہو نیا اپنے آقا کو جو اس حال میں دیکھا  
خوش ہو گیا عرض کی اور شہر یار نہیں معلوم آسمان سیر کو کسے مارا کہ باغ اُس کا ویران پڑا ہو  
میں نے اُسکی کینزون کو قتل کیا میں کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُس کا بہت قریب  
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہیں پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگارنگ کو جو دیکھا اسی  
طرف متوجہ ہوئے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہیں لشکر تو بادشاہ  
کارک گیا تینوں جادوگر نیوں نے بڑھ کر وہ گولے مارے کہ بھاٹک تو مار رنگارنگ جادو  
کو خضر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پڑے رنگارنگ فوج بکھر نکلا اس وقت پہونچا کہ بھاٹک  
پر بادشاہ لڑ رہے ہیں لاشوں سے جادوگر وں کے خندق باطنی ہو ساحر لہوہ کر رہے ہیں

جاہتے ہیں قلعے میں نہ آئے دین مگر نو بہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی چھینک ماری  
کبھی زبور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلائے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے  
ہوے سامنے آئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

دس بیس روز مرتے ہیں دو جاہل کے عاسق ہوئے ہیں ہم ترے آزار کے لیے رکھا ہو اسکو حسرت دیدار کے لیے یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے تجویز زہر ہو ترے بیمار کے لیے تسکین اضطراب دل زار کے لیے طرز خرام شوخی رفتار کے لیے انظار حال چشم گداز کے لیے بو سے جو خواب میں ترے خمار کے لیے مرتا ہوں زندگانی دشوار کے لیے ڈھونڈے ہوتا رسم کے زار کے لیے	کرتا ہو قتل عام وہ اغیار کے لیے دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون قتل اسنے جرم حسیب جفا پر کیا مجھے لے تو ہی بھیجے کوئی پیغام تلخ آب آتا نہیں ہو تو تو نشانی ہی بھیجے جینا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم جی میں ہو مویوں کی لڑی اسکو بھیجے دیتا ہوں اپنے لب کو بھی گلاب سے مثال جینا امید وصل یہ سحران میں سہل تھا مومن کو تو نہ لائے کہیں دم میں رہت
---	---

نو بہار نے افسران فوج کو بمقام دیکھا فوج رنگارنگ بر اشارہ کر دیا ایک طرف سے سفینا  
نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے آئے مذکر کرتے تھے  
کہ اے ملکہ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بچلائیں سفینا طلپس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا  
بیٹے کو باب سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گرد ہی ہے کئی سو کے  
سر اڑا دیے رنگارنگ جب سحر کرتا ہی ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھہرتے ہیں رنگارنگ کو  
زیادہ یہ مشکل پڑی ہو کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو روکا جب رو  
سے نہڑکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہو کبھی کہتا ہو اے افسر مارا کہ جسکا  
رفاقت میں مثل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کس کس پر سے سحر  
اُتاروں کیونکر اپنے یاران ہمد کو بجاؤں آخر ناجار ہو کر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگارنگ پہنچے گریبان سحر جاک ہو چکا ہو ستارہ سحری آسمان پر  
 چمک رہا ہو شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب غنمشاد گیتی ستان جنگ رستمان کرتے ہوئے  
 قریب رنگارنگ پہنچے رنگارنگ نے آگ برسانی تلوارین گرائیں ان چیزوں نے  
 بادشاہ پر تافیر نہ کی جب قریب پہنچ گئے تو رنگارنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے  
 تلوار کو تلوار پر روکا روکا کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگارنگ کے دو ٹکڑے ہوئے  
 رنگارنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارہ شاہی کے چلے کہ وزیر ون اور امیر ون نے آکر  
 قدر ہو سی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہیں بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا  
 آندھی سیادہ جل رہی ہو کوہ رنگارنگ پر اندھیل چھایا ہوا ہو تو بہار نے بڑھکر عرض کی ای  
 شہر یار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے بہار نے نہ جانے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امر و زفر میں خود  
 بہار چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور بھر بلا میں مبتلا ہوں بادشاہ نے نہ مانا نظر  
 کوہ کے چلے تو بہار نے بڑھکر سحر کیا کچھ لڑکے مشعلیں لیے ہوئے ظاہر ہوئے انکی روشنی  
 میں بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگارنگ جادو انکو نہیں روکنا کہ جب  
 برہمنوں نے بڑھکر عرض کی کیا قدر رست کو ظاہر نہیں ہوا رنگارنگ جادو مارا گیا قلعے پر  
 قبضہ کر کے بادشاہ اس طرف آتے ہیں رنگین جادو کہ رنگارنگ کا بھائی ہے دیکھے بادشاہ  
 کے ساتھ آتا ہو سحر ہوا کو بر طرف کر رہا ہو بادشاہ گھاٹیان طر کرنے لگے تصویر سے آواز آئی  
 کہ اے کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر پیشکل حبیب  
 نکلا نکلا ایک چرخ ماری کہ ہر طرف سے سحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئے  
 حضور سے ہی غصے میں ساٹھ تشر ہزار جادوگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کوہان کوہ در  
 آگے بڑھا گھاٹیوں پر آگے سحر کیا کہ کوہ تھرا نے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیوں پر نہیں جتا جطر  
 جلتے ہیں بہار میں جنبش پاتے ہیں کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیوں پر جڑو  
 آئے تھے وہ سب تھر کوہ میں گرے ہر مرجہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہو اور کہتا ہو کہ بادشاہ کیون  
 نہیں کرتے کہ مقلہ طلیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقلہ طلیس کو  
 دیکھا آواز دی اویسو بریدہ تو بھی ان باغیوں کے ساتھ ہو یہ کیسے سحر کیا جس تھپس پر کہ

مقنا طلیس کھڑی تھی وہ بچھڑٹیا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقنا طلیس بھی قعر  
 کوہ میں گرے کہ نو بہار نے بڑھکر مقنا طلیس کو سنبھالا کہا بوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہو  
 مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اس گولے کو کانا گولے کے  
 کٹے ہی صد ہا آہوان صحرا پیدا ہوئے کوہان کو آہوون نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار  
 جادوگر مار کر گرادیے کوہان پیچھے شانام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کوہ سے  
 چند شیر ظاہر ہوئے آہوون پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھ لیا  
 آہون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور  
 شیر دھڑو کے مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس صیب لڑتے ہوئے  
 شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسوں پر آوازیں صیب آئے  
 لکین تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوئے بادشاہ گھاٹیوں کو طوکر کے بلائے کوہ  
 آگے کوہان نے جو دیکھا کہ میں نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ  
 لڑتے ہوئے بلائے کوہ آگے ساحرون کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادوگر نیاں جھک چکے  
 کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اسے مار کر گرادیا بہاڑ برصاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زار  
 کھلا ہر ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہے تصویر سنگی سے آواز آئی کہ ار کوہان اپنا سحر کیوں نہیں  
 کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کرینگے انکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہو کوہان  
 نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف چمنستان کے پھینکا دیکھا پہلو سے چمنستان  
 سے چند نازنینان مہجین و مہجینان مہر تکین ظاہر ہوئے سب کے آگے ایک نازنین  
 زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھینچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان با  
 آئینہ اسکندر سے مثال دون بارنگ گل نسرين و نسرين کیوں آخر کس شو سے مثال  
 دون وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو عارضہ عارض ہو خرمان خرمان سب کے آگے بڑھی ہوئی  
 گنگنائی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بعد ادا آتی ہے نظم

زندہ کیا ہو مجھے سیما کے نام کو  
 بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو

اعجاز زبان وہی ہو ہمارے کلام کو  
 لکھو سلام غیر کے خط میں سلام کو

ابن کون جاننا تھا قیامت کے نام کو  
 جہاں تک کہ دیکھ کہ کینن از جسم کو  
 جیسے میان نہ کیجے وہ دے کے پیام کو  
 کیونکہ سزا ہو تازہ ستم امت نام کو  
 کرنی بین آگ ناز اندیشہ کام کو  
 روتا ہوں اپنے دین دل جنت مقام کو  
 پہنچے خراب آپ کیا اسبے کام کو  
 پھر کون وارثوں کے سنے لڑن نام کو  
 اب خیر اس گلی میں نہیں پھر نے نام کو  
 دیکھا بھی پہنچے اس شعر کے نام کو

اب خیر و مثال جود ہی اس خیر نام کو  
 آتا ہے ہر قس و دور و یو یو ہم نام کو  
 کتاب نے چاہا ہے ہر تار و دیو کے  
 بین فصل ہو تارانی ہر نام کو  
 تیرے سمنار کی جیسا ہر نام کو  
 گرتے ہو ہر سہ لندہ وہ ہستے کیا بلوہ  
 سب جو سہ نار دست ہر نام کو  
 جب لیتے رہا تو عادت کے سب نام کو  
 شاید کہ دن پھرے جن کی خیر و نہ  
 مدت سے نام ہستے تھے مومن کا ہر نام کو

وہ نازین غنی لگائی ہوئی سکرانی ہوئی ساٹھ بادشاہ کے آئی سلام کر کے منہ بھل تباہ  
 خم ہوئی بنارہ کھانے کے سر اٹھایا آنکھ سے آنکھ کو لایا نگاہ ملنے نے یہ تاخیر پیدا کی کہ سعد بن قبا  
 ہر جہد زور دینے جن تعزید زور زور ہو مگر اس نازین سے کہا میں دور سے حضور کی منشا ہی ہو کے  
 آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے سنے زور کوہ اس کینر کا باغ ہو چند ساعت اہل شریف  
 رکھے دیکھے ملاحظہ کیجئے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے بی تو بہار و مقناطیس  
 مشکبارے کیا کیا سحر کے یہ لکھ بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بادشاہ اس کے ساتھ چلے  
 دور سے نوہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازین روضہ ان پوش سے آمین کرتے ہوئے چلتے  
 ہیں تو انرا نام میں کر لی سیر پشت پر ڈالی چھینی گلشن جلال کی اس کے کر رہے ہیں نوہار نے بڑھ  
 مقناطیس سے کہا کہ جو ادیکھو بادشاہ کہان جانے میں مقناطیس آئے بڑھی جا جا کر بادشاہ  
 کو روکھن کہان نے دور سر گولہ طرف صحر کے مارا کہ وہ گولہ وہاں جا کر بچھا تھوڑی دیر آس  
 مقام میرا نہ حیرانہ بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازین گھلی کپڑے پہنے ہوئے نہایت  
 اطرار و قرآن ہستی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی بکار کر آواز دہی دعو افسر لشکر بادشاہ اسلام  
 میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا یہ کہان سے آئی ہو ہم تو خود تمہارے منشا ہی



تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہنچی کہا اس مقنا طلیس  
سانے ہمارا باغ ہو چنے آب ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہے دنیا ایک نگاہ ہلکے دیکھ لو کہ  
ہمارے دل کو تسکین ہو گل و عنجے مختارے انتظار میں لہک رہے ہیں بھول جانے کے تھکار  
انتظار میں چاک رہے ہیں مقنا طلیس نے کہا بوا کیا نقصان ہے تمھارا عارض انور رشک  
غنجہ و گل ہے باتون میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکاکر مقنا طلیس سے آکھلائی  
اور یہ اشعار بصد سوزہ و گناہ گانے لگی۔

مفہم

خالی ہوا ہر فتنہ سے گاہے جہان ہو اعجاز سے زیادہ ہو سحرانکے ناز کا یون تو بہت سے دل کے خریدار ہیں لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا اجرا شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے بڑ حر کر دیا ہوا بہاری نے اس قدر اب شوق وصل ہے نغم قرب مدعی عدم سفر جہان سے کون کیا شب فری اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہو دل بھی یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا مومن بہشت عشق حقیقی تختین نصیب	اس دم قیامت آئے اگر آسمان ہو آنکھیں وہ کہہ رہی ہیں جو لے بیان ہو جو ہے سو بد معاملہ کیونکر زبان نہ ہو آنسو روان نہ ہوں تو سیاہی روان ہو کیا کفر دین جو پاس دہریا جوان ہو بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو پامال ہو چکا ہوں عبث سرگراں ہو میں جانتا چلن چین کہاں تو جہان ہو رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو صبح شب فراق ہے تو بد گمان نہ ہو ہکھو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو
--	--

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سانسے مقنا طلیس کے گلے کو مقنا طلیس کا جہرہ  
سرخ ہو گیا آنکھیں ابل آئین اس نازنین کا ماتھہ تمام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ  
جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ و دون نازنین اب  
دونوں کو دیکر جلیں تو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے برعکس کہا بوا میں سمجھی تھی کہ  
مقنا طلیس بادشاہ کو بجا ٹینگے وہ خود مبہوت ہو کر اس سکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر  
روکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا میں بھی سحر کرتی ہوں تم جا کر اول مقنا طلیس کو روکو تو بہار

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا ہوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سنہ  
 باغ ہو اسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ بوا تم بھی چلو نو بہار ہو تکلف ساتھ ہو لی کو ہاں کوہ دریا  
 گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ دارون سے کہو رہا ہو کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے  
 روکین تو یہ لوگ نہ رکیں گے نو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے  
 بادشاہ کے آئی کہا اوی شہر یا آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے  
 فرمایا اوی مشکبار سیر باغ کی دیکھ کر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ بیٹھا  
 دور سے فیروزہ بن عمر و نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اس زعفران پوش  
 کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں  
 اور کوہاں کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا فون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دبدم بکا رہا ہو  
 یا خداوند یہ سحر قہر ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے  
 ہوئے بہار سے اترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو محراب میں بھیلی بھولی تھیں جمع ہو کے سامنے  
 آئین بکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو میں لا جواب  
 ہو بلکہ ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنسی ہے  
 گو ہر دزدان کی چاک اہل کو بھیرا کرتی ہو بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے  
 مقناطیس و نو بہار کو بھی باغ میں پہنچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گھاسے  
 رنگارنگ و شگوفہ ہائے بو قلمون نہرین سبیل آسا ہر نخل کے سائے میں خوش مار رہی ہیں  
 عوض پختہ لباب بیا ب نا یاب حباب کی آبر و موجیں خوشبو کناروں پر ہر عوض کے جام ہائے  
 شراب نا یاب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزار ہا طائر  
 زمزمہ سراز زمزمہ سرائی کرتے ہوئے صف باندھ کر سامنے آئے اپنی آواز میں بہ صد سوز و گمازیہ  
 اشارہ گمانے لگے۔ منظم

یون ہوں نالان کوہ کو با صفت خوش بین دلین تو یہ وہ گل اندام اگر برین نہیں دھیان جیوقت یہاں کہو کوہ گھر میں نہیں	بیم و بیداد و ستم کچھ دل مضطرب نہیں غار بستر شب بھر بچھاؤں کیونکر سر ٹکاتا ہوں کہیں ہم بھی نہیں گھر بھی ہو
--	--

ایک تھڑی سیلہ و خیم و ساغر میں نہیں ہم نہ مانیں گے کہ ایسا ہی ٹھوکر نہیں نام اہل ہوس اور افسانہ نگار میں نہیں مجھ میں وہ دم ہی بھی جو ترے شجر میں نہیں سچ کہا۔ تیرے حرف مکر میں نہیں ہم طلب کرتے ہیں وہ شے جو مقدر میں نہیں	مجھے پکاش کی طرح محبت نہ ہو تو آئے جی اٹھے اور وہی بیخ محبت کے فنا ہم نفس کیونکہ مسخروہ بری رو ہو گا قطع رہتا ہے سر کاٹنے کو کیا نسبت دے دیا کیجے بوسہ طلب اول بنا کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی تسکین
--	--

طائرہ نے یہ اشعار اس رنگ سے گلے کو دوہار و مشکبار و مقنا طلسم آبادہ ہو گئیں کہ  
بادشاہ کو باغ کی سیر کر ادا دشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ  
زعفران پوش نے دست سے عرض کی کہ شہر بار رنگ چادہ کہ بادشاہ اس پہاڑ کا  
نخا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت بیکر کو نہایت ناگوار ہو گیا کہ لوگوں نے بہت عدا  
کی ہے تب یہ حکم ہوا کہ وہ گندگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھول کر رکھ دین آپ کے پاس  
ان اشعار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے ہتھیار کھول کر ان ترکش سب کھول کر زعفران پوش  
کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول کر اپنے قدرت کا نام آپ کا حافظہ نگہبان  
ہو بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھول کر طرفت نہ ہمارے وغیرہ کے متوجہ ہو کر بوجھایا  
ای مقنا طلسم ہتھیار تو میں نے کھول کر اب یہ کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھول کر رکھ دین تھاری  
کیا اسے جو تیون نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھ دین ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے  
جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لیا زعفران پوش  
نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ پانچ سے گیا طائر اٹھا لیا نہیں معلوم یہ طائر کون تھا  
کنیز کو بڑا قلق ہوا اب مناسب ہو کہ اب چاکر طلسم ہفت بیکر میں تشریف رحین بادشاہ نے  
ٹرایا ای میں جہین میں مدت سے طلسم ہفت بیکر کا اشتقاق ہوں مقام فقط قباد و میں طلسم  
ہفت بیکر میں خود چلا جاؤ گا مقنا طلسم و مشکبار و نوہمار بھی کہ رہی ہیں کہ اگر طلسم  
میں نہ چلے تو طلسم کیونکر فتح ہو گا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو پھر میں فتح کروں گا تیون  
چادہ گر نیان طرفت گلابی پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ ای ملک عالم نشان طلسم ہفت بیکر کا

شاہ کو تباہ و آہ میں خود داخل ہو گئے جا کر فوج کر لینے لگا لیکن فوج نے کچھ سہم سحر کا ڈرھا  
 فوراً دیوارِ نواح کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرا سے سبز و زارِ نواح و نکشا ایسا متک نگاه کام کرتی ہو  
 سبز و پھیلا ہوا ہر بہرین جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گڑاڑی کل افسانہ عجیب  
 ہماری فوج کو ساتھ لے ہوئے آتے ہیں اس کے سپہ سالار بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر ہی گئے  
 تین کہ حضور مبارک جو اب طلسمِ ہفت پیکر میں آپ کا داخلہ ہو گا بادشاہ جس افسر سے صلاح  
 کرتے ہیں وہ یہی صلاح دیتا ہو کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں جلتے ہی طلسم کو فوج کر لینے بادشاہ کو تخت بر سوار  
 کیا وہ دونوں نادرین ساتھ ہیں مختار بادشاہ کو لا کر بیٹے بادشاہ مسلح ہوئے اس صحرا سے  
 سبز و زار سے گذر کر ایک دشت میں پہونچے کہ صحرا سے دیران کف دست میدانِ بگل  
 سنسان ہو جو اسے گرم جل رہی ہو زرخیز و زرخیز درخت پاسے خار بڑا چنی آواز میں لگا رہے  
 ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے جب جھونکا ہوا سے گرم کام آتا ہو گل غرض  
 مرجھا جاتے ہیں چہرے پر پریشانی مثل فوج فریاد گڑی کی کرتے ہوئے مرکب سے گرے  
 پڑتے ہیں فریاد کی صدا میں بلند ہر خورد و کلان در و منہ پھوڑا اس طرح کیا تھا کہ سامنے سے ایک  
 قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج میں ایک ایک زنگی قرنائے کھڑا ہو برج کلان میں ایک بگلی  
 بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہو ہاؤ میں اس کے ایک معشوق خوب و گلا بیان شراب کی سامنے  
 رکھی ہیں ہر مرتبہ شراب پیتا ہو معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہو بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا  
 وہ جو زنگی قرنائے لے کھڑے ہیں دہن سے قرنائے ملائے ہوئے کئی ہزار نقارہ نواز  
 جو بین گنگا جمنی اس کے ہاتھوں میں نقاروں کے ناشیے ہاتھ میں امیدوار کھڑے ہیں کہ بادشاہ  
 کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائے بجا میں بادشاہ تخت سے اُترے اول قینون جادو گر یاں  
 یہ کہ کبر بڑھیں کہ پہلے کنیزین جاب میں حال طلسم دیکھ آئیں تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سیوم  
 ہو قنوجی حضور کے نام ہو بادشاہ تخت سے اُتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوئے کو اول مشکبام  
 و مقناطیس و نو بہار طرن قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوب و سے بوس و کنار کر رہا تھا  
 اس نے بکار کر آواز دی او مقناطیس وغیرہ بیان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینوں نے جواب  
 نہ دیا طرن قلعے کے جاتی ہیں جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچیں دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنکی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کر سین بے ہوئے بیرون قلعہ آئیں خندق کے اس پار  
 ہر تینوں کر بیان بچھائیں یہ تینوں جادوگر بیان جا کر ان کر سینوں پر بیٹھیں اس سے زنکی نے  
 ایک ایک جام تینوں جادوگر تینوں کو دیا تینوں نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگیں اس  
 زنکی نے دیکھ کر آواز دی اہو مقنا طلحس و شکبار و نوہار قلعے میں جلو کہ سب تمہارے  
 مشتاق ہیں اہلی طلسم ذکر کیا کرتے ہیں کہ ہر بیان بادشاہ اسلام طلسم میں آئیں گے ہم سب قیدیوں  
 ہونگے یہ کہنے لگے طرف بھاٹک کے اشارہ کیا بھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگئے اُن کے ایک نازین  
 گلزار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریا سے جاہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنیوں  
 کے آگے بڑھی ہوئی بھارتی ہوئی آئی کہ اہو مقنا طلحس و شکبار و نوہار قلعے میں جلو بادشاہ طلسم  
 تمہارے مشتاق ہیں تینوں جادوگر بیان کر سی سے آئیں ان سب نے چار جانب سے  
 گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہیں کہ تینوں جادوگر بیان بیچ میں ان سب کے ہلستی ہوئیں  
 نازنیناں مہجین سے بخلق و محبت باتیں کرنی ہوئیں قلعے میں داخل ہوئیں جب قلعے میں  
 داخل ہو گئیں نقارہ نوازون نے نقارے بجائے زنکیوں نے فرناؤن کو دم دیا ابشاہ  
 قبضے پر ہاتھ ڈا کر طرٹ قلعے کے چلے وہ زنکی جو برج کلان پر بیٹھا ہو ایر پہلو میں اُس کے معشوق  
 خوشنویس و کنار اُس نے موقوف کیا کھڑا ہو گیا بچار کر آواز دی ادا جل گرفتہ کیوں جان دینے  
 آتا ہو مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہیں اسنے کو قلعے میں ہو نیاؤن کہ میری  
 تینوں رفیقین داخل قلعہ ہو چکیں نہیں معلوم انہی کیا گذری میں جا کر تماشا دیکھوں پھر  
 ہوئے جیسے ہی قریب خندق کے پہنچے بھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنکی ایک کنیز ساتھ ہاتھ  
 میں اُس کے کرسی بکار کر زنکی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجئے اُس پار خندق کے ٹھہر  
 جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے ذکر کر سی بچائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کر سی  
 پر بیٹھے کہ بھر بھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیر ہن سیم تن غنچہ دہن رشک جہن  
 دریا سے جاہر میں غوطہ زن ایک ہاتھ میں گلابی دوسرے ہاتھ میں جام بلور میں اُسے قریب  
 بادشاہ کے آکر جام دیا ہاتھ میں تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی  
 بادشاہ کی آنکھیں ابل آئیں چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹپک کر اپنے مقام سے اٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اسی نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا بادشاہ کو ساتھ بیکر چلی سب رنگیوں نے ترپا  
 دہن سے ملائیں نقار چوہوں نے جوہن اٹھائیں وہ رنگی جو معشوق کو بہلوئیں یہ بیٹھا ہے  
 اُس نے بیکار کر آواز دی اور اپنی طلسم ہفت پیکر نکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم  
 آتے ہیں قرنائیں بچنے لگیں نقاروں پر چوب بڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازمین چہرے  
 نکلیں بادشاہ کو بیچ میں بیکر اس جاہ و چشم سے داخل قلعہ ہوئیں جب بادشاہ قلعے میں آئے  
 تو دیکھا کہ بازار میں کھلی ہوئیں دوکاندار دوکانوں پر بیٹھے ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہر دکانوں  
 کی باتیں ہوہری بچے سرخ و سبز زرد و کپاسی بکڑیاں باندھے ہوئے بالے کان میں اُس میں  
 مردارید بے بہا پرے ہوئے دوکانوں پر بیٹھے ہیں دلال خریداروں کو بٹاتے ہیں اور مال  
 جو سریوں کا بکواتے ہیں جھڑت بادشاہ جلتے ہیں ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہیں  
 اور جھجک جھجک کر سلام کرتے ہیں کہتے ہیں آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچیں اور طلسم شاہ  
 قلعے میں نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائیں بادشاہ کو دعائیں دیتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ  
 چوک میں آئے پہنچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص خوش کن  
 بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گارہا ہے - **طلسم**

<p>کتنے ہیں جسکو عرش بریں ہو دم نام دوست          کتنے ہیں سیکڑوں کے گلے گام گام بد          چاٹا ہی جسے خون شہیدان عشق کو          ہو جی میں کوہ طور برباک روز جانیے          عاشق جلو میں دوڑتے ہی دور سے          پیغام ہر کو دخل نہیں اس مقام میں          آتا ہو یار فاتحہ بڑھنے کو بیشتر          وان تاک گذار ہر کس و ناکس حال ہی          میٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر          ای رند مشک عود کی کیا اسکو حقیق</p>	<p>اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست          چلنے سے نیخ کے نہیں کچھ کم خرام دوست          کاٹھی سے نکلی بڑتی ہو باہر حرام دوست          مثل کلیم ہو جیسے وان ہم کلام دوست          ہرگز قادم لگانہ کہیں خوش نام دوست          ہو واسطہ پہونچتا ہو جھکو پیام دوست          لوح لحد و تختہ مشق خرام دوست          پر جلتے ہیں لماک کے جہان ہو مقام دوست          میلہ سار روز چہنے لگے زیر بام دوست          رکھتی ہو بوسے زلف معطر شام دوست</p>
---	---

اس آواز کو بادشاہ اجماع سنگرام سمرت موزج ہوئے دیکھا صد ہا نازنینان مجہین رفت و دامن سے  
 بجاتی ہوئیں ایک محافہ آگے آگے نافرین چکائے گھر سے ہوئے آگے ایک جو مدار عرصا مرتع کا  
 ہاتھ میں آواز نہ تھا آواز کو کہ اسی وقت کا تھا۔ درمیانی شہر خوب رہا کہ معشوق شاہی کی ساری  
 آتی ہو جب وہ محافہ قریب ہو گیا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اٹھا بادشاہ نے اس سے منع محافہ  
 میں ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چارہ سالہ دلہن بنی ہوئی عطر سہاگ طابو  
 کہ بڑے اسکی دماغ مان معطر و منیر ہوتا ہو عروس نے یکایک سر اٹھایا بادشاہ سے کہ چار  
 ہوئی چہرہ گان جو کما تھا کہ ارد میں نہیں تھے تو وہ دل پر پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار کر دے  
 بادشاہ نے جھپٹ کر پاس پر جانے کے ہاتھ ڈال دیا فرمایا ہر پیکر کون ہی پریدار نے بڑھ کر  
 عرض کی حضور بیجا نہ ہوں یہ معشوق خاص آپ کی عروس جو کہ نازنینان مجہین کھڑی ہیں  
 انھوں نے بادشاہ کو کہا کیا آدمی ایک تخت مرصع کا سا آیا پھر بادشاہ کو شاکر دولاہنا یا بجاری  
 سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو شہر سے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اس محلے  
 کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طوی کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ بلوغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے  
 بنائے گئے کئی کنیزین بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہنچا ان  
 کنیزین نے بھول و ہاتھوں میں بلے تھیں بادشاہ پر اور محلے پر شاکر کیے بادشاہ سے عرض  
 کی حضور تخت سے اتریں عروس کو لیکر داخل بلوغ ہوں بادشاہ تخت سے اترے محاذ رکھا  
 گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود میں اٹھایا الالا محبت میں لیکر عروس  
 کو بلوغ میں آئے بارہ درمی کہ نہایت تکلف سے گود سے تھیں فرش مشہر بچھا ہوا اجماع کنول  
 آراستہ ایک جانب چپکھٹ نہایت عمدہ درست ہو اس چپکھٹ پر لیکر عروس کو آگے کنیز  
 نے بڑھ کر مخاطب کیا ہر کام کے پہلے سے چٹنے لگیں تھوڑے درمیان بادشاہ نے دیکھا کہ کچھ بیان  
 خوب کی گفتیاں کیا سب کی رکھ کر سب ہٹ گئیں بادشاہ نے دیکھا اب سوائے عروس کے اور  
 کوئی اس مقام پر نہیں جو مقام بو خالی از غیر پایا چپکھٹ پر تشریف لائے پردہ پاسے زنبوری  
 چار جانب بچھے ہوئے بادشاہ نے جو پانچ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے اسید وصل  
 میں دست دراز کیا اب جو عروس نے گود نکھٹ اٹھا تو اس معشوق پر چھبرہ کی بج



دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن چھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ وہی کاوشیہر  
آئیے میں بھی شہ نشت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہو کہ مجھے وصل  
کی خواہان ہوتی ہو میں تجھ ایسی مردہ ضعیفہ سے وصل حاصل کروں اصلی دولہن کیا ہوئی زنگن نے  
دامن پکڑا کہا اے شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ  
بنازدنم مجھ کو بیکر چھپکھٹ برائے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ بکھار یا  
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت نو دیکھ اری سچیا حلوا خوردن راروئے باید اس زنگن نے  
چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈال دے منہ جو کھولا بوسے بتائی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا  
اُس نے دیکھ کر آواز دی ارے یہ دولہا بڑا گستاخ جو میں جاہنتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ  
اپنے کو کھینچتا ہو کیوں شامتین آتی ہیں تو نے مجھ کو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہوئیں  
اپنے اپنے جلیوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے  
دیکھا اب میں اپنے بیکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولہا مجھ سے بیزار ہو گیا میں ابھی تجھ  
سب میں دلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤ گے سب براوری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی  
آبرو ہو تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیں گی یہ کہنے جو زنگن نے  
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک  
ٹپا اچھا مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مر کر گری ہزاروں کینزین سر پٹیتی ہوئی گھس آئیں  
غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کیوں سنا جو اس راز و نیاز سے دلہن کو بیاہ کے لائے اور پھر  
دولہا نے دلہن کو مار ڈالا کینزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار  
کھینچی کینزون سینے لگیں ایک سے ایک کہتی ہوا رے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دلہن کو مار ڈالا  
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہو بادشاہ نے جیسے ہاتھ مارا تلوار نے اُس سے زخمی نہ کیا آخر وہ سب  
عورتیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگ کو  
بلاؤ آہنگ ہتھکڑیاں بیڑیاں لیکر آیا بادشاہ کو سسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ  
بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگین سر زنجیر کو تھامے ہوئے  
اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ روتی بیٹتی ہوئیں مجھ کو بلے جاتی ہیں جو راہ میں ملتا ہوا اس سے

کتنی بہن صاحبو بنیا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاد کے لے گئے تھائی بہن  
 نہیں معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دلہن کو یاد ڈالا بادشاہ ان باتوں سے کیسا محبوب ہونے  
 بہن ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کتا بوی ایسی خوبصورت دلہن اُسکے وصل پر کچھ تکو  
 توجہ نہوئی بادشاہ اُن کئے والوں کو گالیان دینے بہن فرماتے ہیں کہ دلہن کے نام سے بہن رقت  
 ظاہر ہو ضعیفہ مردار خوار نام آخر اسکا انجام نیک ہوا ایسی لائق تھی کہ مین نے قتل کیا بلکہ مین  
 کتنی بہن کہ میان دولہا صاحب رنگین کے قتل کا وہ انجام ہو گا کہ مگر بھریاد کرو کے خداوند  
 بہفت پیکر ایسا کہ بہن کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید میں بھنسو کہ آب و دانہ تم پر بند کہ بہن  
 ضعیفہ مردار خوار کے فون کا بدلہ لین تھوڑا سا ستم چور کے ایک قہر کے دروازے پر پہنچے  
 کہ بہن صاحب نگہبان عصا سے مرجع کار باجہ میں چلے ہوئے دروازے پر حاضر بہن دروازے  
 پر پردہ زنبوری کھنچا ہو فرق زنجیر بھی آ رہا ہے ایک رنگی درگ سالار بیٹھا ہو اُسے رنگنوں سے  
 پوچھا رہے پیکر ہوا سب نے کہا میان درگ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفہ مردار خوار کو بیاد  
 کے لے گئے محافے میں اُسکو دیکھ کر عاشق ہوئے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ  
 شادی کر دین باغ شیرنگ میں لیکر گئے دولہا نے دلہن کو گود میں لے کے اُٹا رٹا ولولہ  
 سخا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تھیلے میں لہجہ کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہیں معلوم  
 کیا سو جھی دولہا نے دلہن کو یاد ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیز داران عروس لاشہ لیکر  
 آئی بہن اور میان دولہا بھی آئے بہن درگ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر  
 کے پکار کر وادی کی قیدی کو اندر لایا بادشاہ نہایت محبوب بہن پر چند کہتے ہیں کہ لاشہ اس  
 فاحشہ کامیر کے ساتھ نالو رنگین کتنی بہن کہ دلہن سے کہیں شہزادے ہو ہماری قوم میں ایسی  
 کوئی خوبصورت عورت نہیں ہو کبھی ہم لوگوں پر یہ بابت نہیں ہوئی بادشاہ عہدہ پر پہنچے بکھا  
 تخت آہن بکھا ہو اُسہر ایک رنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج سیلا سا سر پر رکھے ہوئے لباس بھی  
 جسم میں بوسیدہ دیسے ہی رفیق و گل ہائے آہنی پر بیٹھے ہوئے بادشاہ سے سخن کر رہے  
 بہن بادشاہ نے دربار میں بیوی بچہ مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ فحش فحش  
 کے کاؤن پر باجہ رکھ لیے رنگنوں نے لاشہ ساتھ بادشاہ کے رکھا کہا اسی بادشاہ عادل

دولہا نے دولہن کو مار ڈالا بادشاہ ہنساکہا صما جو کیا غلاف مرضی دولہا کے شادی کی کہ جو  
دولہا نے دولہن کو مار ڈالا رنگوں نے عرض کی حضور یہ دولہن پر عاشق ہوے سنے تخت سے  
کو دکر پائے پر محافے کے تختہ رکھا حضور خوب آگاہ ہیں کہ ہماری قوم میں اس سے زیادہ کوئی  
فوجی صورت عورت نہیں ہو قوم بھر کے گھر دن میں روتا پٹینا پڑا ہو اور حضور آگاہ ہیں کہ دولہن کا  
سین کیا تھا چار سو کئی برس گزیرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دینا  
کتنی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اسے کوئی بات محبت کی اٹھا نہیں کھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت  
ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں اس شخص نے دولہن کو کیوں مار ڈالا بادشاہ  
اسلام نے فرمایا میں جبیر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت تھی نہیں تھی کئی سو برس کی بڑھاپا سنہ سے  
بوسے بدلتی تھی مجھ کو وہ بیٹھے لکھی میں نے منع کیا اسے نہ مانتا آخر کار کو میں نے سمجھا دیا بادشاہ  
نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہیں رنگوں نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہو کہ دولہا  
دولہن کے ساتھ دفن ہوتا ہو اس پر بادشاہ کے شاد ہو سکو قتل کیے شاد ہو جان دین کہ دولہا اور  
دولہن کو ایک مقام پر دفن کریں دولہن حسرت لیکر دینا سے کئی سو مرنے کے بعد تو اسکو صلیب  
شاید قبر میں وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلا د کو بلاؤ خود دولہا کو اقبال ہو کہ میں نے اسکو قتل  
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہو حکم دیتے ہی جہیز لگی جلا د لباس سیاہ پہنے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ میں  
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہو حکم ہوا کہ دولہا کو قتل کرو کہ اسنے دولہن کو قتل  
کیا جلا دون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زنگیان  
حکم اول ہو سمجھو وجہ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہو کہ طلسم ظاہر میں کئی سال سے ہنگامہ  
پڑا ہوا ہو طلسم نور افشاں جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر چھاک پڑے کئی بہاڑ فتح ہو  
یہ قیدی کوہ رنگارنگ سے اسطرت آقا قتل کرنا ہمارا کام ہو جلا نا ہمارا کام نہیں ہو اس  
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب سوال کر لینے جلا د خنجر کھینچ کر  
سر بہ بادشاہ کے آقا اسوقت بادشاہ کی بقراری آنکھوں سے آنسو جاری دل طرف پروردگار  
کے رجوع کر کے تجسوع و خضوع دما بن مانگ رہے ہیں کہ ای رب نے نیاز دہو خالق کارساز  
اس بلا سے نجات دے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے لفظ

<p>مید بہ جلوہ جمال کبریا نزدیک دور          در نظر آید جمال دلربا نزدیک دور          عکس ذات حق نظر آید صفات نزدیک دور          رفت بہ جستجو طالب چرا نزدیک دور          شہر شہر و قریہ قریہ طالبانز نزدیک دور          میرد دور از چین مثل صبا نزدیک دور</p>	<p>میدما بندہ پر تو نور خدا نزدیک دور          دور شد از دیدہ دل چون حجاب ماسوا          پاک شد چون از عیار ہر تعلق آئینہ          خانہ دار خانہ دل بود در خانہ ملکین          طو کند را و طلب طالب بپائے شتیان          جستجوے گل کند ببل بہر یک بوستان</p>
--	--

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاوے کا اشارہ کر رہا ہو کہ جلاوے کو قتل کر  
 جلاوے کو لے گا خط لکھنی خنجر لکھنی کہ جلاوے کو قتل کروں گا ایک کنگرہ قصر کا اگر کسی سی زنگی اس کے  
 پیچھے دے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او اظلم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت سلطنت  
 ہو آج تک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہو اگر اس کو قتل کیا تو فوراً طلسم پر باد  
 ہو گا یہ آواز سُکر وہ بادشاہ گھبرا یا مشیرین و وزیرین سے صلاح کرنے لگا کہ صاحب اب میں  
 کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جس کے واسطے یہ انتظام ہو کہ آسمان پر برق جمکی بادشاہ نے  
 دیکھا ایک ساحر تخت اٹھائے ہوئے آتا ہوا ایک کتاب ہاتھ میں اس کو دیکھتا ہوا اس کی آمد  
 دیکھ کر بادشاہ تخت سے اٹھا کہ اکا بہن صاحب آئیے وہ ساحر اگر کسی پر بیٹھا کہا اس کو طلسم  
 تو لے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلافت وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں مثنی غور کریں نے  
 اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا اگر کسی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج  
 قتل ہو جاتا تو طلسم کشا اگر زمین کو بولا دیتا روئے کی جگہ ہو کہ ابالی طلسم ہفت پیکر یون غافل  
 بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا بلوہ بڑھاتا ہوا در بند فتح ہو  
 تین پہاڑ مٹے جو تھے پہاڑ سے مدد صاحبان ہفت پیکر اس کو لگا کر لائے تین جادوگر نیاں بھی  
 ساتھ تھیں ان کو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہوا اس کا قتل ہونا کتاب  
 نہیں چندوں میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئیے بلکہ اس قیدی کو میرے واسطے لے کر  
 میں اس کو لیجا کر اسی باغ میں جہان قینون جادوگر نیاں قید ہیں وہیں اس کو بھی قید کروں  
 شاید ابالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جائے کل کتابوں میں بھی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم نہ بچیکا تم لوگوں نے انجام بد خیال دیکھا یہ کہے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھالیا  
 لیکر روانہ ہو گیا زمین دودھائی دیتی رنگین اس ساحر نے رونا پینا کسی کا نہ سنا بلکہ جواب دیا  
 کہ اس ضیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جس کا یہ انجام ہو لا شہا سکا  
 لیجا کر جلاؤ بھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار میں سنا تا بڑ گیا سب رنگی نو بہ نو بکرنے لگے  
 ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہو اب قدرت طلسم میں تشریف لائینگے مگر دربار  
 بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار میں آیا بادشاہ نے دیکھا مقنا طیس اور نو بہار ہو گیا  
 انکی زبانوں میں سوزن چند رنگین اسی باغ میں انکو پھرا رہی تھیں نہیں دھنیں تینوں  
 اپنے حال زار پر رو رہی تھیں کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوئے اسی باغ میں آیا ایک لگا  
 عمرہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اس مکان میں لیجا کر بادشاہ کو پہونچایا رنگوں سے  
 کہا ان تینوں قیدیوں کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینوں بھی آئیں کاہن نے انکی زبانوں سے  
 سوزن نکالی کہا اسی مقنا طیس و نو بہار و مشکبار تھے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کر دیا اگر  
 میں نہ پہونچتا تو اظلم رنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھا یا یہ تینوں  
 جادو گر نیاں ہلاؤں بیٹھیں کہا حضور اب نکاسی یہاں سے بدون دست حق پرست  
 طلسم کشا کے نامکن ہو غلام الشرحا حاضر خدمت ہو گا میں بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہوں اب  
 طلسم کشا صاحب اسی عینے میں طلسم میں قدم رکھیں گے اور بڑی بہتری کی ہو کہ لوح لے کے  
 آئیے میرا علم خبر دیتا ہو کہ جہن رستم طلسم میں قدم رکھیں گے ہنگامہ عظیم ہو گا اسی دن حضور  
 کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دوں گا بادشاہ نے کاہن کا شکر یہ ادا کیا کاہن نے عرض کی  
 غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہیں مدت سے جانتا ہوں کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو  
 آکر فتح کریں گے میں مذہب باطل پر لعنت کر چکا شکر ہو کہ بدل مطیع اسلام ہوں یہ کہہ کر بادشاہ  
 کی خدمت میں چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان دربار پر مقرر کیے اُن سے کہہ دیا خبردار کوئی  
 ساحر اس باغ میں نہ آنے پائے منع کرنا کہ کلم شمس یہاں بادشاہ اسلام قید میں یہ انتظام  
 کر کے شمس فلک ہفت پیکر طرٹ اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمر جب  
 اسے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادو گر تینوں کے روانہ ہوئے اور مقنا طیس

اور نو بہار وغیرہ بھی ساتھ لگائیں پلٹ کے رکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہوین بھی کسی  
 بلا میں پھنس جاؤں ساحر ان سکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چکر رستم کو خبر کر د فیروزہ  
 بن عمر و گریان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان پلا  
 اکثر ساحر دن سے ملاقات ہوئی اُن سے دل وہی کر کے بوجھا اُنکی زبان میں معلوم ہوا کہ پادشاہ  
 کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعہ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ  
 طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا  
 کہ لشکر نورالدین بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدین ہر کی آیا  
 نورالدین ہر محبت پیش آئے بوجھا کیوں کہ فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ پٹھن مار کر  
 رونے لگا کہا اے شہر یار ہمارے بادشاہ نامدار نے جہد قلعہ فتح کیے اور جس ملک میں پہنچے  
 اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے  
 سحر اُپیر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ رنگارنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا رنگارنگ جادو  
 مار گیا مٹھا طیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ بہاؤ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے غرمانا اکثر  
 ساحر دن کو بھی قتل کیا آخر ایک سنا دین فریب و مکر سے سمور بادشاہ کو لگا کر لیکٹی طلسم  
 ہفت پیکر میں جا کر دشمن اُنکے قید ہوئے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدین ہر نے کہا  
 اے فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جا کر بادشاہ کو رہا کرو لگا فیروزہ نے کہا رستم  
 طلسم کشا میں ان سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصہ نہ کہیں اور بادشاہ کے  
 پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُپیر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو سکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا  
 فیروزہ کا کہنا نورالدین ہر نے دانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ رنگارنگ کے چلے  
 فیروزہ نورالدین ہر سے رخصت ہو کے نکلا خورار استمٹو کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد  
 اڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علیاے رنگاری کے پھر ہرے کھلے  
 ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پرک  
 بکار کر آؤ اڑی اے فیروزہ بادشاہ حجابہ کہان میں فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا  
 کہا بادشاہ حجابہ طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوئے اب میں حضور کے وادعا جان سے

کہنے جاتا ہوں ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیوں تکلیف اٹھاتے ہو میں جا کر طلسم کو درہم و دیم  
 کر دوں گا بادشاہ کو رہا کر دوں گا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران میں جانتا ہوں کہ حقدہ منع کر دے  
 اس قدر آپ زیادہ جلدی کر چکے مگر مقدمہ طلسم ہو جبرأت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست  
 رستم اور کسی سے مطلب نہ کیجئے گا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ رنگارنگ  
 کے چلے مگر فیروزہ کئی دن میں منزلیں طو کر کے سرحد فاروقیہ میں پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم  
 قلعہ فاروقیہ پر فروعش ہو طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ میں بیٹھے میں خیر خواہان دولت  
 ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت میں حاضر ہوں کہ سبک نے خبر دی فیروزہ بن عمر و آقا  
 رستم بفرار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آگے سلام کیا رستم نے بہشتیاتی ہو چھا کہ  
 کیوں ای فیروزہ ہمارے شہر بارکش مال میں ہیں فیروزہ بہت روایا کہا ای شہر بار عالی  
 لشکر بادشاہ کا وجہ بر تھا مگر خاک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ رنگارنگ پہونچے قلعہ  
 تسخیر کر لیا بالائے کوہ جا کر بیٹھتی بڑی کہ جا دو گر نیان لگا کر بادشاہ کو لیگین ساکنان طلسم  
 سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر میں گئے وہاں جا کر قید ہوئے یہی فدی ہوئی کہ چکر حضور  
 سے عرض کروں راہ میں ایرج اور نورالدین ہر سے ملاقات ہوئی وہ دونوں بہ خبر سبک بہ قہر و  
 غضب گئے ہیں ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ اتار رستم نے کہا ای فیروزہ میں فکد میں لوح طلسمی  
 کی ہوں انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور میں نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے  
 کہا میں حضور ہی کے ساتھ رہوں گا رستم نے فیروزہ کو بالفت اجنبے لشکر میں رکھا اور ملک  
 شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیوں ای شہرت تھے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم میں جا کر قید  
 ہوئے اب ہم کہ جانا واجب و لازم ہو کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیں لوح کی کوئی فکر  
 کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدموں پر سر بار کے نشان کروں جس طرح بادشاہ ہو  
 بجلاؤں آفتاب فلک میر نے کہا ای شہرت ہر وقت گیل پاس گلہ ستون کے نہیں بیٹھی  
 رہتی تم رستم کو پیکر بالائے قصر معلق پہونچو ہم جو اپراڑتے رہیں گے جب رستم لوح حاصل  
 کر لیکن اور گیل پر بلوہ کوین ہم آسمان سے آکر پہونچیں مصروف جنگ ہوں لا پھر ٹکے ہر رستم  
 کو نکال لائیں یوں لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں لو بجاکر اسی مقام پر آؤں گا تو کئی



جہان گلدستے لوح کے ہیں لیکن او آفتاب ایک مقام پر اسی گلدستے رکھے ہوئے ہیں یہ  
ہم کو نہیں معلوم کہ کس گلدستے میں لوح ہو حملال سرکش نے عرض کی او شہرت طلسم کشا  
درستے یہ فخر حاصل ہو کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے میں لوح ہو تو ظاہر ہو جائیگی  
اسطرح لوح ملیکی شہرت نے کہا میں سب طرح پر حاضر ہوں جس طرح سے ارشاد ہو گا لاؤں آخری  
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کر کے بالائے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہوا خودی  
صلاح کامل ہوئی کہ حملال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑ کر بالائے آسمان روانہ ہوئے  
یہاں شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا امیر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کر بے جلی سمکڑ  
فیروزہ زیر قصر پہنچے ساحروں کی شکل بنے ہوئے پھر رہے ہیں لیکن محیط جا دور اپنے  
قصر میں بیٹھی ہو کہ ایک طائر اڑتا ہوا آگیا اسنے آکر سامنے محیط کے زمرہ سرائی شروع کی  
محیط مراد طائر سمجھی کنیزوں سے کہا صاحبو بخارے ذہن میں آبا کہ اس طائر نے کیا کہا  
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہو کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے میں طلسم کشا کو لوح چلیاگی  
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ او محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر میں  
داخل ہوئے وہاں قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہو کہ اپنے کو طلسم میں جلد ہو جائیں  
بادشاہ کو جا کر چٹرائیں لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہو مصاحفوں نے عرض کی تو  
ملکہ محیط اگر حکم ہو تو بالائے قصر معلق جا کر نگہبانی کریں محیط نے کہا کیل کو نامہ لکھو یہ  
کہہ اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا سفون یہ تھا کہ او کیل قدرت نے کہلا بھیجا ہو کہ اسی ہفتے  
میں طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق میں آئی کیل کو  
نامہ دیا کیل نے پڑھ کر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب میں قدرت کو دیکھا بہت پریشان  
تھے فرماتے تھے اب مابعد دولت ان بہاؤوں سے تنگ آئے ہیں طلسم میں نشرین لیجائیے  
مگر او کیل جہانک ہو کے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی بھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق  
ہو اپنی جان کی کچھ حقیقت نہیں جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ  
میں رات بھر جاگتی ہوں چالیس ہزار کنیزیں جو محمد میں طاق شہرہ آفاق ہیں گرد و قصر  
برائے نگہبانی موجود ہیں اب میں آج سے جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں اسی قصر میں اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہو کہ وہ گیسو بربدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی میں تو ناممکن ہو کہ  
 لوح طلسم کشا کو نے آپ مطمئن رہیں یہ جواب کمیل نے پاس جھپٹ کے بھیجا عجیب داد و جواب  
 شکر بہت خوش ہوئی کہا صابو کمیل دو ساغر ہو کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہو وہ ایک  
 سحر میں سب کو دیوانہ کر بیگی اور میں بھی گوش برآواز ہو نگلی جو وقت طلسم کشا قریب ان گلدستوں  
 کے پہنچیں طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ میں خبردار ہو جاؤں سب نے کہا حضور اگر آپ کو  
 خبر پہنچے اور ہم لوگ پہنچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کیسے  
 ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہو یا توں سے معاجون کی طمٹیں ہو کے بیٹھی مگر کمیل جادو  
 نے جس دن سے یہ خبر سنی تخریر کر چکا ہوں کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہیں ایک قصر میں  
 کمیل رہتی ہے دوسرے قصر میں وہ تختہ رنگ رکھا ہو جہر اشی گلدستہ رکھے ہیں اسی میں ایک  
 گلدستے میں لوح ہے کمیل نے اپنے قصر میں رہنا موقوف کیا جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں  
 اس میں آکر بیٹھی آٹھ پر گلدستوں کو دیکھا کرتی ہر بار ہزار کنیزیں گرد قصر پھر رہی ہیں شہرت  
 رستم کو لیے ہوئے بالائے آسمان پہنچی دل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا  
 آسمان پر آ کے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستوں کے بیٹھی ہو آفتاب و حملال وغیرہ  
 جو بالائے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا  
 کیوں اسی آفتاب مان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو بیٹھے تو میں طلسم کشا  
 کو لیکر اُڑوں لوح قبضے میں آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہیں اور بدو حصول لوح  
 لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے میں نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا بواقتے ٹھیک بیان کیا  
 مگر میں کنیزان کمیل میں جا کر ملتی ہوں تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلاونگی  
 شہرت نے کہا بواہی کر دو کہ اب جو آئے ہیں تو بدو حصول مطلب واپس نہ ہوں  
 ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزوں میں کمیل کی ملگئی اور کمیل کو بجا کر آواز دی کہ ادھر  
 ملکہ عالم برائے چند ساعت یہاں تشریف لائے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری  
 مجھ کو بکار رہی ہے سامنے سے گلدستوں کے اٹھی دوسرے قصر میں آئی پوچھا مجھے کہنے  
 بچارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا ادھر ملکہ عالم آپ نے انتظام

روح و طالع قریب اب تو کوئی عینہ سنا کیل نے بواب دیا ہی نہ کس تو سچ کہتی ہو مگر آج  
 یہاں رہو گے، ابو کلیم خود بخود چھوٹ کر رہا ہی نہ کس نے کیل کو اوتوں میں لگایا۔  
 شہرت سے باد سے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اٹھا کر قصر میں لائی گیا، اور شہر  
 بسم اللہ کے گھر ستون پر اٹھ دیا دیکھے قدرت پروردگار ظاہر ہوئی ہو رستم  
 جیسے ہی آگے بڑھے کس کا گھر ستون پر بڑا گھر سے شگفتہ ہوئے رستم نے جیسے ہی  
 بسم اللہ دیکھے اٹھ بڑھا، اب ایک گھر سے جو سب کے چچ میں تھا دیکھا اُس میں ایک ستارہ  
 چمک رہا ہو رستم نے اٹھ بڑھا، اب اس ستارے پر اٹھ ڈالوں کہ شاید ہی روح بدور ہوگا۔  
 شگفتہ ہوئے تھے ان میں سے ایک طائر جو پائے نکلا اور اُنھے باد سے آسمان اُڑا اور  
 وہی وہ کیل کیوں دھوکا کھاتی ہے کس سے امین کرنی ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں۔  
 طلسم کشا قریب گھر ستون کے کھڑا ہوا اپنے تئیں چلہ ہو چکا کیل نے جو یہ آواز سنی  
 ماہی سحر سے آنکھ مل کر کہا اری تو کون ہو جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور  
 نہیں معلوم یہ طائر کیا کہتا ہو کیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے اٹھ چڑا یا اور ماہی سحر کو  
 ڈھکیں دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کیل بڑبڑ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت ساٹنے  
 گھر ستون کے کھڑی ہو اور طلسم کشا گھر سے روح پر اٹھ اور چاہتے ہیں کہ کیل نے آواز دی  
 اور شہرت ادا گیدہ ہریدہ وادو شوہر پیدہ دھکڑے کو پاس روح کے لیکر آئی اسی طلسم کشا جو  
 روح پر اٹھ نہ ڈالنا ورنہ اٹھ چل جائیگا یہ لکے منجھ سے ایک شغلہ چھوڑا وہ شغلہ قریب گھر  
 کے آکر چکا وہ شغلہ چمک رہے ہیں ایک شغلہ روح کا اور ایک شغلہ سحر کیل کا ماہی سحر  
 روز میں بڑبڑ رہی تھی اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل  
 چڑ گیا کہ طلسم کشا قریب روح کے چہ خواہ کنیزیں بارہ ہزار جو کہ قصر کے چچ ماہی سحر میں  
 انھوں نے بابا قصر پر جا بڑی آفتاب فلک میرے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندر  
 چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہنچیں مگر محیط جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہے  
 اٹھ پھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہنا ہی اور ایک گائے سائے بیٹھی ہوئی یہ اشعار  
 گادی ہے طلسم

ہر دل میں خار کے گھرا بنا کر بیٹھے  
کیونکر یہ کہیں منت ادا کر دینے کے  
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کا  
کیا نام میں لکھوں دل و اہستہ کا طول  
غیموں سے شکر لب سخن تلخ سے حیرا  
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت بیٹھے  
جھنجھٹا سے ہو کیا دیکھے اک بوسہ میں کا  
دو پاس کے گر بیٹھے ہی اٹھنے لگے طوفان  
گر سامنے اُسکے بھی گئے ارنگِ دہل کے  
کسوت کیا مردک جہنم کا شکوہ  
ناصح کیف افسوس نہ مل جیل تجھے کیا کا  
اُس کو میں کھڑے نہ دلاؤش قلعے کے  
گر ذکر و فاس سے ہی غم ہے تو اب سے  
موسم وہ غزل کہتے ہیں اب جس سے بیٹھنا

ہم خاک میں سنے کی تندرستی کے  
کیا کیا کیا علق میں کیا کیا کر بیٹھے  
اس طرح سے کوئے ہیں کو گوارا کریں گے  
معلوم ہو چکے ہی کہ وہ راز کریں گے  
ہر چہ ہاں مل ہو گا راز کریں گے  
اجھا بھی کر بیٹھے تو کچھ اجھا نہ کریں گے  
ہو جائیں گے لب بندہ تو غنا نہ کریں گے  
اب بیٹھے کے کوئے میں بھی راز کر بیٹھے  
کیوں راز ہوا خون کا دعویٰ نہ کریں گے  
ای پر وہ نشین ہم تجھے دوا نہ کریں گے  
پال کر بیٹھے وہ بگھے باندہ کریں گے  
انجاس سے ہم شکوہ بجا نہ کریں گے  
کز قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کریں گے  
گھبراہٹ نہ کرک وہ رنجناہ کریں گے

کو ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چکا اور مثل انسان کے آواز ہی اوی لگے عجیب جادو  
طالعہ کشا قریب روح کے پونج گیا ارادہ شروع ہوئی جلدی جا کر خیر لیجے ورنہ روح ہاتھ  
سے جایا جاتی ہے یہ آواز جو محوط جادو نے سنی گھبرا کر کینڑوں سے کہنے لگی کہ صاحبو غیب  
ہو کہ طالعہ کشا قریب روح کے پونج گیا کیسیل جادو اور دہی ہو بیان وہ رنگ جو کہ طالعہ کشا  
و شہرت اندر قصر کے میں گد گدے پر دو شعلے چاک رہے ہیں جب طالعہ ارادہ کرے ہیں  
کیسیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گدے کہتے ہیں ان سب پر سارے چکے لگتے ہیں حتیٰ کینڑوں  
کیسیل کی ہیں چاہتوں میں نہ وہ کر کے طالعہ کشا کو پکڑ لیں طالعہ کشا نے تیار کیا بیخ تیرہ ہفت  
پڑھ میں جس کینڑ پر غلے پڑا جس کے گینے جیسے رات اور دیا اُسکے دو گوشے ہوئے جو کینڑ  
قصر سے نکلی ہیں گدے ستون پر سینہ پہرین گدے ستون پر گری پڑتی ہیں جنگ سحر کے

کنیزوں نے رستم کو گلہ سننے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزیں ٹھہریں اُنکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا جو اسطرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہو جاہتی مین قصر مین جاہتین مگر ٹھہریں جاسکتیں حملال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہو کنیز مین سینہ سپر کر رہی مین گلہ سننے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا تو آفتاب اگر تمہاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہنچیں قصور نہ کوں اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہیں معلوم لوح کہاں جائیگی ہفت بیکر ایسے مقام پر روح کو چھپائیگا کہ جان گذر ہو کا نہ ہو سیکگا حملال اور آفتاب نے قصد کیا ہو کہ قصر مین داخل ہوں وہاں سے محیط ساٹھ ستر ہزار سالہ بیکر چلی اڑتی ہوئی آئی آفتاب و حملال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط برج بیت کنیز ابھرنی حملال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر روح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ آ پڑے اسنے کہی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہ ہائے آتش گرے شعلہ ہائے آتش مین آفتاب گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہو کہ شعلہ ہائے آتش سے کلون مگر نہیں نکل سکتا ننگ بھری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور بہ سحر محیط کا ہو ننگ بھری دما ہی سحر قریب اس آتش کے آئین بل سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ لکھ ابر سہلہ پیدا ہوا اس زور سے بلانی برسا کہ شعلہ آتش بجھے آفتاب کو کہ نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادو گر گرمی سے پریشان ہوئے اُن اُن کرتے بھرتے مین محیط نے جو بالا سے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و ننگ بھری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہائے آتش سے نکلا اب ساحرون کو قتل کر رہا ہو ماہی سحر پر کڑک گرمی اور لکھارا کہ او گیسو بریدہ جگو بھی یلیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر اٹ گئی طرف زمین کے چلی کیل نے جو دیکھا کہ بالا سے آسمان سے محیط نے سحر کے ماہی سحر کو گرا یا کیل حبا و دے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہنچے اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے گردن ماہی سحر زمین پر جو آگے گرمی فیروزہ بن غمر و سبک یلداقی ساحر بنے ہوئے زیر قلعہ کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گر کے تڑپ رہی ہے کیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہے

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کیل نے پہچان کر یہ عیار طلسم کشا ہوا ہے سحر کو سنبھالتا ہے وہین سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤں زمین نے تمام کیل نیچے لپیٹ کر دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اس وقت سمک کی بقیہاری ماہی سحر کی انگلیاں ہتھوڑا میں پکار رہے ہیں اوی خالق کون و مکان و امی رب دو جہان اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہی۔

تمام خلق چہ خاکی چہ غازی و ناری	بے جز سجدہ کند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کر دھون گہر باری	بچار سوئے زمین بھر فیض شہ جباری
بحال بندہ بیکس حسد اکند یاری	ہمیشہ وقت غم و رنج و درد غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش	کند چہ بندہ حرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام	بود بہ وحدت واحد زمانہ اقرار کی
کسے زحالت انسان خبر نمی پرسد	کند بوقت مدد ذات حق مدد گاری
زحالت نیک و بد خلق حق خبر وارد	کہ شد بذات خدا منحصر خبر داری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا جا رہی ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اوی کیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھ لو پھر تعین اختیار ہو کیل نے جٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ خام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہوا کیل دونوں کو قتل کرتے کرتے ٹک گئی اس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ میں دیا کیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھڑا لٹا ہوا ہے ایک دھواں نکلا کیل کے دماغ میں پہونچا لہذا اگر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا تو کھ بڑھ کر خنجر مارا کہ کیل کا شکم چاک قصبہ پاک مرنے سے کیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ انہ حیرا چھایا سنگ باری ہرب باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من کیل جادو پوڈوشت بالا سے قصر لڑ رہی ہو دونوں ہاتھوں سے سحر کر رہی ہو اسکے کان میں جو آواز پہونچی کسا معلوم ہوتا ہو کسی عیار نے کیل کو مارا مقدمہ مان کا تھا ایک خالق مرنے کا کیل کے ہوا لیکن اسی حالت میں ساحر طلسم کشا کے لٹے گئی شہادت نے سحر سے ہاتھ نہ اٹھایا محیط کے جو کان میں آواز پہونچی کہ کیل کو عیار نے مارا مجمع سے آپ نکل کے بلند ہوئی بالا سے

آسمان پہنچی پکی کہ روح ابھی تک گلے سے میں تو تیرے آسمان سے گلے سے پکی روح  
 اٹھائی اب سب ساحروں کا محیط پر بلوہ ہو محیط نے روح چھوڑنا شروع کی جس پر کس روح  
 کا چارہ ساحر سمجھنے لگا آفتاب قباک میرا ہمارا اگر کر ملک کر محیط پر چھوڑ غضب  
 ہوا روح نے جانی ہو جیسے ہی قریب ہو پنا قصہ کیا کہ بچہ مارون محیط نے روح سا بھڑکی  
 آفتاب الٹ گیا حلال نے ہجرات ہی قصہ کیا کہ جلیج نے روح دن جب قریب پہنچ گیا  
 تو محیط نے روح کو بچر چھوڑا آفتاب دھلال رو دن رو کھڑا کے زمین پر گرتے مایہ بھر نے  
 مارون کو سنبھالا آفتاب نے گھر کر کہا کہ بار و غضب ہوا طسم کا قصہ میں لڑ رہا ہے میں اور  
 سب روح نکال دلی اب یہ جانی ہو محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ او ساحر جنگ  
 موقوف کرو میں روح پیکر خدمت خداوند میں جانی ہوں یہ جو ساحروں کے کان میں آواہ  
 پہنچی جنگ طسم کن اسے عاجز و رست ہے سب ساحروں نے مار گروں ستر اور اٹھا  
 اب در در و چار چار کھل کر بھاگنے لگے محیط سب کے تہی نگلی گئی برائی رسم قصر معاق میں  
 غیب رخصت ہو گئیں میں کہ اندر قصر کے آئین رو سب اس کے ہاتھ سے تہی ہوئیں ٹھوڑی دیر میں  
 رسم نے دیکھا قصر میں سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا او شہر بار جیتو جاری آب کی  
 بجائے ہوئی محیط روح پیکر نگلی گئی سب ساحر اکراہیں رسم کے جج ہوئے رسم نے کہا  
 او آفتاب میں بچھا محیط کا نہ چھوڑ دنگا جان رو روح لیکر بائگی دین میں بھی ہو پوچھا  
 شہر اس میں جاتے فواد رہے میں فصل خیر پا چکا کہ بادشاہ جاکر طسم میں قید ہوئے  
 دشمن اس کے کسی مصیبت میں اس کے شہرت نے کہا او طسم بار چلیے کوہ الوان  
 بہت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بد رکبات بیان کیا کہ حضور طرک الوان کے کو ج  
 کہ میں بھین چکا کہ روح دستیاب ہو میرا ظم تو ہی ضرورتاً جو رسم شکر میں آئے افسان فوج  
 کو شکر کیا اٹھ فاروقیہ سے کہ کچھ کو کے طسم سب سے زیادہ شہرت مرحوم ہوش مصروف  
 جیسو تو ایک سنہی رسم نے راستہ طرک کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کہ تیرا ہے کہ آوا  
 کوہ الوان پہنچاتی ہے طاکے دیکھوں کہ روح پر کیا گزریا ہو لیکر شہرت خدمت رسم  
 سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے جلی بیان بعد کی محیط



کے ہفت پیکر کوہ نگار نگ سے کوہ الوان پر آیا ہوا ان جادو نہایت ساحر و برکت  
 ہوئے ہر ہفت پیکر کی شئی در کھلا رہا آپ پر اسے استقبال قلعے سے تھیں دیکھ کر ان  
 جادو نگ آسمان سے پیدا ہوا ہزار ہا طائر و پرندہ زمر و مرغی کرتے ہوئے کہتے ہیں الوان  
 جادو تخت سے اٹھ کر جلسہ ہوا پر پرانے آکر آواز دی با خداوند آپ کے تین دست سے کھلاشتان  
 ہوں کوہ نگار نگ پر عرصہ دراز تک عیسٰی در باب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوس  
 کے نشان میں ترسیدار کے یہ باقین کتاب احوت کوہ کے ابر کوہ جلا کوہ الوان پر آئے  
 جو ہر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ہر کے کھڑا ہوا با خداوند یہاں سے آپ کے  
 رازدان میں با خلعت ابر سے باہر آئے قلعے میں تشریف لے چلے یہاں کوئی دروازہ نہ  
 ہو کہ قدرت کو پہچانے یہ جالوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا  
 سر جھٹاٹھ بھاڑا ہر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے اسے انداز بگوانا ہوا  
 ٹیکر طرف قلعے کے ہلا قلعے میں اتر ہوا کہ قدرت تشریف دے میں قلعے میں جا ہوا ذکر کیا  
 ہو ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مستجاب قدیم ہو قدرت کو اس قدر پاس ہو کہ  
 یہ صورت اصلی تشریف لاتے ہیں طائر و مرغون پر بیٹھے ہوئے تشریف ہفت پیکر  
 کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹھہرا ہوا اگر مشیر وزیر قلعہ الوان میں آیا مشیر میں ہنگامہ ہو کہ  
 قدرت تشریف دے میں الوان ہفت پیکر کو بلے ہوئے دار الامارۃ میں آیا ہوا ہفت پیکر  
 آئے تخت پر بیٹھا ہلکے تخت میں ایک کرسی جو ابر نگار بھی تھی امیر الوان بیٹھ کر  
 ہفت پیکر سے باقین کر رہا ہو کہ با خداوند بندے آپ کے جا بجا قیام ہو رہے ہیں ہفت پیکر  
 کو رہا ہو میں نے خود انقلاب کیا ہوا اعتقاد کا سب کے امتحان ہو کہ آسمان پر ایک برا ہوا  
 اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کہ قدرت کی میری بیٹی جہنم سے اسٹان انقلاب  
 سنا ہو پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہو دیکھو وہ دور دیکھو آئی ہو آندہ سلطان کی فرستی  
 رہتی ہو دیکھو کئی دن کے بعد بیٹی ہو کہ اس باقوت پوش نام ہر ہفت پیکر دیکھو  
 کہ ابر قریب بارگاہ آکر بیٹھا ایک نازمین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبت  
 کیفیل گرد کنیزن گیرے ہوئے لباس گلزار پہنے ہوئے قدرت کوہ تخت پر بیٹھا

تخت سے اپنے کو دی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ میں پیکر  
 پر چڑھی بچپن ہو گیا سلطان عشق نے مزاج دل پر چڑھائی کی بسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ  
 کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ہندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے  
 تمکو بڑی مشقت پڑی ہو ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھایا الماس بائین  
 میں حسین حسن میں عیش ابر و خضر آبدار کھاک رفتار شیرین گفتار تم پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو  
 منہ کھول کر بائین کرنے لگا وہ بوسے بد اس کے دہن سے آتی کہ الماس نے منہ پھیر لیا مگر پیکر  
 تخت پر سر نہ گون مٹھی ہو ہفت پیکر کبھی لٹیت پر ہاتھ رکھ دیتا ہو کبھی کہتا ہو کچھ بائین کو کر  
 ای الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھٹکا کے عرض کی  
 جب سے میں نے سنا کہ قدرت موجود تھے اور سلمان بلوہ کو کہہ رہا رنگ پر آئے  
 اپنے کو وہ کی حفاظت کے لیے باج پانچ کو س بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اس طرف آئے تو میں  
 صحرا میں رد کون قریب قلعہ الحوان نہ آنے دین ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ  
 منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو ہدایت  
 کی وہ قلعہ رنگارنگ بر آگیا رنگارنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا بلوہ سے بادشاہ کے  
 اسکو قتل کر آیا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جا کر قید ہوئے اس مصیبت میں  
 ہوئے کہ اسی ہفتے عشرے میں کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس  
 درست درست کہ رہی ہو الحوان جادو قریب کر کسی پر بیٹھا ہو مگر پور ہفت پیکر کے دیکھ کر  
 حیران ہو رہا ہو جی میں کہتا ہو یہ کیسی بدعت ہو کہ بیٹی میری پر پوش اور یہ ایسا دیکھے اب  
 کیا ہوتا ہو اس تر دین الحوان بیٹھا ہو پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا  
 جب الماس ارادہ کرتی ہو ہفت پیکر کو دیکھا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چلی دیکھا محیط جادو  
 آگے آگے پشت پر کئی سو جادو گر نیاں مگر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے  
 حیران افتان و طیزان جلی آتی ہیں محیط کو دیکھ کر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مزدور خوشخبری لائی  
 الماس نے درست لکھے سر جھٹکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کر کے رونے لگی اور کہا کہ  
 یا خداوند صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کر سکتی و خیر کہیں ہے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق ہو گیا یا کھیل قتل ہوئی مگر عین وقت پر پہنچی جان اپنی بیک پر فوراً  
گلدستوں پر گر گئی اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہو پہلے کوہ رنگارنگ پر گئی کہ کئی مہینے  
سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے غالی پایا تب یہاں آئی یہ کیکل لوح سامنے  
رکھ دی ہفت پیکر بہت لہلہ ہوا کہا اور محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز  
کر لین کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جا بیگا محیط نے لوح کو اٹھا کر پھر جھولی میں رکھ لیا اما  
نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہو کہ جسے محیط کو دیکھ کر کہا تھا کہ مزدہ خود فخری لائی ہے وہ  
یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کھیل ایسی ساحرہ ماری گئی اور الماس  
یہ اصل میں ساحر زبردست ہو خداوند بنگران پہاڑوں پر بیٹھا ہر سب کو اپنے عجائب و غرائب  
دکھاتا ہے یہ الماس کے دل میں طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے میں  
بیٹھی الماس نے تجویز دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہو اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہو مجھ سے  
باتیں عشق و محبت کی کر رہا تو مجھ کو اسکی صورت سے نفرت ہو اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی  
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچ کر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ بٹھا کہا اور سراج معشوقان  
کہاں جاتی ہو چند ساعت بٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائیے تمام اہالی طلسم تم کو سجدہ کریں  
میرے مقام پر بائیں گے تم کیوں جاتی ہو ہفت پیکر جو جو یہ باتیں کرتا ہو الماس کو ناگوار  
ہوتا ہو باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہیں کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتیں کرنا  
میں یہ کیسے خداوند بن مثل انسان کے عذر و جیلہ کر رہے ہیں اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے  
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹھی کا یہ اشارہ پا کر الوان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے  
گیا کہا یا خداوند اہتو آپ نے نیا رند کو سر فراز کیا بالائے کوہ شریف لے چلے وہی مقام  
آپ کا جو تقویٰ پر سنگی میں ہو وہاں شریف رکھے مرا وند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی درویشی  
میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہیں تو بڑھ کر ایسا سحر  
کروں کہ وہ بے کی دیوار بن درسیان میں قائم ہوں مسلمان قریب نہ آسکیں یہ دیکھ جاتی ہو  
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پر پھر کو پاس سے اٹھنے  
دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اٹھنے اٹھنے غائب ہو گیا الوان نے

مشیر دن اور وزیر دن کو بالائے کو بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اسی تصویر میں ہو گا گھنٹہ ڈالنا  
و ناقوس نواز دن کو بھیج کہ جا کر گردِ نقور جمع کریں اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و اسیر  
گھنٹہ نواز دن کو لیکر بالائے کو آئے سب نے دیکھا وہی تصویر بائیں کر رہی ہو شہر میں گھنٹہ  
بٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ اگر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ  
ہو گا مگر ملکہ الماس یا قوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ  
بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں انکو بر حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا  
مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان  
پا جائے اور اگر محیط بردست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہو کہ طلسم کشا کے ساتھ  
بڑے بڑے ساحر ہیں انھوں نے بتلایا ہو گا کہ محیط بالائے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت  
یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلان پر اسے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہو گا کہ قدرت بالائے  
کوہ الوان ہیں ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کہ بالائے قصر معلق  
ہو بچے اس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا  
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہو تمہارے جانے سے آفتاب فلک سپر  
آگاہ ہو تمہاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا میں آمد لشکر دیکھ کر پلٹ آؤنگی مگر سفت پیکر  
کی باتوں نے شک میں ڈال دیا کہ مذہب اصلی کیا ہو اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب  
توجہ نہ کرتا اُسے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہو مجھ کو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے  
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے  
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر انکو خداوند بنالیا  
ہو سب لوگ انکو بخدا ہی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوئے جو کچھ  
ہو گا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو  
سمجھا دیجیے گا کہ مجھے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہو گا الوان نے کہا  
میں سمجھا دوں گا الماس باپ سے باتیں کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے  
جلی بارہ کوں نکل کر ایک پہاڑ تھا اُس پر آ کے مٹھری نگاہ اٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقار سے کی آواز کان میں آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے  
 جالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علما و علما کو جلوہ دینے ہوئے زیر کوہ سے  
 نکلے بعد علما و علما کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی مینی عراقی پاکھر میں آنکلی پشت پر موتیوں کی ہری  
 ہوئی تھین سامنے سے گزر گئے آنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و حملال سرکش شہرت  
 مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گیرے ہوئے نقیب آگے آوازیں لگاتا ہوا الماس حباب و  
 جلال شہرت دیکھا حیران ہو گئی جی میں کہتی ہر لشکر طلسم کشا میں شہرت کو بڑا مرہ ملا کہ  
 بڑے بڑے ساحر پائے تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہیں شہرت کا تخت سامنے سے  
 گنڈا اب جو دیکھا تو ایک مرکب با ساز و براق مرصع کا مسہر ایک جوان آفتاب جمال تہال  
 آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو میں حائل سپر  
 پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لنگ رہا ہی  
 اور چند پیکان قیر جو ترکش سے باہر ہیں معلوم ہوتا ہی ناگنیاں بائیں سے منٹھ نکالے ہیں قد سرو  
 گلزار فوی دہن غنچہ مدیفہ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سوچ کے گرد کرن سیتیں  
 رشک چین ایک عیار مثل گلہ سے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کمیدان و  
 رسالدار پشت پر سلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے  
 رستم پر بڑی بیقرار ہو گئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی نہ نگاہ حسرت دیکھ رہی  
 ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکارا مٹھتی ہے کہتی ہر دل کی غیب کیفیت ہی اصل میں یہ صورت

### نظم

دل جاک جاک نغمہ مرغ چین سے ہی  
 دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی  
 وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی  
 سب کا دوش رقیب دل کو کہن سے ہی  
 خوشنود ہان و خم جو مشک فتن سے ہی  
 وہ اشک ریز خندہ چاک کفن سے ہی

از بس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی  
 سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہی  
 روز جزاء دے جو مرے قتل کا جواب  
 کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس  
 آنکھوں گمان ہے گلہ چین زلف کا  
 میں کیا کہ مرگ غم پر دامن تر نہ ہو

کیونکہ نجات آتش بھران سے ہو کہ مرگ  
خود رفتگی میں چین وہ بیا کہ کیا کون  
دفع جنون کو دیتے ہیں گل سے پیشال  
کیون یار بوزہ زن ہو کہان مرگ مجھ کو تو  
کیا کیا جواب شکوے میں باتیں بنا گیا  
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی  
غربت جو مجھ سے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی  
میں کیا کہ غنایب کو وحشت چمن سے ہی  
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہی  
نواب بھی دل درست اسی دشمن سے ہی  
مومن کو خد یہ کش بد برہمن سے ہی

الماس یا قوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کر گلیوں کی گلشن جہاں رستم کی کر رہی ہو قصد  
یہ ہو کہ اسی شہر بار کے ساتھ جاؤں جہاں یہ پھرن گئے کسی نخل پر بیٹھ رہو نگلی جب بارگاہ  
سے نکلیں گے جمال بیتال دیکھ لو نگلی دل کو اپنے تسکین دو نگلی اس خیال میں تھی کہ رستم  
نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اترے اسی کوہ کے دامن  
میں بارگاہ استاد ہوئی لشکر اسی صحرائیں اتر پڑا الماس بہار سے پر سب سامان دیکھ  
رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت  
تخت سے کودی رستم ہاتھ بھٹاے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ میں گئے الماس بھی دیکھا  
کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گنہگار رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے  
پر لشکر کے ایک خیمہ استاد کو وجہ خادموں کو حکم دو کہ وہاں شراب و کباب پہنچائیں  
آج ہم جاندنی کی کیفیت دیکھیں گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استاد ہوا رستم طرف اسی  
خیمے کے چلے شہرت نے راہ میں عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو کہ رستم نے کہا تم بارگاہ  
میں رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت میں ہو جی میں کہتی ہو کہ شہرت  
پر تو طلسم کتا بہت ہر بان میں سمک کے ساتھ رستم اسی خیمے میں آ کے داخل ہوئے  
گویا برج میں مہتاب آیا خیمہ روشن ہو گیا خادموں نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا  
الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحرا سے سبزہ زار جاندنی کی ہمار رستم نے سمک سے کہا  
ایو یار وفادار اس وقت کچھ گاؤ سمک نے نو تو بڑے سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ گئے  
طور سے یہ غزل شروع کی نظم

<p>کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہو اُمتنا زمین پر ہو          گرا کو چے مین یہ میرے لہو کسکا زمین پر ہو          زمین کرتی خاک پر ہو خاک گرتا زمین پر ہو          کہ جیسے آسمان پر سے اسے بٹکا زمین پر ہو          کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل حبا زمین پر ہو          قیامت آگئی کیونکہ یہ غل کیسا زمین پر ہو          قدم رکھتا خاک پر ہو کہ سر رکھتا زمین پر ہو</p>	<p>د دنیا بوسہ پاگو خاک جھکتا زمین پر ہو          تر پتا ہو پڑا شوق شہادت خاک اور فوٹین          خرام ناز نے کسکی جہان کو کہ دیا برہم          تری دوری مین بھی کیا جاے جان میں جانا          نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین          مری فریاد سے کہتا ہو اسرافیل حیرت سے          ہوا تھربرات عفو نفس سجدہ مومن کو</p>
---	---

اس لطف سے سماک یلاقی کار ہا ہو کہ طائران صحرا درخون پر وجد کرتے ہیں غزالان صحرا بھی گوشہ ہلے دشت سے نکل کر گرد خمیہ رستم جیج مار رہے ہیں شیران صحرا پہلوون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوئے ڈکار رہے ہیں باز بلند پرواز نخل سے اترے پہلو کجنگ مین بیٹھے شکار سے باز ہیں یہ حال ملکہ الماس یا قوت پوش نے ہو دیکھا ضبط ذکر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل شکایت عشق سے ٹوٹا آخر ہمارے بے سختی ترین دربار گاہ پر پہونچن غیرت تو منع کرتی ہو حسرت دامن کھینچ رہی ہو کہ بلا تکلف اندر بار گاہ کے جلو چند خادم کہ دربار گاہ پر حاضر تھے اُنھوں نے گجرا کے پوچھا آپ کو کس انتظار مین کھڑی ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہوں خدمتگاروں نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کریں الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یا قوت پوش دختر الوان جادو قد بوسی کی مشتاق ہیں دروازے پر حاضر ہیں امیدوار بار بانی مین خادمین نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک ناز مین نہایت جمیل حسین دربار گاہ پر حاضر ہیں چاہتی ہیں کہ صحبت مین آئین نام اجنا الماس یا قوت پوش بتاتی ہیں سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلائے ایسا ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز جو رستم نے کہا ہو براؤ دہانی خدمتگاروں کی معلوم ہوا کہ ناز مین محبوب ہو حسن و جمال مین خوب ہو امی سماک تمھارے گلے کی مشتاق ہو کر آئی ہو سماک نے کہا حضور روح کی جستجو مین تھکے ہیں چہرہ کوہ الوان پہونچ چکے ہیں ایسا ہو کچھ فتور جو رستم نے کہا کیا ہم سوئے ہیں صبر تیا جاک



رہے ہیں تحفہ جات موجود ہیں کوئی کیا کر سکتا ہو سہاگ نے سامانا تڑپ کر اٹھا بیرون خیمہ آیا  
 دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہو بھرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہو سہاگ نے  
 دیکھ کر کہا ایو الماس جادو تشریف لائیے پھر سہاگ نے برابر آ کے پوچھا نام نامی واسم  
 گرامی حضور کا کیا ہو الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہیں سب خاص  
 عام جانتے ہیں الماس یا قوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتیں کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے  
 جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تعظیم کر کے فرمایا اے شریف لائے  
 فرد - رواق منظر چشم من آشیانہ تست و کرم نادر و فردا کہ خانہ خانہ تست و یہ کھلے  
 رستم نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا لاکر برابر سجدہ پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے  
 سرتاج حسینان کیونکر آئے کا اتفاق ہوا ہمیں کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا  
 کہا ایو شہ یار اصل یہ ہو کہ میں اس سرحد کی نگہبان ہوں اسی خیال سے آئی تھی شکر کی جو  
 آپ کے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق میں آپ کی ملاقات کے سارا  
 دن مجھ کو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تجھے میں ہیں  
 بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہوں بفراری دل کیلچ لائی رستم  
 سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر بر سر کوہ الوان آیا ہو کیا کر رہا ہو  
 الماس نے کہا ایک بڑا دعا آپ کا یہ ہمارے قلعے میں ہو کہ محیط جادو لوح لیکر قلعہ  
 سے آئی ہو ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے میں فروکش ہو  
 ہفت پیکر تصویر سنگی میں داخل ہے وہی میلہ ہو رہے ہیں مشتاق آکر اسکے جمع ہوئے  
 ج طرح اور بہاڑوں پر میلہ ہوتا ہو اسی طرح یہاں بھی میلہ ہو گا آپ کے اقبال نے مجھ کو  
 یہاں تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں جہاں تک ہو سکیگا کل میں لوح  
 لیکر آؤنگی اب میں جان و مال سے کوشش میں حاضر ہوں لیکن عیار سے کہے کہ ایک  
 غزل اور گائے کینز نے بڑا تال کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہو کہ والد ناما رچھینکے  
 کہ دن بھر اور شب بھر تک وہاں گذرا حیران ہوں کہ کیا کوئی دیکھوں کہ دل خانہ خراب  
 کیا دکھائے نوشتہ تقدیر کیا پیش آئے سہاگ نے سامنے الماس کے بھر

## شعر گائے لطفم

بغیر یار کے لطف سے وکبا بنیں وہ عضو کوں سہو جو کہ انتخاب نہیں زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے خدا کا قہر ہی نازل ہوا دیکھ نہ نہ سوا بدنی کے نہ سر زد ہو فعل نیا کبھی	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں غضب خدا کا ہو کافر تر عتاب نہیں کلمہ سے صنم اللہ کو حجاب نہیں مراد پر یہ تر عالم شباب نہیں ابو لبہ بین زمانے میں پو تر نہیں
---	---

یہ اشعار جو سماک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارہ سحری  
آسمان پر جھکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے بہم کسی  
دھب سے۔ گریبان سحر کو ٹانگ رکھنا دامن شب سے۔ رستم نے کہا اے ملکہ عالم اس قدر بغیر  
نہو کہا اے شہر یار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ  
منہ کو آتا ہو اب کینہ رخصت ہوتی ہو محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں  
کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے مجھ پر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے  
نہ اٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ کہ ہفت پیکر ساحر  
زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست ہو مثل ہمارے باپ کے چند راز دان قرار دیے دعویٰ  
خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منظم کارخانہ خدائی ہیں بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلمس ہفت پیکر والے اسکو  
بھی لائی مانتے ہیں وہ طلمس ہفت پیکر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلمس ہفت پیکر وہ مقام ہو  
کہ اگر طلمس کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلمس کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہیں کہ جس پر گذر طلمس کشا  
دستوار ہو گا تو اے شہر یار خدا افضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آب اسی مقام پر  
تشریف رکھے گا میں اسی مقام پر حاضر ہوں گی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس  
رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھا کھڑا کوہ الحوان کے چلی بیان الحوان جادو آنے سے بیٹھی  
کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو کہ الماس آکر ہو چکی مگر آنکھوں میں آنسو پھر  
ہوئے اُداس پریشان آ کے باپ کو سلام کیا الحوان نے پوچھا کہ اے نور نظر شب کو کہاں

رہیں الماس نے کہا میں نے خبر آمد طلسم کشا سنی تھی تا یہ قصر معلق گئی تھی وہاں جا کے دیکھا  
 قصر معلق ویران پڑا ہوا اسی مقام پر شکر طلسم کشا اتر رہا ہوا میں دیکھ کر ہلٹی تھی کہ راہ  
 میں ایک کوہ ملا پیر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارہ سحری آسمان پر جبکہ  
 جکا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو  
 نہ آئیں خداوند تشریف لائے تھے منکو و مہدم پوچھتے تھے میں نے آنکو بہت سمجھا یا مگر وہ یہ  
 مانتے شب کو کھل کر مجھ سے کہا کہ ابی بی بی ہمیں دو خداوند راہ اسکے بطن سے پیدا ہو گا  
 خدائی تمہارے گھر میں آئیگی میں نے کچھ جواب دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے  
 میں الماس نے باب سے کہا کہ قدرت بہت بچنائیگے اتنا کہ کھر خاموش ہو رہی الوان جاؤ  
 برسر کوہ برائے انتظام کیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر میں  
 جا کر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اسی وقت طاؤس پر سوار ہو کر  
 طرف شکر طلسم کشا کے جلی قرب شام رستم نے اسی مقام پر خیمہ استاد کرایا تھا سمک  
 کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح میں لائی دو لون ہاتھ پر  
 رکھ کر لوح خدمت طلسم کشا میں پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے میں ڈالا مگر محیط جو  
 سو کر تھی جھولی میں لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون  
 آیا تھا کسے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیز بن قسمیں کھا رہی ہیں محیط کو ایک ایک سے  
 پوچھتے پوچھتے شام ہو گئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہاں ہیں کنیزوں نے  
 کہا براے گشت تشریف لیگئی ہیں محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اسے آکر پوچھا کہ اور  
 محیط کیا ہو محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی  
 سیاہ جلی ہفت پیکر اشتیاق ملک میں آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقہ قدرت  
 کہاں ہو الوان نے کہا قدرت تو اور فکر میں ہیں یہاں دشمنوں نے فکر کر لی ہو محیط  
 کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہو ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت  
 جاننے ہیں کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی مختاری صاحبزادی نے یہ آفت  
 برپا کی برسر کوہ شکر رستم اتر رہے ہیں الماس گئی ہو اور لوح پاس طلسم کشا کے

ہو نچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے اسی الوان تنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو  
 بڑا قلق ہو الوان جادو جھٹلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا  
 کے لیکٹی اور پہلو سے طلسم کشا میں بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اسے لاتا ہوں اور قتل کرتا ہوں  
 یہ تو مجھے کبھی ہنوکا کہ بیٹی آپ کے سپرد کروں آپ یہ ہوس دل سے نکال دیا لیے ورنہ غلام کو بیچ  
 ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کروں ہفت پیکر نے کہا اسی الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو  
 قبضے میں کرینگے الوان نے کہا اب تو میں جاتا ہوں اگر فتنا ہو لوح بھی لاؤں گا نہیں تو الماس  
 کو تو ضرور لاتا ہوں یہ کہنے الوان جلا محیط نے کہا میں بھی آؤں ہاں اسی الوان میں لوح کو  
 قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنوں نے اپنا کام کر لیا  
 الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اٹھا کر کتا ہوا طرف کوہ صحر کے جلا پیچھے پیچھے محیط جادو  
 بھی جلی بیان پاس رستم کے الماس یا قوت پوش بیٹھی ہے جب گنتی ہے کہ میں جاتی ہوں  
 رستم ہاتھ تھام لیتے ہیں فراتے ہیں اسی الماس وہاں جانے کا ارادہ نہ کر دہفت پیکر خود  
 وہاں موجود ہو شاید کہہ دے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے  
 جانے میں کئی مطلب ہیں اگر میرا سحر جل گیا تو ہفت پیکر کو میں گرفتار کر کے آپ کی خدمت  
 میں حاضر کر دیتی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غصب کیا کہ لوح بے منت خلق  
 پائی اسی الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے ہونچائی او کیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑ دینگا  
 یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلہ ہوا الہ اول طرف طلسم کشا کے جلا منٹھ سے شعلہ چھوڑتا ہوا ہاتھ  
 چمکاتا ہوا کہ برقیں گونے لگیں شعلہ ہاں آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح  
 کو چمکا یا شعلہ ہاں سرکش غائب ہوے تیغہ ہفت جو ہر نیام انتقام سے کھینچا صاف  
 ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مفلومان اب جو تیغہ ہفت جو ہر  
 چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق چمکاتا ہو کبھی تلواریں گراتا ہو مگر کوئی سحر  
 رستم پر تاثر نہیں کرتا رستم جھپٹتے ہیں الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی یہ تاشہ  
 دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہو برابر الماس  
 کے ہونچا لکارا کہ او شوخ دیدہ تماشا دیکھ رہی ہے الماس نے جا بجا سحر کروں الوان نے

کلائی پکڑ لی کمر میں پیچہ دیکر لے اڑا رستم نے لوح گلے سے اتاری پکار کر کہا اوساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری اسی شہر یار براے خدا لوح اپنے پاس رکھے مجھ ایسی کنیز بن اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بے مثال دیکھیں گے بروائے شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا مزار غریبان کے آگے فاتحہ پڑھے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیوں نہ روح راحت پائے لفظ

اٹھو اٹھو کہ جن کین پھر آئی فصل بہار  
رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار  
عدم کے خواب سے مجھوں نہ ہو کہیں بیدار  
بنائے تاک کے سائے تلے بسھونکا مزار  
کفن سے قبر میں میری ہوا دھوان اطمینان  
ہوا جو شہر خوشان کی سمت سیرا گذار  
جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پر ہے زنگس زار  
تو سرنگوں کی بھلا کس لیے یہ خاک مزار  
عزیز تو مجھے زنگس نہ جانو ز نہار  
سو اسکا گور غریبان میں کیلے ہو گزار  
بہ زیر خاک بھی اب تک ہو حسرت دیدار

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بابل زار  
بڑھوں غول وہ جنون خیز جسکے سننے سے  
بڑھوں میں قصہ لیلیٰ کو کیا بہ باتگ بلند  
جو مو پرست مرین چاہیے کہ بیر مغان  
غم فراق کی سوزش یہ بھی مرے دل میں  
بہ قول شاعر شیرین کلام سن اک نقل  
ٹھٹھکے ہر اک آشنا کے مرقہ پر  
کیا سوال یہ میں نے کہ اے گل زنگس  
تب اُسے ہو متبسم جواب مجھ کو دیا  
کہ کام ہو گل زنگس کا زنگستان میں  
میں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ مرقہ دیا

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانہ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جا دو جلی لٹکا کر  
آواز دی اسی رستم بوجہ الماس تنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کمی کی جیسے  
میں نے لوح ہو بچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جاسکتا بلکہ الماس  
نے یہ کہاں کیا کہ مجھ کو سوتا دیکھ کر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحر ان طلسم  
ہفت پیکر لوح جسے لینے رستم نے جھلا کر کمان کہانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر  
جو ڈکر محیط پر مارا کہ سب نے بر محیط کے بڑا پشت کو توڑ کر پار گذار لاشہ محیط کا زمین پر گر آندھا

سیاہ ہٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام میں محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہنچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا اگسو پڑ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھے اب قدرت پر کیا گندے الماس خاموش ہو الوان جھلٹایا ہوا برسر کوہ پہنچا زیر کوہ سیلا جمع ہو مراد منہ بھی جمع ہیں فریاد فرما کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں نقویر سنکی ہر مرتبہ آواز دیتی ہوا دی بندگان میں مراد بھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و کھٹ نواز و ناٹوس نواز گرد نقویر کے جمع ہیں باجے بکار رہے ہیں غل چارہ ہیں ہر ایک سجدہ و حجر سے آواز آرہی ہو یا خداوند ہفت پیکر تیرا مذہب ایسا بے نظیر ہے کہ حکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر نقویر میں سے بائیں کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یا قوت پوش کو پنجے میں لیے ہوئے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آ کے اتر اسب شیر و وزیر حیران ہوئے کہ بیٹی کو اس طرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہنچایا اب الوان نے سامنے نقویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہنچائی محیط جادو قتل ہوئی نقویر سے آواز آئی ابو الوان اس کو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ انونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں وہ سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دے دیا گئے ہر چہ ہفت پیکر نے سمجھا یا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ ماتر ملکہ الماس کو جلا دون کے سپرد کیا جلا دون نے پکڑ کر الماس کو گھینچا دارین استاد ہونے لگین الماس دیکھ رہی ہو کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہو ہیستہ رہو کہ بکار ہٹھی کہ اسی خالق بے نیاز وادی رب کار ساز اس وقت سے پچالے نظم

شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح  
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح  
از صدائے نغمہ پر سوز موسیقار روح

از خدا جو دید و اسے در دہل بجار روح  
جلوہ گر باشد چشمش نور ذات کردگار  
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال

<p>شودید از رویش سیاہی چشم گوہر بار روح سیرای بلبل کن در گلشن بنجار روح دور دار از ہند می آسب تر از آراج</p>	<p>پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل در گذر از رنگ و بوے جسم خاک در گذر لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم اکہ</p>
<p>ناظرین پر واضح ہو کہ بیان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر وزیر جمع ہیں طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہیں کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ حیرت جان بجا لین گے ابھی تجھ کو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا میں عاشق جمال بمیشال طلسم کشا ہوں میں اس سچا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ کیتائی کا دعویٰ کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہیں ہو یا رو یہ ایک ساحر ہو کیوں اسکے دام مکر میں پھنسنے ہو وزیر و مشیر فرما کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ یا رو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہو مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینک دیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے میں ڈالی کہا ای شہر یار اسی کی وجہ سے سب ساحر آب سے ڈرینگے یقین ہو مگر وجہ نہ کرینگے براے خدا اسکو قبضے میں رکھے رستم نے کہا ای سمک میں کیا کروں الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھ نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہو سب سردار آکر جمع ہو گئے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ ای شہر یار صبر فرمائیے خدا انکو بچائیگا باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو طور پرچانے کی تدبیر کر گیا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہو کہ ہفت پیکر اُس پر عاشق ہے وہ ضرور کد کر لگا کیا کہوں دل کو عجب عجب خیال ہیں دل پر ہجوم غم و ملال ہیں۔ نطلمس</p>	<p>مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے کس طرح مایوس ہوں تاثیر سے میری وحشت کے لیے صحرائے قیس کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو وہ شادے نامہ مضمون وصل ہوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا</p>
<p>دن نہیں پھرتے کسی تدبیر سے دم رُکے ہو نالہ شہگیر سے تنگ تر ہے خانہ زنجیر سے برق کشتی ہے تری شمشیر سے گر ہوا خط کا تب تقدیر سے بات بگڑی ہے مری تقدیر سے</p>	<p>مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے کس طرح مایوس ہوں تاثیر سے میری وحشت کے لیے صحرائے قیس کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو وہ شادے نامہ مضمون وصل ہوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا</p>



انگلیوں میں غامہ جبکہ رہ گیا قہر ہر کھبہ نہ نگاہ یار کا وحشتِ چشمِ بڑی رو دیکھنا لیکنی جان یا درونِ ہاے قتل اگر صنم مومن ہوں آخر کس طرح	نامہ ہاے شوق کی تخریر سے الامان اس بازگشتی تیر سے بھر گیا جی سرمہِ تسخیر سے گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے مجھ کو نسکین ہو تری تصویر سے
---	---

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش و خروش ایسا پالتے ہیں کہ غلام بہت کھرتے ہیں اسوقت بارگاہ میں ایک عجب غریب ہو رستم کی بیقاری سب دربار ہر جہہ سمجھا رہے ہیں رستم نہیں قبول کرتے قصاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے میں تھی اسنے جو یہ ہلڑ ٹٹا کہ الوان جا دو جا کر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو میں رستم کے پایا اسی غیرت میں بالائے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہو بقرار ہو کر قلعے سے نکلی بالائے کوہ الوان آ کے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہو وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہیں مگر الماس مہووت یاد میں رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھرائی جو نیک اسنے دودھ پلا کر پرورش کیا ہو بقرار ہو کر پھاڑ سے اترتی دل سے کہتی ہو کہ چلیکر رستم سے اطلاع کروں اور عرض کروں کہ آپ کی محبت میں الماس قتل ہوتی ہو دقت قتل اب قریب ہو اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تاہل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا میں آئی بارگاہ میں آکر پہونچی دیکھا بارگاہ میں عجب ہنگامہ ہو رستم مثل مرغِ بسمل تڑپ رہے ہیں دایہ نے آکر قدموں کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو میں نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت میں رنجھ جائے ہو زیر تیغ بیٹھی ہو اب قتل ہونے میں اسکے کچھ دیر نہیں ہو یہ منکر رستم نے فرمایا کہ مرگب تیار کرو میں جا کر اسکو مار دوں یا اپنی جان دوں وہ حریف آتش اشتیاق و غریق لجز فراق اس خیال میں ہوگی کہ جو میرے قبضے میں تھا لیکن لوح طلسمی کا لیجانا وہ میں نے طلسم کشا کو کیا ہو بنچادی یقین ہو کہ میری مدد کو آئیں رستم کا مرگب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہو سک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے میں ڈالے ہوئے تحفہ جات زیب جسم مرگب چمکا چلے تمام سردار ساتھ ہیں شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بقرار ہو گئی سب کے ساتھ

نہ جلی بالائے آسمان جا کر جکی رستم جلتے ہیں یہاں الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کر رہا ہو  
 کہ کیوں ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کرے گی قدرت تجھ کو پہلو نشین کرے گی سارے طلسم  
 میں ہنگامہ ہو گا کہ الماس یا قوت پوش زوجہ خداوند ہفت بیکر جو سب تجھ کو اگر سجدہ کرے گی  
 الماس نے جواب دیا ای باب تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہو میں چاہتی ہوں جو عفو  
 طلسم کشا مشہور ہوں کہ جو ہفت بیکر کے بھی سر کو ب میں نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے  
 ہیں اسیر الوان جادو جھلاتا ہو کلمات سخت و مست سنا تا ہو کہ یکا یک لشکر میں ہار ہو انفس  
 طلسم کشا کی آواز آئی۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ جو رستم  
 دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + یزیر دمان رستم نوجوان  
 ہمال گلستان صاحب قرآن + زیر کوہ زمین تلے او بر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگ  
 لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف حملال سرکش ان دونوں کے  
 سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت ہنگ بجری ان دونوں نے  
 ہزاروں کو دیوانہ کیا جسکو جال ہمال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان  
 بھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہو جنگ سے بالکل بیکار مجبور و ناچار سحر آفتاب نے سیکڑوں  
 کے سر گرے دوکانین و پران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیروں کو اشارہ کیا کہ  
 بڑھ کر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ بہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی  
 ہزاروں ساحر بنا ہو گئے لوح کا جکنا ساحر آنکھیں بند کر کے بھاگتے ہیں جیسا حرن الوان  
 بہاڑ سے اتر آئے چند ارے گئے چند آنکھیں بند کیے کھڑے ہیں انکو آفتاب قتل کر رہا ہو  
 الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاخیر نہ ہوئی بہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی کئی  
 شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاؤ صرف گرد بین اور ساحران زبردست گرد سے  
 الماس کے ہٹ گئے ٹرپ کے آسمان سے گری جلاؤں کے سر اڑا دیے الماس کی زبان  
 سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ایو الماس اٹھو ہم سب تمہارے ممنون و شکر گزار  
 ہیں تم نے وہ نعمت طلسم کشا کو پہنچائی کہ ہم نے ہمینوں کو شش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی  
 لوح ایسی شرمنے طلسم کشا کو پہنچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے ہیں ہزاروں ساحروں

کو دیکھو مار کر زیر کوہ ہو چنے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان  
 پکڑ کر بہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طر کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو  
 روکتے ہیں رستم لوح کو چمکانے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سودو سونا بنیا ہوئے  
 سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے جلتے ہیں  
 گرد رستم انہو ساحران ہر سحر سے تیر و تلبار سے روک رہے ہیں رستم انکے روکے سے نہیں کٹے  
 مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ  
 کئی ہزار ساحرون کے سر بچھے الوان جادو کہ زیر کوہ ہو چکا تھا فوج کو نواہنے سحر کر کے  
 روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرنے ہوئے بالائے کوہ ہو چنے جب الوان  
 ہٹ آیا ہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریا سے فون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا  
 ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہوئی الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ ہو چنے  
 سب گھنٹ نوازا ناقوس نوازا گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر میں آواز دیتی ہو  
 او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پر  
 دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح  
 چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اٹھایا رستم نے جو الوان کو لوٹنے ہوئے دیکھا خود  
 تیغہ کھینچ کر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان  
 بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سو کینوں نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تلکین  
 آواز ملا کہ یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئیں نظم

کہ تھمتی ہی نہیں پہنچی ہوئی ہو دیر شیشے کی  
 بنائی ہے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی  
 سزاوار شکستن کو نسی تقصیر شیشے کی  
 شکایت ہو مری فریاد بے تاثیر شیشے کی  
 بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی  
 بے کیا سمجھے عجیب یہ ہو تقریر شیشے کی

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغیر شیشے کی  
 مدام اُس دبر میکش کے منہ لگتا ہو اساتی  
 سوا کو محتسب اس کے کہ اپنے دل کی صورت ہو  
 اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی  
 ہوں اک آئینہ رد کا دیدہ پر آب دیوانہ  
 بیان کرتا ہی بھلانے کا اُس بدست کے عالم

بھلا کیا اعتبار اس مومن ایسی یارسانی کا  
 کہ بخود ہو گئے تم دیکھ کر تقویر شیشے کی  
 رستم نے اُن نازنیوں کو دیکھ کر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہجین غائب ہوئیں  
 اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرا یا کہ دوبارہ اسنے دستک دی در دیر سے آگے بڑھا  
 ایک دو تھڑ زمین پر مارا چند جوانان زرنگی زمین سے پیدا ہوئے تلواریں کھینچ کر رستم پر گئے  
 آفتاب نے آواز دی اسی شہر بارانکو قتل نہ کیجئے گا لوح چمکائے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا  
 وہ زرنگی کو یا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرہ آب زمین میں جذب ہو گئے دور سے الوان  
 نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھ کر آواز دی کہ اسی بران مردم غوار جلد آؤ صحرا سے  
 چنا شیر دم اٹھائے ہوئے منہ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے جست کر کے بہاڑ برائے آتے ہی  
 طرف رستم کے چلے رستم نے یہ تعجب لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ میں بھینک دی  
 حملال وغیرہ نے بکا کر کہا اسی شہر باران یہ کیا فعل کیا دیکھئے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے  
 اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان میں اُن شیروں کے بھینک دو میں نے  
 وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیروں پر پڑا آپس میں لڑنے لگے یہاں تک لڑے کہ وہ سب  
 نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جس پر عکس لوح کا بڑا مثل قطرہ آب جذب ہو گیا تھوڑے  
 عرصے میں سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھ کر طرف تقویر کے پلٹ کر  
 بکا کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجئے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجئے تقدیر نے  
 آواز دی اسی الوان قدرت گھبرائے ہوئے ہیں اب یہاں نہ ٹھہریں گے ہی آرزو ہو کہ طلسم  
 ہفت پیکر میں جائیں وہاں جا کر کل انتظام کریں اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہیں کل تعبیر  
 سے بخوبی ماہر ہیں ایسا فقرہ کہیں کہ طلسم کشا لوح والے کرے تحفہ جات قبضے سے جب  
 طلسم کشا کے نکل جائیں گے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ باتیں  
 سنیں گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہنچے لکارا۔ او الوان اس مکار سے کیا پوچھتا ہو  
 وہ خود مکار و جلسا اثر ہو ساحر شعبہ باز ہو آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتیں رستم  
 کی سنیں گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچ کر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و ذرا  
 کیا الماس نکل گئی اس کے رہا کرنے میں یہ آفت ہوئی میں اگر یہ مصیبت جانتا رہا ہی میں اسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہر طلسم کش کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کش  
 نے وار الوان کا تیغ ہفت جو ہر پر رو کا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلہ آتش بھڑک کر  
 طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغ جھکا یا وہ شعلہ بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے  
 ہاتھ جھکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہہ کر ایک ہاتھ سے لوح کو جھکایا اور  
 ایک ہاتھ سے تیغ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر  
 سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے  
 چلے اس قدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اسے  
 شہر یا ر لوح جھکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو جھکایا تصویر کو چاہا چھٹے  
 تیغ مارا کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک دھوان سمجیدہ ہو کر  
 نکلا آفتاب و حملال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے  
 نہ بڑھیے ہفت پیکر نکلیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالا سے آسمان ایک ساتھ تو  
 تن قوی من بکار رہا کہ ای رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤ گے  
 تو مڑا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تھا  
 ہفت پیکر چمک کر ادر بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کش نے کمان کو روک لیا  
 اہل فوج انکے لپٹے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ ہیں  
 قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے  
 لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کش کی دُہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل  
 قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بے پایا اسی مقام پر شکر اترار میوں میں یہی چرچا ہوا کہ ہفت پیکر  
 بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی ای شہر یا ر اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان  
 جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آئندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے  
 بادشاہ و ہان قید ہیں جو ثقت قبلہ و کعبہ سینکے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر  
 مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ جلوئی الماس نے  
 اپنی طرف سے اپنی داہیہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرا بنی اپنی شوکت و شان دکھاتے ہوئے چلتے ہیں سب کے آگے مقدمہ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرا پر فضا میں آگرا آفتاب کے عقب میں لشکر حلال بعد ان کے لشکر شہرت مرصع پوش و الماس یا قوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گران لیے ہوئے اُتری ہیں ان سب کے بعد لشکر عیوق و جباروق و شہریر مردم در دیوانہ ان سرداروں کے بیچ میں بارگاہ رستم استاد ہر شام کا وقت ہو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں آفتاب و حلال و شہرت و الماس لشکر دن کو اپنے چھوڑ کر برائے ملاقات رستم آئے ہیں بیچ میں دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہیں نانچ ہو رہا، صحبت علیش و حبیب رستم تھی کہ لشکر آفتاب میں بکڑ ہوا سردار بھل گئے کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہیں لشکر پامال ہو رہا، سردار بھاگے ہوئے آتے ہیں آفتاب یہ کہہ کر اٹھا کہ حضور شریف رکھیں غلام ابھی آتا ہے یہ لکھ آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہیں آفتاب نے بڑھ کر شیروں کو لٹکایا اور آواز دی کہ سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہے یہ لکھ آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صد ہا آہو سینگان کو حبش دیتے ہوئے سامنے شیروں کے آئے جس شیر نے اراد کیا کہ آہو کو شکار کروں آہو نے بڑھ کر آہو کو سینگ مارا کہ نوڑ کر پشت کو شیر کی پار گزرا شیروں کو آہو نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد بھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اٹھا اس سے برف برسنے لگی الماس نے اس ابر کو جو دیکھا کہا آفتاب یہ دو جادو گر نیاں ہیں انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا میں غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزیر ہرہ بڑی زبردست جادو گر نیاں ہیں شاید ان دونوں کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونوں سحر کر رہی ہیں میں ابھی جا کر انکو لاتی ہوں یہ لکھ الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھ کر سحر کیا کہ جبکہ برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کے شہرت زمین پر آہ کے پھری کھڑی دیکھ رہی تھی کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر کے پہنچی

لکار کر آواز دی او جہانگیر وزہرہ میں نے تلو پہچانا ابرہین کہنا تک چھو گئی یہ کہنے کو لایا  
ابرہینٹا دیکھا ایک تخت پر دونوں جا دو گر نیل میٹھی میں سحر کر رہی ہیں الماس کو جو جہانگیر  
نے دیکھا بجا کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کر یا قدرت کو ہکا یا اب میرے  
مقابلے میں آئی ہے یہ کہنے کو لہ مارا الماس نے گوئے کو ہاتھ میں روک لیا روک کر وہی گولہ  
مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹنے ہی وہ دونوں جا دو گر نیل علیحدہ  
ہوئیں دونوں نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسے لگی آگ نے الماس کو گھرا  
الماس تڑپ کے نکل کر دونوں پر جا پڑی دونوں کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے  
سنارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوار میں الماس پر برسے لیکن  
سب تلوار میں الماس نے توڑ دیں ایک تلوار جاکر سر پر الماس کے گری کہ سر سر اس  
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا بھاڑا اُس سے سر کو باندھا  
کچھ خون جلو میں لیا اسم سحر کا بڑھکر دونوں پر پھینک مارا دو کمندین دونوں کی گردن  
میں پڑیں الماس نے کھینچا دونوں کی گردنیں بندھی ہوئیں کمندون میں لٹکتی ہوئیں  
الماس نے چاہا ان دونوں کو لے نکلون کہ ابرہین الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر  
چاہا ابرہین کو توڑوں اور نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا  
مگر ابرہین نہیں نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابرہین کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور خود  
کوٹ کر گرا کہ ابرہین ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے  
ہوش درست ہوئے آفتاب نے منہ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونوں کو  
گرفتار کیے ہوئے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آ کے پہونچیں  
اُن دونوں کو ایک دخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھا یا ان دونوں نے  
ہفت پیکر پرستی سے انکار کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر  
ہیں یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا جلا دون نے انکو  
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونوں نے در تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ وزغن پیدا ہوئے  
وہ سر بیٹے ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے لئے رستم لٹنے فراغت کر کے



ہر فرسید و فی و ہجنت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے  
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانایرج و نورالہر کا اور قید ہو جانا  
طلسم ہفت پیکر میں و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقہ داستان  
ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

ترے دور میں ایسا یحییٰ بن کیا مجھے نبت العنب نے حیا موصاف ہو اور نہ بیان درد لکھوں حال فرزند صاحبقران جل ای تو سن کلک جادو و قہر رہے رنگ برہر گھڑی دہشت بر صد کرد و فر کوچ کرتے ہیں اب امیر عرب کا بھی آنا لکھوں اسی حال میں لطف ہو رزم کا	کہ سامان ہو قید سردار کا کیا مجھ کو پیر مغان نے خراب ترے ہر سے صاف یہ دوری یہ منظو رہی مجھ کو پیر مغان کہ اس رزم سے لوگ آگاہ ہیں نین سعد کا حال صاحبقران گل گلشن عز و جاہ و شہ بر صد لطف رستم کا جانا لکھوں نہ عیار بیان بلکہ مکار بیان کبھی رزم میں رنگ ہی رزم کا	بلا ساقیا جام حیرت فزا بتا ساقیا میں بیان کیا کروں عبث مجھے ساقی تو جھوڑی سر راہ پر ایرج گرو ہے کہ دو نون جوان بر سر راہ ہیں نیا آج سامان ہوا ہو بہم کہ صاحبقران تجستہ شیم کل آیا جانے کا اُنکے سبب لکھوں صاف خواجہ کی عیار بنا
--	---	---

چہرہ رہروان منازل طلسمات و طوکنہ گان مراحل پر آفات داستان حیرت  
بیان ایرج و نورالہر یون تحریر فرماتے ہیں - شعر - مرصع خیالان رنگین ادب  
چنین مے نگارند این ماجرا جب کہ خبر وحشت اخگر فتاری بادشاہ جمجاہ ایرج  
نوجوان نے سنی قبضہ تیغہ و دودمہ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ  
نشان جا گیا تھا اُسی پتے پر چلے عقب میں نورالہر بھی آتے ہیں مگر اول ایرج نوجوان  
بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے اُس دشت پر آشوب میں پہونچے دیکھا  
ایک قلعہ سر بھاک کشیدہ بچانک بند بر جاے قلعہ پر زنگیان آدم خوار قرنائین دہن سے

لگائے کھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز برجون میں ایرج نے آتے ہی لشکرِ آرا  
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیردل نے عرض کی اور شہر یار یہ مقدمہ طلسمات  
ہو بادشاہ اگر جائز نہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہنچے ایرج نے کیا  
جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیزنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کریں گے  
رہتے بھڑتے تابہ بادشاہ اسلام پہنچیں گے کہ انکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو تھے  
وہ آپہنچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کتنا دمانین گے خاموش ہو رہا وہ رات  
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر  
رکھ کر سر بسجود ہوا اور سلیح جھانگر و سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج غنیا  
و شعاع ہمراہ لیکر میدان جہج زبردی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے  
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور دبیم عرض کرتا ہوا کہ شہر یار یہ  
مقدمہ طلسم ہے بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان میں ہمیر کیا جب کہ  
میدان میں آکر لغزہ کو ہشکاف کیا اور طرف بھاٹک کے چلبے نے دیکھا کہ نصف  
میدان ٹوٹ گیا تھا کہ بھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پر  
آ کے بیٹھا اس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرتے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہیں اور  
گلابان اُنکے ہاتھ میں دونوں کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے دوش محبت میں اُس نازنین  
کا بوسہ لیا اُس نے سر اٹھا کر ایرج سے آنکھ لائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھ پر ظلم کرتا ہو ایرج  
نوجوان نے تلوار نیا م سے کھینچی اور لکار اکا اوبے ادب یہ کیا حماقت ہو اس نازنین سے  
الگ رہ اُس نے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اُس کا بوسہ یہ جبر لیا اتوا ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے  
کو جبکہ قریب خندق کے آئے لکار اکا اوبے حیا میں اُس پار آتا ہوں اُس نے کچھ جواب  
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑی کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ خندق  
کے پار ہو نجاب وہ زنگی تلوار لیکر اٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا  
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہوا کہ شہر یار  
آپ نے مجھ کو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچا یا فو شاد کر کے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

میٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیاتے ہی آنکھیں سنج ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب بلغ میں چلے وہ مقام غالیٰ وغیرہ اُسی وقت ایرج اٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو بیکر اندر قلعے کے گئی وہ لوڑ بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے جاہا کہ روتے بیٹے بلشیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدین ہرین بدیع الزمان مع فوج آکر پہنچے ایرج کا حال سنا بڑا افسوس کیا شہر نگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدین ہر نے کہا سبحان اللہ وہ کرباس فروش بازاری یوں طلسم میں جانے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب سے سمجھا یا یہ بھلا کب مانتے ہیں اس پر یوش کو ہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ بھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ اوجوان کہاں آتا ہو یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہو چکا بڑے شاہ و شہر یار آئے ٹھوکرین کھاکے چلے گئے بلا سے قلعہ سے تھارہ نوازوں نے آواز دی کہ اوجوان کیا اپنی جان سے بیزار ہو نورالدین ہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط میدان میں پہنچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو ہمیز کر کے سامنے نورالدین ہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدین ہر نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا نورالدین ہر نے جاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو گانٹھا چھیلر دیکر کہہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرصع پوش کے ٹھکلیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدین ہر پر ہاتھ مارا نورالدین ہر نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا دیا اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دو ٹوٹا لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی ہر بھر میں اُس مرصع پوش نے نورالدین ہر کو اٹھایا ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لیگیا بھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائیں بجانے لگے ہر طرف ہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیز دارن طلسم کشا قید ہوئے اہل لشکر دولان کے حیران و بریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بقرار و یحییٰ اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی سینے دیکھا زلزلہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مع لندھور و مالک و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہنچے شہر نگ و شاہ پور نے بڑھکر عرض کی کہ اوجو

ایمچ و نور الدہرا بھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام جن روز گذرے میں کہ جا کر قید ہو گئے  
 امیر نے جو یہ حال سنا لشکر حسرت آنکھوں سے ٹپکائے اشقر کو اسی وقت ہمیں کیا لندھو  
 واماںک دار میں بائیں قاسم و بدیع الزمان قبضوں پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سردار  
 نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز  
 و ہرام وغیرہ چار بائیں سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا  
 گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین بلے کھڑے تھے سب قرنائین بھونکنے لگے  
 نقار چوٹن نے نقارے بجائے میان میں ایک غریب ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے  
 ہیں کہ پہلوئے قلعہ سے گرد آڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کمی سے پہلوان  
 عقب میں تین لاکھ کاتلر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے  
 آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھ سے مقابلہ کریں مجھے تب قلعے پر جائیے یہ کھلے پشت پر دیکھا  
 ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا چمکا کر نکلا بکار کر آواز دی یا صاحبقران  
 کسی کو بھیجے امیر نے طرف دست چپکے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران  
 سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تلو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا چمکا کر مقابلہ  
 میں اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُس نے نیزہ مارا جمہور نے نیزے  
 کو نیزے کی سنان پر نیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعینیں آپس میں رد و بدل  
 ہوئی تھیں کہ جمہور نے گانٹھک تھپیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُس نے  
 قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُس نے ایک مقام پر ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ  
 ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی  
 ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکن لیکن نہیں رک سکتا  
 دس بائیں قدم پر لا کر اُس نے ہڈ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے  
 کر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی المسد لا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھالیا جست  
 کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا بھانٹک قلعے کا گھلا اہل قلعہ قرنائین بجائے لگے وہ جوان  
 جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا بھانٹک نند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُس نے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُس نے میدان میں آکر لغزہ کیا جسے متنازع کی ہو میرے مقابلے میں آئے فراہرز غاد مغربی نے گھوڑا اٹھا دیا مقابلے میں اُس جوان کے پہونچا اکہیں میں نیزہ چلا فراہرز نیزے میں غالب آیا بعد تلوار کشی کی نوبت آئی چار گھڑی میں اُس نے فراہرز کو اٹھا لیا کینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا بھاٹک کھلا قلعے میں داخل ہو گیا اسی طرح تا بہ شام جالیش سردار اُس طرف سے نکلے ادھر سے سرداران صاحبقران عبد الحبار حلبی و عبد القہار حلبی و لغمان بن منظر نکلے مگر پہلو انان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے میں لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بھتی ہیں اور نوبت نقارہ بجاتی لشکر کفار سے صدامبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب گیمہان کرگدن سوار ہو یہ کمر بٹا کہ یا صاحبقران اتو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لو بھائیہ کہلے اُسی مقام پر اتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو بکریلے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استاد ہوئی جملہ سردار دن کو بیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمر و نے عرض کی او شہریار معلوم ہوتا ہے اس طلمس کا ہفت پیکر نام ہے علامتین چند در چند ہیں بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخل ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے حضور کے سرداروں پر یہ معرکہ گذر امیری مراد یہ ہے کہ حضور اپنے کو بچائیں ایسا ہو کہ مقدمہ طلمس ہو کوئی سانحہ بندگان عالی برگندے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے میں نے خبر پائی ہے کہ انھوں نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ اگر طلمس میں داخلہ کریں گے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیمہان نے طبل جنگی بھیر بجا یا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کمد و ہمارے لشکر میں بھی بے فضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان بھی حکم صاحبقران نقارہ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہے کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کریں جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اسی طرح ہوگی میں خود نکلونگا اگر محسوس ہو دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونوں لشکر میں تیار یان ہونے لگیں چار پہرات اسی تیاری میں بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعہ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعلات

برآمد ہوا اور میدانِ جرخِ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونوں لشکریان کا زرار میں آئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جہین اس افسر ہیلوان نے خود گینڈا جمایا اور میدان میں آکر آواز دی متم گیہان کر گدن سوار جسکو تمنامرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدانِ فرق کرو میں خود اسکے مقابلے میں جاؤنگھا خواجہ نے کلاہ ندی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے میرے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہو کر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہوں تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھ کو مغفرو منصور کرے سب سردار بیلے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھاے ہوئے کھڑے ہیں امیر جو گیہان کے مقابلے میں پہنچے تگا ورزن ہوئے خواجہ عمرو فراتے جلتے ہیں کہ اسی شہر یاہ اسم اعظم درد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگا ورزن ہوئے کچھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین جاہ قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھ کر آواز دی یا صاحبقران میں ہیلوان قہر رت ہفت بیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھ سے مقابلہ نیکیے صاحبقران نے فرمایا اسی گیہان ابو حیرے مقابلے میں آئے بلیٹ جانا مقابلے میں کہ مردانِ عالم کا دستور نہیں گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بعد چن طعنوں کے نیزہ کانٹھ کر تجبیر مارا کہ نہ ہاتھ سے گیہان کے نکلیا اُسے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم موقوف کرنے میں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ خونِ بدن میں دُش مار رہا ہو امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونوں جوان لیٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کر لیجائے ہیں تو وہ چاہتا ہو کہ پانچ قدم ریل کر لیجائے لیکن سبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو زیر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہو جس مقام پر صاحبقران گیہان کو بکڑلاتے ہیں گیہان تجبیر نکالتا ہو اور جہان گیہان صاحبقران کو بکڑلاتا یا یہ بھی مثل برق توپ بکڑ کھل جاتے ہیں تم تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہو گئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چند قصہ کیا کہ امیر کو زیر کروں مگر یہ ممکن نہ ہوا آخر شام کو پانچ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران بن واسطے جنگ و جدل کے اور شام واسطے آرام کے ہواب لشرفین بجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو یلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوں غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھے غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا میں ضرور آپ کے مقابلے میں آؤں گا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سرداروں سے مقابلے کے خواہاں ہیں مگر اب میں میدان میں آیا آپ سے مقابل ہو امیر سے آپ کے فیصلہ ہو لے تو سرداروں سے سردار لڑ بن صاحبقران بٹے سپر و خمیشہ اٹھائی اشقر پر سوار ہو کے چلے کنارے تک لشکر کے نہ ہو پچھے تھے کہ لشکر میں ہلچل ہو امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیکیا امیر کو حال سُکر بدلیج الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنچہ کمرین بڑا ہوا بدلیج الزمان کو قطع میں لیکیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ میں آئے سر جھکا کر بیٹھے عمروتے بوجھا کیوں آقا سے نامدار منزلیج کیسا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانوں سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہو کہ خدا نے آبرو بجائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچو مگر خواجہ تم نے سنا کہ بادلیج الزمان کو پنچہ اٹھا لیکیا یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے حاضر ہوے بعد دعاؤں کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دو تو ان لشکروں میں نیاریاں ہونے لگیں جاہر پر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا۔

یافت از سر چشمہ نور شید

روز دیگر کین جہان پر غور

ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

ترک روز آخر بہ این زرین سپر

صبح کو دو نوں لشکر میدان کا درازا میں آئے مصطفین جین گیہان کر گدن سوارے گینڈا اپنا نکالا میدان کا درازا میں آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو جب کار پہنچو نیزہ ہلا رہا ہے



صاحبقران آمادہ کھڑے مین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرما رہے مین  
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہو پروردگار آبرو بچانے گیہان گینڈے کو روک  
کھڑا ہوا آوازی کہ کمان مین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحر کے گرد اڑی سب دیکھنے  
لگے دیکھا چند لکے ہلے ابر آسمان پر کھٹے ہوئے نمایاں ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر  
ساحر و غیر ساحرون کے جماد امیر نے دیکھا رستم مرکب استر مالا کبود پر سوار سردار کھیرے ہوئے  
ایک دیوانہ زولیدہ موجود بدست کا تھھے پر کھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر حبار سو  
دیوانے غل جاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اس  
کرد فر سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو کا  
پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی او شہر یار پہلوان میدان مین ہو آپ کے قبلہ و کعبہ کو لگا  
رہا ہی صاحبقران نکلا جاتے مین رستم نے دین سے مرکب کو ہمیز کیا فرمایا اویسیا مین  
تیرے مقابلے مین آتا ہوں مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب بادر فتار طرارہ بھر کے جہان مین  
ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر  
فرمایا اویسیا ہم تیرے ہم نبرد مین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا غش ہوئے  
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے فریب بلا یا سب حال پوچھا کل کیفیت  
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکے ہلے ابر آسمان پر بھڑا رہے مین اس مین بڑے  
بڑے ساحر مخفی مین اور رستم کے شریک مین کائنات کے ساحر مین علم نیرنگ و شعبہ  
سے بخوبی ماہر مین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے  
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان  
پر لیا چند طعنیں آپس مین رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے  
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ بر قباب نیام انتقام سے کھینچ کر خردوار خردار لکے رستم پر ہاتھ مارا رستم  
نے تیغہ ہفت جو ہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ  
تیغہ ہفت جو ہر کا مارا اسنے سپر فوادی چہرے کی بناہ کی مگر تیغہ ہفت جو ہر جو بڑا  
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ گرایا تو قبضہ سپر پر چمکا تھا یا زیر رنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بار کر گہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سانسے کھڑی ہوئی زیرے  
 اٹھا کر رستم پر چلی رستم لغزہ کر کے اُن سب پر جا پڑے۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد پر عرب  
 کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شود  
 ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین بر شمشیر غلاف +  
 نزلزل قدم در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زخم + زگا و زمین بیخ و بن بر کنسم +  
 فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سانس کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے  
 کئی سی پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے  
 بھاگی رستم دنگورہ لے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نواز  
 نے قرنا مین بجا مین اور بکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آواز  
 دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آ کے  
 رستم نے لوح کو چمکایا پانی میں غرض ہوئی ایک آہو جبت کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم  
 نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا، صحرا میں جا کر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب  
 میں ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اور فتح طلسم وادی سیارین عجائبات  
 اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کھڑا اور اگھوڑا کوئین میں فوراً بھانڈ پڑا  
 سمک پیدا تی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہاں سے بیٹھا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک  
 نے پوچھا آقا کہاں گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین میں مع گھوڑے بھانڈ پڑے  
 آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا  
 گئے ہیں اس راہ سے ہم تم ہمیں جاسکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہو آفتاب نے الماس سے  
 پوچھا کیوں ای ملکہ عالم کس طرح جا مین کو پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں  
 چلتی ہوں میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہ الماس آگے بڑھی آفتاب حلال  
 و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آ کر  
 آواز دی اور ابھر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لپیٹو دیکھا درو کوہ سے ایک ساحر سیف  
 بد انجام نمایان ہوا بکار تہا ہوا ای ملکہ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس آفتاب

و شہرت و ہلال جاتے ہیں جسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ میں رکھا آواز آئی اے راہبر کسی لیے جاتا ہو یہ لوگ دشمن خداوند نہیں پہلو سے ایک ساحر فوجی جھبٹ کے نکلا جا ہا الماس کو پکڑ لیا الماس نے پیچھے شکر زلف عنبرین کو گردش ہی جیسے زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے شکر ایک ہتھکڑ زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ دون آفتاب نے لٹکارا و نالاق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو ہتھکڑ زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا ہلال نے بڑھ کر سحر کیا ہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھ کر آواز دی اے مجھ کو پہچانتا ہو یا نہیں اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھوں سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی اُس ساحر کا منہ گلزار ہوا آنکھیں سرخ ہوئیں منتیں کرنے لگا کہتا تھا اے سرتاج معشوقان میں تو مدت تمہارا اشتاق تھا ہجر کی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا جمال بے مثال تمہارا دیکھا برسوں تڑپتے گذرے اب کیفیت ہو نظم

نہند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے  
اُس کا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے  
لکھے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے  
تھا شگون ہی مدعا یان نامہ کی تحریر سے  
منہ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے  
ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تعزیر سے  
مسجورین رہتی نہیں کیا فائدہ تعمیر سے

ہو فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے  
ہمے پھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے  
بزم دشمن سے نہ اٹھے وہ کسی تدبیر سے  
میرے لکھے کوٹا یا آپ نے اچھا ہوا  
جائے شربت مرتے دم بھی فون یلایا ہوا  
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہکا ہوا  
سر پکٹتا ہو خلق میں مومن خانہ خراب

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا اے ملکہ عالم راہ زن میرا نام ہو راہبر وہ کھڑا ہو تشریف لیجیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا آفتاب و ہلال سے سحر اتارا اب دونوں ساحر راستہ بتانے ہوئے ان چاروں کو لمبے درہ کوہ سے ٹھوڑی دیر میں نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف بست میدان جماعت سے

سنان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اڑ رہی ہو ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہو  
 زاغ وزغن غل مجاتے پھرتے ہیں انکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے  
 نکلا ٹکڑے بن گیا رکراؤ آدی او ساکنان صحرا سے ویران ہمارا ہیجان طاسم کشا اس  
 راستے سے جاتے ہیں کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھک  
 آواز دی کیون سنان ہیکر روکے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا مجھے  
 نگاہ ملاؤ اگلی محبتیں یاد کرو یہ کیلے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اسکی  
 آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھرا کانی کا نب کر پکار اٹھی او آفتاب ای کاہن طاسمی ہم تو  
 مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طاسم کشا کے آفتاب آئینے  
 لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے جاتے ہیں کہ تمکو بھٹکائیں آفتاب  
 نے کہا ای سنان تمکیو گوارا ہو گا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہنچیں طاسم کشا  
 سے ملاقات نہ ہو ای سنان ان دونوں کو روکو یہ بد باطن ہیں سنان نے بڑھک آواز  
 دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بھٹاتا ہو راہ بر نے پلٹ کے آواز دی رنجی ہوئی  
 ہمارا یہی کام ہو اسی الٹ پلٹ میں ہمارا نام ہو آخر دونوں نے تلواریں کھینچیں راہبر اور  
 راہ زن سنان کی سمت جلے سنان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیا ہو تینوں  
 میں سحر چل رہا ہو الماس نے سنان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنان نے جو  
 الماس سے آنکھ ملائی آنکھ لاتے ہی سنان کو بڑا غصہ آیا نیچے کھینچا پہلے راہبر کو سمجھے  
 مارا پلٹ کے راہ زن پر مار کیا دونوں کا سر زخمی کیا دونوں کا سر زخمی ہونا تھا کہ دونوں نے  
 خون اپنے اپنے سرخوں کا لیکر سنان پر پھینک مارا دونوں کے سر کا خون چھسم پر سنان  
 کے پڑا سنان شل ہیزم خشک جلنے لگی غل بھانے لگی کہ او ملکہ الماس واسطہ اپنے  
 دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب میں جل کر خاک ہوا چاہتی ہوں الماس نے بڑھکے دونوں  
 ہلائے برق چکی ابراہیم اور اس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنان ہوش میں  
 آئی آگ جو بھی آبلے جسم پر پانی رہے ایک آبلہ پھوٹا اسکا پانی لیکر سنان نے راہ زن  
 پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برسائے وہ

سنان نے دیکھا نیچے کچھ قریب راہبر آئی لگا راکہ اوجھیا کیا کرتا جو ایسی تو خبر ہے یہ کہ  
ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دو نوں لڑا کھڑے سنان نے بڑھ کر ایک نیچے  
مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوئے راہ زن کا مرنے کا راہبر نے سنان پر بھیجا مارا دو نوں  
میں دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سرتا کر کمر بڑھا کر مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوئے  
سنان جو مرکز گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینوں لڑو کا  
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحرا سے ویران میں تھے یا ایک صحرا سے پر پہاڑی جاؤں  
کی پکار بھولوں کے رخسار مثل شعلہ آتش دہک رہے ہیں پتھر چٹک رہے ہیں نخل سرسبز  
و شاوا ب غنچہ ہائے گل لا جواب نہرین موج مار رہی ہیں موجیں مثل تلوار کے چمک رہی ہیں  
عند لیبان خوشنوا چمک رہی ہیں ایک مقام پر صد ہا بلبلیں جمع ہیں ایک عند لیب خوشنوا  
یہ اشعار گارہی ہی۔ نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارا م نکلتا میں وہم سے مرنے ہوں وہاں جسے اُسکے کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم ہر ایک سے اُس بزم میں سب بوجھتے تھے ورین نہیں مومن کے نصیبوں میں جو ہوتی	دم کا ہیکو یوں دلوں کا کام نکلتا قاصد کی زبان سے نہیں پیغام نکلتا کیا صبح کو خورشید نہ تاشام نکلتا تھا لطف جو کوئی مرا ہمت ام نکلتا بت خانے ہی سے کیوں یہ بد انجام نکلتا
--	--

یہ اشعار جو ان سب نے سنے آفتاب نے دیکھ کر آواز دی یارو دیکھا تھے صحرا تبدیل ہوا  
عند لیبان خوشنوا ہلکو ہلکو سمجھا رہی ہیں اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہیں ورنہ گرفتار  
ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کا مل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہیں معلوم طلسم کشا  
کس مقام پر ہیں آفتاب نے جو یہ باتیں کین الماس نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا زمین سے غبار  
پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر میں مخفی ہوئی ایک ایک  
جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر میں مخفی ہوئی جھونکے بولے بڑے  
کے چلتے ہوئے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ چھوٹا ہوا  
آیا مثل آفتاب عالم تاب اُس میں چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا حملال نے

ایر سوئی آر استہ کیا بہ شکل ماہ تابان بنکر اس ایر میں مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون ساہر  
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہو گا مگر رستم پیل تن جو کوئین میں داخل ہوے  
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب میں جا کر پہنچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا  
ہزار ہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آر استہ کسی جانب چھوٹے  
بھونے منخل مثل گلہ سے کے آر استہ میں کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہو رستم اس صحرا کو دیکھ  
رہے ہیں بہت محفوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے میں جا کر اترے زین پوش بچھا کر بیٹھے  
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز میں داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس  
تعداد سے در زبان کو تعداد میں فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح مشروع کیا چند نمبر  
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا ایک پہلوان کینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے  
جھمکتے ہوئے پیدا ہوئے وہ جوان جو سب کے آگے ہو اسکا سرخ فام سرخ پوش نام  
ہو سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا بیکار کر دور ہی سے آواز دی او طلمسم کشا سارا کھنڈ نکلا اس  
لوح پر ہر کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعویٰ جرات ہو تو میرے مقابلے میں آؤ کچھ زور بازو  
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا سکا ناگوار تو ہو اگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسے بیکار کر  
آواز دی کہ او رستم نام رستم ہو صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس  
پہلوان نے پھر بیکار کر آواز دی کہ آپ کی جرات ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے میں  
نہیں آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہیں بزرگوں کا جو اس پہلوان نے  
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی اوجھیا کیا کہتا ہو میں حیرے مقابلے میں آتا ہوں  
یہ کہہ کر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان کینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہو رستم گھوڑے پر  
سوار ہو کر مقابلے میں اُسکے پہنچے تگا و رزن ہوئے اُسے نیزہ مارا رستم نے چند  
طعنوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلا کہ اُسے ساتھ والوں سے بیکار کر آواز دی یاؤ  
تم دیکھتے ہو طلمسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہو چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے  
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغہ ہفت جو ہر گھینچا ان سب سے لڑنے  
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہو مقابلہ میں رستم کے نہیں آتا سواروں کو

ترغیب دے رہا ہو جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جھاگ کرتے ہوئے  
 قریب اُس جوان کے پہنچے بکار کر آواز دی ادا مرد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں  
 نہیں آتا تب اُس نے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جو ہر پر دو کاروں  
 ہاتھ مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے ہی اُس پہلوان کے غریب بلند ہوا اس قدر غبار اُٹا کہ  
 صحرا تاریک ہو گیا آوازیں مختلف آئین بھرا ایک آواز آئی کشتی مرا نام سن سرخ فام سرخ پوش  
 جو در رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیرت میں کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے  
 اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحراے مختصر ہی سائے میں بہار کے میں کھڑا  
 ہوں حیران ہوئے کہ او رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہو شام قریب تھی مرکب سے اترے سائے  
 میں ایک نخل کے زین پوش بچا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درہ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھ کر بھر  
 پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہو دربار جمع ہو  
 بیٹھی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہو اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول  
 کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہو غراب کہتا ہو کہ مقام بر سرخ فام کے پہنچے ہیں وہ ضرور  
 دھوکا دینا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہو کہ لوح کے بھر سے طلسم کو  
 فتح کر لیں وہ مشکل پڑی کہ نوبت بجان و کار وہ استخوان پہنچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے  
 آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہیں سب غلام اپنی  
 آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد کہاں ارادہ  
 جانے کا ہو غراب نے کہا براے قتل طلسم کشا جانا ہوں سہیم نے کہا اے والد تحفہ جات و  
 لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور بردار اجل جائے غراب نے کہا اے  
 نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہو کیونکہ مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا فوج کو بھیج دیجیے وہ جا  
 گھرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہو ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے  
 مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے  
 کہ سرحد طلسم ہفت بیکہ پہلوانان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طیل یکتائی  
 بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا اترتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں



سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد نامدار آب اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہیں اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو میں جا کر دیکھ آؤں آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جا کر دیکھ آئیں اسکے بھرتہ کشی کیجائے یہ صلا حین کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئیں طس طلسم کشا کے جلدین غراب بن ابرمن بارگاد میں بیٹھا ہو کہ رہا ہی دختر میری سحر میں حلق شہرہ آفاق ہو کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شجرہ سے اسکو آتے ہیں ایک شجرہ اگر اسکا جلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئیں گے راہ میں سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تیرے کروں کہ دربار طلسم کشا دیکھوں ساحر و غیر ساحر جو انکے ساتھ ہیں ان سب کو نگاہ میں تو لوٹا موافق ہر ایک کے مرتبہ کے سحر کروں سب دیوانے ہو کر الگ جائیں طلسم کشا خدمت والدین آئیں یہ سوچ کر ایک بہاڑ پر پھڑی صورت اپنی تہہ کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھو لچھ خراب صورت میں خلافت وضع اس ازھیری رات میں دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں ایک شخص بیٹھا ہے مرکب مثل نگہبان گرد بھر رہا ہے آخر یہ دیکھ کر بہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہو گیا کہ طلسم کشا کیلئے اس مقام پر پہنچے ہیں رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہیں بہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیر دن کے طرف طلسم کشا جلی لوح طلسم کشا کے گلے میں تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیفہ ہفت جوہر کے ہاتھ پر بعض سپر اسپرنیکہ کیے بیٹھے ہیں کہ سہیم ٹھانتی ہوئی زیر نخل پہنچی مرکب اسیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر مار لی رسم نے آنکھ کھول دی سر جو اٹھایا عارض اور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہو سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ بیرکشان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابر و رشک ہلال آنکھیں بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہر ہے بین جسکی مثال شاعر کہتا ہے۔

نظم بطور مسدس

زلف رسا ہو یا شب معراج سر بلند	یا قدسیوں کے صید کو پھینکی ہو یہ کمند
یا بین وہ مار شاخ ضحاک فود پسند	ہو جسکی دست برد سے آفاق کو گردند
آشفہ اس سے ایک زنبیل جن میں ہو	دل خون خشک مشک کا نافہ عین میں ہو

ہم زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا یہ ابر آفتاب کے پہلو میں جھاگیا	اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا میرا ہو یا کہ شام غریبان یہ بر ملا
خورشید رو سے یار کی گوزلف شرق ہو شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی	مکمل نہیں ہو پیشبیلہ سے فرق ہو آفت ہوئی ستم ہوئی قسم خدا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی ازلفین سوار نے میں جو شانہ مثل ہوا	عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی کھا کھا کے رشک بچہ شمشاد مثل ہوا
ہین معجزے وہ چشم خرد بین میں بگیان دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان	جا دو ہو اُنکے نام سے دنیا میں بے نشان آشوب و ہر فتنہ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہیں خوف ناک ہوں اُس چشم مست کے مجھے بیہوش کر دیا	دم سورد کا میں کروں کیوں ہلاک ہوں جوتوں نے کشتہ دم تیغ ادا کیا
مار نگاہ لطف سے زحیم جگر سیا سبدھی نگاہ تیر سی سینے کے بار تھی	آنکھیں کبھی چرا کے مراد دم چڑا لیا ترجھی اگر نظر کی تو برجھی دوسا ر تھی
پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ یا فوج کی صفین ہین ہمایہ رزم و جنگ	رگھو سے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ پہنے ہوئے ہو چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکوں سے ترک چشم نے بھاگ سنبھالیں جمال جہان آرا سے رستم دیکھ کر سہیم کے	یا ہر صید باز نے پہنچے کھالے ہین کروں نہو سکا آخر لہر اگر گری بیہوش ہو گئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو بایلیہ تو ثابت
ہوا کہ کوئی عورت ہو قریب جو رستم آئے عکس لوح کا بڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بہلی لباس بھی عمدہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا کلرا زمین پر پڑا ہو رستم سر ہانے بیٹھ گئے سراٹھاکے زانو پر رکھا اب بے نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال پر خدا رکھتی ہوئی تلوار آنکھیں بے سبب غشی کے بند دو پٹہ سینے سے سر کاٹا رستان کا اُچھا قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھ کر سب نازنینان جہین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا	

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سر زانو پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض بر آس بہ جبین کے  
 پڑے اشکوں نے کام گلاب کا کیا زلف عین کی بوجہ دماغ میں بیونجی گویا لٹخے سنگھایا  
 سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیہ زانو سے  
 محبوب کو ہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا اے شہریار  
 آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار رام کیس ہوئی کشتہ تیغ ابرو ہوئی رستم نے  
 اسی زین پوش پر جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا اے سرتاج  
 معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج  
 اس شب حیرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے  
 جو سترخ فام سترخ پوش کو مارا اُسے عجب شعبہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اس  
 حاشیہ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُسے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد  
 میں بھیجا میرا باب غراب بن اہرمن جاو اس سرحد کا حاکم ہو چند ساحر آپ کو دیکھ کر گئے  
 غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرہ آفاق مستور ہے  
 بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا کے  
 لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کر لیں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں اگر ایسی گرفتار  
 ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر  
 آپ کے ساتھ ہیں اُن سب میں میں حیرہ ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہی اس  
 سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اسی صحرا میں پہونچیں اور اُسی سم کو اُسی تعداد سے ختم  
 کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شعبہ کے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں  
 اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہو کہ اُن مکاروں کے مگر سے بچیں اور منزل مقصود  
 تک پہونچیں پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد  
 میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھ کو کچھ بن ہنیں پڑتا اگر  
 تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں بھنیں اگر کو شش کروں تو باب کے  
 قتل کا سامن ہے دو لون طرح مشکل ہے اور جب تک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاحی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتیں ہن اگر کسی باد میں پھنسے تو کھنکھانے لگا اور ہوا گزرتا  
 کروں اب مناسب یہ ہو کہ میں رخصت ہوتی ہوں رستم نے سوال اسود کیا سہیم نے غنیمت  
 میں دل و جان سے آپ کی مطیع ہوں جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باب قتل  
 ہو یہ وہ مرحلہ ہو کہ جس پر بڑے بڑے ساحرا گر حیران ہوئے اور میرے ہی ہاتھ سے مارا  
 گئے میں اب فوری بادی ملک غرابیہ جا رہی ہوں میں جا کر ب حال آپ کی تہائی کا اپنے  
 باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو روح کو دیکھ کر دربار غراب میں تشریف لائیں مجھے جو کچھ  
 خبر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کو کشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو جلت  
 پائی ورنہ تکلیف ہو جب آپ دربار میں تشریف لائیں گے تو ساتھ شہر ہزار ساحر آپ پر  
 بلوہ کر لگا ہر جنہ کہ جہان تک ہو سکیگا میں کدو کو کشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ  
 نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتیں نہ کرنے  
 پائے تھے کہ طائرین نے آسمانیوں سے سر نکالے چمکا دئے لگے ستارہ سحری آسمان چمکا  
 سہیم نے گھبرا کر کہا کہ شہر بار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہیں اب میں رخصت  
 ہوتی ہوں ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب فوش اسلوب آنکھوں کے سامنے  
 سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہی ہی سے سہیم رستم سے وعدہ کر کے طرف بارگاہ  
 غراب کے جلی رستم انتظار میں ہیں کہ روشنی ہوئے تو میں سوار ہوں اتفاقاً جب  
 سہیم جلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرقت اپنے مقام پر سوجی کہ رستم وہ جوان ہو کہ سہیم دیکھ  
 شاید عاشق ہو میں بھی پردے میں جلوں دیکھوں اسپر کیا گزرتی ہے شہرت نے لوح  
 بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپائی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہو  
 لوح ایسی شہر دستیاب ہوئی تو اس معطل جادو اس کا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک  
 طائر نکرتی اسی شکل پر بیٹھی اپنے کو بتوں کی آڑ میں چھپا یا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بتوں  
 ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہو شیار ہو کر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب  
 کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا  
 دربار غراب میں جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہو کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل و جان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیریں بنا گئی بس  
 میں لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درہ کوہ میں آئی اور سہیم کی  
 صورت بنکر درہ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا اے شہنشاہ مجھے کچھ اور عرض  
 کرنا ہو دل نے نہ مانا بلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب اگر کہا  
 ذرا میں لوح دیکھوں کہ وہی لوح ہو کوئی افتاد تو نہیں پڑی رستم جان گئے ہیں کہ سہیم عاشق  
 صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اتار کر ہاتھ میں سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے  
 دیکھتے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیا کہا اے شہنشاہ کلاہ بھی دیکھوں رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر  
 معطل جادو نے لوح جو جھولی میں رکھی عکس اُسکا بڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے  
 دیکھا ایک ضعیفہ فروتہ کمر میں خم ٹھہرایا پڑی ہوئیں فرمایا ارے تو کون ہو چاہا کہ تیغہ  
 چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب میں چلے کھوڑی دور دورے  
 تھے کہ ایک مقام پر کھڑو کر کھائی آخر تھکا کر اُسی مقام پر کھڑ گئے معطل جادو لوح و تیغہ  
 ہاتھ میں لیے ہوئے پاس غراب کے پہنچی غراب محل میں تھا ابھی سہیم نہ پہنچی تھی  
 کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا اے غراب تیری دختر  
 نے سب تدبیریں قتل کی طلسم کشا کو بتا دی میں اس طرح چھپکر گئی جھکوا یقین تھا کہ  
 جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مہبت ہو کر عاشق ہوئیں کہ گھر اپنے  
 برادر کرائے بزرگوں کو قتل کر آیا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جا کر عاشق ہو عین وقت  
 شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی  
 مائل ہوئی بیہوش ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے  
 قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہو کر چلی آئی میں نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا  
 کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو ٹھہر پڑا صورت اصلی ہو گئی اب یہ دونوں تحفہ موجود  
 ہیں اور ضاحیہ زادی آتی ہوگی ان چیزوں کو احتیاط سے رکھیے میں امروز فردا میں طلسم کشا  
 کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہو گا غراب بیٹی کا حال سن کر جھلک گیا  
 غصے میں کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جان ہوا کا بھی نہ

گنہ رنہ جو ابھی چل کے اُس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کروں  
کہ جہاں کوئی نہ پہنچ سکے مگر عوامان تھے وہ احسان کیا کہ میں تمھارا شکر یہ نہیں ادا  
کر سکتا اہل قلعة غرابیہ کی تھے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم میں ایسے ایسے ساحر  
ہیں کہ طلسم کشا جان نہ ہونے کے مراد جات پر دھرے جائیں گے مگر اتنا ہی میں تھے  
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہوئے اب دربار میں آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق  
چمکی دیکھا سہیم کو ہر پوش گھرائی ہوئی آکر پہنچی باب کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں  
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا میں نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہو صبح و شام میں گرفتار کر دئی  
رنگ میں نے جما یا ہو غراب نے کہا اگیسو بریدہ داوشوخ دیدہ جا کر دھکڑے کو دیکھ  
عاشق ہوئی میوش ہو کے گری طلسم کشا نے سزا نویر رکھا میری دانی امان سب تماش  
دیکھ رہی تھیں میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ روح اور تیفہ طلسم کشا سے  
لیلیا اتفاق سے وہ بچ گیا اب دانی امان اُسکو گرفتار کر لینگے سہیم نے یہ سکر جاپا کہ کم ٹھون  
لڑ بھڑ کر کھجواؤں غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ ٹھٹھرایا جا پا کھلونے معطل جاؤ  
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہو لڑ بھڑ کر کھجواؤں لگی تو طلسم کشا کو بچائیگی جھپٹ کے پلو پر آئی حلقہ  
کنند سحرادیے وہ گردن میں سہیم کے پرے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری  
غراب نے گرفتار کر لیا دبان میں سوزن دی مار سیاہ جسم میں لپٹائے قفل مار سیاہ دہن  
پر لگا یا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھ کر سہم گئے ہر ایک کا بھی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا  
کے ساتھ دوستی کرے گا غراب اسے زندہ نہ چھوڑے گا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہیں جاتا غراب نے  
سہیم کو گرفتار کر کے ایک تخت سحر بنا یا روح و تیفہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اسی  
سوار کیا معطل نے پوچھا اے نویر نظر اُسکو کہاں لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤ نکا کہ جہاں  
ہو اکا بھی گذر نہ ہو اسی ما در ہر بان باغ سو مناتیمین قید کر دنگا کہ وہ مقام سخت و سنان  
ہو ساتھ ستر ہزار ساحر و بان رہتا ہو مگر کسی کو خبر نہیں ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل  
سناٹا ہو یہ کئی تخت کو بلند کیا پھر بھر کا ل رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل میں ایک باغ  
ہو مگر بالکل ویران چسار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چین برباد درخت گرے ہوئے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل تنگ ہزار ہا طائر درخون پر خاموش بیٹھے ہیں چہا رہا شب  
 دیکھ رہے ہیں بیچ میں بلغ کے ایک گنبد گنبد بنا ہوا ہے اسکا دروازہ بند ہے غراب تخت کو  
 لیے دروازے پر بس گنبد کے دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد میں  
 صد بہتہ تھمے رکھے ہیں غراب بیٹی کو لیکر اس بتجائے میں آیا بیٹی کو بیچ میں تون کے  
 بٹھا دیا انھیں تون کے آگے لوح و تیغ رکھ کر کہا کہ یا خداوند ملاقات و مناسبت سوا میرے  
 کوئی اس مقام پر نہ آ سکے اگر شاید کوئی آئے تو اسکا ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص  
 زندہ و حج کے نہ جائے یہ کلمہ کچھ سحر کیا کہ وہ بہتہ تھمے کے شل انسان کے کھڑے ہو گئے تیغ پر  
 نگاہ ڈالے ہوئے ٹل رہے ہیں یہ سامان کو کے باہر نکلا پھر گنبد میں قفل لگا با کنجی اپنے  
 جوڑے میں رکھی بکار کر آوازی ای نگہبانان بلغ سو مناتہ شہدار کوئی غیر اس باغ میں  
 نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام  
 کر کے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پید ہوا  
 ۱۔ سمین آفتاب جھکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز  
 دی ای آفتاب فلک سیر کمان سے آتے ہو آفتاب نے کہا مجھے سنا ہے کہ قدرت  
 طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی کچھ ہیں جان  
 طلسم کشا ملین انھیں گرفتار کر لیں جا سجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب  
 نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد میں ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسے جان دیکر طلسم  
 کو میری سرحد میں پہونچا دیا معطل جا دو دا یہ میری دہان پہونچی لوح اور تیغ لے لیا  
 بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی میں نے اسے بھی گرفتار کیا بلغ سو مناتہ میں قید کر لیا  
 وہیں لوح اور تیغ بھی رکھا ہے اس باغ میں کوئی جان نہیں سکتا یہی کام کر کے پٹا ہون  
 میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتا دو حکام گرفتار کر لینا آفتاب نے سب حال  
 غراب سے بوجھا بوجھ کر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی  
 طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی صحرائ میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا حیر رہا کہ کھڑے  
 کو پہچانا اُن کے زمین پر آیا بکار کر آوازی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام



برہو مرکب نے سر اٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا  
 دیکھا طلسم کشا یہ نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ اے  
 آفتاب تم ہم سے جدا ہو سکتے ہو بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ  
 لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو ب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم کو ہر پوش دختر غراب سرکار  
 پر عاشق ہو کر گئی وہاں گرفتار ہوئی معطل جا دو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہو کس  
 مکر سے سرکار کے سامنے ہو بخیر رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور  
 زرہ بھی دیدیتا ایسا اُس نے دم مکر بھیلایا مکمل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے  
 اسی وقت ایک تخت سحر بنا کر کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اُڑانا ہوا طرف باغ  
 سومناتیہ کے چلا یہاں غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو صاحبو میں نے بیٹی کا  
 پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہو کہ خداوند کہنے نگہبان ہیں کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے  
 سامنے جلے فوراً خکار ہو پتلا پتھر کے ٹہل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے  
 صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیاں عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی کے لیے نہ ہو سکا  
 دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا  
 کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے  
 ہیں کاہن طلسم ہو ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہو کہ کلاہ و زرہ لے لیتا  
 پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی امان نے لوح طلسمی لی  
 اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان  
 کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ میں جاسکے اور سامنے گنبد کے ٹھہر سکے  
 ساٹھ ہزار نگہبان وہاں موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ  
 دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لیں اگر ساحری و جمنشید ہو تو وہ بھی گرفتار  
 ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہو مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دیر  
 چلا تھا کہ سامنے سے ابر کو ہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی جھک سامنے آفتاب  
 کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پر عنائی تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھ کر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر باہر تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہر یار کو کہاں پہنچا آفتاب نے  
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہفت سے گئی تیغہ قبضے سے تلک لہجہ باغ سومنا تہ میں  
رکھا ہو الماس نے کہا اے آفتاب باغ سومنا تہ ہمارا دیکھا بھلا ہو وہ جو ہزاروں  
طائر ہیں وہی ساحر ہیں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں وقت یہ وہی ساحر بنیکہ پہنچے انھیں  
کو روک دینے یہ کھلے الماس آگے بڑھی کہا اے آفتاب تم عقب سے آؤ میں جل کر  
انتظام کرتی ہوں رستم نے گھبرا کر کہا اے الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب - سیہم  
گو ہر پوش بھی اسی گنبد میں اے اُسکو بہ لطف نکالنا نام سیہم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ  
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا اے شہر یار کسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے  
اسی کو رہا کر لی تب لوح اور تیغہ قبضے میں کر لی یہ کھلے الماس نے ابراہینا بڑھایا باغ پر اگر  
اے ابراہینا طائروں نے جو ابراہینا بڑھایا کہ درختوں سے اڑیں غلغلہ کیون الماس نے  
لکھ ابراہینا اشارہ کیا جنہ عقاب قوی الجنبہ کہ پہنچے اُنکے مثل آہن تھے ابراہینا سے نکلے طائروں کو  
گرو جس طائر نے جاہل منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائروں کو  
مارا چند طائروں کو غریب کیا درخت جو ہرے تھے بھوون سے پھرے تھے وہ لہرا کے  
گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختوں میں دبے طائروں کو مار کر الماس ابراہینا سے اُتری  
سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھ کر سحر کرنے لگی  
اسطرح سے سحر کیا کہ ایک بچہ شہر پیدا ہوا اُس بچے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا  
سیہم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہو معلوم ہوتا ہو مادہ تابان اپنے برج میں  
ہو یا گو ہر بے بہا اپنے درج میں ہو الماس سیہم کو دیکھ کر شہر آگئی دل سے کہتی ہو اسی نازنین  
بہ شہر یار کیون نہ فریفتہ ہوں تمام اعصاب اپنے میں ڈھلے ہوئے ہیں رنجیدہ کبیدہ بیٹھی  
دعائیں مانگ رہی ہو کہ اے خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بجائے کہ الماس نے بجا کر آؤ اے  
دی اے لکھ نہ گھبرائیے میں بھی کنیز طلسم کشا ہوں وہ بھی تشریف لاتے ہیں آپ کے  
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا حد نہ ہو نچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہیں یہ کھلے  
الماس اندر گنبد کے گھسی پٹلے پتھر کے جو گرد سیہم پھر رہے تھے اُن تیلوں نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد میں کون آتا ہو یہ گنبد خزانہ راز ہے سو اسے غراب کے اور کسی کو آنے کا حکم نہیں ہو الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہکو غراب نے بھیجا ہو اسی نے حکم دیا ہو کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکو گے تو بہت پختاؤ گے یہ کھلے الماس آگے بڑھی جیسے ہی گنبد میں قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ امی ملکہ عالم دای شاہزادی والا خشم ہم وہ پتلے ہیں کہ جبکہ سامری و جمشید نے بنایا ہکو کچھ سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا پس باہر نکلیا دیہان زیادہ باتیں نہ بناؤ الماس نے اس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اس پتلے نے ایک چیخ ماری اپنے ساتھ والوں کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سمن بر مجھ پر بدعت کرتی ہو خالی کیا بیٹھے ہوا سکورو کو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جڑ پتلا پتھر کے اس گنبد میں تھے سب اپنے مقام سے اٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے میں آفتاب مع طلسم کشا آگے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے تیلون سے لڑ رہی ہو پتلے الماس کو قریب سہیم کو ہر پویش کے نہیں جانے دیتے آفتاب دروازے پر آیا آفتاب بنے چمکا اپنا عکس جو تیلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اسی مقام پر پتھر آفتاب نے پکار کر آواز دی او الماس بڑھکر سہیم کو رہا کر الماس بڑھی کہ سہیم کو رہا کروں کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس میں کوشش کی جھاک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑ لے آفتاب نے جھپٹ کر اس پتلے کو ایک طمانجہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے فونکا فوارہ چھوٹا اور تیلون کے جسموں پر فون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کی بھی چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہیں چاہتے ہیں گرفتار کریں سہیم ہلک ہلک کر دعائیں مانگ رہی ہو کہ ادی خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہیں انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہیں جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے کئی تیلون کو آفتاب بنکے جلا یا الماس نے کار دسحر سے کئی پتلے مارے ظاہر میں وہ مر کر

گرے زمین پر لوٹے بھر کھڑے ہو گئے روکنے لگے رستم کی کرین تلوار لگی تھی اُسکو  
کھینچ کر لغزہ کیا۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیت علشاہ جو رستم لقب +  
دیگر۔ علشاہ روحی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان +  
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے لغزہ کیا کہ تمام گتہ بل گیا ایک چلے پر بڑھ کے  
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہر یار  
تیغہ ہفت جو ہر اٹھالیسے علشاہ نے بڑھ کر تیغہ ہفت جو ہر اٹھالیس تیغہ کو کھینچا  
جس چلے پر عکس تیغہ ہفت جو ہر کا پڑا وہ غل مجا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مجا رہا کہ  
ای غراب دوڑو سہم رہا ہوتی ہو کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہو پاس نام و تنگ  
ہو مدت سے اس گتہ میں رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد  
کہ رہے ہیں غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہو کر دشیران سلطنت ہی ذکر کر رہا ہو کہ اب سہم تڑپ  
تڑپ کے مرگی وزیر و مشیر کہتے ہیں حضور اُسکی خطا معاف کیجئے اتفاق سے اُس سے  
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا او صاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہو اُنکی طلسم کشائی انھیں  
نازنینان مہربین کی مدد پر موقوف ہو غراب کہتا ہو یار و تم نے دیکھا میرے سامنے منے  
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کرو گے بند سے بند جدا ہو گا محبت طلسم کشا دلبر  
تاثر کر چکی ہے غیر ممکن ہو کہ میں محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی  
بتلون کے آواز کان میں آئی غراب نے کہا لو کھا جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور میں  
ہو بیچ گیا چلے غل مجا رہے ہیں جلد جلو یہ کہلے تخت سے اٹھا چالیس شیر و وزیر اپنے اپنے  
مقام سے اٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہاں  
مختور سے ہی عرصے میں طلسم کشا نے بتلون کو باہر نکالا یا اب قریب سہم کے ہو بچے  
جیسے ہی سہم کی زبان سے سوزن نکالی سہم جو بڑی سب قید جسم سے دور ہوئی مارا سیاہ  
مر کر گئے سہم تڑپ کر نسبت پر رستم کی آئی کہا ای شہر یار باہر نکلے سہم نے لوح گلے میں  
رستم کے پہنائی رستم نے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیا ایک طرف الماس دوسری  
طرف سہم نسبت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کرے اُس پر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سیہم و الماس  
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُٹانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پڑا ہوا  
غراب نے بیٹی کو جو بیلوے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش طلسم کشا  
تو چاہتا ہے کہ سیہم کو رہا کر کے لیجاؤن سیہم کو میں ہرگز نہ جانے دوں گا یہ کہلے ساحرون کو شاہ  
کیا چالیں مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبہ کے یا سحر  
کرتے ہوئے اترے چار جانب سے گولے ترخ و نارنج بڑھنے لگے طلسم کشا تخت سے  
کو دے نعرہ کر کے لڑنے لگا ایک طرف سے سیہم سحر کرتی ہوئی مٹھی الماس نے بھی سحر کیا  
ساحرون کا بلوہ رو کا ہر طرف سے ساحر ہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کر لیں مگر رستم  
پیلتن تیغ ہفت جو ہر کھینچے ہوئے درمیان میں اُن ساحرون کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر  
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جو ہر کا مار دیا ساحر مر کر گر احر نے کی اُس کے  
علامت بریا ہوئی سیہم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب چادو بھائی غراب کا چار سو ساحرون سے  
اس زور سے گرا ہوا چاہتا ہے کہ کندون میں رستم کو گرفتار کر دے سیہم نے بڑھ کر لکارا کہ اوشہاب  
سیاہ رو کیوں اس قدر کوشش کرتا ہے ورا دھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طر سیہم  
کے دیکھا سیہم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے بھینک ماری وہ بالی گود جا کر  
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ شرح ہوا آنکھیں اُبل آئیں بقیار ہو کر پکار اٹھا اے  
جان جہان دایو آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سیہم کے  
آیا آواز دی اے ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ  
شہاب بہت خوب کہلے چار سو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے  
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہے دور سے لکارا کہ اونا مرد یہ کیا کرت  
ہو شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمدم ولولہ بڑھتا جاتا ہو غراب شہاب پر جا پڑا  
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر بھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مہوت ہو رہے تھے اپنے افسر  
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گئے مگر غراب اُن کو کبانتا ہے جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے  
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چچین مار کر رو دیا کتا تھا کہ یارو اس شوخ زید نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا  
 تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سیہم نے کئی افسروں کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر  
 تین رنگ کا پیرا ہوا برقیں کرتی ہوئیں وہ ابر قریب آنکھ بچھا سب نے دیکھا شہر تباہی سحر  
 و ہنسک بھری تیون جادو گر نیاں آکر پہنچیں شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا  
 بھرتا ہو عین گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا  
 غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہوا افسران فوج خیر خواہان دولت چھر  
 بلوہ کر کے آتے ہیں کوئی سحر شہرت میں مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہمتاں سیہم  
 دیکھ کر تنکے جن رہا ہو کوئی کوہ دشت سے سر ہلکا رہا ہو کوئی غل مجاہد ہو کئی افسر اپنے اپنے ہاتھ  
 سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا فوب فوب سحر کے رستم پر آگ برسی مگر یہ سبب لوح کے سحر  
 نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہنچے لوح چمکائی لوح پر جو گام  
 غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہر اگر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جو ہر جو  
 پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیادہ ٹھٹی آواز آئی کشتی مرانام من غراب  
 بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے اُنھوں نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو  
 امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو حلقہ  
 کرین رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہو وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پر دھونگا اب  
 قلب کو اطمینان ہو گا غرض رستم اسی صحرائین آکر پہنچے اس نخل کو پہچاننا نہ پھر نخل بیٹھ کر فرما مارا  
 برادران تم اب ہمو رخصت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر  
 ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہنچے کہ جہان لشکر تھا لشکر میں آکر لے رستم نے اسم حاشیہ  
 لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز حبیب کان میں آئی رستم نے  
 دیکھا بابائیں پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت حبیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مارا آتشین کا  
 ہاتھ میں اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائیں حبیب دیتا ہوا وہاں سے  
 بکارتا آتا ہوا طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجئے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھتے  
 سنم اژدران اژدر سوار اطلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہو رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر اگر گرا ہو لشکر تباہ ہو رہا ہو یکا یک آفتاب غلک سیر اپنی بارگاہ سے نکلا بجاتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے فوب سحر چلے آخر کار اُس ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر بھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی اے شہر یا غلام کو بچالائے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا اُس ساحر نے آواز دی او شو خدیہ میں نے تجھ کو پہچانا طلسم کشا پر ناکل ہو کے بڑے فخر پائے یہ کہلے نیچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں بجاتی ہوئیں کہ اے شہر بار یہ ساحر ہم سب سے زیر دست ہو آپ ہم موقوف کر کے آئے ہم سب کو اس ظالم کے ہاتھ سے بجائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم ہم طرحنا نہیں موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ اے طلسم کشا یہ خودیے بود طلسم ہو یکا یک الماس بھی زخمی ہوئی سہیم نے اُس الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحر نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھا کہ آواز دی کہ اے طلسم کشا ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر متھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر کا صف باندھے کھڑا ہو اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کو ہی ہیلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تنما مرگ کی ہو وہ نکلا بدیع الزمان اُس کے مقابلے میں نکلا آپس میں نیزہ جلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُس نے تلوار اٹھائی خبردار خبردار کہلے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس میں چلے تھے کہ اُس جوان کو ہی نے بجا کر کہا اے فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ ہمپر تیر مارا چاہتا ہو بدیع الزمان غصے میں چلے اُس کو ہی نے سر کو تبا کر کمر پر ہاتھ مارا بدیع کے دو ٹکڑے ہوئے اُس کو ہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا بجاتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس جاؤنگا اُس جوان کو ہی نے کہاں کا ندھے سے اُتاری تین بچال کا تیر تاک کر سینہ بے کینہہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار لگا راقاسم کھڑے سے گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روئے ہوئے آئے صاحبقران فرماتے ہیں



ای نور نظر تھے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا شکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران قی  
لاش بدیع و قاسم پرین ایرج و نور الدہر نکلی اُس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونوں  
جوان بھی مارے گئے اُن چاروں جوانوں کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماؤ ہوا لقا لڑتا ہوا  
قریب خیمہ پاسے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کارا بدر امین خیمہ ملکہ رابعہ زلفیت  
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ بر کو ویران کنیزوں نے ہر چند روکا اُن عورتوں کو لقا  
کب مانتا ہو کئی سو کنیزوں کو دروازے پر قفل کیا ملکہ رابعہ نے جا بجا گھر لکھا اُن اس  
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤں پہلو پر قریب لقا صیغہ خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے  
اشارہ کیا صیغہ نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کٹان کٹان بیرون خیمہ بھاڑا رابعہ نے  
بھاڑ کر آواز دی اے فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہیں دینے ہو کو بیجا  
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ  
ڈالا بدو اس ہو کر لغزہ کیا او دشمن خدا لقا کے لیے لقا عورتوں نے نیر کیا لیا ہو رستم نے  
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کا نب گئی اب رستم نے بوہ غور دیکھا وہ صحرا  
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اثر در سوا ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہیں ایک آواز  
کاں میں آئی کہ اے شہر مار فوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب بھی  
خیر ہو اُس تعداد کو تمام کر و رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہو سکے سائے میں بیٹھوں اور اب  
کسی طرح اسم کو موقوف نہ کروں جیسے ہی قصد کر کے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی اے رستم ہم تو تھکا  
رستمی دیکھیں رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من لکڑا ہوا سامنے آیا تو  
اگر نیزہ مارا چند طعنوں میں رستم نے نیزہ اسکا ہوائی کیا بھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے  
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی اے طلسم کشا غیب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہاں  
جاؤ گے کہاں چھپو گے منم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحر سیاہ پوش بعد خوش خروش  
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوار میں گرائیں مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادو گری دور سے  
سحر کر رہی ہو قریب رستم کے نہیں آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحر قریب نہیں آتی کہاں کیانی  
کاندھے سے اُتاری تیر کھ کمان میں پیوست کیا سینہ پر کیتہ ساحرہ کا تاکا تاک کر حیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر حرہ پشت کو پار گذرانہ حیر اس مقام پر چھایا عرصہ دراز کے بعد آواز آئی  
 کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب بھر گرداؤی دیکھا علمہاے رنگاری کے پھر ہرے کھلے  
 ہوئے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت  
 تخت پر عیوق و جبار و ددیوانہ شریر مردم دروغہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہنچے  
 سیہم نے قریب آکر عرض کی اوشہر پار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے ہم موقوف  
 کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگوں کا اس وقت حاضر  
 ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر بلغ نشتر میں فروکش ہو جیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہر باغ نشتر  
 میں چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کار بند ہو جیے مگر اس خطا پر آپ کو تکلیف  
 ہوگی بعد تکلیف بسیار سنا سنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو  
 طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صد ہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و  
 جعلاز اس طلسم میں ہیں سب سرداران رستم نے آکر قد مبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ  
 نشتر میں آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ  
 نشتر کے جاتے ہیں کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت بر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعہ طلسم فروکش میں عاشق ہوتا  
 امیر پر دختر اظلم رنگی کا کہ بادشاہ در بند اول ہو یعنی حنا ز پیری طلعت کا عاشق  
 ہو کر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ

عجب ہی بہار ریاض سخن اڑھاتی ہو لیل ہر اک گلے ہوش ہر اک بھول ہو عارض ہوش کہ میخوار اس جاہد ہوش میں بہار مضامین کی آمد ہوئی	دکھاؤں میں باغ سخن کی بہار نہلان گلزار ہین سبز بوش ہر اک شاخ سر سبز بچلے لگی کبھی بھول آویزہ گوش میں یہ خردہ گلون کو سنانے لگی	بلا ساقیا ساغر نوش گوار کہ جسکا شگفتہ ہو ہر اک چین ہواے فرخاک چلنے لگی کہ لبہاے معشوق کا بھی زشتا نسیم چین لڑکھڑانے لگی
---	--	---

قر مجھ کو تختہ بر کی کد ہوئی ترانے جو گاتی ہیں یہ بلبلین نکلون کو یہ ہنس کر نہ لگیں کہا قمر یوں نے بعد سو زود کہ غصع طرب یان پر حیران ہو ہوے طائران جن نغمہ سنج کہ دل تنگ تھے خصل رنگ اپنا یہ لیلیٰ کو الفت میں شردہ طا کہ ہو رنگ سے عشق کے دل بھی	کہ آتی ہو گلشن میں میرے ہوا کچھ کے گلشن کی میٹھین جین وصل گھر کی خوشی ہوئی کہ لے کی رخت زور چلے جراغ مضامین پر روشن ہو زر گل لٹا سنے کے بعد رنج جن آجکل بر کسم و جد ہو کبھی غنچے دل دھکا کھلا	کروں بلبل فکر کو میں شکار ترانے فرح خیز گلے لیکن ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی کہ نامہ چراغ گلستان ہو لو مضمون سب شک گلشن ہو کہ کھولی ہو غنچوں نے اپنی ربا کہ لیلیٰ کا نافر سدا سدا الکھون حال عشق امیر دلیر
--	--	---

جہرہ خیرنگ ساریان حال عشق و الفت و سرانندگان حال  
شکوہ و لیاف اس داستان حیرت خیز کہ یوں تخریب فرماتے ہیں - شعر مصنف - دوران  
فتاک کہ میرا رست + ادگاہ خزان و کہ بہار رست + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مہستی و صد خوار  
دارد + ہم حیرہ و ہر بدست ہم در + کہ شیشہ تہی کند گے پر + کہ بردن از نشیب + ہشیار کہ مہر +  
فریب + صاحب خزان رمان بر سر قلعہ ناسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مارا حرا  
مین جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی شردا فرما گئے اب امیر کو پڑی تشویش کہ کہ چالیس ہزار گرفتار  
طاسم ہوئے رستم بھی طاسم مین گئے نندین معلوم میرے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر بر کیا گذری  
آخر لپٹ کے بارگاہ مین آئے فرماتے ہیں کہ کل مین طاسم مین داخل کرونگا فوج عرض کرتے ہیں کہ  
حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں ہو عمارت خانہ درست کر ایسے جیسا حکم پروردگار ہو وہ بھیجے  
ایسا نہ کسی بلائے طاسم مین مبتلا ہو جائے امیر فرماتے ہیں فوج مین اپنے سرداروں کا کیونکر حال  
دریافت کروں عمر و نے عرض کی حضور کہ مین آپکا فرزند و لبت اس طاسم کا قتل ہو مارا دل عجا  
و غرائب کا سیاح ہو وقت بر قیدی رہا ہوئے غم و نے سمجھا کہ امیر کو جانے سے قلعے کے بارگاہ امیر کو  
کئی دن اسی مقام پر گذرے قنارے کا ظلم رنگی کہ بادشاہ علامت طاسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہی  
اسکا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ طاسم کنا داخل طاسم ہوئے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش مین جسد نصیر  
کرنگے انکو کون روکیگا صاحب اس غم و نے مین جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساوا نکات

نہیں کر سکتا انھیں نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہیں ہیں تو ایسا آوارہ گردوں کہ عمر بھر رہائی نہ پائیں  
 کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائیں بھی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقانِ جہان سے زیادہ شکیل سب  
 بائیں مٹھی میں رہی جو اوصافِ امیر شکر شائقِ جمالِ بینائی امیر ہوئی صحبت سے باب کی بے قرار ہو کر  
 اٹھی کھڑکے کنیزوں سے کہ اسواری تیار کر ہم اپنے باغ جائے محافلِ زینِ نینرین تیار کر کے لائیں  
 وہ ماہِ آسمانِ فانی محافلِ میں سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئیں اپنے باغ میں آکر ہونچے اندر بارہوی  
 کے آئی مسند پر آگے بیٹھی مگر شہنشاہِ امیر میں بدھوس چہرہ آداس لگا کہ جو کنیزوں نے بہت بظہار  
 دیکھا گلشنِ نامے وزیرِ زاوی نے غلطی ہو گیا اور عرض کی کہ نوٹدی سے نہ چھپائے میں حضور کو کل  
 شب سے بہت بظہار باقی ہوں آپنا انشار دیکھ کر گھبرائی ہوں مفصل حال دل بتائیے کنیز قلم سے  
 نہ چھپائیے ملکہ جنتا زیری طلعت سے بدھوز زاوی نے بہت پوچھا ملکہ بے اختیار روئے لکین  
 کہا اور گلشن کیا کہوں مجھ سے کہ درپیشی، دھول کو بیس و پیش، ہر گل شب کو دربار میں باوا جان کے  
 امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیریں ہو رہی تھیں ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر تیار تھا  
 اور گلشن انصاف کر کے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا سے اصلی داخل طلسم ہو چکا ہے وہ  
 طلسم فتح کر کے روح طلسمی سیکر داخل ہو رہی تو گلشن میں تو باب کے مقدمے میں کہ نہ سلی کیونکر کہیں  
 بجاؤں اور کونکر ان تک جاؤں کیوں گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہنچ جائے یا انکو بھالو  
 کیا تدبیر کروں جلالتِ امیر شکر ویدر کی مشتاق ہوں گلشن نے کہا داری باب آپکے دشمن ہو جائیگا  
 معنارے کے کہا اور گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو بھر کیا فون ہو گلشن نے بہت بہت سمجھا یا ملکہ کا  
 دوا دل بڑھتا جاتا ہو فرمائی میں اور گلشن اگر کچھ تدبیر سے ہو سکے تو کروں ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا  
 عاری میرا بھائی گل عیاری خیار پیشہ ہو اسکو بانی موت شاید وہ چڑالا لئے ملکہ نے خوش ہو کر کہا  
 اور گلشن اگر یہ تدبیر کرنی تو نہایت احسان ہوگا یہ ایک گلشن کے خدمتوں پر سر رکھ دیا گلشن نے  
 ہاتھ باندھا کر عرض کی نوٹدی کیا کوئی بات اٹھانے کی یہ کہنے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا  
 کنیز نے جا کر گل عیاری کو خبر کی سننے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو کر اس سے بیان کیا  
 کہ اگر ہو سکے تو امیر کو خجاندہ گل عیاری اسی دنت بانہا سے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر کے  
 جلا شکر میں جو آیا جنگامہ سنا کہ گل صبح کو امیر قلعہ طلسمی میں جائیگا اپنے سرداروں کے در سے

بہت بقیہ ارین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کر ڈن بہر دن رہے لشکر  
 میں آیا سنا کہ امیر دربار میں بین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر میں آیا کھڑا ہو کر حال امیر  
 دیکھنے لگا دیکھا کہ شعلہ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہو کر جب اسے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سرور کو  
 رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمہم امیر کو دیکھتا ہو شاید کوئی  
 عیار ہو چھپٹ کر نسبت پر آئے چاہا کہ مہارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمر و نے سچا کیا خود بھی  
 بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکلیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو پھر  
 نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمر و نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوٹیکا امیر نے فرمایا خواجہ  
 تم تکلیف نہ کرو اپنے خیمے میں جا کر سوئیں ہو شیار رہنا ہون میں نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار محکومہم  
 دیکھتا تھا جھکو بھی کھٹکا ہو عمر و خاموش ہو رہا اپنے خیمے میں جا کر سویا لیکن وہ عیار دولتگار سے نکلا  
 بازاروں میں پھرا کیا جب پردہ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ  
 کیسی ہو ایک مقام سے بیٹھ کر لقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہو جس قدر کھودتا ہو سراچہ زمین میں  
 اُترتا جاتا ہو آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکال کر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی جلا  
 نا چاہا ہو کر لقب سے نکلا دربار گاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر  
 نے فرمایا امیر مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بن کر  
 بارگاہ میں آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے  
 جو حلق سے اُترے بیہوش ہوئے عیار نے یہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا اوپر سے  
 پشتارے کے ایک سیلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلاموں نے پوچھا امیر مقبل یہ کیا ہو مقبل نقلی نے کہا اس  
 چاندنی پر چھینٹیں پڑ گئیں دھوبی کو دینے جاتا ہوں غلام خاموش ہوئے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ  
 مقبل اصلی آیا غلاموں نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا میں تو پانی  
 لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بقیہ ار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لگی کسی نے حفاظت نہ کی سب نے  
 کہا ہم تمہارے دھوکے میں رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بندھن چلتا ہو  
 بکارا وہ عیار ٹھہرا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہنچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گر عیار نے  
 چاہا سر کاٹن پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہو کا مقبل کو جھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا بیان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار میں دربان پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہو احسا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشاورہ بدوش  
 آتا ہو ملکہ نے گلشن وزیر زادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا تو تھارا بھائی پشاورہ بدوش  
 آتا ہو گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا فوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی  
 کو ساتھ لیکر آئی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو  
 ملکہ کی مراد تھی اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشاورہ رکھوا با صاحبقران کو ہوشیار کیا  
 امیر کی جد نکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک بلغ میں پایا ایک ناز میں پر اسے تسلیم خم ہوئی  
 امیر نے پوچھا اری تو کون ہو اُس نے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران  
 کے سامنے بیان کیا امیر کندین نوڈر اُٹھے وزیر زادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا  
 ایک مہ جین جو رخصال پر ہی مثال ابرور شک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدہ غزال دریا سے جو  
 میں غوطہ زن سند پر سرنگون بیٹھی ہو امیر کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو  
 قریب منہ کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہو کر  
 ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اُس مہ جین نے سر جھکا لیا امیر اگر سند پر بیٹھے وزیر زادی نے اشارہ کیا  
 ایک گائے نہایت شوخ و شنگ سامنے آ کر بیٹھی ساز لا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا  
 جو مسلمان اس طرف گزرا برہمن ہو گیا  
 جھگڑ گیا بھلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا  
 کا ہش افیت سے کیا ہلکا مران ہو گیا  
 اب یہ وہ کوچہ کمان لوگوں کا مدفن ہو گیا  
 اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا  
 اودھ کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہو گیا  
 پانوں میں سر ادا شاہد آغوش آہن ہو گیا  
 بارہا سیرا نقور جگہ رہزن ہو گیا  
 آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جان باب ہوں جلسے وہ سرجم بظن ہو گیا  
 کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ میں بھی  
 صدقے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا  
 بے ہوا اڑتا ہوں جب بیتا بیان کرتا بڈل  
 میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزرہ نہو  
 ہلے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا  
 وہ توقع مجھ سے بر آئی جو مجھ کو اُس سے تھی  
 حلقہ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا  
 بڑھ کے ٹھہر جب یہ سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں  
 سر اٹھانے کی کمان طاقت پس مروں نسیم

جاسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلو سے حمزار میں بیٹھے ہیں۔ حمزار سجھار سی ہیں کہ کسی ساحر  
آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا  
امیر فرما رہے ہیں لکھتے ہیں ارحمان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کر دیا بیان خواجہ جو سوکر  
اٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سنا کہ عیار صاحبقران کو بیگیا مقبل عقب میں گیا ہے  
مگر بیٹ کر نہیں آیا عمر و سقہرا ہو کر چلا رہا میں اگر مقبل کو پیش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے  
طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش باد کیقتا ہوا پشت بٹ پر ہو گیا گالے کی آوارگان میں  
آئی عمر و نے دیوار پر آ کے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک سار میں کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں  
اس ناز میں کے ایک حسدہ جلیلہ اہ رخسار لبک رفتار شیریں گفتار بیٹھی ہوئی گاناسن رہی ہے  
عمر و کلیم اور طہر اکبر اکلیم اور طہر ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گاناسن داسے پیشاب  
اٹھی اسی نخل کے سائے میں اگر بیٹھی عمر و نے اسے پیش کیا کپڑے اتار لیے زور بھی لپا ہو گیا  
ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر محفل میں آیا بتاتا ہے بغزل عاشقانہ گانے لگا کر

بتابی فراق سے عالم بدل بنجائے وہ مجھے بن گئے خبر مرگ غیر سن روئے ہیں خدیار سے ناراض ہو گئے وقت وصال عاشق معشوق اپک ہو ابر و جڑھے رہے صفت ترکان بھری رہا شام فراق ہو وہ اندھیری کہ فوت ہو کس آب و تاب پر رخ شفاف ہو نسیم	نالہ فراز عرش سے آگے نکل بنجائے بے اختیار نالہ دہن سے نکل بنجائے جو غفل اشک آنکھ سے ٹپکے چل بنجائے ٹھنڈی اگر خوشی تو پرواز چل بنجائے خم تیغ کا مٹاؤ نہ شہر سے بل بنجائے بیغا بر جناب آضا کا دہل بنجائے پائے نظر ہزار جگہ کیوں چل بنجائے
---	---

اس طرح بتاتا ہے یہ بغزل گائی گاشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا اویز رنگ  
آج تو تو نے رنگ باندھ دیدل پہن کر دیا کیا بتایا جو آج تو نے رنگ واقف کاروں کا  
دکھایا ہو خواجہ نے گاشن کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا اوی واقف کار تیرے سامنے کمال  
دکھایا یہ کیسے بھرا اپنے مقام پر آ بیٹھی گاتے گاتے طرف حمزار کے دیکھ کر کہا بی حمزار  
صاحبقران مجھے اشارے کرتے ہیں طرف کر کے کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان



بڑے میان کو نہ قبول کر دنگی تھیں کو مبارک زمین مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے جنت ازکی  
آنکھوں میں آنسو بھرا آئے کہا صاحب قرآن یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے فسوس کی  
بات ہو صاحب قرآن نے غصے میں فرمایا کو شیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھے کب شاد کیا  
میں خود ایسی شفتیوں کو قبول نہیں کرتا عمر و نے کہا زبان سنبھالے بیٹے پوتے جوان جوان اور  
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنے ہیں یہ کیلک عمر و نے ہائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر  
نے ہچانک فرمایا اور مکار میں سمجھ گیا یو بی گلشن نمکد ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا  
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمر و نے اٹھ کر جست کی اور بیکار کر آواز دی باوا آدم درویش  
از کل عالم پیش میری شکل اصلی مجھ کو رحمت فرمائیے یہ کہیک جو محفل میں آئے صورت پیر سر  
کی کنیز بن دیکھ کر بھل گئے لیکن کوئی کتنی تھی جہانس آیا کوئی کتنی تھی بن مانس آیا ہو خواجہ  
فرمانے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھ کر حیران ہو گئی جہناز کو دیکھ کر خواجہ نے  
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہو جسکی ننھی ننھی آنکھیں ناڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگیں  
سو چین کہ محلات صاحب قرآن میں ایسی حسین شائزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھ کو عمر و عیار  
ایسا سمجھتا ہو امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہو کچھ دوا سکھو تمھاری تعریفیں کر گیا ملکہ نے  
دو کشتیاں جواہرات کی سنگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہو عمر و نے کہا اور شاہزادی میں فسوس  
کرنا ہوں کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجھ اور زراۃ خاند کعبہ کو پہلو میں بٹھایا ہو یہ لعل بے بہا  
بتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خاند کعبہ کے جادو بکش ہیں تو شاہزادی والا قدر ہو حسن جمال  
میں رشک بدر ہو امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمر و نے کہا آپ ہمیشہ  
مفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلے وہ سب لوگ بیکار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ جلیں گے  
جہناز نے کہا اور منہ یار میں نے آپ کو اس واسطے بلایا تھا کہ کئی سوسا حرا ظلم نے آپ کے آواز  
کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر سنا سب ہو تو اپنے کو میرے  
ساتھ دربارِ اظلم میں پہنچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچے گا  
اور دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائینگے صحرا خوردی دشت بیابانی دشمنوں کے واسطے ہوگی  
اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہنچاتی اُن صحرا ہمارے پُر آشوب سے

سجاتی تا بمنزل مقصد پہنچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلیں گے؟ حضور سواے میری کنیزوں میں لکر چلنے گئے اور کوئی صورت نہیں ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے ہو چلے گئے مگر میں کنیز کی شکل نہ بنو گا ہر جن ملک نے کہا صاحبقران نے کہا میں نہ مانو گا عمر نے کہا اے ملک عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہیں عورت کی شکل پر نہ جائیں گے مگر آپ مجھے لیچلیے میں اسکی گردن لوں گا وہ ساقی گری کروں کہ ایک کو باقی نہ رکھوں میان اظلم کو قتل کروں جس کنیز کی صورت دکھاؤ اسی کی شکل بنکر چلیں گے ملک نے کہا میں آج شب کو صحبت میں یاب کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہیں وہ بھی سب جمع ہونگے سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیر زادی کی شکل بنکر چلو خواہ اسی وقت سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل میں آئے قریب ملک گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آ کے بیٹھی ہو حضور معلوم ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجیے ملک خفا ہونے لگیں کہ اری سچ بتاؤ کون ہو اب گلشن فتنیں کرنے لگی آخر عمر نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملک سے پوچھا کوئی مجھکے پہچان تو نہ سیکے گا سب نے خواجہ کی تعریفیں کیں شب کو گلشن کو پاس امیر کے چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیوں خواجہ عمر کو بیکر دربار اظلم میں جانی ہوں خواجہ عمر و گلشن کی شکل بنکر ملک کے ساتھ ہوے ملک نے اور چند کنیزوں کو ساتھ لیا لباس فاخرہ پہنکر طر دربار اظلم کے چلے یہاں اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعہ طلسمی فروکش ہو اسکو آکر آوارہ کرو اپنے کمال دکھاؤ ساحر آئے جلتے ہیں اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہیں کوئی کہتا ہو بادشاہ اسلام جو طلسم میں قید ہیں انکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دوں کہ صاحبقران جنگل میں مارے مارے پھریں دوسرا کہتا ہو بیٹا نکاح باربع الزمان جسکو میں نے بلغ سبستان میں قید کیا ہو اسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کروں کہ پہاڑوں سے سر ٹکرائیں زندہ پلٹ کر نہ آئیں کوئی کہتا ہو انکے فرزند کی معشوق ملک شہرت کی شکل بنوں نامہ رستم لیکر جاؤں امیر کے لئے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ داؤن سے کہتا ہو یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم عظم بھلاؤ ایک

ساحر کہ رہا ہو کہ میں ایسا سحر کروں کہ صاحبقران مہدوت ہو جائیں اسم اعظم نہ پڑھیں اظلم کہتا ہو  
میں بھی وہ سحر کروں کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکیں زمین منزلزل و متحرک ہو  
کہ وزیر زادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہیں اظلم نے وزیر ورن کو برا  
و استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ میں آگئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن  
جہان سوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی پر بیٹھا  
پر ٹھٹھن کہا ای والد ہماری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہو کہ آپ سنکر یہ  
فرمانے لگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہیں سنا یہ کیسے اشارہ کیا کہ بواکاشن آج اس صحبت میں کچھ  
گا کر رنگ دکھاؤ قدر دانوں کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمر و جمیٹ کر اٹھے بیچ محفل میں آکر  
بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انگھڑیاں جٹی بھوین سازندے حاضر ہوئے  
ساز درست ہو گئے گاکاشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی محفل کے شروع کی۔ لفظ

دل ڈھونڈھ عاشقوں کا یہی ہو مکان دوست  
رہتی ہو لب پہ آٹھ بہر داستان دوست  
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست  
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست  
رہتے ہیں آہ و نالہ مرے پاسبان دوست  
رکھتی ہو اور طرح کا چسکا زبان دوست  
ارزان ہو آج کل تو متاع و کان دوست  
ہاں آج کل بہادر پہ ہو گلستان دوست  
ہو اور رنگ پر جمیں سخنران دوست  
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست  
غنجہ نظر پڑا تو میں سمجھا دہان دوست  
بایا عدم میں بھی نہ نشان میان دوست

کعبہ نہیں ہو زاہد غافل نشان دوست  
افسانہاے دوست میں کٹتے ہیں این  
جھگڑا مٹا عذاب کیا محصلی ملی  
نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے  
کیا تاب مدعی جو لگا لگے نظر نہیں  
ہوتی ہو مشق بے ادبی گالیوں کے ساتھ  
ہو سرفروشیوں پہ بہاے جمال دوست  
میں داغ سینہ صورت آتش دہک رہے  
ماند گل دہان جراحت شگفتہ ہیں  
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے بنام  
دیکھا جو برگ گل تو لبوں کا ہوا گیان  
دھوکے دیے نزاکت جانان لے کر نسیم

اس رنگ میں گاکاشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں

اظلم نے کہا اس گلشن حقیقت میں تمہے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمہیں کن کائناتوں سے یہ کمال سیکھا ہو کہ آج سب اہل محفل و جد کہ رہے ہیں خواجہ نے عرض کی حضور کی قدر دانی ہو کہ اپنی کنیزوں کی آپ آبرو بڑھاتے ہیں یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہوں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہ ہوگا اظلم نے بوجھا اس سے بہتر دیکھا کمال ہو خواجہ نے کہا اس شہنشاہ اصل یہ ہو کہ میں ساتی گری ایسی کرتی ہوں کہ کوئی باقی نہ رہے سر سے شراب پلاؤں ہاتھ سے بتاتی جاؤں باؤں سے ناچوں زبان سے گچاؤں تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اس گلشن جو کہ وہ سامان کروں آج تمہارا کمال دیکھوں خواجہ نے کہا کلید میخانہ امجدو دیجیے شراب میں محفل میں لاؤں سب کو پلاؤں تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا اس گلشن کلید میخانہ موجود ہو یہ کلید کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے میں آئے شراب میں بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہیں کہ مطلب ہوا چاہتا ہو کئی سو گلا بیان مار غلامی سے آراستہ کین محفل میں لپکے آئے گھنگر و باؤں میں باندھے اب چاہتے ہیں کہ گت شروع کروں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے مٹی سے کہا اب بخولی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہیں ہمارے ملک کی یہ کاہنہ بین اکبر آ کے قصر برشق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر کہ اب ہاتھ میں لیے ہوئے اُسکو بڑھتی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیوں اس اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا آراستہ ہو جہنم کو لکچھے بھٹا کہ قدرت نے لکھا ہو کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت میں آئیگا آفت برپا کرے گی یہ کہلے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب میں لکھا ہو کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت میں آئیگا اظلم نے کہا اس ملکہ اختر میں نے اپنی صحبت میں یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت میں نہ آئے کج کل ہم انتظام میں رہتے ہیں نگاہ اٹھا کے دیکھ لو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہیں چند کنیزیں ساتھ ہیں اور ایک وزیر زادی ہو تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہو ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہو اب ساتی گری کیا چاہتی ہیں اختر نے کہا اس شاہ عمر و کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب میں ایسا لکھا ہو کہ اُسکو زبان پر نہیں لاسکتی ایک ورق اُلٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجئے اظلم نے جو ورق اٹا بظہر علی نوشتہ پایا کہ اوی اظلم میری صحبت میں بیٹی میری  
عمر کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان میں کہا اوی اختر اس فقرے کا کیا اعتبار  
کروں بیٹی میری سحر سے ناواقف ہو یا میری صحبت میں آئی ہو یا اپنے باغ میں رہتی ہو شکار تک  
نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کمانت کو ترک کروں اسوقت عمر و آپ کی صحبت میں جو  
ہو جو قدرت نے لکھا ہو وہی پیش آتا ہو عمر و یہ حال شکر بہت گھبرا رہا ہو دل میں کہتا ہوں کہ  
خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی تو حنا ز سے اشارے کر رہا ہو کہ ملکہ اب  
نکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہوں میں شراب محض میں لاجپکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو  
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے طلسم درہم و برہم کر دینے مگر اب یہاں رنگ بگڑا ہو  
دیکھو ن فلک کیا دکھائے حنا ز کا رنگ روغنِ شاد وین میں جواب دیتی ہو کہ خواجہ کیر نکڑا ٹھون  
چلنے کے نام پر حال کھلایا گیا یہ ساحرہ زبردست ہو جانے نہ دیتی اختر نے جو حنا ز کو ملول و حزن پایا  
قرب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمر و کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم یہاں  
لیٹے قدرت نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہے آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے  
صاف صاف لکھ دیا کہ لی حنا ز صاحبزادان پر عاشق ہو گئی اور عمر و کو صحبت میں لائینگی مگر یہ  
نہیں لکھا کہ صاحبزادان کہاں ہونے ہم وہ بھی تحریر کر دینگے احکام قدرت میں فرق نہیں پڑتا  
جو جو لکھ گئے ہیں وہ سب کچھ ہو گا طلسم کشا باغ نشتر میں جا بیٹے نشتر جادو بڑی کوشش  
کر گئی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام آگیا پھر جو حنا ز نے گھبرا کر جواب دیا اوی اختر جادو  
ہوش میں آؤ میں عمر و کو کیا جانوں میں باب کی صحبت میں عمر و کو لاتی پر بادی و بار جاہتی یہ گمان  
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان بلکہ کو بہ نگاہ تندرہ دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن  
ہے ہوئے تھے ہوش اڑ گئے اختر کہتے کہتے طرف گلشن کے بلٹی نگاہ تندرہ جو ڈلی رنگ و روغن عیاری  
کا چہرہ سے خواجہ کے اڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا اوی گلشن یہ  
صورت تمہاری کیسی ہو گئی عمر و نے ہر طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے  
اُٹھے کہا میں براے بیشاب جاتی ہوں اختر نے بکار کر آواز دی او ساربان زادے اب  
کہاں جا بیٹا عمر و نے اٹھتے اٹھتے اپنے نام کا لہرہ کیا۔ لہرہ عمر و۔ عمر و ہوں میں عیار صاحبزادان

<p>مرے مکے سے کا پتا ہو جہان مرا جیز رفتار ہو گرفتار نہ پائے مری گرد پاؤں شش کو</p>	<p>ترا شندہ ریش کفار ہوت صبا ٹھوکرین کھائے ہر قدم دوندہ جہان گرد و طرار ہوت</p>	<p>زمانے کا سکار وغدار ہون اڑا دون صبلے کے بھی میں شش کو جہانگیر عالم کا عیار ہون</p>
<p>چاہا کہ اختر کو خنجر ماروں اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زین برگرے زمین لے پاؤں مقام یے غل ہوا کہ عمر و پیکر اگیا ہمناز کا عجب حال ہو چاہتی ہو کہ دم کھجائے یا زمین شق ہو میں سما جاؤں اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور و ظلم کو تو بیٹی سے محبت ہو طرف ہمناز کے دیکھتا ہو اور خاموش بیٹھا ہو اختر نے بڑھکر ہمناز کا ہاتھ سٹھا چہ کنیزین جو ملک کے ساتھ آئی تھیں نکل کے بھاگین کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں اختر نے ہمناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہو اختر نے کہا ای شاہ کیون دھوکا کھاتا ہو یہی عمر و کو یہ شکل گلشن لائی ہمناز و گلشن دونوں گرفتار ہوئے اظلم یہی چاہتا ہو کہ بیٹی میری خطا وار نہ ہو مگر اختر نہیں مانتی کہتی ہو ان دونوں کو جلد ہی قتل کر دو ای اظلم اگر عمر و مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہو ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن میں ہو کوئی عمر و کا بکر ایسا بڑھکا کہ بہت بچتا و گے ہاتھ سے مسلمانوں کے حملت نہ پاؤ گے آٹھ پہریہ لوگ اسی فکر میں رہتے ہیں اختر تو یہ پاتین کر رہی ہو اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہو سب اہل دربار حیران و پریشان ہیں کہتے ہیں صاحبو کیا زمانہ ظاف آیا ہو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھا ہو یہ تو قدرت نے طلسم میں خوب آشوب کیا فرماتے ہیں کہ اب میں طلسم کو برباد کر دوں گا حقیقت میں اب طلسم کا بچنا دشوار ہو مسلمانوں کا خدا بڑا زبردست ہو ہمارے خداوند بڑی طلسم میں ہیں بادشاہ طلسم نہ نوشا پیش آرہا ہو دیکھیں اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتیں کرتے ہیں کہ اب ہر طرح مشکل ہو مگر اختر نے ہمناز و عمر و کو گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا کہ رہی ہو کہ جلادوں کو اب بلاؤ ان دونوں کو جلد قتل کر دیان جلا دون کا ہنگامہ ہو اظلم چاہتا ہو کہ بیٹی کو بچاؤں یہاں صاحبقران باغ میں ہمناز کے گہرے میں فرماتے ہیں کہ ای گلشن نہیں معلوم وہاں عمر و پر کیا گندری ہر چند کہ عمر و بلا سے روزگار ہو مگر یہ در بند طلسم ہیں اسنے عجائب و غرائب مشہور ہیں دیکھیں کیا ہو کہ روئے کی آواز کان میں آئی میرے کہا ای گلشن دیکھو</p>		

یہ کون روتا ہو گلشن مٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور  
 رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر بے مقام سے اٹھے کہا ای گلشن میں دربارِ اظلم میں  
 جاؤ نگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوجِ اظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج ہیں ایسا نہ ہو کہ  
 حضور کو گھیر لیں حضور اکیلے جو اس صحبت میں جائیگے بیچ میں فوج کے گھرنے کے اکیلے کس کس سے  
 رٹے گا امیر نے فرمایا ای گلشن میں اپنے یار وفادار کا حال سنوں اور بیٹھا رہوں میرے دل کو  
 تاب نہیں یہ فرما کر صاحبقران اٹھے طرف دربارِ اظلم کے چلے گلشن مع دو کنیزوں کے  
 پیچھے پیچھے بیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربارِ اظلم میں نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے  
 لشکر میں خبر کروں افسران فوج آئین تب آپ جائیں امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجھ کو سمجھاؤ  
 میں اپنے یار وفادار کی صحبت میں بیقرار ہو رہا ہوں یہ کہنے گلشن کو پٹایا گلشن بٹ کر باغ  
 میں آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمر کے دعائیں مانگ رہی ہو کہ ای خالق کار ساز دے رب  
 بے نیاز عمر دو صاحبقران و حنا ز کو آفت سے بچالے نظم

بر گلن از چہرہ انور نقاب لا شریک وبے مثال ولا نزال گاؤ آتش آب جاری سیکنی از تو آ زادست ہر پابند شمع خارج از ہر حد و اندازہ توئی گرچہ بہمانی تو از دیدہ مگر	تا شود شد مندہ نور آفتاب ذات پاک تست او عالی جناب گاؤ آتش سیکنی پیدا از آب از تو آباد است ہر خانہ خراب فارغی از ہر حساب و ہر کتاب شکل مے آید نظر از ہر حجاب
---	--

گلشن تو یہاں دعائیں مانگ رہی ہو وہاں اختر نے جلاوٹ کو اشارہ کیا کہ عمر و کا سر  
 کاٹ لو جلاوٹ نے بڑھ کر عمر و کی گردن پر کوٹنے کا خط کھینچا کہا اوسا ربان زادے جو کھانا ہو  
 وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہو عمر و نے کہا میں مرنے کا عادی نہیں بی حنا ز کو قتل کیجیے  
 جلاوٹ نے بچار کر آواز دی ای ملکہ عالم عمر و کہتا ہو مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا اختر نے کہا سر  
 کاٹ لے اب باتیں نہ بنا دیر نہ لگا جلاوٹ ملو رکھینے کے چلا کہ دربارِ گاہ پر ہلڑ ہوا غرہ شیر کی  
 صدا آئی زمین کھڑائی۔ غرہ صاحب قرآن۔ منم صاحب جزو تیغ و علم +



امیر عرب حمزہ ذیچشم چور فتم بسنجان پے گیر دوار شدہ بر سرم فتح و نصرت شاد زدم دیو عفریت ہر در و در شد از جنگ بیدین لیل و نزار	منم قاتل کا فندان جهان پندیرفت گنجاب ملعون فرار گنڈہ چون بجولان کہ قافشد بلرزو فنا دند دیوان قات در آنجا جو جاہ و ادب یافتہ	ز تیغم گر نرندہ نو شیروان چو در باختر جنگ شد آشکار جزائر پر از عدل انصاف شد سمندون باز بخت گشتہ شکار سلیمان ثانی لقب یافتہ
--	---	--

اختر نے کہا اے اعظم ہو شمار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکا یک صاحبقران اندر  
بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تینہ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ  
مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا اور تھوڑی دیر کے اختر  
نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سوزنا زنیان بہ جبین آگے اُن سب کے ایک بہ پارہ پشانی  
یا آسمان کا ستارہ جب گنگنائی ہو سب ساتھ اسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ فطیم

سراغ درد نہان کا جو بانہیں کتے ہم آہ ہنگے اپنی کہ بانہیں کتے یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لاہیں کتے حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہ دینا چلے تھے کو جبہ قاتل پہ رہ گئے بسمل یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا بس ایک دوست ملا عشق میں بغیبت گر فراق یار میں اندر سے شور نا لون کا یہ مدعاے دلی ہو کہ نقش پیچہ رکھا کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور ہوئی جو حشر میں بر سش ہمارے قاتل کی گلے سے ہم تو انہیں ہر ادا پہ لپٹا لین	تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں کتے وہ ہوش ٹھہرے ہمارے کو آہیں کتے جگر کا خون کیا ہو چھپا نہیں کتے بس ایک پر دہ حیرت اٹھا نہیں کتے کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آہیں کتے ترپنے والے بہت دور جا نہیں کتے جفا کشوں کو تمہیں آزما نہیں کتے کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں کتے کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہیں کتے بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں کتے کہ لاکھ سر کو جھکا میں جھکا نہیں کتے دہان زخم پکارے بتا نہیں کتے دھرے ہیں ہاتھ جگر پر اٹھا نہیں کتے
--	--

نگاہ خلق میں کم ہو گئے بہت لیکن  
جلال اُسکی خبر کو نڈل نے بھیجا ہو  
تمھاری آنکھ میں ہرگز سما نہیں سکتے  
کہیں تو ہوش گئے ہیں کہ آئینہ سکنے

اُن ناز مہمان مہربان نے جو یہ غفل غاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحر و  
نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کر لین عمر و نے بکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے  
اسم اعظم پڑھے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران جب ہوے تھے یا اسم اعظم  
پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنین خاموش ہوئیں امیر ساحرون کو قتل  
کرنے لگے اظلم نے بکار کر آواز دی اس کے کل فوج کو تیار کرو اتو لشکر اظلم میں قرنا ہوئی کل  
افسار فوج لشکر ہزیمت اثر لیکر حاضر ہوئے لکھا ہو کہ اسی ہزار ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے  
یہاں اظلم نے بکار کر آواز دی اسے یار و فیض غضب کرتا ہو چاہتا ہو قید یون کو رہا کرے  
ہو ساحر و جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی  
بات ہو سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو حنا زہری طلعت کو ہتھکڑیوں اور پٹیوں  
میں پایا بقرار ہو گئے لڑتے ہوئے قریب عمر و کے پہنچے رسن ہاے سحر کاٹیں اسم اعظم  
پڑھا عمر و کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمر و نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرہ عمر و

مرانام ہی خواجہ خواجگان	عمر و ذخشم ہتر مہتران	مری نسل سے مکر ہوا
مرے نام پر خد ر شیدا ہوا	اڑتا ہوں کفار کے میں خون	جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم میں
مرا لکڑی گلشن قیل و قال	مری جال سے ہی صبا پائال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تمھاری گرد پا پوش کا	مرا افسر ذخشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار

بھی فوج و نصرت کی تدبیر ہو  
کہ آقا ہمارا جہا نکیر ہو  
نعرہ کر کے عمر و نے حقہ آتش بازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتش بازی جو چلے سب میدان  
دھواں دھار ہو گیا سوار پائال پیدل لون کا عجیب حال افسر دیکھتے ہیں کہ شعلہ آتش بھڑکے وہ  
سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اڑ گیا اس اندھیرے میں سیکڑیوں نے  
ہزاروں کو مارا خواجہ عمر و برا حقہ آتش بازی مار رہے ہیں کبھی کو بھین سر سے کھولا سنگ یون بچ  
پتھر برسا دیے کسی کو چھبٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑاکے گرا عمر و نے خنجر مارا شکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تہ بیکرون اختر نے اظلم سے کہا  
ایو اظلم اب نکل جلو دوسرے در بند پر کہ تمھارے بھائی حاکم بن لکھشان زنگی دہان چلے  
ٹھہرو دہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا اڑنے لڑنے  
ایک گونے میں آیا اس طرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سپاہ اُٹھی اُس آندھی میں نکل گیا  
ہمناز نے دیکھا کہ ایو شہر بار اظلم نکل گیا اختر نے پر پر واز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی  
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بج کر کمان میں پیوست کر کے اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا  
اختر کا ستارہ گردش میں تھا تیرا کہ ہرہ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر بارگذا اختر کے  
مرنے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی لشتی مرانام من اختر جادو بود اختر مری  
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سب کو امان دی  
جالیس ہزار ساحر و غیر ساحر و انڑہ اسلام میں آئے امیر نے قلعہ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا  
مطیع الاسلام ہوئی ہمناز کو لا کر تخت پر بٹھا یا گرو سکھ نام پر سعدین قباد کے جاری ہوا۔  
ہمناز نے عرض کی حضور طرف در بند لکھشان کے تشریف لے چلیں دہان اظلم جا کر  
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تادیب حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب در بند لکھشان پر  
چلیں امیر نے ہمناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد پھر نے طلسم ہفت پیکر کے ہم  
تسے عقد کرینگے ہمناز نے عرض کی ایو شہر بار کنیز کی تو عجب کیفیت ہو کیونکہ سحر کا  
یہ زمانہ کئے گا۔ لظلم

دے جگہ یار کو پہلو میں رگ جان ہو کر  
آنکھوں میں کرتے ہیں گھر آنکھ سے پہناں ہو کر  
دل مجھے تنگ کرے گا جو گریبان ہو کر  
آنسو آنکھوں میں کھٹکنے لگے پیکان ہو کر  
مضحکہ کر لے ذرا صبح تو خندان ہو کر  
اب بلائیں اُنھیں کیا بے مروت سامان ہو کر  
بھولے بن کر کہیں چھوٹے کہیں نادان ہو کر

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہو کر  
فوش نگاہوں کے کرشمے کوئی ہم سے بوجھ ہو کر  
دست و حشت سے کہو نگاہیں سے بھی کر جاں  
حسرت ناوک قاتل بین جو دل جھبدا یا  
گریہ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو  
حسرت میں خاک میں سب بچکیں اپنے دل کی  
قتل عالم کو کیا پروہ نہ ٹھہرے قاتل

جان ہو جاتے ہیں کس طرح کسی کے لیے  
ہاے اُس شوخ کی فرزندگی جو رستم  
آنکھ عاشق سے ملاتا نہیں جو ہر کوئی  
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق میں کم  
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ  
نہ رہے ہم سے سید محبت تو کیا غم ہو جلال

آزمایش تو کروں غالب سبحان ہو کر  
مار ڈالا ہمیں ظالم نے بشیان ہو کر  
تیغ اُس ترک کی شرمگئی عریان ہو کر  
راہ تلمس یہ داناؤں کو نادان ہو کر  
بھانسن کھنچ آئے کیسے ہی میں برکان ہو کر  
دلچسپ رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت میں یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا اوی شہنشاہ خوبی و  
سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلمس ہفت پیکر میں ہیں ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علم شاہ  
نوجوان سامنے ہمارے داخل طلمس ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے کلاچ دوزار لگا  
اس طلمس میں جا کر قید ہوئے اُنکی رہائی کی ہمو فکر ہو انشاء اللہ بعد وہاں کے واپس ہونے  
کے ہم تم سے ملاقات کریں گے اور عقد کا بھی تم سے وعدہ کرتے ہیں اس طرح صاحبقران نے سمجھایا کہ  
ملکہ ہمناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوئے اور یہ وعدہ کیا کہ میں بھی ہمراہ صاحبقران  
کے آؤں گا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و ہمناز سے ہوا وہی وعدہ میں بھی تم سے کرتا ہوں یہ کہہ کر  
ہمناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت ہمناز طرف در بند  
کمشان کے چلے گئے مگر کمیشان جادو در بند دوم کا مالک ہو راہ مکرو حیلہ کا سالک ہو اپنی  
بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران در بند اظلم پر آگئے اسنے سرحد داروں کو  
نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائیں گے کہ اظلم  
آکر ہو نچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے در بند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا  
ای کمیشان اُس نازمین مہر جبین نے بڑی آفین بر پاکین عمر کو دربار میں لے آئی اختر  
نے آکر حال کھولا عمر و گرفتار ہوا اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہر چند کہ طلمس  
نہیں لیکن سحر انبر تاثیر نہیں کرتا آخر در بند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی ای کمیشان کچھ  
انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ کیسو بریدہ ہمناز پر ہی طلعت یہاں کا پتہ بنا لیگی تم لوگوں کو کل  
ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلمس کشا طرف بلخ تشرن کے جاتے ہیں اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہیں اگر طلسم کشاہن لسترن میں پہنچ گئے تو تمھارا  
 در بند راہ میں بڑی گامکاشان نے کہا میں یہی تدبیر کر رہا ہوں تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو کھینچو  
 کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ حملت نہ پائے یہ لکھ اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی ظلم  
 اگر تخت پر بیٹھا گامکاشان نے پکار کر آواز دی اوی پہلوانان دیو حصال تم میں کون ایسا ہے کہ  
 حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہومان دیو بند پہلوان پر بدست و نگل سے جھوٹا ہوا  
 اُٹھا کہا اوی شہر یار میں جاتا ہوں امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہوں ستر آہی ہزار فوج لیکر آیا تھا  
 کوچ کر کے واسطے روئے صاحبقران کے چلا یہاں صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرا  
 بے خس و خاشاک میں آکر ٹھہرے ہیں چاروں طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں جنگل میں کہیں خست  
 کا نام نہیں گرد آڑ رہی ہی صدا سے پوم سے کہ صدا سے بہمات دیتے ہیں نہما کا ویرانہ ہیں  
 اس مقام پر برس رہا ہو کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے  
 منہ کھول کے زمین پر گر کر تڑپ تڑپ کے اسی مقام پر مرادھوب کی خدمت سے آؤ نہ سکا  
 کسی جانب عوض درخون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہیں اُن پہاڑوں پر جاوے گا کہ کبھی  
 مگر تیش آفتاب سے جسم تک رہے ہیں تڑپتے پھرتے ہیں جہن نہیں ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا جھرو  
 شل شکر الیا یا پھر اُٹھے جاہا کہ دشت بول خیز سے نکل جائیں آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے  
 اور برمجوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیوں خواجہ کیسے کیسے  
 جنگل دیکھے مگر ایسا صحرا ہے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمر و جواب دیتا ہو کہ اوی شہر یار  
 یہ صحراے طلسمی ہو ایسے ایسے شجرے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم درویشان کریں ایسا  
 بخود کہ دشمنوں کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہو کہ جس میں کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کھرا میر  
 نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھ کر پانی پر دم  
 کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دانا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدہ اسم اعظم  
 گرد شکر کے جھڑ کو ادا قصد کیا ہو کہ بارگاہ میں جاؤں کہ صحرا سے گرد آؤی ہومان دیو  
 آہی ہزار فوج سے آکر ہو نجان شکر کو اپنے اُتار آ آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا  
 پکار کر آواز دی کہ یارویر لشکر کسا ہو ساتھ والوں نے عرض کی اوی پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سنا تھا ملکِ اظلم پر قبضہ کر کے اب طرف در بند کہاشان کے جلتے ہیں ہومان نے جھٹاکر کہا حمزہ کی قضا داسگیر ہو یہ کہنے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ میں آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو امیر سے سمجھ لوں گا ہر کارے جو صاحبقران کے بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے خدمت میں امیر کی حاضر ہوئے بعد عاوشنا کے عرض کی کہ اسی شہر یار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہو طبل جنگی اُسے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہو کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلافت سے صفحہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہو وہی پیش آئی ہو خواجہ نے آکر نقار خانہ سکندر ی میں غاشیہ اٹھا کر طبل سکندر ی پر جو ب لگائی صدا سے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہو دیکھیں کیا گذرے تیار یان ہونے لیکن آلات حرب و ضرب درست ہونے لگنا گاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعلع و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبردی کے آیا تماشا دیکھنے لگا ادھر امیر مع فوج خضر موج میدان کا رزار میں تشریف لائے ادھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان میں آکر ہو بخیا صفین بندھے لیکن بوجھت آرائی ہومان نے گینڈا مبینان میں نکالا بجا کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے کہ بہرام گردین خاقان میں گھوڑے کو بڑھا کر سائے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کرے گا امیر نے فرمایا اے بہرام وہ میرا نام لیکر بجا رہتا ہو لہذا مناسب ہو کہ میں مقابلے میں جاؤں بہرام نے کہا غلاموں کے ہوتے نہیں مناسب ہو کہ آقا سے نامہ تشریف لےجا میں بہرام نے بعد التماس یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہنے تلوار بھینچ کر گلے پر رکھ لی امیر ناچار ہوئے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آیا ہومان سے آکر تنگ و رزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھ کر آواز دی اے جوان ترا نام کیا ہے بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اسوقت سے میں رفیق ہوں کہ جست کوئی اور خدمت صاحبقران میں شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے مگر حضور بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران میں وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا ایوان حربہ کہ تیرے دل میں وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے  
 کہا ہمارا دستور نہیں کہ پیش قدمی کریں جب تیرے حربے سے پروردگار بچا بیگا تب ہم بھی حربہ  
 کریں گے ہومان نے خبردار خبردار کہنے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا  
 آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے  
 باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہومان لیٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے اترے آپس میں  
 کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کر لے دوڑا  
 ہومان چند قدم جا کے پلٹا بہرام نے چال پیچھے نہ ہٹوں ہومان نے جواز دیا بہرام کا قدم  
 پیچھے ہٹا وہاں پر موٹو خانہ تھا ہومان نے جو کہ مارا دونوں پاؤں بہرام کے موٹو خانے میں  
 جاتے رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ اوقا بوجی کیا کرتا ہو  
 ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کر کے لے گیا صاحبقران رنجیدہ چلے خواجہ سے فرمایا  
 خواجہ ہمیں دمدم بہرام کی خبر ہو چکا خواجہ سیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ  
 ہوئے بہ صورت خدشہ کار دربار میں ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام  
 کی نسبت اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو منہ مبارک سمجھا جائیگا  
 یہ کہنے بہرام کو قید خانے میں بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے  
 کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہو امیر نے فرمایا سویرے ہکو خبر دینا خواجہ عمر و صبح کو جو دربار میں  
 ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام میں نے تمکو سر میدان  
 زیر کیا اب ہتھیار ہو کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچو لگا بہرام نے کہا تجھکو دعویٰ  
 پہلوانی بیکار ہو میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اسپر اطاعت کو کہتا ہو خرم نہیں آتی ہم اہل اسلام  
 ایسے مکاروں کی اطاعت نہیں کرتے جو تجھے ہو سکے تصور نہ کر ہومان نے حکم دیا پلاؤں  
 کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کریں ہمکو مکار بتاتا ہو سر میدان زیر کر کے لائے ہیں آخر کولہ بھی ہمارا  
 زور سے اُترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھ کر آواز  
 دی ایوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ میں سر کوتن سے قلم کر دنگا  
 میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا میں نے صد ہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا



دشوار ہی بہرام نے کہا ادب سچا جو تیرا مالک حکم دیتا ہے وہ بجالا زیادہ باتیں نہ بنا جلا دے  
گردن پر کو لے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال میں گذرا کہ اگر میں خدمت  
صاحبقران میں جاؤں یہاں بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہو یہ سوچ کر عمرو نے  
گوچن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جیسے ہی  
جلا دے جاگا کہ ہاتھ ماروں عمرو نے پتھر مارا کہ جلا دے کا سر پھٹ گیا جھجکھا کر زمین پر گر پڑا ہوا  
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلا د پڑا اوٹ رہا ہے سب نے کہا کہ جلا دیو انہ کھلا مار  
بھرا بھرا گئے اپنے سر پر ماری مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اپنے اپنے شاگرد کو حکم  
دیا کہ اسے اس گنگنار کا سر کاٹ لے شاگرد اس کا خنجر کھینچ کر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا  
جا با بہرام پر خنجر ماروں عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گر کر شہباز نے  
عمرو کو دیکھ لیا بچار کر آواز دی اسے اس شخص کو بکڑو عمرو نے نیچے کھنچا لڑتا ہوا قریب بہرام  
ہو گیا کہا ای بہرام سنبھل کر بیٹھو یہ کھلے عمرو نے نیچے مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ  
میں آکر قید کو توڑا لڑائی میں مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں اور ہر کارے شاگردان  
عمرو جو کہ دربار میں حاضر تھے ٹھکڑے بھاگے کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں صاحبقران یہاں  
سلیح بیٹھے ہیں خبر بہرام کے مشتاق ہیں کہ ہر کارے اگر حاضر ہوئے عرض کی ای عالی وقار اصل  
میں استاد نے بڑا کام کیا جلا دون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں مگر دونوں پر فوج  
کفار کا بلوہ ہے یہ لشکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران نامی جو دربار میں حاضر  
ہیں ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہاں بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے  
کئی سو عیاروں کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان  
ہٹ رہے ہیں ہومان چاہتا ہے بہرام پر جا پڑوں کہ نعرہ شہر کی صدا کان میں آئی بارگاہ نظر کی  
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے ملازموں نے عرض کی کہ صاحبقران آگے نعرہ امیر کی آواز

سب نے سنی۔ نعرہ صاحبقران	منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزہ ذیحشم
منم قاتل کافرانِ جان	ز تیغ گر زندہ نو شیرِ وان	جو رفتم بسنجان بے گیر و دلا
بندِ یزید گنجاب ملعون فرار	جو در باختر جنگ شد شکار	شدہ بر سرِ من فتح و نصرت نشا

گندہ چون بچوان کہ قات شد	جزا کر بر از عدل و انصاف شد	ز دم دیو عفریت زادر مصاف شد
لمیزہ فنادند دیوان قات	سمند زین بد بخت گشتہ شکار	شاز جنگ بدین دلیل و نواز
در انجا جو جاہ و ادب یافتہ	سلیمان ثانی لقب یافتہ	لغزہ کر کے صاحبقران آبرو

چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑنے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے شیر  
 ہمیشہ جرات لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان  
 کے پہونچا ہومان کو لٹکا رہا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی ایک مقام پر  
 ہومان نے کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے جا مل بہرام کا سر  
 کاٹ لیا ہومان نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہو گئے وہیں سے لٹکا رہا اونا مرد کیا کرتا ہے  
 صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اسکا زخمی بے زرہ و خود لڑ رہا ہوا سپر یہ مکاری یہ کیکے امیر نے  
 گھوڑا ڈال دیا مقابلے میں ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہ بیان ہومان صاحبقران  
 وار کرنے لگے جسے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقب کا ہاتھ مار دیا اس کے دو ٹکڑے ہوئے  
 چار پہلوانوں کو مار کر مقابلے میں ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے  
 تیغہ عقب پر روکا روک کر کمر کو تبا کر سر پر ہاتھ مار دیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے اب سردار  
 امیر نے فوجوں کو منتشر کیا بارگاہ ہومان کو رادی ٹوٹ ہونے لگی خزانہ ٹوٹ لیا بازارین  
 تباہ کین عین گرمی جنگ ہو سب کا فرشتہ زنی صاحبقران سے تنگ بین چاہتے ہیں کہ  
 بھاگ جائیں کسی طور سے جان بچائیں کہ صحرا سے گرواڑی سامنے آکر وہاں منہ گرد کا شگافہ ہوا  
 دیکھا ایک پہلوان دور کا بہرک پر سوار بہشت پر ساٹھ شتر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل  
 کے دل سامنے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جبکا قظور آہن کلاہ نام ہو اسنے جو سنا کہ  
 ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھرو چہا طرف سے بچاؤں نے امیر پر بلوہ کیا  
 امیر لڑنے لگے قظور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار  
 ہومان کا قریب قظور آہن کلاہ کے آہل لندھور نے ہاتھ تیغہ دو دھنہ ہری کا مارا قظور  
 کو زخمی کیا قظور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا  
 اس جوان نے مجھ کو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیاروں کو بلا اس جوان کو کندون میں گرفتار

کر لے شاہباز نے زفیل بجائی چارسی پکاپ پکے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیاروں کو لیکر طرف لندھور کے جلا فظور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ میں مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر آکے حلقہ ہارے کندہ مارے گردن و کمر میں لندھور کی پڑے عیاروں نے کھینچا لندھور پشت مرکب سے گرے چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو از روئے بلوے کے گرفتار کیا اب قسطور طیل باز گشت بجا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر بیٹے راہ میں خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تم نے سنا کہ بہرام رہا ہوئے لندھور گرفتار ہوئے تمہارے عوض کی اس شہر یا ر فظور کے تیور بد میں ایسا نہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اس نے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تیر کر لگا مگر قسطور جو پلٹ کر بارگاہ میں آیا ساتھ والوں سے صلاح کی سب نے کہا وہ جاپ دعویٰ کر کے آئے تھے کہ میں حمزہ کو پکڑاؤ نگاہ وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوئے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے کہ مقابلے میں حمزہ کے فروکش ہونے مگر حرات میں حمزہ بے نظیر حسن میں رشک ماہ میر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہو جیسا حکم ہو بجالاؤن یقین ہو کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کریں جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب لکھے گا قسطور نے اُسی وقت یہ عرضی کہکشان جادو کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ میں کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے لکھلکھتا تھا اس میں آکر پھڑپڑے اس سوچ میں کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن لندھور کو رہا کروں اس سوچ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ چھے کہ زنگ کی آواز کان میں آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی میں مخفی کیا کندہین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آئے آئے قریب کندہین کے پہنچا لیکن دل اُسکا دھڑکا بکار نے لگا او ساربان زادے میں نے تجھ کو بچانا نکل کے مجھ سے مقابلہ کر کیوں چھپا بیٹھا ہی خواجہ سمجھے اس نے مجھے دیکھ لیا جاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور پھڑپھڑاؤں شاہباز نے کئی آوازیں دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمہ صحیح تھا دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست کی بیج کندون  
میں آکے ٹھہرا عمر و نے شیر کی آواز دی اس نے جا ہا کہ بھاگوں خواجہ نے کمین کھینچیں  
شاہباز پھنکر گرا خواجہ کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے جا ہا بیہوش کروں مگر شاہباز نے  
اپنے دونوں ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس جاب ٹٹھ پر عمر و کے مارے خواجہ بیہوش  
ہو کر گرے شاہباز نے عمر و کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور بکار کر آواز دی  
کیون اوسا ربان زادے اب کہ تیرا کیا حال کروں عمر و نے کہا استاد کیا کہنا میں نے  
سیکڑوں عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ قبول کرین تو میں  
شاگرد ہوتا ہوں اس کلمے پر شاہباز خوش ہو گیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمر و نے کہا روپہ  
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپہ پیدا کیا ہو کہ مجھے دیا نہ جاسکے گا  
شاہباز نے کہا خواجہ میں اپنے عہدے پر تنگو مقرر کر اؤنگا کہ کشان جادو بڑا سخی و  
فیاض ہو ہزار ہا روپہ پیدا کر دے عمر و نے کہا خیر میں خد متگذاری کرتا ہوں یہ کلمے  
بولو میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمر و کا کھولا خواجہ نے کمین بٹھا ڈالا اگر ایک  
پوٹلی اشرفیوں کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہو گیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیاں  
عمر و نے شاہباز کو دین شاہباز روپہ و اشرفیاں گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہو عمر و  
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہو یا قمر احمر ہو کہا  
اسناد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شے ہو کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں مگر اسکو دیجیے نہیں جب  
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب میں قیلول لقا ہو گیا اور اسکو  
بیہوش کیا تب یہ تحفہ بابا شاہباز سوچا کہ اسہیں کوئی بھید ہو کوئی شے بڑی معقول ہو یہ سوچ کر  
کھولنے لگا عمر و ہاں ہاں کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا بیہوشی جو آڑی ارے  
کلمے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمر و نے شاہباز کو اسی وقت درخت میں باندھا اور آپ  
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرٹ لشکر قنطور کے چلے یہاں لندھو رحس قید خانے میں قید  
ہیں وہاں شاگردان شاہباز مقرر ہیں استاد کو جو اپنے آتے ہوئے دیکھا شاگردوں  
نے بکارا عمر و نے کہا رات کا وقت ہو میں پلٹ آیا لندھو رحس کو جا کر دیکھوں کہ وہ قید میں

کیا کر رہا ہو یہ کہلے قید خانے میں آکر لندھور کو دیکھا کہ سر زنجیر بر سر خم کیے ہوئے ہوئے  
 آکر کہا اے جانشین صاحبقران ہم آپہنچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر میں  
 جیکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہو خواجہ نے قلم دوات  
 زنبیل سے نکال کر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہو کہ میں نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمر  
 ہیں ضرور مجھے لینے لندھور انکار کر رہے ہیں خواجہ ہراساں کر رہے ہیں سحر قریب تھی کچھ  
 کاہ فروش جنگل میں پہنچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر  
 گھسارے گھبرائے آپس میں کہنے لگے کہ اس جنگل میں کوئی بھوت پریت ہو جواب دہ دوہان سے  
 بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر  
 قریب آئے شاہباز کو کھولارہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے چھٹا قید خانے پر لندھور  
 آکر پہنچا شاگردوں نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و مناسات کے بہرہ کیے ایک  
 شاہباز اندر غیمے کے اور آپ باہر سے آئے ہیں شاہباز نے کہا وہ عمر و عیار ہو چھکو جنگل میں  
 قید کر کے برائے رہائی لندھور آیا ہو چار طرف سے غیمہ گھیر لو چالیس عیاروں نے چار طرف سے  
 خیمہ گھیرا خواجہ عمر و لندھور سے باتیں کر رہے ہیں کہ شاہباز نے آواز دی اوساربان داد  
 اب میرے ہاتھ سے کہاں جا سینگا عمر و نے کہا اے لندھور تم نے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا  
 لندھور نے کہا میری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دو میں لڑتا بھڑتا نکل چلوں گا عمر و نے چاہا لندھور  
 کی ہتھکڑیاں کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمر و نے زنبیل  
 پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالوں بیک بچوں نے ہمت نہ دی حلقہ ہارے کمند مارنے لگے  
 عمر و لڑتا ہوا باہر نکلا جا ہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤں شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہو خواجہ نے  
 پانچ سات بیک بچے مار کر ڈال دیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقہ کمند عمر و پر  
 مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکڑ لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حجاب  
 بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوئے اب شاہباز نے عمر و کی مشکین باندھیں برابر  
 لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑ کر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے  
 شہریار اب عمر و لندھور قید میں اگر آپ قتل کا ارادہ کریں گے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لجا ئینگے اور یہ بھی مناسب نہیں ہو کہ عرضی لیکر جاؤں نہیں معلوم کہ کشت  
کیا فرمائیں بہتر یہ ہو کہ عمرو و ولد نہ ہور کو خدمت میں کہ کشتان کی لچیلے کوچ کر کے نکل چلیے  
ان دونوں کے قتل ہونے سے حمزہ کی مکر ٹوٹ جائیگی لہذا ہور افسر ہلو انان عمرو و روح قاب  
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونوں قتل ہو گئے تو میں یہ وعدہ  
کرتا ہوں کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہیں کر سکتا  
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی  
اسی وقت لشکر تیار کیا لہذا ہور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف در بند کہ کشتان کے  
روانہ ہو گیا صاحبقران جو صبح کو دربار میں آئے فرمایا کیوں بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم  
ہوا کہ لہذا ہور پر کیا گذری کہ اس عرصے میں نامیائے و طو میان خبری گھبرائے ہوئے  
آئے عرض کی امی شہر یار شب کو اُسناد گرفتار ہو گئے قنطور کوچ کر کے گیا لہذا ہور عمرو  
کو لیکر یا شکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھنے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی  
ہو اگر قنطور بر سر در بند کہ کشتان پہنچ گیا تو فوراً عمرو و ولد نہ ہور کو قتل کر بیگا یہ ممکن نہیں ہو  
کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور میں نہ جاؤں یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہو  
مجھ سے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو و سنون اور خاموش رہوں فرمایا اشقر لاؤ سردار و ن  
عرض کی غلامان جانناز بھی ہمراہ چلیں امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہیں امیر سوار ہو  
سردار و ن کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب میں چلے مگر قنطور بے ہوئے عمرو و  
لہذا ہور کو جاتا ہوا راہ سے اسنے عرضی خدمت کہ کشتان میں روانہ کی کہ عمرو و ولد نہ ہور کو لیکر  
آتا ہوں مگر حمزہ ضرور پہنچا کر گیا امیدوار ہوں کہ غلام کی مدد کیجیے کہ کشتان زنگی نے جو اس  
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہ قنطور نے جا کر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو میں راہ سے جا کر  
قنطور کو لاؤں قلعے میں لا کر دونوں قیدیوں کو قتل کروں اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح  
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہیں شراستی ہزار ساحرون  
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہ کشتان سے بارہ کوس ہٹ کر اترتا ہو کہ کہ کشتان اگر پہنچا قنطور  
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا امی شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہیں کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کا ہے کو لیکر آیا صبح کو میدان غونی کی تیاری ہو  
 لندھو ر اور عمر کو کو دار پر کھینچن قلعہ لکشان پر جا کے بیٹھوں رات ہی سے تیاری میدان  
 غونی کی ہونے لگی خواجہ عمر و ایک خیمے میں قید تھے لندھو ر ملول و حزین سر زنجیر پر  
 رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیار ان در قید خانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیار ون سے کہا اچھی طرح  
 حفاظت کرو جگتے رہو کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یا ر و تم ہو شیار رہنا  
 یہ کیلے آپ طلسم کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیر دین کے سروں میں تانین مارنے لگا  
 عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے میں بھی دخل ہو  
 عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

کہ بشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا  
 کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا  
 کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا  
 مری آنکھوں کو دامن نے سدا ابر کرم پایا  
 بہ شکل عاشق و معشوق دو نوں کو ہم پایا  
 اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا  
 میں دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا  
 ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دو دم پایا  
 ہمیشہ دو لبوں کی طرح دو نوں کو ہم پایا  
 کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا  
 کہ جب میں نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا  
 ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا  
 ملی ہلکا اجازت نطف پہلوے صنم پایا

جہان میں نقش پیری سے مفرط لم نے کم پایا  
 مکان ہوں تو لکین ہوتے ہیں زخو و خیر سے پیدا  
 بشر کا ایک صورت پرارادہ رہ نہیں سکتا  
 کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی تے  
 نہیں ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل میں  
 کھلا اوج زمین کا حال ہلکو بعد مرنے کے  
 رہا حرک ادب کا باس مجھ کو اس قدر باقی  
 بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے  
 جہان سینے میں دل ہی آرزو بھی ساتھ ہو کے  
 نکل جائیگا دلیں وصل جو جو کہ آئین گے  
 تصور میرا مجھ سے ہر طرح قسمت میں بہتر ہو  
 فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل  
 نسیم اب شکر کی جا ہو لحاظ انکار کا لوطا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بقرار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمرو نے بائیں  
 کر کے اُس کو بٹھا یا تان لگا کر کہا بھائی یوں کلا ہلا وہ کلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے



اُسی ہیوش کیا اسکو اپنی شکل بنا یا آب اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر بیٹھے اس عرصے میں سفیدہ سحری  
 ظاہر ہوا کمکشان زنگی سوار ہوا بازار میں جو شاہباز کو پھرے دیکھا پکار کر کہا اُمی شاہباز  
 قیدیوں کو جلد لا شاہباز نے آواز دی اُمی سرہنگ تیز با قیدیوں کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر  
 تاخرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہو کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے، میں  
 خواجہ نے تعیل اپنے ہمشیمہ کو نکال کر ارا بے بر سوار کیا بعد لڑھوڑ کو اور جھپٹ کر قرب  
 شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمر کو جلد قتل کیجئے اگر لندھوڑ بچ بھی جائیگا تو ہم یا آب بھر  
 گرفتار کر لائینگے اور عمر و تو آب کے اقبال سے بکڑا گیا عمر کو جلد قتل کیجئے اب شاہباز  
 نے بڑھکر کمکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمر کو قتل کیجئے کمکشان نے اشارہ کیا اے  
 شاہباز تجھکو اختیار ہو جسکو جھجھ مزاج میں آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارا بے سے  
 اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید میں پایا غل مجانے لگا پکار کر  
 آواز دی اُستاد میں ہوں سرہنگ عمر و مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا وہ  
 شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتوں کا خیال نہ کیجئے بر تعیل دار بر اسکو کھینچے شاہباز  
 نے عمر و نقلی کو دار بر کھینچا شاگردوں سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بھر گمان میں پوست  
 ہوئے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد میں بخیا قتل ہوتا ہوں عمر و نے ایسا غل مجایا کہ  
 سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُنئے دی چار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر جہرہ پشت کو توڑ  
 کہ بار گذرے نوبت نفارے بجھنے لگے چار جانب ہاڑ ہوا کہ عمر و مارا گیا اب شاہباز نے  
 اشارہ کیا لندھوڑ کو بھی دار بر کھینچو لندھوڑ کو بھی ارا بے سے اُتارنے لگے لندھوڑ نے لنگر  
 مارا ارا بے سے نہیں اُترتے کمکشان کو خبر پہونچی کہ لندھوڑ ارا بے سے نہیں اُترتے  
 کمکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھوڑ کو ارا بے سے اُتارے کہ زمین پھرتی ٹغہ  
 صاحبقران کی آواز آئی - نعرہ امیر

امیر عرب فصیح روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام
یکے تیغ عقرب یکے دوا الحجام	بن کا فزان از جهان پاک گرد	سر سرکشان جلد در خاک گرد

نعرہ کر کے امیر اگر گئے باجے جو امیر نے بختے دیکھے گہر کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نفار سے بچ رہے ہیں

کیا منے سے برق روتا ہوا آیا کہا ای شہر یار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار کا  
 لشک رہا ہو تمام جسم شبک ہو یہ کھلے برق چلا صاحبقران نے جلاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا  
 آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھک کر لڑنے لگے ڈر ہو کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر یہ  
 لاشہ عمرو کا دیکھ کر ایسے بے قرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی  
 خواجہ عمرو فوراً حجت و خیر کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو  
 آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان نادے نے میرا نام لیا مجھے نافع کو بدنام کیا  
 دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے  
 طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کو کھ پرایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔

مرانا نام ہے فوجہ خواجگان	عمرو و حشمت ہمت ہستار	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر قدر شید ہوا	اُٹا تا ہون کفار کے میں جھوٹ	جھنکا تا ہون دشمن کو ہر دم کھوٹ
مرا مکر ہو گلشن قیل و قال	مری چال سے ہو صبا پا مال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
لشان تھا مری گرد پاوش کا	مرا افسر ذبحش نامدار	امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو کہ آقا ہمارا جہا نگیر ہو

امیر نے جوفرہ عمرو کی صدا سنی شل گل شگفتہ ہو گئے کہا ای ہمت برق فرنگی بھٹارے اُستاد  
 کے نعرے کی آواز آئی ہی بیان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیار و نئے عمرو کو گھیر لیا عمرو  
 اُن سے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں

نیچہ کھینچ کر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا جوفرہ برق۔	لقب ہو مرا برق خنجر گزار
کہ اُستاد ہیں خواجہ نامدار	زمانے کا مکار و خدائے ہون
کروں سیکڑوں کوں کی راہ طو	در مکر پر سدا پھر دار طو
تو پ سے مری جیخ بہرا رہا	جھلا وہ ہون میں بھی برق ہو

نیچہ کھینچ کر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جسکے نیچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا  
 امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھ کر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اٹھا دیا  
 ہتھکڑی کٹی لندھور نے خاند زور میں آکر قید توڑی وہی ارا بہ اٹھالیا اُسکو جو گھما نا

شروع کیا ایک ایک جنبش میں دس دس کے سر بچھے بچھے ارا بے میں لپٹے ہوئے ہیں کہکشاں جادو کو بڑھکر ہر کارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشاں نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہر کارون نے عرض کی بہ شکل سر ہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سر ہنگ تھا استاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے جو قیداجی توئی جھکڑا اٹھالیا اسی جھکڑے سے لڑا رہا ہی ہزاروں ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سنکر کہکشاں گھبرا کر فیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلے کہکشاں رنگی اپنے ساتھ والوں کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اسی مقام پر پہنچ و فیروزی اتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے ہوئے لندھور و عمرو سے باتیں کر رہے ہیں سب سرداروں نے جانا کہ امیر نے کہکشاں کا سچا نہ کیا اسی میں کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہو امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آ کے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامہ کو ہاتھ میں لیا سر تا سر نامہ ہنا زماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بدرودہ حمد کج ادائی غزال صحرائے بے اعتنائی زینت دولتم بعد از دوسے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر ہوئی کہ کہکشاں آپ کے مقابلے میں آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعہ کہکشاں کے پہنچائے ورنہ وہ ایسا انتظام کرے گا کہ حضور تا بہ قلعہ کہکشاں نہ جاسکیں گے کیونکہ کہکشاں جادو بڑا زبردست ساحر ہو آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق میں حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال ہے

اہل میں یہ کیفیت ہو۔ لظہم

<p>کافی ہو سنے یار بہ شکل تمام رات ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات جاری رہا ہے قافلہ دل تمام رات</p>	<p>افرا یشتون بہ تھا قلق دل تمام رات ہر لحظہ دل میں شوق شہادت کے خوش محفوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فریغ سخن فرصت نہ پائی زیرِ شکر سے ایکدم</p>
--	--

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت  
فرصت نہیں تصور جانان سے ایک دم  
دامن میں آ کے اشک ٹپکتے ہیں کی نسیم

بتا بیان تھیں صورت بسمل تمام رات  
رہتا ہو سامنے مہ کامل تمام رات  
لٹکتی ہو خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تمہارا ہو گیا ہو جو بتمہارے لکھنے  
کے فوراً طرف در بندہ کو رکے جاتے ہیں یہ لکھ کر جواب روانہ کیا مگر کمکشان کہ قنطور  
اس ہن کلاہ اسکے ساتھ ہو راستہ بھر صلا حین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا بلکہ برسرِ کلا  
کر کے قلعہ کمکشان میں پہونچا تخت پر آ کے بیٹھا مشہور و زریگر دیہی ذکر ہوئے لگے کہ لایہ  
ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار میں کمکشان کے گرا کہا اوی کمکشان نامدار طلسم کشا  
عالیو قارطہ بلغ نستر کے جاتے ہیں نستر نے ابلاغ پیر دندان پہلوان کو  
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کس ابلاغ آپ کے  
قلعے کے قریب آ کر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کر دیجیے  
منا ہو کہ علم شیخون میں ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حرلیٹ پر گیا تو شیخون  
مار کر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپ کے سرحدار کے لازم  
میلاد و امن پوش حاکم بیشہ میلادیہ نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر کمکشان سے اطلاع کرو  
یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کمکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُسے سوال کیا کہ کون تم میں  
ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اسکی شرکت کرنا واجب  
و لازم ہو مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کہ معلوم ہو جائے کہ حاکم در بندہ کمکشان نے  
یہ آفت بر پا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قد دار مکار دندان  
اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکے کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا  
شیخون سے ایسی بات نہیں ہے کہ طلسم کشا بیچ سکے کمکشان نے اسکو خلعت دیا  
اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار میں ابلاغ  
کے اترادو سرے دن پہر دن رہے گرد آؤی دیکھا کہ ابلاغ پیر دندان فیل مست پر سوار  
ہشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوئے سالوس نے بڑھ کر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اکیس سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا  
 سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شیخون میں میرا ساتھ نہ دے سکو گے  
 سالوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھ کر لڑینگے دونوں ایک ہی بارگاہ میں رہے چار بہرہ رات  
 آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونوں پہلوان سوار ہوئے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونوں  
 کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہیں بیرون بارگاہ کرسیان کجھی ہوئیں امیر معشوقان  
 عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہیں یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ بارغ نشتر  
 میں سرکار کا مقام ہونشتر جا دو بڑی کوشش کریں گی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد  
 اڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پھر ہرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان  
 آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہے آگے دونوں مقابلے میں آتے رستم نے سہک سے  
 کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سہک گیا اور دریافت  
 کر کے آیاعرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے  
 قدم و قامت کے دونوں جوان ہیں دونوں مغرور نشہ بادہ کبر و نخوت سے جو رستم اٹھ کر  
 اپنی بارگاہ میں آئے آج طلائے کی گشت دیوانہ مشرب مردم در کے متعلق ہی جیسے ہی دارو  
 نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیاعرض  
 کی آج غلام طلائے دیکھا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے جو بدست اٹھائی کہا  
 آقا بخین باقون برمجھے غصہ آتا ہے ایک جو بدست مار دو نگاہ پر اٹھا ہو جاؤ گے رستم نے  
 ہنس کر کہا کیوں شامین آئی ہیں تمہارے کان اُکھاڑ ڈالو نگاہ دیوانے نے پیچھے ہٹ کر ایک  
 جو بدست ماری رستم نے پتیرا بدل کے جو بدست کو خالی دیا جو بدست جو زمین پر پڑی گرد اڑی  
 رستم تو گرد میں چھپ گئے دیوانہ بخین مار کر رونے لگا کتا تھا ہاے آقا اسی دن کیلے میں  
 منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوئے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیوں روتا ہے میں  
 بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہوں دیوانے جو بدست پھینک دی بڑھ کر ایک چنگل مارا  
 کہ زرہ اور پوست نوج لیکر رستم کے جسم سے فون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھ کر  
 دیوانے کے دونوں کان پکڑے فرمایا اٹھ کر طون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر ہے

ہو دریائے جرات کا بے بہا ڈر ہو آقا مسعود فرمایئے غصہ نہ کیجئے مگر طلسم سے بچ میں ہی جاؤنگا  
 رستم نے حکم دیا دیوانہ خسرو مردم در چار سو دیوانوں کو اپنے ساتھ لیکر لشکر میں آیا دو کاٹداروں  
 کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہاں چور آوے تو  
 مجھے اطلاع کرنا میں کنارے پر لشکر کے ہوں میں اُسکو مار ڈالوں گا دو کاٹدار دیوانے کی صورت  
 سے ڈرتے ہیں بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہیں دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کنارے پر لشکر  
 کے آکر تھما وہ دونوں پہلوان اپنی بارگاہ میں میں کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کو بھائی  
 کیا اصلاح ہی آج شیخوں مار کے طلسم کشا کو بکڑالیں سالوس نے کہا اسی ابلاغ طلسم کشا رستم  
 ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہو میں نے تو طلسم کشا کو  
 دیکھا ہو ایک چھوٹا سا جوان ہو سا سنا ہوتے ہی گرفتار کر لوں گا سالوس نے کہا اُسے  
 بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا اٹھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے  
 مارا جائیگا میں فوراً گرفتار کر لوں گا دونوں میں تکرار ہونے لگی آخر یہاں تک تکرار بڑھی کہ دونوں  
 نے تلواریں کھینچیں ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر  
 نکلا فوجیں دونوں کی تیار ہو گئیں نوبت نقارے بجھنے لگے فرنا جھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سو  
 ادھر آپس میں تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہو اور سالوس کہتا ہو تو خود نامرد ہے  
 ایک ہی وار میں گرد بر گرد دوں گا دونوں میں تلوار چلنے لگی بلا جو ہوا اور باجے جنگی بجھنے لگے  
 دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا اسی سمک دیکھ تو یہ کیسے  
 باجے بچ رہے ہیں سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونوں پہلوان آپس میں لڑ رہے ہیں دیوانے  
 نے کہا میں جا کر دونوں کا فیصلہ کر دوں سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشتہ دیکھو کہ دیوانہ چوبستہ  
 لیکر سمک پر چلا کہا او عمار مجھے سمجھاتا ہو یہ کیسے چار سو دیوانوں کو اشارہ کیا کہا ہاں بھائی  
 ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائیں گے کہ اگر دیوانہ طلا سے پر نہ ہوتا تو  
 بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتیں کر کے طرف فوج کفار کے چلا چار سو دیوانوں کو ساتھ  
 لیکر دو لاکھ پر آگرا سالوس اور ابلاغ دونوں زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چج کی آواز آئی زمین  
 ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار میں جو بدستین مارنا شروع کیں کئی ہزار جوان مار کر

ڈال دیے سالوس نے کہا اکی ابلاغ اسبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی  
اب ہم تم سبھل کے لڑیں دو دنوں آپس میں ایک ہوے فوج کو بھی مرغیب دینے لگے  
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہنا ہوا جاتا ہی بارہم سوار و پیدل بہت  
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہیں جی داری کرو حق نہک خداوندی سے ادا ہو سالوس  
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جماؤ کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں اور دیوانہ  
ہننگا نہ شیرانہ چار سو دیوانوں کو جھائے ہوئے چو بدستین مارتا ہوا آتا ہی جب جگر حملہ  
کیا ہزار دو ہزار کے سر بھیاڑے جو آست کے چھنڈے گاڑے دیوانوں کی بے ماکیان و  
چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چھین مارتے ہیں حریت کو لکار دے  
سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا لکار کر آواز دی اونا مرد مردان عالم کی باپوش کی گرد  
قوا بنی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقا سے سرخ ہوں میرا آقا کسی سے نہیں دیتا مجھ ایسے کو  
رفیق بنایا ہی جو بدست سے بختا رہتا ہی دن بھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں  
تھکوکب مانو نگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے  
ہاتھ تلوار کا جکایا دیوانے نے ایک چنچ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منہ پھیرا زمین  
کھرا گئی سالوس نے جا بگینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے لکارا اگر دن میں جو طوق  
بڑا ہی اُسکو ہلا کر جو بدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے جو بدست آہنی لگائی سالوس  
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جو بدست ہوا کر پڑی سپر کے پھول مر جھائے سپر و گردان چو بدست  
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گینڈے کے  
میں گینڈا و سالوس دو دنوں فون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ بچار تا ہی ابے سالوس  
دیوٹ اٹھ کر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھو تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والوں نے  
جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اکی ابلاغ سالوس کو  
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر فون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے  
افسروں کو بکا دیا کہ یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غصب کا ہی نہیں معلوم طلسم کشا  
نے کیا سحر کیا ہو کہ اُنکی اطاعت میں ہو سکتا ہوں کہ روز طلسم کشا پر جو بدستین لگا تا ہی



مگر طاسم کشا اپنے کو بچاتے ہیں ایسا اسکو دبا یا کہ یہ نام سے طاسم کشا کے ڈرتا ہو رفیقوں نے  
 کہا حضور اصل میں یہ کیفیت ہو کہ طاسم کشا نے بڑے دور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبا یا  
 کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہو چار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کر لیں ابلاغ نے بھی ترغیب  
 دی کہ چار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رستمن دیوانے پر بڑے لگین ساتھ  
 دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑیں کہ وہ ہندھکرا  
 چار طرف سے از روے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہو کر ابلاغ نے  
 گرفتار کر لیا ساتھ والوں نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بدستین تان کر پلٹے  
 سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے حوط  
 رہے ہیں ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رستمن اور کمندین میں گرفتار کروان  
 سچا روں پر بھی کمندین پڑے لگین دیوانہ شریہ مردم در مع ساتھ والوں کے گرفتار ہوا وہ  
 قتل امان بچو کر پلٹ گیا ہر کاروں نے یہ خبر رستم کو ہو بخائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے  
 تھے کہ یہ دیوانہ طلا سے پر نہ جائے اُسے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اسی سمک بڑھکے خبر تو لو  
 سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے میں پلٹ کے آیا عرض کی سا لوس تو مارا گیا  
 دیوانے کی ایسی جو بدست پڑی کہ پراٹھا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے  
 گرفتار کر لیا اب اُسے قید کیا ہو حکم دیا ہو کہ کل سویرے سیدان غنی کی تیاری ہو دیوانہ قید خانہ  
 میں زنجیریں ہلا رہا ہو رستم نے کہا میری زندگی میں دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہو اسی سمک  
 ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل شکر کفار ہوا پھر نے لگا ابلاغ جو اس  
 معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نشترن جا دو لکھی جسکا مضمون تھا  
 کہ غلام بموجب حکم جو آکر ہو بخا طرف سے کمندین جا دو کے سا لوس نامے ایک  
 پہلوان آیا ایسا جاہل اجل تھا کہ غلام سے نکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شریہ مردم در کے  
 ہاتھ سے مارا گیا میں نے دیوانے کو گرفتار کیا ہو کسی جادوگر کو روانہ کیجئے میں نے رستم  
 کو بھی روکا ہو آگے نہ بڑھنے دو نگا نشترن جادو بلغ نشترن میں بیٹھی ہے جادوگر نیاں  
 اُسکے پاس بیٹھی تھیں ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سنا کہ جادو دیوانوں سے

دولا کھ پراگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساوس بھی مار گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے اٹھی کہا اے ملکہ عالم کینر جا کر طلسم کشا کو روک یسگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر میں سحر سے رو کو نگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے گا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادو گر نیوں سے سنسن کرنے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اسکو چونکہ خوف ہو کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آ کے لڑا اگر کل رفقا کو بیکر طلسم کشا آ پڑا تو کون روک سکے گا یقین ہو کہ اپنے رفیق کو رہا کر لجا یگے کہ دفعہ آسمان سے برقیں چکیں ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادو گر نیوں سے آ کر ہونجی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئیں آج میرا ارادہ تھا کہ میرا فحش کی تیاری کروں دیوانے کو قتل کر ڈالوں لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آ جائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ میں دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ حیل خانہ سر زنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار میں آیا ہلال کی جو نگاہ بڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے میں طوق زرین بڑا ہوا خوف کا نام نہیں زنجیریں ہلاتا ہوا دربار میں آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آ گیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے مڑتا تھا کرتے کرتے کئی سو جوان مارے جب بیہوش ہو گیا تب بہ شکل تمام گرفتار ہوا ایک کھے قید خانے میں بھیجا یا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائون کو بلایا گائین سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ بخوش و خروش گانے لگیں نظم

ہوس یہ رہ گئی دلمیں کہ مدعا نہ ملا ہوا ہر کون سامعشوق با وفا ایدل عجیب قسمت بد تھے شب فراق میں ہم ندی تو پاتھ سے ہوں صفت میں رنگ حنا جواب دہلی بھلا روز باز برس تو کیا وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں	ہست جہان میں ڈھونڈھا پریشانہ ملا گلہ عیث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا کمال ڈھونڈھ پھرے خاۓ قضاۃ ملا ہوئے شوق فنا میں جہان اڑا نہ ملا اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
---	--

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی کمال عیش و جوانی و ملک مال و حظ عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پانی چھ ہزار تناسل سے کیونٹے کھٹکے بہت ہی کرتی رہی باغ دہر نکل گشت	بہت ساہمنے پکارا یہ ناخدا نہ ملا یہ سب ملے ہمیں پر یار با وفا نہ ملا کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا کہ خار کو کوئی ہمسایہ نہ ملا پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا
---	--

یہ اشعار عاشقانہ جو گائون نے لکھے ہلال کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے ابلاغ نے بوجھا  
کیونکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اور ابلاغ کچھ حال نہ بوجھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہو  
یہ ریشانی سامنے آتی ہو اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہو طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہو کیسے  
کیسے سردار جمع ہیں کہ اُسی وقت ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اسی پہلو ان دو دن  
اس وقت دربار میں طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہو ملک شہرت مرجع پوش نے ہلال انجم پیشانی  
کے آنے کی جو خبر سنی اپنے مقام سے اُٹھی ہیں اور کتنی ہیں کہ دیکھوں تو ہلال کیا کرتی ہو  
میں برائے رہائی شریہ مردم در جاتی ہوں دیکھوں کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف  
سے ہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہو کہ اسی ملک عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو  
مناسب نہیں ہو کہ لشکر دشمن میں جائے آفتاب فلک سیر کا ہن لے اُٹھکر دو دن کو  
روکا اور کہتا ہو آپ لوگ کیونکہ تکلیف کریں شریہ مردم در کو مجھے بھیجے اس سہولت  
میں رہا کروں کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہو آپ لوگ کیونکہ تکلیف کریں غرق رہا  
ہو کر جاؤں دیوانے کو رہا کر لاؤں اور کیونکہ معلوم ہو جو بولیکا اور روکیگا سمجھ لونگی اور  
عقوق یہ کہنے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہیں جا روق کہتا ہو میں اس وقت جا کر قید خانے  
میں گھس جاؤں رفیق کو مع جملہ ہمراہ بیان رہا کر لاؤں مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو  
روکا ہو کہ تم لوگ ایسے ہی جانبا ز اور سر فروش ہو کیونکہ در بایے جرأت کا جوش ہو ابلاغ  
کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہو کہ ہم نے منع کیا تھا کہ مقدمہ شکر کفار میں دخل نہ دینا سنے  
ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سما دیکھا جس وقت وہ قصد کر گیا کہ اسکو قتل کروں اُسی وقت  
میں جا پڑوں گا سب تو رنگ گئے مگر بی شہرت نہیں ملکیتیں اکا ارادہ ہو کہ آبرو میں کمی سراسر

فوج ایسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہیں ایسے لوگوں کے دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو خیر سنی کہا کیونکہ ہلال اب کیا تدبیر کروں اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخیر ست شعرن جلا جاؤں وہاں انکو اختیار ہی ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا نہ جانے دگر راہ میں جا کر روکیگا معرکہ عظیم پڑے گا مگر میں بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہوں کہ کوئی ساحر نہ آ سکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار کر لوں گی مشکل یہ ہو کہ تحفے انکے پاس موجود ہیں ابلاغ ملک سے منتیں کرنے لگا کہتا ہوں کہ ای ملک عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحروں کے تدبیر کرو یہ سنکر ہلال اپنے مقام سے اٹھی اس جیلہ سے درزندہ انخانے پر آئی اور نگہبانوں سے کہا ہو شیاد رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیریں ہلانے لگا بکار کر آواز دی ای نرنگ ذرا ہنسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور بکار کر آواز دی ای مر جین ذرا میرے پاس آ کر بیٹھ جا بلبل کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

کہ زنجیر ہوا بند کرے سینے سے دم نکلا  
نہ بل زلفوں میں کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا  
کہ اشک دیدہ سے سخت جگر ہو کر ہنس نکلا  
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم فہم فہم نکلا  
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا  
جو نکلا نام بھی میرا تو ماند قسم نکلا  
کمان آسمان پیر کا بتک نہ خم نکلا  
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جہم نکلا  
قیامت اور آسگی اگر باہر دم نکلا  
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

مزا دیوانگی کا زنجیر شیر دوم نکلا  
جنین سانی کو ہم کس وصلے پر آپ تک ہے  
بڑے ثابت قدم یاران ایذا دوست ہو تے ہیں  
نڈو بی کشتی افلاک جو ش چشم گریان سے  
غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم زاجری  
بکارا مجھ کو وان اُسکو ہوئی منظو رض جس جا  
وہی زور جوانی میں ابھی پشت خمیدہ ہو  
نہ چھوڑا خاک نے جو خاک کچھ انکا نشان باقی  
ابھی پردے میں ہو چسپریام مرگ آتے ہیں  
زمانہ مسکون سے ایسی نیم آباد ہو تبو

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال رجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھ پر توجہ ہوئی بڑے جلیل کار فیک ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ  
 زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اچھلتا ہو کو دتا ہو دمدم ہی کہتا ہو ای جان جہان وادی  
 آرام دل مشتاقان تجھ کو دیکھ کر میری جان نکلی جاتی ہو کوئی ایسی تیرا میر کر کہ میں اور تو ایک  
 پاس رہوں یہ شکر ہلال نے کہا نہ گھر میں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصہ کہہ رہی ہو کہ سحر کر کے  
 نگہبانوں کو بہوش کروں دیوانے کو نکال لجاؤں قصاے کار نستر جادو جلسے میں اپنے  
 بیٹھی ہو اور سب مصاحب جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہلال واسطے رو گئے طلسم کشائے کئی ہے  
 ابلاغ ایسا پہلو ان ہلال ایسی ساحرہ اسنے جا کر ایسا سحر کیا ہو گا کہ طلسم کشائے گے نہ بڑھ  
 سکے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہو اسنے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا دنیا لیج  
 و حاکم تحفہ جات اسپر سحر کیونکر تاثیر کرے گا بڑی مشکل بڑی گی یہ تو کتاب میں دیکھئے کہ ہفت  
 ہماری بہن کیا کر رہی ہیں نستر نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھ کر منہ  
 میٹ لیا نجم نے بوجھا حضور خیر تو یہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھ کر دیوانی ہوئیں  
 قید خانے میں اُسکے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا جا رہی ہیں نگہبان بہوش ہوئے  
 اور وہ دیوانے کو لے نکلیں اور نجم تو جا جوئی ٹپکڑ کے گھینچتی ہوئی لاوہ سزا دون کو دیکھنے والوں  
 کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر  
 کیا جا رہی ہیں اُس دیوانے نے جو حشیانہ کلام کہے پس گئیں رات کو گانا سنا اور  
 زیادہ بیقرار ہوئیں غزل عاشقانہ سن کر روتی تھیں نجم نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں اس  
 ذلت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کلمے سامنے سے نستر کے اٹھی نستر نے  
 کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج گڑ جائے اور تمہارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہو  
 کہ کوئی بول سکے جلتے ہی گرفتار کر لوں گی نستر نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا انکی سب  
 ثابت ہو نجم جادو پر پرواز پیدا کر کے چلی مگر نستر کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نجم گرفتار ہو جائے  
 تو باعث خرابی ہو بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر انکا مسکین جادو ہو کہا اکی مسکین جلد  
 جاؤ اگر نجم جلتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم انکا رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو خیر  
 شرکت کرنا مسکین نے کہا بھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا ہیدہ ہو گئی آپکا حکم قضا شمر کر لی

مجال ہو کہ آپ کے حکم میں در انداز ہو یہ لکھ لکھ مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اس کے تخت کے ساتھ جلے وہاں ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہ بانوں پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہیں کیا ٹھنڈی ہو جلی دیکھو یارو اب بھی آسمان پر آتا ہو جی چاہتا ہو سورہین غینہ آ رہی ہو طبیعت گھبرا رہی ہو کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لپٹ گیا بغض ٹھنڈی ہو اکھا کہ ایسے بدحواس ہوئے کہ کپاڑے لگے نظم

دل مرا سخت بیقرار ہے آج  
بلبلو باغ میں بہا رہے آج  
ابر تر چشم اشکبار ہے آج  
مرغ روح روان شکار ہے آج  
چمن ہو صبر ہے قرار ہے آج  
باغیوں کو کمال خار ہے آج  
کس لیے تلو نگ و عار ہے آج  
ایسے دل کو انتشار ہے آج  
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج  
تو دہ دل کے صاف پار ہے آج  
وعدہ وصل پر دار ہے آج  
غیر سے یار ہمکنار ہے آج  
نکمت گل بھی ناگوار ہے آج  
غیرت گل گلے کا ہار ہے آج  
غم دلدار غمکنار ہے آج  
کوہِ رحمت تمھیں خمار ہے آج

کس بری رو کا انتظار ہے آج  
جلوہ گر میرا گلزار ہے آج  
آہ کی برق کو ند جاتی ہے  
شوق سے آادھر کمان ابرو  
تیرے آتے ہی دیکھ جت جان  
وصل گلرو سے عیش باغ میں ہے  
فخر تھا کل تو مجھ سے ملنے کا  
دھیان ہو کا کل پریشان کا  
قتل کہ میں جو خاک اٹھتی ہے  
لب معشوق دیکھ تیرے نظر  
کہنا قاصد سے اُسکے جینے کا  
ورد ہو کیوں نہ اپنے پہلو میں  
بھجر گلرو میں سیر باغ کمان  
عند لیبو مقام ناز ہے یہ  
میں نہیں سجد یار میں تنہا  
دھیان میں کسکی چشم میگوں کے

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہیں کہتے ہیں ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کر نیکی در قید غم پر ایک ہنگامہ ہو ہلال بیٹھی ہنس رہی ہو دیوانے سے کہتی ہو نہ گھبرا میں تھوڑے

عرصے میں ان سب کو ہٹا سے دیتی ہوں تجھ کو یہ لے چلتی ہوں دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہوں محفوق کو  
دیکھ کر ہنس رہا ہوں قضا سے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کر دوں یہ رات بھر تانکلی انگلیاں  
میں اسکے عقب میں جاؤں جو رو کے اُس کو دیوانہ کر دوں ابلاغ بسر دندان بارگاہ میں انہی  
بیٹھا ہوں قضا سے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہیں کچھ دیوانہ وہ  
دستی مثال اشعار بڑھتے بھرتے ہیں اور ہلال قید خانے میں بیٹھی سحر کر رہی ہو ابلاغ نے  
جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا بکا کر آواز دی کہ ہلال یہ کیا کیا تم نے نگہبانوں کو سلا دیا یہ دیوانہ وہ  
کیسے بھر رہے ہیں ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیوں نہیں دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ  
اپنے آپ سے باہر ہو گیا بکا را اٹھا اسی ہلال صاف تو یہ رکھ لے

کب خوش آتی ہو اُسے اور کب گلشن کی بہار  
چار دن کے واسطے لیل ہو گلشن کی بہار  
دل ٹھکانے ہو تو دلچسپین جل کے گلشن کی بہار  
عارض گل کیطرح حمان ہو گلشن کی بہار  
برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار  
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار  
دیکھتی ہو بیکسی اب میری مدفن کی بہار  
کم نہیں ہو جلوہ گلزار سے تن کی بہار  
دیکھنے آئے ہیں ہم بھی تیرے دامن کی بہار  
کم گریبان سے نہیں ہو طوق گردن کی بہار  
گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار  
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

جسے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار  
اس قدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات  
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش  
کون دیکھے بے ثباتی عالم احباب کی  
جلوہ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو عکس  
کیون خفا ہوتا ہو جمیع شون سے لہو کی بار بار  
گر نہیں کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج  
کیون نہ صدقے جائیے اور دل ہجوم داغ کے  
ہاں اٹھا اب پردہ رخسار روشن اسی پری  
مثل پیرا ہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قد  
سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہو جب سینے میں آگ  
داغ ہجر یا سینے پر غنیمت ہو نسیم

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد میں ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھ کر دوڑے کتے ہیں اسے  
پہلو ان دوران آپ کے قاعدے کے یہ خلاف ہو ہلال نے ان پر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب  
بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دوں ہنس کر کہا اور فرقی



طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس مہین ہزار آدمی ہوں تو سب کا یہی حال  
 کر دن میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہو اب تو نکلیا دیوانہ اچھلے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چلی  
 .تخم جادو اسوقت آکے پہنچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ مانج رہا ہو کر اسکے مصاحب  
 چرخ مار رہے ہیں ہلال اپنے مقام سے اٹھی جا ہتی ہو دیوانے کو رہا کر دن .تخم نے وہیں سے  
 ٹلکارا و شوخ دیدہ اسی واسطے تجھ کو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا جا ہتی ہے  
 خیر دار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن  
 کو ہوگئی مجھ کو بھیجا ہو بہتر یہ ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور جیکر حاضر خدمت ملکہ نسترن  
 ہو ہلال نے کہا میں کیا نسترن کی لڑائی ہوں ملازمت سنیں کرتی میں اُسکے پاس نہ جاؤنگی  
 یہ سن کر .تخم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹکٹے ہی مسخیں سے دھوان نکلا وہ دھوان چٹختا  
 ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری ہوگئی .تخم ٹرپ کے آسمان سے گری چاہا مگر میں نہ دیکر  
 لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ مستحوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھا لڑکار کر  
 آواز دی ہر چند کہ تو بھی نرک ہو مگر میری یہ نرک نہایت حسین و جمیل ہو تجھے زیادہ شکیل  
 ہو میں تجھ پر توجہ نہیں کرتا خیر دار اسکے قریب نہ آنا .تخم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا  
 چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے میں ہک مارا کہ ہتھکڑی  
 ٹوٹی خانہ زور میں آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف .تخم کے جھپٹا .تخم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی  
 دیوانہ گر پڑ گیا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ .تخم کا سر جھٹا لڑکھڑا کر گری  
 اندھیرا ہو گیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من .تخم جادو بود اب جو ہلال اٹھی دیکھا  
 دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ .تخم زمین پر پڑا ہو کہا اسی یارو فادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے  
 نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مار دلی اسکا سر جھپٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہو ای ہلال تو نے  
 غضب کیا کہ فرستادہ نسترن ابی ہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کروں دیوانہ منع  
 کرتا ہو کہ دی ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو میں اس سے سمجھ لوں گا دیکھنے ہی کا اسکا قد و قفا  
 ہی ایک چو بدست اسکے واسطے کافی ہو یہ کیلک جھوٹا ہوا جلا یکا یک آسمان سے لغز  
 ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجھول ابلاغ پر نہ جانا ارے .تخم جادو کو کسے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہنے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ ٹک گیا پائون زمین  
 نے تمام بلے ہلال نے جڑھک سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ  
 ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی  
 دوڑوں لشکر آپس میں لکے سحر چلنے لگا مگر ہلال جاک جاک کے گرنے لگی جب تروپ کر  
 گری ہزار ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر میں کم ہو خوف ہوا کہ  
 ایسا نہو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا بے قضاے کار مہتر سمک بلداقی  
 یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہو دیوانہ چکا  
 کھڑا ہو چو بدست کو ہلا نہیں سکتا یہ رنگ دیکھ کر سمک بھاگا اسوقت پہونچا کہ کس قسم  
 دربار میں بیٹھے ہیں تمام ساحر جمع ہیں ملکہ شہرت کہ رہی ہیں کہ حضور نے کنیز کو کل روک  
 لیا در نہ اب تک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک اگر پہونچا  
 سمک نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی فرد۔ اسی زاہر رحمت خرم گل بستان ماہ گفتگو سے خرم  
 عشقت مطلع دیوان ماہ شہر یار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب  
 طرح کا ہنگامہ لشکر کفار میں ہو آپس میں تلوار چل رہی ہو آپ کے دیوانے پر بی ہلال عاشق  
 ہوئی ہیں نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو ہسنے اسکی بہن نجم جاو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا  
 کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اٹھ کر نجم کا سر بھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آئے اسنے ہلال  
 کو گھیرا کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہو پریشان پریشان لڑ رہی ہو یہ شکر شہرت اپنے  
 مقام سے اٹھی کہا حضور ایسا نہ ہو رفیق آپ کا مارا جائے تو باعث خرابی ہو گا کہ آفتاب  
 فلک سیرا اپنے مقام سے اٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ میں جا کر دیوانے کو لاتا ہوں شہرت نے  
 ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہنے بلند ہوئی اسوقت جا کے  
 پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہو مگر مصروف جنگ دیوانے  
 کو جو پریشان دیکھتی ہو بچار کر آواز دیتی ہو لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہیں تمہارا ہو  
 افسوس ہو حسرت وصل بیکر پردہ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتوں کو سسکے چیخیں مار کر روتا ہوا ہر چند  
 چاہتا ہو بڑھوں جا کر معشوق کو بچاؤں مگر ایسا سحر میں مبتلا ہو کہ زمین سے پائون نہیں

چھوٹے شہرت نے وہیں سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے آواز دی  
ای شریر مردم در تور فیک طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلیا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملک شہ  
کیونکر نکلیاؤں نرک میری گھڑی ہوئی ہے اگر نرک پر کوئی صدمہ ہو بچا تو تڑپ تڑپ کے  
اپنی جان دوں گا اس نرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہو نرک سے کوئی شمع عن بنین  
اسطرح دیوانے نے بچپن ہو کر کہا کہ ملک شہرت ہنس پڑیں کہا ای شریر مردم درین تیر  
معشوقہ کو بھی نکالتی ہوں یہ کہنے طرف ابلاغ بردندان کے دیکھا بکار کر آواز دی ای  
ابلاغ بردندان مقام تعجب ہو کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر متا شہ دیکھ  
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا بلکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی با عقون میں کجرہ پھولوں کا  
بندھا تھا وہ کجرہ پھولوں کا کھول کر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا بکار کر شہرت  
آواز دی ای ابلاغ ذرا دھر دیکھو ہم سے آنکھ ملاؤ اس قدر ہم سے آنکھیں نہ چراؤ ابلاغ  
نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جین کو دیکھا دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے زو  
جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ وہیں رشک چین سر و قد فور شید خد کبک رفتار شیریں گفتا  
ماہ رخسار رنگ گل عارض پذیر شار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا بکار کر آواز دی اے  
شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اب تو آب کے چاہنے والے کا یہ حال ہو لطم

<p>کھوچکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم سن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر پہلے تو عاشق عارض جھے اور اب بندہ لہت خوب انصاف ہو سرکار میں ماشار اللہ مرغ جان کے لیے مانع قفس حریج بنین جلوہ کثرت و وحدت ہو حقیقت میں ایک دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا</p>	<p>ہو پئے آغاز محبت ہی میں انجام کو ہم دیکھتے روزین آآ کے ترے بام کو ہم صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم مہربانی کے لیے غیر بین دشنام کو ہم توڑ کر صاف نکلیا ننگے اس دام کو ہم خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم کیون سلام اب نہ کہیں کجہ سلام کو ہم</p>
--	--

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملک شہرت کے جلا شہرت  
نے آواز دی مسکین کا سرا طرف مسکین کے ابلاغ جلا لگا رہتا ہوا اوسا حرناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھ کو سزا دوں گا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوئے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہوا ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مار لو سب ساحرون پر کچرہ پھینکا سب پر پھیل رہے سب مہموت ہو گئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہنچا پکار کر آواز دی اونا کرکنا جاتا ہو مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہو تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہو حیران ہوا کہ ہر جاؤں کیونکر بھاگ کر نکلوں آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر میں ملکہ شہرت کے ہو سحر اٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو سوچ کر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ لغزہ کر کے سامنے آئی کہا اے مسکین کیون گھبراتا ہو منم محن جاو و فرستادہ ملکہ نسترن یہ کیلے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی اے مسکین ہم تیرے تابعدار ہیں تجھ پر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش میں نہ تھے جی چاہتا تھا تجھ کو قتل کر لیں اب نہ ہوش ہوئے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوئے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مار لو فوج نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہیں ہلال کو پکڑ لیں ہلال نے بنگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کینز کو بجائیے لاکھ ساحرون نے مجھ پر بلوہ کیا یقین ہو گرفتار کر لیں ملکہ شہرت نے بڑھ کر سحر کیا کہ آگ برسے لگی محن جاوئے لگے ابر پیدا کیا ایسا پانی برسا یا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو ٹھایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار جھلی کر ٹک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا بکار اٹھی اے خالق بے نیاز و ادب کا رسا زلظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب	دعا لے کن من کنم مستجاب
جو عاجز رہا منہ دہم ترا	درین عاجزی چون نخواستم ترا
اے خالق ارض و سما و ادب دوسرا میں نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کینز کا خاتمہ ہوتا ہو جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد شاہا ذکر کم بر من درویش نگر و بر حال خستہ و	

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہیں کہ اسی مالک بے نیاز و ای خالق کار ساز و  
اخیر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لوں فراق میں کینز کا عجیب حال ہو  
اس وقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہو۔ فطسم

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو عداوت پاک دامن سے بھی ہوا ایک عالم کو مثال شیر مادر خون دل بیتا، غیرت سے کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جسے محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زبا ہے میں دیوانہ ہوں اُس شک پری کا دیکھ کر بجھ کر وہ تیغ ابرو رست بازو کی طرف کیوں بجا ہو جو کہوں محراب کعبہ اُس کے ابرو ہیں گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالتے اور ندر	پیر یزادوں نے اپنے بال کھولے میرے نام کو کیا سطعون معاذ اللہ بدکاری سے ہم کو دیا کیا عصل اللہ نے فرزند آدم کو گل و گلزار کر سکتا ہے وہ ناز جنم کو کہوں میں دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو سلیمان نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو بنایا ہی نہیں استاد نے تعظیم کے خم کو اگر تشبیہ دوں چاہ ذقن سے چاہ زمرم کو اگر کمل سے بہتر جانتے کنخاب و شبنم کو
---	---

شہرت کی بقراری یاد رستم میں شکبازی کتنی ہو ای خالق لیل ہمارا حال تجھ پر ظاہر ہے تو  
میرے باطن سے بخوبی ماہر ہو کہ سمک نے جا کر رستم کو خبر پہنچائی کہ اسی شہر یا شہرت و ہلال  
گھر گئیں دیوانہ زخمون میں جو رجو رہے مگر شیرانہ لڑا رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہو رستم نے  
فورا تیغ ہفت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مگر تیار ہو کر آیا رستم نے خانہ زین کو مثل  
خانہ آفتاب کے روشن کیا مگر کو ہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک میر و غیرہ سب  
سوار ہوئے مگر آفتاب آگے بڑھ گیا اس وقت آگے چکا کہ محسن نے وہ سحر کیا کہ شہرت  
براگ برس رہی ہو شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاتی ہے پانی برسا کر اپنے کو بجاتی ہے آفتاب  
نے جو شہرت کو اس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہو شیار ہو  
اس قدر نہ بقرار ہو شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منہ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں  
سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن میں درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زردی صدمہ زخم  
قلب پر نہایت بقرار و مضطرب ہے اس حال میں پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بنایا کہ وہ لپٹے ہوئے آتے ہیں رستم  
 پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ ببردندان سامنے آیا سحر شہر سے  
 مہموت ہو رہا ہی بکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چا ریگیے  
 مجھ پر تو کوئی وار کیگیے قریب رستم ہو چکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھا  
 سے ہاتھ ٹکا لکڑی خبردار خبردار کہلے گھوڑا چکا یا گیتے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغ  
 ہفت جو ہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے  
 اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا تیغ ہفت جو ہر چک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق  
 شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے فود کو کاٹ کر تباہ جگر گاہ ہو نچی ابلاغ زمین پر گرا تمام  
 ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پر  
 مارے ایک غریب ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح  
 مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ ای شریر مردم  
 نہ گھبرانا میں آپہنچا شریر مردم در نے جو آقا کو دیکھا یا تو صحت تھا یا چالاک وجہت ہوا  
 ارادہ درست ہوا جو بدست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر  
 نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہو آقا کو دیکھ کر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے  
 محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزار ہا ساحر و عیوق و جادو  
 غیر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آکر ہے اب محن جادو گھبراؤ دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے  
 آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بدحواس جو شہر پر  
 پیاس سوچی کہ ای محن نکلی جاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہو بھاگنے کا بندوبست  
 ہو ملکہ نیشن نے کہ کمر بھجواتھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاخیر نہیں کرتا لوح گلے  
 میں پڑی ہو یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساٹھ ستر ہزار ساحر مارا گیا  
 باقی ماندہ نے چاہا نکلیا مین آفتاب نے گھیر احصار کا ڈالہ با اس حصار سے وہ نہیں  
 نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے  
 پناہ دی سب مطیع الا سلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آجکا باغ نشترن میں پہنچنا واجب و لازم ہو دو چار دن آپ کو وہاں رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ طرف باغ نشترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو بھانگی راہ میں ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہو کئی سو افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہیں محن جادو زخم دار تھی آسمان سے اُتر آئی اس ساحر مسند نشین نے بکار کر آواز دی اکی محن جادو خیر تو ہو بی نشترن نے جنگ آغاز کر دی اور ہلکو خبر نہ کی منہم افتتاح جادو سلطنت نشترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مگر کرتے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا اکی افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہو حقیقت میں طلسم کشا ایسا جبری دہادر ہمارے نگاہ سے نہیں گذرا افتتاح نے کہا جب فرزند ان جمشید دعویٰ خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے میں آئے اور ہفت پیکر اس طلسم میں آیا ہم سب نے ملکر فرزند ان جمشید کو پکڑ لیا آج تک قید ہیں کیا طلسم کشا اسے زیادہ ہو جس روز قصہ کرونگا زمین ہلا دوں گا یہ کہنے محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اٹھا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار کئی ہزار کینزین گرد تاج سر پر شعلہ آتش نکلتے ہوئے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ بستی ہو کسی طرف مینہ برس رہا ہو کسی جانب آندھی ہو کہین ڈرے چمک رہے ہیں اس زور و شور سے وہ ساحر آکر پہنچی افتتاح دیکھ کر فوش ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا برے استقبال آیا بکار کر کہا اکی جان جہان و اکی آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہو طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا اکی ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہو طلسم کشا لوح پاچے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلوان میں اس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بچے موجود ہوئے گلابیان کھلنے لگین جام گردش میں آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

دیکھ لینا شہر ہو شمشیر خاں ساز کا

کیجیے چورنگ عاشق کو نگاہ ناز کا



صوفیوں کو وجہ میں لاتا ہی نغمہ ساز کا  
 یہ اشارہ ہم سے ہو آنکی نگاہ تاز کا +  
 گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسے نے جو کی  
 پر گئے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے  
 روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے  
 منہ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہیں  
 حیرت آنکھوں کو ہی نظارہ میں اُس محبوب کے  
 یہ اشارہ کر رہی ہو ابرو سے خمدار یار  
 او زبان کیچو نہ مخرج حالت دل کا خیال  
 غیبت عاشق کے سننے کا داغ اُس کو نہیں  
 کاٹ کر پر مطمئن صیفا دے پے پروا نہو  
 کھینچ دیتا ہو شبیہ شعر کا خاکہ خیال  
 بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے کہنیں

شبہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا  
 دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا  
 وہ لب جان بخش دم بھرتے ہیں اب عجاز کا  
 بے کنایہ کے نہیں اک قول اُس طناز کا  
 ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہو یہ تیرے ناز کا  
 مثل فی محتاج ہو اپنا دہن و مساز کا  
 یہ نہیں کھلتا کہ دل کشتہ ہو کس انداز کا  
 کام منہ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا  
 منکشف ہونا نہیں بہتر ہی مخفی راز کا  
 بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا  
 روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا  
 فکر رنگین کام اُس پر کرتی ہے پرواز کا  
 شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو بر محل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و محبوس میں بوس و کنار ہونے لگا  
 افتتاح نے کہا ای محن اب تم جاؤ میں ایسا سحر تمہارے ساتھ کر دوں کہ شکر طلسم کشا غارت  
 ہو جاؤ محن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے  
 ہو گئے افتتاح نے چھولی سے ایک طائر نکال کر دیا کہا ای محن یہ طائر میں چھوڑتا ہوں  
 جس قدر سرداران طلسم کشا ہیں یہ سب کو تمہارے پاس پہنچا دیکھا تم لیکر قدرت ناسترین  
 میں جاتا کہ ناسترین تھے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملک ناسترین کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے  
 اگر ہمارا قدم در میان میں نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہیں ارادہ کیا کہ  
 طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہنچا بیٹھے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے  
 ملک میں آکر دباؤ نہیں ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہیں بڑھے یہیں سے انتظام کر دیا لہذا  
 تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے میں آؤ یہ طائر جو اڑ کر گیا ہو تمکو زبان نہ بلانا پڑے گی یہی طائر سب

انتظام کر لیا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے میں جا کر اُترو ہر روز ایک سردار تمہارے پاس آئیگا۔  
 محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کا راز مودہ ان زن و شوہر نے ساقہ  
 کر دے محن لیکر اس فوج کو جلی یہاں طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پلٹے ہلال انجم پیشانی  
 کہ دیوانہ شریہ مردم در پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشائے ہلال کو شفا خانے میں  
 بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیوں آقا کے نامدار میری نزرک کو کیا کیا  
 میں نے رات تو پ ترپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ ہنسنہ  
 ہوا سر جھکا کر کہا صحت صحت فرمائیے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو میں بارغ لسترن جاؤں  
 اپنی معشوقہ کو لاؤں دیکھوں تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمہاری معشوقہ کو ہم ساتھ  
 لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفا خانے میں بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت  
 پائیگی تمہارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بقرار ہو کر طرن شفا خانے کے چلا شفا خانے  
 میں جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہن پٹیان جڑھا رہے ہیں اسنے جو بدست جراح  
 پر مار دی جراح پر اٹھا ہو کر رگیا اور جراح اُٹھ کر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا  
 کاندھے پر سوار کیا ہلال چبختی ہے ارے دیوانے مجھے کہاں لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے  
 حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار میں آیا کہا آقا کے نامدار میری نزرک تو بڑی مسیت  
 میں تھی میں نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال  
 کو کاندھے سے اتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی میں بھی آپ کی  
 نزرک کو چھوتا ہوں رستم نے کھڑکا کہا آقا کیوں پکڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے  
 کہا ارے یہ زخمی ہے وودن میں صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم  
 پکڑ جائیں کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اتار کر کہا لیجیے  
 آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو میں اسپر شاہ ڈالونگار رستم  
 نے کہا تیری معشوقہ تجھ کو مبارک ہو علاج کر کے تجھ کو دی جائیگی اسوقت دربار میں ایک عجیب  
 ہنگامہ ہو سماک یلدا فی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار  
 ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ میں کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کروں

رستم نے کہا اے ہلال شفا خانے میں جاؤ زخموں کو بند ہواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر  
 آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہو گئیں کینزون سے  
 کہا ہٹ جاؤ میں شفا خانے میں نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فتح لیکر آئی ہو  
 میں جا کر اُسکی شریک ہوں تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہہ کر طرف لشکر محن کے چلی بارہو ہوا  
 کہ ہلال انجم پیشانی باس محن کے جاتی ہو رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مہبت آنکھیں سرخ  
 چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہو کہ باس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے  
 ہلال جسے کیا بُرائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدموں پر  
 گر پڑی کہا میں کینز سرکاری ہوں میری کیا مجال کہ جو کہیں میں جاؤں محن کا ہمیشہ ساتھ رہا  
 اُسکو دیکھ کر ایک ولولہ ہوا تھا کہ باس اُسکے جاؤں اب حضور کو دیکھ کر ہوش آ گیا سب  
 سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہو گئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش  
 میں یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس بڑا اُسکے ہوش درست ہوئے محن کسی وجہ سے آئی ہو  
 یہ کہہ کر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو  
 طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا میں برائے ملاقات محن جاؤنگا  
 یہ کہہ کر چلا ہر چند طلسم کشانے یکار آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر میں  
 محن کے پہونچا جا کر محن کو سلام کیا محن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہو آفتاب نے  
 کہا تمہارے باس اس واسطے آئے ہیں کہ ملکہ نشترن سے ہماری صفائی کرادے میں نے رستی  
 طلسم کشانے قید کیا ہو ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت ہمت پائی محن نے اشارہ کیا  
 زبان میں اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی ہتھکڑیاں  
 بیڑیاں پہنیں محن نے آفتاب کو قید خانے میں بھجوا دیا ہلال جب شفا خانے میں پہونچی  
 جراحون نے پھر پٹیاں چڑھائیں بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی یہی کہتی ہو کہ میں باس محن کے  
 جاؤنگی وہ ملکہ نشترن سے صفائی کرادے گی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہہ کر اٹھی ہر چند جراحون  
 نے روکا ہلال نے پروانہ پیدا کیے اور باس محن کے پہونچی جا کر سلام کیا مثل آفتاب  
 کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ ذہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

جہج مارا ماہی سحر یہ کہلے اٹھی کہ نشتر سے صفائی کرنا ضرور ہو محن جادو صفائی کر ادگی  
اپنی بارگاہ سے اٹھ کر چلی نہنگ بھری یہ کہ مکہ دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجئے میں تو آپ کے  
ساتھ ہوں ماہی سحر نے کہا بوا میرے ساتھ آؤ پاس نشتر کے پہنچ جائینگے دونوں لخت  
و جہد میں لشکر سے نکل گئیں پاس محن کے پہنچیں محن نے آفتاب و ہلال کے مثل انکو بھی  
قید کیا سمک نے یہ سب خبریں طلسم کشا کو پہنچائیں کہ حضور چار سردار جبار محن کے لشکر  
میں قید ہوئے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی خود ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنیں محن نے  
قید خانے میں بھیج دیا رستم یہ خبر وحشت افزا سنکر نہایت پریشان ہوئے فرمایا ای سمک  
سرداروں پر زوال آنے لگا کہ دربار میں شہرت جادو ملی چکی ہے کہا حضور نہ گھبراؤ میں یقین ہوں وہ  
طائر مجھ کو بھی لینے آئیگا جس وقت گرد میرے آکے جہج مارے گا دیکھیے کس طور سے گرفتار کرتی ہوں یہ  
کہلے شہرت اپنے مقام سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہنچی دیکھا وہ طائر  
اڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایاں ہوا شہرت نے لٹکارا اوبے حیا میں نے پہچانا میرے  
قریب نہ آنا بہت پچھائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے جہج ماروں شہرت نے سحر کیا  
کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمرہ سرانی کرنے لگا ستھار کھول کر بکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت  
آگاہ ہو لفظ

کوچہ یار میں چلیے تو غزل خوان چلیے  
دن کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں تو کہتا  
پائون میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی  
زلف میں لعل لب یار کا اشتاق ہر دل  
شوق صحر اکا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون  
دم فنا کیجئے اپنا نفس سرد کے ساتھ  
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جب سے  
رہنما جو ش جنون ہو گا ہر گل میں  
زلف کے سودے میں اک سیر کی جہت نشتر

بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے  
رات بھر کے لیے گھومیں مرے حمان چلیے  
پچھے پچھے ترے ای عمر گریزان چلیے  
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے  
تبع کی طرح سے میدان میں عربان چلیے  
ٹھٹھٹھ سے ٹھٹھٹھ سے طرنگہ غریبان چلیے  
قصہ رہتا ہی یہی پائون کا اب وان چلیے  
طوق و زنجیر بہن لیجئے زندان چلیے  
بس بہت دیکھ چکے فواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طائر کے دیکھ رہی ہیں جون جون اشعار سنتی ہیں آنکھیں سرخ ہوتی جاتی ہیں  
 نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکا یک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر  
 کنیزوں سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزوں نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا روڑے پر  
 آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا تھا طلسم کشا  
 کے جمال کو دیکھ کر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کا ٹاٹا اُسے ہوا  
 پر اڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جانر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا  
 سے اڑتا ہوا آیا طرط طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا  
 وہ ہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤں اس طائر کو پکڑ کر حیر ڈالوں جب تڑپ کر آسمان پر پہنچا آسمان  
 سے ایک برق گری کہ اُس نے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے  
 شہر باز آپ کے گلے میں نوح تھی آپ کا جمال دیکھ کر قلب میں قوت آئی کہ میں نے یہ سحر کیا مگر  
 آسمان پر جا کر اُس پر سحر ہوا وہ جھلک کر خاک ہو گیا لیکن حضور کو اس کا خیال رہے جو قوت یہ طائر  
 میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہنچائیں آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھ کر قلب میں قوت  
 آتی ہو اگر حضور روح حاصل کر کے نہ آتے تو اس طلسم میں وہ ساحرین کہ حضور کا جتنا وقیمت  
 مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پڑا کیوں کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام  
 آج خبر لیتا ہوں یہ کلمہ بارگاہ محن میں آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ ایک آواز  
 آئی ہم بھی آئیں محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہو کہ ہلکے  
 بارگاہ سے ایک ساحر حبیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت  
 کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم میں گیا اور شہرت مہوت ہو چکی تھی کہ اُس وقت طلسم کشا  
 آگئے طلسم کشا کو دیکھ کر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اس نے سحر کیا میں نے بلند می پر جا کر اُس پر برق  
 گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب بھر فکر میں جاتا ہوں یہ کلمہ وہ ساحر بے شکل طائر بلند ہوا  
 سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا  
 سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آوارگانے لگا نظم

پاؤں کو پوجتے ہیں پرستار آفتاب

چلتے ہیں ناز سے جو وہ رفتار آفتاب

منہ پر نقاب ڈالا ہو جب سے کہ پارنے  
 بی کر شراب سست جو رہتے ہیں نشہ سے  
 حسن و جمال یار کا اسٹریکے فروغ  
 اس طفلِ مرجین نے جو رکھی گلاہ کج  
 زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر  
 البتہ روئے یار کا ہمو ہوا اشتباہ  
 بٹھلایئے نہ دھوپ میں ہو کر خفا مجھے  
 چل کر جن میں بخت کرو میوہ پاسے خام  
 پیدا ہوا ہوں عشقِ رنج یار کے بلے  
 سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہیں  
 جو تھے فلک سے کم نہیں سستون کو میکہ  
 ایسا کھرا ہو سکتا ہے داغ عشق کا  
 رخسار دلفریب ہو نظارہ کے بلے  
 اندھیرا بنی آنکھوں میں آتش ہو روشنی

نہایت  
 محنت

آنکھوں میں ابھی بند ہی بازار آفتاب  
 وہ لوٹتے ہیں دولت سرکار آفتاب  
 آتے ہیں سجدہ کرنے پر ستار آفتاب  
 پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب  
 عقل حکیم ہے یہی رفتار آفتاب  
 لب لعل سے دکھائے جو خسار آفتاب  
 مجرم ہوں آپ کا نہ گنہگار آفتاب  
 ظاہر ہیں رخ سے آپ کے آثار آفتاب  
 دیکھا ہو آنکھ کھول کے دیدار آفتاب  
 شب کو ہمارے گھر میں ہوا قرار آفتاب  
 ہو آفتاب ساعتِ سرشار آفتاب  
 کھوٹا ہے جکے سامنے دینار آفتاب  
 خواہاں ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب  
 بے روئے یار داغ ہے خسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان میں طیران کے آتی بیکار ہو گیا درخت پر بیٹھا پائون میں رشتہ  
 محبت بن ہو گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوئی ہے  
 پانگ پوش اوڑھے ہوئے بیخ نخل میں سر ڈالے ہوئے بیٹھی ہو اسی ابھی بیکاری میں شعاع  
 مذکور گارہی ہو یاد دل تردد منزل بہلا رہی ہو یہ صورت اصلی ہو کر درخت سے اتر اٹھتا ہوا  
 قریب آیا پانگ پوش چہرے سے ہٹا یا معلوم ہوا کہ زیر لکھ ابراہہ تابان مخفی تھا ظاہر  
 ہو گیا حیران جمال خود دیدار ہوا کہا اکی ناز میں اس صحراے بول خیز میں تجھ ایسی حسین کا  
 کیا کام ہو صاف بتاؤ کہ تمہارا کیا نام ہو اس ناز میں نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا  
 حال نہ پوچھو آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار اس صحرا میں آنجنسی باب میرا تا بڑا طویل  
 تھا وہ مجھ کو ساتھ لے ہوئے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آچرے

کارندے مارے گئے باو جان گرفتار ہوئے ان سب لٹ گیا میں بد نصیب آوارہ ہو کر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں بڑی ہوں شیر بھڑیے نے بھی مجھ کو نہ پوچھا اور شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھ کو قتل کر ڈال کہ میں اس کشاکش سے چھوڑ دوں طیران نے آواز دی اور شہنشاہ خوبی داری سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہے کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کروں جان کو حیرے قد مون پر نثار کروں تمھاری آواز نے دل کو مست کیا اور انھیں اشعار کو بھر تو سناؤ اُس مرتبہ میں نے بٹے طیران کے بکریلے کہا اود یوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہے کہ کھائے لیتا ہے میرے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہو کہ تیرا دل و زطیران متبہ کرنے لگا جب چاہتا ہے کہ پوچھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ ناز میں کہتی ہے اسی شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہے حیرے تیرے دل بھڑاتا ہے طیران متبہ کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس ناز میں نے ہلنگ پوش اوڑھ کر منجھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شربی کر منجھ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکہ عالم کیا شربی اُس ناز میں نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ سین ٹکے شراب کے منگوا دوں گا کہ آٹھ پہر بیکر اُس ناز میں نے کہا صاحب میں اس میں سے نہ دوں گی میری زندگی کا باعث ہے جب دروغم و الم سے گھبراتی ہوں تو حیرہ قطرے بی لیتی ہوں جان کو آرام ملتا ہے اور طیران اس کے لینے میں دخل نہ دے مجھ بد نصیب کو کہاں مکن ہوگی تم تو ٹکے منگا لو گے میں کجخت کہاں سے لاؤں گی طیران نے کہا اے جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہے میں اسکا مالک ہوں اگر حکم دوں تو ٹکے کے ٹکے شراب کے قطرے میں ناز میں نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہے طیران نے جواب دیا کہ ملک افتلاح کا میں بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کرادیا شہرت جادو و نہایت ساحرہ زبردست ہے وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہے اسوجہ سے سحر نہیں جتنا طاسم کشا نے بڑے بڑے خاندان میں دھبہ لگا دیا نام مسلمانان منکر وہ ناز میں کو سنے لگی کہنتی تھی انھیں مسلمانوں میں کے لوگ تھے جو لوٹے آئے تھے ایک انھیں یہی کہتا تھا کہ مستم کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہیں ناز میں نے پتے دیے کہ ایک جوان اس



قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھ کو دیکھ کر دوڑا تھا آب شراب کے لیے تیار  
 ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نہ دونگی طیران کہتا ہی میں چند قطرے بیونگا آخر اس  
 نازنین نے گلابی بغل سے نکال کر سامنے رکھ دی کہا لو صاحب تھیں اختیار ہو اگر بہرہ و بہر  
 مجھ کو دیکھن ہوگی تو یہ لڑم نکال جائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھرلا دوں گا بہرہ و بہر  
 ہونا کیا معنی تجلے لاکے لکھ دوں میخانہ سپرد کروں نازنین نے کہا تم منٹھ کھو لو میں چند  
 قطرے تمہارے منٹھ میں اونڈیل دوں طیران منٹھ کھو لکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی  
 مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب ہزار نین نے چاہا ساری شراب  
 منٹھ میں اونڈیل دوں گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بن کر اڑی منٹھ میں اسنے نہ گئی جب تو طیران  
 نے کہا اری تو کون ہو سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر لغزہ کیا چاہا کہ چھاتی پر  
 چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دو ہتھ مارا کہ سمک زمین پر گرارنگ دروغن چہرے سے  
 اڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوئے ہیں عیار طلسم  
 ضرور فکر کر گیا یہ کیسے سمک کو کھینچتا ہوا بچلا سمک چار جانب دیکھتا ہو جمل کا ستاٹا  
 کہیں انسان کا نام نہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی ای سا کر کس بے جاتا ہو ذرا پیسے ملاقات  
 کر لے طیران نے بلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا بکارتا ہوا آتا ہو کہ ارے  
 ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہو بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران  
 کو مارا جا رہا ہو جلد اپنے کو پہنچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھ کو نہ پیئے دی منسہ  
 خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا  
 ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سر نہاے پر شہر ہفت پیکر کی بانی جی میں کہتا ہو خداوند کو  
 ہر وقت فکر رہتی ہو کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہونے کو دیکھتا جاتا ہوا  
 چاہتا ہو کہ سحر کروں باتیں کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پانچوں زمین نے تمام  
 بیٹے ساحر نے کہا ای طیران مجھ پر کرتا ہو اگر دلدیہ کروں گا تو جلد فاک ہو جائو گے ایک عیار  
 پر سحر کر کے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منٹھ پر ہاتھ بھیسو دیا رنگ دروغن عیار  
 کا چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا قرنگی ہو طیران نے کہا

تو کون ہو عیار نے کہا میں نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا  
 واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والوں سے کہا اسی مقام پر آخر بڑو عیار نقابدار  
 ہمت برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہیں رات کو واسطے سیر کے جنگل میں نکلے سمک کو جو دیکھا  
 کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھ کر حیران ہو جی میں کہتا ہوں بالکل یہ صورت تو مجھکو  
 برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہیں ہے مگر  
 ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت میں فرق ہو کس مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا  
 طیران دونوں کو گرفتار کر کے لچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار میں رہتی ہو بارگاہ میں بیٹھی  
 تھی کہ ہر کارون نے آ کر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیاروں کو گرفتار کر کے لاتا ہو  
 عیاروں کا نام سنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو بوجھا طیران  
 یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا میں نے لاکھ بوجھا لیکن یہ نام نہیں بتاتا محن نے کہا  
 جلا دون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلا دے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور  
 ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھا یا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رفیقوں سے بوجھا  
 ہمارا یار وفادار عیار کہاں ہو ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی دو شہر یار استاد  
 رات کو بڑے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن میں  
 تیاری میدان ٹھنی کی ہو رہی ہو چاروں سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال  
 و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہیں پیکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت  
 مرکب پر سوار ہوا چن بہیلیے قراول ساتھ ہیں واسطے شکار کے آیا تھ کل دوسو سوار ہیں  
 مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشا دیکھیں اسوقت پر  
 نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوئے میں  
 حکم ہو کہ بارہ ہزار تیر انداز بلاؤ تیر انداز آتے جاتے ہیں کہ لغزہ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر  
 طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغ برق تاب ہاتھ میں کھینچا ہوا دوسو سواروں  
 سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھ کر آواز دی کہ اے طیران ان مسلمانوں کے مددگار تو بجا بجا  
 موجود ہیں یہ گور عیار اسی کا ہو طیران نے کہا میں اسکو بھی گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا سب

لوح کے بیچ جاتا ہے یہ کس بھر دسے پر بچ گیا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے  
سوار تیر اندازی کر رہے ہیں جب دوسری تیر چلے دوسری ساحران خطا کار گھوڑوں سے گر کے  
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے کئی ہزار جوان ان دوسری نے مارے برق ثانی جا ہتا ہے کہ  
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤں نقابدار طرٹ اپنے عیار کے آتا ہے کہ طیران نے ایک  
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدل لگامی کرنے لگا لیلے لیلے دوڑا دوڑا پھرتا ہے نقابدار جھڑپ  
کرتا ہے اُدھر نہیں جاتا ساتھ والے گھوڑوں سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑوں  
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں انگارے بے سمجھے ہیں تڑپ کے  
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محن نے کہا نقابدار کے  
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہو ملازمان محن جو طرف نقابدار کے  
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمہیں ہمارے  
نام و نشان سے کیا کام ہو ہم طلسم کشا کے مددگار ہیں جہاں کہیں ساحرون کو پائین کے  
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑیں گے تمہارے دشمن ہیں ہماری صورت نہ دیکھنا اس تصور  
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محن چلے تھے مگر پھر کرکڑک گئے کوئی قریب نہیں آتا  
ہر چند محن و طیران غل مچاتے ہیں ساحر کہتے ہیں قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس  
جائیگا نقابدار گردن مڑاؤ دیکھو کیسا شیر نہ ہو للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤں میں  
رعشہ آتا ہے کلیجہ پھرتا ہے مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بھری وہال ہر دل سے دھماکا  
مانگ رہے ہیں بکار رہے ہیں ایو خالق بحر و بر وادی رب اکبر اس بہادر کو بجالے ہم لوگ  
مارے جائیں مگر نقابدار پر حوت نہ آئے رہا سعی۔ شاہانہ ذکر برمن درویش نگر  
بر حال من خستہ و دلریش نگر ہر چند نیم لائق بخشایش تو ہر برمن منکر برکرم خوش نگر  
بیقرار ہو کہ جو دعا کی حیرت دعا کا بدت مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی  
تھنا کے کار نقابدار زرین پوش جبکہ سر پر بلا سفید سایہ فلک رہتا ہے پردہ دنیا سے  
پلٹا ہوا طرف پردہ قاف کے جاتا ہے کئی لاکھ نرۂ دیو ہمراہ سائبان زر بفتی سرور  
نقابدار کے کھینچا ہوا تخت زر جہدی بر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر لیشٹ عیار

طرار قطورے لگائے ہوئے کتہہ میں بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو بچانا  
دست بدمعرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہیں پروردگار کو بکار رہے ہیں نقابدار کی  
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بقرار ہو کر دیو زادوں سے  
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہنود دیو زاد بصر قہین چمکاتے ہوئے طرف صحر کے نکل گئے نقابدار  
گھوڑے پر سوار ہوا یا رہ ہزار جوان چمکتے پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور برسر  
نقابدار وہی بازو سفید سیاف فلک ہو نقابدار زمین پر آیا بکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت  
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا الٹا ہو گیا جسے سحر کیا وہ گویا تن کو نیا بنائے پٹے اُٹھیں کے  
سینوں پر پڑے تو ذکر پشت کو بار گزرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے  
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم میں نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر  
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے  
کیسے گولے نقابدار زہین پوش پر مارے جو گولہ مارا بازو سفید سینہ سپر کر دیتا ہو کسی گولے  
پر پہونچ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ بھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران  
نکل جلو اس نقابدار بحر تافیر نہیں کرتا اور بازو سفید کیا بلا ہو کہ گولہ بھٹ جاتا ہو اب  
ٹھہرنا مناسب نہیں طیران نے غلط کاری مسمی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤں بازو سفید  
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہو جھپٹ کے ایک پنجرہ مارا پر لونج کے پھینک  
دیے طائر نے منقار کھولی بازو سفید نے دونوں آنکھوں پر دونوں پنجرے رکھ دیے آنکھیں  
لٹکا کر پھینک دیں طیران کی آنکھوں سے دریاے خون جاری بازو سفید نے منقار سے  
سر بکڑا دونوں پنجرے بچوں سے پکڑ کر دبا دبا کے جیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہو گیا  
آواز آئی کشتی مرانام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار  
رہنچ و محن ہو گئی نقابدار زہین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل  
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوار میں گرائیں خنجر  
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھا ہوا دھر  
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا بنی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ پیچھے پھلتے لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا سجا زمین شق ہوئی پانی اُبلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خجر کرنے لگے کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرا ہوا آیا عرض کی اے شہر یار معرکہ عظیم بڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکرہ دکرنا اور بھینسا سامان قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا عیار کے نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محن ابھی لڑ رہی ہو ساحر نقابدار کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کیسے کا سحر ان پر تاخیر نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہو غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہو کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا جانتا ہو کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہوں گا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہو چکا ہے مصروف جنگ ہو رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و جبار وق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہم کو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہو سوار ہو کر چلے یہاں نقابدار نے گھیر کر محن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح بلٹا چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شریہ مردم درنے جو سنا کہ آقا جاتے ہیں جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانوں کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کے خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کندین بازوؤں پر توڑا تھوڑا کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہی نقابدار آفتاب سے کہتا ہو آپ لوگ اب جائیں اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہو تمہیں لیتے جاؤ آفتاب نے مان قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہ میں خیمے چند اراہون پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہی زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشہ جرأت

تم فرزند ان صاحبقران میں نہایت بُر قوت ہو جسے تسے امتحان ہو جائے بعد فتح  
 طسّم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جائے صرف  
 امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہوں میں عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد آؤ ٹی نقابدار نے  
 دیکھا رستم بلیتن آتے ہیں لوح طسّمی گلے میں تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیو اجیت  
 و خیز کرتا ہوا زنجیروں کی جھنکار دیوانوں کی لٹکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نر زک نر زک  
 کہتا ہوا دوڑا دوڑ کر ہلال کے گرد بھرنے لگا کہتا تھا کیوں نر زک کہاں تھی رستم نے  
 نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یا مال  
 نقابدار کو دید و ہم کیا اس مال کے محتاج ہیں آفتاب نے پلٹ کر نقابدار کے کہا نقابدار  
 کو بہت ناگوار ہوا کہا اے آفتاب اب ہم واپس نہ لیں گے تلو دیچکے آفتاب نے کہا  
 آقا خفا ہوتے ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ بدون حکم آقا سے نامہ مال لین نقابدار نے  
 بڑھکر کہا اے رستم برہم کیوں ہو رہے ہو یہ مال تمہارا حصہ ہی اسمین کیا قطعہ ہی رستم نے  
 کہا ہم کیا تمہارے مال کے محتاج ہیں صد ہا ساحر یہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحر کو  
 مار کر آپ کو بڑا گھمنڈ ہو نقابدار نے کہا میں صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہوں  
 کہ مجھے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندوں میں مثل آپ کے ہو اُس سے مقابلہ کر ایسے مجھے  
 لحاظ ہو کہ صاحبقران سے ہم ہر دنوں اور طور سے امتحان ہو جائے اگر آپ کو منظور ہو  
 مجھے مقابلہ کیجیے مگر وعدہ حصول با نہائے صاحبقرانی ہو جائے رستم نے کہا بسم اللہ  
 حطّح آپ کو منظور ہو میں امتحان کو موجود ہوں صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے پہلے  
 اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صد ہا زیر کیے اور مہشون  
 میں چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہو دیوانہ شریہ مردم در تو ہلال سے باتیں کر رہا تھا  
 اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہے جو بدست گھماتا ہوا چھٹا  
 قریب آکر کہا اے نقابدار ہو شیار ہو جا آقا سے کلام نہ کریہ کہنے جو بدست لگائی نقابدار نے  
 کلمہ جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ جو بدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے  
 دوڑ کر جنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوح لگی نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہلکے باراکہ سردیوانے کا زمین سے مل گیا دیوانے نے مشکل سر اٹھایا تیسرے سچ پر  
نقابدار نے دیوانے کو اٹھایا ہاتھ پر چٹخ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ مستخوان چور چور ہو کر  
رہ جائیں اب دیوانے نے منہ پھیلا یا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤں نقابدار نے ایک طمانچہ مارا  
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑ گیا نینیں کرنے لگا کہا ای نقابدار میں تجھے نہیں لڑتا نقابدار  
نے جھوٹا دیوانہ سر جھک کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر  
اب آپ کو میں جلنے نہ دوں گا اسی مقام پر اترے طبل جنگی بجوائے صبح کو میرے آپ کے  
امتحان ہو جائے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر میں آپ کو زیر کروں تو باہنا سے  
صاحبقران کی لینے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھ کو خود زیر کر چکے ہیں کوئی فرزندوں میں ایسا  
نہیں ہو کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو پس میرے زیر کرنے پر باؤن کا ملنا ناممکن ہو مگر  
میں آپ کو جانے نہ دوں گا نقابدار بارہ ہزار سواروں سے اسی مقام پر اتر پڑا اب  
بارگاہ زریفتی استاد ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی  
آکر مقابلے میں اترے ساحروں کو الگ کر دیا جادو و عیوق و دیوانہ شر پر مردم در  
یہ سردار ساتھ ہیں نقابدار نے بارگاہ میں جا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر جو ب  
بڑی ہرکاروں نے رستم کو خبر ہو بچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاران ہونے لگیں  
سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہیں ای شہر بار حقیقت میں نقابدار نہایت زبردست  
ہو زبانی عیاروں کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہو صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا  
صاحبقران ہی فرماتے ہیں کہ جب مزاج میں آئے مجھے مقابلہ کیجئے آج تک تصفیہ نہیں ہوا  
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لوں گا  
غور جو اسکے دماغ میں ہو نکال دینگا قبلہ و کعبہ کے مرتبہ اعلیٰ ہیں یہ سجادہ کیا بانے لگا  
شب بھر یہی چر چار ہا کہ چار پہرات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و جوش  
قلعہ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی یلی شب دشت نجد میں پہنچی مجنون  
روز بصد سوز و روق افرز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے بشت مرکب  
سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر میدان میں آیا انتظار میں ہو کہ طلسم کشا



آمین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جابوق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے  
صفین جمنے لگیں مینہ و میسرہ قلب و جمل ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے  
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سمعشوری دکھانے لگا  
پکار کر آزدی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھا یا رستم کے سامنے آکر قدحوں سے  
لیٹ گیا تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی کہا ای شہر یار غلام کو اجازت دیجیے جا کر نقابدار سے  
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکین باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار  
ہو کر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچ کر گلے پر اپنے رکھی تھی  
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہو کر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جمکا کر سامنے  
نقابدار کے آیا آپس میں تنگا و رزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم  
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو  
تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہو گینڈا اگر مایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا  
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے  
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سان  
سے اپنے کو بچایا گلو گاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ کر عیوق کا پھینک دیا عیوق  
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے  
کی بتاہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمائیے  
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو جھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں  
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لیٹا  
دو فون میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو وہ وہ گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان  
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہو نہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہو اٹھ اٹھ  
کے لڑ رہا ہو نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکھے دوڑتا ہو عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہو  
دوہیر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا کہ  
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکھے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

کہہ مارا کہ دونوں گھٹے عیوق کے آشنابہ زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈالا نعرہ تکیہ کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور میں تابہ زانو دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا جرج دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا بٹ ہو کر گرون نقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ جارون شانے چت کر نقابدار نے جھاتی پر چڑھ کے شکنج باندھیں عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آ کر داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں شکرون میں طبل جنگی بچ رہا ہے تیار یان ہو رہی ہیں اتفاقاً افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جا کر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو بکیر لیا ہوگا مگر میں نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی سردار کو اسے روانہ نہیں کیا افتتاح نے کتاب اٹھائی کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکہ عالم غضب ہو گیا طیران و محن لے جا کر بڑی آفتین برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زمین پوش سے مقابلہ ہو اس وقت کئی ساحر موجود تھے کہ اسے پکار کر آواز دی کہ یارو تم میں کون ایسا ہو کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کھتا ہوا کہ اے ملکہ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دوں لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اس کو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہاں وہ وقت ہو کہ طلسم کشا نے اپنے نام پر لکھ طبل جنگی بجوایا بے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار نے عیوق کو لا کر قید خانے میں بھیج دیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہم کو رستم سے شرمندگی ہوگی بہر رات گئے دربار میں اپنے نفتا بدار بیٹھا تھا گل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلالائے ہمیں اسے کچھ کام ہے بہمن تیغ زن کہ طرن دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی عجز عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہوا آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ چھ پریش اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ سیکر بیرون بارگاہ آگاہ گینڈے پر سوار ہو کر جلا لشکر رستم میں آیا ہر کارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقا بدار آپکے لشکر میں آیا ہو رستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہنچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اٹھے ہمراہ میان طلسم کشا ساتھ ہیں رفتہ رفتہ بارگاہ نقا بدار میں آئے نقا بدار نے تعظیم کی رستم کو پہلوان جگہ دی ساتی بچوں کو اشارہ کیا ساتی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساتی بچے نے نقا بدار کو دیا نقا بدار نے کئی جام پیے سرور ہو گیا ہوا کر آواز دہی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقا بدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سرور جھکائے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے نقا بدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقا بدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقا بدار نے ہاتھ تمام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہو رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقا بدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہو جب سے زیر ہو کر آیا اسنے آب و دانہ نہیں کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلوان جگہ دی عیوق شگفتہ ہو کر بیٹھا نقا بدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر سرور ہوا نقا بدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائے کو بلاؤ ایک گائے شوخ شگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بٹھکر یہ غزل عاشقانہ بہ صد ناز و انداز بتاتا کہ

گلے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان رہے ہیں	اسنے جا جا کے وہاں جوڑ نہیں مارے ہیں
--------------------------------------	--------------------------------------

مٹلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں  
مفسحل ہجر میں اعضاے بدن کا رہیں  
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچیں گے  
دسبدم قتل ہوا جاتا، سو کیوں نکل حیات  
ہیں یہ از قدر و نبات آپ کی میٹھی باتیں  
کوئی بلبل بھی وفادار ہو ہمسایاں  
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے  
وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی  
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردوں کا نہیں  
ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں  
دق کیا ہجر نے ایسا کہ پوئی سل آہستہ  
اپنے ہچیشوں سے ہم رہ گئے کس دادی میں  
بھاگ نکلے میں فرشتے بھی دبے پاؤں روند

جو نواست تھے وہ اب چرخ پہ سارے ہیں  
ایرا جیل غرق محبوب کے ہم مارے ہیں  
تھا کہ گئے تھا کہ گئے ہمت تو نہیں مارے ہیں  
آمد و شد یہ نفس کی ہو کہ دوا رہے ہیں  
لب شیرین نہیں گویا یہ شکر بارے ہیں  
چھری کیا کھا کے ترے باغ میں چکا رہے ہیں  
آج اگر جو حوی دانست میں ناکارے ہیں  
عالم جذب میں مجذوب جو بنکا رہے ہیں  
ہو سو ہوا ب تو ہم اس بیت سے سخن مارے ہیں  
مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں  
لو تھو گئے ہیں جو ہم کھانسی کے کنکارے ہیں  
تھیں و فرما سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں  
یا علی کہے جو ہم گور سے لکارے ہیں

نقا بدار نے سب طرح کی خاطر کی تلخ راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقا بدار  
اپنے مقام سے اٹھا کہا ای رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لڑ سکتا  
میں تو صاحبقران کا ہم ہر دو ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا بیجا جھوڑا ہوں کہ کبھی قبلہ  
کعبہ کا نام نہ لیجے گا نقا بدار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کرونگا اس ٹھہر کا تو خدا سے  
فواہان ہوں جہاں صاحبقران ملین گے اُسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر تیار  
دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجالاؤنگا ورنہ نہ ناجاری مقابلہ کرونگا ای رستم  
یہ ملحوظ رہے کہ بانہا سے صاحبقرانی مجھی کو نہیں گے میں نے تو یہ بھی صاحبقران سے  
عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دین تو ہانے مجھے حمت دیجیے  
اگر منع کوں اور مجھ سے یہ فرما دیں کہ تو لائق بانہا سے صاحبقرانی نہیں ہو پھر میں اُس دن  
سے نام نہ لوں گا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری میں کیا داخل ہے غرض کہ ان باتوں کا فیصلہ ہو گا دیکھوں کس مقام پر میرے اُنکے نصفیہ جو رستم کہتے ہیں کہ اُن نقابدار طبل جنگی پہنچ چکے سب خود و کلان آگاہ ہوئے اب میرے مختار کے کل فیصلہ ہو جانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہوا ہے رستم میرے مختار کے فیصلہ نامکن ہے مگر رستم بگڑ رہا ہے میں کہ یکا یک ہلڑ ہوا لشکر میں ہاتھی گھوڑے جھوٹے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ اُسے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہو کہ ہر کار کے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر میں حضور کے اس قدر برف برس رہی ہو کہ سفید بہاڑ بن گئے ہیں ہزار ہا آدمی زیر برف دب گئے ہیں اہل لشکر فریاد کر رہے ہیں نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر دالے بھاگے جا رہے ہیں بڑے زور و شور سے برف برس رہی ہو گئی جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہیں گرتی نقابدار نے گھبرا کر کہا اسی عیار دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہے ہزار ہا بندگان خدا زیر برف دب گئے ہیں ہاتھی گھوڑے جو جھوٹے ہیں لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہیں نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہوا اُس عظم پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہو جاتی ہے بہاڑ برف کے پگھلتے ہیں بندگان خدا ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اُنٹھ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں حضور کی آواز سن کر دل میں طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو حشمتی ہو وہ بھی جھوٹا ہوا پھر اُس کا مختار کو نقابدار نے پکڑا یا تو بدحواس پھر رہا تھا یا نقابدار نے اُس عظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب کا بغل میں نقابدار کی مٹھ ڈالنے لگا رستم نقابدار کے ساتھ ہیں جس مقام پر یہ بھی جاتے ہیں برف موقوف ہو جاتی ہے کہ سماں دوڑا ہوا آیا عرض کی اسے شہر یا رہی آفت آپ کے لشکر میں ہے آفتاب و شہرت و حملال وغیرہ سحر کر رہے ہیں مگر برف نہیں موقوف ہوتی ان ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہیں مگر آگ کی تاخیر برف پر کچھ نہیں ہوتی عیاں نقابدار جو پہلو میں کھڑا تھا یہ لکے بھاگا کہ حضور میں خبر لاتا ہوں صورت بدلتا ہوا بیرنگ لشکر آیا کنارے پر شکر کے آگے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُس پر لکے ہاے اجمع ہیں وہ لکے ہاے ابرو دہان سے بھر ٹک کر آتے ہیں اور اس ابرو میں آکر مل جاتے ہیں ابرو کو زور

ہوتا ہی برون کے برسے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس بہاڑ پر کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہو یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے بھی دیکھا سمک آگے بڑھ گیا قریب بہاڑ کے آگے بکار نے لگا کہ اسی ملکہ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے ویلیمان جا دو کہ بہاڑ سے سحر کر رہا تھا اس نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار آئے جھک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ لکھ رہا ہو ویلیمان نے بکار کر آواز دی اسی ساحر کیا ہو کسے تجھے بھیجا ہو سمک نے بکار کر آواز دی کہ مجھ کو خداوند ہفت بیکر نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہوں ویلیمان جا دو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بد قبال نے بال کو ٹکایا ایک زنجیر جھکتی ہوئی زیر کوہ آئی ویلیمان نے آواز دی اس زنجیر کو بیکر در جڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی ویلیمان جا دو نے سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا سے کوہ پہنچا ویلیمان نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اٹو گیا صورت اصلی نکل آئی بکار کر آواز دی اونا عیار اب میں ان دونوں لشکر دن کو مثل خس و خاشاک کے بہا دو ٹنگا اور تجھ کو ابھی قتل کرتا ہوں اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہو یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کیجے ہیں تم لوگوں کے کہ فوراً دوڑ پڑے ملکہ ملکہ لکے بکار نے لگے میں آواز سننے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب میں جو آکر بکار نے لگے یہ لکھ زنجیر گھسیٹا بھاتی پر سمک کی جڑھ بیٹھا چاہتا ہی زنجیر گلے پر رکھوں درخت جو بڑے بڑے کوہ تھے ان میں ایک درخت کلان بہت بلند تھا بتے اُس کے بڑے بڑے بیون میں کھڑ کھڑا ہٹ ہوئی اور ایک آواز خیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی در در سیدہ رو رو کر کچھ کہ رہا ہو ویلیمان جا دو بھاتی پر سمک کی سوار طرف نکل کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کیا آسمان سے سحر کر کے آئی ہو مگر کیا رتی ہوئی کہ اسی ویلیمان ذرا ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہنچی بڑی بڑی آنکھیں ویلیمان پر جو نگاہ ڈالی ویلیمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کر کے آواز دی اسی ویلیمان ہم تو تمھارے مشتاق ہو کر آئے ہیں اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہو تمہارے سحر برنا کر رہے ہیں فرماتے ہیں میرا بندہ خاص کیا فرے سے سحر کر رہا ہو  
میں سامنے گارہی تھی خوش ہو کر فرمایا اسی نہ ہر کہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس میں پیمان کے  
جاؤ جا کر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تم نے ہمارا سحر بڑے فرے سے کیا ہمیں نے تمہارے  
دل کو روشن کر دیا خانہ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سمک کو تم نے گرفتار کیا یہ بلا کا  
عیار ہی بیٹا عمر و کا اسے سیکڑون کو دھوکا دیا اس طرح جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا  
دیلمان نے سمک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اٹھ نہ سکے کہا اسی جان جہان وادی آرام دل  
مشتاقان اس وقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہو گیا کہ  
کیا دل کی کیفیت ہو تم کو دیکھ کر میری یہ حالت ہو کہ کہ نہیں سکتا نظم

برق کا کام تبستم نے لیا دندان سے  
لیکٹی کبے کو قسمت مجھے ہندستان سے  
بوے فون آتی ہو دایہ کی مجھے بستان سے  
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے  
سرکٹے پر نہ ہٹے باتون مرا میدان سے  
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا انوان سے  
داغ ہوتا ہو مجھے لالہ نافرمان سے  
صاحب خانہ نظر آنے لیکن جہان سے  
ایک جہ خانے کو دیکھنا نہ بلند ایوان سے  
ہاتھ آتا ہو کفن دزد کو کیا عریان سے  
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

میلاد

خمر من عمر جلی جبرے لب خندان سے  
زلف سے چھٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے  
روز مولود سے ہو اصل حقیقت کا خیال  
مثل گل پار کو خندان نہ کیا گریہ نے  
حالت شمع حرارت سے ہم پہونچی ہے  
نیک طینت کو بدی کا نہیں منظور غرض  
صحبت یار و رقیب آنکھوں میں بھر جاتی ہو  
آخر کار جہان سے ہوا اگر آگاہی +  
پست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل  
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ  
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش

نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب مجھ کو قدرت نے تمہاری مدد کے واسطے بھیجا ہو تم  
مجھے لگاؤ کی باتیں کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو میں اور باتون کے قابل نہیں  
ہوں میں ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائیں گے مجھے تمہارے لگاؤ سے  
بجائیں گے اس طرح کی باتیں اُس نازنین نے کیں کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رکارٹ کی



دیوان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ شراب و کباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں میں سے ایک گلابی اٹھائی اُسکو سونگھنا سونگھ کر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈھکائے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک سانس میں پیو دیلمان تو صورت زریا دیکھ کر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا بیٹے ہی مہموت ہوا پکارا اٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہے دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں لگاٹھا لجا دیکھو خداوند بھی آتے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا جھکیاں بجاتا ہوا چلا چلا گیا گود میں اٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل کر نازنین کا یا تو بیخبر نگارین تھا یا بیخبر جلاوی بن گیا خنجر کمر سے کھینچ کر لغزہ کیا منہ عیار نقابدار زرین پوش یہ کئے خنجر مارا کہ دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلہ افی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے دیکھا برت سب پانی ہو کر ہلکی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے اُنہیں لوح چمکتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکا یک رستم نے دیکھا ایک دناٹا ہوا برت پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر ہنسیا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برت باعث سحر سے تھی رستم نے کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہیں سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کی رستم نے کہا میں نقابدار کو نہ جانے دو ٹکا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر و عدے کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جب تک میں زبردہ ہونگا یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دوں گا اور میں بانے اُسے لوں گا رستم نے کہا اور نقابدار چھوڑا ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقابدار نے یہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے ہمارے آپ کے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہنے نقابدار نے حکم دیا کہ کئی لاکھ ترہ دیو صحرا سے ہر قین لیے ہوئے آئے سائبان زر یعنی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہو گیا رستم دیکھتے رہ گئے شوکت و شان نقابدار دیکھ کر ایک جرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہو عیار بھی عرض کرتا ہو کہ حضور اصل یہ ہو کہ جو شوکت و لیاقت نقابدار نے پیدا کی ہو آج تک کسی حلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہو کر پلٹے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہو گئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نسترین پہونچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہو بیچ میں سرحداران نسترین میں افتتاح و اختتام ہر ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فتور کریں گے یہ ساحر انھیں کا فرستادہ تھا کہ لشکر کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے حملت پائی ایسے غیب کا سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے شہرت نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طح برآگ برسائی لیکن برف دفع نہ ہوئی عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں اُدھ افتتاح جادو سے اختتام نے کہا کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیمان نے جا کر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی کہ وہ فون شکر معرض زوال میں ہیں وہ جا کر اُسے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور نقابدار پچھیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے افتتاح کے گرا سپہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا بکارتا ہوا کہ میرے آقا کو عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو بکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا عیار نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دلیمان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح نے جھلا کر چند نام سے سرحداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ نسترین کے جاتے ہیں اگر باغ نسترین میں پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہوگا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو۔ صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہوا اپنے قصر میں بیٹھا ہوا کہ نامہ افتتاح پہنچا طائر نے لاکر نامہ کو دین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے جھکا اپنے رفیقوں کو آواز دی شکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جو انان زبردست مرکبوں کو تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل میں آیا دختر اسکی مینوش خیرین کلام باپ کو دیکھ کر اسے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیوں باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیوں لگا دیں در دولت پر کیسا غفلت ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہو کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم میں آگیا ہو کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نشتر کے جاتا ہو کسی کے روکے نہیں رکنا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہیں انھوں نے نامہ لکھا ہو میں برائے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہوں مینوش رونے لگی کہا اے والد نامہ دار میں نے حالات طلسم کشا سنے بڑے بڑے ساحر ان کے ساتھ ہیں تاکہ لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگاموں سے بچے اور ان چیزوں کو پایا آپ بے سمجھے مقابلے میں نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف میں زبردست سے زبردست ہونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوان کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہیں گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات امداد لیگا ہمارا کیا کر سکیں گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قہقام بلا نوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے برائے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جلنے سے نہایت ملال تھا فون سپہ گری میں طاق حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی قہقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامہ دار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہو بہت جی گھبراتا ہو اگر آپ حکم دین تو میں برائے سیر و شکار کے جاؤں اپنے دل کو پہلوان شاید میرے آنے میں دو جاہل کا عرصہ گزرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا میں بہت جلد حاضر ہوں گی قہقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ تمہارے یہاں نہیں ہیں شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھ کر مینوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزوں نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سو

کنیزین مسلح ہو کر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بھری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر وسط  
شکر کے چلی صحرائین شکار کیلئے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی زمین  
اسی صحرائین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہو جیے چچا صاحب آپ کے انتظار کر لے  
ہو گئے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ میں نیزے پھر ہرے اڑتے ہوئے  
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرائین گذر ہوا ہنگامہ بڑا گیا قضاے کار بادشاہ  
جمہاد کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسے شاہ کو لا کر باغ نگارین میں رکھا ہے  
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایک روز گھر کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقناطیس نے نگہاؤ  
سے کہا شمس کا ہن کو خبر کرو کہ بادشاہ لے یاد فرمایا ہے نگہاؤن نے جا کر شمس سے  
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت غاطر کرنا ہو آ کے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد  
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا اے شمس تجھے ہم کو ایسے مکان میں رکھا ہو کہ سوائے اس مکان  
کے کوئی شیو دکھائی نہیں دیتی اگر بخاری خوشی ہو یہ جو قصر میں دیکھ رہی جگہ باہر صحرا ہو اس کو  
کھول کر اس میں بیٹھا کر میں صحرائی کیفیت دیکھ کرین اس جیل سے دل کو بہلا میں یہ سنکر  
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہیں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپ کا  
ایک مقام پر رہنا ناممکن ہو مگر غلام اس فکر میں ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے  
تب آپ کو لشکر میں داخل کر دین اس پیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل و جان مطیع  
سرکار ہوں بسم اللہ دریچہ کھول دیجئے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی فہم ستائشی کا خیال رہے  
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملوں مجھ کو بھی شرف حاصل ہو یہ کہنے شمس نے  
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند نگاہی مقناطیس سے کہا شہر یار کا خیال رکھنا  
ایسا نہ ہو کہین تشریف لجا میں مقناطیس نے کہا میں آٹھ پہر خدمت میں رہتی ہوں  
نوبہار آئے عرض کی اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ یہاں کوئی آئے شمس نے کہا اے  
نوبہار ہزار ہا ساحر تلاش میں آپ لوگوں کی ٹیلا ہو ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے  
کسی کی یہ مجال نہیں کہ مجھ پر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہو گا کہ شمس نے بادشاہ کو  
قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ بلٹ کر جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے میں بیٹھے اب اس دریچے میں بیٹھے ہوئے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہیں ایک روز بہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے میں بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر ہرے اُڑتے ہوئے گرد سے نمایاں ہوئے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقاد بدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جب قریب قصر کے وہ نقاد بدار ہوئے بجا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کب بد لگائی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے میں نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردہ ایر ہٹا ماہ تابان پردہ ایر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت رحیمین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نوز کا سراپا ہر چین تھی موجہ لطافت دبا کہ اسمین سرمد کا تھا	ایسا ننہیں عور کا سراپا آنکھیں استماد سامری چین بہار کے ہاتھ میں عصا تھا شہباز نے واسکے تھے بازو	وہ صبح جبین بھی صبح جنت نشے میں شراب کے بھری چین بینی کے قریب کب تھارو
---	---	--

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سب کے میں ٹھہلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایاں سلطان  
بزوار بختان کا ابھار خنت الماوی کے انار چہرہ آفتاب عالیشان ابروے حمراز تلوار جوہر  
یا ہلال فلک فوی کیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کیے پشت مرکب پر سوار بودھے پر ہاتھ  
پڑا ہوا نیچہ کمر میں سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھیں رنگس تھلا یا ابادام کیے  
بادیدہ غزال کیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جوہر اسے  
شکار نکلی اس طرف بگڑ رہا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک  
جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق غور و مہر و سمن بو خوشحال بیتال دیکھ کر  
پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے جھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو  
لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیز دن نے بڑھ کر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوئے  
سقا طیس دنو بہار نے بڑھ کر سرا انور زانو پر رکھا فو بہار نے زلف غنیرین کی خوشبو  
سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیزوں نے جو بڑھ کر اس نازنین کو سنبھالا لیکر

طرف صحرا سے سبزہ زار کے نکلی گئیں وہاں جا کر بارگاہ استاد کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا  
گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اس مہربان نے یہ شکل آنکھ کھولی گھر کر چار جانب دیکھنے  
لگی سامنے اُس روئے زیبا کو نہ پایا دل بھرا آیا کینز ان رازدار جو خدمت میں حاضر ہیں انھوں نے  
عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان ملتے ہیں خیر تو ہو اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہو آپ حالت  
پریشانی میں کیوں چار جانب دیکھ رہی ہیں خیر خواہان سرکار گھر رہے ہیں ہم سے تو حال دل  
کیسے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہو ملکہ نے گھر کر جواب دیا ہاں جو  
تم سے کیا کہوں کیونکہ غلاموں میں رہوں کیفیت تو ایسی یہ ہو نظم

جی میں ہو دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے  
شاد سان کیوے پہچان تک رسائی کیجیے  
باش سردست خانان کی کلائی کیجیے  
زیچ ہوں یا اب اسیروں کی رہائی کیجیے  
تا کجا آئینہ رویوں سے صفائی کیجیے  
آپ منہ دی لی گے دست و پا خنائی کیجیے  
لاکھ خط منہ والے عارض کی صفائی کیجیے  
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے  
اُس مہ فوبی کے کوچے میں گدائی کیجیے  
اب زمین شعر میں طبع آزمائی کیجیے

آستان یار تک ابھی رسائی کیجیے  
مثل آئینہ مصاحب ہو جیسے اُس دور کے  
پاؤں پھیلا کر شب وصل صنم میں سوئیے  
مالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہیں لوگ  
فرنگ دل شتا نہیں ہر دم کدورت ہو زیاد  
غون ہو جائیں لہو تھو کے کوئی صاحب کیے کیا  
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے  
چار دن کی دوستی کا ہو زمانے میں رواج  
بیٹھ رہیے بنگے دان در یوزہ گردیو اس کے  
زیر گردن رنہ قسمت آزمائی کی بہت

کینز دن لے حیران ہو کر کہا تو ندیان اس پہلی کو نہیں سمجھیں ملکہ نے کہا جہان مادیان نے  
بد لگامی کی تھی اور میں بیہوش ہو گئی تھی وہاں سے مجھے کیوں لے آئیں اُس مقام پر تھوڑی  
دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پا جاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس  
گلستان کا ہو ماہ کس آسمان کا ہو اگر قریب ہو بخیتی تو یہ بوجھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چر  
نام است + وگراہی ترا منزل کدام است + اس مضمون میں شاعر گرامی و نامور بیان  
تقریر کا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں  
خیال سے جیسا کہ شوقوں کے دل میں رہتے ہیں  
علام سے شوق میں آئے چلے دنیا سے ہٹ کر  
ہمارے گھر پر اگر پہنچے وہ غمخوار کہتے ہیں

نگلی لار میں مسکن ہو مکمل میں رہتے ہیں  
پیلی دھن تھپتھپ نور کی محفل میں رہتے ہیں  
نہ اس عالم میں سکرتا نہ اس منزل میں رہتے ہیں  
قمر چکا تخلص ہو اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگوں نے جلدی کی مجھ کو نے آئین میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید  
بسیب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ دہانت تک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو  
میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہو کہ جو وہ پہچ  
میں بیٹھا تھا سمن رخ نے کیر نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت  
کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی  
یہاں بادشاہ حجابہ جب ہوشیار ہوئے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقنا طیس  
و مشکبار و نوہار عرض کرنے لگیں کہ اسی شہر یار آپ دہم طرف صحرا کے دیکھتے ہیں چہر  
بر آداسی معلوم ہوتی ہی لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اس میں کوشش کریں شاید  
ہماری کوشش سے ملاں سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا اے مقنا طیس میں  
کیا بیان کروں تم لوگوں کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا جاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا  
مگر حیران ہوں کہ کیا تیرے کروں کیونکر خاموش رہوں کیا لکے دل کو سمجھاؤں کیونکر اس پر پلیر  
کو باؤں دل کی عجب کیفیت ہو نہی صورت ہو۔ نظم

یست بے یار مجھ کو ہستی ہو  
ہو جہان پر مرا قدم بھاری  
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں  
ہو حقیقت مجاز سے مطالب  
اُسکے کہتے ہیں زندہ جاوید  
ایک بت نے دیا نہ ہلکے جواب  
خاکساروں کی ہو یہی معراج

شہر ویران اُجاڑ بستی ہو  
ہر قدم پر زمین دھنستی ہو  
وہ جسکا پلنگ بستی ہو  
بت پرستی خدا پرستی ہو  
یستی اُنکی عین بستی ہو  
بے زبانوں کی ہند بستی ہو  
سر بلند ہی ہمارے بستی ہو



کئی دن سے جو گھات میں صدام اس مرقع کی دیکھو ہر نقویر منزل عشق کی ہے رہ ہوا ازلفت اسکی مسیاء ناگن ہو ایسے جھپے بہ رند خاک پر	عذلیب آج کل میں پھلتی ہو کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہو نہ بے بسی کی ہو یاں نہ بستی ہو نار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہو موت اس زندگی پہ ہنستی ہو
---	---

تھے خیال کر کے نہیں دیکھا یہ دریچہ کھولا میرے واسطے سوت باب عیش موافقہ خیال  
کیا ہو گا سامنے سے گرد اڑی ایک باد سیر شکستہ فرادیاں بھری ہوا ہر دم شہرہ  
ہوے بہ قتل شاہ فرود اکثر کے بچوں کے بھل پہ چلنا کہ کوئلہ تہ ہوں اس ادا کا  
سجا سجا یا کھینچا کھینچا یا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ تین نے دیکھا کہ حال اسکا بھی  
اتر ہوا میں ادھر غش کھاسے گرا اُدھر کنیزوں نے اُسکو سنبھالا لیکر مکمل گئیں میں نے  
جا ہاتھ اپنے کو سنبھال کے آواز دین کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے  
لاؤں نہ رہا ایسا غش آیا تو بہار کہ عاشق صادق ہو اسنے عرش کی حضور مطمئن رہیں میں  
میت لگاتی ہوں اور ابھی جاتی ہوں اگر مجھ سے تو حضور کے عیار کو تلاش کے لاؤں یہ  
لیکے تو بہار جلی مگر غیر وزہ بن عمر و بادشاہ سے جدا ہو کر حیدر بن ہرہ طالعہ کشا رہا  
آخر گھبرا یا اور سوچا کہ اگلے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہو میں اپنے آقا کو فدا تلاش کروں یہ  
سوچ کر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا میں جاتا ہی دیکھا ایک جادوگر نے زیر شجر بیٹھ کر رہی  
ہو جب ماش کے دانے اچھالتی ہو شجر خشک بارور ہوتے ہیں صحرا کو سرسبز و شاداب  
کر رہی ہو غیر وزہ نے کنارے اگر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک از زمین کی شکل  
بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنوں میں سیر کر دیکھا ترتی ستارہ آنکھوں کی دگر دش کا اثر دیکھا سوا دیکھو شکین میں ظلمت شام کی یابی محبت میں مزا ملتا ہی ایذا میں اٹھلتے	سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دیکھا مے گد رنگ سے سو سو طرح بھانہ بھرتے ساختہ گردن مجیب میں نور سحر دیکھا اسی کو بٹنے چاہا جو حسین بیدار کر دیکھا
--	---

سافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں  
دل سوزان کی حالت سینہ سوزان میں پاؤں  
خریدار محبت آئے تھے بازار عالم میں  
تیاغ مزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے  
ہوئی ہیں کیا سمجھ کر پردہ فانوس سے باہر  
جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چمکے رہنے سے  
یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اس طاق اربو کی  
فراق یار میں جب عشق نے مجھ کو ٹولا ہی  
بدخشان وین جھانا لگے غوطے دریا میں

جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا  
کسی چمک میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا  
وہی سودا کیا ہمنے کہ حسین درد دیکھا  
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال دیکھا  
مگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال دیکھا  
خمشیں میں بھی مظلوموں کی نلے کا اثر دیکھا  
پھر میں اپنی نگاہیں جھٹکے بعد دیکھا  
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگہ دیکھا  
نہ لب سالعلی کی آتش نہ زندان ساگر دیکھا

کھانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سنی پکار کر آواز دی بی گالے والی ذرا ہمارے پاس آؤ۔  
فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہو؟ سننے لگا گل رنگ جادو میرا  
نام ہو افتتاح تاجدار کی ملازم اُس نے اس صحرائی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہوں  
فیروزہ بیٹھ گیا اب گل رنگ نے کہا کیوں صاحب تم کون ہو اس جنگل میں جو اس طرح  
پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا میں رازدار خداوند ہفت پیکر ہوں ابھی صحرائے بے خس و  
خاشاک میں تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گل رنگ کے جاؤ تو کیوں بی گل رنگ  
میں حکم خداوند تمہارے پاس پہنچی لیکن شراب بھی ممکن ہو ایک جام ہم پین اور ایک  
تمکو پلائیں گل رنگ نے کہا میں ابھی شراب لاتی ہوں یہ کہہ اٹھی دو گلابیوں شراب کی  
ٹھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لہر کیا پہلے خود پیادو سرے جام میں گھائی سے یہو سی  
ملادی سامنے گل رنگ کے پیش کیا گل رنگ نے جام بیوں بگر سحر کر رہی ہو ایک ماش کا دہن  
جو شراب میں پڑ گیا شراب شعلہ بننے لگی جام ٹوٹا گل رنگ نے لٹکار کے آواز دی ارے  
تو کون ہو فیروزہ نے اپنے دل میں کہا جرات نظام مٹا نیچہ کھینچ کر لغزہ کہا منم فیروزہ میں عمر  
ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گل رنگ نے لغزہ کیا او مکار تو کہاں  
جاتا ہو بے سبب میرے قتل کو آیا اب میں کب تجھے جانے دیتی ہوں فیروزہ قریب سو گیا

قدم کے ٹکلیاں تھا کہ گلزننگ نے آواز دی اسی نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا  
چلا فیروزہ زمین پر گرا گلزننگ نیچے کھینچ کر چلی اُس وقت فیروزہ کی بیقراری ہلک ہلک کے  
پکار رہا ہوا اسی معبود حقیقی دای رب تحقیقی توہ ذکر لفظ نسیم

تو گوئی ہر آنکس کہ در سنج و تاب	دعاے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا سندہ دائم ترا	درین عاجزی چون نخواست ترا

رباعی - شاہزکرم بر من درویش نگریہ بر حال من خستہ و دلریش نگریہ ہر چند نسیم لائق بخشایش  
تو بہر من منگر بر کرم خویش نگریہ گلزننگ نیچے کھینچے ہوئے کلمات سخت زبان پر لاتی ہے کہ  
پہونچکر اسکو قتل کروں مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہفت مراد پر پہونچا تو بہار جو تلاش فیروزہ  
میں نکلی تھی آسمان سے اسے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہوا اور ایک ساحرہ قتل کیا جا رہی ہے  
تو بہار حال فیروزہ دیکھ کر گھبرا گئی کہ میں ذراؤ کی اور اُس نے نیچے مارا نیچے مثل برق کے  
چمکتا ہوا ہاتھ میں ہو اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہے تو بہار نے بجلی کان سے نکال کر کھینک  
ماری ایک برق چندہ گلزننگ پر گری گلزننگ کے دو ٹکڑے ہوئے تو بہار کو اطمینان ہو  
کہ فیروزہ کو ساتھ لے چلوں گی لیکن مرنے سے جو گلزننگ کے اندھیرا ہوا اسی اندھیرے میں  
فیروزہ بھاگا جنگل میں گھس گیا درختوں کی آڑ پر تلے ہوا جاتا ہے تو بہار بہ اطمینان زمین پر  
آئی دیکھا لاشہ گلزننگ کا پڑا ہو فیروزہ نڈر دگھبرا گئی کہ یہ سخت کہاں گیا بکارتی ہوئی چلی  
اوی فیروزہ بن عمر و تنکو بادشاہ کے یاد کیا ہو میں ہوں تو بہار یہ کیلے بلند ہوئی دیکھا  
ایک نخل کی جڑ میں چھپ کر فیروزہ بیٹھا ہے تو بہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر میں پتھ دیا اور  
لے اڑی فیروزہ کا ترپنا پھر کنا کبھی کہتا اری تو کون ہے جو مجھ کو لیے جاتی ہے میں بیکارہ تو  
غریب سا فریقہ مذہب جنگل میں پڑا رہتا ہوں مجھ کو کہاں لجا نیکی تو بہار کچھ غائب نہیں  
دیتی تھوڑے ہی عرصے میں باغ نگارین میں لاکر آتا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند  
پر سرنگون بیٹھے ہیں چہرہ اُداس عالم باس کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں مقناطیس  
و مشکبار کہ رہی ہیں کہ ہم بھی تلاش میں جا بیٹھے فیروزہ کو ڈھونڈھ کر لائینگے کہ فیروزہ نے  
دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا بخوش محبت گرد پھر نے لگا عرض کی اوی شہر یار حضور کیون اس قدر

بیقرار ہیں بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ اویار و فادار کہاں تھے ہمکو تو اظہار زنجی سے بچا کر شمس فلک ہفت پیکر کا ہیں نے اس باغ میں رکھا ہو یہ تینوں رفیق بھی ساتھ ہیں فیروزہ نے بھی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھ کر فرمایا اویار و فیروزہ غیب معرکہ گذرا ہی اس طرح ایک نازنین کا اس طرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہو اویار و فیروزہ کس زبان سے بیان کروں نظر

نیلگون گذر اپنچا ہا مردم بیار کو  
جبر تکلیف نگہ ہو مردم بیار کو  
دم بھڑک جاتا ہو عریان دیکھ کر تلوار کو  
برق دیکھی ہو دھبے دیکھے اس خیار کو  
زخرفران سے لکھ کے خط بھیجا ہو میں نے پار کو  
دھوپ میں بھٹلا گیا مجھ تشنہ دیدار کو  
نرگس شہلا کیسا ہر روز دین دیدار کو  
خواب میں شاید کہ دیکھیں طالع بیدار کو  
نشہ میمن اگر دیکھے تری رفتار کو  
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو  
کر دیا چشم کیو تر روزن دیدار کو  
رجہ سنج کباب آتش ملا ہر خار کو

سرمہ منظور نظر بھڑا ہو چشم یار کو  
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو  
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر آیا ہو چین  
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ  
مطلع ہو گئے تو حال زار سے وہ بے وفا  
روسے روشن سے مشاہیر ہو نہایت آفتاب  
میرزا آہوں کے جھوٹیں لے گھر بنایا باغ  
رات بھر آنکھوں کو اس میں رہ کر کھانا  
بھول جاوے عالم اپنی جال کا طاووس  
صبر کو کھو کر نہ ہو گا تو بھی اویار و باغ  
لکھ کے خط حسرت میں قاصد کی لہر و یار  
بوٹیاں اپنے کف پاکی جو صحرائیں آوین

فیروزہ تے عرض کی حضور گھرا میں غلام آپ کا جا کر پتہ لگاتا ہو اگر بتا ہو تو حضور کو لیکر جلتا ہوں یہ کیکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہو ادھر ملک بہت بیقرار ہیں اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہیں و مدام فرماتی ہیں کہ سمن رخ بٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آتی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوئے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہو راہ میں دو چار ہوئے سمن رخ نے خود پوچھا اویار و نازنین تو کون ہو جو اس صحرا میں یوں پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا صاحب کیا بیان کروں کس حال میں ہوں ایک

گو ہر بے بسا کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ نے بوجھایہ مطلب میں نہیں سمجھی فیروزہ نے کہا  
ہمارے آقا کے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین میں بد دشمنس فلک ہفت ہیکہ مقیم  
ہیں وقت کا شمس فلک کو انتظار ہو دریکچے میں برائے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گز  
عظیم بلند ہوئی ایک نائزین مازیان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ کنیزیں پشت پر نمایاں  
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہیں میں اسی محبوب کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ  
یہ حال سنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو لا فیروزہ سے کہا تمہیں بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ  
نے کہا اے بہ جبین اصل یہ ہو کہ میں عیار ہوں بادشاہ کا فیروزہ بن عمر و میرا نام ہو سمن رخ  
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہاں سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ  
کے چلا مگر سمن رخ نام و نشان سن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ  
کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ میں آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے  
پہونچی جھک کر سلام کیا عرض کی حضور دراکنارے چلے مجھے کچھ عرض کرنا ہو بادشاہ اٹھ کھڑے  
ہوئے ایک کمرے میں لیکر سمن رخ کو آئے یہ قدموں پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہر یار میں  
میںوش شیریں کلام کی کنیز ہوں جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھ کر بیان سے گئی ہیں اسی دن  
سے اب و دانہ ترک ہو آپ کی یاد میں بیقرار ہیں اگر حضور ساتھ چلیں تو میں آپ کو لے جیوں بادشاہ  
یہ مژدہ سنکر فدا اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا اے سمن رخ میں میرے ساتھ چلو نگاہام محبوب  
سنوں اور میں رگ جاؤں مگر میرے رفیق جو یہ تینوں ساتھ ہیں یہ مجھ کو نہ جانے دینگے میں  
چاہتا ہوں کہ اُنسے چھپکر جاؤں سمن رخ نے عرض کی میں جکر صحرا میں ٹھہروں آپ کسی طور  
وہاں تک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جا کر صحرا میں ٹھہری صبح کو بادشاہ  
جو اٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے کمالی ہو تینوں جادوگر نیاں  
بادشاہ کے قریب بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو  
اے سیر سوار ہو کر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی اے شہر یار آپ جسکے مہمان ہیں اُنسے  
منع کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہو کہ میں  
کسی سے سحر میں کم نہیں ہوں مگر جو میں نے تجویز کیا ہے اُس میں فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا میں باغ میں مرکب کو بھراؤ نگا باہر نہ جاؤ نگا مقنا طلیس نے کہا میں شمس کو بلواتی ہوں اُس سے مرکب کی فرمایش کروں یہ لکھ کے ان تینوں نے شمس کا ہن کو ایک نامہ لکھا شمس نامہ دیکھ کر آیا مقنا طلیس نے کہا اے شمس بادشاہ یہاں گھبراتے ہیں ایک مرکب بادشاہ کے واسطے بھیج دو اسی باغ میں بھرینگے شمس نے کہا اے مقنا طلیس وقت انقلاب قریب آگیا جو میں سوچا تھا ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ اُسکے خلاف ہوگا اے مقنا طلیس میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرے تو میں بادشاہ کو اُسے ملان اور بالا ظان ساتھ ہو جاؤں اب بادشاہ پر کوئی افتاد بڑیگی جہاں تک ہو سکے اے مقنا طلیس وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیکھا ہو کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے باعث خرابی ہو مقنا طلیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ کیوں تشریف لیجاینگے شمس نے کہا خیر میں مرکب آج بھیجوں گا مگر حفاظت کرنا مقنا طلیس نے عرض کی ظاہر تو یہی ہے کہ اسی باغ میں سیرکینگے باطن کا حلال خدا جانے شمس نے اپنے نگہبانوں کو بھیجا ایک مرکب با ساز و براق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لائے شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہ اسی شہر یار یہ مرکب تو حاضر ہو مگر غلام کی خدمتگداری خیال میں رہے ایسا نہ ہو سرکار کو کوئی جھگڑے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا اے شمس میں تمہارے حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑ کر بیٹھا گیا بعد جانے شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے باغ میں مرکب بیٹھنے لگے قریب دیوار باغ کے آکر ایڑھ کی مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحرا میں بادشاہ نے سمن سج کو تلاش کیا تو دیکھا سمن سج سائے میں ایک نخل کے پتلی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی رکاب پر ہاتھ ڈال دیا بادشاہ کو یک طرف باغ کے چلی اور یہاں فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ لگے ہو نچا پست پر باغ کی آکر کنہ ماری داخل باغ ہوا لکھ جیلان و بریشان وسط باغ میں ایک چوترا تھا اسپر بیٹھی بن کینرین ہلا رہی بن فیروزہ ایک کینرینی شکل بنکر قریب لکھ کے آیا لکھ نے کہا اے لالہ رخسار سمن سج کو کئی دن کا عرصہ لگا لگا گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہیں آئی معلوم ہوتا ہے اُسے نشان نہیں

پایا حجاب سے پٹ کر آئی فیروزہ نے کان میں منہ لگا کر کہا اے ملکہ عالم میں اس شہر پار کا  
 عمار ہوں بہ شکل یہاں تک پہنچا حضور نہ گھبراؤ میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھر کر کہا  
 بتیسا اگر مناسب ہو تو میں خود جلیوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہو وہ مرگئی  
 اٹھا آنا آسان ہے آپ سے کہہ جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لکھاتا ہوں ملکہ نے  
 گلے سے موتیوں کا مالا اتار گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کہ لکھو کو باہر نکال دین  
 باغ نگارین کے جلا ملکہ نے یہاں جو حال شاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیز دن  
 بوجھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بھری تیار کرو تو ہم صبح کی سیر  
 کریں گے دل کو زیادہ بہت داری ہو ترقی پر آشکھاری ہو دیکھو اس سوزش کا کیا انجام  
 ہو آخر میں حال اتبر ہو گا کوئی شوا جھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت  
 ہو اصل میں دل کی یہ کیفیت ہو۔ نظم

صورت ہیر میں تنگ نکل جاؤنگا  
 آج جانا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا  
 منہ چھپ کر میں اندھیرے میں نکلیاؤنگا  
 نات معشوق نہیں ہوں جو میں ٹالیاؤنگا  
 کچھ میں لوکا تو نہیں ہوں کہ دل جاؤنگا  
 تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا  
 حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا  
 موسم سے نرم مراد دل ہے بچھل جاؤنگا  
 کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں میں ڈھل جاؤنگا  
 دیکھ کر لڑکوں کی صورت کو ہل جاؤنگا  
 مر کے کل گوہ کے سلیخے میں میں ڈھل جاؤنگا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنہل جاؤنگا  
 وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹل جاؤنگا  
 شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر  
 کہیں کچھ تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو  
 خب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہو  
 ظالم بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو  
 چار دن زسیت کے گزریں گے تاسف میں مجھ سے  
 شعلہ رویوں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھوں  
 حال پیری کسے معلوم جوانی میں تھا  
 وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو  
 شعر ڈھلتے ہیں مری فکر سچا آتش

ملکہ نے کنیزوں کو سمجھایا کہ میں مادیان پر سوار ہوئی کنیز نے سمجھیں کہ باغ میں بھرنگی دل بسوں  
 ملکہ نے جو اس مادیان کو زیران پایا اڑاتی ہوئی قریب درباغ آئیں گھوڑے کو باغ سے



حکالا مادیان کو اپڑکی باغ سے کھلین صحرائی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ رستم  
دیکھ جکی تھین مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا  
کہ اصلی رستہ چھوٹا سا ملنے ایک پہاڑ تھا اگلے دانے میں آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہیں کہ اسی  
میںوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا مادیان نے رستہ بھلا یا نگہ اٹھا اٹھا کے چار جانب  
دیکھ رہی ہیں کہ اسی میںوش کس طرف جاؤں کیونکہ اپنے کو قریب باغ نکال رہی ہیں بونچاؤں اس  
سبب میں کھڑی تھین کہ صحرا سے گرد آؤں دیکھا ایک تاجدار ریشٹ مرکب پر سوار ریشٹ پر  
دو تین سو پہلے قراول عہدے ہاتھ میں باز بھری جڑہ لیے چلے آتے ہیں بہت صبر کے  
ملکہ نے نقاب کھڑی تھین اس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن  
ہو رہا سی بدحواس ہو گیا بکار اٹھا اسی جان جہان و دی آرام دل مشتاقان متھارا جمال بیتال  
دیکھ کر روح تڑپ گئی جاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکتا ہوں مگر  
ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہو دل کی یہ صورت ہو۔ نظم

<p>بہا ر آئی ہے عالم ہی گل و شہین و سون پر نقاب اٹھے جو تو رخسار آتش نگ ہے اپنے دل نازک کو اپنے جنبش مزگان سے کیا ڈر ہو ایوب آموز ہو ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا نہایت بلبل شیر کا دل بسنے جلا یا ہی نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب حری زلف سیہ الکن سفید ای بار ہو نیکی حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہو خفا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ غولٹا رہ بازی کی جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش آنکھ بدین</p>	<p>جو اتان چمن نازان ہیں اپنے اپنے جو بن یہ پر پروانہ سے آئے چلین شمعون کی گردن پر چھری جلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر نہیں ممکن کہ گردا لکھ پڑے رہی ہو کے دھن پر جو بس ہووے تو رکھ دین آگ میں کاجین کے دھن پر مقدار نے مجھے عاشق کیا کس طفل کو دن پر یہ وہ شب ہو چلیگی جو طرق روز روشن پر یقین ہو خاک ہو بجلی کرے گر اپنے خرمن پر ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر دہان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر</p>
--	---

ملکہ نے پکار کر جواب دیا اسی شخص خبردار ایسے خیالات مسمات اس چاہت نہ کرنا یہ تاجدار  
ادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گزار ہفت پیکر پر اسے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھ کر مائل ہوا

نہیں کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کیا اسی جان جہان اب میں ٹکونجا دوں گا  
 بکڑ کر لیجیو نگا ملکہ نے کمان کیانی کا ندھے سے اُٹاری تاک کر تیرا را کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا۔  
 گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والوں سے اشارہ کیا چار جانب  
 سے گھیر لو گرفتار کر کے نیلم حصار میں لیجیو خاتون محل قرار دوں گا وہ مرتبہ کروں کہ سب محلات کو  
 رشک ہو بیلیے قراول بلوہ کر کے چلے نیلم تاجدار چھاڑ پوچھ کر اٹھا حکم نبوے کا دے رہا تو  
 بیلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیرا را وہ خطا شعار سہم کو اصل جہنم ہوا چلا یا روایا مینا  
 مگر گر کر نہ ٹھسکا بعض گوشوں میں چھپتے ہیں بعض مثل تیر کے بھاگتے ہیں ملکہ نے تیروں  
 کی بوجھار کر دی دس بیس جوان گرسے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرکب  
 گیا اب گھوڑے کو ہمیں کیا ساتھ والوں کو لیکر چلا قضا سے کار مصمام بد انجام کو جو شکریہ کشی  
 کر کے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہر کاروں نے بڑھکر خبر دی کہ  
 آپ کی صاحبزادی نہیں معلوم کس ضرورت میں اس جنگل میں آئی ہیں نیلم تاجدار نے کھیل  
 ہی وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچار ہی ہے تیر لگا رہی ہے مصمام یہ سنکر غصے  
 میں گینٹا جھکا کر بڑھا بچار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی، تو میرے مقابلے میں آسواروں  
 سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والوں کو مار لو سواران جنگی گھوڑوں کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی  
 دیر میں پہلے قراولوں کو مار لیا اب نیلم مقابلے میں مصمام کے آیا نیلم جانا ہے کہ  
 پہلوان زبردست ہو اس سرحد میں کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا نہیں کرنے لگا  
 کہنا تھا اے مصمام بیٹی کی آخر شادی کرو گے مجھ کو بہ فرزند ہی قبول کرو مگر مصمام  
 نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہو میں ایسے دلیر  
 کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں گا کہ جو مقام دنیا پر غالب ہو جیسا میں پہلوان ہوں مثل  
 میرے ہو اُسکو داماد قرار دوں گا کہ مجھ کو بھی لطف ملے یہ کہنا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے  
 نیزہ مارا مصمام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باب میرا نیلم کے مقابلے  
 سے مہلت پائیگا مجھ کو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونوں مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی  
 کو چپکا کر درہ کوہ میں ڈال دیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہاں مصمام نے تھوڑی ہی

عرصے میں نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا جیٹھ کو اسی مقام پر نہ پایا سمجھا کہ وہ سٹے  
شکار کے آئی تھی یہاں اگر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی برسر منزل روانہ ہوا  
ملکہ راہ میں بھٹکتی ہوئی جاتی ہو ایک نخل کے سائے میں جا کر بیٹھری حیران پریشان ہو کر اسے  
میںوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہنچو نگی عیار نے جا کر اُس شہر بار  
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہو کہ جل نکلے ہوں اس خیال میں کھڑی تھی  
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ  
بادشاہ کے آئی ہو ملکہ نے یکا کر آواز دی اسی سمن رخ یہ تو کسے گھوڑے کے ساتھ جانی ہے  
سمن رخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اسی شہر بار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق بھٹکا آجکے اشتیاق  
میں نکل آئیں بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اترے ادھر ملکہ مادیان سے اتریں دونوں  
فراق دیدہ آپس میں ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے جلو شمس نے جھک کر  
منع کیا جو صحرا میں نہ جائے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو جھک کر ملکہ دیکھ لے تصویریں ہساری  
سب کے پاس موجود ہیں ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلے وہاں آرام پائے گا ابھر  
آئیں میں تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہیں میرے باغ میں جلو بادشاہ فراتے ہیں باغ نگارین میں چلنا  
بہتر ہو آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر رین پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر رین پوش بچھا کر  
بیٹھے صرت سمن رخ خدمت میں ہو کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فیروزہ بن عمر و آتا ہو  
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو بچھانا کہا اے شہر بار عیا  
آپ کا میرے باغ میں پہنچا تھا اسی کے کہنے سے میں نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہترین  
ہو راہ میں مجھ کو ایک ناچار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا  
برہہ اسپر نہیں کھلا میں درہ کوہ میں ہو کر نکل آئی آپ تک پہنچا ایسا نہ ہو وہ اس طرف  
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ برسر منزل ہو گا اس طرف کہاں آئیگا اگر آئے گا تو  
مارا جائیگا ملکہ نے کہا اسی شہر بار صمصام بگائے آفاق ہے فنون سپاہ گری میں طاق ہو  
اسپر بیخہ قابض ہونا دشوار ہی اس عوامی میں کوئی اُسکا نظیر نہیں نظر کر رہے ہفت پیکر کھلاتا ہو  
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاد نے فرمایا اسی ملکہ ہر چہ کہ اس

حوالی میں پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ بڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن عمر  
کہیں سے شراب تلاش کر کے صحرا میں غصے سے شراب کا چرچہ نہیں ہوا فیروزہ بہت خوب  
لکے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اس کے کباب لگائے میں صرف  
ہوے یہاں کباب تیار میں فیروزہ کو کس کو کس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان  
نہ پایا بلٹ کر عرض کی امی شہر یار یہ وہ صحرا ہے کہ جہاں بستی کا نام نہیں بھٹی قریب بستی ہے  
ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اجاڑ چار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ کیا  
سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد بے رحم بھڑیان چہرے پر پڑی ہوئیں لباس بھاری  
پہنے ہوئے ایک طفل امر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس سے مسخرہ بین وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا  
ساتنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا بکا کر آواز دی ای میخوار  
شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا چمکے شراب کا کاندھے پر رکھے ہوئے  
جنگل بیان شراب سے خالی لا کر اُس مرد پیر کے سائے رکھ دین مرد پیر نے گلابیان  
شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امر کو پلاتا ہی طفل امر دھنکے  
جوش میں بہ احسان یہ غزل گاتا ہے نظم

کرتی ہی روح مرحلہ آب و گل تمام  
غیرت سے ہو گئے ہیں حسین بنفعل تمام  
مارے بڑے ہیں متعل و منفصل تمام  
اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مضحمل تمام  
حُردن سے ہی لپی ہوئی ابی سبل تمام  
اکفت سے ہو گئے ہیں موافق مخل تمام  
جھلنی ہوا ہی سینہ شبک ہی دل تمام  
وہ سے کا دن سمجھ لے وہ بیان گل تمام  
ارباب انجمن ہوئے آتش نخل تمام

چمکے

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کل تمام  
دیکھا ہی جب تجھے عرق آ گیا ہے پار  
قدسی بھی کشتہ ہیں تری شمشیر ناز کے  
درد فراق پار سے کہتا ہے بند بند  
ساری عدالت اُلفت صادق کی ہو گوہ  
کرتے ہیں غیر پار سے میرا بیان حال  
تیر نگاہ نار کا رہتا ہے سامنا  
ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا  
خلوت میں ساتھ یار کے جاننا نہ چھین

وہ لڑکا اس طرح کارہا کہ وہ پیر کبھی اُس کے باذن پر گرتا ہی کبھی اُس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا کہ

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروز سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڑے بھکے پاس جاؤ ایک  
 بٹلہ شراب کا اُسکے پاس ہو کہ وہ ایک گلابی دھن دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب  
 کے بدلے ہم دس گلابی دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہو اگر  
 ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس  
 بڑے بھکے آیا بڑے نے بہت سی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیروں کو  
 تقسیم کرتے ہیں مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہو تو ایک جام بی لے فیروزہ نے کہا  
 میرے آقا ہیں اُنھوں نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہو کہ میں بیون بڑے  
 نے کہا اے شخص میں تجھے ایک جام بلاتا ہوں تو کیوں عذر کرتا ہو یہ کہہ کر جام لبریز کیا  
 لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھیں ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا  
 کہ لائے مجھے ایک جام شراب بلا دیجیے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ  
 کو عرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کر لیں گے اُس طفل نے جام لیا چند شعر  
 گا کر جام فیروزہ کو دبا فیروزہ بے اندیشہ انجام بی گیا پیتے ہی فیروزہ خود بھرتے لگا  
 ہاتھ اٹھا کر گاتا تھا اور بڑے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا اے پیر  
 روشن خمیر اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجالاؤں بڑے نے کہا بالائے کوہ  
 فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا سکن ہو یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے  
 اواز دی او بے حیا کہاں جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھٹیاں طو  
 کر کے بالائے کوہ پہنچا پہاڑ پر ایک غارتھا اُسھیں بھانڈا پڑا بادشاہ نے سمن رُخ سے  
 کہا تم جاؤ اس بڑے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیجا ہے شراب بی کے بالائے  
 کوہ چلا گیا فرزند ان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہیں آپ شراب بی کر بالائے  
 کوہ چلا گیا نہیں معلوم وہاں کیا رکھا ہے سمن رُخ نے عرض کی جب اُس نے عیار کو  
 شراب ددی تو مجھے کاہیکو دیگا نہیں معلوم کیا کہیگا آخر ملک نے کہا اے سمن رُخ  
 جاؤ تو تم جا کر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا جملہ رکھا ہے ایک گلابی میں  
 کیا کم ہو جائیگا سمن رُخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملک اُس بڑے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن شیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ ملکتے ہیں میرے پاس پہلے بھرا رکھا ہوا ایک گلابی  
مین کیا کم ہو جائیگا بڑھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کر کے پمین گئے اس چٹکی کیا حقیقت ہو ہم  
دن بھر مین دو دو پہلے جیتے ہیں اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوئی مگر اسی  
سمین رخ تو ہم تک آئی ہو اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام بی لے سمین رخ نے کہا  
میری ملکہ سامنے بیٹھی ہین مجھ سے یہ بے ادبی نہ ہوگی تیرے نے گنگنا کے سمین رخ سے آنکھ ملائی  
چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمین رخ بھی منتین کرنے لگی کہتی تھی ایو پیر روشن شیر ایک  
شراب کا مجھ کو بلا دے مالک کو چاہے نہ دینا میرا کیا حرج ہو مجھے اپنے لطف سے طلب ہو  
لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمین رخ کو دیا سمین رخ بھی بی گئی بی کر  
نا چنے لگی بڑھے نے کہا ایو سمین رخ تم بھی بالائے کوہ جاؤ سمین رخ یہ شکر گاتی ہوئی  
فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے بکارا اور سمین رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر آ  
اری وہاں جا کر کسی بلا مین بھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جا کر  
کیا کیا اب بلا کر ادھر نہیں دیکھتی ہر جگہ ملکہ نے بکارا سمین رخ نے نہ سنا بالائے کوہ  
چلی گئی شل فیروزہ یہ بھی غار مین بھانڈ پڑی بادشاہ نے لا حول پڑا ہر قبضے پر ہاتھ ڈالا  
اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوئے کہ ایو ملکہ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر  
لاتا ہوں مجھ سے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڑھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام چٹکی  
شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تمام طرف کو مٹے بھاگا بادشاہ نے بڑھے  
کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ایو شہر بار آہ کہاں جاتے ہین مجھ کو اس صحرا ہول خیز  
مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڑھا گھایٹون کو طوک کے طفل  
ادھر دکا ہاتھ تھامے ہوئے اور مسخرہ بن کر رہا ہوا بالائے کوہ ہو بونجا اسی غار مین بھانڈ پڑا  
بادشاہ نعرہ کر کے گھامیان تھا متے ہوئے بالائے کوہ چلے ملکہ بیٹ رہی ہین بکارنی  
ہین ایو شہر بار بالائے کوہ نہ جائیے یہ کنیز لہر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہوا کیونکر  
بسر کر دے گی اسی جنگل مین سرنگار مردن کی۔ **طہسہ**  
ظاہر کسی کے دل کا کیا حصار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گرتیغ یار کچھ  
پوچھی کسی نے حکمہ حشر میں نہ بات

زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شکار کچھ  
کھڑے نہ ہم حساب میں روز شمار کچھ

اوی شہر یار اس صحرا میں مجھے آپ تنہا چھوڑے ہیں میری محبت سے منہ موڑے ہیں  
بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالائے کوہ پہونچے اور اس غار میں جا کر بلا تکلف بچا نہ پڑ  
ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رگسین تھوڑے عرصے کے بعد اسی غار میں سے فیروزہ بن عمر  
بھٹکار نکلا کر آواز دی اوی ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہو کر دوڑیں  
بیکار کر پوچھا اوی فیروزہ تھے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور  
ہمارے واسطے نہ لائے بالائے کوہ چلے گئے اور غار میں بچا نہ پڑے اب بادشاہ  
کیا کر رہے ہیں فیروزہ نے کہا اوی ملکہ عالم بادشاہ کو وہاں جا کر سلطنت ہوئی بادشاہ  
تخت پر بیٹھے ہیں وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے میں نے بات کا  
جواب ملین دیا اور بالائے کوہ پہونچا جب وہاں پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے  
ہیں اب بادشاہ نے کہا اوی فیروزہ خا کر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ میں آپکو بلائے آیا ہوں  
تشریف لے چلے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئیں غار کو دیکھ کر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی  
غار میں بچا نہ پڑے ملکہ نے کہا اوی فیروزہ میں اس غار میں کیونکر بچا نہ ہوں مجھکو تو خون  
معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلے  
میری راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بقرار ہوئیں کہا اوی  
فیروزہ بادشاہ بر تو میری جان جاتی ہو میں ضرور جلو نگی اول فیروزہ اسی غار میں  
بچا نہ پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھیں بند کر کے بچا نہ پڑیں اب جو آنکھیں کھولیں  
اور نظر اٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہیں سمن رخ گلں رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر  
وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ حضور یہاں کے بادشاہ ہوئے ہم لوگوں  
پر دست شفقت رکھے عدل و انصاف سے بسر کیجے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھ کر فرمایا  
اوی ملکہ عالم آوی بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھ کر گھبرائیں مگر ایک کرسی پر بیٹھیں فیروزہ بن  
عمر وہ رہا ہے اوی ملکہ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتیں ہو رہی ہیں



تھیں کہ چند لوگ دوڑے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروئے زندان خانہ آتا ہے  
 دیکھا کہ چند جوہار حجاب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی بیر زمین گیر طفل امر کو ساتھ  
 لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُسٹھے اُس بڑھے لے  
 کہا امیر بادشاہ شکر اسلام یہ مقام زندان خانہ طلسم ہو یہاں وجہ معاش سبب سے  
 حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہیں ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہو کیا پیشہ کر کے  
 کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتیں سینا پرونا جانتی  
 ہیں اور ہم شاہزادیان کیا جانیں بڑھے نے کہا انکو خیاط خانے میں داخل کرو ہر چند ملکہ  
 جوہر میں بھڑکین مگر کسی نے دستا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزیں ملکہ کو کھینچ کر ایک مکان  
 میں لے گئیں وہاں دیکھا بہت سی عورتیں عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہیں ملکہ کے آگے بھی  
 بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو بھیجے جعفر سیوگی اُسے قہر و اجرت ملیگی اور اگر کچھ کام  
 بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر کر سینے لگئیں مگر حیران ہیں کہ دیکھے جمال  
 بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہوں اب اُس بڑھے نے فیروزہ سے پوچھا  
 کہ کیوں امیر عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا میں کار زرگری سے بخوبی  
 آگاہ ہوں چند نگہبان فیروزہ کو لگائے اور ایک مکان میں دیکھا کہ بہت سے زرگریستے  
 ہوئے کار زرگری کر رہے ہیں فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ لگنے  
 جوہرات کے رکھ دیے کہا یہ لوزیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو ٹکڑا کر فیروزہ ناچار  
 کار زرگری میں مصروف ہوا اب اُس بڑھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے میں  
 جاؤ جو جوڑے تیار ہوں انکو تہ کر کے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تسلیاً  
 لیا جائیگا سمن رُخ کو بھی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے توسل سے رہو گی سمن رُخ اُسی  
 مکان میں آئی جہاں ملکہ سینے میں مصروف ہیں اب وہ بڑھا طرف بادشاہ کے متوجہ  
 ہوا کہا آپ بادشاہ شکر اسلام ہیں آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج  
 بنانے میں دخل ہو میں تاج بنایا کرونگا وہ بڑھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ  
 میں آیا کہ اُس میں بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُس میں قفل لگا ہوا ہے

ازار بند سے اپنے کبھی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکال کر سامنے بادشاہ  
 کے رکھ دیے بادشاہ مجبور و ناچار اُس کے بنانے میں مصروف ہوئے مگر رویا کرتے  
 ہیں کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچا یا کہ مثل مزدوروں کے کام کیا کرتے ہیں شب کو  
 ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان میں نگہبان لاتے ہیں وہیں ملکہ و فیروزہ  
 و سمن رخ بھی کام بنا کر آتے ہیں اس قدر تھکے ماندے ہوتے ہیں کہ آپس میں کلام  
 کرنے کی فزیت بھی نہیں ہوتی نگہبانوں نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے  
 رکھ دیا سب نے اُسکو شکر کر کے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو بھر اپنے اپنے  
 کاروبار میں مصروف ہوئے اس بڑھے کا نام فرقت جادو ہے سب کو اُس مقام  
 قید کر کے اپنے مکان اصلی میں آیا روجہ اسکی سکار کہ جادو و خیر اسکی گلگونہ  
 گلگون پوشش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج میں نے بادشاہ شکر اسلام  
 کو قید کر لیا بڑی مصیبت میں ہیں جہتک طلسم کشا یہاں آئیں گے انکو زندہ نہ پائیں گے  
 جس دن خدمت میں فرق پڑیگا وہ سزا دونکا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ  
 نے جو یہ سب حال سنا اور یہ بھی سنا کہ ایک معشوق بری پیکر دختر صمصام لاس  
 قید خانے میں بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والدہ نامدار انکے رہا ہونے کی  
 کیا صورت ہو کہا ای دختر بلند اختر یہ باتیں راز خداوندی کی ہیں انکو زبان سے نہیں  
 نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیوں کو دیکھ آئیں  
 انکو مصیبت میں دیکھیں کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرقت نے کہا یہ بادشاہ شکر اسلام  
 ہیں انکا دیکھنا بہتر نہیں جس ناز میں نے انکو دیکھا دل و جان سے مانگے ہوئی دختر  
 صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق میں ایسی مبتلا ہو کہ ساتھ بادشاہ کے  
 قید اختیار کی اور ایسی مہوت ہو رہی ہو کہ شام کو صرٹ جمال دیکھ لیتی ہو اسی کو وہ غنیمت  
 جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہیں اتنا کام ان لوگوں کو پڑتا ہو کہ فقط کھانا کھا کے  
 بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہیں صبح کو پھر اسی مشقت کا سامنا ہوتا ہو اب مدت  
 تک یوں ہی رہینگے طلسم کشا کا یہاں تک پہونچنا دشوار ہو جب تک وہ یہاں آئیں گے

جب تک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرجائیں گے یہ کیکے فرقت نے کوئی صورت نسبت رہائی  
 کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر اس اشتیاق ہوا کہ دن بھر  
 سڑی آخر شام کو اٹھی ماں کے پاس آئی کہا اسی مادر حیران سچ بتائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ  
 بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو مکارہ نے کہا اسی نور نظر پاپ تھا کہ  
 کہ مکار طلسم مشہور ہیں اس بات کو منجھ سے نہیں نکالے یہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ  
 ان لوگوں کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہیں حصصاً جنگ آزما کہ پہلوان بنے نظیر  
 بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی  
 بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کہا قید ہو گئے میں ان باتوں کو زبان سے نہیں نکال سکتی  
 گلگونہ رونے لگی کہا اسی مادر حیران آپ کیا مجھ کو دشمن جانتی ہیں میں ان دشمنوں کی  
 رہائی کی تدبیر کرونگی جو نیکو میں دختر فرقت جادو ہوں آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگوں  
 کی کیا صورت ہو مکارہ نے کہا اسی نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر  
 ان لوگوں کا معین ہو قید اظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ میں رکھا وہاں یہ افتاد  
 پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام میں بلوغ سے نکل آئے یہاں آکر پھنسے شمس  
 کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کر گیا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ  
 بنام شمس لکھا مغنوں یہ تھا کہ اسی شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ اگر  
 قید میں فرقت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلا  
 بلا میں گلگونہ دختر فرقت مشتاق جمال بادشاہ ہوں اور کوئی خود بخش نہیں  
 رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تاہر رہائی بادشاہ کو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہ یہ جا کر  
 شمس کو پہنچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہاں شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے  
 جو باغ میں آیا مقنا طلیس و نو بہار مشکبار کو گر یان و نالان پایا گھر آکر ان سب  
 پوچھا نو بہار نے سب کیفیت بیان کی مقنا طلیس وغیرہ نے رورور سب حال  
 بیان کیا کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش میں باغ سے نکل گئے  
 کسی بلا میں جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منجھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو فوس

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جان  
جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کر گیا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے اگر نامہ  
شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض  
کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز میں تشریف رکھیے گا مین حاضر ہو گا جو صلاح ہوگی  
وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہو گئی شمس رات کو پرورداز پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز میں  
کہ شمس آکر ہو نچا دیکھا گلگونہ در رہی ہو شمس کو دیکھا آنسو پونچھے شمس نے کہا اے  
ملکہ عالم آپ کو تو عجب حال زار مین یا یا آپ نے مجھ کو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہوں  
اسید وار ہوں کہ جو فرامیئے وہ بجا لاؤں گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کمون حال مصیبت  
بادشاہ مسکرمعجب دل کی کیفیت ہو آٹھ پہر ہی خیال ہو کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی  
اس خیال مین عجب کیفیت ہو اصل مین یہ صورت ہو نظم

زلف اچھے اور پچانسی بائیں بے تقصیر ہم  
جانکر نیرت بچین آب دم شمشیر ہم  
تو بنا مسجد کو تہ خانہ کرین تعمیر ہم  
خاک بلب سے کرین گلزار کی تعمیر ہم  
عشق شاہد ہوے مین قتل بے تقصیر ہم  
تیز رفتاری مین رکھتے ہیں خواص تیر ہم  
بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہیں جوے خیر ہم  
یاد کرتے ہیں گریبان کی ترے تحریر ہم  
جاتے ہیں خاک کوے یار کو اسیر ہم  
کیون کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم  
شاعری کرتے ہلین مین کھینچتے نقویر ہم  
شاعران ہند مین کہتے ہیں طرز میر ہم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون چہ شیر ہم  
کھائیں مثل نیشکر ای ترک تیر ہم  
بت سے الفت ہکو زاہد عاشق اللہ تو  
ہم وہ منصف ہیں جو دے مقدر ہکو سنا  
بیگنا ہی ابی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو  
جب چلے گھر سے تو ہو پنے منزل معقود ہو  
کو کہن کہتا تھا اے شیر مین جو ہوتا عید عشق  
دیکھ لیتے ہیں شفق آلودہ جسم ماہ نو  
دولت دنیا سے مستغنی قناعت لے کیا  
ترج کو قرآن جانتے ہیں تیرے مصحف کی قسم  
صورت معنی عیان ہیں ابی ہراک بیت سے  
شیخ ناسخ فراجہ آتش کے سوا بالفعل ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا اے گلگونہ انگشت جہشید کوہ نیرنگ پر ہو

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہاں پہنچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو نہ بیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس  
 گوشش میں ہماری تمھاری جان گئی یا بہ غنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا  
 گلگونہ نے کہا میں کوہ نیرنگ پر جاتی ہوں اور جہان تک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہوں  
 مگر نیرنگ جادو نہایت بد مزاج ہو شعبہ بادون کے سر کی تاج ہو وہ ضرور حاصل ہوگی  
 اس شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤ گی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگوں نے  
 مقرر کیا ہو کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر نکل کر امات ہو اس وقت  
 قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ بڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر نقصان پہ جاتی  
 ہو تو مجبور و ناجار ہوں شمس نے کہا میں سمجھ گیا بہ کہلے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام  
 رات تڑپتی نقویر خیالی بادشاہ آنکھوں کے نیچے بھر رہی ہو جب وہ وقت آیا کہ جبکہ  
 ساعت بہشت کہتے ہیں نہ دن ہو نہ رات ستارہ سحری چمک چکا ہو سفیدہ سحری ظاہر  
 نہیں ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل  
 دھڑک رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو اڑتی ہوئی جاتی ہو سننے کوہ نیرنگ کے پہنچنے دیکھا  
 ایک کوہ فلک شکوہ بھاٹک بڑا سا لگا ہو ایک قفل کلان سے بند ہو اور قریب بھاٹک  
 کے دو تیلیاں سنہری نیچے برہنہ ہاتھوں میں لیے ٹٹل رہی ہیں گلگونہ نے آسمان سے  
 سحر کیا کہ وہ تیلیاں نہیں ہٹ کر گوشہ قصر پر آئیں مگر جھانک رہی ہیں گلگونہ نے پکار کر  
 آواز دی اے کنیزان ہفت پیکر منہ پھیر کر کھڑی ہو اپنا منہ ہمارا عکس تم پر پڑے  
 تیلیوں نے یہ سنتے ہی منہ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگیں گلگونہ اتری یا ہفت پیکر  
 کہلے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً  
 قفل کھل گیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہو اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ میں  
 لیے بیٹھی ہو گلگونہ کو دیکھ کر ہنسی اور کہا اے گلگونہ کس خیال میں آئی ہو انگشتر جمشید  
 دستیاب نہ ہوگی بہت بچتاؤ گی اے گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسمائے سحر  
 پڑھے اسمائے سحر پڑھ کر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا  
 گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے میں برق جلی

ایک تڑا ہوا آواز آئی اوی گلگو نہ تو نے کیوں قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگو نہ  
 نے جواب دیا میں سبکی جان کی خواہاں نہیں ہوں فقط انگشتہر جھٹیلنے آئی ہوں  
 اوی دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہکو منع نہ کرو آواز آئی جلی جاؤ یہ مقام ہر گاہ  
 ہو ایسا نہ ہو قدرت آجائیں تو بڑی مصیبت ہوگی یہ لکھ اُس نازنین نے ہاتھ جیکایا  
 گلگو نہ کی آنکھوں کے آگے برق چلی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ میں آئینہ ہو اُسکی انگلی میں  
 ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہو گلگو نہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے  
 ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہل گیا آواز آئی اوبے ادب یہ کیا کرتی ہو یکایک قصر کی  
 جھت سے ایک زنجیر گری گئی گلگو نہ کے بڑ گئی گلگو نہ ٹنگتی ہوئی طرف قصر کے  
 چلی گلگو نہ کی آنکھیں نکلی آئین نفس در نفس پیچیدہ دل سے بکار رہی اوی بادشاہ  
 لشکر اسلام کے خدامیری مدد کو در نہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کر  
 اب مجھے کشاکش نہیں اٹھتی بقیہ رسی کر رہی ہے اور زنجیر اُس سے پھینچے لے جاتی ہے  
 یقین ہو اندرون شکاف جھت کے لیجائے کہ ایک برق چلی برق زنجیر پر گری زنجیر  
 کے دو ٹکڑے ہوئے گلگو نہ چھوٹ کر گری اب جو بد نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین  
 ہو نہ وہ آئینہ ہو اور نہ انگشتہر کا ہتہ ہو مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر  
 جلا آتا ہے گلگو نہ نے کہا اوی کا ہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا میں نے  
 سحر کر کے تمہیں بچایا جو نہ تم سے وعدہ کر لیا تھا میں پیشتر سے یہاں موجود تھا میں نے  
 برق چمکا کر نکو بچایا اب انگشتہر کیونکر ظاہر ہو یہ کہلے شمس نے کئی دستکین دین  
 لیکن کچھ نہ ہوا گلگو نہ نے ہیکل گلے سے اتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتہر جھٹیل  
 اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتہر ظاہر ہو تو بھی میرے  
 حال سے ماہر ہو شمس نے بکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہو کہ طلسم کشا آتا ہے  
 اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فسخ ہو گا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے  
 سب کتابین میں قدرت نے لکھا ہو اُس تحریر کا وقت ظہور آ گیا اُس شخص کی  
 رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہو بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عا

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دھن پر لیٹا ہوا غل کے ٹرن  
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کچھ کھولا جب تو گلگونہ گھرائی شمس نے بیکار کر کہا ای نیرنگ  
ہمارے سمجھانے کے خلافت کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گراسارے بدن پر دراز  
ہو کے لیٹ گیا کشان کشان لیٹا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہو گرد بھرتی ہوئی  
جاتی ہو شمس نے فوراً جھوٹی پردہ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سانے بلی کے  
پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منہ ڈالا  
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے جھلکین بدن میں بلی کے  
لیٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیٹا تھا پلٹ پڑا جا ہا کہ بلی کو چھڑاؤں  
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈال دیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک  
تڑا اقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکے خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا تمام سن  
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لیٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی برکتی برکتی  
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے  
دیکھا ایک ساحرہ گلگون پوش عاجز و ناچار فرخ غواب پر بیٹھی کہ رہی ہو ای شمس  
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہوں  
اتھکر گلگونہ کے قدموں کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق  
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشت چشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے  
میں انگشت نہیں ہو میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو ناز میں آئی تھی میں نے سحر کے  
گلگونہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمہیں  
ہو سکے اُس میں تصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور بیکار کر آواز دی ای جمشید یہ  
سحر طرار دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہو بی گلگونہ دختر فرقت و شمس کا ہن یہ کہے  
دستک دی ایک بجلی جھکی کہ ایک چھکا ہوا دیکھا وہی ناز میں تخت پر بیٹھی ہے  
انگشت بلاتے میں مثل ستارہ سحری چمک رہی ہو شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا  
کہا ای جمشید یہ سحر طرار وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم میں آیا



اپنے شعبہ سے دکھارہا ہی تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھ کو اختیار ہے اس  
 جادو گرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا اے شمس تمہارا کہنا مجھ کو بدل و جان قبول و منظور ہو گلگونہ  
 بھی سامنے کھڑی ہو شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہیں اس ساحرہ نے انگوٹھی اٹکلی سے اتاری  
 اٹا کر پٹیلی پر رکھی کہا اے شمس یہ حاضر ہی بی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجے شمس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی  
 دیکھا کہ یکایک وہ قصر حقا باگو شہ ہاے قصر سے جادو گریان پیدا ہونے لگیں کئی ہزار  
 جادو گریوں نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طرار و شمس فلک کا ہن کو گھیر لیا ہر ایک کا  
 یہ قول تھا کہ ان تینوں کو مار لو گوٹے ترخ نایچ مارنے لگیں نیرنگ سحر طرار پر جو کئی گولے  
 پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا  
 آگ بسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہرائیں میں ان خفتلوں کا علاج کیے دیتی ہوں  
 یہ کہنے باہر نکلی باہر آکر ایک دستا دی کہ قصر کرا سب جادو گریان اُسی میں دب کر  
 رہیں اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آوازیں آئیں کشتی مرانام مانگھا ٹان قصر طلسم انگشت  
 جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز و جمشید یہ کوہ پر جمع ہوئے شمس نے کہا  
 اے گلگونہ اب تم قصر قید خانہ میں جاؤ بادشاہ کو دیکھو تم کو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شاہ کو  
 جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہو سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرانا کہ حضور  
 نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت میں آئے فروت کے قتل کی تدبیر  
 ہوئی گلگونہ جلی قریب شام نزدیک قصر پہنچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے  
 ہیں پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھ کر ڈری انگشت جو جھکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہو  
 گلگونہ قریب پہنچی پہلوے قصر میں ایک دریچہ تھا اس دریچے سے جو داخل ہوئی  
 دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتیں کر رہے ہیں حسرت و دنوں کی باتوں سے  
 ہوا بدایا مینوش کہتی ہے اے شہر بار کون سی ساعت تھی کہ جو میں بد نصیب گھر سے نکلی طرہ  
 باغ نگارین کے جلی تھی کہ راہ میں حضور مل گئے یہاں کی مشقت سے زندگی نہ ہوئی فرور  
 نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہوں سمن رخ نے رو کر کہا اے شہر بار کل میں جوڑے  
 تھے کہ چکی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی بیر مکار آیا طفل امر دہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ بن سے چھٹی نہیں ملتی مجھے کہا ایسی من سحر دیکھو یہ جو رتنے نہیں تہ کیا گرد و غبار  
 اس پر پڑ رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کر دیکھو حساب دینا ہو گا تنکو سزا دوں گا بادشاہ نے  
 فرمایا دیکھئے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہہ کر رونے لگے اور کہا ایسے مینوش و فیروزہ اور  
 سمن رخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ مرثیہ بار دار پر کھینچے جلتے ہیں  
 نہ کہ ایک سکار ہو گا سناں اکتا ہو جو کچھ ظلم دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا گریہ بات ہو کہ  
 ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہیں وہ بڑھا اکتا تھا کہ طلسم کشاکش کے ہاتھ سے  
 کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اس حال میں گلگو نہ سامنے  
 آئی جال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا  
 کفیل مگر کانتا ہو گئے ہیں گل عارض مر جھائے ہوئے گلگو نہ نے سلام کیا بادشاہ نے  
 فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر جتنے نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگو نہ نے گفتار  
 کو چمکا یا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل خسار پہ  
 خراش ناخن غم جا بجا آنکھیں جو زنگس شہلا تھیں انہیں آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت  
 ہوتا ہو کہ جام ماقوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا ای  
 نازنین تو کون ہو گلگو نہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپ کو دیکھنے  
 آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہلے طرف مینوش کے دیکھا کہا ایسا ہزا دی والا قدر تم اس  
 بلا میں کیونکر کھینچیں مختار باب ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش نہ کرے  
 تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو میں نے کس اشتیاق میں شہر بار کو صحرائیں پایا یہ مجھ بدب  
 کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فروت جادو ہو مگر اب  
 مختار سے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کر و گلگو نہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وہ وہ  
 کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلح کروں فروت جادو بڑا ساحر زبردست ہے  
 دیکھئے ہواں سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادو گر نیاں کوہ نیرنگ پر قتل کیں ایسا  
 نہ ہو اس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا میں بلا تکلف حاضر ہوا  
 کرونگی یہ کہلے گلگو نہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیاس میں بین اس کو شمس نکو یاد کر کے تجھے شمس نے کہا اور ملکہ عالم  
بڑی سختی ہوا اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ  
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئین مان کو دیکھا رو رہی ہیں اب  
گلوگھونہ نے بوجھا کیوں مادر ہر بان خیر تو ہو کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا اسی نور نظر  
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اسمین میں نے عجب مضمون دیکھا تھا اسے بڑا  
مرتبہ لکھے پائے مجھ کو فوف پیدا ہوا اسی نور نظر براے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر  
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا میں نہ بھانسا نا یہ لکھ گار ان خداوند ہفت پیکر میں جو انکی مدد کریگا  
قدرت اس سے بیزار ہونے لگے گلوگھونہ خاموش ہو رہی نہ بوجھ سکی کہ مان کو شک ہو  
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤں باپ نہیں معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہو  
مگر سوچ میں ہو کہ کیا کروں کیونکہ بوجھوں کہ محل میں ہلڑ ہوا فروت جادو آتا ہے  
طفل امر و ہمراہ ہو کنیزوں نے کہا یہ لگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا  
کبخت رقیب ہوا اب اسکی موت قریب ہو فروت جادو کو اس محل کا بڑا عشق ہو فروت  
کو تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب مٹراب لاؤ مکارہ نے کنیزوں سے کہا کنیزین  
گلابان لائین فروت نے عام لبر کیا پہلے اس طفل امر کو بلایا امر و عام پی گیا  
بیٹے ہی مسخرہ بن کرنے لگا گلے میں فروت کے ہاتھ ڈال کر کہا کیوں صاحب جن قیدیوں  
کو تنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فروت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا اوجھیا  
ہم تجھ پر تاکہ کر چکے ہیں کہ اس مقدمے میں کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا مٹھ چلا کر  
بٹھا ہر چند فروت شگفتہ کرتا ہو مگر طفل کہتا ہے مجھ سے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی  
رہائی کی کیا صورت ہو آخر فروت نے کھرا کر کہا اسے تجھے کیا مطلب طفل نے  
کہا اسے کیوں ڈرتا ہو اپنے مکان میں بیٹھا ہے جبری زوجہ ہے اور دختر یہاں  
غیر کسکو سمجھا ہے میں آٹھ ہریرے ساتھ رہتا ہوں مجھے کیا غرض کہ میں کسی سے  
نہ کروں جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فروت نے کہا خبردار کسی کے سامنے  
نہ کرو نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتہ جمشید حاصل کرے اور قصر انگشتہ کو گرائے

اور جبشیر یہ سحر طراز بھی اطاعت میں ہوا اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہوئیں گ بھی  
 اُسکے ساتھ ہوا اگر انہیں سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہوئی جان جہان و ہی آرام دل  
 مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا میں آج کتاب میں دیکھ چکا ہوں چاہتا ہوں کہ بادشاہ  
 کو قتل کروں جب کتاب دیکھتا ہوں یہی نکلتا ہے کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت  
 نہیں ہو اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں قاعدہ  
 طلسم کو توڑوں بادشاہ کو قتل کروں تب ثابت ہو کہ قاعدے میں فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہو  
 بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہزاروں بھائی بندہ مارے گئے جو گرفتار ہو اسلامانوں نے  
 اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیاں ان مسلمانوں کی شریک ہوئیں گلا گونہ کو دیکھ کر میرا دل کانٹتا ہے  
 اسکی وجہ سے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہے شکار  
 کو بھی نہیں جاتی فروت نے کہا صاحب کیا کمون جو کتاب میں دیکھا ہے اسکو زبان پر  
 نہیں لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہو کہ بادشاہ کو قتل کروں مکارہ نے کہا صاحب تم کو اختیار ہے  
 گلا گونہ نے کہا اسی باب مجھ کو حکم ہو کہ میں جا کر سرکاٹ لون فروت نے کہا اسی نور نظر یہ بھی  
 کتاب میں لکھا ہے کہ جہان ان لوگوں کا خون کرے گا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ  
 قصر داران خانے سے ان قیدیوں کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے  
 گلا گونہ نے جو پہلو پایا باب کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اسی باب آپ کی زبان حکم منکر  
 دل بھرتا ہے کسی طرح یہ قتل ہو جائیں میں اسے صحرا میں لیجا کر قتل کروں جہان کو سون پانی نہ  
 یہ کیسی مجال نہیں کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہے فروت نے کہا بیٹ  
 کتاب میں وہ مضمون پڑھے ہیں کہ جس سے دل کانٹتا ہے ایسا نہو مختاری وجہ سے کوئی فتور  
 برپا ہو مکارہ نے کہا ادب بے غیرت خاموش رہ دہمدم مقدمے میں بیٹھی کے ایسے کلیات  
 کہتا ہوں خود بیٹھی کے ساتھ جاؤنگی گلا گونہ نے کہا بہت بہتر ہے مادر جہان جو ساتھ ہوگی فوراً  
 سرکاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل بہر دن چڑھے مان بیٹیاں چاروں قیدیوں کو  
 لیکر جائیں صحرا سے بے خس و خاشاک میں لیجا کر قتل کریں صرف سر لیکر چلی آؤں فروت  
 طفل اُمرد کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا روجہ سے کہا اب تمہیں اختیار ہے کل ان چاروں کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہ کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہیں ہو کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے میں زمین ہلا دوں اور طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دوں فرقت تو اپنے دربار میں آبا صاحب نشے میں دیکھ کر اسکو ہٹ گئے یہ بیچارے اس طفل امر کے ساتھ شراب پینے میں مصروف ہوا جب خوب نشہ کی دیاقتی ہوئی کپڑے اتار کے ناپنے لگا تا لیان بجاتا ہونا کہ پرانگی رکھ کے منگتا ہے تھرتھرتا پھرتا ہو اور یہ گاتا ہو ۵ بے جانان چون ہوئی بازم + دو بچکاری بندہ نوازم + بے جانان چون ہوئی - فرقت جب سہم پر آتا ہو طفل امر کے جوتی ہاتھ میں لیے ساتھ ساتھ پھرتا ہو تراق سے اس کے سر پر لگاتا ہو بیان تو یہ عیش ہو مگر گلگونہ باغ کے چیلے سے باہر نکلی طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اسی شمس کل میں مادر ہریان کے ہمراہ قیدیوں کو لیکر اسی صحرائ میں آؤنگی تم سب ٹوٹ بڑنا میں ملو ہریان کو مار لونگی اگر مادر ہریان کا سحر چل گیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے کام کرنا شمس نے کہا میں آتے ہی اسکی گردن لوٹکا اپنے بادشاہ کو رہا کر لوں گا شمس یہ باتیں کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اٹھا کر دیکھا آتقنا پس و نو بہار و مشکبار بہ حواس و پریشان تلاش میں بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھ کر آتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقنا طیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہو ایک سحر میں تنکے جنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے میں کر لینا انکے دشمنوں پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقنا طیس نے کہا میں بادشاہ کو اٹھا لوں گی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس میں رخصت ہوے گلگونہ گلگون بوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم اسی صحرائ میں آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل میں آئی وہ رات پہاڑ ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگا یا کہا اسی مادر ہریان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا اسی نور نظر جلیں گے تمہارے باپ بھی تو محل میں آویں یہ کہکے مکارہ اٹھی بوجہ پاٹ کرنے لگی بوجہ پاٹ کر کے کہ

گلوگو نہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے میں فرقت جادو طفل احمد کا ہاتھ تھا ہے  
 ہوئے محل میں آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف برآی شب کو  
 حیران نہیں کرتا ناچنے گانے میں پراساقتہ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہو کہ گلوگو نہ نے آکر  
 سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیوں کو لیجائیں فرقت جادو نے کہا ای نور نظر مجھ کو  
 تمھاری باتوں سے خوف آتا ہو مکارہ نے کہا صاحب چھو کری رات بھر جاگی ہو ہر مرتبہ  
 یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنوں کو لیجا کر قتل کریں تمام اہل طلسم کو بچائیں فرقت  
 نے کہا ای مکارہ کیا کہوں جو دل پر ہجوم غم و ملال ہو کسی مرتبہ رات کو کتاب دیجی کہیں  
 یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قصدا ظان ساحر کے ہاتھ سے ہو بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے  
 کہ جنکے معنی سمجھ میں نہیں آئے قدرت نے سب راہنیں لکھی ہیں خیر لے جاؤ گلوگو نہ  
 و مکارہ دو ہزار جادو گریوں کو لیکر تخت پر سوار ہوئیں قید خانے میں آکر پہنچیں لکھا  
 نگہبان کام بانٹ رہے ہیں بادشاہ کو جو اہر خانے میں بھیجا جاتے ہیں گلوگو نہ نے  
 کہا کہ ارے ان قیدیوں کو کام نہ دو ہم انکو قتل کر لے لیجائیں گے مگر نگہبانوں میں ایک  
 شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز  
 دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قید سی برائے رہائی جلتے ہیں  
 یہ فقرہ سنکر گلوگو نہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتیں بناتا ہے  
 یہ کیا لفظیں سناتا ہو مادر حمران ساتھ ہیں کسی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر  
 تجکو خوف ہو کہ کوئی رہا کر لیکا تو تو بھی ساتھ چل قتل میں حفاظت کرنا مکارہ نے کہا  
 ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگا کا  
 اور یہ کہنا کہ برائے رہائی جلتے ہیں کبھی اسکے حکم میں فرق نہیں پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا  
 آج تامل کرو کل لے چلنا گلوگو نہ خاموش ہوئی جا ردن قیدیوں کو کام تقسیم ہو گیا گلوگو نہ  
 نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور پرگز نہ گھرا میں  
 میں رہا کر لوں گی اگر آج اسے روک لیا شب کو اسی کی فکر کر دنگی معلوم ہو کہ نگہبانوں  
 میں ہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیوں کو

بیجانا سر اسر قاعدے کے خلاف ہو گلگو نہ ناچار مان کے ساتھ بلیڑی راہ میں مان سے  
کننے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں باغ جاؤں مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے بھی  
باتی جاتی ہو مجھ کو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہو گلگو نہ  
نے کہا اُمی مادر حریان ہی باعث اُداسی کا ہو کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو۔  
مکارہ نے کہا اُمی نور نظر مجھ کو تیرے مقدمے میں بڑے بڑے ترود ہیں کہ ایسا نہ ہو  
تو چال بادشاہ بر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے فون آتا ہو گلگو نہ نے کہا  
اگر آپ کو خیال ہو تو میں باغ نہ جاؤں لیکن گلگو نہ مان سے رخصت ہو گے باغ میں آئی  
کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکہ عالم آج حضور کو بہت پریشان باتے ہیں کہا  
صاحبو کیا کہوں کیا کیفیت ہو ا تو یہ صورت ہو کہ نہیں سکتی نظم

یاد دلو ارہی ہو ساعنہ و مینا بدلی  
کیا ہوا باغ کی اوبلیل شیدا بدلی  
ورنہ بھولی تھی ہنسے کا طرہ بقا بدلی  
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی  
کیا دوا نسخہ میں اُمی میرے مسیحا بدلی  
آنکھ ہمارے کیوں اپنے مسیحا بدلی  
چون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

سیکشی پر مجھے لہرائی ہو کیا کیا بدلی  
گل تھے جس جا پہ وہاں خار ہیں بجان  
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا  
قلزم اشک و فرقت میں ہوا طوفان نا  
دفعہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے  
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو  
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگو نہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت  
ہوشیار ہو اُسے نقارے پر یہ کھکے جو بنگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہیں  
مادر حریان نے کہا آج تامل کرو آج میں بقراط ہی کی فکر کرتی ہوں یہ کھکے ملکہ گلگو نہ  
اپنے مقام سے اٹھیں دریا سے سحر میں غوطہ زن ہو میں کچھ اشیائے سحر ہاتھ میں  
لے تلاش میں بقراط کی روانہ ہو میں جب گلگو نہ وغیرہ چلی گئیں تو بقراط جادو  
یہ کھکے اٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے میں نمک و واقف کرتا ہوں میں سب کچھ کتاب  
میں دیکھ چکا کہ گلگو نہ درپہ ہو کہ بادشاہ کو رہا کرے میں زوجہ کی ملاقات کو جانا ہوں



جا کے انتظام کروں لیکن تم لوگوں سے کہے جانا ہوں اگر میں دقت پر نہیں تو فرقت  
 سے صاف صاف کہہ دینا کہ تمہاری صاحبزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار  
 نہ کرو شاید کہ فرقت جادو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا ایو بقراط یہ ہماری مجال نہیں  
 کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں بقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف  
 حال کہہ دوں گا یہ کلمے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا رہا جب  
 اسکی ثمرات جادو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر  
 ہی اس باغ میں چند درخت ہیں کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ  
 ہی بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چار جانب سر کو اٹھا اٹھا  
 کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی میں مہیوت ہو رہا ہی اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگونہ  
 آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے میں کانپنے لگی دل سے کہتی ہو اگر یہ سچا درانداز  
 نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی  
 بادہ کبر و نخوت سے مست ہو ماش کے دانے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک نفر  
 اور ایک کار و نکالی اسہر اسم سحر بڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری  
 جب سحر کو رہا کر چکی تب لغوہ کہا کہ منم گلگونہ گلگونہ پوشش او بقراط اپنے کوچہ پنجہ  
 اجل سے نکلیا اور حال تو آنے کتاب میں شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا  
 کار و مقرض مثل شعلہ جوالہ جلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ  
 لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہو گا اُسوقت جسطح چاہنا بادشاہ کو چاہنا  
 مقرض و کار دہیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی بڑین کہ توڑ کر پشت کے پار  
 گزرنے بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گر گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات  
 جادو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل  
 جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھ کر مٹھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہو کہ شوہر میرا  
 مارا گیا بجا کر آواز دی ای شجرہ ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے  
 بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسے مارا کہ بجا یک بیج نخل سے دھوان نکلنے لگا اُس وقت

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے بوجھا اسی طائر خیال تو مجھ سے یہ ظاہر کر کہ میرے  
 شوہر کو کسے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہائے کوئی وہاں پر معین نہ تھا طائر نے مثل  
 انسان کے آواز دی کہ اسی ثمرات جادو تیرے شوہر بقراط جادو کو گلگونہ گلگونہ  
 دختر فرقت نے مارا کہہ سنگین پر لاشہ بڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر  
 موجود ہو ثمرات جادو یہ کہنے اٹھی کہ ابھی جا کر اس کیسے بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہو  
 فرقت کو جواب دیلو نگلی کہو نگلی کہ اسے میرے شوہر کو مارا میں نے اسکو قتل کیا یہ  
 کہے حیران و پریشان اُفتان و خیزان جلی مگر بدو اس عالم پاس چہرہ اُداس آنکھوں  
 سے آنسو جاری دلبر ہجوم آہ وزاری جادو سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہاں گلگونہ  
 بقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہو بلند ہو کہ سامنے سے لغزہ ہوا او شوخ دیدہ واو کیسو بریدہ  
 تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہنے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے شاہ  
 کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہو گولہ بھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر  
 کیے مگر گلگونہ نے اشاروں میں سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ  
 نے اُترتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار بھولوں کا اُتار ثمرات جادو پر  
 کھینچ مارا ثمرات نے جاہا دفع کروں مگر وہ ہار قریب آ کے ٹوٹا بھول برسے لگے  
 بوجھ بھولوں کی دماغ میں آئی بے اختیار ہو کر مچا رہی تھی کیا کہوں کہ جو حال ہو دل کے  
 ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

جی میں ہو اب کھائے کچھ رہ جائے  
 آستان یار پر مرجبائے  
 ٹھٹھٹھے ٹھٹھے آپ گھر کو جلیئے  
 سب بجا ہو آپ جو فرمائیے  
 آئیے اب پاس مجھے بلوائیے  
 شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے  
 ککے ککے واسطے گل کھائیے

دل کو کبتک بھر میں بھلا ہے  
 دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے  
 مجھے یہودہ نہ گرمی کیجیے  
 ہم جو کہتے ہیں سراسر ہے غلط  
 منہ نہیں سکتے خداوند ہجر کے  
 دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز  
 ترک عشق لالہ رویان کر دیا

از قلم محمد علی

کفر کیون بکتے ہو تو بہ کیجے  
 کچھ کرونگا میں بھی اب خدمت میں جس  
 دیدہ سوزن میں بھی بھرائیں شک  
 کی ہی جیسی ہو فانی آپ نے  
 ہاتھ بانٹن توڑتا ہوں نزع میں  
 بلغ میں او گل نظر تو آیا گیا  
 بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا  
 کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ نہ رہی  
 دل لیا ہوجان بھی گرد کار ہو  
 خوف رسوائی جو بیداری میں ہو  
 تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھر گئیں  
 زور و زور سے جسطح ممکن ہو رہا

از قلم محمد علی

جھوٹھی جھوٹھی بس قسین کھائیے  
 چکے رہیے منہ نہ اب کھلوائیے  
 زخم سینے کے اگر دکھلائیے  
 بالعوض اسکے خدا سے پائیے  
 مشکل آسان ہو مری جلد آئیے  
 خون بلیل سے تجھے نہلائیے  
 آئینہ آگے سے اب سر کائیے  
 وحشت دل اب کدھر کو جائیے  
 کیا کرو گے یاد لیتے جائیے  
 خواب میں صورت مجھے دکھلائیے  
 اتو پردہ غم سے اٹھوائیے  
 آج کل تاک اُسکو گھر میں لائیے

خمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سلمے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے خمرات جادو  
 کیا چاہتی ہو خمرات نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ  
 خمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلزار پنا کاٹ لے خمرات جادو نے بیخوف  
 تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے خمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر  
 کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی گشتی مرا نام من خمرات جادو  
 بود لیکن شمس وغیرہ صحرا میں سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان میں  
 آئی بدھو اس ہو گئے شمس آسمان پر آ کے چمکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا  
 اور تلوار کو نیام میں رکھ رہی ہو کہ شمس فلک آکر پہنچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اسے  
 گلگونہ نہ ہکو آٹھ پہر اسی صحرا میں گذرے ہیں اب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے دور رو کر  
 سب حال بیان کیا اور کہا اس بہو وہ بقراط نے باتیں بنا کر روک دیا میں نے آج  
 زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر بلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کر لو

میرے پاس انگشت چھبید موجود ہو کوئی بھگوانہ دیکھ سکا یہ بقر اٹھ حادو مرتے مرتے  
 نگہبانوں کو آگاہ کر آیا یہ نگہبان وقت جانے کے روکین گئے بادشاہ کو نہ جانے دینے  
 میں بالا علان قید خانے میں جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی ہو بھجانا بخوبی یہ وعادہ  
 کر کے گلگوانہ گلگوان پوئیں اپنے مقام سے اٹھی اندھیری رات میں طرف  
 قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہیں گئی بلکہ قید خانے کے پہلو  
 جو دریک تھا اُسی دریک سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جا کر دیکھا بادشاہ  
 آرام فرماتے ہیں شان پکڑ کر جگایا نگہبانوں نے دیکھا کوئی جگہ نہ والا بادشاہ کا  
 معلوم نہیں ہوتا مگر بادشاہ اٹھے بیٹھے ہیں نگہبانوں نے بکار کر آواز دی کہ یارہ ہوا  
 ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ دسمن منج و مینوش سفیرین کلام بھی اٹھے  
 بارہ ہزار نگہبانوں نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگوانہ نے سحر کیا کئی کے سرکٹ کے  
 زمین پر گرے نگہبانوں نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لیں گلگوانہ سحر کر رہی ہے  
 بادشاہ کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتی فروت جادو پڑا سورہا تھا طفل امر دیا  
 بیٹھا تھا جگا کر کہا ای فروت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہیں فروت سے گھبرا کر  
 آنکھ کھولی بوجھا رے کسے ربا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فروت نے اپنے  
 مقام سے اٹھ کر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای سکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا سکارہ گھبرا کر  
 دھکی فروت نے کہا طفل امر دے مجھ کو خیزی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہیں  
 یہ کیکے فروت نے ایک دسٹک دی ایک داغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا بکار کر رہے  
 آواز دی ای فروت و سکارہ گھر سے آگ لگی بقر اٹھ اور غرات باز سے گئے بقر  
 کے ارے جانے کی خبر سکر فروت گھبرا گیا کہا ای سکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف  
 قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساٹھ ساتھ لیکر جے اُسوقت آ کے پوچھے کہ دیکھا  
 قید خانے پر دریا سے خون بہ رہا ہے جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑا دھڑ  
 لاسے گھر سے ہیں فروت نے کہا ای سکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہے  
 چار دن گنگاروں کے گرد حلقہ آ رہا ہے جو قریب حلقے کے آبا سرت کر گئے ساٹھ چکے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا فون کاٹ کر اچھا لاجب خون اچھا لاجب ایک  
 برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلوگلو نہ کھڑی سحر کر رہی ہو فروت نے  
 بکار کر آواز دی کہ او مکارہ واوشہ مکارہ میں یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے  
 بقراط کے کہنے سے کل رو کا تھا اب میرے ہاتھ سے بیکر کہاں جائیگی فروت بڑھا  
 کہ گلوگلو نہ کی چوٹی پکڑو نون گلوگلو نہ نے جھولی سے انگشتہر جمشید نکالی مثل ستارے  
 کے جو انگشتہر چمکی فروت نے کہا کہ نو صاحب اور غضب دیکھو انگشتہر جمشید اس  
 شوخ دیدہ کے پاس موجود ہو رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و  
 ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے میں کون انکا لاشہ اٹھائے  
 کون انکی خبر کو جائے یہ کہ کے کینزوں کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑو  
 انگشتہر اس سے چھین لو انگشتہر ہمارے قبضے میں آجائے تو ابھی گرفتار کر لین  
 لاشہ ہمارے کینزوں میں اسکا بھی لاشہ پڑا ہوا سنے خاندان برباد کیا کینزوں نے  
 قسم کھا کر کہا کہ ای افسوسم گلوگلو نہ کو نہیں دیکھتے کیونکر گرفتار کریں سر ہتھیلی پر رکھے  
 کھڑے سحر اٹھا رہے ہیں آگ ہمیر گر رہی ہو جلے جاتے ہیں کینزوں کی زبانی چال  
 سنکر فروت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ مکارہ نے پھر دستک  
 دی برق چمکی فروت نے دیکھا کہ گلوگلو نہ ایک گوشے میں ہٹ گئی ہو مگر سحر  
 کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی ترپ کر گرتی ہو دو چار کے سرواڑ جاتے ہیں  
 فروت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلوگلو نہ کے رومی کہ جسکی وجہ  
 سے گلوگلو نہ معلوم ہوتی ہو فروت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلوگلو نہ کی پکڑو نون گلوگلو نہ  
 نے ہلک کر دعا کی کہ ای کریم کار سازو ای بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و  
 سماوی سے بچالے ہلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقنا طلیس جادو نیچہ برہنہ  
 ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی لٹکارا کہ او سچا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا  
 دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے  
 جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا طہ

گلوگو نہ پرٹولا گلوگو نہ نگاہ سے فروتس کے مخفی ہوئی فروت ٹٹولنے لگا جاتا ہوا کہ اسکو  
 پا جاؤں تو گرفتار کروں مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فروتس کے آئی  
 فروتس پر جو آئینے کا عکس پڑا مینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب  
 مجھ کو کچھ نہیں سوچتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھاموں جمشید یہ سحر طراز  
 نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونوں مینا ہوئے نیرنگ  
 نے بڑھ کر فروتس کا سر کاٹا فروتس کے سر کٹنے ہی صدائے ہا ہو بلند ہوئی  
 زمین کا نیچے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کو تو ال زندہ اسخا نہ کو مارا اعلیٰ  
 طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہو چاہتی ہے کہ اگرچہ مینا ہوں  
 مگر نکل جاؤں جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلوگو نہ اس بھیا کی قضا  
 تیرے ہاتھ سے ہو اب یہ بچنے نہ پائے گلوگو نہ نے بڑھ کر نیچہ مارا کہ مکارہ کے بھی  
 دو ٹکڑے ہوئے تمام کنیزوں کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و ستمن مرغ و مینوش  
 شیرین کلام کو لیکر نکلیں مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت  
 میرے باغ میں چلیں وہاں چند تحفہ جات ہیں اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم  
 میں آرام ملیگا مقلاتیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلیں ملکہ مینوش نے  
 منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے جلی باغ پانچ کوس  
 باقی ہو کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم بیدل چلنے کے عادی نہیں ہیں اب  
 ہم سے چلا نہیں جانا اس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے میں بادشاہ و مینوش  
 بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہو بادشاہ فرماتے ہیں  
 کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہو گا چن سرور ہمارے مثل  
 نور الہ ہر و ایرج و جالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوئے آج تک  
 اس کے نشان نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس حال میں ہیں سرداران نامی اس حسرت  
 و یاس سے قید ہوئے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم میں آئے  
 یہ کیفیت ہو سر بر بار بنج و مصیبت ہو۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو چھپا او جان حزن جانا ہو اکدن تجھے آخر بہتر نہیں ہے صورت جانان کا قصو اک سل ہو کلیجہ پہ نہیں روح بدن میں او آتش دل بھونکے تن اشک بہاد تا بوت مرا ختم کے اٹھاؤ ابھی یارو اسی رنار ملو یار سے یا پاتھ اٹھاؤ	گھبر کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا دل اور کسی شے سے ہل جائے تو اچھا جھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا جھگڑا چلے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا
--	---

مینوش نے کہا کہ اسی شہر یار یہ کنیز ابھی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صد مات اٹھائے  
خدا نے فضل کیا کہ اس قبر خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ  
بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یارو ہو طالع  
آپ کے مددگار ہیں لگا کو نہ نے بڑی جان بازی کی انگشتر جمشید لائی قبر خانہ میں  
ہو بچی مان باب کو قتل کرایا ایسا کسا کلیجہ ہو گا وہ حضور کی عاشق صادق ہو اس  
طلسم میں اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس  
انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے بلغ میں کئی تحفے ہیں وہ بھی حضور کو دستیاب  
ہونگے دشمنوں کا سحر تاثیر نہ کرے گا صرف ایک لوح قونہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے  
ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتیں کر رہے ہیں فیروزہ مگس رانی میں مصروف ہو  
کہ صحرا سے گرد اڑتی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باب ملکہ مینوش  
کا جو براے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر  
نگاہ بڑی زیر خبر جلوہ واوی امین پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہو  
نام اسکا وہم تیز رو ہو اس سے صمصام نے کہا کہ اسی وہم بڑھکر دیکھ تو سائے میں  
شجر کے کون بیٹھا ہو وہم نے کہا کہ حضور میں یہیں سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی  
پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہیں نہیں معلوم کہاں سے آئی ہیں ایسے بلغم میں  
بیے جاتی ہیں صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ



قتل کرو اس شوخ و دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دو لاکھ فوج لینا لینا کہ کے چلی مینوش نے  
 عرض کی کہ حضور غضب ہوا باب میرا صمصام بلوہ کر کے آتا ہی بڑی بہادر ام سکی  
 فوج ہو بادشاہ قیصر پر ہاتھ ڈال کر اٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالہ دار  
 کو بادشاہ نے مارا اسی کے مرکب پر سوار ہوئے لغرہ شیرانہ کیا کہ با شہید ای  
 کا فرمان بچیا وای نا بکاران پڑ دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام  
 جسکو تنہا مرگئی ہو وہ بڑھے فیروزہ توکنارے ہو گیا مگر اپنے دل میں کہتا ہے  
 کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک  
 سوار کو مارا مادیان اس کے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش  
 کے کی کہا کہ اے ملکہ اس پر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیچے  
 کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اتاری حیران دازی کرنے لگین صمصام کو اپنے  
 زور بازو پر بڑا کھنٹ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہیں  
 جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے لاشوں کے انبار لگا دیے پلٹن و  
 رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کیدان و رسالہ دار کو تھاکا اسی کو  
 تھاک کر مارا اگر د مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتش بازی مار رہا ہی  
 کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کندہ مار دیے گرتے گرتے اُسکو جھجھ مارا  
 اس طرح کئی سو جوانوں کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا  
 ہوش پراگندہ ہوئے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو  
 میں بادشاہ کو گرفتار کر لوں یہ سنکر وہم تیز رو دس عیاروں کو نیکر بڑھا اور چکار کر  
 آواز دی کہ او عیار طرار مجھ سے مقابلہ کر یہ کہہ کر اسے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا  
 خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی  
 پیکچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا شکر سے نکل گیا مگر دل میں کہتا ہو کہ اے  
 فیروزہ غضب ہوا کہ میں بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہ کہ شہر یار پر کوئی  
 افتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوئے ہی قریب بادشاہ نہیں جاتے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی  
 ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر  
 بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلو انون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکو مین  
 قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلو انون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ اے بادشاہ  
 جھجھا ہم لوگوں سے مقابلہ کیجیے بادشاہ ان پہلو انون مین سے ایک پہلو ان پر  
 جا پڑے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بنا باکری ہاتھ مار دیا کہ  
 اُس پہلو ان کے دو ٹکڑے ہوئے اور پہلو ان تعریفین کرنے لگے صمصام نے  
 پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پر نالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر  
 بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے  
 ہاتھ نیچے کا مارا ہر چند کہ آنکھوں پر قطرات خون چلے آتے مین مگر نتیجہ فمقام جو  
 تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے وہاں سے تڑپ کر سر پر گراتا دو ابرو پہونچا  
 صمصام نے دستانہ مارا تیغ جھنکا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی  
 گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلو انون نے صمصام کو سنبھالا ایک  
 پہلو ان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ  
 دوسرے نشانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلو ان نے گھوڑا بادشاہ کا  
 پو کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روئے بلوے کے کافروں نے چاہا بادشاہ کو  
 پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلو ان  
 جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلو ان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر  
 حقہ مارے آتش بازی مارے کئی کے منہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ بیٹے فیروزہ نے  
 حلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھایا اس ملد مین جو مینوش نے حملت پائی  
 مادیان کو چکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلو ان گینڈے پر سوار کر کے  
 لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوئے مگر  
 فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک فریب کی طرف سے گذرا سہیل زمین پر

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کھٹے لیے ہوئے سہیل زمین رار نے  
 پکار کر آواز دی کہ اسی جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شئی لیے جاتا ہو فیروزہ نے  
 چاہا کہ بھاگوں پاسیوں نے تیر کھٹے سیدھے کپے فیروزہ نے دیکھا کہ غریب ہو جاؤنگا  
 ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے میں ٹھہرایا کہا کہ دکھلا  
 پستارے میں کیا ہو فیروزہ نے پستارہ کھولا ایک آفتاب تابان کوٹکڑے  
 ٹکڑے پائے سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ اسی عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسے  
 زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمین رار بادشاہ کو لیکر  
 اپنے مکان میں آیا فیروزہ ساتھ ہی زمین رار نے جراح کو بلایا زخموں کو دھوا دیا  
 ٹانگے دلوئے جراح سے کہا کہ بہت کچھ شکوہ دوں گا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی  
 جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہیں کٹنے پایا ہو انشاء اللہ ایک ہفتے میں صحت  
 حاصل ہوگی یہ کہنے پٹیاں چٹھائیں زخموں کو باندھا زمین رار رومال ہاتھ میں لیکر  
 کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک  
 زمین رار مگس رانی کر رہا ہے زمین رار نے سلام کیا کہا کہ اسی شہر بار آپ کا عیار  
 آپ کو لیے جاتا تھا میں آپ کو اپنے مکان میں لے آیا ہوں امیر و اربوں کہ  
 خدمت گزاری کروں سرکار سے سرخرو ہوں بادشاہ نے زمین رار کا شکریہ ادا کیا  
 مویون کا مال لکھنے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمین رار نے فتون کو  
 بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہو جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ  
 خدمت گزاری کا چاہوں گا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہاں کی سرحد ہو کسکو خرچ دیتے ہو  
 سہیل زمین رار نے عرض کی کہ جسے حضور کو زخمی کیا یعنی صمصام جنگ آزما کی یہ  
 سرحد ہو بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گائڈن تمکو معافی میں دین گے اور  
 صمصام سے بدلہ لین گے اُس سچیا نے از روئے بلوے کے ہمارے قتل کا  
 ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لا شریک نے اُس ظالم کے ہاتھ سے بجا لیا تم تک پہنچایا  
 یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہو فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہے سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہو پیمان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہو ایک دن ایک مکان  
میں سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے زنباریاں دیہاتین گلبدین  
کے پانچاے پہنے ہوئے انہیں ٹول کی گونہیں زیور میں چاندی کے لہری ہوئیں اگر حاضر  
ہوئیں زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہنسنے جشن کیا ہو تم بھی صحبت  
میں آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہو دیہاتین شراب پیے گا رہی ہیں اُٹا سیدھا  
کچھ بتاتی بھی ہیں کہ فیروزہ صحبت میں ہو پنجابے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر  
جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسن ہو فیروزہ نے کہا کہ  
گانے والیاں ناواقف ہیں سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہیں آئین بائیں  
شائیں بجا رہے ہیں ویسا ہی گلنے والیوں کا حال ہو بے سمجھی تان لگاتی ہیں نشے  
میں گھبرا جاتی ہیں سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی میں دخل ہو فیروزہ  
نے کہا کہ ہم عیار ہیں اسکی بھی ضرورت ہوتی ہو تو گانا پڑھتا ہو سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے  
فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ سچ صحبت میں آئے بیٹھا سیدھا  
سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

کمان نکاس تری اُلفت کرین نہان شتاق  
تمہارے لطف کے ہم بھی ہیں مہربان شتاق  
پھرے تلاش میں خیری کمان کمان شتاق  
عطا لطف کا رہتا ہوں ہر زمان شتاق  
ترس گئے تری صورت کو جان جان شتاق  
ہوئی ہو چاشنی مرگ کی زبان شتاق  
تنگ آئے ہیں تیسے میں اپنی جان شتاق  
کسی حبیب کا پھرتا ہو آسمان شتاق  
ہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان شتاق  
خدا اٹھائے جہان سے نہایتان شتاق

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان شتاق  
یہاں بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے  
بتہ لگا ترا بتخانے میں نہ کعبے میں  
سنا کہ جب سے تری ذات ہو کریم درحیم  
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم  
فراق یا رشک لب نے زیست کردی تلخ  
تمہارے طالب دیدار زہر کھاتے ہیں  
قرار اسکو نہیں ایک دم کسی جا پر  
گمال حسن پر تیرے کبھی نہ آئے زوال  
عیان تھی نہ تھک کی نظروں سے یاس تا دم مرگ

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار را وٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دُلا تپلاتا تیار کندین بازوؤں پر بندھی ہوئیں تو بڑا بھر کا لٹک رہا ہو مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گمانے پر عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز بدل سے مائل ہوئی نیز ان ہو کر کیا کروں تھوڑی دیر میں جلسہ برخواست ہو گیا فیروزہ وہاں سے اُٹھ کے جس کمرے میں بادشاہ تھے وہاں آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسہ سے اُٹھی تھراتی ہوئی گوشے میں آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ اے مغرور اس جیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہو اسنے جو سنا کہ لٹکے مغرور ایک گوشے میں بیٹھی ہیں ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیوں روتی ہو چونکہ راز دان ہو بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہو گیا ہو آنکھیں ابلی ہوئیں شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیوں بہن کیا مصیبت ہو تنہائی میں رونے کی کیا صورت ہو سمجھے بیان کرو علاج کریں جو خواہش ہو سکی تدبیر کریں ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہیں مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کروں کیونکہ خاموش رہوں میرے باپ نے جنکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت میں آیا جسے اس کجغت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم و الم ہو اور کیا کمون صاف صاف تو یہ سفون ہو مجھے خواہش جنون ہو۔ **نظم**

گر تجھے روح روان رحمت جان کہتے ہیں سُخ کو گل قدرے سرور وان کہتے ہیں مرض عشق اطبا سے رشتہ خیر، موارِد جو کہ نوگرین تری بوسہ میں کے اگل زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہیں دید یوں پتہ پوچھو اُس حور کے گھر کا قاصد	سب بجا کہتے ہیں جو اہل جان کہتے ہیں لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہان بتے ہیں کچھ جنون کہتے ہیں بعضے خفقان کہتے ہیں خجہ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہیں گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہیں کسے کو چہ کو گلستان جنان کہتے ہیں
---	--

جس نے دیکھا تجھے اسی جان وہ جانبر نہوا  
 کیوں نہ وہ طفل حسین ہو دے عزیز دل  
 جس نے کتنے ہیں سخن کو مرے حاسر اسی زلف  
 اہل دل بکجو بجا آفت جان کہتے ہیں  
 یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہیں  
 اسیلے لوگ مجھے سیف دیان کہتے ہیں

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ میں لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہو فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی  
 نام تمہارا سنکر دوڑ گیا اس طور سے ذکر کروں کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا  
 اصل ہو شعلہ خیز نے مغرور کو بھولی سمجھا یا گوشے سے اٹھا کر باغ میں لائی سیر  
 گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یا جہلم محبوب دلائی سر کو دکھلا کر کہا قد محبوب  
 کی یہی صورت ہو مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر حبلی  
 اُس قصر میں آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہو باہر آکر ٹھٹھنے لگی فیروزہ کسی ضرورت  
 کو مٹھا شعلہ خیز نے اشارے سے انگاں بلایا کہا کہ تنکو ملکہ مغرور بیٹھے دفتر سہیل نے  
 اپنی صحبت میں بلایا ہو وہ نہایت حسین و جمیل ہو فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو  
 آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ  
 میں بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ بر کنیزین جو نگہبان تھیں اُنھوں نے کہا کہ اندر جائیے  
 فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف  
 چار جانب گھماے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و  
 بلبل میں اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صدر زبان چاہتی ہو کہ غمازی  
 کروں حال عشق گل و بلبل ظاہر کردوں فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ میں آیا دیکھا  
 کہ ایک چو ترہ بلور کا بے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز  
 نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکہ عالم چاہتی ہیں کہ کوئی غزل عاشقادہ گاؤں  
 تمہارا گانا بہت پسند ہے فیروزہ نے کہا کہ اسی ملکہ عالم مجھے تمہاری صحبت میں بیٹھنا  
 ناگوار ہے تم ہفت ہیکہ کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدا کے حقیقی کو  
 بچاؤ جس نے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا کیا عجائب و غرائب  
 دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سدا سر حاققت ہو اس طرح کے کلمات جو



فیروزہ نے کہے اور ہفت بیکر کی برائیاں کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کر کے  
 ناگوار ہوا کہا کہ ہتر صاحب سمجھ کر کلام کو پیداکرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا  
 کہ وہ ایک جعل ساز و مکار ہو سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا اگر  
 یہ پیداکرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہ ہو جاتا ساری مکاریاں و دغا بازیان ظاہر ہو گئیں  
 اب طلسم کشاکش کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی حملت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہو کہ اپنے  
 بندوں کے ہاتھ سے دردمن ہو بھاگا بھاگا پھرتا ہو طلسم کشا لوح طلسمی حاصل  
 کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جہن لشکر کشی کریں گے پھر بھاگ کر کہاں جائیگا مغرور نے  
 کانوں میں انگلیاں دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے خست کر دو  
 مجھ سے قدرت کی برائیاں نہیں سنی جاتیں کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر  
 طلسم باطن میں آئے اب طلسم باطن آباد ہو گا رعایا کی پرورش منظور ہوئی  
 جلے آئے بادشاہ جو یہاں کا ہو اُسے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہو سامری  
 و جنشید ولات و منات پر قدرت اُنکی غالب ہو فیروزہ نے ان باتوں کو  
 سنکر مٹھ بھیر لیا ہنس کر کہا کہ میں شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا  
 فیروزہ رنجیدہ ہو کر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خد متکداری میں بادشاہ کی  
 مصروف ہوا بعد جلنے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ اے مغرور اگر قدرت کو خبر  
 ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت میں نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانور  
 بنا دیں جہنم دکھا دیں تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز مجھ کو بھی یہی خوف  
 آتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہیں اپنی سرکشی کے پابند ہیں یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا  
 کہ اے ملکہ مغرور یہاں سے بارہ کوس پر ایک صحرا میں صمصام جنگ آزمافروش  
 ہو اگر تم کہو تو میں جا کر خبر کروں کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے غیار صاحب مجبور و  
 ناجار ہونگے تب قدموں پر گرینگے مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز میں بھی یہی ہوتی ہے  
 کہ شاید قدرت مجھ کو جہنم میں داخل کریں ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہتا ہے  
 ہمارے بزرگوں نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ پونے دو سو کو چھوڑتے



اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے ہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور عیار عاجز نہ ہو کر قدر مبوسہ کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہیں پائی جانی تکرارے شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا مجال جو عیار پر دست انداز ہو میں خود گم کر بجا لوں گی اگر آپ کے والد طرفداری کریں گے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائیں گے صمصام وہ ہیلوان ہو کہ اس اقلیم میں کوئی اُسکا مثل نہیں یہ آپس میں صلح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہاں ایک دن بادشاہ جو اٹھ کر بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اسی سہیل نظر انصاف سے دیکھو کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبہ سے بخوبی ماہر ہو طلمس ظاہر سے بھاگ کے طلمس باطن میں آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہاں کا بادشاہ جو اُسکے دماغ میں غور بھرا ہے قصر عجائب میں ہفت پیکر کو اُٹھارا ہو اور وعدہ کیا ہو کہ میں طلمس کشا سے لوح جحیم کو ننگا سب ساتھ والوں کو گرفتار کر دوں گا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہیں کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہیں مگر ایسی تدبیر کروں کہ مبہوت ہو جائیں اسم اعظم بڑھنا موقوف کریں ملاحظہ عجائب و غرائب میں مصروف رہیں ایسی ہی تدبیر واسطے طلمس کشا کے کروں گا بادشاہ تو فصحان عرب سے ہیں ایسی دلیلین باطل ہو مذہب ہفت پیکر کی فرمائیں کہ سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہو دین خدا سے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساجہ زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہو سہیل زمیندار صدق دل سے مسلمان ہوا اپنے گاؤں کے لوگوں کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا ہے بادشاہ کی دلیلین سٹھواتا ہے وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہیں دس ہزار آدمی اُس قریے میں رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سب کو سہیل نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہیں گھبرا کر

عرض کرتے ہیں کہ کیوں حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہیں بادشاہ فرماتے ہیں  
 کہ انشا اللہ میں صحت پا کر جلو نگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے  
 پر بہت خوش و خرم ہیں لیکن شعلہ خیز بھرتی پھرتی لشکر میں مصمام جگہ آنا  
 کے یو بخی مصمام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا جو سر کھیل رہا تھا کہ  
 دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگوں سے پوچھتا ہوا آتا ہوں کہ یہاں  
 دوران و گر شاہ سب جہان یعنی مصمام جگہ آزاد ماکان تشریف رکھتے ہیں  
 لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہیں شعلہ خیز سلام کر کے سامنے آئی  
 کہا میں کچھ عرض کرونگی مصمام نے پہلو میں جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان  
 کرنگی شعلہ خیز نے کان میں مصمام کے کہا کہ آپ کے دشمن ہفت پیکر پستون  
 کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے  
 میں فرود کش ہیں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا  
 سہیل زمیندار نے اپنے مکان میں جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے  
 نصف قریہ مسلمان ہو چکا مگر بیٹی اسکی بڑی بختہ ہفت پیکر پرست ہے  
 چاہتی ہو کہ بادشاہ قتل ہوں مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے  
 خدمت میں مغرور کی بجز سنگزاری حاضر ہے مصمام نے کہا کہ یہ کیا باعث  
 شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہو چاہتی ہو کہ میری خدمت کرے جب  
 اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناجار ہو کہ حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانے گا  
 مصمام نے کہا کہ کل صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج  
 ہوسارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دوںگا مشکین باز دھکر  
 خدمت میں اس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دوںگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا  
 مصمام نے بختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہو گا تم اپنے قصر سے دیکھ لیا  
 لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ  
 بمقتار مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائیں پر قریے کے ایک

باغ ہو اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو کچا نام اُس طرف مختار کوئی ملازم بیجا کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لے کر تیر اندازی کرتے ہیں۔ اہل قریہ کو مار لین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریہ کی حکومت دین گے تنکو غنیمت کر دین گے اور چنہ قریہ بھی اُس قریہ کے خراج گزار رہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دوں گا اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہی تو عیار کو بھی ابک نیزہ مار دینا ہم کہاں گے کہ غنیمت میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہیں گی بعد اُس کے مرنے کے تنکو قبول کر لیگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت بجکر پرستون میں نام کیا بیان شب کو بادشاہ برائے فرحت قصر برآکے بیٹھے چونکہ زخم و غیرہ صحیح ہو چکے ہیں چنہ باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تڑپایا یہ غزل شروع کی - نظم

گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف  
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف  
گردن جھکائی کو چپہ جلد کی طرف  
جاتا ہو دھیان جب تری ادا کی طرف  
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف  
آوازے ہیں اسیرون کے آزاد کی طرف  
مد نظر ہے محسن حسن ادا کی طرف  
منٹھ سوے قبلہ آنکھیں ہوں جلا کی طرف  
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف  
کس کا خیال جاتا ہے بیدار کی طرف

افتد ہو وے بلبل ناشاد کی طرف  
برسون سے قد یار کا معنوں نہیں بچا  
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری  
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو  
لایا ہو عشق حسن کا تیرے کشان کشان  
نکلا ہو تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ  
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتوں سے عشق  
گردون سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار  
طاقت ہو کسی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے  
عاشق ہیں محو حسن جو چاہو ستم کرو

<p>ہمیت الحزن میں میرے وہ یوسف اکرام کر جوش جیون ہے موسم گل کا ہو نور شہور دھوکا دیا ہو دم نے کس گل کی زلف کا شیریں بھی جاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا آتش یہ وہ زمین ہو کہ جسمیں شفیق من</p>	<p>شادی کچھ بھی گزر ہو عزم آباد کی طرف سودائی کھینچے جانے ہیں حار کی طرف بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف</p>
---	--

روانغ بادشاہ کا تہہ شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ دقت آیا ہو کہ فی نواز زرین پوش  
جنگ زرین ہاتھ میں لیکر بخش گاہ آسمان چارم بر آیا سہیل بھی خدمت میں  
بادشاہ کی حاضر ہو چکا ایک گاؤں میں ہلٹ ہوا فوج ہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے  
آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ اسی فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہو  
فیروزہ صحبت سے اٹھا دڑا ہوا گیا گھبراہٹ ہو آیا عرض کی کہ اسی شہر بار صمصام جنگ آزمائے  
کو کسی نے خبر دی وہ گاؤں میں آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھبرائے اٹھا  
پاسیوں کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں انکو خبر کرو اور سب سے  
کہو کہ وقت جان بازی ہو صمصام بد انجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جان  
دین گے پاسیوں نے دوڑ کے آوازیں دین کہ اہل اسلام اپنے اپنے مکانات  
سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر فریہ  
میں گھس آیا ہے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے  
ہیں جگے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوئے مکان سے نکلا یہاں بادشاہ  
سوار ہوئے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اسکو  
دوہل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے  
لبوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے نمایاں ہوئے  
بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار  
دیکھے اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ بادشاہ جمجاہ

مہم شاہ شالمان فریدون چشم | بہار گلستان کاؤس وجم | ہزیر دمان قائل کافرن

گل نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ حجابہ کے بجانباری  
 لڑ رہا ہو جسے سامنا کیا اُسکو نیزہ زار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی ہیلوان  
 سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہر کاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ  
 پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام کہتا اٹھ کر اسی طرف چلا بادشاہ  
 جنگ رستما نہ کرتے ہوئے آتے ہیں کہ نعرہ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ  
 نے لاکڑا کہ او نامرد ازنی ان غریبوں نے کیا لیا تھا کہ جنگ تو نے قتل کیا تو اگر بیرون  
 قریہ آکر اترتا ہر جنس کہ فوج حیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلے میں  
 آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غر با کو قتل نہ کرو  
 فوج والے جم کر کھڑے ہوئے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے  
 نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان بر لیا آپس میں نیزہ چلتے لگے بعد  
 تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام  
 کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ اسی بادشاہ اتنے بڑا غصب کیا کہ نیزہ  
 میرے ہاتھ سے نکلا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا میں نے  
 اپنی عملداری میں کسی ہیلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہ کے  
 بعد کبر و غر ورتلوار پھینچی خبردار خبردار کہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے  
 تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی جا ہا کہ تلوار مار کر ملیٹون بادشاہ نے الجھا وے سے  
 ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تیغہ مقام کا مار دیا صمصام نے سیر کو چہرے  
 کی سیاہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سیر کے ٹکڑے کیے سیر کو کاٹ کر تلوار جو گوی خود  
 کو کاٹا سراسر کلہ اور جڑے کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ ساز  
 کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا  
 لینا لینا کہ بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانوں سے دولا کھ پر  
 جا پڑے کنواروں کا بلوہ ہو لٹھ چل رہا ہو جسپر لٹھ مارا تلوار سکی ٹوٹی سر پھٹ  
 گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پاہل ہونے لگے مثلِ شہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے حیر کس کام کا چاہتے ہیں بادشاہ کو گرفتار کر لیں بادشاہ ہنگامہ کھڑے ہیں جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج میں آکر کھڑے ہیں ہزار ہا افسروں کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنواروں نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں دریائے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آنے عرض کی کہ اے شہر یار ہم جنگ سے عاجز ہوئے امیدوار ہیں کہ دامن میں پناہ دیے جیے آپ کے زیر سایہ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کریں بادشاہ نے تلوار رو کی ساتھ تلوار کو متع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۃ اسلام میں آئے سہیل کس قدر خوش ہو کہ بھولوں نہیں سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیٹے میں نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا منظور کرے وہ آمادہ حرب و بیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقنا طیس و نو ہار و شکیبا و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر ہونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے بادشاہ کو شیریں جہان نانی پر پایا سب نے قدبوسی کی ہمیشہ صمصام میں ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سننے ہی کانپ گیا خراج خیرت میں بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ میں تابعدار ہوں بدون قدبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہم نے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ میں حضور کے ساتھ رہوں گا میری ہی سلطنت ہو کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہوں بادشاہ نے اس کے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے میں بادشاہ جمہاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جا بجا حاکم مقرر کیے خراج و بلج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر میں پہونچائیں شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہو کہ حضور کے ساتھ کدوکاوش کرے مگر تاہم ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے :

ان لشکر کشی قصر عجائب میں کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ  
سولت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے میں ہفت پیکر کے جاتین اور اس سے  
مقابلہ کریں حضور یہاں سے کوچ کریں شاید آپ ہی کے مقابلے میں ہفت پیکر  
آئے مگر یہ غلام بخوبی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا معنی  
طلسم کشا ہی سے پڑا گیا وقت پر اس کے لڑا گیا آئندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے  
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے  
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہوں آئندہ جلد سوم میں تحریر کرونگا  
بادشاہ کوچ کر کے قریہ سہیل سے چلتے ہیں دیکھیے کہاں پہنچیں۔

تقریظ چکیہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین خلیف سہیل  
فرزند و لبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سر ابا  
تفسیر کج معج زبان زلہ ربا سے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین  
میں عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے  
بھر دیا ہو وہ وہ داستانیں لکھیں کہ ناظرین والا تمکین پڑھ کر نہایت خوش  
ہونگے اور تیسری جلد میں جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہیں کر سکتا مقابلہ  
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہو مشرعا  
کو فراموش کریں ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا  
فتنہ نور افشان تین جلدوں میں ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیار یان  
بے نظیر لڑائیوں با تو قیر اس کے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے  
جودستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانہ عشق نئے طور کے مقابلہ جرات  
و جلالت سے بھرے ہوئے میری زبان نہیں کہ میں اس کتاب کے اوصاف لکھوں



میرے قبلہ و کعبہ میں ہر چند کہ بُرائی کو بھی بھلائی جاؤنگا مگر یہ چند فقرات میرے  
ناظرین پر بردقت ملاحظہ فرمادے ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبع از مصنف کتاب در صنعت و توشیح اگر از ہر مصرع  
یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا کردو

شراب مسقا کا دورہ ہوا  
کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا  
نہ ہوناظرین کو بھی ہرگز مالا  
اسے اہل بینش کریں گے عزیز  
اسی طور کی صاف تفسیر ہو

مجھے سا قبا جام عشرت ملا  
خدا نے عجب فخر مجھ کو دیا  
ہے اپنے دستور کا بھی خیال  
جو لکھوں زبان صاف ہو باتیر  
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت بکر نول کشور پریس میں ماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۵ روپے	۵۔ جلد مطلع الانوار	۵ روپے	طلسم فتنہ نور افشان۔ جلد اول
۵ روپے	۶۔ جلد خزینۃ الاسرار	۵ روپے	جلد دوم
۵ روپے	۷۔ جلد نور الالوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	۵ روپے	جلد سوم
۵ روپے	۸۔ جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	۵ روپے	جلد اول دفتر ہشتم
۵ روپے	۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ مغز الدین نامہ	۵ روپے	ایضاً جلد دوم
۵ روپے	داستان امیر حمزہ بالقصیر۔ ہر چار دفتر	۵ روپے	طلسم مفت پیکر۔ جلد اول
۵ روپے	سلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبداللہ و	۵ روپے	جلد دوم
۵ روپے	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	۵ روپے	جلد سوم
۵ روپے	الف لیله بالقصیر۔ دو کالم میں مشہور افشا	۵ روپے	طلسم نوخیز جمشیدی۔ جلد اول
۵ روپے	ایک ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا	۵ روپے	جلد دوم
۵ روپے	ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	۵ روپے	جلد سوم
۵ روپے	سجانب طبع اودھ اخبار نشی طوطا رام شایا	۵ روپے	طلسم خیال سکندری۔ جلد اول
۵ روپے	مروم نے کیا اور بر مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	۵ روپے	جلد دوم
۵ روپے	خان صاحب متخلص بہ جلد مع تصاویر طبع ہوا	۵ روپے	جلد سوم
۵ روپے	فسانہ عجائب حلی قلم بالقصیر۔ بعبارت	۵ روپے	طلسم زعفران زار۔ جلد اول
۵ روپے	انگین و مکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۵ روپے	جلد دوم
۵ روپے	الف لیله بالقصیر۔ کامل۔ ہر چار جلد	۵ روپے	ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل
۵ روپے	پنجابی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۵ روپے	مصنفہ محققہ خان۔ خیال دہلوی
۵ روپے	قصہ شہزاد ہمازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیله	۵ روپے	۱۔ جلد مہدی نامہ
۵ روپے	کامروپ کا جادو آردو۔	۵ روپے	۲۔ جلد۔ دو حصہ الالبصار موسوم بہ مغز الدین
۵ روپے	جادو تحفہ۔ قصہ دلچسپ از نواب حیدر علی خان	۵ روپے	۳۔ جلد۔ ضیاء الالبصار موسوم بہ جمشید نامہ
۵ روپے	فسانہ عجائب حلی قلم بالقصیر۔ کاغذ سفید	۵ روپے	۴۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	فسانہ کوپنڈیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان		فسانہ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا حبیب علی
۶	نائب و لچب فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم نرم	۶	سرور مرحوم
۸	دو دن عمدہ۔	۳	ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب ارباب
۴	فسانہ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین	۳	سروش سخن بال تصویر۔ بحواب فسانہ عجائب
۴	قصہ سیاہ پوش۔ از غنایت الدنیا تخلص قیس	۵	از سید فخر الدین حسین مودودی
۸	فسانہ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۴	ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا
۸	فسانہ دل فریب۔ از منشی فد علی گلش عرف	۴	طاسم حیرت۔ از فسانہ دلچسپ از منشی
۵	ایچھے صاف	۵	جعفر علی تخلص شیون
۱	قصہ زار شمس مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۵	باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چار و رویش
۳	سنگا سن بتیسی	۳	بال تصویر۔
۲	ماہک نل دیتی۔ مولفہ منشی بنایک پرشاد	۳	ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا
۹	قصہ موتی و بنولہ	۳	طاسم فصاحت۔ قصہ عجیب و غریب
۳	بیتان بھیمی بال تصویر۔ قصہ مشہور	۹	سید محمد حسین جاہ مرحوم
۳	گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند	۳	آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی بال تصویر
۲	طوطا کہانی بال تصویر مصنفہ سید حیدر بخش	۴	از سید حیدر بخش
۲	متخلص بہ حیدر	۵	ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا
۱	قصہ گل صنوبر۔ از منشی بیچم چند	۱	مقتول جفا۔ معروف بہ فسانہ غم آمودار
۱	ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ مسٹر	۱	حافظ امیر الدین۔
۵	ہنری فانٹوم صاحب	۱	نوطر مرصع۔ از محمد عوض
۸	نورتن۔ قصہ مشہور از محمد بخش صاحب	۸	بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سبیلی
۲	قصہ اگر گل۔ قصہ مشہور	۲	فقیر محمد خان
۹	سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۳	سیراب باغ۔ از میر محمد علی تلو مرحوم